

تحقیقات نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي
الْفُتُوَى الرُّضَوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 23

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تصنیف الشیخ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

العطاء يا النبي في الفتاوى الرضوية

مع تخریج وترجمہ علی عبارات

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودہویں صدی کا عظیم الشان
فقہی انسائیکلو پیڈیا

جلد ۲۲

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ

۱۳۴۰ — ۱۳۶۲
۱۹۲۱ — ۱۹۸۶

رضا فاؤنڈیشن • جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون کوہاری دروازہ، لاہور، پاکستان (۵۳۰۰۰)

۴۶۵۴۳۱۳

فون ۴۶۶۵۴۴۳

اجمالی فہرست

۵	پیش لفظ
۹	نماز و طہارت
۱۰	روزہ و زکوٰۃ و حج
۱۰	جنازہ و زیارت قبور و مزارات اولیاء
۱۱	ایصالِ ثواب و صدقہ و خیرات و سوال
۱۶	ذکر و دُعا
۱۸	نکاح و طلاق
۱۹	نسب
۲۵	رسم و رواج
۳۲	حدود و تعزیرات
۳۳	آداب
۴۸	زینت
۵۰	کسب و حصول مال
۶۲	علم و تعلیم
۷۲	مجالس و محافض

فہرست رسائل

۱۳	○ زاد القحط
۲۰	○ اراء اولاد
۲۴	○ ہادی الناس

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳
تصنیف	اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فیضانِ کرامت	مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	مولانا صاحبزادہ محمد عبد الصطفی ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوہ
اجتہاد	مولانا صاحبزادہ قاری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت
ترجمہ عربی عبارات	حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی محمد سیف الرحمن ہری پور ہزارہ
ترتیب و فہرست	" " " " " " " "
ترویج و جہد	" " " " " " " "
تحریک و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی، مولانا محمد اکرام اللہ شہ، مولانا غلام حسن
کتابت	محمد شریف گل، کریم الہاں (گوجرانوالہ)
پیشنگ	مولانا محمد منشا تابش قصوری صدر شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
صفحات	۷۶۸
اشاعت	ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ / فروری ۲۰۰۳ء
مطبوع	
ناشر	رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت	

ملنے کے پتے

- رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
- ۰۳۰۰ / ۹۳۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۴۲
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
- ضیاء المشرقین پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
- شعیب پراورز، س م بی، اردو بازار، لاہور

- ٢١١ _____ ☐ الكشف شافيا
 ٢٤١ _____ ☐ أدلة الطاعنة
 ٢٩٥ _____ ☐ حاك العيسبي
 ٦٠٢ _____ ☐ خير الأمال





پیش لفظ

الحمد لله ! اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے غزائی شاگرد اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مضافاً فاؤنڈیشن کے نام سے بڑا ادارہ مارچ ۱۹۹۰ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق و فتاری سے مجوزہ منصوبہ کے تحت آئی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطا یا النبویۃ فی الفتاویٰ الہادیۃ المعروف بہ فتاویٰ رضویہ کی تخریج و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاویٰ مذکور کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جلد بجدہ و بعایت رسولہ اکرم تقریباً تیرہ سال کے مختصر عرصہ میں تیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب التہجد، کتاب الطلاق، کتاب الایمان، کتاب الحدود و التعزیر، کتاب السیر، کتاب الشرک، کتاب الوقت، کتاب المیراج، کتاب الخوارج، کتاب الشہادۃ، کتاب القضاء و الدعاوی، کتاب الوکالۃ، کتاب الاقرار، کتاب الصیغ، کتاب المضارب، کتاب الامانات، کتاب العاریہ، کتاب الہب، کتاب الاجارہ، کتاب الاکراء، کتاب الحجر، کتاب الغصب، کتاب الشفعہ، کتاب القسم، کتاب المزارعہ، کتاب الصيد، کتاب الذبائح، کتاب الاضیغہ اور کتاب الخضر و الاباحہ کے حصہ اول و دوم پر مشتمل بائیس جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن کی تفصیل سنیں، مشمولات، مجموعی صفحات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے :

سجل	عنوانات	سجل	سجل	سجل	سجل
سجل	سجل	سجل	سجل	سجل	سجل
١	كتاب الطهارة	١١	٢٢	شعبان المعظم ١٤١٠ - مارچ ١٩٩٠	٨٢٨
٢	"	٤	٣٣	ربيع الثاني ١٤١٢ - نومبر ١٩٩١	٤١٠
٣	"	٦	٥٩	شعبان المعظم ١٤١٢ - فروری ١٩٩٢	٤٥٦
٤	"	٥	١٢٥	رجب المرجب ١٤١٣ - جنوری ١٩٩٣	٤٦٠
٥	كتاب الصلوة	٦	١٢٠	ربيع الاول ١٤١٣ - ستمبر ١٩٩٢	٦٩٢
٦	"	٢	٢٥٤	ربيع الاول ١٤١٥ - اگست ١٩٩٢	٤٣٦
٧	"	٤	٢٦٩	رجب المرجب ١٤١٥ - دسمبر ١٩٩٢	٤٢٠
٨	"	٦	٣٢٤	محرم الحرام ١٤١٦ - جون ١٩٩٥	٦٦٢
٩	كتاب الجنائز	١٣	٢٤٣	ذيقعدہ ١٤١٦ - اپریل ١٩٩٦	٩٣٦
١٠	كتاب الزکوة، صوم، حج	١٦	٣١٦	ربيع الاول ١٤١٤ - اگست ١٩٩٦	٨٣٢
١١	كتاب النکاح	٦	٢٥٩	محرم الحرام ١٤١٨ - مئی ١٩٩٤	٤٣٦
١٢	كتاب النکاح، طلاق	٣	٣٢٨	رجب المرجب ١٤١٨ - نومبر ١٩٩٤	٦٨٨
١٣	كتاب الطلاق، ايمان، عہد، تعویذ	٢	٢٩٣	ذيقعدہ ١٤١٨ - مارچ ١٩٩٨	٦٨٨
١٤	كتاب السیر (١)	٤	٣٢٩	جمادی الاخریٰ ١٤١٩ - ستمبر ١٩٩٨	٤١٢
١٥	" (ب)	١٥	٨١	محرم الحرام ١٤٢٠ - اپریل ١٩٩٩	٤٣٢
١٦	كتاب الشریک، كتاب الوقت	٣	٣٣٢	جمادی الاولیٰ ١٤٢٠ - ستمبر ١٩٩٩	٦٣٢
١٧	كتاب المیراث، كتاب الحج، كتاب الخصال	٢	١٥٣	ذيقعدہ ١٤٢٠ - فروری ٢٠٠٠	٤١٦
١٨	كتاب الشهادة، كتاب القضاء، الدعوى	٢	١٥٢	ربيع الثاني ١٤٢١ - جولائی ٢٠٠٠	٤٣٠
١٩	كتاب الوکالہ، كتاب الاقرار،	٣	٢٩٦	ذيقعدہ ١٤٢١ - فروری ٢٠٠١	٦٩٢
	كتاب الصلح، كتاب المضاربة،				
	كتاب الامانات، كتاب العارية،				
	كتاب المہر، كتاب الاجارہ،				
	كتاب الاکراه، كتاب الحجر				

۲۰	کتاب النصب، کتاب الشفعہ، کتاب القصر، کتاب المزارعہ، کتاب الصیۃ النجیح، کتاب الایضہ	۳۳۳	۲	صفر الثانی ۱۴۲۲ھ — مئی ۲۰۰۱ء	۶۳۲
۲۱	کتاب المحظوظ والاباحہ (حصہ اول)	۲۹۱	۹	ربیع الاول ۱۴۲۳ھ — مئی ۲۰۰۲ء	۶۷۹
۲۲	کتاب المحظوظ والاباحہ (حصہ دوم)	۲۴۱	۶	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ — اگست ۲۰۰۲ء	۶۹۲

فتاویٰ رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی ہے جو معروف و متداول کتب فقہ و فتاویٰ میں مذکور ہے۔ رضا فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی بیسٹس جلدوں میں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے مگر فتاویٰ رضویہ قدیم کی جتنی چار مطبوعہ جلدوں (جلد نم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محل نظر ہے۔ چنانچہ ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ محسب اہلسنت و مطہر اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی صاحب اور دیگر اکابر علماء و مشائخ سے استشارہ و استفسار کے بعد اراکین ادارہ نے فیصلہ کیا کہ آئندہ شائع ہونے والی جلدوں میں فتاویٰ رضویہ کی قدیم جلدوں کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے۔ عام طور پر فقہ و فتاویٰ کی کتب میں کتاب الاخیار کے بعد کتاب المحظوظ والاباحہ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے اور ہمارے اداغی سے شائع شدہ بیسویں جلد کا اختتام چونکہ کتاب الاخیار پر ہوا لہذا اکیسویں جلد سے مسائل محظوظ و اباحت کی اشاعت کا آغاز کیا گیا۔ اس سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب اعلیٰ دامت برکاتہم العالیہ کی تحقیق انیت کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ اور رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ فتاویٰ رضویہ قدیم میں کتاب المحظوظ والاباحہ کے عنوان پر مشتمل جلد جس کو مکتبہ رضا ایوان عرفی جیسلمپور نے جلد دہم اور رضا اکیڈمی بمبئی نے جلد نم کے نام سے شائع کیا ہے وہ غیر مرتب اور غیر مربوط ہے اس میں شامل بعض رسائل کی ابتداء و انتہا متاخر نہیں، کچھ رسائل بے نام شامل ہیں جبکہ بعض رسائل کے مندرجات یکجا ہونے کی بجائے متفرق و منتشر طور پر مذکور ہیں، اس جلد میں شامل دونوں حصوں کے عنوانات و مسائل ایک جیسے ہونے کے باوجود دونوں کی فہرست یکجا نہیں کی گئی، لہذا اس کی ترتیب و ترمیم خاصا مشکل اور وقت طلب معاملہ تھا، راقم نے متوکلاً علی اللہ اس پر کام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے روحانی تصرف و کرامت کے صدقے میں توقع سے بھی کم وقت میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا الحمد للہ علی ذلک۔

کتاب المخطوطات کی ترتیب جدید میں ہم نے جن امور کو بطور خاص ملحوظ رکھا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں :

- (ا) مخطوطات سے متعلق فتاویٰ رضویہ قدیم کے دونوں مطبوعہ حصوں کی (استفتاء میں مذکور) مسائل کے اعتبار سے یکجا توہب کر دی ہے۔
- (ب) ایک ہی استفتاء میں مختلف ابواب سے متعلق مسائل مذکور ہونے کی صورت میں ہر مسئلہ کو مستفتی کے نام سمیت متعلقہ باب کے تحت درج کیا ہے۔
- (ج) فتاویٰ رضویہ قدیم کی کتاب المخطوطات میں شامل رسائل کو ان کے عنوانات کے مطابق متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (د) رسائل کی ابتداء و انتہا کو متماز کیا ہے۔
- (ه) بے نام رسائل کے ناموں کو ظاہر کیا ہے۔
- (و) جن رسائل کے مندرجات و مشمولات یکجا نہ تھے ان کو اکٹھا کر دیا ہے۔
- (ز) مخطوطات سے متعلق بعض رسائل المصنف علیہ الرحمۃ جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ ہو سکے تھے ان کو بھی مناسب جگہ پر شامل اشاعت کر دیا ہے۔
- (ح) توہب جدید کے بعد موجودہ ترتیب، سابق ترتیب بالکل مختلف ہو گئی ہے، لہذا پوری کتاب کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے تیار کرنا پڑی۔
- (ط) جلد ۴ میں شامل تمام رسائل کے مندرجات کی مفصل فہرست مرتب کی گئی۔
- (ی) المصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعض مقامات پر گفتگو کرتے ہوئے اپنے تجرملی کے پیش نظر ایسے مسائل بھی زیر بحث لے آتے ہیں جو متعلقہ ابواب میں سے کسی کے تحت مندرج نہیں ہو سکے ایسے مسائل کے لئے مفصل فہرست کے بعد ہم نے ضمنی مسائل کے عنوان سے الگ فہرست مرتب کی ہے۔

کتاب المخطوطات کی مہرجم

سوائے ان رسائل کے جن کو اب فتاویٰ میں سے برے سے شامل کیا گیا ہے، پوری کتاب المخطوطات کی عربی اور فارسی عبارات کا مکمل ترجمہ جامع معقول و معقول فاضل جمیل، محقق شہیر، مصنف کتب کثیرہ، فخر المدین حضرت مولانا علامہ مفتی قاضی محمد سعید الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کیا ہے جو اساتذہ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا محمد عبد الباقی بن مولانا مفتی محمد سعید غوث

(کھلا بٹ، ہزارہ) کے صاحبزائے اور استاد الاستاذہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد خلیل صاحب محدث ہزاروی کے فرما سے ہیں، آپ نے تمام درسیات اپنے والد گرامی سے پڑھیں، فارغ التحصیل ہوتے ہی دینی تدریس سے وابستہ ہو گئے اور سالہا سال آپ نے اہلسنت کے معروف ادارے جامعہ رحمانیہ ہری پور میں بطور شیخ الحدیث تدریسی فرائض سرانجام دئے، آپ کے آباء واجداد نے ڈنکے کی چوٹ پر احتیاقی حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیا، چنانچہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا قاضی محمد عبد السبحان صاحب اور برادر اکبر حضرت مولانا قاضی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی متعدد درسی وغیرہ کی تصانیف اور باب علم میں معروف ہیں، مناظرہ و رتبہ پندہاں خصوصاً رتبہ و بابسیہ میں ان بزرگوں کی خدمات کو اہل سنت و جماعت میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

تیسویں جلد

یہ جلد کتاب المنظر والاباۃ کا تیسرا حصہ ہے جو ۴۰۹ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور پر ۶۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد میں بنیادی طور پر جن ابواب کو زیر بحث لایا گیا وہ یہ ہیں، طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جنازہ، زیارت قبور، ایصال ثواب، صدقہ و خیرات، سوال، ذکر و دعا، نکاح و طلاق، نسب، رسم و رواج، حدود و تعزیر، آداب، زینت، کسب و حصول مال، علم و تعلیم اور مجالس و محافل۔ دیگر کئی ایک ابواب سے متعلق مسائل کثیرہ پر ضمن گفتگو واقع ہوئی لہذا اہل الحدیث نے مسائل و مسائل کی مفصل فہرست کے علاوہ مسائل ضمنیہ کی ایک فہرست بھی قارئین کی سہولت کے لئے تیار کر دی ہے نیز اس جلد میں شامل مستقل ابواب سے متعلق مسائل اگر کہیں ایک دوسرے کے تحت ضمنی مندرج تھے تو ان کی فہرست ہم نے متعلقہ باب کی مفصل فہرست کے آخر میں بطور ضمیمہ ذکر کر دی ہے تاکہ ان مسائل کی تلاش میں وقت و ابہام پیدا نہ ہو۔

انتہائی دقیق اور گر انتہائی تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل سات رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں،

(۱) الکشف شافیا حکم فونوجو افیا (۱۳۲۸ھ)

فوز کرامت میں قرآن پاک بھرنے اور سننے نیز اس سے مزامیر وغیرہ کی آوازیں سننے کا حکم

(۲) حاک العیب فی حرمة تسوید الشیب (۱۳۰۴ھ)

سیاہ خنہ اب کی حرمت کا سولہ حدیثوں اور اقوال ائمہ سے ثبوت

(۳) (۱۳۱۲ھ) ارادة القحط والموت بدعوة الجيوان ومواساة الفقراء (۱۳۱۲ھ)

مشرکہ طور پر مسلمان محلہ داروں کے صدقہ و خیرات کی ایک صورت کا بیان

(۴) (۱۳۲۹ھ) ارادة الادب لفاضل النسب

خصیصۃ نسب کے شرعاً معتبر ہونے یا نہ ہونے کا بیان

(۵) (۱۳۱۲ھ) هادی الناس فی رسوم الاعراس

شادیوں کی بعض رسوم مثلاً سہرا وغیرہ پر حکم شرعی کا روشنی بیان

(۶) (۱۳۰۶ھ) الادلة الطاعنه فی اذان الملاعنه

روافض کی اذان اہل سنت و جماعت کو سننا کیسا ہے

(۷) (۱۳۱۸ھ) تحیو الامال فی حکم الکسب والسوال

روپیہ کما ناکب فرض، کسب تحب، کسب مکروہ، کسب حرام اور سوال کرنا کسب جائز اور کسب ناجائز ہے

ان میں سے مقدم الذکر دو رسالے پہلے سے فتاویٰ رضویہ قدیم کی کتاب المحظور والاباحہ میں شامل تھے

جبکہ باقی پانچ رسائل اب شامل کئے گئے ہیں۔ مسئلہ میلاد سے متعلق ایک انتہائی اہم فتویٰ بھی اس جلد

میں شامل کیا گیا ہے جو صفحہ ۵۹ پر مسئلہ ۴۰۹ زیر عنوان "بجاس و محافل" مذکور ہے۔



حافظ محمد عبدالستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ

فردی ۲۰۰۳ء

فہرست مضامین مفصل

نماز و طہارت	امامت کرتا ہر تو اس کے اخراج کی تدبیر
(امامت، جماعت، استنجا، وضو، غسل، تیمم وغیرہ)	۹۲ کریمہ الامام عظیم کا مستی ہے۔
ہندوؤں کے ہاں کھانا کھانے والے اور ایک عورت کو ساتھ لئے پھرنے والے مولوی کی امامت کیسی ہے۔	۹۶ کون سی غیبت ممنوع اور کونسی غیر ممنوع ہے۔
ہندوؤں کے یہاں کا گوشت وغیرہ کھانا شرعاً کیسا ہے۔	۹۵ ایک بابل، خاسی و فاجر ترکب بحیرہ شمعین نے امام بننے کے بارے میں سوال۔
کیسی عورت سے معمولی خدمت لینا جائز ہے	۹۷ سر کے بال ترشہ اور چوٹے چوٹے رکنا مکروہ تخریمی ہے۔
ایک مجلس سوال اور اس کا جواب۔	۹۷ پانچ گھنٹوں کے نیچے رکنا مکروہ تخریمی یعنی صرف غلافِ لدی ہیں جبکہ غیبت تکبر نہ ہو۔
آج کل ولایت وغیرہ متدینین میں قیہ بہت رائج ہے۔	۹۵ کس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تخریمی اور کس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔
غیر سنی امام منافقت کر کے سنیوں کی مسجد میں	۹۸ ولہ الزناہ کی امامت کا حکم۔
	۹۶ انگریزی وضع کا بوسٹہ ممنوع ہے۔
	۹۸ دارمسی کردہ اگر مشقت سے کم کرنا اور سیاہ خطا

- ۹۸۔ لٹکانا حرام ہے۔
 ۹۹۔ فاسق مصلح کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
 ۱۰۰۔ پڑھ لی تو اعادہ واجب ہے۔
 ۱۰۱۔ ڈھول بجانا دھس کرانا منوع ہے۔
 ۱۰۲۔ مسلمان پر جھوٹی شہادت دینا لٹکانا و کبیرہ ہے اس کے مرتکب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
 ۱۰۳۔ دلدل بدعت، رائج مرتبہ معصیت اور ساختہ کرنا مجمع بدعات ہے اس کے مرتکب کو امام بنانا جائز ہے۔
 ۱۰۴۔ ناکمک میں جانے والے امام، واعظ اور شیخ کے بارے میں سوال۔
 ۱۰۵۔ ناکمک مجمع فسقیات ہے اور اس میں جہاننا مذہب ہونے کی دلیل ہے۔
 ۱۰۶۔ بے نماز سخت شقی، فاسق، فاجر، مرتکب کبائر، مستحق جہنم ہے۔
 ۱۰۷۔ انگریزی بالی رکنا خلاف سنت و وضع فاسق ہے۔
 ۱۰۸۔ آٹا گل کے روافض اسلام سے خارج ہیں۔
 ۱۰۹۔ بجا نکاح کسی کے پاس رہنے والی عورت فاسقہ ہے۔
 ۱۱۰۔ فاسقوں کے یہاں لٹکانا فی نفسہ حرام نہیں۔
 ۱۱۱۔ فاسقوں سے میل جول نہ چاہئے خصوصاً معتد کو۔
 ۱۱۲۔ خال کھونا کبھی کفر اور کبھی معصیت ہوتا ہے۔
 ۱۱۳۔ اگر کوئی کبھی کا گھڑا توڑ دے تو اس کا تاوان دے۔
 ۱۱۴۔ کوئی چیز ہاتھ سے پاک کی جائے تو اس کے پاک ہونے کے ساتھ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے۔
 ۱۱۵۔ جس لباس کا پہننا ناجائز ہو اس میں نماز
- ۹۸۔ مکروہ تحریمی ہے۔
 ۹۹۔ چار سوالوں پر مشتمل استفتاء۔
 ۱۰۰۔ قصہ احوال شرعی کو حرام کرنے والا، غیر مقلدوں کی غیر شرعی لٹکانا کرنے والا، بکلف جھوٹی شہادت دینے والا اور بکلف حق سے مخوف ہونے والا سخت گنہگار بطلہ گمراہ ہے اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔
 ۱۰۱۔ ایک جعلی پیر اور درویش کے بارے میں سوال۔
 ۱۰۲۔ حکم کو غیر کو بھگالے جانے والا اور غیر سید کو سید ظاہر کرنے والا فاسق و فاجر اور مرتکب کبائر ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
 ۱۰۳۔ خود کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔
 ۱۰۴۔ جو شخص خود خور ہے اور حلال کثافت بھی رکھتا ہے اس کی دعوت قبول کرنے سے احتراز چاہئے اگرچہ اس میں فتویٰ جواز ہے۔
 ۱۰۵۔ تجدد کے فرضوں اور مستثنیٰ کی نیت کا بیان۔
 ۱۰۶۔ شوہر کا حکم مانے تو نماز کا وقت ختم ہو جائیگا ایسی صورت میں نماز پڑھے شوہر کا حکم ماننا حرام ہے۔
 ۱۰۷۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو کافر جانتا حق ہے ایسے شخص پر تجدید اسلام اور تجدید نکاح ضروری لازم نہیں۔

جماعت مسنونہ سے پہلے الگ الگ نماز پڑھنے والے گنہگار ہیں مگر فرض ادا ہو جائے گا۔
جماعت اولیٰ سے کچھ لوگ اتفاقاً ردہ حب نہیں تو مصیبتی سے ہٹ کر جماعت کرائیں۔

ضمیمہ نماز و طہارت

گلی گوجوں میں کھل پھرنے والی مرغی کے جھوٹے سے وضو کرنا مکروہ ہے۔
عوام کو صلوٰۃ عند الطلوع سے منع نہ کیا جائے۔
ایک رکعتی نماز میں طرہ براہر خمسہ میں مذکور ہے مذہب حنفی میں منوع ہے۔
جس جگہ کی پاکی ناپاکی کی تحقیق نہیں وہ پاک ہی ہے اور اس پر نماز جائز ہے۔
نکاح حرام سے پیدا ہونے والے کی امامت جائز ہے۔
دو بیٹوں کے ایک مرد کے ساتھ نکاح کو جائز کہنے والے کے ویچھے نماز نہیں ہوتی۔
باپ کے غیر کی طرف نسب کو منسوب کرنا والے کی امامت مکروہ ہے۔
امامت صفیری کی ترتیب میں شرف نسب بھی وجہ ترجیح ہے۔
اسحق با لاماتہ کون ہے۔
فاسق کے ویچھے نماز سخت مکروہ ہے۔

اگر کسی کی قرارت بلا قصد اوزان ہو سستی سے کسی وزن کے موافق ہو تو اصلاً حرج نہیں حتیٰ کہ نماز میں بھی ایسی نکاحات جائز ہے۔
روافض کی مسجد میں سستی کی نماز کا حکم۔
بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت چلتے میں کب پاک ہوتی ہے، تفصیلی فتویٰ۔
سودی پیر سے بنائے ہوئے مآلات سے وضو کرنا جائز ہے۔
خطبہ جمعہ کے وقت سب ملام مطلقاً حرام ہے۔
جمعہ وعیدین کے خطبہ میں ساتھ ساتھ ترجمہ پڑھنا خلافت سنت ہے۔
عمار کے ویچھے نماز سے منع کن اور جاہلوں کو امام بنانا حکم شریعت کا بدلتا ہے۔
تقریبی جماعت و ترک جماعت دونوں حرام ہیں۔
راستہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
فاسق کو امام بنانے والے گنہگار ہیں۔

روزہ و زکوٰۃ و حج

روزہ عصر اور اس کے فوائد۔
حدیث و فقہ میں روزہ عصر کی اصل نہیں بعض مشائخ کے معمولات سے ہے اور اس پر عمل میں حرج نہیں۔
زکوٰۃ و فطرانہ مسجد میں دے تو ادا نہ ہونگے۔
خلافت فتنہ میں زکوٰۃ و فطرانہ دینا درست نہیں۔

۱۹۱
۱۹۲
۲۰۰
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۶
۲۹۹

زکوٰۃ کا رکھ تھیک فقیر ہے۔

تھیک کار و سپر کہ تماشہ کی اجرت ہے قلعہ
حرام ہے۔

زکوٰۃ و فطرہ اور تھیک کی آمدنی غلبت فتنہ میں
دینے سے متعلق سوال کے بے غشاور ہونے کا
بیان۔

کیا عورت بلا اذن شوہر حج کے لئے جا سکتی ہے
یا نہیں۔

ضمیمہ روزہ و زکوٰۃ و حج

ایک قیم خانہ میں واپائی، بخاری وغیرہ بد مذہب
شامل ہیں کتنی مسلمانوں کو اس میں شامل ہونا
چاہئے یا نہیں، اس میں زکوٰۃ کی مدت چندہ دیا
تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں اور وہ چندہ باعث اجر
ثواب ہوگا یا نہیں۔

زکوٰۃ کا رکھ تھیک ہے۔

حالت روزہ میں ہنسی لگانا منع ہے۔

سودی روپیہ سے حج کرنا جائز نہیں، ہاں فرض
حج ذکر سے ادا ہو جائے گا۔

حج کو جانے کے لئے مسلمان کمپنی کے ہوتے ہوئے
انگریز کمپنی جو کہ سودی معاملہ کرتی ہے کے ذریعہ
سفر کرنا کیسا ہے، اس سے متعلق چند سوالات
پر مشتمل استفتاء۔

نکس طرح سے استنجا کرنا روزہ کو توڑ دیتا ہے
پیرکار روزہ رکھنے کی وجہ۔

۱۰۶ جنازہ زیارت قبور و مزارات اولیاء

۱۰۷ زیارت اولیاء اللہ کے واسطے جانا قلعہ

۱۰۸ جائز ہے۔

۱۰۹ مردہ پیدا ہونے والے بچے کو مال کاٹنے بغیر
دفن کیا جائے گا۔

۱۱۰ مردہ کے بالوں میں کشکی کرنا درست نہیں۔

۱۱۱ سوائے روحہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے حورتوں کا مزارات اولیاء و دیگر قبور پر
جانا پسندیدہ نہیں۔

۱۱۲ تین سوالات پر مشتمل استفتاء۔

سارق، بد معاش اور فاسق و فاجر جبکہ
مسلمان ہو تو اس کی نماز جنازہ فرض ہے

۱۱۳ چوری اور خوستہ وغیرہ سے حاصل شدہ مال
پر ختم پڑھنا حرام، اس کا کھانا حرام اور اس کو

۱۳۰ کھانے والا قابل امانت نہیں۔

۱۳۱ مائی حرام کو صدقہ کر کے ایسے ثواب رکھنے والا

۴۸۹ اس کو قبول کر کے دعا کرنے والا اور آمین
کہنے والا کافر ہے۔

۱۱۲ جس شخص کے پاس مال حرام و حلال مخلوط
ہوں اور اس کا خاص حرام ہونا معلوم نہ ہو یا

زیر حرام سے کوئی چیز خریدی جس کی خریداری میں
زیر حرام پر نقد و نقد جمع نہ ہوئے ہوں تو اس

۵۹۸ پر ختم و خاتم پڑھنے اور اس کو کھانے میں حرج

۶۸۰ نہیں اگرچہ خلوت احتیاط ہے۔

۱۱۳

۱۱۶	محکومہ ہے۔	ضمیمہ جہان زویا رت قبور و مزارات اولیاء
۱۱۶	تنگی کوچوں میں گھلی پھرنے والی مرغی کے جھوٹے سے وضو کرنا مکروہ ہے۔	نماز خانہ میں فاتحہ کا بارادہ شمار پڑھنا مکروہ نہیں۔
۳۲۸	میلہ دلفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شیرینی	قبر پر ادا ہونے کا حکم شرعی۔
۳۴۳	پرچہ آیت پروردگار تقسیم کرنا جائز ہے اور ہر ایک آیت میں شادی و غنی کا تفرقہ اور اسے مجلس عرس سے مخصوص ماننا باطل و بے اصل ہے۔	مزارات پر پادھر چڑھنا اور اس سے پھول وغیرہ توڑ کر نفست خرافوں کو بار ڈالنا کیسا ہے۔
۴۱۸	۵۸۵ اصحاب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی مجلس میں جمع ہوتے تو کسی ایک سے قرآنی سورت کی تلاوت کراتے۔	ایام موت کی دعوت قبول نہ کی جائے۔
۱۱۸	مسئلہ کی تائید اعلیٰ شہداء کے سے۔	زوجہ کا کفن و دفن شوہر پر فرض ہے۔
۱۱۸	۹۱۱ مجلس میلہ مبارک میں تلاوت قرآن عظیم ہمیشہ سے معمول علماء کرام و بلاد اسلام ہے۔	عزیز و اقارب کا کفن و دفن کب فرض ہے۔
۱۱۹	۹۱۱ اقوال و عبارات ائمہ سے مسئلہ کی تائید۔	ہر مسلمان کا کفن و دفن مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اور جب ایک شخص میں منحصر ہو جائے تو فرض عین ہو جاتا ہے۔
۱۱۹	۱۱۵ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کلام پاک کا ثواب پہنچانا جن بزرگوں کے نزدیک جائز ہے ان میں سے چوڑا کے اسماء گرامی۔	ایصال ثواب صدقہ و خیرات سوال
۱۲۰	۱۱۵ ایصال ثواب کا طریقہ	بزرگ ابن دین کی نذر و نیاز کے لئے ہندوؤں کی بنائی ہوئی شیرینی خریدنا کیسا ہے۔
۱۲۱	۱۱۵ احقاء ثواب کے عدم جواز کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ کا نظریہ درست نہیں۔	ہندو عورتوں کو پائیکوں میں آلودہ رہتے ہیں لہذا ان کی بنائی ہوئی مٹھائی وغیرہ سے پرہیز چاہئے۔
۱۲۱	۱۱۶ سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کئی عمرے کئے۔	”الاصل الطہارۃ“ قاعدہ کلیہ ہے۔
۱۲۲	۱۱۶ حضرت علی ابن موقوف نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ستر حج کئے۔	”الیقین لا یزول بالشک“ ضابطہ عام ہے۔
۱۲۲	۱۱۶	آلہاء یقیس علیہ نفسہ“ (ہر شخص دوسرے کو اپنی ذات پر قیاس کرتا ہے)
۱۲۲	۱۱۶	مشرکین کے برتی بغیر دھوئے استعمال کرنا

- آپن سراج علیہ الرحمۃ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دس ہزار سے زائد قرآن ختم کئے اور دس ہزار کے قریب قربانیاں کیں۔ ۱۲۱
- حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ درود شریف کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے کر تے جس کی برکت سے ایک لاکھ افراد کے خلیع بنائے گئے۔ ۱۲۲
- درود پاک کی فضیلت و برکت۔ ۱۲۳
- شریعت میں ثواب پہنچانے کے لئے کوئی دوسری مقرر نہیں جب چاہیں کریں۔ ۱۲۴
- کسی کھانے یا شیرینی پر بچے کی فاتحہ دہا کر تقسیم کرنا جائز اور اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ ۱۲۵
- بچہ اہل ثواب میں سے ہے۔ ۱۲۶
- تقریب نکاح وغیرہ میں اگر مانگنے والے نفلوں کو کچھ دینا کسی صورت میں جائز ہے۔ ۱۲۷
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک شاعر سائل کو کچھ دینے کے بارے میں حضرت بلالؓ کو حکم۔ ۱۲۸
- پختی علوہ شب برات کی تخصیص حریف ہے لازم ششہ جی نہیں۔ ۱۲۹
- اجناس سے ایک ایک مٹھی ہر کھانے کے موقع پر درسد وغیرہ کی اعانت کئے الگ کر لینا جائز و مستحب ہے، ایسا کرنا اور اس کے توہید ہی سب کے لئے اجر جزیل ہے۔ ۱۳۰
- علم جہاد سے افضل ہے۔ ۱۳۱
- احادیث مبارکہ سے تائید۔ ۱۳۲
- اترغیر کے لئے چندہ کرنا بدعت نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ ۱۳۳
- احادیث مبارکہ سے تائید۔ ۱۳۴
- مختلف مواقع پر صحابہ کرام کے چندہ اکٹھا کرنے کے متعدد واقعات۔ ۱۳۵
- بروزِ پنجشنبہ فاتحہ دہا کر کھانے کا ثواب میت کی روح کو بخش کر مساکین کو دینا جائز و مستحب اور باعثِ اجر و ثواب ہے۔ ۱۳۶
- میت کے سیم میں جنوں پر کلمہ شریف پڑھنا پھر ان کو اور بتاؤں کو مساکین وغیرہ مساکین میں تقسیم کرنا جائز مگر بہتر یہ ہے کہ صرف مساکین کو دے جائیں۔ ۱۳۷
- زید کے پاس کچھ روپیہ و جہ طلال کا اور کچھ حرام کا ہے زید یہ بھول گیا ہے کہ اس میں وجہ طلال کا کتنا روپیہ ہے اب اگر زید اس روپے سے خیرات کرنا چاہے تو کیسے کرے۔ ۱۳۸
- ایک یتیم خانہ میں دہائی پھری وغیرہ بد مذہب شامل ہیں سنتی مسلمانوں کو اس میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں، اس میں زکوٰۃ کی مدد سے چندہ دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں، اور وہ چندہ باعثِ اجر و ثواب ہوگا یا نہیں۔ ۱۳۹
- احکام غالب حالات پر مبنی ہوا کرتے ہیں تاہم وہ جوہم کا اعتبار نہیں ہوتا۔ ۱۴۰
- جن صورتوں میں تمہیک نہ پائی جاسے ان میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ ۱۴۱

زکوٰۃ کا رکن تملیک ہے۔

جہاں کی فاقہ جات، یونہی بزرگوں کا عرس اگر

منکرات شریعت سے خالی ہو تو جائز ہے۔

شعبان کی چودہ تاریخ کو علوہ پکا کر حضرت اویس

قرنی اور سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ

عنا کی فاقہ دلانے کے بارے میں استغفار۔

شریعت اسلامیہ میں ایصالِ ثواب کی اصل ہے

صدقات مالہ کا ثواب باجماع ائمہ اہلسنت۔

پہنچا ہے۔

تخصیصات عرفیہ از روئے حدیث جائز ہیں۔

جائز خصوص کے لئے دلیل خصوص کا ہونا ضروری

نہیں۔

متنح خصوص کے لئے دلیل خصوص کا ہونا ضروری

ہے۔

جو بات اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے منع نہیں فرمائی کسی اور کو منع کا

حق نہیں۔

○ رسالہ راد القحط والوباء بدعوة

الجیران ومواساة الفقراء

(مشترکہ طور پر مسلمان محقر داروں کے صدقہ و

خیرات کی ایک صورت کا بیان)

ایک علاقے کا رواج ہے کہ جب وہاں بیضہ

چمپک اور قحط سالی وغیرہ آجائے تو دفع بلا

کے واسطے اہل محلہ مل جل کر دعوت پکاتے ہیں

فقراء و علماء کو بھی کھاتے ہیں اور خود اہل محلہ

بھی اس میں سے کھاتے ہیں، کیا ایسی صورت

میں طعام مطہر کو کھانا محکمہ داروں کو جائز ہے

یا نہیں۔

مشرکہ دعوت میں سے اہل دعوت کو کھانا

جائز ہے۔

بے متنع شریعتی ارتکاب ممانعت جہالت و

جرات ہے۔

اہل محلہ کامل جل کر کھانا تیار کرنا تاکہ اس میں سے

مساکین و فقراء، علماء و صلحاء، اعزاء و

اقارب اور پڑوسی سب ہی کھائیں ابواب

جنت کی تعداد کے برابر آٹھ خوبیوں کا حامل

ہے۔

آجیت و فضیلت صدقہ و خیرات سے متعلق

احادیث تحریر۔

صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بچھاتا اور بڑی

موت کو دفع کرتا ہے۔

آدھا چھوٹا را صدقہ کرنا بھی دوزخ سے بچنے

کا سبب ہو سکتا ہے۔

مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ صدقہ کے سبب سے بڑی موت

کے ستر دروازے دفع فرماتا ہے۔

صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے۔

صدقہ ستر بلاؤں کو روکتا ہے جن میں سب سے

بڑی جہنم و برص ہیں۔

جمع تر کے صدقہ دو کہ بڑا صدقہ سے آگے قدم

نہیں بڑھاتی۔

- ۱۳۹ صدقہ بڑی قضا کو ٹال دیتا ہے۔
 ۱۴۰ خفیہ و ظاہر کثرت سے صدقہ کرنے سے رزق دیا جاتا ہے اور بگڑیاں سنور جاتی ہیں۔
 ۱۴۱ مومن اور ایمان کی کمات
 ۱۴۲ اپنے کھانا پر بیہیز گاروں کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مسلمانوں کو دو۔
 ۱۴۳ جو رزق میں وسعت اور مال میں برکت چاہتا ہے وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔
 ۱۴۴ تقویٰ و صلہ رحمی سے رزق وسیع، عمر دراز اور بڑی موت دور ہوتی ہے۔
 ۱۴۵ تمام نیکیوں سے جلد تر ثواب صلہ رحمی کا ہے۔
 ۱۴۶ صلہ رحمی کو نیا لے محتاج نہیں ہو سکتے۔
 ۱۴۷ بھلائی کے کام بڑی موتوں اور آفتوں سے بچاتے ہیں جو دنیا میں احسان والے ہیں وہی آخرت میں احسان والے ہوں گے۔
 ۱۴۸ بھلائی کے کام کرنے والے سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔
 ۱۴۹ مسلمان بھائی کا دل خوش کرنا موجب مغفرت اور عند اللہ بعد از فراغ محبب ترین عمل ہے۔
 ۱۵۰ جو اپنے مسلمان بھائی کو اس کی چاہت کی چیز کھائے اللہ تعالیٰ اس پر دونوں حرام کر دے۔
 ۱۵۱ غریب مسلمانوں کو کھانا کھلانا رحمت کو واجب کر دیتا ہے۔
 ۱۵۲ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ بلند کرنے والی اشیاء
- ۱۳۹ یہ ہیں:
 (۱) سلام کو پھیلانا،
 (۲) لوگوں کو کھانا کھلانا،
 (۳) رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔
 ۱۴۰ لوگوں کو کھانا کھلانے والے فضائل۔
 ۱۴۱ قہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والوں کے گناہ لے کر جاتا ہے۔
 ۱۴۲ دینی بھائیوں کو کھانا کھلانے کی فضیلت
 ۱۴۳ کھانا مل کر اور بسم اللہ پڑھ کر کھانے میں برکت ہوتی ہے۔
 ۱۴۴ تین چیزوں میں برکت ہے۔
 ۱۴۵ ایک آدمی کی خوراک دو کو اور دو کی چار کو کفایت کرتی ہے۔
 ۱۴۶ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔
 ۱۴۷ پسندیدہ ترین کھانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس پر ہاتھوں کی کثرت ہو۔
 ۱۴۸ مشرکہ طور پر کھانا تیار کر کے کھانے اور علاج و معالجہ و مساکین و اقرباء کو کھلانے سے بیکشیش فائدہ حاصل ہونے کی امید ہے۔
 ۱۴۹ بغرض حصول شفا و دفع بلا یا علاج متفرق اشیاء کو جمع کرنے کا ایک عجیب نسخہ نافذ۔
 ۱۵۰ بزرگان دین اور اسلاف کرام نے بقول متفرقات کو جمع کرنے کی مبارک ترکیبیں۔
 ۱۵۱ جمع متفرقات کی کامل نظیر۔
 ۱۵۲ کرامات اولیاء و درویشائے صالحہ سے علاج

- ۱۵۶۔ مریض درست ہو گئے۔
 ۱۵۶۔ سات برسوں سے بننے والا پھوڑا ٹھیک ہو گیا۔
 ۱۶۸۔ امام حاکم صاحب مستدرک کے فخر پر نکلے پھوٹے
 ۱۵۶۔ درست ہو گئے۔
 ۱۶۸۔ صدقہ و خیرات کو زیادہ نافع بنانے کے لئے چند
 ۱۵۷۔ امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔
 ۱۶۹۔ قحط سالی کے زمانہ میں مسلمانوں کا مل جل کر
 مشترک طور پر کھانا تیار کر کے خود بھی کھانا اور
 ۱۶۰۔ دوسروں کو بھی کھانا بہت ہی مناسب ہے۔
ضمیمہ ایصالِ ثواب صدقہ و خیرات سوال
 ۵۴۹۔ صدقہ واپس نہیں لیا جاتا۔
 ۵۶۲۔ اولیاء کو ایصالِ ثواب طریقِ اسلام ہے۔
ذکر و دعا
 ۱۶۰۔ میت کو جہز کلمہ پڑھتے ہوئے قبرستان لے جانا
 پھر واپسی پر کلمہ پڑھتے ہوئے میت کے گھر تک
 آنا اور اس کلمے کا ثواب میت کو بخش دینا
 جائز ہے یا نہیں، اور اس کو کفر و شرک کہنے والا
 غلط ہے یا نہیں۔
 ۱۶۱۔ مسئلہ جہز مختلف فیہا ہے اور اطلاق است
 قرآن مجید و ارشاداتِ احادیث کثیرہ جانب
 جواز و مذہب ہیں۔
 ۱۶۱۔ چھپیس احادیث مقدسہ سے مسئلہ کی تائید
 اور ذکر الہی کی فضیلت۔
 ۱۵۶۔ نفس ذکر خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلاً متعلق نہی و قبح
 نہیں۔
 ۱۶۸۔ اللہ و رسول کا ذکر اہم و اعظم مقاصد شرع طہر
 سے ہے۔
 ۱۶۸۔ تنہی عارضی و جہر عارضی راجع بعارض ہو گی
 نہ عائد بذکر یا بقید عارضی تا عسر و غرض عارضی
 مختص بافرا و مقصد بعارض۔
 ۱۶۹۔ محلِ ریاء و سمعہ میں ذکر جہر ممنوع ہے۔
 ۱۶۹۔ موقعِ نجاسات میں ذکر لسان ناجائز ہے۔
 ۱۶۹۔ حدیث خیر الذکر الخفی کا مطلب۔
 ۵۴۹۔ جہانِ حراض ظاہرہ ہوں مجرد عارض خفیہ قلبیہ
 کی بنا پر مادہ خاصہ میں حکم دینا اسرارہ غن
 بالمسکین ہے۔
 ۱۶۰۔ جو امر فی نفسہ شرفاً غیرہ مندوب ہو اور کراہت
 مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربہ
 اس کا ترک بخیر منہیات اجماعیہ ہو تو ہرگز
 اس سے منع نصیحت نہیں بلکہ مقصد شریع
 سے بعد بعید ہے۔
 ۱۶۰۔ حرام کو صلوٰۃ عند الطلوع سے منع نہ کیا جائے۔
 ۱۶۱۔ ذکر الہی سے روکنا ہرگز مصلحت شریعہ نہیں۔
 ۱۶۱۔ حرام کو مسجد میں ذکر بالجہر سے منع نہ کیا جائے۔
 ۱۶۱۔ تائید میں عباراتِ ائمہ کرام۔
 ۱۶۱۔ عباراتِ علماء سے واضح ہو گیا کہ ذکر جہر میں
 کراہت بھی ہے تو نہ اس قدر کہ خوبی ذکر ک

- مقاومت کر سکے۔
- ۱۷۳ گراہت تنزیہ کا حاصل غلوٹ لونی ہے ذکر ممنوع و ناجائز۔
- ۱۷۴ یہ دو قافق تلبیس و تلبیس ابلیس بعین ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں منکر رشد و انکار کا مرتکب کر دیتا ہے۔
- ۱۷۵ وقت پھیلنے دبا۔ و بیات و آندھی و طوفان شد۔ وغیرہ کے اذان کننا شرعاً جائز ہے۔ قرآن و حدیث سے دلیل۔
- ۱۷۶ مجلس میلاد و شریف سے روکنا ذکر خدا سے روکنا ہے۔
- ۱۷۷ کس صورت میں مجلس میلاد و شریف سے کسی کو روکنا درست ہے۔
- ۱۷۸ مزدور و اوقات مزدوری میں نعلی نماز ادا نہ کرے۔
- ۱۷۹ اپنے تحفظ کی دُعا ہر مخالفت کے مقابل جائز ہے۔
- ۱۸۰ دُعا شرکافروہ مذہب پر کی جائے۔
- ۱۸۱ ائمہ محلّے کے لئے محبت و عداوت رکھنے والا کامل مومن ہے۔
- ۱۸۲ مستثنیٰ صحیح العقیدہ کے لئے بددعا نہ کی جائے
- ۱۸۳ چاہے وہ کتنا ہی مخالفت ہو۔
- ۱۸۴ جو اہر غم کسی کتاب ہے اور اس میں وارد اعمال کیے ہیں۔
- ۱۸۵ ایک رکعتی نماز جس طرح جو اہر غم میں مذکور ہے
- ۱۷۳ اذہب حنفی میں ممنوع ہے۔
- ۱۷۴ بعد نماز باذان بلند مگر شریف پڑھا کیسا ہے اور اس سے روکنے والا امام کیسا ہے۔
- ۱۷۵ مگر طیار اصل الاموال اور افضل الاذکار ہے۔ جس چیز کی تکثیر شارع کو مطلوب ہو اس کی تعقیل چاہنا شارع کی ضد ہے۔
- ۱۷۶ ذکر یا بھر کی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔
- ۱۷۷ جہر مقرر کیا ہے، جہر مفروض کے ساتھ ذکر کرنا شرعاً کیسا ہے۔
- ۱۷۸ اجتماعی طور پر ذکر کرنا حسن ہے، صحیح یہ ہے ذکر بھر جائز ہے مگر چند شرائط کے ساتھ۔
- ۱۷۹ عام راستوں میں حمد و نعت سے متعلق سوال۔
- ۱۸۰ جس جگہ کی پاک تپاکی کی تحقیق نہیں وہ پاک ہی ہے اور اس پر نماز جائز ہے۔
- ۱۸۱ کچھ لوگ نماز کے بعد ذکر جلی کرتے ہیں ان پر وجہ کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں، ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔
- ۱۸۲ بددعا کرنا گنہگاروں کے واسطے جائز ہے یا حرام۔
- ۱۸۳ ذکر جلی جائز ہے۔
- ۱۸۴ حد معین ذکر جلی کی یہ ہے کہ اتنی آواز سے نہ ہو جس میں اپنے آپ کو اذہا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے۔

ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا، سینہ پر ہاتھ مارنا، ایک دوسرے پر گر پڑنا، لیت جانا اور روتا وغیرہ اخصالی اگر بحالت وجد صحیح ہیں تو حرج نہیں اور اگر ریاء کے لئے ہیں تو حرام ہیں۔

ضمیمہ ذکر و دعا

ذکر شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام با وضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز ہے جبکہ استغناء کی نیت نہ ہو۔
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمہ وقت ذکر الہی کرتے تھے۔

نکاح و طلاق

(عمرات، مہر، عدت، کفو، ولایت)
عدت نے خاوند کے مرنے کے بعد دوسرے سے شادی کی توجہت میں کون سے خاوند کے پاس ہوگی۔

کسی عورت کا خاوند دوسرے تک چلوگا اور عورت کی خبر گیری نہیں کرتا، اب عورت نے سنا ہے کہ وہ مرتد ہو گیا ہے تو یہ عورت دھڑا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

نکاح پر فساد طاری کی خبر کن شرطوں کے ساتھ مقبول ہے۔

عجود اخبار عن الاخبار کوئی شستی نہیں۔
نثری قلب باب احتیاط سے ہے۔

ایک کا ظہر دوسرے کے حق میں کافی نہیں خود اپنے دل کی شہادت چاہئے۔

۱۸۴

فتاویٰ ہندیہ وغیرہ سے مسئلہ کی تائید اور اخبار عن الاخبار کی متعدد صورتیں۔

۱۸۴

نکاح حرام سے پیدا ہونے والے کی اہمیت جائز ہے۔

۱۹۱

جو نکاح حرام سے پیدا ہوا اس کو نکاح میں جیٹی دینا اور اس کی شادی میں لوگوں کا شامل ہونا جائز ہے۔

۱۹۱

نکاح حرام میں دانستہ شریک ہونی والے سخت گنہگار ہیں۔

۱۹۱

کستی لڑائی کا غیر مقلد سے نکاح محض ناجائز ہے۔

۱۹۱

غیر مقلد سے نکاح پر مجبور کرنے والے سنت ظالم اور زنا کے سہاٹی ہیں۔

۱۹۱

ایک عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے اسی کی بہن سے نکاح قطعی حرام، اس کو درست کہنا ظلم کفر ہے۔

۱۸۳

دو بہنوں کے ایک مرد کے ساتھ نکاح کو جائز کہنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

۱۹۲

دو بہنوں کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنا قاضی اور گواہوں نے اگر حلال جان کر ایسا کیا تو تجدید اسلام و تجدید نکاح کریں۔

۱۸۳

قاضی کا رجسٹر شرعاً کوئی شرط نکاح نہیں،

۱۸۳

یاں یا وداشت کے لئے درج ہونا بہتر ہے۔

۱۹۳

- ۱۹۳ باپ کے سوا دوسرے کی طرف نسب منسوب
۱۹۴ کوٹنے والے کے لئے حدیث میں وعید شدید۔ ۱۹۸
۱۹۹ اخذ شیخ کے معانی۔
۱۹۴ چولا کسی معنی میں خود کو شیخ کہلا سکتا ہے۔ ۱۹۹
اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتانے
۱۹۵ والے کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے۔ ۲۰۰
مسلمانوں کو دھوکا دینے والے کے لئے
۲۰۰ سخت وعید۔
۲۰۰ باپ کے غیر کی طرف نسب کو منسوب کرنے والے
کی امانت مکروہ ہے۔ ۲۰۰
○ دس سالہ اسراۃ الادب لفاصل
۲۰۱ النسب
۲۰۶ (فضیلت نسب کے شرفا معتبر ہونے یا
۲۰۶ نہ ہونے کا بیان)
۳۹۶ جد اعلیٰ کسی کا کاشتکاریا فور بافت یا ہپی ذوال
ہو اس کی اولاد کو ماشا، جولا یا شکاری
۲۸۳ وغیرہ کہہ کر پکارنا جس سے ان کی دل شکنی ہو
درست ہے یا نہیں۔ ۲۰۲
۲۸۳ علاوہ صحابی النسل کے دوسری قوم کو شیخ کہنا
روا ہے یا نہیں۔ ۲۰۲
۲۰۲ مولوی محمد لطیف الرحمن صاحب کا جواب۔
اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت والا
۱۹۷ وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ ۲۰۲
جس نے شریعت کے مطابق کام کرنا چھوڑ دیا
۱۹۸ اس کا نسب کام نہ دے گا۔ ۲۰۲
- ۱۹۳ باہ محرم میں نکاح کرنا جائز ہے۔
نسبی، رضاعی اور صہری محارم کی تفصیل۔
خواتین کا آپس میں غبی مذاق مشروط طور پر
جائز ہے۔
تین طلاق کے بعد بے حائل عورت کو رہنا حرام،
اس سے وطی زنا اور اولاد ولد الزنا ہے۔ ۱۹۵
- ### ضمیمہ نکاح و طلاق
- بلا نکاح کسی کے پاس رہنے والی عورت
فاسقہ ہے۔
سیتہ زلوی کا غیر سیتہ سے نکاح شرفا
کیا ہے۔
چند باطل نکاحوں کی مثالیں۔
نکاح میں کثرت مصارف کچھ ضروری نہیں۔
بیوہ کو دوران مدت کوئی گناہ کسی طرح کا
سینکا جائز نہیں۔
بعد ختم مدت اگر بیوہ تھو وغیرہ نہ اپنے قہر میں
مگر اس کو ناجائز سمجھنا ممنوع ہے۔
- ### نسب
- ایک مجمل النسب شخص کے بارے میں سوال
جو خود کو سیتہ کہلاتا ہے۔
غیر سید جو دیدہ دانستہ سید بنتا ہو وہ طہور ہے
اس کا فرض و نفل قبول نہیں۔

- ۲۰۸ اہل قریش کی فضیلت اور مقام و مرتبہ۔
- ۲۰۸ اسلامی حکومت کے والی قریش ہیں۔
- ۲۱۳ فقط ذکر قریش پر مشتمل قرآنی سورۃ۔
- ۲۱۳ قریش برکت کے درخت ہیں۔
- ۲۱۴ عزت دار اور بہتر قریش ہیں۔
- ۲۱۶ اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور اس کی پسند۔
- ۲۰۴ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ترین
- ۲۱۸ قبیلہ میں پیدا ہوئے۔
- ۲۰۴ قبیلہ معد بن عدنان کے لئے موسیٰ علیہ السلام
- ۲۱۸ کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کی وحی۔
- ۲۰۴ سب سے بہترین جان حضور علیہ الصلوٰۃ
- ۲۱۹ والسلام کی ہے۔
- ۲۲۰ اول یا آخر نسبتے دارد
- ۲۲۰ احکامات و نکات
- ۲۲۱ عرب کبھی بحالی کفر بھی غلام نہ بنائے جائینگے
- ۲۲۱ مشرکین عرب پر جزیہ نہیں رکھا جائے گا۔
- ۲۲۱ عربوں کی زمین پر خراج کبھی نہیں لگایا جائے گا
- ۲۲۱ وہ بہر حال مشرک ہے۔
- ۲۲۲ اعلیٰ درجہ کے اشراف علماء و سادات ہیں
- ۲۲۲ لغزشیں
- ۲۲۲ گویوں کی لغزشیں سے درگزر کرو۔
- ۲۲۳ تہذیبی، تعلیمی
- ۲۲۳ اخلاقِ فاضلہ
- ۲۰۶ مشاہدہ شاہد ہے کہ شریفین میں دیگر اقوام سے
- ۲۰۶ حیا و حیثیت و تہذیب و عروت وغیرہ بکثرت
- ۲۰۴ اعظم قدرت مجدد دین و ملت فاضل بر عریض علیہ الرحمہ
- کافوتی۔
- کسی مسلمان بزرگافرونی کو بھی بلا حاجت شرمیہ
- ایسے لفظ سے پکارنا جس سے اس کی دل شکنی ہو
- اور اس کو ایذا پہنچے شرعاً حرام ہے اگرچہ فی نفسہ
- وہ بات سچی ہو۔
- ہر حق پرچ ہے مگر ہر پرچ حق نہیں۔
- ہر شخص کسی کو بڑے لقب سے پکارے اس
- پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔
- مسلمان کو ایذا دینے والا رسول اقدس صلی اللہ
- تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے۔
- بدار نیجات تقویٰ پر ہے نہ کہ محض نسب پر۔
- حدیث میں ابغاضا حملہ لسم یسوع
- یہ نسبہ کے معنی۔
- شرع مطہر نے متعدد احکام میں فرق نسب کو
- مقرر رکھا ہے۔
- سلسلہ طاہرہ و ذریت عاظرہ میں انسلک و
- انتساب ضرور آخرت میں بھی نافع ہے۔
- تسید زادی کا غیر سید سے نکاح شرعاً کیسا ہے
- چند باطل نکاحوں کی مثالیں۔
- امامت صغریٰ کی ترتیب میں شرف نسب بھی
- وجہ ترجیح ہے۔
- آحق بالامارت کون ہے۔
- قریش کی خلافت
- امامت کبریٰ قریش کے ساتھ مخصوص ہے۔

- ۲۲۳ اخلاق حمیدہ موجب برود و محسوس ہیں ذائد ہیں۔
 ۲۲۴ فضائل اجملیت۔
 ۲۲۵ قوم فارس کی فضیلت۔
 ۲۲۵ اولاد کسریٰ ہزار سال صاحب تخت و تاج رہی۔
 ۲۲۵ امام اعظم اور امام بخاری علیہما الرحمہ فارسیوں
 میں سے ہیں۔
 ۲۲۶ شرافت و دنائت کسی شہر کی سکونت پر نہیں۔
 ۲۲۶ آن دو نوں باتوں میں فرق ہے کہ فلاں امام نے
 نساہی کی اور فلاں نساہی امام ہو گیا۔
 ۲۲۶ انبیاء علیہم السلام نے بکریاں چرائیں مگر کوئی نہیں
 کمر سکتا کہ فلاں گڈریا نہیں ہو گیا۔
 ۲۲۷ امامت دار
 ۲۲۷ چار خصالتیں
 ۲۲۸ نیک خورتیں
 ۲۲۸ گلو میں شادی
 ۲۲۹ نفع آخرت
 ۲۲۹ روز قیامت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
 قریب تر قریش ہوں گے۔
 ۲۳۰ ترجیح قریش کی ہوگی۔
 ۲۳۱ حضور علیہ السلام سے قرابت کا نفع۔
 ۲۳۱ جنت میں بلند درجہ والا کون۔
 ۲۳۲ شفاعت و مغفرت۔
 ۲۳۲ دو عمیوں کی دیوار اور اصلاح اعمال۔
 ۲۳۳ واقعہ موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام۔
 ۲۳۴ مومن کی اولاد کا ثواب اور اس کا اجر
 ۲۳۵ صحابہ اور اہل بیت کی اولاد کے درجات۔
 ۲۳۵ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آیہ کریمہ
 ۲۳۶ الحقنا بہم ذریعہ ہم میں تطبیق۔
 ۲۳۶ نفی نفع مطلق اور نفی مطلق نفع میں فرق ہے۔
 ۲۳۷ سلب فضل کل اور سلب کلی فضل میں فرق۔
 ۲۳۸ روایت اہل بیان
 ۲۳۹ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رشتہ و علاقہ
 ۲۴۰ مضبوط تر اور غیر منقطع ہے۔
 ۲۴۱ قضاصل انساب ثابت اور شرعاً معتبر ہے۔
 ۲۴۱ اہل رسول، انصار اور عرب کی تعلیم ذکر نبیؐ
 ۲۴۲ پرست و عید۔
 ۲۴۳ قسب پر فخر کرنا جائز نہیں۔
 ۲۴۴ لفظ شیخ کے معانی اور اطلاقات۔
 ۲۴۵ آیتہ ازہد میں ہر مسلمان کو ترک کئے تھے۔
 ۲۴۵ جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتا

اس پر جنت حرام ہے۔

رسم و رواج

(ریا۔ و تفاخر و بدعت و اسراف وغیرہ)

لیلۃ القدر کے موقع پر مساجد کو آراستہ کرنا ،
روشنیوں کا اہتمام کرنا ، میلاد شریف کی تقریبات
میں مکانوں کو سجاونا ، فانوس اور پھول وغیرہ لگانا
غرضوں کے موقع پر خاتونچاہوں اور حضور انور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار پر انوار پر ایسا بند و بست
کرنا کیسا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد
”قومات مساجدنا فتور اللہ قبر لک
یا اجنب الخطاب۔“

پیران پیر کا چمکدینا کیسا ہے ، اور اس کی
کیفیت کا بیان۔

دوسری نام کفار ہنود سے ماخوذ ہے اور
مسلمان کو منافقت ہے۔

تذکر جانور یعنی بیل اور بھینسا گول جوتے وقت
اور مادہ کو بیاہتے وقت قیمت کا دسواں حصہ
نکان ، درختوں کو پر صاحب کا کر کے استعمال
میں لانا حرام سمجھنا ، کھیتوں سے پر صاحب کا حصہ
دینا کیسا ہے ، نیز پر صاحب کی بودی ، مار پر کر
چٹا وغیرہ رسوم کا کیا حکم ہے۔

کھیت میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے نام کا حصہ دینا کس صورت میں جائز اور

۲۵۶ کس میں ناجائز ہے۔

۲۶۱ ریا۔ و تفاخر کی نیت سے برادری کو کھانا کھلانا
حرام ہے اور صلہ رحمی کی نیت سے مستحب ہے۔

۲۶۲ سیات محسن سے بلند مکان بنانا کیسا ہے۔

۲۶۳ طاق شہید اور طاق پرستی کی رسموں کا کیا حکم ہے
نومرود کی ولادت سے قبل نیا مکان بنانا اور

۲۶۴ پرانے کو خوش بگھنا کیسا ہے۔

۲۶۵ بد خالی اور بد شگون کی مشرکوں کا رقعہ ہے۔
مکان سکون میں درخت چیتا لگانا شرعاً ممنوع و

۲۵۷ خوش نہیں۔

۲۶۶ خواب میں سفر و میل ظفر و صحت ہے۔

۲۶۷ سوری قرض لے کر شادی بیاہ پر کھانا کھلونا
اور اس کو کھانا کیسا ہے ، کیا ایسے لوگوں کا جنازہ

۲۵۸ پڑھا جائے گا۔

۲۶۸ بچہ کی ناری چھینا سنت ہے اور اس کی

۲۵۹ خصوصیت کوئی نہیں۔

۲۶۹ آخری چار شنبہ کی کوئی اصل نہیں ، نہ اس

۲۶۰ دن صحتیابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض و وفات کی ابتداء

۲۶۱ اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔

۲۶۲ ماہ صفر کے آخری چار شنبہ کو ساتوں سلام

۲۶۱ بے معنی بات ہے۔

۲۶۱ خاتون جنت سیدیہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کی طرف فسوب ڈوروں کی رقم محض بے اصل

۲۶۱ ہے۔

کچھ مخصوص تاریخوں کو شادی کے لئے نقصان دہ سمجھنا باطل و بے اصل ہے۔

ازدوئے شریعت بہن کے گھر بھائی کا رہنا اور خوشدامن کے گھر داماد کا رہنا جائز ہے یا نہیں۔

شادی کے موقع پر ہندوؤں کی رسم کے مطابق گانے، باجے، پیشانی پر بلدی کا ٹیکا لگانے اور رڑکے کی سانگڑہ کے روزہ لچے میں ٹکر کی گرہ لگانا ناجائز و گناہ ہے۔

عیدین کے روز مسلمانوں کا شاق و شوکتِ سلیم ظاہر کرنا، توپوں کے فیر کرنا، نشان و گھوڑا اور تاشے بجتے ہوئے عید گاہ کو جانا کیسا ہے۔
آٹھارہ شاکت کی اصل جگہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رمل و اضطباع اور صحابہ کرام کو اس کا حکم دینا ہے۔

○ رسالہ ہادی الناس فی رسوم الاعراس -

(شادیوں کی بعض رسوم مثلاً سہرا وغیرہ پر حکم شرعی کا روشنی بیان)

شادی کے موقع پر آتشبازی، بندوق پھوڑنے، لٹری کھیلنے، گانے بجانے اور نوشاہ کو پاکی پر سوار کر کے دہلی کے گھر تک لے جانے کا سوال -

یقین کے سوا تمام اہل مسلمان کے لئے ممنوع ہیں۔

شادیوں اور شہباز پر است پر آتشبازی

۲۷۲ حرام ہے۔

۲۷۹ فضول خرچی کی مذمت اور اس پر وعید شدید۔

۲۸۰ مروج گانے بجانے ممنوع ہیں۔

۲۷۲ ایک ناپاک و ملعون رسم کا بیان جس پر صد ہا لعنتیں اللہ تعالیٰ کی اترتی ہیں۔

۲۸۰ غیر شرعی حرکات پر شادی میں مسلمان ہرگز شریک نہ ہوں۔

۲۸۰ طاعة لاحد فی معصية الله تعالیٰ -

۲۷۳ اعلان نکاح کے لئے وقت بجانے کے جواز کی شرطیں۔

۲۸۱ شادی و فیہ کے موقع پر کیسے اشعار پڑھنے کی اجازت ہے۔

۲۸۱ بازاری فاجرہ خاصہ عورتوں اور رنڈیوں وغیرہ کو ہرگز گھر میں قدم نہ رکھنے دیا جائے۔

۲۷۲ صحبت بدزہر قاتل ہے۔

۲۸۱ عورتیں نازک شیشیاں ہیں جن کے ٹوٹ جانے کے لئے ایک ادنیٰ ٹھیس بھی بہت ہوتی ہے

۲۸۲ مسائل مذکورہ پر احادیث کریمہ سے دلائل

۲۸۳ (وقت بازی کا مشروط جواز)

۲۸۹ شادی وغیرہ میں آتشبازی چھوڑنا جائز ہے یا نہیں۔

۲۷۷ اعلان کے لئے شادی میں بندوق پھوڑنے

۲۸۹ کے بارے میں سوال۔

۲۷۷ آتشبازی بنانا اور چھوڑنا کب حباب اور

- کب ناجائز ہے۔
۲۹۰ ایک ترکب عورات شخص کے بارے میں سوال (بزبان فارسی)
لہو و لعب میں مستغرق شخص کی خدمت قرآن و حدیث سے۔
آیت کریمہ من الناس یشقوی لہو و الحدیث کی تفسیر۔
مغنیات کی بیع و شرار ممنوع ہے۔
و استغفر من استطعت منہم بصوتک (ہج) میں آواز شیطان سے مراد غنا و مزامیر ہے
(بالجملہ) خلاصہ یہ کہ اجنبیہ عورت کا بے حجابانہ مردوں کی مجلس میں آنا آٹھ فرایوں کا باعث ہے جس کی حرمت ضروریات دین سے ہر اس کو حلال جاننے والا کافر ہے۔
بعض نہو ہائے منوید کبیرہ اور بعض ایسے صغیرہ ہوتے ہیں جو اصرار سے کبیرہ ہو جاتے ہیں۔
تمام کبیل باطل ہیں سوائے تین کے کہ وہ حق ہیں، تیر اندازی، اسٹپ تازی اور بارتھن خدا بارگاہ دنیا کب ملعون ہے۔
فاسق کے دیکھنے غنا و سخت مکروہ ہے۔
قلبان کشیدن یعنی حقہ نوشی کا شرعی حکم۔
بوقت نکاح خوشبو لگانا اور گلے میں پھول ڈالنا جائز ہے۔
خوشبو لگانا سنت اور اس کے پسندیدہ ہونے پر دلائل حدیثیہ۔
۲۹۱ آملون نکاح وغیرہ کے لئے وقت بیکانے کے ہر میں مولانا ریاست علی خاں اور مولانا شاہ سلامت اللہ کا فتویٰ اور مصنف علیہ الرحمہ کا اس پر محققانہ تبصرہ۔
۲۹۲ خلاصہ جواب المولوی ریاست علی خاں۔
۲۹۳ خلاصہ جواب الشاہ سلامت اللہ فی تائید۔
۲۹۴ جواب از مصنف علیہ الرحمہ۔
۲۹۵ آملون نکاح کے لئے اور دیگر افراخ مستحبہ میں اظہار سرور کے لئے کب اور کس کو دف بجانا جائز ہے اور کس کو ناجائز ہے۔
۲۹۶ آحادیث کریمہ سے استدلال۔
۲۹۷ اللہو حقیقۃ حدام کلہا۔
۲۹۸ مولانا ریاست علی خاں اور مولانا شاہ سلامت اللہ علیہما الرحمہ کی تحسین۔
۲۹۹ جس کام سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اس سے منع کرنے کا حق کسی کو نہیں۔
۳۰۰ دو یا بے تمام جاہل ہوتے ہیں۔
۳۰۱ دو یا بے مغنی کو اسراف کا معنی معلوم نہیں۔
۳۰۲ غرض محمود اور غرض مذموم میں اتفاق کے درمیان بون بیدہ ہے۔
۳۰۳ ہر اتفاق اسراف نہیں۔

۹۹

ماہذب ہونے کی دلیل ہے۔

حدود و تعزیرات

حدود کے بارے میں طویل استفسار

۳۲۴

کا جواب۔

۳۲۳

حدود افشائی کوڑسے ہیں۔

۳۲۲

خیر سلطان کو حد جاری کرنے کا اختیار نہیں۔

۳۲۲

تعزیر بالمال فسوخ ہے۔

۳۲۴

فسوخ پر عمل جائز نہیں۔

۳۲۳

جمع میں گناہ ہو تو جمع ہی میں توبہ کی جائے۔

۳۲۳

کسی کی منکوحہ کو اپنے پاس رکھ کر زنا کرنا

۳۲۵

کو مسلمان برادری سے نکال دیں۔

۳۲۶

مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔

۳۲۰

ثبوت زنا کے لئے چار گواہ مرد ثقہ متقی

۳۲۶

درکار ہیں۔

۳۲۶

جوڑے زانی کی سزا کیا ہے۔

۳۲۱

اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے دشمن تین

۳۲۶

شخص ہیں۔

۳۲۶

زنا کاری اور ناپاچ گانے کو پیشہ بنانے

۳۲۶

اور اس کی کمائی کھانے والوں کے ساتھ

۳۲۶

مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہئے۔

۳۲۶

مسلمان کو زنا کی تہمت بے ثبوت شرعی

۳۲۶

لگانے والا فاسق، مردود الشہادۃ اور

۳۲۹

افشائی کوڑوں کا سزاوار ہے۔

۳۲۹

گناہ سے توبہ کر نیوالے کو پہلے گناہ سے عیب

پتھروں کا سہرا جس میں حکایاں اور پتی وغیرہ نہ ہو

جائز ہے یا نہیں۔

۳۱۹

شرح شریف کا قاعدہ کلیہ ہے جس میں چیز کو

اللہ و رسول اچھا بتائیں وہ اچھی، جس کو بُرا

بتائیں وہ بُری ہے، اور جس سے سکوت فرمائیں

وہ اباحتِ اصلیہ پر رہتی ہے۔

۳۲۰

آبِ کل کے مخالف اہلسنت کی روشنی ہے کہ

جس چیز کو چاہا شرک و بدعت و ضلالت

کہہ دیا۔

۳۲۰

کسی چیز کو جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج

نہیں بلکہ ناجائز کہنے والا قرآن و حدیث سے

دلیل لائے۔

۳۲۰

سوال میں مذکور سہرے کا حکم شرعی۔

۳۲۰

کون سی نئی بات کو بدعت کہا جاتا ہے۔

۳۲۰

حدیث شریف "من تشبه بقوم فهو

منہم" کی تشریح و توضیح۔

۳۲۰

برہنہ تشبیہ کسی فعل کی ممانعت کا قاعدہ۔

۳۲۱

خلاصہ حکم۔

۳۲۲

غیمیمہ رسم و رواج

دلیل بدعت، رائج مرتبہ معصیت اور ساختہ

کو بلا جمع بدعات ہے ان کے مرتکب کو امام

بنانا گناہ ہے۔

نامکب جمع فسقیات ہے اور اس میں حبیانا

۹۹

- ۲۲۹ لکھا سخت حرام ہے۔
 ۲۲۹ زن و شو میں جدائی ڈانن شیطان کا کام ہے۔
 ۲۲۹ ایک شخص صاحب علم ہے مگر نماز روزے کا تذکرہ
 ۲۲۹ ہے اس کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک
 کرنا چاہئے۔
 ۲۳۰ کسی خرم پر زجر آیا گیا روپیہ حرام ہے، تصویر
 بالمال منسوخ ہے۔
 ۲۳۱ منسوخ پر عمل حرام ہے۔

آداب

(مجلس، وعظ، مسجد، قبلہ، اذان، اقامت،
 تکبوت، خطبہ، درود و سلام، اوراد و وظائف،
 عملیات، سفر، استخارہ، خال، جلات، سفارشا
 مصحف، کتب اور سونے سے متعلق آداب) ۲۳۵
 متعلقین چار پائی پر بیٹھے یا لیٹے ہوں اور لڑکے
 کتابیں لے کر بیٹھے ہوں تو کیا حکم ہے۔
 ۲۳۵ نفس حروف قابل ادب ہیں اگرچہ جدا جدا
 لکھے ہوں۔
 بلا ضرورت کتاب پر دوات رکھنا منع ہے۔
 کتابوں والے صندوق کے اوپر کپڑے نہ رکھے
 جائیں۔
 ۲۳۶ حروف تہجی کلام اللہ ہیں کیونکہ ہر حرف علیہ السلام
 پر نازل ہوئے۔
 ۲۳۷ کتب وغیرہ کو بے وضو ہاتھ لگانے کے بارے
 میں علماء مختلف ہیں۔
 ۲۲۹ کتابوں کے شروع میں بسم اللہ بطور تبرک لکھی جاتی
 ہے نہ کہ بطور آیت قرآنی۔
 ۲۲۹ تغیر قصد سے تغیر حکم ہو جاتا ہے۔
 ۲۲۹ جناب کو آیات قرآن پر نیت ذکر و دعا پڑھنا
 جائز ہے۔
 ۲۳۰ نماز جنازہ میں فاتحہ کا بارادہ شعا پڑھنا مکروہ
 نہیں۔
 ۲۳۱ یوسیدہ قرآن مجید اور دیگر اوراق کو جلا دینا
 کیسا ہے۔
 ۲۳۸ مصحف بوسیدہ کو پاک کپڑے میں پیٹ کر
 دفن کرنے کا طریقہ۔
 ۲۳۹ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے احراق مصحف
 کے وقوع کی وجہ۔
 ۲۳۹ بعض کتب تنقید کی طرف منسوب جہاں کہ پیشاب
 سے آیت قرآنی کا لکھنا جائز ہے۔
 ۲۳۵ وجہ سے زور اور معترض کی دھوکا دہی کا
 پردہ چاک۔
 ۲۴۰ فتاویٰ پر ہر نہ معتبر کتابوں میں معدود نہیں۔
 ۲۴۱ رمل کے بارے میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم کی توضیح و تشریح۔
 ۲۴۵ حرام چیسندہ دوا استعمال کرنے میں احتیاط
 ہے اور ہمارے آثار اصل مذہب ظاہر الروایۃ
 یہ ہے کہ جائز نہیں۔
 ۲۴۷ حوالہ جات
 ۲۴۸ جو اگر حقہ کے لئے بھی ناپاک چیز کا استعمال

- کیوں دی گئی۔
 امام ابن جریر علیہ الرحمہ کی تصنیف "کف
 الرعاع عن محرمات اللہ و المسامح
 کا حوالہ۔
- ۳۶۸ ایک ہی مکان میں دو بیویوں سے بے پردہ
 مباشرت کرنا کیسا ہے۔
 قبر پر اذان دینے کا حکم شرعی۔
 احکام مسجد سے متعلق چار سوالات پر مشتمل
 استفتاء۔
- ۳۶۹ بقاء ضرورت مسجد میں چراغ جلانا فضول ہے۔
 مسجد کے درپیر سے چپا کی قبر پر کرنا حرام ہے۔
 مسجد میں تلاوت قرآن جائز ہے، اگر نماز میں
 خلل نہ آتا ہو تو بلند آواز سے بھی جائز ہے۔
 بے اعتکاف مسجد میں سونا ممنوع ہے۔
 بعد نماز غیر طلوع آفتاب سے قبل حکومت
 قرآن مجید جائز ہے۔
 راستے میں چلتے ہوئے قرآن مجید پڑھنا و شرطوں
 کے ساتھ جائز ہے۔
 بیدار ہو کر آیت الکرسی پڑھنا کیسا ہے۔
 حقہ پیتے ہوئے سستی پڑھنا بڑا ہے۔
 کعبہ شریف کی جانب پشت کر کے دیوار مسجد
 کے سہارے بیٹھنا مناسب ہے۔
 توسیدہ مصحف شریف کو جلانا ممنوع ہے دفن
 کرنا چاہئے۔
 اسپند پر کوئی آیت دم کر کے جلاسنے میں
- ۳۶۸ حرج نہیں۔
 بیوی کا پستان منہ میں لے کر جھانکنا کیسا ہے
 عورت خود اپنا پستان منہ میں لے کر چمتی ہے
 تو کیا حکم ہے۔
- ۳۶۹ حجاب کی دیواروں پر آیات کریمہ اس طرح لکھ
 جس کو غضب سے بچے اور پیچھے پڑتی ہیں، کیا
 حکم ہے۔
- ۳۷۰ حجاب میں کوئی شے شامل نظر نہ ہونی چاہئے۔
 مسجد میں وعظ کس کی اجازت سے ہونا چاہئے۔
 جو کافی علم نہ رکھتا ہو اسے وعظ کرنا حرام ہے
 جس شخص کے بیان سے فتنہ اٹھتا ہو اس کو
 اہل مسجد روک سکتے ہیں۔
- ۳۷۱ قبلہ کی چھٹی جگہ معمول علماء اسلام ہے۔
 حاضر بیوی سے صحبت جائز ہے۔
 مسجد میں چند ماٹنگ کی صورتوں میں جائز ہے۔
 روافض کی مسجد میں سستی کی نماز کا حکم۔
 علماء اور فتنہ خرافوں کی نقدی و غیبیہ میں
 جو خدمت کی جاتی ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔
 روزانہ دو پارے تلاوت کرنا افضل ہے یا
 ترجمہ کے ساتھ پارے کا ایک رُبع۔
 قرآن پاک کا کونسا ترجمہ پڑھنا چاہئے۔
 حکومت قرآن کتنی آواز سے کرنا چاہئے۔
 جو تے مسجد کے اندر رکھنا جائز ہے یا نہیں۔
 مقبروں کے در و دیوار پر آیاتِ مستد آتی یا
 اسما الہیہ لکھنا کیسا ہے۔

- پتھر پیدا ہونے کے بعد عورت چلے میں کب پاک ہوتی ہے، تفصیلی فتویٰ۔
- ۳۸۳ نام کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہنے کا کیا حکم ہے نیز غیر صحابی کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہنا کیسا ہے۔
- ۳۸۴ کتبہ کی طرف پاؤں کر کے لیٹنا کیسا ہے۔
- ۳۸۵ بیوی سے ہمبستری کس طرح سنت ہے۔
- ۳۸۶ دن میں بیوی سے ہمبستر ہونا کیسا ہے۔
- ۳۸۷ تکبیر و عناد کے طور پر یہ کہنا کیسا ہے کہ ہماری چار پائی مجلس دعا سے دُور بچھاؤ تاکہ کال میں دعا کی آواز نہ آئے۔
- ۳۸۸ باتوں پر اللہ اور محمدؐ کھدانا شرعاً کیسا ہے۔
- ۳۸۹ لوگوں کے نام کے آگے جو محمدؐ ہے اس پر ترف (ص) کہنا جائز ہے یا نہیں۔
- ۳۹۰ پردیس میں بال بچے دار کو کب تک رہنا چاہئے۔
- ۳۹۱ ایک پتھر پر رمضان المبارک کدہ ہے اس کے دوسرے گزنا کہ اس پر پاؤں آئیں کیسا ہے۔
- ۳۹۲ رمضان اسرار الہیہ سے ہے۔
- ۳۹۳ حروف کی تعظیم خود لازم ہے اگرچہ ان میں کچھ لکھا ہو۔
- ۳۹۴ مسجد کی تاریخ پتھر پر کدہ کرا کے مغربی دیوار میں نصب کرنا نیز چنہ دینے والے کا نام پتھر پر کدہ کرنا درست ہے یا نہیں۔
- ۳۹۵ شرعاً انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام، صحابہ کے نام کے
- ۳۸۹ ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایما و علماء کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہنے کا کیا حکم ہے نیز غیر صحابی کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہنا کیسا ہے۔
- ۳۸۹ اخبار روزنامہ صحیفہ حیدر آباد دکن کے نام اور آیت قرآنی پر مشتمل مرفوگرام بوائے سے متعلق استفادہ۔
- ۳۹۰ تعظیم قرآن حکیم ایمان مسلم ہے۔
- ۳۹۱ تعظیم اور بے تعظیمی میں بڑا دخل عرف کو ہے۔
- ۳۹۱ زخمی معزنی کا تفسیر میں بعض آیات ہزل لانا علما کرام نے سنت مذہب و خلاف ادب قرار دیا ہے۔
- ۳۹۱ نقشہ انگشتی مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
- ۳۹۲ مجلس دعا و جمعیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سن کر سامعین کو درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
- ۳۹۳ وہ مقامات جہاں درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔
- ۳۹۴ مسجد بنانا خیر کثیر ہے۔
- ۳۹۴ نکاحوں میں کثرت مصارف کچھ ضروری نہیں۔
- ۳۹۴ غم شدہ شئی کی دریافت کیلئے یسٹ شریف سے نام نکال جاتا ہے یا کسی اور طریقے سے چور کا پتا معلوم کیا جاتا ہے، یہ طریقہ ٹھیک

- ۳۹۶ ہے یا نہیں۔
 ۳۹۷ قال کیا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں۔
 ۳۹۸ انگریزی قلم و روشنائی سے تعویذ لکھنے سے اجتناب چاہئے۔
 ۳۹۹ غیر مذہب کو آیات قرآنی ٹکے کر دی جائیں۔
 ۴۰۰ اقبال میں آیام و وقت اور زکوٰۃ و ورد کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔
 ۴۰۱ اقبال حب و بغض و مباحات و غیرہ مسجد میں پڑھے جائیں یا خارج۔
 ۴۰۲ جو جائز عمل جائزیت سے ہے اس کی حالتیں و وہ ہیں۔
 ۴۰۳ اور اود و ملاقات مقررہ کو اتفاقہ ہے و ضرر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، نمانہ کی صورت میں اس کی قضا ہے یا نہیں۔
 ۴۰۴ دوران و خیفہ خوانی سلام کا جواب دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔
 ۴۰۵ سفر کو جانے کے کس قدر رو ہیں۔
 ۴۰۶ اسباب باہر چھوڑ کر خود شہر میں آجانا کسی طرح سفر کی حد میں نہیں آتا۔
 ۴۰۷ اردو اخبارات ردی میں فروخت کر دینا کیسا؟
 ۴۰۸ مسجد کے اندر سوال کرنا اور سائل کو دینا کیسا ہے؟
 ۴۰۹ آداب مسجد سے متعلق دو حدیثیں۔
 ۴۱۰ مزارات پر چادر چڑھانا اور اس سے پھول وغیرہ توڑ کر نعت خوانوں کو بار ڈالنا کیسا ہے؟
 ۴۱۱ ناقابل استعمال بوسیدہ قرآنی اوراق سے متعلق حکم
- ۳۹۶ بوسیدہ قرآن مجید اور مقدس اوراق کو لحد بنا کر دفن کیا جائے نہ کرکشت۔
 ۳۹۷ جس مکان میں آیات کریمہ و اذکار لکھے ہوئے ہوں اس میں جامع و برہنگی بے ادبی ہے۔
 ۳۹۸ آیات قرآنی پر مشتمل کچھ کارڈوں پر لکھا ہوتا ہے کہ ۹ یا ۱۱ مرتبہ لکھ کر لوگوں میں تقسیم کر دو ورنہ نقصان ہوگا، یہ محض بے اصل بات ہے۔
 ۳۹۹ دوران تلاوت کسی معلم دینی کی تعلیم کے لئے کھڑا ہونا۔
 ۴۰۰ تماشا گاہوں اور شادی وغیرہ کی مجلسوں میں حمد و نعت وغیرہ پڑھنا کیسا ہے۔
 ۴۰۱ صحن مسجد مسجد ہے، فقہاء اس کو مسجد مسمیٰ کہتے ہیں اور سقفت کو مسجد شتری۔
 ۴۰۲ تعویذات یا آیات قرآنیہ کا نقش جداول میں لکھنے کا حکم۔
 ۴۰۳ شفاعت حسد اور شفاعت حسد سے کیا مراد ہے۔
 ۴۰۴ مسجد میں امام کو بدن و بوانا جائز ہے۔
 ۴۰۵ عیادہ میں شریعت میں تعظیم کے لئے اٹھنا کیسا ہے۔
 ۴۰۶ ماتم و فوج محرم و غیر محرم میں حرام ہے۔
 ۴۰۷ رخصتوں کی مجلس میں جانا سخت حرام ہے۔
 ۴۰۸ مزارات اولیاء پر شیریں تقسیم کرنا جائز ہے۔
 ۴۰۹ نیک کام سے روکنے والا مناسا ظہیر ہے اور مناسا ظہیر ہونا مشیطانی کام ہے۔

- ۴۱۳ نوٹوں پر قرآنی آیت لکھنا جائز اور بے ادبی ہے۔
۴۱۴ منبر شریف پر بیٹھ کر میلاد پڑھنا جائز ہے، منبر و خطبہ کے لئے مختص نہیں۔
- ۴۰۸ منبر مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جابل اپنی طرف سے کچھ نہ کہ بلکہ عالم کی کتاب پڑھ کر سنائے۔
- ۴۰۹ جابل کا وہ خطبہ کہنا حرام اور اس کا مستحب بھی حرام ہے۔
- ۴۰۹ رسالہ الکشف شافیا حکو
۴۰۹ نوٹوں جو شافیا۔
- ۴۱۳ (نوٹوں گراف میں قرآن پاک بھرنے اور سننے نیز اس سے مزامیر وغیرہ کی آوازیں سننے کا حکم) نوٹوں گراف اور نوٹوں گراف میں فرق۔
- ۴۱۳ نوٹوں گراف کی تصویر اپنی ذی الصورت سے مباح اور اس کی محض ایک مثال و شبیہ ہوتی ہے۔
- ۴۱۳ نوٹوں گراف سے جو سنا جاتا ہے وہ خود اصل تھری کی آواز ہوتی ہے نہ کہ اس کی حکایت و تصویر۔
- ۴۱۳ یہاں دو دعوے ہیں جن کو ثابت کرنا مطلوب ہے دعویٰ اول
- ۴۱۳ نوٹوں سے جو سننی جاتی ہے وہ بعینہ اسی آواز کنندہ کی آواز ہے جس کی صوت اس میں بھری ہے قاری و مکمل ہو یا لہ طرب وغیرہ۔
- ۴۱۳ دعویٰ دوم
- ۴۱۳ بذریعہ تلاوت جو نوٹوں میں ودیعت ہوا پھر تحریر کیا کہ جو اس سے ادا ہو گا سنا جائے گا
- ۴۰۸ حقیقت وہ قرآن عظیم ہی ہے۔
۴۱۳ مقدمہ اولیٰ
- ۴۰۸ آواز کیا ہے، کیونکر پیدا ہوتی ہے، کیسے سننے میں آتی ہے، ذریعہ حدوث کے بعد باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے، کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے۔
- ۴۰۹ آواز کنندہ کی طرف آواز کی اخافت کیسی ہے اور اس کی صوت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے یا نہیں۔
- ۴۱۳ قرح و قلع کا معنی۔
۴۱۳ آواز کی تعریف
- ۴۱۳ اللہ تعالیٰ نے آواز کو گوش سامع تک پہنچانے کے لئے سلسلہ توتج قائم فرمایا۔
- ۴۱۵ ہوا اینت و رطوبت میں پانی سے زائد تر ہے۔
- ۴۱۵ قرح اول سے متحرک و تشکل ہونے والی ہوائی کے اول کا عربی سلسلہ قرح بہ قرح سوراخ گوش میں پہنچے ہوئے پٹے تک پہنچ کر اس کو بجاتا ہے جس سے اس میں وہ اشکال و کیفیات پیدا ہوتی ہیں جن کو آواز کہا جاتا ہے پھر اس ذریعے سے لوح مشرک میں مرتب ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوتی ہیں۔
- ۴۱۵ اور اک سمعی محض باذن اللہ حاصل ہوتا ہے۔
- ۴۱۵ ہر شے کا سبب حقیقی ارادۃ اللہ عزوجل ہے۔

- عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی
قرع وقع ہے۔ ۴۱۵
آواز سننے کا سبب عادی توجع و تہجد قرع و قطع
تا ہوا سے ہوتے ہیں۔ ۴۱۵
جسٹا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جلتے ہیں
توجع و قرع میں ضعف آتا جاتا ہے۔ ۴۱۵
دور کی آواز کم کیوں سنائی دیتی ہے اور ایک
مد کے بعد بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ ۴۱۵
توجع ایک غزوی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔ ۴۱۵
زمین سے غزوی ظلی، آگ سے غزوی شعاعی اور
آفتاب سے غزوی نوری نکلتا ہے۔ ۴۱۵
محرومات توجع ہوائی کے اندر جگہ جگہ واقع ہوتے
ایک ایک ٹھپا سبب تک پہنچے گا اور سبب
اس آواز کو سنیں گے جو کان ان غزویوں سے
باہر رہے وہ نہیں سنے گے۔ ۴۱۶
ظہری کے قعدہ سے آواز میں قصور لازم
نہ آئے گا۔ ۴۱۶
آواز اس شکل و کیفیت مخصوصہ کا نام ہے کہ
ہوا یا پانی وغیرہ میں قرع یا قطع سے پیدا
ہوتی ہے۔ ۴۱۶
پانی میں غوطہ لگانے والے دو شخصوں میں سے
ایک کی آواز دوسرا سن سکتا ہے۔ ۴۱۶
پانی اتنا لطیف نہیں جتنی ہوا ہے۔ ۴۱۶
تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادۃ الہی ہے
دوسری چیز اصطلاحاً مؤثر نہ ہوتی علیہ۔ ۴۱۶
- آواز کا ظاہری و عادی سبب قریب قرع و
قطع ہے۔ ۴۱۴
مصنف علیہ الرحمہ نے سبب آواز کے بارے
میں قداسے اختلاف کیوں کیا۔ ۴۱۴
غوسفہ غلط کاری و خطا شعاری کے
عادی ہیں۔ ۴۱۵
انہی بات کا اثبات کہ حدوث آواز کو
قرع و قطع بس سے توجع کی حاجت نہیں۔ ۴۱۵
دلیل اول (اؤکلا) ۴۱۵
قرع و قطع سے ہوا دبے گی اور اپنی لطافت
رطوبت کے باعث ضرور اس کی شکل و
کیفیت قبول کرے گی اسی کا نام آواز ہے
اور صرف یہ دینا توجع نہیں۔ ۴۱۵
دلیل دوم (ثانیاً) ۴۱۶
اگر کشتی مقروح اپنے بعد کا جزا متحرک
ہونے کا محتاج ہو تو چاہئے کہ توجع باقی رہے
تو کشتی ختم ہو جائے اور یہ باطل ہے۔ ۴۱۶
سلسلہ توجع میں تسلسل باطل ہے۔ ۴۱۶
سبب سے سبب کا متعلق ہونا باطل ہے۔ ۴۱۶
حدوث آواز سے متعلق نظریات فلاسفہ کا ابطال
ہو ان کے استدلال کا جواب۔ ۴۱۶
توجع حرکت ہے اور حرکت زمانی ہے۔ ۴۱۶
حروف کی تین قسمیں ہیں، الخطیہ، الثغریہ،
خطیہ۔ ۴۱۶
سننے کا سبب ہوائے خوش کا شکل و شکل آواز

- ہونا ہے اور اس کے تشکل کا سبب ہوائے
خارج تشکل کا اُسے قریع کرنا اور اس قریع
کا سبب بذریعہ توج حرکت کا وہاں تک
پہنچنا ہے۔
- ۴۲۸ قائل پر بحث بھی کرتے ہیں۔
علاقہ و طوبت جس طرح باعث سہولت افعال
ہے یونہی مورث سہولت زوال بھی ہے۔
- ۴۲۹ کیفیات اشکال اصوات کے تحفظ کا پہلے
کوئی ذریعہ ہمارے پاس موجود نہیں تھا
اب بحیثیت الہی یہ آواز ایجاد ہو گیا جس میں
آوازیں ایک زیادہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔
- ۴۲۹ متقدمین یہ آواز دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ توج ہوا
ختم ہوتا ہے آواز محفوظ و غزون رہتی ہے۔
- ۴۲۹ حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔
آواز بلا ہی کی علت تحریم شخصیات نہیں بلکہ
اس کا فو ہونا ہے۔
- ۴۳۱ آواز بلا ہی میں خصوصیت صورت آواز کو دخل
نہیں بلکہ یہ آوازیں جس آواز سے بھی پیدا ہو گئی
اپنا رنگ لائیں گی۔
- ۴۳۲ جب علت حرکت قطعاً حاصل ہو تو حکم حرکت
کیونکر زائل ہو سکتا ہے۔
- ۴۳۲ یہ بات بدایت کے خلاف ہے کہ فو سے
سازوں کی آوازیں مورث طرب نہیں۔
- ۴۳۳ لذت کلی مشکلک ہے۔
طرب کا معنی۔
- ۴۳۳ علامہ سید محمد عبدالقادر دہلوی شافعی کے
موقع کا دس وجہ سے زد۔
- ۴۳۳ اولاً تا عاشر۔
مقدمہ ثانیہ۔
- ۴۲۸ ذریعہ حدوث قطع و قریع ہیں اور وہ کافی ہیں حادث
ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ تشکل و کیفیت
جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدات
ہیں جن کا معلول کے ساتھ رہنا ضرور نہیں۔
- ۴۲۸ آواز کان سے باہر بھی موجود ہے بلکہ باہر ہی
سے منتقل ہوتی ہوئی کان تک پہنچتی ہے۔
- ۴۲۸ آواز آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ طئے مشکیت
کی صفت ہے، ہوا ہو یا پانی وغیرہ۔
- ۴۲۸ آواز کنندہ کی موت کے بعد آواز مستم
رہ سکتی ہے۔
- ۴۲۸ انقطاع توج انعدام سماع کا باعث ہو سکتا
ہے نہ کہ انعدام صورت کا۔
- ۴۲۸ توج کے دوبارہ حدوث سے تجدید سماع ہوگی
نہ کہ دوسری آواز پیدا ہوگی۔
- ۴۲۸ وحدت آواز وحدت نوعی ہے۔
واقع میں تمام الفاظ و جملہ اصوات بجائے خود
محفوظ ہیں اور بھی الم محفوظ ہیں سے ایک امت
ہیں جو اپنے رب تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔
- ۴۲۸ کلمات ایمان تسبیح رحمن کے ساتھ اپنے قائل
کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں۔
- ۴۲۸ کلمات کفر اپنے رب کی تسبیح کے ساتھ اپنے

- وجودِ شئی کے چار مراتب ہیں: (۱) وجود فی الایمان
(۲) وجود فی الایمان (۳) وجود فی العبادۃ
(۴) وجود فی المکاتبہ
- ۴۴۹ حق حصول اشیاء یا شبہا مما ہے نہ بانفہا
۴۴۸ حق علمائے معنی ثانی کو ترجیح دی ان کے ہاں
پھر اس کے بیان میں عبارات مختلف ہیں۔ ۴۴۸
متصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق کہ بصورت صمد
۴۴۰ ہمارے غیر سے نہ کر اگر ہوا ہی دوسری اس کیفیت
۴۴۰ سے حکیت ہو کر آتی ہے نہ کہ ہوا کے اول۔ ۴۵۰
۴۴۱ پہلی دلیل (اولیٰ)
۴۴۱ دوسری دلیل (ثانیہ)
۴۴۳ کلام اللہ واحد لا تعدد لہ بحال۔
جس طرح کاغذ کی رقم میں وہی قرآن مرقوم ہے
اسی طرح جو فون میں بھرا گیا اور اب اس سے
۱۱ ہوتا ہے بالکل وہی مستعد آن ہے نہ کہ
غیر قرآن۔
۴۴۳ فون سے آیت سجدہ سن کر سجدہ تلاوت واجب
کیوں نہیں ہوتا۔
۴۴۶ کوئی دینا کو آیت سجدہ سکھادی جائے تو اس
کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔
۴۴۶ جنتوں کی تلاوت پر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔
۴۴۶ سوتے میں کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو کیا سجدہ تلاوت
کا واجب ہو گا۔
۴۴۶ صمد اکس کو کہتے ہیں۔
۴۴۸ صمد سے سنائی دینے والی آواز پر سجدہ تلاوت
واجب نہیں ہوتا۔
۴۴۸ صمد میں ہوا اسی توجہ اول سے چلتی ہے یا
- گنبد وغیرہ کی ٹھیس سے وہ توجہ ذاتی ہو کر
توجہ تازہ اس کیفیت سے حکیت ہم تک
آتا ہے۔ ۴۴۸
۴۴۸ توجہ تازہ اس کیفیت سے حکیت ہم تک
۴۴۸ متصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق کہ بصورت صمد
۴۴۰ ہمارے غیر سے نہ کر اگر ہوا ہی دوسری اس کیفیت
۴۴۰ سے حکیت ہو کر آتی ہے نہ کہ ہوا کے اول۔ ۴۵۰
۴۴۱ پہلی دلیل (اولیٰ)
۴۴۱ دوسری دلیل (ثانیہ)
۴۴۳ کلام اللہ واحد لا تعدد لہ بحال۔
جس طرح کاغذ کی رقم میں وہی قرآن مرقوم ہے
اسی طرح جو فون میں بھرا گیا اور اب اس سے
۱۱ ہوتا ہے بالکل وہی مستعد آن ہے نہ کہ
غیر قرآن۔
۴۴۳ فون سے آیت سجدہ سن کر سجدہ تلاوت واجب
کیوں نہیں ہوتا۔
۴۴۶ کوئی دینا کو آیت سجدہ سکھادی جائے تو اس
کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔
۴۴۶ جنتوں کی تلاوت پر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔
۴۴۶ سوتے میں کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو کیا سجدہ تلاوت
کا واجب ہو گا۔
۴۴۶ صمد اکس کو کہتے ہیں۔
۴۴۸ صمد سے سنائی دینے والی آواز پر سجدہ تلاوت
واجب نہیں ہوتا۔
۴۴۸ صمد میں ہوا اسی توجہ اول سے چلتی ہے یا

- سنانے والے اور اس پر راضی ہونے والے
سب گنہگار ہوں گے۔
- ۲۵۲ اس پر آیات قرآنیہ شاہد ہیں۔ ۲۵۶
- ۲۵۸ و جو چہارم
- ۲۵۲ صلی نے خاص جلسہ کر کے غزوے کسی اچھے
قاری کی آواز میں بطور تذکرہ و تفکر قرآن مجید
سننا اور سنانے والا بھی صالح ہے تو اس
۲۵۳ میں دو نظری ہیں۔ ۲۵۸
- ۲۵۳ نظر اولے ۲۵۸
- کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے سیکھنے میں حرج
نہیں اگرچہ ان ہی کی ایجاد ہو۔ ۲۵۸
- ۲۵۵ قوت بذات خود معارف و مزامیر سے نہیں۔ ۲۵۸
- ۲۵۵ قوت ایک آلہ مطلق ہے جس کی نسبت ہر گونہ
آواز کی طرف ایسی ہی ہے جیسے آواز ان پر وضع
۲۵۵ کلام کی طرف بلکہ حروف بجا کے معنی کی
طرف۔ ۲۵۸
- ۲۵۵ حروف بجا میں ہمیشہ ہی حروف الہجاء علوم
رسمیہ میں کسی خاص معنی کے لئے وضع نہیں
کئے گئے بلکہ وہ آلہ تلوین معانی مختلفہ میں ان
سے اچھے بڑے جیسے معانی چسپا ہیں ادا
۲۵۵ کر سکتے ہیں۔ ۲۵۸
- ۲۵۴ قوت اس حیثیت سے کہ وہ ایک آلہ مطلق
ہے اس کو حسن یا قبح سے مرصوف نہیں
کر سکتے بلکہ وہ حسن و قبح، مدح و ذم، منہ و
اجاست اور ثواب و عقاب میں اس چیز کے
۲۵۴ تابع ہے جو اس سے ادا کی جاتی ہے۔ ۲۵۸
- ۲۵۲ اس پر آیات قرآنیہ شاہد ہیں۔ ۲۵۶
- ۲۵۸ و جو چہارم
- ۲۵۲ صلی نے خاص جلسہ کر کے غزوے کسی اچھے
قاری کی آواز میں بطور تذکرہ و تفکر قرآن مجید
سننا اور سنانے والا بھی صالح ہے تو اس
۲۵۳ میں دو نظری ہیں۔ ۲۵۸
- ۲۵۳ نظر اولے ۲۵۸
- کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے سیکھنے میں حرج
نہیں اگرچہ ان ہی کی ایجاد ہو۔ ۲۵۸
- ۲۵۵ قوت بذات خود معارف و مزامیر سے نہیں۔ ۲۵۸
- ۲۵۵ قوت ایک آلہ مطلق ہے جس کی نسبت ہر گونہ
آواز کی طرف ایسی ہی ہے جیسے آواز ان پر وضع
۲۵۵ کلام کی طرف بلکہ حروف بجا کے معنی کی
طرف۔ ۲۵۸
- ۲۵۵ حروف بجا میں ہمیشہ ہی حروف الہجاء علوم
رسمیہ میں کسی خاص معنی کے لئے وضع نہیں
کئے گئے بلکہ وہ آلہ تلوین معانی مختلفہ میں ان
سے اچھے بڑے جیسے معانی چسپا ہیں ادا
۲۵۵ کر سکتے ہیں۔ ۲۵۸
- ۲۵۴ قوت اس حیثیت سے کہ وہ ایک آلہ مطلق
ہے اس کو حسن یا قبح سے مرصوف نہیں
کر سکتے بلکہ وہ حسن و قبح، مدح و ذم، منہ و
اجاست اور ثواب و عقاب میں اس چیز کے
۲۵۴ تابع ہے جو اس سے ادا کی جاتی ہے۔ ۲۵۸

- تو آ رہت اچھی بھی ہے اور سخت بُری بھی۔ ۴۵۸
- شعر اچھا بھی ہے اور بُرا بھی۔ ۴۵۹
- نظر دقیق ۴۶۱
- شریعتِ ملہ کا قاعدہ ہے کہ جس چیز سے حرام کو ۴۶۱
- در پہنچے اس کو بھی حرام فرمادیتی ہے۔ ۴۶۱
- جو چیز بنانا جائز ہو اس کو خریدنا اور استعمال میں ۴۶۱
- لانا بھی ممنوع ہے۔ ۴۶۱
- نو آہِ سراوق کا خریدنا اور ان سے کام خدمت ۴۶۱
- لینا شرعاً منع ہے۔ ۴۶۱
- بیل اور بکرے کو خستی کرنا جائز نیز گھوڑی سے ۴۶۲
- خچر لینا بھی جائز ہے۔ ۴۶۲
- جن کو بھیک مانگنا حرام ہے ان کو بھیک دینا ۴۶۳
- بھی گناہ ہے۔ ۴۶۳
- جس چیز کو بنانا جائز اس کو خریدنا اور استعمال ۴۶۳
- میں لانا بھی ناجائز ہے، اور جس چیز کو خریدنا ۴۶۳
- اور کام میں لانا منع نہ ہو گا اس کو بنانا بھی ناجائز ۴۶۳
- نہ ہو گا۔ ۴۶۳
- ایک خیال باطل کا دفعہ ۴۶۴
- تصور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کی ۴۶۴
- کمر بن چٹوں کو یہ کہنے سے کوئی منع فرمایا ۴۶۴
- "و فیئنا نبی یعلو مافی خدا" ۴۶۵
- اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اصالتِ غیبیہ کا ۴۶۶
- جاننا نبوت کی شان ہے۔ ۴۶۶
- حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۴۶۶
- اپنا نعتیہ قصیدہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا ۴۶۶
- جس میں تاقیامت علوم غیبیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ ۴۶۶
- والسلام کے لئے ثابت مانا۔ ۴۶۶
- بالجملہ خلاصہ حکم، یہاں تین چیزیں ہیں: ممنوعات ۴۶۶
- معطلات، مباحات۔ ۴۶۶
- اول یعنی ممنوعات کا حکم۔ ۴۶۶
- دوم یعنی معطلات کا حکم۔ ۴۶۶
- سوم یعنی مباحات کا حکم۔ ۴۶۸
- رسالہ الادلۃ الطاعنہ فی ۴۶۸
- اذا ات الملائعہ۔ ۴۶۸
- (روافض کی اذانِ اہلسنت وجماعت کو ۴۶۸
- سننا کیسا ہے) ۴۶۸
- آپلی تشیع نے جو اذان وغیرہ میں حضرت علی مرتضیٰ ۴۶۸
- رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کلمہ "خلیفۃ" ۴۶۸
- موصول اللہ بلا فصل "کہنا اختیار کیا ہے ۴۶۸
- اہلسنت وجماعت کے لئے یہ کلمہ مبغوض سننا ۴۶۸
- تبراً ہے۔ ۴۶۸
- تبراً کے معنی انکار برائت و بیزاری ہیں۔ ۴۶۸
- "علی خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل" کہنے ۴۶۸
- میں بالتحریک خلافتِ راشدہ حضرات ۴۶۸
- خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی ۴۶۸
- نعتی ہے۔ ۴۶۸
- روافض کے زعم باطل میں استحقاقِ خلافت ۴۶۸
- حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی ۴۶۸
- میں منحصر تھا، اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۴۶۸
- نے حضرت علی المرتضیٰ کا یرحق چھین لیا تھا۔ ۴۶۸

- ۴۸۲ اس کی آمد فی مسجد کے نام لگا دئی گیا اس کو
مسجد کے اخراجات میں صرف کرنا جائز ہے۔ ۵۸۱
۴۸۳ دورانِ حدت نکاح ہوا، لگا ہوں کو جو روپے
لے وہ مسجد میں لگانا چاہتے ہیں، لے جائیں یا
نہیں۔ ۵۸۲ جو جاتا ہے۔
۴۸۳ طوائف کے کسب سے خرید کر وہ جائز لوگ آمد فی
مکو مصارف مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا کیسا ہے۔ ۵۸۹
۴۸۳ قرآن مجید کا احترام نہ کرنے والے معلم سے پڑھنا
محرم۔ ۶۸۸ جیسے نص سے ثابت ہو۔
۴۸۳ عظم اپنے اجاب کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہے
اور شاگرد قرآن مجید لے کر بیٹھے، تو یہ سب گستاخ
ہیں۔ ۷۰۹
۴۸۳ بعد ختمِ حدت اگر یہ نہ تھو غیر نہ پہنے تو حصر
نہیں مگر اس کو ناجائز کہنا ممنوع ہے۔ ۴۸۳
۴۸۳ سیاہ خضاب ہر طرح کا سواستہ مجاہدین کے
سب کو مطلقاً حرام ہے۔ ۴۸۳
۴۸۳ حُرقتِ ہندی کا سرخ خضاب مسنت
مستحب ہے۔ ۴۸۴
۴۸۴ خلیفہ اور عمارات فقہائے مسئلہ کی تائید۔ ۴۸۴
۴۸۴ روزانہ کنگھی کی ممانعت سے متعلق احادیث
کو کیر اور ان کا مطلب۔ ۴۸۵
۴۸۴ جنتِ صالحہ دین میں کئی بار کنگھی کرنے میں
کوئی ممانعت و کراہت نہیں۔ ۴۸۶
۴۸۶ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر
دین میں دوبار سر کے بالوں میں تیسل
ڈالتے تھے۔ ۴۸۶
- ۴۸۱ اس کی آمد فی مسجد کے نام لگا دئی گیا اس کو
مسجد کے اخراجات میں صرف کرنا جائز ہے۔
۴۸۲ دورانِ حدت نکاح ہوا، لگا ہوں کو جو روپے
لے وہ مسجد میں لگانا چاہتے ہیں، لے جائیں یا
نہیں۔
۴۸۳ طوائف کے کسب سے خرید کر وہ جائز لوگ آمد فی
مکو مصارف مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا کیسا ہے۔
۴۸۹ قرآن مجید کا احترام نہ کرنے والے معلم سے پڑھنا
محرم۔
۴۸۳ عظم اپنے اجاب کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہے
اور شاگرد قرآن مجید لے کر بیٹھے، تو یہ سب گستاخ
ہیں۔
۷۰۹ بعد ختمِ حدت اگر یہ نہ تھو غیر نہ پہنے تو حصر
نہیں مگر اس کو ناجائز کہنا ممنوع ہے۔
۴۸۳ سیاہ خضاب ہر طرح کا سواستہ مجاہدین کے
سب کو مطلقاً حرام ہے۔
۴۸۳ حُرقتِ ہندی کا سرخ خضاب مسنت
مستحب ہے۔
۴۸۴ خلیفہ اور عمارات فقہائے مسئلہ کی تائید۔
۴۸۴ روزانہ کنگھی کی ممانعت سے متعلق احادیث
کو کیر اور ان کا مطلب۔
۴۸۵ جنتِ صالحہ دین میں کئی بار کنگھی کرنے میں
کوئی ممانعت و کراہت نہیں۔
۴۸۶ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر
دین میں دوبار سر کے بالوں میں تیسل
ڈالتے تھے۔

زینت

(کنگھی، شہرہ، متی، مسواک، خضاب،

ہندی، سنسکار وغیرہ)

عورتوں کے ناک چھیدنے اور تھنی پہنے کے بارے

میں پانچ سوالات پر مشتمل استفتاء۔

نقہ یا بلات کے لئے عورتوں کو ناک چھیدنا

جائز ہے۔

کان کے گھنوں کے لئے عورتوں کا کان چھیدنا

جائز ہے۔

کان چھیدنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے زمانہ اقدس میں متعارف و مشہور تھا۔

عورتوں کے لئے ناک اور کان چھیدنے کا جواز

- ۴۹۲ مرد کو تنہا منہ دی سے وارٹھی میں خضاب کرنا یا اس میں کم کی پتیاں ملانا جائز ہے۔
- ۴۹۳ سیاہ خضاب دیکے کا ہویا کسی اور چسپند کا مطلقاً حرام ہے، مگر مجاہدین کو جائز ہے۔
- ۴۹۴ احادیث کے حوالہ جات
- ۴۹۵ کسی کسی رنگ کی بو عورتوں کو عکس دنا یا شوہر کے واسطے آرائش کے لئے جائز ہے۔
- ۴۹۶ حالتِ روزہ میں مٹی لگانا منع ہے۔
- ۴۹۷ مرد یا عورت کو سر میں لگی ڈان، پھوڑے پھنسی پر استعمال کرنا جائز ہے۔
- ۴۹۸ منہ دی میں نیل ملا کر لگانا مرد کو کسی صورت میں جائز اور کسی صورت میں ناجائز ہے۔
- ۴۹۹ ہاتھ پاؤں میں منہ دی کی رنگت مرد کے لئے حرام ہے، وارٹھی اور سر میں مستحب۔
- ۵۰۰ سیاہ خضاب حرام ہے۔
- ۵۰۱ سیاہ خضاب کی ممانعت پر احادیث کو کبر۔
- ۵۰۲ سیاہ مقلد بالتطکیک ہے۔
- ۵۰۳ سیاہ خضاب کو کبوتر کے پوٹے سے حدیث میں کیوں تشبیہ دی گئی۔
- ۵۰۴ جو سیاہ خضاب لگائے وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔
- ۵۰۵ تحریم سواد سے صرف بائیں شران جہاد کا استثناء ہے۔
- ۵۰۶ زود جہواں کے لئے سیاہ خضاب کا جواز ایک روایتِ مرجوحہ میں آیا ہے۔
- ۴۹۲ مروجہ برقعہ کا حکم جبل و شرق اجماع ہے۔
- ۴۹۳ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنی والی عورتوں پر حدیث میں لعنت آتی ہے۔
- ۴۹۴ جنگ و حو کا ہے (حدیث)۔
- ۴۹۵ ○ رسالہ حلف العیب
- ۴۹۶ حصرۃ قسویہ الشیب۔
- ۴۹۷ (سیاہ خضاب کی حرمت کا سولہ حدیثوں اور اقوالِ ائمہ سے ثبوت)
- ۴۹۸ صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالتِ جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے۔
- ۴۹۹ حدیث اول
- ۵۰۰ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیاہ خضاب سے منع کر دیا گیا۔
- ۵۰۱ حدیث دوم
- ۵۰۲ پیری کی سفیدی کو سیاہ رنگ کے علاوہ کسی رنگ سے بدلنے کی اجازت۔
- ۵۰۳ حدیث سوم
- ۵۰۴ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنے والی قوم کی خبر دی۔
- ۵۰۵ سیاہ خضاب لگانے والوں کیلئے وعیدِ شدید۔
- ۵۰۶ حدیث چہارم
- ۵۰۷ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سیاہ خضاب کرنے والوں کی طرف نظرِ کرم نہ فرمائے گا۔
- ۵۰۸ حدیث پنجم
- ۵۰۹ اللہ تعالیٰ جوڑے کو دشمن رکھتا ہے۔

۴۹۹	بنانے والا بدترین ہے۔	۴۹۷	حدیث ششم
۵۰۰	سیاہ خضاب نہیں مٹتا ہے۔	۴۹۸	آذر خضاب مومن کا سرخ خضاب مسلمان کا
۵۰۰	حدیث شانزدہم	۴۹۹	سیاہ خضاب کافر کا ہے۔
۴۹۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیاہ	۴۹۸	حدیث ہفتم
۵۰۰	خضاب سے منع فرمایا۔	۴۹۸	تسپیدی نور ہے جس نے اس کو چھپایا اس نے
۴۹۸	عائشہ مشائخ کرام و جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک	۴۹۸	نور کو زائل کیا۔
۵۰۰	سیاہ خضاب منع ہے۔	۴۹۸	سفید بال اکھاڑنا منع ہے۔
۴۹۸	علماء رجب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے	۴۹۸	حدیث ہشتم
۵۰۱	مراد کراہت تحریم لیتے ہیں۔	۴۹۸	جتنے اسلام میں سپیدی آئے وہ اس کے لئے
۴۹۸	کراہت تحریم کا ترکیب گنہگار اور مستحق عذاب	۴۹۸	نور ہے جب تک اسے بدل نہ ڈالے۔
۵۰۱	ہوتا ہے۔	۴۹۸	حدیث نهم
۴۹۸	سیاہ خضاب کا حرام ہونا غیر غازی کے حق	۴۹۸	سب سے پہلے بالوں کو ہندی حضرت ابراہیم
۵۰۱	یہ ہے۔	۴۹۸	علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگائی۔
۴۹۸	بالکل قول مذکور ہی مختار و منصور و مذہب جمہور	۴۹۸	سب سے پہلے خضاب سیاہ فرعون نے لگایا۔
۴۹۸	اور ثابت ہار شاہ منصور پر نور صلی اللہ تعالیٰ	۴۹۸	ہندی کے مستحب اور خضاب کے حرام ہونے کی
۵۰۱	علیہ وسلم ہے۔	۴۹۹	وجہ ہے۔
۴۹۹	احادیث و روایات میں مطلق سیاہ رنگ	۴۹۹	حدیث دہم
۴۹۹	کی ممانعت ہے خواہ زائیل ہو یا ہندی کا	۴۹۹	سیاہ خضاب کرنے والوں کا چہرہ اللہ تعالیٰ
۵۰۱	میل یا کوئی تیل سب ناجائز ہے۔	۴۹۹	قیامت کے روز کالا کرے گا۔
۴۹۹	سیاہ خضاب میں کس قدر ہندی ملانے سے	۴۹۹	حدیث یازدہم
۵۰۲	حرمت جاتی رہتی ہے۔	۴۹۹	و اگر کسی نے سیاہ کرنے والے کے لئے
۴۹۹	صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسا خضاب	۴۹۹	اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حق نہیں۔
۵۰۲	لگا سکتے تھے۔	۴۹۹	و اگر کسی نے سیاہ کرنا شروع ہے۔
۵۰۲	کون سا خضاب جائز و محمود ہے۔	۴۹۹	حدیث دوازدہم تا پانزدہم
۵۰۲	کتم کس چیز کا نام ہے اسکے معنی کی تحقیق۔	۴۹۹	آذیر و مردالوں میں سے جو انی جیسی صورت

- مصنعت کی تحقیق کہ حنا و کھنکھ کے خضاب کا رنگ
سُرخ ہوتا ہے۔ ۵۰۳
وسم کا معنی ۵۰۴
احل خضاب حنا کا ہوا اور اس میں کچے پتیاں نیل
کی شریک کر لی جائیں کہ سرنی میں ایک گونہ پختگی
آجائے تو جائز ہے۔ ۵۰۵
شراب میں کس قدر رنگ ملنے سے سرکہ ہو جاتا ہے
اور اس کی حقیقت بدل جاتی ہے۔ ۵۰۵
آبی اصل ہزار رنگ پر ہے جو کچھ سیاہ رنگ ملتے
سب حرام ہے۔
- کسب و حصول مال**
- (غیر ذریعہ ثروت، اجرت، رشوت، سود، قمار،
بیمہ، پیشہ، صنعت، قرض، تذرانہ، ہبہ،
میراث، غصب، ذرائع آمدنی، حلال و حرام
و مشتبہ سے متعلق مسائل)
- رہنہ کیوں اور ڈوخیوں کے ہاں مزدوری کرنا اور
فصاری کے پاس نوکری کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ ۵۰۴
احل مزدوری فعل جائز پر سب کے ہاں جائز
اور فعل ناجائز پر سب کے ہاں ناجائز ہے۔ ۵۰۴
اس کی تفصیل کہ جائز مزدوری پر زرا جرت
مال حرام سے لینا کیسا ہے وہ اگلے ملاح ہے
یا نہیں۔ ۵۰۴
رہنہ وغیرہ کی ناجائز آمدنی اس کے ہاتھ میں
مال مقصوب کا حکم رکھتی ہے۔ ۵۰۴
- دو صورت کہ رہنہ کو ملنے والا مال رشوت قرار
پاتا ہے۔ ۵۰۳
ایک صورت میں طوائف کی آمدنی مثل موہوب
ہوتی ہے۔ ۵۰۸
رہنہ والوں اور ڈوخیوں ایک صورت میں حاصل
ہونے والی آمدنی کی مالک ہو جاتی ہیں۔ ۵۰۸
لگانے والے کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ کس صورت
میں ہبہ اور کس صورت میں رشوت بنتا ہے۔ ۵۰۸
زرا حرام بعینہ پر نقد و عقد کا اجتماع ہو تو اس کا
لینا کیسا ہے۔ ۵۱۰
مالی حرام و حلال اس طرح مل گئے کہ تمیز
دشوار ہے تو اس کا کیا حکم ہوگا۔ ۵۱۲
اگر اجیر کہ کچھ نہیں کہ زرا جرت مال حرام سے
توفیقی جواز ہے۔ ۵۱۵
احل ملت ہے۔ ۵۱۵
بادشاہ کے انعام و عطیات کا حکم شرعی۔ ۵۱۵
ہزار زمانہ شبہات سے بچنے کا نہیں۔ ۵۱۶
اگر معلوم ہو کہ مستاجر کا مال اکثر حرام ہے تو
مستحق کا کام اس سے بچنا ہے۔ ۵۱۴
آدمی کہ حنکہ و نفیس کی دوستیں غراب کرتی ہیں
تصوت کی چاشنی سے لبریز ایک مختصر
اور انتہائی مفید مضمون۔ ۵۱۴
حدیث مبارکہ المحلل بیعت الہی کی
تفصیل و تشریح۔ ۵۱۸
حق کا معنی ۵۱۸

- بعض علماء نے در صورت غلبہ حرام ہر دم جواز کی تصریح فرمائی۔
- ۵۱۹ اس سے حاصل شدہ کمائی کا کیا حکم ہے۔ ۵۲۰
- انگریز کی نوکری خصوصاً باج بکاش کیا ہے اور رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔
- ۵۲۰ طلب الحلال واجب علی کل مسلم۔ ۵۲۰
- تجھے اپنے دین کا کامل پاس ہو وہ غلبہ مسلم کی صورت میں اقترازی کرے۔ ۵۲۱
- کافر کے لئے رہن کا لافہ تحریر کرنا مسلمان کو روا ہے یا نہیں۔ ۵۲۲
- نقص تحریر ہی نام میں کوئی عرج نہیں مگر سودی معاملے والا لافہ نہ لگے کہ موجب لعنت ہے۔ ۵۲۳
- کفار کے میلہ میں بقصد فروخت اسباب تعبداتی جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ ۵۲۴
- ہر مکروہ تحریمی صغیرہ گناہ ہے۔ ۵۲۴
- ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ ۵۲۴
- معاہدہ کفار میں مسلمان کو جانا جاتا تو نہیں کہ نہ وہ جمع شیطانی ہیں۔ ۵۲۴
- مسئلہ کی تائید میں جہارات ہو۔ ۵۲۴
- ہندوستان خدا تعالیٰ دار الحرب نہیں ہے۔ ۵۲۴
- مسلمان دار الحرب میں کیا کچھ لینے فروخت لیا سکتا ہے کتب فقہ سے حوالہ جات۔ ۵۲۴
- مسلمانوں کا کافروں کے محلہ سے گزر ہر خوشحال کرتا ہو اگر چاہے۔ ۵۲۵
- ہر ملزوم معصیت معصیت ہوتا ہے۔ ۵۲۶
- انگریز کی نوکری خصوصاً باج بکاش کیا ہے اور اس سے حاصل شدہ کمائی کا کیا حکم ہے۔ ۵۲۰
- ۵۲۱ رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔
- ۵۲۲ حلال روزی تلاش کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ۵۲۹
- ۵۲۰ طلب الحلال واجب علی کل مسلم۔ ۵۲۰
- ۵۲۱ تجھے اپنے دین کا کامل پاس ہو وہ غلبہ مسلم کی صورت میں اقترازی کرے۔ ۵۲۱
- ۵۲۲ کافر کے لئے رہن کا لافہ تحریر کرنا مسلمان کو روا ہے یا نہیں۔ ۵۲۲
- ۵۲۳ نقص تحریر ہی نام میں کوئی عرج نہیں مگر سودی معاملے والا لافہ نہ لگے کہ موجب لعنت ہے۔ ۵۲۳
- ۵۲۴ کفار کے میلہ میں بقصد فروخت اسباب تعبداتی جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ ہر مکروہ تحریمی صغیرہ گناہ ہے۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ معاہدہ کفار میں مسلمان کو جانا جاتا تو نہیں کہ نہ وہ جمع شیطانی ہیں۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ مسئلہ کی تائید میں جہارات ہو۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ ہندوستان خدا تعالیٰ دار الحرب نہیں ہے۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ مسلمان دار الحرب میں کیا کچھ لینے فروخت لیا سکتا ہے کتب فقہ سے حوالہ جات۔ ۵۲۴
- ۵۲۵ مسلمانوں کا کافروں کے محلہ سے گزر ہر خوشحال کرتا ہو اگر چاہے۔ ۵۲۵
- ۵۲۶ ہر ملزوم معصیت معصیت ہوتا ہے۔ ۵۲۶
- ۵۲۰ اس سے حاصل شدہ کمائی کا کیا حکم ہے۔ ۵۲۰
- ۵۲۱ رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔ ۵۲۱
- ۵۲۲ حلال روزی تلاش کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ۵۲۹
- ۵۲۰ طلب الحلال واجب علی کل مسلم۔ ۵۲۰
- ۵۲۱ تجھے اپنے دین کا کامل پاس ہو وہ غلبہ مسلم کی صورت میں اقترازی کرے۔ ۵۲۱
- ۵۲۲ کافر کے لئے رہن کا لافہ تحریر کرنا مسلمان کو روا ہے یا نہیں۔ ۵۲۲
- ۵۲۳ نقص تحریر ہی نام میں کوئی عرج نہیں مگر سودی معاملے والا لافہ نہ لگے کہ موجب لعنت ہے۔ ۵۲۳
- ۵۲۴ کفار کے میلہ میں بقصد فروخت اسباب تعبداتی جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ ہر مکروہ تحریمی صغیرہ گناہ ہے۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ معاہدہ کفار میں مسلمان کو جانا جاتا تو نہیں کہ نہ وہ جمع شیطانی ہیں۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ مسئلہ کی تائید میں جہارات ہو۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ ہندوستان خدا تعالیٰ دار الحرب نہیں ہے۔ ۵۲۴
- ۵۲۴ مسلمان دار الحرب میں کیا کچھ لینے فروخت لیا سکتا ہے کتب فقہ سے حوالہ جات۔ ۵۲۴
- ۵۲۵ مسلمانوں کا کافروں کے محلہ سے گزر ہر خوشحال کرتا ہو اگر چاہے۔ ۵۲۵
- ۵۲۶ ہر ملزوم معصیت معصیت ہوتا ہے۔ ۵۲۶

- ۵۳۹ | عوام میں مشہور ایک فلا حدیث کی نشاندہی۔
- ۵۳۴ | ہندو کو بعد از زنا جو وظیفہ ملتا تھا وہ حرام قطعی اور تائبہ ہو جانے کے بعد اگر بلا معاوضہ
- ۵۳۲ | ملتا رہے تو حلال ہے۔
- ۵۳۹ | اقصاب الرقیم کا قصہ
- ۵۳۹ | جس چیز کا لینا حرام ہو اس کا دینا بھی حرام ہوتا ہے۔
- ۵۳۵ | سود کے روپیہ سے جو کار نیک کیا جائے اس میں استحقاق ثواب نہیں۔
- ۵۳۱ | حدیث سے تائید:
- ۵۳۱ | سود خوار پر شرعاً فرض ہے جتنا سود جس جس سے ہے اُسے یا اس کے اولاد کو واپس کرے وہ نہ مل سکیں تو اتنا مال تصدق کرے۔
- ۵۳۱ | سود خوری سے توبہ کا طریقہ۔
- ۵۳۲ | سودی روپیہ سے حج کرنا جائز نہیں۔
- ۵۳۲ | فرضی حج ذر سے ادا ہو جائے گا۔
- ۵۳۲ | قبولیت بخشی اور چیز ہے اور سقوط فرض اور چھینز۔
- ۵۳۲ | سودی پیسہ سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز جائز ہے۔
- ۵۳۲ | سودی پیسہ سے بنائے ہوئے مآتب سے وضو کرنا جائز ہے۔
- ۵۳۲ | بیع فاسد سے خریدے ہوئے گھر پر قبضہ کرنے کے بعد خریدار نے اسے فقیروں پر وقف کر دیا تو وہ وقف ہو گیا۔
- ۵۳۱ | دوسروں کے ساتھ اس قسم کی رعایت ذکر ناکب مکروہ و منوع ہے اور کب نہیں۔
- ۵۳۲ | طالب علم بیٹے کو دوسری اولاد پر ترجیح دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
- ۵۳۲ | کسی شخص نے سود وغیرہ حرام مال چھوڑ کر انتقال کیا تو اس کے بیٹے کے لئے وہ مال حلال ہو گیا یا نہیں۔
- ۵۳۵ | وارث کو صرف اتنا معلوم ہے کہ ترکہ میں مال حرام بھی ملا ہے مگر نہ مال تمیز اور نہ ہی حق معلوم تو دینا نہ اجتراراً افضل ہے اور حکم جواز ہے۔
- ۵۳۵ | حرث میں جو کچھ مشہور ہے وہ اسی طرح ہے جیسے لفظ سے شرط کر دی جائے۔
- ۵۳۵ | تلاوت قرآن مجید اور ذکر الہی پر اجرت لینا دینا وہ فحش حرام ہیں۔
- ۵۳۵ | گناہ پر ثواب کی امید زیادہ سخت و اشد ہے۔
- ۵۳۵ | اجرت پر قرآن وغیرہ پڑھوانے میں جواز کی صورت عورت کے نکاح کے بدلے میں لے ہوئے بچے بعض رشوت و حرام ہیں۔ زنانہ کا کھانا جائز اور نہ ہی مسجد میں لگانا جائز بلکہ لازم ہے کہ جس شخص سے لے میں اس کو واپس دیں۔
- ۵۳۸ | غیر مسلموں کو کرائے پر گھر سیاں دینا مسلمان کے لئے جائز ہے۔
- ۵۳۸ | پیشہ وارانہ ذیل کے بارے میں شرع کیا حکم دیتی ہے: (۱) قاطع الشجر (۲) ذابح البقر (۳) دام الخنزیر (۴) بائع البشر۔

- ملک کی خفاشت وقت کی صمت سے مانع نہیں۔ ۵۴۴ ساتھ رہی اب تک ہوئی ہے کیا اس کا مسلمان ہوتا
- مال ربانی بعد قبضہ عدم ملک نہیں رہتا صرف ۵۴۴ ایک ہے۔
- غبت ملک ہوتا ہے۔ ۵۴۴ اہلسنت کے مذہب میں آدمی کسی گناہ کے باعث
- غبت ملک فقیر کو تصدق میں لینے سے مانع ۵۴۴ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔
- نہیں۔ ۵۴۴ حدیث سے تائید
- سود اور رشوت کا مال قریب سے پاک ہو جاتا ۵۴۴ حدیث سے تائید
- ہے یا نہیں۔ ۵۴۴ گھوڑا یا گھوڑا کے بچے ذبح ہو جائے اس کی کھال
- سود خوار اور راشی کے ہاں نوکری کرنا، تنخواہ ۵۴۴ کہ پکائی نہ گئی ہو عین غریب یا حرام ہے اس کی
- لینا اور کھانا کھانا جائز ہے جبکہ وہ چھینے ج ۵۴۴ دباخت کرنا جائز ہے اور اس کا پیشہ کر وہ ہے
- اسے دے اس کا بعینہ مال حرام ہونا معلوم ۵۴۴ ایسا کرنے والے کے ہاں کھانے سے احتراز
- نہ ہو۔ ۵۴۴ ادا ہے۔
- شادی کے وقت دہ لہا والے لڑکی کے استاد کو ۵۴۴ حدیث میں پچھنے لگانے والے کی کفائی کو حرام
- بخوشی جو بچہ دیں اس کا لینا جائز ہے اور مجبوری ۵۴۴ کیوں کہاجی۔
- سے دیا تو حرام ہے۔ ۵۴۵ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچھنے
- قریب کا نابینا باپ اپنی خوشی سے حسب عادت ۵۴۵ مگواسے اور پچھنے لگانے والے کو اجرت بھی
- بازار میں سامان فروخت کرنے جاتا ہے تو زید ۵۴۵ دی۔
- پر الزام نہیں اور اگر زید اسے مجبور کرتا ہے تو ۵۴۵ دندھی جو مال اس حرام و ناپاک ذریعے سے
- فرد گنہگار و نافاتی ہے۔ ۵۴۵ حاصل کرتی ہے اس کی جگہ نہیں ہوتا حکم
- باپ کا مال بیٹے کو اس کی رضا سے قدر رضا ۵۴۵ غصب رکھتا ہے۔
- ملک حلال ہے ورنہ حرام۔ ۵۴۵ احوال خاندان کا معرفت۔
- باپ کا حق بیٹے پر ہمیشہ رہتا ہے یونہی بیٹے کا ۵۴۶ احوال خاندان کو اپنے ماں باپ اور بیٹے بیٹی
- حق باپ پر۔ ۵۴۶ پر صدقہ کر دینا حلال ہے۔
- بیٹا جب جوان ہو جائے تو باپ پر اس کا ۵۴۶ غیر منقسم ہونا صدقہ کو نقصان نہیں دیتا
- نقصہ واجب نہیں رہتا۔ ۵۴۶ اگرچہ بہرہ کو نقصان دیتا ہے۔
- ایک مسلمان عورت ہندو بیس سال ایک انگریز کے ۵۴۶ صدقہ واپسی نہیں لیا جاتا۔
- کوتی شخص شادی کا دوبار سے احوال کثیرہ جمع

- کر کے مرگیا، وارثوں کے لئے وہ حلال ہے یا نہیں۔
 حورث کے سود سے حاصل شدہ ترکہ کو وراثت کیا کریں۔
 جو مال کسی ذریعہ حرام سے حاصل کیا اس سے کوئی جائیداد خریدی یا تجارت پر لگایا تو اب اس جائیداد یا تجارت کی آمدنی اس شخص یا اس کے لواحقین کے حق میں مباح ہے یا نہیں۔
 کسی ذریعہ حرام سے حاصل کردہ مال سے بکھڑا کا طریقہ۔
 مالی سود اور مال رشوت وغیرہ کے حکم میں فرق۔
 مستند استبدال یعنی حرام مال کے عوض کوئی دوسری چیز خریدنا۔
 ذریعہ حرام پر عقد و فقہ کے جمع ہونے کی صورت اور اس کا حکم۔
 سود یا حقوق فاسدہ کے ذریعے جو مال حاصل کیا اس سے خریدی ہوئی شے میں خباثت نہیں آئے گی۔
 وکیل نے توکل کی اشرفیاں اپنی اشرفیوں میں ملا دیں تو وکیل پر ضمان لازم ہے، اور ضمان میں توکل کا تصرف جائز ہے۔
 شراب فروش سے تائب ہونے والا بائیس حاصل شدہ مال کا کیا کرے۔
 مالی حرام کے تصدق میں مساکین کا غیر اصول
- خروج ہونا شرط نہیں۔
 ۵۵۰ باجا بجانا ناجائز، ہندوؤں کے پاؤں بچانا اور سخت ناجائز اور ان کے شیعہ فی تموار میں بچانا
 ۵۵۰ اور بھی سخت حرام و در حرام ہے۔
 ۵۵۶ ہندو کے تموار میں باجا بجانے والا اگر بازر نہ آئے تو اس کی مسلمان برادری اس سے بائیکاٹ کرے۔
 ۵۵۶ ہندوؤں کے سودی معاملہ کی وثیقہ نویسی کرنے والے کا استغفار اور مصنف علیہ الرحمہ کا حکیمانہ جواب اور اس پیشہ کو فزائز کرنے کی تکفین اور قضائے حاجات کے لئے اعمال مجرب کی تعلیم۔
 ۵۵۶ دلائل و اعمال کے اثر کرنے میں تین شرائط ضروری ہیں۔
 ۵۵۸ مصنف علیہ الرحمہ کے یہاں کی جملہ اجازات و دلائل و اعمال و تقویات میں نماز پابندی سے باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی شرط ہے۔
 ۵۵۸ تادان کار پر تین کرنا کیسا ہے۔
 ۵۵۲ بقا ضرورت شریعہ و مجبوری صادق سودی روپیہ قرض لینا حسرام اور شدید گناہ کبیرہ ہے۔
 ۵۵۹ عقد فاسد سے حاصل شدہ روپیہ نجیث ہے اسے واپس دینا اور عقد کو فسخ کرنا واجب ہے۔
 ۵۵۹ جو روپیہ عقد فاسد سے حاصل ہوا اس کو اور خیر یا اپنے کسی مصروف میں خرچ نہیں کر سکتا۔

- قرض کی ادائیگی ناپاک روپے سے کی تو قرض و ہبہ کے لئے وہ روپیہ پاک رہا یا نہیں۔ ۵۵۹
- ناپاک روپیہ دو قسم پر ہے۔ ۵۵۹
- چندہ دے کر واپس یا اس میں ایک روپیہ زائد آگیا اس کو کھایا ہے اب کیا حکم ہے۔ ۵۶۰
- مجلس میلہ مبارک انجمن مندوبات سے ہے جبکہ بروج میچ ہو۔ ۵۶۰
- جو قوالی یہاں رائج ہے ناجائز ہے۔ ۵۶۰
- وعدہ خلافتی پر قرآنی وعید۔ ۵۶۰
- تائبہ رنڈی کا ناجائز کمانی سے بنایا ہوا مکان اس کو جائز ہے یا ناجائز۔ ۵۶۰
- ناپاک مال کو پاک کرنے کا جیلہ حق موروثی قابل بیع نہیں، نہ اسس پر کچھ لے سکتا ہے۔ ۵۶۱
- جس کو قانون نے حق موروثی ٹھہرایا ہے وہ کوئی شرعی حق نہیں۔ ۵۶۲
- بت پر چڑھاوا چڑھانا گنہگار ہے۔ ۵۶۲
- لوٹیا رکھنا ایصال ثواب طریق اسلام ہے۔ ۵۶۲
- بت کا چڑھاوا بیکاری سے مفسد یا شرار سے تو اس کا لینا کیسا ہے۔ ۵۶۲
- مشرکوں سے ہیر قبول نہیں کرنا چاہئے۔ ۵۶۲
- مزارات طیبہ پر جو کچھ بطور ایصال ثواب پیش کیا جاتا ہے اسے خدام سے بطور ہیرہ و شرہ لینا جائز ہے۔ ۵۶۳
- چندہ کا روپیہ چندہ دینے والوں کی ملک رہتا ہے ۵۶۳
- جس کام کے لئے چندہ دیا گیا ہے اگر اس میں حرف نہ ہو تو اس کے لئے حکم شرعی کی تفصیل۔ ۵۶۳
- وکیلہ معزومہ ہونے کے باوجود قاضیوں کا درگاہ سے زبردستی یا گواہی دینا کیسا ہے۔ ۵۶۴
- گورنمنٹ کی طرف سے محکمہ آبکاری میں ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۵۶۵
- شراب بنانا، بنوانا، بیچنا، بکوانا اور ہر طرح کا تعاون حرام ہے اور ایسے کام میں نوکری ناجائز ہے۔ ۵۶۵
- ایک عورت پر چھ آتا ہے جس کو وہ ملانہ دیکھتی ہے اور وہ عورت کو روپے نوٹ وغیرہ دے جاتا ہے وہ عورت ان نوٹوں کا کیا کرے۔ ۵۶۶
- دخت تار سے تار کی نکال کر فروخت اور اس کی قیمت لینا منوع ہے۔ ۵۶۶
- درزی دوگوں کے کپڑے سے تھوڑا سا بچا کر ٹوپیاں بنالیں تو ان کا حشر یہ نامعصیت حرام ہے۔ ۵۶۶
- بیاج (سود) کو جائز کر لینے کا حیدر نامسک کی شان نہیں البتہ بیاج سے نجات حاصل کرنے کا جیلہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے۔ ۵۶۸
- حاکم نے اپنے حکم سے قرض لیا، اس پر سود دیا یا اپنے مطالبات سے کچھ چھوڑ دیا تو اس میں کیا حکم ہے۔ ۵۶۸
- حرام سے جتنا بچ سکے بچنا لازم ہے۔ ۵۶۹

- بجائے اگر اہل شرع جس فعل یا جائز کی رخصت دی جاتی ہے رخصت دیں گے۔ ۵۶۹
- تخریفات واقعی کا اعتبار ہے نہ کہ زری دھمکی کا۔ ۵۶۹
- امام نے ایک رنڈی کی نماز جنازہ پڑھا دی اور اس کا دیا ہوا نذرانہ قبول کیا اس پر کیا حکم ہوگا۔ ۵۷۰
- جتنا واجب فرج ہے مدعا علیہ جو ملے مدعی سے لے سکتا ہے بچے مدعی سے لینا حرام ہے اور مدعی سچا ہو یا جھوٹا مدعا علیہ سے نہیں لے سکتا۔ ۵۷۱
- بہشتی مسلمان ہوا مگر پیشہ ترک نہیں کیا اسکے ہاں دعوت پر جا کر کمانا شرعاً کیسا ہے۔ ۵۷۱
- پہنت کو جو ناجہ پی میں ملتا ہے وہ جمع کر کے بازار کے بھاد سے کم پر فروخت کر دیتا ہے اسکی خرید یا جائز اور اس پر نیاز شریف بھی مباح ہے۔ ۵۷۲
- دوبے کا لوٹ پندرہ آنے کو بھیت خریدنا مطلقاً جائز ہے۔ ۵۷۲
- بقیوں کی تجارت اور خرید و فروخت کے بارے میں حکم شرعی۔ ۵۷۳
- رشوت میں حاصل شدہ مال واپس کرنا یا معاف کرنا از قبیل محال ہو گیا ہو تو برائت و توبہ کی کیا صورت ہوگی اور مال کس مصرف میں صرف کیا جائے۔ ۵۷۴
- ایک گاڑی جانور کے بجائے انسان کھینچتا ہے مناسب معاوضہ کے بدلے اس پر سواری جائز ہے۔ ۵۷۵
- حلال گوشت میں حرام ملا ہوا ہو تو اس کو خریدنا مطلقاً حرام، اگر تمیز ہو کر یہ مکڑی اصطلاح ہے اور یہ حرام ہے تو صرف حلال کو خریدنا جائز ہے۔ ۵۷۶
- بازاری عورت کے ہاتھ قیمتی چیزیں فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۵۷۶
- جس چیز سے بعینہ اقامت معصیت ہو اس کا بیعتنا جائز نہیں جیسے زامیر۔ ۵۷۶
- ایک قوم کھتری سے متعلق استفتاء۔ ۵۷۶
- درہم کی مقدار سود لینے اور دینے والے کی مذمت۔ ۵۷۸
- حدیث سے۔ ۵۷۸
- خود توبہ یا بے پردہ پھر تا حرام اور ان کے شوہر اور اس پر راضی ہیں تو دیوث ہیں۔ ۵۷۸
- سند کار شیطان ہے۔ ۵۷۹
- جس رسم میں خود کوئی شرعی بُرائی نہ ہو اس میں قوم کی موافقت کا حکم ہے۔ ۵۷۹
- حرام روپیہ کا مصرف اور اس کے پاکسہ ہو جانے کی صورت۔ ۵۸۰
- طرہیں سے شرط لگانا کیسا ہے اور اس میں ہوا مال جیسا اس کا کمانا کیسا ہے۔ ۵۸۰
- تخنکی کی فوہری جائز ہے۔ ۵۸۱
- تور کا خلاف قرار دلو کرنا غدر ہے اور غدر مطلقاً حرام۔ ۵۸۱
- کسی قانونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلا وجہ ذلت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً جرم ہے۔ ۵۸۱
- حلال گوشت میں حرام ملا ہوا ہو تو اس کو خریدنا

- طوائف نے حرام کمائی سے مکان خرید کر اس کی آمدنی مسجد کے نام لگا دی کیا اس کو مسجد کے اخراجات میں صرف کرنا جائز ہے۔ ۵۸۱
- ایک مکان اہل محلہ مسجد کی آمدنی کے لئے خریدا جاتے ہیں ایک شخص اس میں عمارت ہے وہ خود خریدار ہے اس پر کیا حکم ہے اور مالک کی کیا کرے۔ ۵۸۲
- تاپنے گانے کا پیشہ طہوع اور حرام قطع ہے اسکو حلال جاننا کفر ہے، اس سے حاصل ہونے والا مال حرام ہے۔ ۵۸۳
- بزرگان طریقت شیطان خلعت نہیں ہوتے۔ ۵۸۴
- دورانِ عدت نکاح ہوا، گواہوں کو جو روپے ملے وہ مسجد میں لگانا چاہتے ہیں، لئے جائیں یا نہیں۔ ۵۸۵
- کس کس ضرورت سے سودی قرض لینے کی اجازت ہے۔ ۵۸۶
- حاکم صاحب کو کھانا کھلانے اور قاتل دھونے کیلئے بلایا واپسی پر کچھ ہیر دیا قریہ لینا دینا کیسا ہے ایامِ موت کی صورت قبول نہ کی جاتے۔ ۵۸۷
- قرضِ حسد دے کر مانگنے کی ممانعت نہیں ہاں مانگنے میں پیچا سختی نہ کرے۔ ۵۸۸
- ناآرامیوں کو قرضِ حسد کی صورت میں عیلت دینا فرض ہے۔ ۵۸۹
- جو قریہ یا نیوٹا دیا جاتا ہے وہ قرض ہے اسکا ادا کرنا لازم ہے، اگر وہ گیا تو مطالبہ رہے گا۔ ۵۹۰
- بغیر اجازت مالک وخت سے مسواک کاٹنا، منی کا اچیل لینا، چھتر سے تنکا کھینچنا کیسا ہے۔ ۵۹۱
- جس کے پاس سودی کے ساتھ جائز آمدنی بھی ہے اس کے ہاں کھانا کیسا ہے۔ ۵۹۲
- چوری کا مال خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا اور فروں حرام ہیں۔ ۵۹۳
- تہاجن سے تجارت کے لئے سودی قرضہ لینا اور اس سے تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اس کا نفع کیسا ہے۔ ۵۹۴
- سود کھانے، کھلانے اور تعاون کرنا حرام پر لعنت۔ ۵۹۵
- طوائف کی ناجائز آمدنی اور جائیداد کا مصرف کیا ہو سکتا ہے، اس کے لئے وہ کس صورت میں جائز ہو سکتی ہے۔ ۵۹۶
- طوائف کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا یا جائز شئی کو گراہ پر دینا جائز ہے مگر اس کے قریہ حرام سے اجرت یا قیمت میں لینا حرام ہے۔ ۵۹۷
- طوائف کے کسب سے خرید کردہ جائیداد کی آمدنی کو مصارفِ مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا کیسا ہے۔ ۵۹۸
- چندہ کا اختیار چندہ دہندوں کو ہے جو یہ کہیں کہ ہمارا چندہ مساوی طور پر تمام مساجد میں تقسیم کیا جائے وہ مساوی تقسیم کیا جائے اور جو یہ کہیں کہ بعض مساجد کو دیا جائے وہ بعض کو دیا جائے۔ ۵۹۹

- ۵۹۵ کوئی مسلمان شریک ہے تو یہ حرام قطعی ہے۔
- ۵۹۵ بیدار یعنی جوا ہے۔
- ۵۹۰ غیر مسلم کا مال اس کی خوشی سے بے غدر ملے تو حلال ہے۔
- ۵۹۵ عیسیٰ ناصی بن ابی مرثدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین قریش کے ساتھ شرط لگائی اور جیتی۔
- ۵۹۱ جیلوں میں قیدیوں سے جو اشیاء تیار کرائی جاتی ہیں ان کا خریدنا اور استعمال کرنا کیسا ہے۔
- ۵۹۶ رشوت کی تعریف اور اس کا حکم
- ۵۹۶ تسبیح کوڑی کی ہو یا پتھر کی جائز ہے، مگر بیش قیمت ہو تا مکروہ اور سونے چاندی کی حرام ہے۔
- ۵۹۱ خطبہ جمعہ کے وقت سلام و کلام مطلقاً حرام ہے۔
- ۵۹۲ کافروں کی فوج میں فوجی جائز ہے یا نہیں۔
- ۵۹۶ ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے۔
- ۵۹۶ حدیث سے تائید۔
- ۵۹۲ قادیانی مرتد ہیں ان کے ساتھ خرید و فروخت اور بات چیت کی اجازت نہیں۔
- ۵۹۲ حج کو جانے کے لئے مسلمان مکہ کی جہت سے ہجرت اگر نہ ہو مکہ کی جہت سے ہجرت کرنا کیسا ہے۔ اس سے متعلق
- ۵۹۲ حج کے سوالات پر مشتمل استفتاء۔
- ۵۹۸ افیون کی تجارت دوا کے لئے جائز اور ایفونی کے ہاتھ
- طوائف کھتی ہیں کہ ہم نے کسب کے نام بدل کر
- مٹھائی خریدی ہے تو اس پر فاکر وغیرہ سب جائز ہے۔
- عشرہ محرم میں تمت بنانا یعنی اور فضول بات ہے، اس کے لئے چند لینا دینا ناجائز ہے۔
- کافر اصلی کی فوجی جس میں کوئی غیر شریعی کام نہ کرنا پڑے جائز ہے۔
- دقیوی معاملہ پر کافر اصلی سے بات چیت کرنا اور کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا منع نہیں، نہ ہی اس سے کفر و فسق لازم آتا ہے۔
- مرتد کی فوجی، اس سے بات چیت اور اسکے ساتھ بیٹھنا اٹھنا منع ہے۔
- کافر کے عقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کہنے والا کافر ہو جائے گا۔
- بغیر ثبوت و وجوہ کے مسلمان کو کافر کہنا سنت گناہ ہے بلکہ یہ کہنا اسی کلمہ والے پر پلٹ آتا ہے۔
- زنا کی کمانی مثل منسوب حرام ہے، فرض ہے کہ تمام فقراء پر تصدق کر دے تب ہی اس کی توبہ مکمل ہوگی۔
- مستملہ کی تائید میں حوالہ بات
- مال حرام سے بچنے اور اس سے بیکھڑش ہونے کا طریقہ۔
- جان کے بیدار کی صورت
- جس کمپنی سے بریک کا معاملہ کیا گیا ہے اگر اس میں

- بچنا ناجائز ہے۔
- ۶۰۱ تحریری وضع کے ہوتے یا کپڑے سینا مکروہ
- ۶۰۱ زندگی کا بیکر جائز ہے یا نہیں۔
- ۶۰۵ تحریری ہے۔
- ۶۰۱ بیکہ زندگی کی صورت
- ۶۰۵ تحریری ہے۔
- ۶۰۱ بیکہ زندگی کا حکم شرعی۔
- رسالہ خیر الامسال فی
- ۶۰۵ ذرائع کسب میں اسارت کی مثالیں۔
- ۶۰۵ اسارت کا حاصل مکروہ تنزیہی سے بڑھ کر
- ۶۰۵ ہے اور مکروہ تحریمی سے کمتر ہے۔
- ۶۰۶ جانب فعل میں ہر مرتبہ طلب کے مقابل
- ۶۰۶ جانب ترک میں ایک مرتبہ نہیں ضرور ہے۔
- ۶۰۶ فرض کے مقابل حرام، واجب کے مقابل
- ۶۰۶ مکروہ تحریمی، مندوب کے مقابل مکروہ تنزیہی
- ۶۰۶ اور سنت کے مقابل اسارت ہے۔
- ۶۰۶ سنت کا رتبہ مندوب سے برتر اور واجب
- ۶۰۶ سے کمتر ہے۔
- ۶۰۳ ظہر، منرب اور مشار کے فرض بڑھ کر سفر کی
- ۶۰۶ سے پہلے بیع و شرار کا حکم شرعی۔
- ۶۰۳ ظہر کی غرض کے بعد نماز فجر سے پہلے طہر و فروخت
- ۶۰۳ کیسی ہے۔
- ۶۰۳ ذرائع کسب میں حرام کی مثالیں۔
- ۶۰۴ اذان جمعہ کے وقت تجارت مکروہ تحریمی ہے۔
- ۶۰۴ ذرائع کسب میں مباح کی مثالیں۔
- ۶۰۴ ذرائع کسب میں مستحب کی مثالیں۔
- ۶۰۴ ذرائع کسب میں مستحب کی مثالیں۔
- ۶۰۵ خدمت اولیاء و علماء کی نوکری مستحب ہے۔
- ۶۰۵ گھٹا، چونگی یا بند و بست کی نوکری کسب
- ۶۰۸ مستحب ہے۔
- ۶۰۸ ذرائع کسب میں سنت کی مثالیں۔
- ۶۰۵ رسالہ خیر الامسال فی
- ۶۰۵ حکم الکسب والسوال۔
- ۶۰۵ (روپیہ کا ناکب فرض، کسب مقب، کسب مکروہ،
- ۶۰۵ کسب حرام اور سوالی کر ناکب جائز اور کسب
- ۶۰۵ ناجائز ہے)
- ۶۰۵ کسب کے لئے ایک مبداء ہے یعنی وہ ذریعہ
- ۶۰۵ جس سے مال حاصل کیا جائے اور ایک غایت
- ۶۰۵ ہے یعنی وہ عنصر جس کی تفصیل مال سے مقصود ہو۔
- ۶۰۵ کسب کے مبداء و غایت دونوں میں احکام
- ۶۰۵ کا گناہ جاری اور وہ نئی کے اعتبار سے کسب
- ۶۰۵ پر احکام مختلف طاری ہیں۔
- ۶۰۵ نفس کسب بے لحاظ مبادی و غایات کوئی
- ۶۰۵ حکم خاص نہیں رکھتا۔
- ۶۰۵ ذرائع کسب میں حرام کی مثالیں۔
- ۶۰۵ اذان جمعہ کے وقت تجارت مکروہ تحریمی ہے۔
- ۶۰۵ کسب مکروہ تحریمی پر حرمت کا اطلاق صحیح ہے۔
- ۶۰۵ دوسرے کے سود سے پر سودا کرنا مکروہ تحریمی
- ۶۰۵ ہے۔
- ۶۰۵ بیع من یرید جائز ہے۔
- ۶۰۵ تلقی طلب اور شہری کا دیہاتی کے لئے بیع
- ۶۰۵ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

- ۶۰۸ غایات کسب میں مستحب کی مثالیں۔
- ۶۰۹ غایات کسب میں مباح کی مثالیں۔
- ۶۰۹ غایات کسب میں مکروہ تنزیہی کی مثالیں۔
- ۶۰۹ غایات کسب میں اسارت کی مثالیں۔
- ۶۰۹ غایات کسب میں مکروہ تحریمی کی مثالیں۔
- ۶۱۰ غایات کسب میں حرام کی مثالیں۔
- ۶۱۰ احکام کسب
- ۶۱۰ فرض واجب میں طلب ہا زام اور سنت و مستحب میں غیر ہا زام ہے۔
- ۶۱۰ مکروہ تنزیہی سے نبی ارشادی اور مکروہ تحریمی حرام ہے حتیٰ کہ۔
- ۶۱۰ مباح نہیں و طلب دونوں سے خالی ہے۔
- ۶۱۰ سبب و فرض دونوں اقسام تسبیح سے ایک ہی قسم کے ہوں تو کسب پر بھی وہی حکم ہو گا اور اگر مختلف اقسام سے ہوں تو یکسر تین صورتیں ہیں۔
- ۶۱۱ حرام کا ترک فرض اور فرض کا ترک حرام ہے۔
- ۶۱۱ بعض فرض بعض دیگر سے احکم و اکمل ہوتے ہیں اور بعض حرام، بعض دیگر سے استثنیٰ و اشد ہوتے ہیں۔
- ۶۱۱ شریع میں مامورات کی نسبت منیات کا اعتبار شدید تر ہے۔
- ۶۱۱ سبب طلب و نبی میں سبب و جوہ سے تساوی قوت ثابت ہو تو حکم کسب میں جانب نبی کو ترجیح ہوگی اور اگر دونوں کی قوت کم و بیش ہو
- ۶۰۸ بدیہ اجاب قبول کرنا اور عوض دینا سنت ہے افضل و اعلیٰ کسب مسنون سلطان اسلام کے زیر نشان جہاد شرعی ہے۔
- ۶۰۹ جہاد کی فضیلت و اہمیت
- ۶۰۹ اقوال کسب میں بہترین جہاد پھر تجارت پھر کاشتکاری، پھر صنعت ہے۔
- ۶۰۹ ذرائع کسب میں واجب و فرض کی مثالیں۔
- ۶۰۹ عطیہ و الہین قبول کرنا کسب واجب اور کسب فرض ہے۔
- ۶۱۰ عمدہ قضاء قبول کرنا کسب فرض، کسب مکروہ اور کسب حرام ہے۔
- ۶۱۰ غایات کسب میں فرض کی مثالیں۔
- ۶۱۰ کس قدر خورد و نوش اور لباس فرض ہے۔
- ۶۱۰ کفایت اہل و عیال اور نوائے دیون و نفقات مفروضہ فرض ہے۔
- ۶۱۱ فرض سے بری الذمہ ہونا فرض ہے۔
- ۶۱۱ معتذر فرض بھی فرض ہر تک ہے۔
- ۶۱۱ زوجہ کا کفن و دفن شوہر پر فرض ہے۔
- ۶۱۱ عزیز و اقارب کا کفن و دفن کسب فرض ہے۔
- ۶۱۱ ہر مسلمان کا کفن و دفن مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اور جب ایک شخص میں منہر ہو جائے تو فرض میں ہو جاتا ہے۔
- ۶۱۱ غایات کسب میں واجب کی مثالیں۔
- ۶۱۱ کس قدر کھانا پینا اور لباس واجب ہے۔
- ۶۱۱ غایات کسب میں سنت کی مثالیں۔

ضمیمہ کسب و حصول مال

- ۹۵ گیسو عورت سے محولی خدمت لینا جائز ہے
تھیں کاروپر کہ تماشہ کی اجرت ہے قلع
۱۰۶ حرام ہے۔
۱۱۵ بزرگان دین کی نذر و نیاز کے لئے ہندوؤں
کی بنائی ہوئی شیرینی خریدنا کیسا ہے۔
۱۴۵ مزدور اوقات مزدوری میں فغسل نماز
ادا نہ کرے۔
۲۹۳ متغیبات کی بیع و شرا ممنوع ہے۔
۳۸۰ علماء اور نعمت خزانوں کی نقدی وغیرہ میں
جو خدمت کی جاتی ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔
۴۰۰ آردو اخبارات روزی میں فروخت کر دینا
کیسا ہے۔
۶۰۴ آذانِ جہد کے وقت تجارت مکروہ تحریمی ہے
دوسرے کے سود سے پر سودا کرنا مکروہ
تحریمی ہے۔
۶۰۵ بیع نمی یزید جائز ہے۔
۶۰۵ شعلی جلب اور شہری کا دیہاتی کے لئے بیع
کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
۶۰۵ نیچری وضع کے جوتے یا کپڑے سببنا
مکروہ تحریمی ہے۔
۶۰۵ تانبے اور پیشی وغیرہ کے زیور فروخت کرنا
مکروہ تحریمی ہے۔
۶۰۵ ظہر، مغرب اور عشاء کے فرض پڑھ کر سنتوں سے

تواقی کا اتباع ہوگا۔
نوگ و غر کی خدمت مال غیر بے لابی غیر لینے کی خدمت
سے زائد ہے اور رسد رتی و دفع جوع قائل و
عطش مہلک کی فرضیت ان سب سے اتوی
ہے لہذا محال ہے کہ ان اشیاء کا تناول
اُسی قدر جس سے ہلاکت دفع ہو لازم ہوا۔
اگر مضطر کچھ نہیں پاتا مگر یہ کسی انسان کا ہاتھ
کاٹ کر کھائے تو حلال نہیں اگرچہ اس شخص نے
اجازت بھی دی ہو کہ خدمت انسان اس شخص
یعنی دفع ہلاکت سے اتوی ہے۔

احکام کسب سے متعلق تحقیق جلیل و ضبط بدیل پر
مشتمل تقریر منیر مصنف علیہ الرحمۃ کی اس
تقریر کے غیر میں دے گی۔

مسئلہ سوال کے حکم کی وضاحت

فرض ضروری نہ ہو یا ضروری ہو مگر بغیر سوال کے
کسی طریقہ حلال سے دفع ہو سکتی ہے تو
سوال کرنا حرام ہے۔

جتنے سوال کرنا حرام ہو اس کو دینا بھی ناجائز کہ
یکسب حرام کا نید ہوتا ہے۔

سوالی حلال ہونے کی صورتیں

- ۶۰۰ پہلے بیچ و شہاد کا حکم شرعی۔
 ۶۰۱ چھوڑا وہ محمود ہے ورنہ مذہب و بدیا لغو و فضول
 ۶۲۷ یا دنیا کا کام ہے۔
 ۶۰۲ عالم و مولوی کلام کے کاستی کون ہے۔
 ۶۰۳ فلسفی و نجومی عالم کلام کے کاستی نہیں۔
 ۶۰۴ اگر کوئی شخص علماء شہر کے لئے وصیت کر جائے
 ۶۰۵ تو کون سے علماء اس میں داخل اور کون سے
 ۶۰۶ خارج ہوں گے۔
 ۶۰۷ ہدیہ اجاب قبول کرنا اور عرض دینا سنت ہے۔
 ۶۰۸ عطیہ و الین قبول کرنا کب واجب اور کب
 ۶۰۹ فرض ہے۔
 ۶۱۰ قبض خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اجرت
 ۶۱۱ ناجائز و حرام ہے۔
 ۶۱۲ طاعت و جہاد پر فیس لینا حرام ہے۔
 ۶۱۳ شعر خوانی و زمزمہ سنجی کی فیس لینا محض حرام ہے۔
 ۶۱۴ علم و تعلیم
- (عالم، متعلم، مفتی، واعظ، افتاء، کتابت،
 تعلیم، علوم و فنون، تعلیم گاہ)
 ۶۱۵ حدیث "طلب العلم فرض علی کل
 مسلم و مسلمة" میں کون سا علم مراد ہے
 ۶۱۶ کون سے علوم کا سیکھنا فرض عین ہے۔
 ۶۱۷ کچھ علوم فرض کفایہ یا واجب یا سنت یا
 ۶۱۸ مستحب ہیں۔
 ۶۱۹ فضیلت و ترغیب والے علوم کا ضابطہ۔
 ۶۲۰ علماء و ارث انبیاء ہیں۔
 ۶۲۱ جو علم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ترک میں
- ۶۲۲ عقلم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
 ۶۲۳ ترک ہے نہ کہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ ہے
 ۶۲۴ علم تین ہیں، قرآن، حدیث یا وہ جیسے جو
 ۶۲۵ واجب عمل میں ان کے مفسر ہو اور ان کے
 ۶۲۶ سوا جو کچھ ہے سب فضول ہے (حدیث)
 ۶۲۷ حدیث کی تشریح اشعة اللمعات کے
 ۶۲۸ حوالے سے۔
 ۶۲۹ خلاصہ حدیث بزبان امام شافعی علیہ الرحمہ۔
 ۶۳۰ تعلیم و تعلم فنون عقلیہ جائز ہے یا نہیں۔
 ۶۳۱ نفس منقلب ایک علم آلی ہے اس کے اصل
 ۶۳۲ مسائل سیکھنے میں اصلاً حرج شرعی نہیں۔
 ۶۳۳ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صرف و نحو،
 ۶۳۴ معانی و بیان وغیرہ کے محتاج نہ تھے۔
 ۶۳۵ جو کوئی علم منقلب سے نا آشنا ہے اس کے
 ۶۳۶ علوم ناقابل اعتبار و ناقابل اعتماد ہیں۔

- منطق کے مقدمات قواعد اسلامیہ میں۔ ۶۳۲
- امام غزالی علیہ الرحمہ نے منطق کا نام معیار العلوم رکھا ہے۔ ۶۳۲
- علم آلی سے بقدر آلیت اشتغال چاہئے۔ ۶۳۲
- یہت سے اجزاء اور حکمت و فلسفہ شریعت مطہرہ سے مضادات نہیں رکھتے بلکہ ان میں بعض بلا واسطہ اور بعض بالواسطہ امور دینیہ میں نافع و معین ہیں۔ ۶۳۲
- علم زیجات و توقيت کے فوائد اور احکام شروع میں ان کے منافع۔ ۶۳۳
- علوم عقلیہ کے تعلیم و تعلم کو مطلقاً ناجائز بہتانا اور بعض مسائل صغیرہ مفیدہ عقلیہ پر اشغال کے باعث توفیق تلوک جیسی کتب جلیلہ نظمیہ دینیہ کے پڑھانے سے منع کرنا جمالت شدیدہ و سفاہت بعیدہ ہے۔ ۶۳۳
- کفریات فلاسفہ۔ ۶۳۳
- علوم عقلیہ و فلسفیہ پڑھنے اور پڑھانے والے کے لئے شرائط۔ ۶۳۵
- فلسفہ کی کتب کو درس نظامی میں کیوں شامل کیا گیا۔ ۶۳۶
- منطق بلاشبہ مفید و کارآمد اور اکثر جگہ محتاج الیہ۔ ۶۳۶
- کسی کام کے ذکر کرنے کی قسم کھانی پھر دیکھا کہ اس کا کوئی بہتر ہے تو وہ کام کر لے اور قسم کا کھنساہ ادا کرے۔ ۶۳۷
- شاگرد کے ذمے استاد کے حقوق کس قدر ہیں؟ استاد کے احکام کی نافرمانی میں شاگرد کی نسبت کیا حکم ہے، شاگرد نامت کا پردہ استاد سے بعد بلوغ ہونا چاہئے یا قبل بلوغ بھی۔ ۶۳۷
- استاد کا حق ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم ہے۔ ۶۳۸
- عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عفو و اور استغاثہ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ ۶۳۸
- جس سے اس کے استاد کو اذیت پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا۔ ۶۳۹
- تعلیم لہار دیگر وقت ضرورت سمجھ چند شرائط کے ساتھ بالاتفاق جائز ہے۔ ۶۴۰
- امام شافعی علیہ الرحمہ نے نماز فجر و زوار امام اعظم پر ٹپسی تو ادا ہوا دماغ کے قنوت نہ پڑھی۔ ۶۴۰
- ترن مفعول کو چار سال کے بعد امام مالک علیہ الرحمہ اور اجازت نکاح دیتے ہیں اس کا مطلب۔ ۶۴۱
- آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا ٹوٹ جانا اگر اربعہ میں سے کسی کا مذہب نہیں۔ ۶۴۱
- حفظ قرآن فرض کفایہ، مستحب صحابہ و تابعین اور عمدہ قربات میں سے ہے۔ ۶۴۲
- قاری قرآن کے فضائل۔ ۶۴۳
- قرآن مجید بھول جانے پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔ ۶۴۵
- علم دین کسی قدر فرض ہے۔ ۶۴۷

- ختم چھوڑ کر غفلت میں مشغول ہوتے والے کی مذمت ۔
- ۶۴۸ عالم یا حافظ کو بلا قصور جہانم کرنے والا اور خود کو لوگوں کے سامنے عالم اور نیک ظاہر کرنے والا کیسا ہے ۔
- ۶۴۸ علماء حق کی تحقیر معاذا اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے ۔
- ۶۴۹ تین شخصوں کے حق کو پھانسی جانے کا مگر گھٹا منافی ۔
- ۶۴۹ بتاؤ جو شرعی کسی شنی الذہب کو بُرا کہتا یا اسکی تحقیر کرنا جائز نہیں ۔
- ۶۴۹ مسلمان کی ناحق ایذا خدا و رسول کی ایذا ہے ۔
- ۶۴۹ ہر ایک کو بُرا دہی کے گا جو خود نہایت بُرا اور بدتر ہوگا ۔
- ۶۵۰ اپنے آپ کو بہتر سمجھنا تکبر ہے اور متکبرین کا ٹھکانا جہنم ہے ۔
- ۶۵۰ جس جہارت میں صفت لفظ مکر وہ ہو اس سے کیا ارادہ لیا جائے گا ، تحریم یا تنزیہ ۔
- ۶۵۰ جو شخص عالم و حافظ ہو کر اپنے لڑکے کو انگریزی تعلیم دلو اسے اور دینی علم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے نکاح غیر شرع سے کرے حشر کے دن اس سے ضرور باز پرس ہوگی ۔
- ۶۵۱ بوقت ضرورت بقدر حاجت تنبیہ ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلا تفریق اُجرت و عہد اجرت استاد کا شاگرد کو بدنی سزا دینا جائز ہے مگر
- یہ سزا کلڑی کے بجائے ہاتھ سے ہونی چاہئے ،
- ۶۵۲ اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پشائی نہیں ہونی چاہئے ۔
- ۶۵۲ عورتوں کو کھانا سکھانا شرعاً کیسا ہے ۔
- ۶۵۲ عورتوں کو کھائی سکھانے کی ممانعت سے متعلق احادیثِ کریمہ ۔
- ۶۵۳ حدیثِ باقول
- ۶۵۵ عبد اللہ بن مسعود کہتا ہے ۔
- ۶۵۵ حدیثِ دوم
- ۶۵۵ حدیثِ سوم
- ۶۵۹ جعفر بن نصر ثقفی راویوں سے باطل روایات نقل کرتا ہے ۔
- ۶۵۹ شخص قاری ، شخص بن سلیمان ابو داؤد قراۃ کے امام ہیں ۔
- ۶۵۹ شخص بن خیث حدیث کے امام ، ثقہ ، فقیہ اور حدیث کی چھ کتابوں کے راویوں میں سے ہیں ۔
- ۶۵۰ قیث صدوق ہے ، مسلم و سنن اور ابوداؤد ترمذی بخاری کے رواۃ میں سے ہے ۔
- ۶۵۰ قیث کی جرح و تعدیل سے متعلق ائمہ حدیث کے مختلف اقوال ۔
- ۶۵۴ آجی خراسانی کے بارے میں ائمہ حدیث کے اقوال ۔
- ۶۵۸ احمد بن فرات امام و حافظ ، ثقہ ، فقیہ اور حجت ہے ۔
- ۶۵۸ محمد بن ابراہیم میں توقع پایا جاتا ہے ، اسکے

- ۶۵۹ یار سے میں اقوال اترے۔
۶۶۰ واضح سبب کے بغیر جرح مقبول نہیں۔
۶۸۰ محمدین جب کہیں فلاں کذاب "قواس کا
کیا مطلب ہوتا ہے۔
۶۶۰ محمد بن ابراہیم کے فضائل
۶۸۰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام علوم
کسی شخصیت میں جمع نہیں ہو سکتے۔
۶۶۲ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر
۶۸۱ ائمہ حدیث و اہادی کے مخالف کیوں ہوئے۔
۶۶۳ عقیل ثقہ، حافظ اور محبت ہے۔
۶۸۱ ابن مریم ثقہ، ثبت اور فقیہ ہے۔
۶۶۴ نافع بن زید ثقہ اور عابد ہے۔
۶۸۱ معرفت تامہ اور ورغ نام کے بڑے اسماء الرجال
میں کلام کرنا جائز نہیں۔
۶۶۳ حدیث ضعیف پر مقام احتیاط میں عمل
کیا جاتا ہے۔
۶۸۱ ابراہیم بن ہمدانی کیسے راوی ہے۔
۶۶۴ بارہ اختلاف زمانہ سے حکم بدل جاتا ہے اس
کی کچھ مثالیں۔
۶۸۲ قرآن شریف کا ترجمہ اس طرح پر کرنا بھی ترجمہ
میں غلط فہمیاں اور مطالب وغیرہ غلط ہلائی
۶۸۳ بنا کر لکھ دیئے جاتے ہیں یا ناجائز۔
۶۸۴ ایک بدعتیہ جابل و اعظ کا دھوکہ سننے سے
متعلق استغفار۔
۶۸۵ جابل کا دھوکہ کتنا حرام اور اس کو سننا بھی حرام ہے۔
۶۵۹ اتصوفۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہ
۶۶۰ باجماع مسلمانین جائز و مستحب ہے، اس
پر دلائل۔
۶۸۰ تقویت الایمان سخت بدینی و ضلالت کی
۶۶۱ کتاب ہے۔
۶۸۰ کس طرح سے استنجا کرنا روزہ کو توڑ
دیتا ہے۔
۶۶۲ عالم دین سنی المذہب جو اپنے شہر کے اہل علم
۶۸۱ میں اہل علم پر وہ ضروران کا حاکم شرعی ہے۔
۶۶۳ تھی عن المنکر اپنی شرائط کے ساتھ ضرور فرض
۶۸۱ ہے مگر وہ زجر و توبیخ میں منحصر نہیں۔
۶۶۴ وقوت کھانی فی نغصہ حلال ہے جب تک معلوم
ہو کہ متعلق نہ ہو کہ کھانا ہمارے سامنے آیا ہے
۶۸۱ بعیدہ حرام ہے۔
۶۶۴ حرام کو علماء دین کی شان میں تحسن ظن و
۶۸۱ تحسن عقیدت لازم ہے۔
۶۶۵ دو بیروں کے پاس اپنے بچوں کو پڑھنا
۶۸۲ حرام ہے۔
۶۶۵ غیر مفید سے مسئلہ دریافت کرنا
۶۸۳ حاکمیت ہے۔
۶۶۵ سخن پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار و
۶۸۴ مکارہ ایک کبیرہ، عبارات علماء میں کچھ الفاظ
اپنی طرف سے الحاق کر کے ان پر افسرہ دوسرا
۶۶۵ کبیرہ، علماء کو اساتذہ کو دھوکا دینا
۶۸۴ تفسیر کبیرہ ہے۔

- ۶۸۲ مستطک کی تائید قرآنی آیات سے۔
 ۶۸۸ مستند علم کوئی چیز نہیں، علم ہونا چاہئے اور
 ۶۸۳ علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا۔
 ۶۸۸ جو علم سے عاری ہر اس کے فتویٰ پر عمل جائز نہیں۔
 ۶۸۳ بغیر علم کے فتویٰ دینے والے کی مذمت میں
 ۶۸۸ احادیث کو لکھ۔
 ۶۸۳ علی گڑھ یونیورسٹی میں تعلیم و تعلم اور اس کی اعانت
 ۶۸۳ سے متعلق چار سوالات پر مشتمل استفتاء۔
 ۶۸۹ قرآن مجید بعینہ محفوظ ہے اس میں کسی قسم کے
 ۶۹۰ دخل بشری سے ایک نقطہ کی بیشی نہیں
 ہو سکتی۔
 ۶۸۵ غیر نبی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔
 ۶۸۵ عقائد اہل سنت و جماعت کا بیان۔
 ۶۸۵ عقائد شیعہ کا بیان
 ۶۸۶ رنڈی کو قرآن مجید پڑھانا کیسا ہے۔
 ۶۹۰ عالم بے عمل اور جاہل باعمل میں سے کون افضل
 ۶۹۰ جاہل بوجہ جاہل اپنی عبادت میں سوگناہ کرتا ہے
 اور ان کو گناہ بھی نہیں سمجھتا۔
 ۶۸۶ عالم دین کا ماتمہ رب العزت کے دست قدرت
 میں ہے۔
 ۶۸۶ مسلمان بچوں کو تعلیم دلوانے کے بارے میں
 فتویٰ۔
 ۶۸۶ فرض میں کا علم حاصل کرنا فرض عین، فرض کفایہ کا
 فرض کفایہ، واجب کا واجب اور مستحب کا
 مستحب ہے۔
 ۶۸۲ جو خود صحیح خواں نہ ہو اس کو جائز نہیں کہ
 اوروں کو پڑھائے۔
 ۶۸۳ قرآن مجید کا احترام نہ کرنے والے معلم سے پڑھنا
 حرام۔
 ۶۸۸ تجمہ و حدیث کے خطبہ میں ساتھ ساتھ ترجمہ پڑھنا
 خلاف سنت ہے۔
 ۶۸۸ عالم پرزبان بیان علم فرض ہے لکھ کر دینا ضروری
 نہیں۔
 ۶۸۹ لڑکیوں کا غیر مردوں کے سامنے پوشش الہامی سے
 نظم پڑھنا حرام ہے۔
 ۶۸۵ بچوں کو کتابت سکھانا اور عاشقانہ نظمیں
 پڑھانا ممنوع ہے۔
 ۶۸۵ کوئی شخص کے کو میں درخت کو صورت کے بننے
 نہیں مانتا تو اس کا کیا جواب ہے۔
 ۶۸۶ جاہل کو عالم مان لینا جاہل ہے اور اس کا
 انجام ضلالت ہے۔
 ۶۹۰ لزوم مناظرہ کی شرائط کا ذکر۔
 ۶۸۶ علم حدیث، تفسیر، اصول و فقہ کے بغیر فتویٰ
 دینے والا مجرم ہے۔
 ۶۹۱ حور قوی کو ٹکنا سکھانا منع ہے۔
 ۶۹۱ حضرت عثمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتب
 میں ایک دکان کو تعلیم دلائے دیکھ کر مسرہ کیا
 یہ سواد کس کے لئے مبتذل کی جا رہی ہے۔
 ۶۹۲ غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے۔
 ۶۹۲ عمران بن حطان دقاشی کا قصہ۔

- ۶۹۲۔ کافرہ عورت سے مسلمان عورت کو پرہیز لازم ہے۔
- ۶۹۲۔ بہشتی زیور وغیرہ جیسی کتابیں پڑھنا پڑھانا حرام ہے۔
- ۶۹۲۔ بے ضرورت محض فخر و حسد کی بنا پر دوسرا مدرسہ قائم کیا ہے تاکہ پہلا بند ہو جائے کیا وہ مسجد ضرار کی طرح ہے۔
- ۶۹۳۔ ایک شخص منکر قیامت و مجہد ہے تعلیم جدید میں ترقی پسند اور تعلیم دین میں متزلزل پسند ہے۔ اس کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں تعلیم و تعلم کے بارے میں کیا حکم ہے۔
- ۶۹۳۔ کتب فقہاء کرام کا منکر گراہ ہے۔
- ۶۹۳۔ حلی روابطت کا قائل کافر ہے۔
- ۶۹۳۔ علم نجوم و جفر و طلسم وغیرہ سے متعلق ایک طویل استفتاء۔
- ۶۹۵۔ جعفر ایک نہایت نفیس فن اور حضرات اہلبیت علیہم السلام کا علم ہے۔
- ۶۹۵۔ کتاب جعفر جامع میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے ماکان و مایکون تحریر فرمادیا۔
- ۶۹۸۔ علم جعفر میں کبھی کبھی تصانیف اسلاف کا ذکر نجوم کے دو ٹکڑے ہیں: علم اور فن تاثیر۔
- ۶۹۸۔ علم نجوم سے متعلق قرآن مجید سے استنباط۔
- ۶۹۹۔ نجوم کا فن تاثیر باطل ہے۔
- ۶۹۹۔ حرکات فلکیہ مثل حرکات نبض علامات ہیں۔
- ۶۹۹۔ قرآن مجید سے تائید۔
- ۶۹۹۔ نبض کا اختلاف اعتدال سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہے۔
- ۶۹۹۔ علم تکسیر علم جفر سے جدا دوسرا فن ہے۔
- ۶۹۹۔ فلسفہ و تیر خجالت سراسر ناجائز ہیں۔
- ۶۹۹۔ تیر کا شعبہ ہے اور شعبہ حرام ہے۔
- ۶۹۹۔ فلسفہ تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام ہے۔
- ۶۹۹۔ پیر و استاد علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے۔
- ۶۹۹۔ والد کی رضامندی کے بغیر دوسرے شہر میں علم دین حاصل کرنے کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں۔
- ۶۹۹۔ ماں باپ محتاج ہوں ان کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو بیٹے کو سفر پر نہیں جانا چاہئے۔
- ۶۹۹۔ بیٹے کو سفر سے روکنا باپ پر کس صورت میں لازم ہے۔
- ۶۹۹۔ مخاصمہ کا دفاع مصالح کے حصول سے زیادہ اہم ہے۔
- ۶۹۹۔ علم طب کے استاد اور علم حساب کے استاد میں سے کس کو افضلیت حاصل ہے۔
- ۶۹۹۔ ماں باپ تحصیل علم دین سے منع کریں تو کیا کرنا چاہئے۔
- ۶۹۹۔ تعلیم انگریزی و ہندی مسلمان کو جائز ہے یا نہیں۔
- ۶۹۹۔ فلسفہ قدیم و جدیدہ کے خلاف اسلامی عقائد کا بیان۔
- ۶۹۹۔ علوم دنیہ کے بعد علوم آئیرہ سیکھنے کی ممانعت نہیں۔
- ۶۹۹۔ نفس زبان سیکھنا کوئی حرج نہیں رکھتا۔

- بد مذہب استاد کا صحیح المذہب شاگرد پر کیا
حق ہے۔
- ۴۰۹ عالم کی خطا گیری اور اس پر اعتراض
حرام ہے۔
- ۴۱۰ بڑا بھائی والد کے مشابہ ہے۔
- ۴۱۱ بھڑٹا مسئلہ بیان کرنا سخت کبیرہ ہے۔
- ۴۱۲ جابل پر سخت حزن ہے کہ فتویٰ دے۔
- ۴۱۳ سنی عالم دین کی تعلیم باعث اجر عظیم و رضائے
خدا ہے۔
- ۴۱۴ متقی فتویٰ دینے کا قدر دار ہے یا وہ جو اس ر
عمل کرے۔
- ۴۱۵ کتب دینیات کی طالب علم کو تعلیم دینے سے
کسی مدرس کو منع کرنے والوں کا کیا حکم ہے
- ۴۱۶ کسی نااہل کو اس کی قابلیت سے باہر مسلم
مکتبہ اس کفر میں ڈالنا ہے۔
- ۴۱۷ جابلوں کو عالم شرع بنانا حرام ہے۔
- ۴۱۸ عالموں کی تعلیم حرام ہے۔
- ۴۱۹ عالمان دین کی امانت کفر ہے۔
- ۴۲۰ عالم دین سے بلا وجہ بغض رکھنے میں غیبت کفر ہے
- ۴۲۱ علماء کے پیچھے غار سے منع کرنا اور جب ہلوں کو
امام بنانا حکم شریعت کا بدلتا ہے۔
- ۴۲۲ عالم کا یہ کہنا کہ میں نے مسئلہ صحیح بتایا تھا یا
غلط مجھ کو یا نہیں کسی اور سے پوچھ لو
- ۴۲۳ درست ہے یا نہیں۔
- ۴۲۴ کسی عالم سے پوچھا کہ آپ مسئلہ صحیح و غلط
بھی بیان کرتے ہیں اس پر اس کا جواب دینا
- ۴۲۵ کہ ہاں درست ہے یا نہیں۔
- ۴۲۶ فتویٰ کے لئے سند حاصل کرنا ضروری نہیں
- ۴۲۷ بد مذہب استاد کا صحیح المذہب شاگرد پر کیا
حق ہے۔
- ۴۲۸ بڑا بھائی والد کے مشابہ ہے۔
- ۴۲۹ استاد کا انکار کفرانِ نعمت ہے۔
- ۴۳۰ کفرانِ نعمت موجب سزا و عقوبت ہے۔
- ۴۳۱ علماء و مشائخ پر اعتراض کا عوام کو کوئی حق نہیں
پہنچتا۔
- ۴۳۲ تذکرہ احمد کا ترجمہ قرآن صحیح ہے نہ ایسا نہ
منکر خدا تعالیٰ
- ۴۳۳ معلم اپنے اصحاب کے ساتھ سخت پریشستا ہے
اور شاگرد قرآن مجید لے کر نیچے تو یہ سب
گستاخ ہیں۔
- ۴۳۴ قرآن شریف میں عربی عبارات کے نیچے ترجمہ و
شانی زول و قصص کا لکھنا جائز ہے۔
- ۴۳۵ حق فنون و کتب ہی انکار و وجود آسمان و
مگر دشمن آفتاب رفیعہ کفریات کی تعلیم ہواں کو
پڑھنا حرام ہے۔
- ۴۳۶ انگریزی اور جائز فنون نوکری کے لئے پڑھنا
جائز ہے۔
- ۴۳۷ دیوبندی کا وعظ سننا اس سے فتویٰ لینا
میل جول رکھنا جائز نہیں۔
- ۴۳۸ مسئلہ دریافت کرنے پر عالم کی خفگی
کیسی ہے۔
- ۴۳۹ عالم کی خفگی پر بد دل ہو کر ترکِ مسل
کیا ہے۔

- ۴۸۶ قرآن پاک کا کون سا ترجمہ پڑھنا چاہئے۔
 ۴۸۷ مرجع پر قوی کا حکم جمل و فرق اجماع ہے۔
 ۴۸۸ قوی علم مسلمان اگر غیبت زدہ نصاریٰ انگریزی پڑھے تو جہر پائے گا۔
 ۴۸۹ حساب، اقلیدس اور جبرافیہ وغیرہ جائز و حلال
 ۴۹۰ پڑھنے میں حرج نہیں۔
 ۴۹۱ جو چیز اپنا دین و علم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام
 ۴۹۲ کتاب و قاری کا نیچے لہر کا فزوں کا پتھوں پر ہونا
 ۴۹۳ سخت بے تعلیمی ہے۔
 ۴۹۴ آپ نے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب
 ۴۹۵ لکھا گناہ ہے۔
 ۴۹۶ جاہل کو وعظ گولی گناہ ہے۔
 ۴۹۷ بے اصل و باطل روایات کا پڑھنا سننا حرام و گناہ
 ۴۹۸ بے خواہد بے اجازت اساتذہ تفسیر و حدیث
 بطور وعظ بیان کرنا اور سننا حرام ہے۔
 ۴۹۹ روایات موضوعہ پڑھنا بھی حسام اور سفنا بھی حرام
- ۴۹۰ البتہ بقاء تعلیم پانا ضروری ہے۔
 ۴۹۱ بے علم قوی دینے والا لغوی ہے۔
 ۴۹۲ علما سے دین کی توبین کرنا اسے منافق ہیں۔
 ۴۹۳ تفریق جماعت و ترک جماعت دونوں حرام ہیں۔
 ۴۹۴ وعظ کہنا عالم کا منصب ہے، جاہل کو وعظ
 کھنے کی اجازت نہیں۔
 ۴۹۵ کسی نے غلط مسئلہ بیان کیا اور دوسرے نے
 بغرض اصلاح سوال کیا تو یہ بیجا نہیں۔
 ۴۹۶ علماء و سادات کو رتبہ العزت نے اعزاز و
 امتیاز بخشا ہے تو ان کا عام مسلمانوں سے
 زیادہ اکرام اور شرف کا اقبال ہے۔
 ۴۹۷ حفظ مراتب کو طرہ ذرا کھنے سے متعلق احادیث کریمہ
 علماء و سادات کو منحوع ہے کہ اپنے سے امتیاز چاہیں
 کسی مجلس کا لوگوں سے اپنے لئے مطالب قیام
 دینا مکروہ اور لوگوں کا حفظ دینی کیلئے قیام نہ دینا
 کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کریگا۔

ضمیمہ علم و تعلیم

جہاں بے شک ظاہر ہوں مجروح و جریض خفیہ قلبیہ کی
 بنا پر مادہ خاصہ میں حکم دینا اس سلسلہ میں
 بالمشکلین ہے۔

قتلوی برہنہ معتبر کتابوں میں محدود نہیں۔
 جو کافی علم نہ رکھتا ہوا سے وعظ کہنا حرام ہے۔
 روزانہ دو پارے تلاوت کرنا افضل ہے یا
 ترجمہ کے ساتھ پارے کا ایک رُبع۔

محاسن و محافل

- ۴۹۰ (میلاد شریف، گیارہویں شریف، مرثیے، ذکر شہادت وغیرہ)
 ۴۹۱ امروں سے محاسن میلاد پڑھنا اور سننا جائز نہیں
 ۴۹۲ وہ کوئی حالتیں ہیں جن کے سبب سے
 مولود کا پڑھنا سننا ناجائز ہو جاتا ہے۔
 ۴۹۳ عورت کے ساتھ دو اور امروں کے ساتھ
 شرعی شیطاں ہوتے ہیں۔

- ۴۲۱ امر و اکھم مثل عورت کے ہے۔
 ۴۲۸ جہاں کا پیر بننا حرام و ناجائز ہے۔
- ۴۲۲ اہانت سار کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ان میں کوئی امر نہ ہو۔
 ۴۲۹ دیانت ناپسندیدہ ہے۔
- ۴۲۳ دس خرابیوں پر مشتمل مجلس میلاد کے بارے میں استفتا۔
 ۴۲۹ قیام وقت میلاد شریف سنت ہے یا مباح
- ۴۲۴ اہل ہندو میلاد میں چند دیوی تو لینا چاہتے یا نہیں۔
 ۴۲۹ اور اس پر صرف زنی درست ہے یا نہیں۔
- ۴۲۵ دینی بات میں مشرکوں سے مدد لینا اور دینی کام کا واردار ان کی اجازت پر رکھنا حرام ہے۔
 ۴۲۹ ذکر میلاد شریف کے وقت جیسا کہ آجکل قیام کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔
- ۴۲۶ حقوق عامہ میں دست اندازی ناجائز ہے۔
 ۴۳۰ غرضش الحان چوکروں سے محفل میلاد میں فارسی اور دغز لیس اور اشعار گانے کی طرز پر پڑھوانا ممنوع ہے۔
- ۴۲۷ راستہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
 ۴۳۰ بے اصل و باطل روایات کا پڑھنا مستنا حرام گناہ ہے۔
- ۴۲۸ کتاب وقاری کا نیچے اور کاٹروں کا چھو پر ہونا سخت بے تعلیمی ہے۔
 ۴۳۰ بے خواندہ و بے اجازت اساتذہ تفسیر و حدیث بطور وعظ بیان کرنا اور مستنا حرام ہے۔
- ۴۲۹ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد نبوی میں منبر کھایا جاتا۔
 ۴۳۰ آئیے شخص کو برسر منبر میلاد پڑھنا جو تارک صلوة شارب غمر، وارسی کترا اور وارسی والوں کا مذاق اڑاتا ہو کیسا ہے اور سننے والے گنہگار ہیں یا نہیں۔
- ۴۳۰ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل عبادات سے ہے۔
 ۴۳۳ روایات مضمومہ پڑھنا بھی حرام اور مستنا
- ۴۳۱ طاعت و عبادت پڑھیں لینا حرام ہے۔
 ۴۳۴ بھی حرام۔
- ۴۳۲ شعر غزالی و دہر نہ سنجی کی قیس لینا محض حرام ہے
 ۴۳۵ لوگوں کو اچھائی کی طرف بلائے والے کا اجر
- ۴۳۳ فاسق کو امام بنانے والے گنہگار ہیں۔
 ۴۳۴ اور برائی کی طرف بلائے والے کا وبال۔
- ۴۳۴ اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا گناہ ہے۔
 ۴۳۶ ذکر شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام با وضو پڑھنا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز ہے جبکہ
- ۴۳۵ جہاں کو وعظ کوئی گناہ ہے۔
 ۴۳۵ استخفاف کی نیت نہ ہو۔

- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت ذکر الہی کرتے تھے۔ ۴۵
- یہ کلمہ طہود ذکر الہی منداغے واسے رکھانے والوں سے بہتر ہیں کفر ہے۔ ۴۶
- بے نیاز مسلمان کے گھر میلاد شریف کی مجلس میں شرکت کرنا کیسا ہے۔ ۴۷
- جس کے بارے میں مشہور ہو کہ وہ حرام کار ہے اسی سے میلاد پڑھانا اور چوک پر بھانا ناجائز ہے ہندو میلاد شریف کے چندے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک نہ ہوں یا وہ خود میلاد شریف کرائی تو جائز ہے یا نہیں۔ ۴۸
- گیارہویں شریف کرنا اور مجلس مبارک میلاد میں قیام کرنا جائز ہے۔ ۴۸
- شہداء و کربلا کے فضائل و مناقب اور ذکر شہادت جائز ہے جبکہ ماتم کی مجلس نہ بنائی جائے۔ ۴۸
- بطریقہ ردوافض و اقاصت کر بلا بیان کرنا اور ذکر صحابہ سے بندہ ہی کی دلجوئی کی وجہ سے احواض کرنا کیسا ہے۔ ۴۹
- واقعات کو بلا بیان کرنے کو امام غسّالی وغیرہ اکابر نے کچھ وجوہ سے حرام کہا۔ ۵۰
- اہلسنت اور ردوافض کے طریقہ ذکر شہادت میں فرق۔ ۵۱
- ردوافض حضرات ابو بکر و عمر و عثمان و امیر المومنین علی کریم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر کیوں تک کرتے ہیں جہاں صحابہ کرام کے بارے میں بدگمانی پیدا نہ ہو جائے۔ ۵۱
- ہاں ان کے فضائل بیان کرنا واجب بلکہ اہم فرائض ہے۔ ۴۱
- مجلس میلاد میں شیرینی کی تقسیم سے متعلق مسائل و سوالات پر مشتمل استفتاء۔ ۴۲
- مجلس میلاد و شب برات میں طہود تقسیم کرنا خوشی منانا آتش بازی چھوڑنا، دلی مقرر کرنا اور قیام کرنا کیسا ہے۔ ۴۳
- میلاد شریف کی محفل میں لوگوں کا وجہ میں آکر ہاتھ پاؤں مارنا کیسا ہے۔ ۴۴
- وجہ کی تین صورتیں ہیں۔ ۴۵
- مجلس ذکر شہادت اور تجدید سرور و فخر روا ہے یا نہیں۔ ۴۵
- فاتحہ گیارہویں شریف میں ایک رباعی پڑھنے اور طریقہ فاتحہ گیارہویں شریف کے بارے میں سوال۔ ۴۶
- مجلس میلاد شریف میں ذکر حضرات حسنین بغیر ذکر فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیسا ہے۔ ۴۶
- جس مجلس کا ممبر ہر مذہب کا ہو سکتا ہے اس میں شرکت جائز نہیں۔ ۴۷
- وقفہ کے بعد شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے۔ ۴۸
- محفل مولود شریف اور مجالس غیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری۔ ۴۸
- مجلس میلاد میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام مستحب و مستحسن ہے۔ ۴۹
- طوائف کے ہاں مجلس میلاد پڑھنا اور اس کی

- حرام آمدنی سے منگائی ہوئی شیرینی پر فاحشہ کن کیسا ہے۔
- ۴۵۰۔ عزم میں واقعات مجھو بیان کرنا۔ ۴۵۵
- مجلس میلاد میں بعد بیان مولود کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
- ۴۵۱۔ محرم میں ذکر شہادت مصائب شہداء کر کے سوز خوانی و مرثیہ مصنف آیتس و دبیر پڑھنا حرام ہے۔
- ۴۵۲۔ ذکر میلاد مبارک پر تعین ایام و تخصیص ربیع الاول یا بہ تقریر یا زدم و دیگر قاریا اعراس بزرگای یا دوازدم شریعت تک ہر روز مجلس میلاد کرنا اور حاضرین میں مسافری یا کھانا تقسیم کرنا کیسا ہے۔
- ۴۵۳۔ ذکر سیدہ اکبرین علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان و سرور جاں ہے۔
- ۴۵۴۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ربیع الاول میں بروز پیر ہوتی۔
- ۴۵۵۔ پیر کا روزہ رکھنے کی وجہ۔
- ۴۵۶۔ اوقات فاضلہ میں تکثیر اعمال صالحہ مندوب و مطلوب ہے۔
- ۴۵۷۔ شیرینی کی تقسیم کے فوائد۔
- ۴۵۸۔ ایک گن بگارسٹنی اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ کر مجلس میلاد کو کسے تو اس میں جانا چاہئے یا نہیں۔
- ۴۵۹۔ جس کو اچھے لوگ اچھا سمجھیں وہ بد باطنوں کے برا سمجھنے سے برا نہیں ہو جاتا۔
- ۴۶۰۔
- ۴۶۱۔ محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔
- ۴۶۲۔ مروج میلاد شریعت اور سادات اطہار کی تذکرہ نیاز جائز ہے، اس میں شرکت ثواب ہے۔
- ۴۶۳۔ رخصتی سے مجلس شریف پڑھوانا حرام ہے۔
- ۴۶۴۔ مجلس روضہ اور ان کی خرافات میں شرکت حرام ہے۔
- ۴۶۵۔ خوش پاک کو ایصال ثواب کے لئے گیارہویں شریف کی مجلس میں کلمہ، درود، اور سورہ اخلاص کے بعد یا خوش کے ساتھ تسبیح پڑھنا جائز ہے۔
- ۴۶۶۔ وجود افضل و جہ منہ مفضل نہیں ہوتا۔
- ۴۶۷۔ انبیاء و اولیاء کی غذا خدا سے غیر اللہ نہیں بلکہ اللہ ہی کی غذا ہے۔
- ۴۶۸۔ غیر اللہ کے لئے تواضع کے حسد نام ہونے کی توجیہ۔
- ۴۶۹۔ مجلس میلاد مبارک سے اہل عسۃ کو منع کرنا کیسا ہے۔
- ۴۷۰۔

- مختل میلاد شریف و قیام بوقت ذکر ولادت مبارکہ کیسا ہے، کچھ لوگ اس وجہ سے اس کو ناجائز کہتے ہیں کہ قرونِ ملت میں نہ تھا، ثقات علما سے خاص اس بارے میں منع وار ہے چنانچہ سیرت شامی میں ہے ہذا النقیام بدیعة لا اصل لها "ان اقوال کا کیا حال؟" ۷۵۹
- اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے اظہار و بیان اور اپنے فضل و رحمت کے ساتھ مطلقاً خوشگوشی منانے کا حکم دیا ہے۔ ۷۵۹
- ولادت صاحبِ دواک سب نعمتوں کی اصل ہے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوبیاں کے بیان و اظہار کا حکم نص قطعی ہے۔ ۷۶۰
- مجلس و مختل میلاد کس کا نام ہے۔ ۷۶۰
- قرون و زمانہ کو حاکم شرعی بنانا درست نہیں نیک عمل کسی وقت میں بریک ہے اور بد کسی وقت ہو سکتا ہے۔ ۷۶۱
- حدیث "مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً" کی توضیح کو کسی بدعتِ ضالوت ہے، نیز اقسامِ بدعت کا بیان۔ ۷۶۱
- بدعتِ حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے میلاد شریف منانا اور اس کے لئے لوگوں کا اجتماع بدعتِ حسنہ ہے۔ ۷۶۲
- العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق۔ ۷۶۲
- ذکر نبی ذکر خدا ہے۔ ۷۶۳
- قیام بوقت ذکر ولادت کے جواز کے لئے
- اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ ۷۶۳
- قیام مذکور کے مستحسن ہونے کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمانوں کا عین ایمان ہے۔ ۷۶۴
- تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکیم انوار امر مستحسن ہے۔ ۷۶۵
- قیام ذکر ولادت شریف ہی کے وقت کیوں۔ ۷۶۵
- کسی کام کا کیا جانا جواز کی دلیل ہے اور نہ کیا جانا عدم جواز کی دلیل نہیں۔ ۷۶۶
- عبادت شامی کا مطلب۔ ۷۶۶
- ہر بدعت مذکورہ نہیں ہوتی۔ ۷۶۷

ضمیمہ مجالس و محافل

- میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شیرینی پر پہنچ آیت پڑھ کر تقسیم کرنا جائز ہے اور پہنچ آیت میں شادی وغنی کا تفرق اور اسے مجلسِ غم سے مخصوص ماننا باطل و بے اصل ہے۔ ۱۱۸
- احصاء رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی مجلس میں جمع ہوتے تو کس ایک سے قرآنی سورت کی تلاوت کراتے۔ ۱۱۸
- مجلس میلاد مبارک میں تلاوت قرآنِ عظیم ہمیشہ سے معمول ملا و کرام و بلاد اسلام ہے۔ ۱۱۹
- مجلس یومِ شریف روکنا ذکر خدا سے روکنا ہے۔ ۱۲۵

کسی صورت میں مجلس میلاد شریف سے کسی کو روکنا درست ہے۔

۱۷۵ | مجلس میلاد مبارک اعظم مندوبات ہے ہے جبکہ

۵۶۰ | اگر وجہ صحیح ہو۔

فہرست ضمنی مسائل

صفحہ نمبر	مسئلہ	صفحہ نمبر	مسئلہ
۱۹۲	تو تجدید اسلام و تجدید نکاح کریں۔	۱۰۰	آج کل کے روافض اسلام سے خارج ہیں۔
۲۰۵	دارِ نجات تھوڑی پر ہے نہ محض نسب پر۔	۱۰۱	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا اولیٰ
۲۰۵	شرح مطہر نے متعدد احکام میں فرق نسب کو معتبر رکھا ہے۔	۱۰۲	کو کافر جاننا حق ہے، ایسے شخص پر تجدید اسلام اور تجدید نکاح ہرگز لازم نہیں۔
۲۰۵	سلسلہ طاہرہ و ذریتِ حاطہ میں انسلال و اختساب ضرور آخرت میں بھی نافع ہے۔	۱۱۲	مالی مسدوم کو صدقہ کر کے امیدِ ثواب رکھنے والا اس کو قبول کر کے دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا کافر ہے۔
۲۰۶	قریش کی خلافت۔	۱۱۲	اللہ تعالیٰ کے لئے محبت و مدارت رکھنے والا کامل تو مومن ہے۔
۲۰۶	آئینہ گبری قریش کے ساتھ مخصوص ہے۔	۱۹۱	شہنشاہ کی کافر مقلد سے نکاح محض ناجائز ہے
۲۲۱	عرب کبھی بحال کھنڈ بھی غلام نہ بن سکے جانتے	۲۲۱	دو بہنوں کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنا اولیٰ
۲۲۱	مشرکین عرب پر جزیہ نہیں رکھا جائے گا۔	۲۲۵	تافہی اور گواہوں نے اگر حلال جان کر ایسا کیا
۲۲۱	عربوں کی زمین پر بھی خراج نہیں لگایا جائیگا		
۲۲۱	وہ بہر حال مشرک ہے۔		
۲۲۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے		
۲۲۵	اہلبیت سے محبت کرنے والے جنتی ہیں۔		

- جس کی غرض ضروریات دین سے ہر اس کو حاصل
جاننے والا کافر ہے۔ ۲۹۶
- تفسیر قرآن عظیم ایمان مسلم ہے۔ ۴۹۱
- اور اک سنی محض باذن اللہ حاصل ہوتا ہے۔ ۴۱۵
- پرستی کا سبب حقیقی ارادۃ اللہ عزوجل ہے۔ ۴۱۵
- تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادۃ الہی ہے
دوسری چیز اصلانہ مؤثر نہ موقوف علیہ۔ ۴۱۶
- واقع میں تمام الفاظ و جملہ اصوات بچائے خود
محفوظ ہیں وہ بھی اعم مخلوق میں سے ایک امت
ہیں جو اپنے رب تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ۴۱۸
- کلمات ایمان تسبیح رحمن کے ساتھ اپنے قائل
کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں۔ ۴۲۰
- کلمات کفر اپنے مذہب کی تسبیح کے ساتھ اپنے
قائل پر لعنت بھی کرتے ہیں۔ ۴۲۸
- کلام اللہ واحد لا تعدلہ بحال۔ ۴۴۳
- حضرات خلفائہ ثلاثہ کی شمار و مدحت اور ادب
عقیدت اہلسنت کے اصول مذہب میں
داخل ہے۔ ۴۴۳
- کتابت تحریم کا ترکیب گنہگار اور مستحق مذاب
ہوتا ہے۔ ۵۰۱
- کافر کے لئے رہن کا کاغذ تحریر کرنا مسلمان کو
روا ہے یا نہیں۔ ۵۲۳
- کفار کے میلہ میں بقصد فروخت اسباب تجارتی
جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ ۵۲۳
- متعاہد کفار میں مسلمان کو جانا جائز نہیں کیونکہ
وہ بھیج شیاطین ہیں۔ ۵۲۳
- ہندوستان عند تحقیق دار الحرب نہیں ہے ۵۲۴
- مسلمان دار الحرب میں کیا کچھ برائے فروخت
لیا سکتا ہے۔ ۵۲۴
- مسلمان کا کافروں کے محلہ سے گزر ہر تو شہابی
کرنا ہوا گزر جائے۔ ۵۲۵
- گناہ پر ثواب کی امید زیادہ سخت و اشد ہے ۵۲۷
- سود کے دوسرے جو کار نیک کیا جائے اس
میں استحقاق ثواب نہیں۔ ۵۳۱
- ایک مسلمان عورت ہندہ بیس سال ایک
انگریز کے ساتھ رہی اب تائب ہوئی ہے،
کیا اس کا مسلمان ہونا صحیح ہے۔ ۵۳۶
- آہستہ کے مذہب میں آدمی کسی گناہ کے
باعث اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ ۵۳۶
- بت پر چڑھاوا چڑھانا کفر ہے۔ ۵۴۲
- تاپنے گانے کا پیشہ ملعون اور حرام قلعی ہے
اس کو حاصل جانا کفر ہے اس سے حاصل
ہونے والا مال حرام ہے۔ ۵۸۲
- کافر اصلی کی نوکری جس میں کوئی غیر شرعی
کام نہ کرنا پڑے جائز ہے۔ ۵۹۱
- دنیوی معاملہ پر کافر اصلی سے باستحیت کرنا
اور کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا منع نہیں نہ ہی
اس سے کفر و فسق لازم آتا ہے۔ ۵۹۱
- مرتد کی نوکری اس سے بات چیت اور
اس کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا منع ہے۔ ۵۹۱

- کافر کے عقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہو جائے گا۔ ۵۹۲
- بغیر ثبوت و دہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سنت گناہ ہے بلکہ یہ کہنا اسی کلمے والے پر پٹ آتا ہے۔ ۵۹۲
- غیر مسلم کا مال اس کی غوثی سے بلا غدر ملے تو حلال ہے۔ ۵۹۵
- تقدیری مرید ہیں ان کے ساتھ خرید و فروخت اور بات چیت کی اجازت نہیں۔ ۵۹۸
- کفریات فلاسفہ ۶۳۴
- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام علوم کسی شخصیت میں جمع نہیں ہو سکتے۔ ۶۶۲
- انصلوٰۃ الاسلام علیک یا رسول اللہ کہنا باجائز مسلمین جائز و مستحب ہے اس پر دلائل ۶۸۰
- قرآن مجید بعینہ محفوظ ہے اس میں کسی قسم کے دخل بشری سے ایک نقطہ کی کمی و بیشی نہیں ہو سکتی۔ ۶۸۵
- غیر نبی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ۶۸۵
- عقائد اہل سنت و جماعت کا بیان ۶۸۵
- عقائد شیعہ کا بیان ۶۸۵
- کتب فقہاء کوام کا منکر گراہ ہے۔ ۶۹۳
- عمل و اطاعت کا قائل کافر ہے۔ ۶۹۳
- فلسفہ قدیم و جدیدہ کے خلاف اسلام عقائد کا بیان ۷۰۶
- جتنے فنون و کتب میں انکار وجود آسمان و گردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو ان کو پڑھنا حرام ہے۔ ۷۰۹
- عالمائے دین کی اہانت کفر ہے۔ ۷۱۲
- عالم دین سے بلا وجہ بغض رکھنے میں خوف کفر ہے ۷۱۵
- مشرکوں کی تعریف کرنا اور انھیں مسلمانوں پر ترجیح دینا سنت ناپسندیدہ ہے۔ ۷۲۹
- یہ کلمہ طعنہ کہ "ہر کسی مٹانے والے رکمانے والا" سے بہتر میں کفر ہے۔ ۷۳۶
- جس مجلس کا غیر ہر مذہب کا ہو سکتا ہے اس میں شرکت جائز نہیں۔ ۷۴۷
- مختل مولود شرف اور مجلس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری۔ ۷۴۸
- مجلس میلاد میں وقت ذکر و لادت مقدس قیام مستحب و مستحسن ہے۔ ۷۴۹
- ذکر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورانیات سرور جان ہے۔ ۷۵۲
- اوقات فاضلہ میں تکثیر اعمال صالحہ مندوب ۷۵۵
- مطلوب ہے۔ ۷۵۲
- جس کو اچھے لوگ اچھا سمجھیں وہ بریاظنوں کے برا سمجھنے سے برا نہیں ہو جاتا۔ ۷۵۵
- انجیسا۔ اولیاد کی نماندائے خیر اللہ نہیں بلکہ اللہ ہی کی نماندائے۔ ۷۵۸
- غیر اللہ کے لئے قاضی کے حرام ہونے کی توجیہ۔ ۷۵۸

قوائد تفسیریہ

آیہ کریمہ و لیسون یعطیک ربک فتوحی کی تفسیر ۲۴۵

جتنے فنون و کتب میں انکار وجود آسمان و گردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو ان کو پڑھنا

۲۹۲	تشیبہ خضاب کو کبوتر کے پوٹے سے حدیث میں کیوں تشبیہ دی گئی۔	۲۹۲	آیت کریمہ ومن الناس یشتري لھو الحدیث کی تفسیر۔
۵۱۸	حدیث مبارکہ "الحلال بیت الخ" کی نفیس تشریح۔		و استغفرنا من استطعت منهم بصوتك (الآیۃ) میں آواز شیطان سے مراد غنا و مزامیر ہے۔
۵۳۹	عوام میں مشہور ایک غلط حدیث کی نشاندہی حدیث میں بچنے لگانے والے کی کمائی کو حرام کیوں کہا گیا۔	۲۹۳	شفاعت حسنة اور شفاعت سیئہ سے کیا مراد ہے۔
۵۴۸	حدیث کی تشریح اشعۃ اللمعات کے حوالے سے۔	۴۰۷	قرآن شریف کا ترجمہ اس طرح پر کرنا نیچے ترجمہ میں محذوفات اور مطالب وغیرہ خطوط جلالی بنا کر لکھ دینے جاتی ہیں یا ناجائز۔
۶۳۰	فقہ حدیث بزبان امام شافعی علیہ الرحمہ۔	۶۷۸	نذیر احمد کا نہ ترجمہ قرآن مجید ہے نہ ایمان نہ ملکہ خدا تھا۔
۶۶۹	حدیث ضعیف پر مقام احتیاط میں عمل کیا جاتا ہے۔	۷۰۸	
	فوائد اصولیہ		فوائد حدیثیہ
۱۱۵	"الاصل الطہارۃ" قاعدہ کلیہ ہے۔	۱۶۹	حدیث "خیر الذکر الخفی" کا مطلب۔
۱۱۶	"الیقین لا یزول بالشک" منسابلہ عام ہے۔		حدیث "من ابطأ به عمله لم یسرع به نسبہ" کے معنی۔
۱۱۶	السرد یقیس علی نفسه (ہر شخص دوسرے کو اپنی ذات پر قیاس کرتا ہے)	۲۰۵	حدیث شریف "من تشبہ بقوم فهو منهم" کی تشریح و توضیح۔
۱۱۶	جو آواز خصوص کے لئے دلیل خصوص کا ہونا ضروری نہیں۔	۲۲۰	دلیل کے بارے میں حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توضیح و تشریح۔
۱۳۲	منع خصوص کے لئے دلیل خصوص کا ہونا ضروری ہے۔	۲۴۵	حدیث میں عورتوں کو کاپڑ کی بوتلوں سے تشبیہ کیوں دی گئی۔
۱۳۲	آجرات اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمائی کسی اور کو منع کا حق نہیں۔	۳۶۸	روزانہ کنگھی کی منافعت سے متعلق احادیث کریمہ اور ان کا مطلب۔
۱۳۳		۴۸۵	

- ۱۳۶ بے گناہ شرعی ارتکاب ممانعت جہالت و جرات ہے
نفس ذکر خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فی حد ذاتہ اصلاً متعلق نہی و قبح نہیں۔
۱۶۸ اللہ و رسول کا ذکر اہم و اعلیٰ مقاصد شرع ملکہ ہے
نہی عارض بوجہ عارض راجع بعارض ہو کی
نہ غائہ بذکر یا بقیہ عارض تا عارض حسب ریش
مخلص با فردا مختصہ بعارض۔
۱۶۹ تجربہ اخبار عن الاخبار کوئی شئی نہیں۔
۱۸۳ تحوی قلب باب احتیاط سے ہے۔
۱۸۴ ایک کا ظن دوسرے کے حق میں کافی نہیں
خود اپنے دل کی شہادت چاہئے۔
۱۸۴ ہر حق سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں۔
۲۰۳ اول بالآخر نسبتہ دارد۔
۲۱۰ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آیت کریمہ
المقناہم ذیہم میں تطبیق۔
۲۲۰ نفی مطلق اور نفی مطلق نفی میں فرق ہے۔
۲۲۰ سب فضل کلی اور سب کلی فضل میں فرق۔
۲۲۱ لا طاعة الا للہ و لا طاعة الا للہ تعالیٰ
صحت بہ زہر قائل ہے۔
۲۲۲ بعض لحد واسے ممنوعہ کبیرہ اور بعض ایسے
صغیرہ ہوتے ہیں جو اصرار سے کبیرہ ہو جاتے ہیں
اللہ و حقیقۃ حرام حکم تھا۔
۲۲۳ جس کام سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اس
سے منع کرنے کا حق کسی کو نہیں۔
۳۱۶ ہر اتفاق اسراف نہیں۔
۳۲۰ شریع شریف کا قاعدہ کلیہ ہے جس میں چہیزہ کو اللہ
اور رسول اچھا بتائیں وہ اچھی، جس کو بُرا بتائیں
وہ بری ہے، اور جس سے سکوت فسرہ یا نہیں ہے
۳۲۰ بابت اصلہ پر رہتی ہے۔
۳۲۰ کسی چیز کو جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج نہیں
بلکہ ناجائز کہنے والا قرآن و حدیث سے دلیل لے۔
۳۲۰ کوئی نئی بات کو بدعت کہا جاتا ہے۔
۳۲۱ پر بنائے تشبیہ کسی فعل کی ممانعت کا قاعدہ۔
۳۲۲ خصوصاً پر عمل جائز نہیں۔
۳۲۳ جمع میں گناہ ہو تو جمع ہی میں قہر کی جائے۔
۳۲۴ تغیر قصد سے تغیر حکم ہو جاتا ہے۔
۳۲۴ تغیر اور بے تعلیمی میں بڑا دخل عرف
کو ہے۔
۳۹۱ سبب سے سبب کا متعلق ہونا باطل ہے۔
۴۱۹ حکم اپنی صحت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔
۴۲۱ آواز ملا ہی کی علت تحریم تشخصات نہیں بلکہ اس کی
لحد ہوتا ہے۔
۴۲۱ آواز ملا ہی میں خصوصیت صورت اولہ کو حاصل
نہیں بلکہ یہ آوازیں جس آلہ سے بھی پیدا ہوں گی
اپنا رنگ لائیں گی۔
۴۲۳ جب علت حرمت قطعاً حاصل ہو تو حکم حرمت
کیونکر زائل ہو سکتا ہے۔
۴۲۳ خود اس حیثیت سے کہ وہ ایک آلہ مطلق ہے
اس کو حسن یا قبح سے موصوف نہیں کر سکتے بلکہ
وہ حسن و قبح، مدح و ذم، منع و اباحت اور

۴۰۶	جانب فعل میں ہر مرتبہ طلب کے مقابل جانب ترک میں ایک مرتبہ نہیں ضرور ہے۔	۴۵۸	ثواب و عقاب میں اس چیز کے تابع ہے جو اس سے ادا کی جاتی ہے۔
۴۰۷	فرض کے مقابل حرام، واجب کے مقابل مکروہ تحرمی، مندوب کے مقابل مکروہ تنزیہی اور سنت کے مقابل اسارت ہے۔	۴۶۱	شرعیہ ملہ کا قاعدہ ہے کہ جس چیز سے حرام کو دوہینچے اس کو بھی حرام فرما دیتی ہے۔
۴۰۸	سنت کا وتر مندوب سے برتر اور واجب سے کمتر ہے۔	۴۶۲	جس چیز کو بنانا جائز اس کو خریدنا اور استعمال میں لانا بھی ناجائز ہے اور جس چیز کو حسدیدنا اور کام میں لانا منع نہ ہو گا اس کو بنانا بھی جائز نہ ہو گا۔
۴۱۱	فرض و واجب میں طلب جازم اور سنت و مستحب میں غیر جازم ہے۔	۴۸۳	جو باج غنیت مکروہ کیا جائے وہ شرعاً مکروہ ہو جاتا ہے۔
۴۱۶	مکروہ تنزیہی سے نہی ارشادی اور مکروہ تحریمی حرام سے سختی ہے۔	۴۸۴	بودلالت النقص سے ثابت ہو وہ اسی طرح ہے جیسے نقص سے ثابت ہو۔
۴۱۷	باج نہی و طلب دونوں سے خالی ہے۔	۵۰۱	عقار جب کراہت مطلق ہوتے ہیں اس سے راد کراہت تحریم لیتے ہیں۔
۴۱۸	حرام کا ترک فرض اور فرض کا ترک حرام ہے۔	۵۱۵	اصل علت ہے۔
۴۱۹	بعض فرض بعض دیگر سے اعظم و آگہ ہوتے ہیں اور بعض حرام بعض دیگر سے اشنع و اشد ہوتے ہیں۔	۵۲۲	ہر مکروہ تحریمی صغیرہ گناہ ہے۔
۴۲۰	شرع میں مامورات کی نسبت منہیات کا اعتقاد شدید تر ہے۔	۵۲۷	ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔
۴۲۱	مشغول کے مقدمات قواعد اسلام ہیں۔	۵۲۹	ہر مکرہ معصیت معصیت ہوتا ہے۔
۴۲۲	علم آل سے بقدر آیت استغفار چاہئے۔	۵۳۷	عرف میں جو کچھ مشہور ہے وہ اسی طرح ہے جیسے لفظ سے شرط کر دی جائے۔
۴۲۳	بآراء اختلاف زمانہ سے حکم بدل جاتا ہے اسکی کچھ مثالیں۔	۵۴۰	جس چیز کا لینا حرام ہو اس کا دینا بھی حرام ہوتا ہے۔
۴۴۵	مخاسد کا دفاع مصالح کے حصول سے زیادہ اہم ہے۔	۶۰۵	کتب مکروہ تحریم پر حرمت کا اطلاق صحیح ہے اسارتہ کا حاصل مکروہ تنزیہی سے بڑھ کر ہے اور مکروہ تحریمی سے کمتر ہے۔

کفرانِ نعمت موجبِ نرا و محسوب ہے۔
وجودِ فضل و جہِ منع مفضل نہیں ہوتا۔

فوائد فقہیہ

- ۱۷۸ ذکرِ الہی سے روکنامہ گز مصلحتِ شرعیہ نہیں۔
۱۷۹ حرام کو مسجد میں ذکر یا لہجہ سے منع نہ کیا جائے۔
۱۸۰ عباراتِ علماء سے واضح ہو گیا کہ ذکرِ جہر میں کراہت بھی ہے تو نہ اس قدر کہ خوبیِ ذکر کی عداوت کر سکے۔
۱۸۱ کراہت تنزیہ کا حاصل خلافِ اولیٰ ہے نہ کہ ممنوع و ناجائز۔
۱۸۲ اپنے تحفظ کی دعا ہر مخالفت کے مقابل جائز ہے۔
۱۸۳ دعا و شکر کا فروہ مذہب پر کی جائے۔
۱۸۴ شکی صحیح العقیدہ کے لئے بدعا نہ کی جائے چاہے وہ کتنا ہی مخالفت ہو۔
۱۸۵ جس چیز کی کثیر شائع کو مطلوب ہمارے اس کی تخیل چاہنا شائستگی نہ ہے۔
۱۸۶ ذکر یا لہجہ کی ششائستگی کے ساتھ جائز ہے۔
۱۸۷ جہر مذکور کیا ہے۔ جہر مذکور کے ساتھ ذکر کرنا شرعی کیا ہے۔
۱۸۸ حد معین ذکرِ جلی کی ہے کہ اتنی آواز سے نہ جو جس میں اپنے آپ کو یا ذرا ہو یا کسی غازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے۔
۱۸۹ نکاح پر فساد طاری کی شبہ کن شرطوں کے ساتھ مقبول ہے۔

- ۱۷۹ زکوٰۃ کا رکن تملیک فقیر ہے۔
۱۸۰ تجرید اہل ثواب میں سے ہے۔
۱۸۱ پختہ حلوۃ شبہ برائت کی تخصیص عرفی ہے لازم شرعی نہیں۔
۱۸۲ احکام غالب حالات پر مبنی ہوا کرتے ہیں نادور مہرم کا اعتبار نہیں ہوتا۔
۱۸۳ حق صورتوں میں تملیک نہ پائی جائے ان میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔
۱۸۴ شریعت اسلام میں ایصالِ ثواب کی اصلیت صدقاتِ مالیک کا ثواب یا بھائیۃ ائمہ اہلسنت پہنچنا ہے۔
۱۸۵ تخصیصاتِ عرفیہ از روئے حدیث جائز ہیں۔
۱۸۶ مشرکہ دعوت میں سے اہل دعوت کو کھانا جائز ہے۔
۱۸۷ مسئلہ جہر مختلف فیہا ہے اور الملائقہ قرآن مجید و ارشاداتِ اہلحدیث کثیرہ یا نسب جواز و مذہب ہیں۔
۱۸۸ جو امر فی نفسہ شرعاً خیر و مذہب ہو اور کراہت مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربہ اس کا ترک بخیر منہیات اجماعیہ ہو تو ہرگز اس سے منع نصیت نہیں بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہے۔

- تمام کھیل باطل ہیں سوائے تین کہ وہ حق ہیں،
(۱) تیر اندازی
(۲) اسب تازی اور
(۳) بازی خود بازی۔
دنیا کب ملعون ہے۔
عرض محسود اور عرض مذموم میں اتفاق کے
درمیان بون بعید ہے۔
تفسیر بالمال غسوغ ہے۔
بعض کتب حنفیہ کی طرف منسوب عبارت کہ
"یشاب سے آیت مستدکفی مکنا جائز ہے"
کا متعدد وجوہ سے رد اور مستند حض کی
دھوکا دہی کا پردہ چاک۔
بوقت قرأت قرآن مجید استماع و خاموشی
فرض عین ہے یا فرض کفایہ، ثانی اوسع لو
اول احوط ہے۔
مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق اور دونوں قولوں
میں تطبیق۔
قال کیا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں۔
صحیح مسجد مسجد ہے، فقہار اس کو مسجد حنفی
کہتے ہیں اور مسقط کو مسجد شافعی۔
قرآن سے آیت سجدہ سن کر سجدہ تلاوت کیوں
واجب نہیں ہوتا۔
طولی وینا کہ آیت سجدہ سکھا دی جائے تو
اس کے سننے سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔
- مجتہزی کی حکایت پر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ ۲۴۶
سوتے ہیں کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو کیا سجدہ
تلاوت کا جوب ہوگا۔ ۲۴۶
صدائے سنائی دینے والی آواز پر سجدہ تلاوت
واجب نہیں ہوتا۔ ۲۴۸
۲۹۷ جوب سجدہ تلاوت سابع اول پر ہے نہ کہ
۲۹۷ سابع معاد پر۔
۲۵۲ سابع معاد سابع معاد ہے۔
۲۵۲ قورق وضع ہی احادہ سابع کے لئے ہے۔
۲۵۲ مختصر احتیاطی الدین کے معاملہ میں۔
۲۵۵ حرمت میں شبہ طعن بریقین ہے۔
۲۵۵ اسپرٹ قطعاً شراب ہے اور حرام ہونے کے
ساتھ یشاب کی طرف نہیں بھی ہے۔ ۲۵۸
فقیہات میں طعن فقیہ کے ساتھ طعن ہوتا ہے
کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے سیکھنے میں
حرج نہیں اگرچہ ان کی ایجاد ہو۔ ۲۵۸
خوف ذلت خود معاذت و مزامیر سے نہیں۔ ۲۵۸
۲۵۲ جوجیز بنانا ناجائز ہو اس کو خریدنا اور
۲۹۷ استعمال میں لانا بھی منوع ہے۔
۲۹۷ خواجہ سداؤں کا خریدنا اور ان سے کام نہت
۲۹۷ لینا شرعاً منع ہے۔
۲۹۷ بیک اور بکرے کو خضی کرنا جائز نیز گھوڑی سے
۲۹۷ بکر لینا بھی جائز ہے۔
۲۹۷ بکر کو بھیک مانگنا حرام ہے ان کو بھیک لینا
۲۹۷ بھی گناہ ہے۔

- ۵۲۸ اقوال ضائعہ کا مصرف
۵۲۹ غیر منقسم ہونا صدقہ کو نقصان نہیں دیتا اگرچہ ہر ایک کو
۵۳۰ نقصان دیتا ہے۔
۵۳۱ مال سود اور مال رشوت وغیرہ کے حکم میں فرق۔
۵۳۲ مسئلہ استبدال یعنی حرام مال کے عوض کوئی
دوسری چیز خریدنا۔
۵۳۳ حرام پر عقد و نقد کے جمع ہونے کی صورت
۵۳۴ اور اس کا حکم۔
۵۳۵ مال حرام کے تصدق میں مساکین کا غیر اصول و
فروع ہونا شرعی نہیں۔
۵۳۶ قاپاک روپیہ دو قسم پر ہے۔
۵۳۷ حق و مروری قابل بیع نہیں، نہ اس پر کچھ
لے سکتا ہے۔
۵۳۸ جس کو قانون نے حق مروری ٹھہرایا ہے۔
۵۳۹ کوئی شرعی حق نہیں۔
۵۴۰ جس چیز سے بعینہ اقامت مصیبت ہو اس کا
بیع ناجائز نہیں جیسے مزایر۔
۵۴۱ وراثت کی مقدار۔
۵۴۲ جس رسم میں خود کوئی شرعی بُرائی نہ ہو اس میں
قوم کی موافقت کا حکم ہے۔
۵۴۳ حرام روپیہ کا مصرف اور اس کے پاک ہوجانے
کی صورت۔
۵۴۴ غرقین سے شرط لگانا کیسا ہے اور اس میں
جو مال جیتا اُس کا کھانا کیسا ہے۔
۵۴۵ کس کس ضرورت سے سودی قرض لینے کی
قندی کے مستحب اور خطاب کے حرام ہونے
کی وجہ۔
۵۴۶ سیاہ خطاب نہیں عنہ ہے۔
۵۴۷ عامرہ مشائخ کو ام و جمود ائمہ اعلام کے نزدیک
سیاہ خطاب منع ہے۔
۵۴۸ سیاہ خطاب میں کس قدر مندی ملانے سے
خرمت جاتی رہتی ہے۔
۵۴۹ کون سا خطاب جائز و محمود ہے۔
۵۵۰ اصل خطاب حنا کا ہو اور اس میں کچھ پتیاں
نیل کی شریک کر لی جائیں کہ سُرخ میں ایک گونہ
پختگی آجائے تو جائز ہے۔
۵۵۱ شراب میں کس قدر نمک ملانے سے سبک
ہو جاتا ہے اور اس کی حقیقت بدل جاتی ہے
رندی وغیرہ کی ناجائز آمدنی ان کے ہاتھ میں
مال مضروب کا حکم رکھتی ہے۔
۵۵۲ وہ صورت کہ رندی کو ملنے والا مال رشوت
قرار پاتا ہے۔
۵۵۳ ایک صورت میں طوائف کی آمدنی مثل مرہون
ہوتی ہے۔
۵۵۴ ہمارا زمانہ شبہات سے بچنے کا نہیں۔
۵۵۵ قبولیت شکی اور پتیر ہے اور سقوط فسد
اور چیز۔
۵۵۶ مال رہا میں بعد قبضہ عدم ملک نہیں رہتا صرف
خیشہ ملک ہوتا ہے۔
۵۵۷ ثبوت ملک فقیر کو تصدق میں لینے سے طائع نہیں۔
۵۵۸

- اجازت ہے۔
- ۵۸۳ عطش ملک کی فرضیت ان سب سے اقویٰ ہے
- ۵۹۰ لہذا حالتِ نخس میں ان اشیاء کا تناول اُسی
- ۶۰۱ قدر جس سے چوکت دفع ہو لازم ہوا۔
- ۶۱۹ اگر مضطر کچھ نہیں پاتا مگر یہ کہ کسی انسان کا ہاتھ کاٹ کر کھائے تو حلال نہیں اگر اس شخص نے
- ۶۰۲ اجازت بھی دی ہو کہ حرمت انسان اس فرض
- ۶۱۹ یعنی دفع چوک سے اقویٰ ہے۔
- ۶۰۲ غرض ضروری نہ ہو یا ضروری ہو مگر بغیر سوال کے کسی طریقہ حلال سے دفع ہو سکتی ہے تو
- ۶۱۹ سوال کرنا حرام ہے۔
- ۶۰۳ جسے سوال کرنا حرام ہو اس کو دینا بھی ناجائز کہ
- ۶۱۰ یہ کسب حرام کا موجب ہوتا ہے۔
- ۶۲۰ سوال حلال ہونے کی صورتیں
- ۶۲۰ اگر کوئی شخص علمائے شہر کے لئے وصیت کر جائے
- ۶۱۱ تو کوئی علماء اس میں داخل اور کون سے
- ۶۱۱ خارج ہوں گے۔
- ۶۲۸ تین مفقود کو چار سال کے بعد امام مالک علیہ الرحمہ
- ۶۲۱ جو اجازت نکاح دیتے ہیں اس کا مطلب۔
- ۶۱۷ آگ پر کی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا ٹوٹ
- ۶۲۱ جانا ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مذہب نہیں۔
- ۶۵۰ جس عبادت میں صرف لفظ مکروہ ہو اس سے
- ۶۱۸ کیا ارادہ لیا جائے گا تحریم یا تنزیہ۔
- ۶۱۸ فرض عین کا علم حاصل کرنا فرض عین، فرض کفایہ
- کا فرض کفایہ، واجب کا واجب اور مستحب
- کا مستحب ہے۔
- ۶۸۰ رشوت کی تعریف اور اس کا حکم
- بیمۂ زندگی کی صورت
- کسب کے لئے ایک ہر آپ ہے یعنی وہ ذریعہ
- جس سے مال حاصل کیا جائے اور ایک غایت
- ہے یعنی وہ غرض کہ تحصیل مالی سے مقصود ہو۔
- کسب کے بعد او غایت دونوں میں احکام نزگانہ
- جاری اور دونوں کے اعتبار سے کسب پر احکام
- مختلف طاری ہیں۔
- نفس کسب بے لحاظ مبادی و غایات کوئی حکم
- خاص نہیں رکھتا۔
- کس قدر غرور و نوش اور لباس فرض ہے۔
- کفایت اہل و عیال اور ادا دیون نفقات مفروضہ
- فرض ہے۔
- فرض سے بعد الذمہ ہونا فرض ہے۔
- کس قدر کہ ناچنیا اور لباس واجب ہے۔
- سبب فرض دونوں اقسام قسم سے ایک ہی
- قسم کے ہوں تو کسب پر بھی وہی حکم ہوگا اور اگر مختلف
- اقسام سے ہوں تو پھر تین صورتیں ہیں۔
- جب طلب و نہی میں سبب وجہ سے تساوی قوت
- ثابت ہو تو حکم کسب میں جانب نہی کو ترجیح ہوگی
- اور اگر دونوں کی قوت کم و بیش ہو تو اقویٰ کا اتباع
- ہوگا۔
- خوک و خمر کی حرمت مالی خلیے اذن غیر لینے کی حرمت
- سے زائد ہے اور رسد رتی و دفع جوع قاتل و

سیرت فضائل سید المرسلین صلی علیہ وسلم

آخری چار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحتیابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض و وفات کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔

نعتہ انگشتی مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور علیہ السلام نے انصار کی کمسن بچیوں کو یہ کہنے سے کیوں منع فرمایا؟ و فیما نجت

یعلم ما فی عنہ۔

اللہ تعالیٰ کے بتانے سے امالہ غیب کا جاننا نبوت ہی کی شان ہے۔

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا نعتیہ قصیدہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا جس میں تاقیامت علوم غیبیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ثابت مانا۔

سرکارِ دو عالم نے آنے والی قوم کی خبر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ گلو اسے اور کچھ لگائے والے کو اجرت

بھی دی۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت

ربیع الاول میں بروز پیر ہوئی۔

تصوف و طریقت و اخلاق

کچھ لوگ نماز کے بعد ذکر پکارتے ہیں، ان پر وجہ کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں ایسا کرنا شرفاً جائز ہے یا نہیں۔

ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا، سینے پر ہاتھ مارنا ایک دوسرے پر گر پڑنا، لیٹ جانا اور رونا وغیرہ افعال اگر بحالت وجد و شہیجہ ہیں تو حرج نہیں، اور اگر ریاء کے لئے ہیں تو حرام ہیں۔

اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتانے والے کے ہاتھ برصیت ناجائز ہے۔

ادی کو حلقہ بلفلس کی دستیں خراب کرتی ہیں۔ تصوف کی چاشنی سے لبریز ایک مختصر اور انتہائی مفید مضمون۔

بزرگان طریقت شیطان غفلت نہیں ہوتے۔

جابل کا پیر مٹا سیرام و ناجائز ہے۔

وہد کی عین صورتیں ہیں۔

فضائل و مناقب

درد و پاک کی فضیلت و برکت۔

علم عبادت سے فضل ہے۔

اہل مدح اہل میل کر کھانا تیار نہ کرنا کہ اس میں مساکین و فقراء، علماء و صلیحاء، اعوان و

۱۸۱

۲۷۱

۲۹۲

۱۸۲

۲۶۵

۲۰۰

۲۶۶

۵۱۷

۵۸۳

۷۲۸

۷۲۵

۲۶۶

۲۶۶

۵۲۸

۱۲۳

۱۲۶

۷۲۳

۲۰۸	اسلامی حکومت کے والی قریش ہیں۔	۱۲۶	انقارب اور پڑوسی سب ہی کھائیں ابواب جنت
۲۱۳	فقط ذکر قریش پر مثل قرآنی سورۃ۔	۱۲۷	کے تعداد کے برابر آٹھ خزیوں کا حامل ہے۔
۲۱۳	قریش برکت کے ورثہ ہیں۔	۱۲۸	اہمیت و فضیلت صدقہ و خیرات کے متعلق
۲۱۴	عزت اور اور بہتر قریش ہیں۔	۱۲۹	احادیث کی۔
۲۱۶	اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور اس کی پسند۔	۱۳۰	صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بچانا اور بڑی توفیق
۱۳۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ترین	۱۳۱	کو دفع کرتا ہے۔
۲۱۸	قبیلہ میں پیدا ہوئے۔	۱۳۲	آدھا چھوہارہ کا صدقہ کرنا بھی دوزخ سے
۱۳۱	سب سے بہترین جان حضور علیہ الصلوٰۃ	۱۳۳	بچنے کا سبب ہو سکتا ہے۔
۲۱۹	والسلام کی ہے۔	۱۳۴	مسلمان کا صدقہ غم کو بڑھاتا ہے۔
۲۲۲	اعلیٰ درجہ کے اشراف علماء و سادات ہیں	۱۳۵	تقویٰ و صلہ رحمی سے رزق وسیع، عمر دراز
۲۲۵	قوم فارس کی فضیلت	۱۳۶	اور بڑی موت دُور ہوتی ہے۔
۱۳۲	روزِ قیامت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے	۱۳۷	تمام نیکیوں سے جلد تر ثواب حاصل رہی گا
۲۲۲	قریب تر قریش ہوں گے۔	۱۳۸	صلہ رحمی کرنے والے محتاج نہیں ہو سکتے۔
۲۲۳	صحابہ اور اہل بیت کی اولاد کے درجات	۱۳۹	بھلائی کے کام بڑی موتوں اور آفتوں سے
۲۲۳	فضائل اہل بیت	۱۴۰	بچاتے ہیں جو دنیا میں احسان والے ہیں وہی
۱۴۱	سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے	۱۴۱	آخرت میں ارمان والے ہوں گے۔
۲۲۶	چار افراد قدسی۔	۱۴۲	لوگوں کو کھانا کھلانے والے کے فضائل۔
۲۲۶	توکل کو ترسب سے پہلے کون آئے گا۔	۱۴۳	مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھانا نیرالوں
۱۵۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رشتہ و طوق	۱۴۴	کے گناہ لے کر جاتا ہے۔
۱۵۰	مضبوط تر اور غیر منقطع ہے۔	۱۴۵	دینی بھائیوں کو کھانا کھلانے کی فضیلت۔
۱۵۱	حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد	۱۴۶	مقررہ طور پر کھانا تیار کر کے کھانے اور علماء و
۱۵۲	نعمت مساجدنا نور اللہ کسبر لٹ	۱۴۷	صلحاء و مساکین و اقربا کو کھلانے سے
۲۵۸	یا ابن الخطابؓ	۱۴۸	بچیں فوائد حاصل ہونے کی امید ہے۔
۱۵۳	نور شہر لکھنا سنت اور اس کے پسندیدہ محسن	۱۴۹	تکلف طیبہ اصل الاصول اور افضل الاذکار
۲۰۰	پر دلائل حدیث۔	۱۵۰	اہل قریش کی فضیلت اور مقام و مرتبہ۔

- چار چیزیں سنیں مسلمان میں سے ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔
- ۶۰۱۔ حسن حقیقت لازم ہے۔
- ۶۰۲۔ عالم بے عمل اور جاہل یا عمل میں سے کون افضل ہے۔
- ۶۰۳۔ مقبر مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- ۶۰۴۔ تقریب قرآن مجید اور اس کے مناقب
- ۶۰۵۔ طالب علم بیٹے کو دوسری اولاد پر ترجیح دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
- ۶۰۶۔ افضل و اعلیٰ کسب مسنون سلطان اسلام کے زیر نشان جہاد شرعی ہے۔
- ۶۰۷۔ جہاد کی فضیلت و اہمیت۔
- ۶۰۸۔ انواع کسب میں بہترین جہاد پھر تجارت، پھر کاشتکاری، پھر صنعت ہے۔
- ۶۰۹۔ علماء و اہل دانت انبیاء ہیں۔
- ۶۱۰۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صرف و نحو، معانی و بیان وغیرہ کے محتاج نہ تھے۔
- ۶۱۱۔ عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عونا اور استاذ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب مشورہ پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔
- ۶۱۲۔ قاری قرآن کے فضائل
- ۶۱۳۔ محمد بن ابی بکر کے فضائل
- ۶۱۴۔ عالم دین سنی المذہب جو اپنے شہر کے اہل علم میں انتم پروردہ ضرور ان کا حاکم شرعی ہے
- ۶۱۵۔ خاتم کو ملاہ دین کی شان میں حسن ظن و حسن حقیقت لازم ہے۔
- ۶۱۶۔ عالم دین کا باپ بزرگ العزیز کے دست قدرت میں ہے۔
- ۶۱۷۔ پیر و استاد علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے۔
- ۶۱۸۔ علم طب کے استاد اور علم حساب کے استاد میں سے کس کو افضلیت حاصل ہے۔
- ۶۱۹۔ شخصی عالم دین کی تعظیم باعث اجر عظیم و رضا ہے۔
- ۶۲۰۔ علماء و سادات کورب العزیز نے احسن ازاد اختیار کیا ہے تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام اور شریعہ کا احوال ہے۔
- ۶۲۱۔ حفظ مراتب کو طوطا رکھنے سے متعلق احادیث و کتب
- ۶۲۲۔ علماء و سادات کو ممنوع ہے کہ وہ اپنے لئے اختیار چاہیں۔
- ۶۲۳۔ شخصی شخص کا لوگوں سے اپنے لئے طالب قیام ہونا مکروہ اور لوگوں کا معظم دینی کے لئے قیام مندوب ہے۔
- ۶۲۴۔ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احسن و جہاد است۔
- ۶۲۵۔ جہاں صحابہ کرام کے بارے میں بدگمانی پھیلائی جائے وہاں ان کے فضائل بیان کرنا واجب

بکراہم فرائض ہے۔

۴۴۱ بارگاہ رسالت میں حدی خواتی کے لئے صحابہ

۳۶۴

قرآن مجید میں تمام مالکان و مالکین کا بیان ہے۔ ۴۵۵ مقرر تھے۔

سیدنا براہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۶۴

کے مناقب۔

حضرت انجشہ حبشی، عبداللہ بن رواحہ اور

عاصم بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی خواتی

۳۶۴

بارگاہ رسالت میں۔

روز عرۃ القنارہ و خولیٰ مکہ کے وقت سرکارِ دو عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے آگے سیدنا

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ درجہ شہاد

۳۶۵

پر تھے جاریہ تھے۔

از مخشہ معزلی کا تفسیر میں بعض آیات ہزل

انا علماء کرام نے سخت مذموم و خلافِ ادب

۳۹۱

قرار دیا۔

کان چیدنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۴۸۲

کے زمانہ اقدس میں متعارف و مشہور تھا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر دن

۴۸۹

میں دو بار سر کے بالوں میں تیل دلاتے تھے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیاح

۴۹۶

خضاب سے منع کر دیا گیا۔

سب سے پہلے باہوں کو مندی حضرت ابراہیم

۴۹۸

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگائی۔

سب سے پہلے خضاب سیاح فرعون

۴۹۸

نے لگایا۔

حدیث اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسا خضاب لگاتے تھے ۵۰۲

تاریخ و تذکرہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے

کئی عمرے کئے۔

حضرت علی ابن موفی نے حضور علیہ السلام کی

طرف سے ستر حج کئے۔

ابن سراج علیہ الرحمہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی طرف سے دس ہزار سے زائد قرآن ختم کئے

اور دس ہزار کے قریب قربانیاں کیں۔

حضرت ابو الراسب درود شریف کا ثواب حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہیر کرتے جس کی برکت سے

ایک لاکھ افراد کے شفیع بنادے گئے۔

جو اہر غمہ کسی کتاب ہے اور اس میں وارد

احمال کیے ہیں۔

قبیلہ معد بن عدنان کے لئے عوفی علیہ السلام کی

پردہ اور اللہ تعالیٰ کی دہی۔

اداکہ کسری ہزار سال صاحب تخت و تاج رہی۔ ۴۲۵

آٹھ اعظم اور امام بخاری علیہما الرحمہ فاروقین میں ۴۲۵

واقفہ عوفی علیہ السلام و خضر علیہ السلام ۴۳۹

ابتداء ہند میں ہر مسلمان کو ترک کتے تھے۔ ۴۵۵

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد

میں منبر بچھایا جاتا۔ ۴۶۳

۵۳۹. استقصی قاری، محض بن سلیمان ابو داؤد
قرآنہ کے امام ہیں۔ ۶۵۶
۵۴۵. محض بن غیاث حدیث کے امام، ثقہ، فقیہ
اور حدیث کی چھ کتابوں کے راویوں میں سے ہیں ۶۵۶
۶۳۲. لیث صدوق ہے، مسلم و سنن اور بصرہ اور
تعلیقات بخاری کے رواۃ میں سے ہے۔ ۶۵۶
۶۳۰. لیث کی جرح و تعدیل سے متعلق اندر حدیث کے
مختلف اقوال۔ ۶۵۶
۶۶۳. ابن خراش کے بارے میں اندر حدیث کے
اقوال۔ ۶۵۸
۶۹۲. احمد بن فرات امام، حافظ، ثقہ، فقیہ
اور محبت ہے۔ ۶۵۸
۶۹۱. محمد بن ابراہیم میں توقف پایا جاتا ہے اس
کے بارے میں اقوال اندر۔ ۶۵۹
۶۹۸. حقیل ثقہ، حافظ اور محبت ہے۔ ۶۶۴
۶۹۸. ابن مریم ثقہ، ثبت اور فقیہ ہے۔ ۶۶۴
۶۶۴. تاج بن یزید ثقہ اور عابد ہے۔ ۶۶۴
۶۶۴. ابراہیم بن ہمدی مصیعی کیسار راوی
ہے۔ ۶۶۱
۶۶۰. واضح سبب کے بغیر جرح مقبول نہیں۔ ۶۶۰
۶۵۵. محمد بن جب کہیں "خلاف کذاب"
تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ ۶۶۰
۶۵۶. متعرفت تامرہ اور وضع تامرہ کے بغیر اسامہ الرجال
۶۶۰
- استصحابہ رقم کا قصہ
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین
قریش کے ساتھ شرط لگائی اور عیسیٰ۔
امام غزالی علیہ الرحمہ نے منطق کا نام معیار العلوم
رکھا ہے۔
امام شافعی علیہ الرحمہ نے نماز فجر مزار امام عظیم
پر پڑھی تو ادباً دعائے قنوت نہ پڑھی۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور
دیگر ائمہ حدیث و اقدی کے مخالفت کیوں ہوئے
متعزرت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکتب
میں ایک لڑکی کو تعلیم دلانے دیکھ کر فرمایا یہ تلوار
کس کے لئے حقیقت کی جارہی ہے۔
قرآن بن حطان رقاشی کا قصہ
کتاب "جعفر جامع" میں امام جعفر صادق علیہ الرحمہ
نے مالکان و مایکون تحریر فرمادیا۔
علم جعفر میں نکلی گئی تصانیف اسلاف کا ذکر۔
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے
مسجد نبوی میں منبر کھپایا جاتا۔
واقعات کربلا بیان کرنے کو امام حسنہ الزیفر
اکابر نے کئی وجہ سے حرام کہا۔

جرح و تعدیل

اسماء الرجال

- عبد الوہاب مبروک ہے۔
جعفر بن نصر ثقہ راویوں سے باطل روایات
نقل کرتا ہے۔
عبد الوہاب مبروک ہے۔
جعفر بن نصر ثقہ راویوں سے باطل روایات
نقل کرتا ہے۔

میں کلام کرنا جائز نہیں۔

لُغَت

لفظ شیخ کے معانی

لفظ شیخ کے معانی اور اصطلاحات

قرع و قلع کا معنی

قرع کا معنی

صدائیس کو کہتے ہیں

ترا کے معنی اظہار برائت و بیزاری ہیں

ختم کس چیز کا نام ہے اس کے معنی کی تفسیر

و تر کا معنی

تجلی کا معنی

منطق

لذت کلی مشکک ہے۔

وجود شئی کے چار مراتب ہیں،

(۱) وجود فی الایمان

(۲) وجود فی الایمان

(۳) وجود فی العبارة (۴) وجود فی الکتابۃ

حق حصول اشیار با شہادۃ ہے نہ با نفسانہ

سیاہ مقول بالتشکیک ہے۔

فلسفہ و سائنس

قوڈ گراف اور قوڈ گراف میں فرق۔

قوڈ گراف کی تصویر اپنی ذی الصورت سے مبیانی

۶۶۴ اور اس کی محض ایک مثال و شعیبہ

۴۶۲ ہوتی ہے۔

قوڈ گراف سے جو سنا جاتا ہے وہ قوڈ جمل

۱۹۹ قاری کی آواز ہوتی ہے نہ کہ اس کی

۴۵۵ حکایت و تصویر۔

۴۱۴ قوڈ سے جو سنی جاتی ہے وہ بعینہ اسی آواز کنندہ

۴۳۳ کی صورت اس میں بھری ہے قاری دستکم ہو یا

۴۴۸ آواز طرب و غیرہ۔

۴۰۲ بقدریہ تواتر جو قوڈ میں ودیعت ہوا پھر قریب

۵۰۲ آواز اس سے ادا ہو گا سنا جائے گا حقیقتہ

۵۰۴ وہ قرآن عظیم ہی ہے۔

۵۰۴ آواز کی تولیف

اللہ تعالیٰ نے آواز کو دسٹیں سامع تک

۴۱۵ پہنچانے کے لئے سلسلہ توجہ قائم فرمایا۔

۴۱۵ ہر الینت و رطوبت میں پانی سے زائد تر ہے

قرع اول سے متحرک و تشکیلی ہو کرانی ہو گئے اول

کا سوجی سلسلہ قرع بر قرع سورانہ گوش میں

بچے ہوئے چٹے تک پہنچ کر اس کو بجاتا ہے جس

۴۳۹ سے اس میں دو اشکال و کیفیات پیدا ہوتی ہیں

۴۴۰ جن کو آواز کہا جاتا ہے، پھر اس ذریعے سے

۴۹۲ لوح مشترک میں ترسم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے

۴۱۵ حاضر ہوتی ہیں۔

عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب

۴۱۵ عادی قرع و قلع ہے۔

آواز سننے کا سبب عادی توجہ و تہجد قرع و قلع

- تا ہوا سے جوت سمع ہے۔ ۴۱۵
- جتنی فصل بڑھا اور وسط زیادہ ہوتے جلتے ۴۱۵
- ہیں توجہ و قریع میں ضعف آتا جاتا ہے۔ ۴۱۵
- دور کی آواز کم کیوں سنائی دیتی ہے اور ایک ۴۱۵
- حد کے بعد بالکل ختم کیوں ہو جاتی ہے۔ ۴۱۵
- توجہ ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔ ۴۱۵
- زمین سے مخروط ظلی، آنکھ سے مخروط شعاعی اور ۴۱۶
- آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے۔ ۴۱۶
- مخروطات توجہ ہوائی کے اندر جکان واقع ہوتا ۴۱۶
- ایک ایک شپاسب تک پہنچے گا اور سبب ۴۱۶
- اس آواز کو سنیں گے جو کان ان مخروطوں سے ۴۱۶
- باہر رہے وہ نہ سنیں گے۔ ۴۱۶
- تکپوں کے تعدد سے آواز میں تعدد لازم ۴۱۶
- ہوتا ہے گا۔ ۴۱۶
- آواز اس شکل و کیفیت مخصوص کا نام ہے کہ ہوا ۴۱۶
- یا پانی وغیرہ میں قریع یا قلع سے پیدا ہوتی ہے۔ ۴۱۶
- پانی میں غوطہ لگانے والے دو شخصوں میں سے ۴۱۶
- ایک کی آواز دوسرا سن سکتا ہے۔ ۴۱۶
- پانی اتنا لطیف نہیں جتنی ہوا ہے۔ ۴۱۶
- آواز کا ظاہری و مادی سبب قریع و ۴۱۶
- قلع ہے۔ ۴۱۶
- انسان بات کا اثبات کہ حدوث آواز کو قریع و ۴۱۸
- قلع پس ہے توجہ کی حاجت نہیں۔ ۴۱۸
- قرع و قلع سے ہر ایسی اور اپنی لطافت و زکوٰۃ ۴۱۸
- باعتضاد ضرور اس کی شکل و کیفیت قبول ۴۱۸
- کرسے گی اسی کا نام آواز ہے اور صرف یہ دینا ۴۱۸
- توجہ نہیں۔ ۴۱۸
- آخر قشک مقوق اپنے بعد کے اجزاء متحرک ہونے ۴۱۸
- کا محتاج ہو تو چاہئے کہ توجہ باقی رہے اور شکل ۴۱۸
- ختم ہو جائے اور یہ باطل ہے۔ ۴۱۸
- سلسلہ توجہ میں تسلسل باطل ہے۔ ۴۱۸
- توجہ حرکت ہے اور حرکت زمانی ہے۔ ۴۱۸
- سننے کا سبب ہوا سے گوش کا تشکلی شکل ۴۱۸
- آواز ہونا ہے اور اس کے تشکلی کا سبب ۴۱۸
- ہوا سے خارج تشکلی کا اسے قریع کرنا اور اس ۴۱۸
- قرع کا سبب بذریعہ توجہ حرکت کا وہاں تک ۴۱۸
- پہنچنا ہے۔ ۴۱۸
- ذریعہ حدوث قلع و قریع ہیں اور وہ آبی میں مائڈ ۴۱۸
- ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ شکل و کیفیت ۴۱۸
- جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدلات ۴۱۸
- ہیں جن کا معلول کے ساتھ رہنا ضروری نہیں۔ ۴۱۸
- آواز کان سے باہر بھی موجود ہے بلکہ باہر ہی سے ۴۱۸
- تشکلی ہوتی ہوتی کان تک پہنچتی ہے۔ ۴۱۸
- آواز آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ طائے ۴۱۸
- تشکلی کی صفت ہے، ہوا ہو یا پانی وغیرہ۔ ۴۱۸
- آواز کنندہ کی موت کے بعد بھی آواز قائم ۴۱۸
- رہ سکتی ہے۔ ۴۱۸
- انقطاع توجہ انقطاع سماع کا باعث ہو سکتا ۴۱۸
- ہے نہ کہ انقطاع صوت کا۔ ۴۱۸
- توجہ کے دوبارہ حدوث سے تجدید سماع ہوگی ۴۱۸

ذکر دوسری آواز پیدا ہوگی۔

وحدت آواز وحدت نوعی ہے۔

نفاقت و رطوبت جس طرح باعث سہلۃ انفصال

ہے یونہی صورت سرعت زوال بھی ہے۔

کیفیات اشکال اصوات کے تحفظ کا پہلے کوئی

ذریعہ ہمارے پاس موجود نہیں تھا اب بحیثیت الہی

یراکہ ایجاد ہو گیا جس میں آوازیں ایک نامزد تک

مختصر ظاہر ہو سکتی ہیں۔

جس طرح کاغذ کی رقم میں وہی قرآن رقم ہے

اسی طرح جو فون میں بھاگیا اور اب اس سے ادا

ہوتا ہے بالکل وہی قرآن ہے نہ کہ غیر قرآن۔

حد میں ہوا اسی توجہ اول سے پیش ہے یا

گنبد وغیرہ کی شیس سے وہ توجہ زائل ہو کر

توجہ تازہ اس کیفیت سے متکیف ہم تک

آتا ہے۔

مفسر علیہ الرحمہ کی تحقیق کہ بصورت حد پہاڑ

وغیرہ سے ٹکرا کر ہوا ہی دوسری اس کیفیت سے

متکیف ہو کر آتی ہے نہ کہ ہوا سے اول۔

اثر قریح و دہیں و تحریک، تشکل

جو حد مرعکہ کو روک دے وہ تشکل کو بھی

نہیں پہنچے دیتا۔

طب

نبض کا اختلاف اعتدال سے طبیعت کے

انحراف پر دلیل ہے۔

ظروف

مشترک کے برتن بغیر دوسرے استعمال کرنا

مکروہ ہے۔

دیکھنا اور چھونا

عورتوں کا بے پردہ پھرتا حرام، اور ان کے شوہر

اگر اس پر راضی ہیں تو دیوث ہیں۔

ان کیوں کا غیر مردوں کے سامنے خوش الحانی

سے نظم پڑھنا حرام ہے۔

بچوں کو کتابت سکھانا اور عاشقانہ نظمیں پڑھنا

منوع ہے۔

کارہ عورت سے مسلمان عورت کو پردہ

ہم ہے۔

لباس

پانچ ٹخنوں کے نیچے رکھنا مکروہ تنزیہی یعنی

صرف خلاف اولیٰ ہیں جبکہ طبیعت تکبر نہ ہو۔

انگریزی وضع کا بوٹ منوع ہے۔

جس لباس کا پہننا جائز ہو اس میں نماز

مکروہ تحریمی ہے۔

محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے ملاست ہوگے ہیں

اور سوگ حرام ہے۔

حلق و قصر

سر کے بال ترشوا کر چھوٹے چھوٹے رکنا مکروہ تنزیہی ہے۔

واکر معی کر واکر مشیت سے کم کرنا اور سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔

انگریزی بال رکنا خلاف سنت و وضع فساد ہے۔

شرب و طعام

ہندوؤں کے یہاں کا گوشت وغیرہ کھانا شرعاً کیسا ہے۔

فاسقوں کے یہاں کا کھانا فی نفسہ حرام نہیں۔ جو شخص شہود و خور ہے اور حلال کھاتی بھی رکھتا ہے اس کی دعوت قبول کرنے سے احتراز چاہئے اگرچہ اس میں فتویٰ جواز ہے۔

چوری اور جوئے وغیرہ سے حاصل شدہ مال پر شتم پڑنا حرام، اس کا کھانا حرام، اور اس کو کھانے والا قابلِ امامت نہیں۔

جس شخص کے پاس مالِ حرام و حلال مخلوط ہو اور اس کا خاص حرام ہونا معلوم نہ ہو یا نہ ہو حرام سے کوئی چیز خریدی جس کی خریداری میں نہ حرام پر نقد و عقد جمع نہ ہوئے ہوں تو اس پر شتم و فاقہ پڑنے اور اس کو کھانے میں حرج نہیں اگرچہ خلاف احتیاط ہے۔

ہندوؤں کو تانا پنا کیوں میں آلودہ رہتے ہیں لہذا ان

کی بنائی ہوئی مٹھائی وغیرہ سے پرہیز چاہئے۔ ۱۱۵

تجنگی مسلمان ہوا مگر پیشہ ترک نہیں کیا اسکے

ہاں دعوت پر جا کر کھانا شرعاً کیسا ہے۔ ۵۷۱

جس کے پاس سودی کے ساتھ جائز آمدنی بھی

ہے اس کے ہاں کھانا کیسا ہے۔ ۵۸۷

دعوت کھانی فی نفسہ حلال ہے جب تک معلوم

و متحقق نہ ہو کہ جو کھانا ہمارے سامنے آیا بعینہ حرام ہے۔ ۶۸۱

لغو و لعب

۹۵ اصول بیان کرنا منوع ہے۔ ۹۸

بائنقصہ راگنی پر قرآن عظیم کو درست کرنا یعنی گانے

کی طرح پڑھنا ضرور حرام ہے۔ ۴۶۰

باجوہر عافیت گانے میں ہے یا سدا ذات اشعار

ہی خود برے ہوں۔ ۴۶۵

تماشا گاہوں اور شادی وغیرہ کے مجلسوں میں نہ

نعت وغیرہ پڑھنا کیسا ہے۔ ۴۰۵

باجا بجانا جائز، ہندوؤں کے ہاں بجانا اور سخت

باجائز، اور ان کے شیطانی تہوار میں بجانا اور

بھی سخت حرام و در حرام در حرام ہے۔ ۵۵۶

ہندوؤں کے تہوار میں باجا بجانے والا اگر باز نہ گئے

تو اس کی مسلمان برادری اس سے ہائیکٹ کرے۔ ۵۵۶

جو قوال یہاں راجا ہے ناجائز ہے۔ ۵۶۰

۱۱۳

حقوق العباد

- ۴۲۲۔ پردیس میں بال بچے دار کو کت مک رہنا چاہئے ۳۸۸
- ۴۲۳۔ قریہ کا جینا باپ اپنی خوشی سے حسب عادت بازار میں سامان فروخت کرنے جاتا ہے تو زید پر الزام نہیں، اور اگر زید اسے مجبور کرتا ہے تو ضرور گنہگار و نالائق ہے۔ ۵۴۵
- ۴۲۴۔ باپ کا حق بیٹے پر ہمیشہ رہتا ہے یعنی بیٹے کا حق باپ پر۔ ۵۴۶
- ۴۲۵۔ شاگرد کے ذوق استاد کے حقوق کس قدر ہیں، استاد کے احکام کی نافرمانی میں شاگرد کی نسبت کیا حکم ہے، شاگرد ناست کا پیر وہ استاد سے بعد طوط ہو نا چاہئے یا قبل طوط ہی۔ ۶۳۶
- ۴۲۶۔ استاد کا حق ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم ہے۔ ۶۳۸
- ۴۲۷۔ جس سے اس کے استاد کو اذیت پہنچی وہ عظم کی برکت سے محروم رہے گا۔ ۶۳۹
- ۴۲۸۔ ماں باپ محتاج ہوں ان کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو بیٹے کو سفر پر نہیں جانا چاہئے۔ ۶۰۳
- ۴۲۹۔ بیٹے کو سفر سے روکنا باپ پر کس صورت میں لازم ہے۔ ۶۰۴
- ۴۳۰۔ بڑا بھائی والد کے مشاہیر ہے۔ ۶۰۵
- ۴۳۱۔ استاد کا انکار کفرانِ نعمت ہے۔ ۶۰۶
- ۴۳۲۔ حقوق عباد میں دست اندازی ناجائز ہے۔ ۶۰۷

اباحتِ سماع کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ان میں کوئی امر نہ ہو۔

غوش الحان چھو کر دین سے غفلت میلاد میں غارسی و اردو غزلیں اور اشعار گانے کی طرز پر پڑھوانا ممنوع ہے۔

امور خیر میں تعادل

اجناس سے ایک ایک مہشی ہر کھانے کے موقع پر در رسد وغیرہ کی اعانت کے لئے الگ کر لینا جائز و مستحب ہے، ایسا کرنا لے لورا سس کے تمیز میں سب کے لئے اجر جزلی ہے۔

امور خیر کے لئے چندہ اکٹھا کرنا بدعت نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

احادیث مبارکہ سے تائید۔

قلنت مواقع پر صابہ کرام کے چندہ اکٹھا کرنے کے متعدد واقعات۔

تہمت و بہتان و غیبت

کوئی غیبت ممنوع اور کوئی غیر ممنوع ہے۔

مسلمان پر چھوٹی تہمت نہ ناسگانہ و کبیرہ ہے اس کے مرتکب کے چھپے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

مصاحبت و مجالست

فاسقوں سے میل جول نہ چاہئے خصوصاً مقتدر کو۔

حِیَل

۲۲۴ حیا و محبت و تہذیب و عفت و غیرہ بکثرت
۵۳۷ اُخلاق حمیدہ مروجہ ہو و محسوس ہیں۔ زائد ہیں۔
۵۵۱ امر بالمعروف

۵۶۱ حقیقی عن المنکر اپنی شرائط کے ساتھ ضرور فرض
۶۸۱ ہے مگر دوزخ و توبیخ میں منحصر نہیں۔
لوگوں کو اچھائی کی طرف بلانے والے کا اجر
اور بُرائی کی طرف بلانے والے کا وبال۔ ۴۳۲
۵۶۸ ترک خبیث و ترہیب

۹۹ بے نیاز سخت شقی فاسق، فاجر، مرکبِ بکار
مستحقِ جہنم ہے۔
۱۲۱ جو رزق میں دست اور مال میں برکت چاہتا ہے
وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ ۱۴۱
۵۸۸ غیر سیدہ جو دیدہ و نشستہ سیدہ بنتا ہو وہ ملعون
ہے اس کا فرض و فعل قبول نہیں۔ ۱۹۸
۵۹۲ باپ کے سوا دوسرے کی طرف نسب منسوب کرنا
کے لئے حدیث میں وجہ شدیدہ۔ ۱۹۸
مسلمانوں کو دھوکا دینے والے کے لئے
سخت وجہ۔ ۲۰۰
جو شخص کسی کو بُرے لقب سے پکارے اس پر
فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ ۲۰۲
مسلمان کو ایذا دینے والا رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے۔ ۲۰۳
اللہ رسول، انصار اور عرب کی تعظیم نہ کرنا اسے

اُخوت پر قرآن وغیرہ پڑھوانے میں جواز کی صورت
کسی ذریعہ حرام سے حاصل کردہ مال سے
سبکدوشی کا طریقہ۔

ناپاک مال کو پاک کرنے کا جیلہ
بیایج (سود) کو جائز کر دینے کا جیلہ کرنا مسلم
کی شان نہیں البتہ بیایج سے نجات حاصل کرنا
جیلہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے تعلیم فرمایا ہے۔

رشتہ میں حاصل شدہ مال واپس کرنا یا مساف
کرنا از قبیل محال ہو گیا ہو تو برائت و توبہ کی کیا
صورت ہوگی اور مال کس صورت میں روٹ گیا تھا۔
طوائف کی ناجائز آمدنی اور جائیداد کا مصروف
کیا ہو سکتا ہے، اس کے لئے وہ کس صورت
میں جائز ہو سکتی ہے۔
مالِ حرام سے بچنے اور اس سے سبکدوش ہونے
کا طریقہ۔

وکالت

وکیل نے موکل کی اشرفیاں اپنی اشرفیوں میں
ملایں تو وکیل پر ضمان لازم ہے، اور ضمان میں
موکل کا تصرف جائز ہے۔

تہذیب و تمدن

مشاہدہ شاہد ہے کہ شریف قومیں دیگر اقوام سے

- ۲۵۲ قرآن مجید سنا جا رہا ہو وہاں اگر کوئی شخص
تذکرہ فکر کے طور پر بھی سنے تو گناہ سے بری
۲۵۶ نہ ہوگا۔ ۲۵۷
- ۲۵۷ مجلس بزرگ و لعب میں شریک ہونا ناجائز ہے
۲۵۸ اس پر آیات قرآنیہ مشاہد ہیں۔ ۲۵۹
- ۲۵۸ جو سیاہ خضاب لگا سنے وہ جنت کی خوشبو
نہ پائے گا۔ ۲۶۲
- ۲۶۲ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنیوالی عورتوں
پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ ۲۶۳
- ۲۶۶ سیاہ خضاب لگانے والوں کیلئے وحید شدید۔ ۲۶۷
- ۲۶۷ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سیاہ خضاب
کوٹنے والوں کی لذت فخر کرم نہ فرمائے گا۔ ۲۶۸
- ۲۶۹ اللہ تعالیٰ بڑے کوتاہی کو دشمن رکھتا ہے۔ ۲۶۹
- ۲۶۹ زرد خضاب برہنہ کا، سرخ خضاب مسلمان کا
اور سیاہ خضاب کافر کا ہے۔ ۲۷۰
- ۲۷۰ تسبیحی فور ہے جس نے اس کو چھپایا
اس نے نور کو زائل کیا۔ ۲۷۱
- ۲۷۱ سیاہ خضاب کرنیوالوں کا چہرہ اللہ تعالیٰ
قیامت کے روز کالا کرے گا۔ ۲۷۲
- ۲۷۲ وارحی منڈانے یا سیاہ کرنے والے کے لئے
اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حصہ نہیں۔ ۲۷۳
- ۲۷۳ ادھیڑ عمر والوں میں سے جوانی جیسی صورت
بنانے والا بدترین ہے۔ ۲۷۴
- ۲۷۴ چند دلوں کے سودی معاملہ کی وثیقہ نویسی
کرنیوالے کا استغفار اور صنف علیہ الرحمہ کا
۲۵۲ پرخند و عید۔
جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتائے
اس پر جنت حرام ہے۔
۲۵۷ قنصل خرجی کی مذمت اور اس پر وحید شدید۔
۲۵۸ ایک ناپاک و ملعون رسم کا بیان جس پر صمد با
لعنۃ اللہ تعالیٰ کی اترتی ہیں۔
۲۵۹ لہو و لعب میں مستغرق شخص کی مذمت قرآن
حدیث سے۔
۲۶۰ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے دشمن تین
شخص ہیں۔
۲۶۱ خوش آوازی کے بعد قرآن مجید تلاوت کرنے
کی ترغیب کی دس حدیثیں۔
۲۶۲ مسجید بنانا خیر کثیر ہے۔
۲۶۳ اگر فزونی پیشینہ جس مسالا کی بنی ہوئی ہیں تو
اس میں قرآن مجید کا بھرتا حرام قطعی اور سخت
گناہ ہے۔ اور اس پر مطلع ہونے کے باوجود
اس میں قرآن مجید پڑھنے والے، سنے والے
سنانے والے اور اس پر راضی ہو کر سنانے
سب گنہگار ہوں گے۔
۲۶۴ قنول کا عام طور پر بجانا، سنانا، سنانا سب
کھیل تماشے کے طور پر ہوتا ہے اور قرآن عظیم
کھیل تماشے کے لئے نہیں اُترا۔
۲۶۵ قرآن مجید کو کھیل تماشے کے طور پر سنانے والوں اور
دین کو کھیل تماشہ بنانے والوں کیلئے وحید شدید۔ ۲۶۶
۲۶۷ جس مجلس لہو و لعب میں کھیل تماشے کے طور پر

- حکیمانہ جواب اور اس پیشہ کو فوز اترک کرنے کی تلقین اور قضاے حاجات کے لئے اعمالِ مجربہ کی تعلیم۔ ۵۵۶
- بلا ضرورت شرعیہ و مجبوری صادق سودی روپیہ قرض لینا حرام اور شدید گناہ کبیرہ ہے۔ ۵۵۹
- وعدہ خلافی پر قرآنی وعید۔ ۵۶۰
- سود کھانے، کھلانے اور تعاون کرنیوالوں پر لعنت۔ ۵۸۷
- ذاتی ظلم مسلمان پر ظلم سے باشد ہے۔ ۵۹۷
- قرآن مجید بھول جانے پر سخت وعیدی وارد ہیں۔ ۶۲۵
- مسلمان کی ناسخ ایذا حسد اور رسول کی ایذا ہے۔ ۶۲۹
- قتلِ ارحم کی تحقیر معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ ۶۲۹
- تین شخصوں کے حق کو ہٹکانے کا عزم کھلا منافق۔ ۶۲۹
- اپنے آپ کو بہتر سمجھنا تکبر ہے اور حکمران کا ٹھکانا جہنم ہے۔ ۶۵۰
- سحق پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار و مکاریہ ایک کبیرہ، عباراتِ عمار میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے الحاق کر کے ان پر افتراء دوسرا کبیرہ، علماء و اساتذہ کو دھوکا دینا تیسرا کبیرہ ہے۔ ۶۸۲
- جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت کبیرہ ہے۔ ۶۹۰
- بے علم فتویٰ دینے والا لعنتی ہے۔ ۷۱۶
- تحریر کے ساتھ دوا اور امرو کے ساتھ ستر شیطانی ہوتے ہیں۔ ۷۲۱
- تفسیر**
- ما تم دونوں حرم و غیر حرم میں حرام ہے۔ ۷۷۷
- تفسیر**
- تفسیریں ۷۸۷
- استاد کا شاگرد کو بدنی مزا دینا جائز ہے مگر یہ مزا لکڑی کے بجائے ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پسٹائی نہیں ہونی چاہئے۔ ۷۵۲
- نقشہ**
- بیٹا جب جوان ہو جائے تو باپ پر اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔ ۵۴۶
- وقف**
- بیع فاسد سے خریدے ہوئے گھر پر قبضہ کرنے کے بعد خریدار نے اسے غیروں پر وقف کر دیا تو وہ وقف ہو گیا۔ ۵۴۲
- حاکم کی خباثت وقف کی صحت سے مانع نہیں۔ ۵۴۳
- حفتہ و پان**
- حق پتے جوئے سبق پڑھانا بڑا ہے۔ ۷۷۶

قلیان کشیدن یعنی حقہ نوشی کا شرعی حکم -

۵۷۱ اور مدعی سچا ہو یا جھوٹا مدعا علیہ سے نہیں لے سکتا۔ ۲۹۹

تصویر

قلم تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام ہے۔

۵۷۰ عمدہ قضا قبول کرنا کب فرض، کب مکروہ اور کب حرام ہے۔ ۶۱۰

یکمین

۷۰۰

کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھانی پھر دیکھا کہ اس کا کرنا بہتر ہے تو وہ کام کر لے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔ ۵۷۹

۶۲۷

بُغض و حسد

حسد کا شیطان ہے۔

تقویٰ

اگر معلوم ہو کہ مستاجر کا مالی اکثر حرام ہے تو متقی کا کام اس سے بچنا ہے۔

۵۱۷

حرام چیز دو بار استعمال کرنے میں اختلاف ہے، اور چارے اگر اصل مذہب ظاہر الاویہ یہ ہے کہ جائز نہیں۔ ۳۴۷

جیسے اپنے دین کا کامل پاس ہو وہ غلبہ حرام کی صورت میں احتراز ہی کرے۔

۵۲۱

کرامات

وآرٹ کو صرف اتنا معلوم ہے کہ ترک میں مالی حرام بھی ملا ہے مگر نہ مالی تمیز اور نہ ہی متقی معلوم تو دیانتہ احتراز افضل ہے اور حکم جاز ہے۔

۵۳۵

کراماتِ اولیاء و روایاتِ صالحہ کے علاج مریض درست ہو گئے۔ ۱۵۶

حرام سے جتنا بچ سکے بچنا لازم ہے۔

۵۶۹

سات برسوں سے بننے والا چھوڑا ٹھیک ہو گیا۔ ۱۵۶

دعویٰ و قضا

وکیل مقرر ہونے کے باوجود قاضیوں کا لوگوں سے زبردستی یا اگر گواہ کر کے لینا کیسا ہے۔ ۵۶۳

۵۶۳

تمام حاکم صاحبِ مستدرک کے منہ پر نکلے پھوٹے درست ہو گئے۔ ۱۵۶

تاوان و ضمان

اگر کوئی کسی کا گھڑا توڑ دے تو اس کا

تاوان دے۔

تاوان کاروپر جمع کرنا کیسا ہے۔

رد بد مذہبیاں و مناظرہ

آجکل وہابیہ وغیرہ مبتدعین میں تقیہ بہت رائج ہے۔

رد تقویۃ الایمان

وہابیہ تمام جاہل ہوتے ہیں۔

وہابی مفتی کو اسراف کا معنی معلوم نہیں۔

آج کل کے مخالفت اہل سنت کی روش ہے کہ جس چیز کو چاہا شرک و ہمت و ضلالت کہہ دیا۔

راقضیوں کی مجلس میں جانا سنت حرام ہے۔

مختص علیہ الرحمہ نے سبب آواز کے بارے میں

قدما سے اختلاف کیوں کیا۔

فلاسفہ غلط کاری و خطا شعاری کے عادی ہیں

حدوث آواز سے متعلق نظریات فلاسفہ کا ابطال

اور ان کے استدلالات کا جواب۔

علامہ سیّد محمد عبد العاد الہدیل شافعی کے موقف

کا وکٹس وجہ سے رد۔

رد افض کے زعم باطل میں استحقاق خلافت

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الہی میں

منصہ تھا اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حضرت علی مرتضیٰ کا یہ حق چھین لیا تھا۔

رد افض نے گویا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو عیاذاً باللہ سخت نامرد، بزدل، تارک حق

۱-۱ اور مطیع باطل بتایا۔

۵۵۸ اذان میں خلیفہ بلا فصل کا اضافہ ضرور افضیوں کے

مذہب کے خلاف ہے۔

کل خلیفہ بلا فصل کے تہرا ہونے کا ثبوت

کتبہ شیعہ سے۔

۹۶ تقویۃ الایمان سخت بددینی و ضلالت کی

کتاب ہے۔

۳۱۶ وہابیوں کے پاس اپنے بچوں کو پڑھانا

حرام ہے۔

۶۸۲ غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا حماقت ہے

۶۸۴ لزوم مناظرہ کی شدائد کا ذکر۔

۶۹۰ غیر مذہب الیوں کی صحبت آگ ہے۔

۶۹۲ بنیشتی زیر رو غیر جیسی کتابیں پڑھنا پڑھانا

حرام ہے۔

۳۱۶ بد مذہب استاد کا صحیح الذہب شاگرد پر

کیا حق ہے۔

۴۱۹ دیوبندی کا وعظ سننا اس سے فتنی لینا

میل جول رکھنا جائز نہیں۔

۴۱۰ رد افض حضرات ابوبکر و عمر و عثمان

اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا

ذکر کیوں ترک کرتے ہیں۔

۴۳۱ راقضی سے مجلس شریف پڑھانا حرام ہے۔

۴۵۴ مجالس رد افض اور ان کی غرائض میں شرکت

حرام ہے۔

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۸

۶۸۰

۶۸۲

۶۸۴

۶۹۰

۶۹۲

۳۱۶

۴۱۹

۴۱۰

۴۳۱

۴۵۴

متفرقات

- کئے گئے بلکہ وہ آلہ تدویر معانی مختلفہ ہیں
ان سے اچھے بُرے جیسے معانی چاہیں ادا
کر سکتے ہیں۔ ۴۵۸
- ۱۲۵ تلوار بہت اچھی بھی ہے اور سخت بُری بھی۔ ۴۵۸
- ۴۵۹ شعر اچھا بھی ہے اور بُرا بھی۔
- ۴۶۲ دوستی بے خرداں دشمنی است
۱۲۵ متصنف کی تحقیق کہ خدا و کرم کے خطاب کا
رنگ سرخ ہوتا ہے۔ ۵۰۳
- پیشہ و راجہ ذیل کے بارے میں شرع کیا حکم
ہوتا ہے (۱) قاطع الشجر (۲) ذابح البقر
(۳) دائم الخمر (۴) بائع البشر۔ ۵۳۹
- ایک عورت پر جن آتا ہے جس کو وہ علانیہ
دیکھتی ہے اور وہ عورت کو روپے نوٹ وغیرہ
دے جاتا ہے وہ عورت ان نوٹوں کا کیا کرے۔ ۵۶۶
- جیلوں میں قیدیوں سے جو اشیا رتیار کرائی جاتی
ہیں ان کا حشر یہ نا اور استعمال کرنا
کیسا ہے۔ ۵۹۶
- تسبیح کلائی کی ہوا یا پتھر کی ہوا تڑپنے
مگر بیش قیمت ہونا مکروہ، اور گننے چاندی
کی حرام ہے۔ ۵۹۷
- ۶۳۶ فلسفہ کی کتب کو درس نظامی یا بیروں شامل کیا گیا۔
- ۶۸۴ علی گڑھ یونیورسٹی میں تعلیم و تعلم اور اسکی اعانت سے
متعلق چار سو اوقات پر مشتمل استفتاء۔
- کوئی گدماہی عزت کی بات قبول نہ کریگا۔ ۷۲۰
- تقریب نکاح وغیرہ میں آکر مانگنے والے نکاحوں
کو کچھ دینا کسی صورت میں جائز ہے۔
- ۱۲۵ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک
شاعر سائل کو کچھ دینے کے بارے میں حضرت
بلال کو حکم۔
- زید کے پاس کچھ روپیہ وجہ حلال کا اور کچھ حرام کا
ہے زید یہ بھول گیا ہے کہ اس میں وجہ حلال کا
کتنا روپیہ ہے، اب اگر زید اس روپے سے
خیرات کرنا چاہے تو کیسے کرے۔
- یہ دو قافی تدریس و تبلیغ ابلیس لعین سے ہے کہ
آدمی کو نیکی کے پردے میں منکر رشہ و انکر
کا رنگ کر دیتا ہے۔
- ۱۷۳ خورقوں کا آپس میں نفی مذاق مشروط طور پر
جائز ہے۔ ۱۹۴
- حروف کی تین قسمیں ہیں (۱) لفظیہ (۲) فکریہ
(۳) خطیہ۔ ۴۲۶
- ۴۴۱ صورت جبرائیل۔
- قوت ایک آلہ مطلقہ ہے جس کی نسبت ہر گز آواز
کی طرف ایسی ہے جیسے اوزان عروضیہ کی
کلام کی طرف بلکہ حروف ہجاء کی معنی کی طرف۔ ۴۵۸
- حروف ہجاء میں حیث ہی حروف الہجاء معلوم
رسمیہ میں کسی خاص معنی کے لئے وضع نہیں

نماز و طہارت

(امامت، جماعت، استنجار، وضو، غسل، تیمم وغیرہ)

مسئلہ ۲ از کلی ناگز ضلع پٹی بہیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۶ جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو مولوی واعظ دہلی ہو کر گاؤں درگاؤں ہندوؤں کے
یہاں کھانا کھائے اور ایک عورت کو ساتھ لے پھرے اس کے پچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور وہ
امامت کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب

ہندو کے یہاں کا گوشت حرام ہے جب تک وہ گوشت اس جانور کا نہ ہو جسے مسلمان نے ذبح کیا
اور اس وقت تک مسلمان کہ غرض غایت برائی کھانے اگر ان میں کوئی وجہ حرمت معلوم ہو تو حلال ہیں ایک مدت کو ساتھ لے پھرنا
نہایت گول الفظ ہے کیسی عورت کیونکر ساتھ لے پھرنا خود بہ بنا کر یا زور پر بنا کر یا معاذ اللہ فاسد طریقے پر اور غادر ہے
تو نوجوان ہے یا حد شہوت سے گزری ہوئی بڑھیا، اور اس سے فقط پکانے وغیرہ کی معمولی خدمت لیتا
ہے یا تنہائی میں بچپائی کا بھی اتفاق ہوتا ہے، اور زوجہ ہے تو پردہ میں رکھتا ہے یا بے پردہ لے پھر رہا ہے
اگر حد شہوت سے گزری ہوئی بڑھیا ہے یا جوان ہے اور اس سے معمولی خدمت لیتا ہے اور ساتھ اور لوگ
بھی ہیں کہ اتفاق خلوت میں نہیں ہوتا یا زوجہ ہے اور اسے پردے میں ساتھ رکھتا ہے تو حرج نہیں۔
واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ از برہانک ہنگالہ

مرسلہ عبد الرشید

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی جاہل نے کسی مسجد کے پیش امام عالم کی غیبت کی اور اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور دوسرے مکانوں میں اس امام کو جو کھانا وغیرہ مقرر تھے اس نے اُن لوگوں سے امام کی بُرائیاں بیان کر کے سب موقوف کرادیا جب لوگوں نے اس امام کی بُرائی پر گواہ طلب کیا وہ قاصر ہو گیا، ان سب صورتوں میں وہ مرتکب گناہ کبیرہ ہوا یا نہیں؟ بر تقدیر اول حسب شرع اس پر کیا سزا لازم آتی ہے؟ بینوا توجہ دوا (بیان فرائض اہر پاؤ۔ ت)

الجواب

یہ سوال سب محفل ہے اور حال زمانہ مختل ہے، سب لوگ عالم کہلاتے ہیں اور وہ بوجہ وغیرہ بد مذہب ہونے کے ہزار درجہ خاست جاہل سے بدتر ہیں، اور آج کل وہ بڑے وغیرہ جتہ عین میں تقیہ بہت رائج ہے خصوصاً جہاں روٹی کا معاملہ ہو، روٹی کے لئے دین بحیف اُن کے نزدیک بہت آسان بات ہے۔ معاملہ غیر ملک کا ہے اور غیب کا علم خدا کو ہے اگر ضرورت واقعہ کہیں یہی ہو کہ عالم بننے والا پیش امام تقیہ کئے ہوئے سنیوں کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہو اور کسی سُنی کو اس کے حال باطن پر اطلاع ہوگئی تو اُس کی تشہیر اور اس کے اخراج کی تدبیر جو کچھ اس سُنی نے کی اس پر اجر عظیم کا مستحق ہے اور گواہ نہ پاسکا کہ تقیہ والوں کی حالت پر گواہوں کا ملنا بہت دشوار ہوتا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتوبعون عن ذکر الفاجر حتی یعرفہ الناس کیا تم بہ کار کا تذکرہ کرنے کے سلسلے میں رعایت اذکرو الفاجر باقیہ یحذروا الناس لئلا کرتے ہو تو پھر لوگ اسے کب پہچانیں گے، لہذا بہ کار جو جرم کرے اس کا ذکر کیا کرو تاکہ لوگ اس سے ہوشیار رہیں اور بچ سکیں۔ (ت)

اور اگر واقع میں وہ عالم سُنی ہے اور اُس نے جس عیب کی اشاعت کی اس کے سبب سے مسلمانوں کو ضرر تھا اور اطلاع دینے میں اس کا دفع تھا اور اُس نے اس کے ضرر ہی کی نیت سے محض بغرض خیر خواہی مسلمانین یہ کاروائی کی جب بھی اس پر الزام نہیں، نہ شرعاً ایسی غیبت ممنوع ہے

اور اگر یہ بھی نہ تھا بلکہ صرف اس عالم کی غیبت چنی اور اسے ضرور سنانی کی غرض سے ایسی حرکت کی تو یہ شخص
سنت کبیرہ کا مرتکب ہے اور حاکم شرع کے حضور سخت سزا کا مستحق ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ
ثلثة لا یتخفن باحقہم الامنافی ذوالعلم
و ذوالشیبة فی الاسلام و احادہ مقسطیہ
عالم، دوسرا وہ جسے اسلام میں بڑھا پا گیا،
تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید امامت کا بہت شائق ہے جس وقت مقررہ
(امام) مسجد نہیں ہوتے ہیں تو وہ باوصف اس کے کہ اس سے (افضل) جماعت میں ہوتے ہیں مذہباً
کر کے صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جاتا ہے اگر نمازی اس کی اقتداء سے متغیر ہو کر علیہ ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کو کئی شہادتوں
سے تحقیق ہو چکا ہے کہ زید ولہ الزنا ہے علاوہ اس کے مجبوری خواہیاں عدالتوں میں دیتا ہے اور لباس و صورت
اس کی خلاف شرع ہے لیکن بعض شخص بوجہ عدم واقفیت اور بعض بسبب قربت و رعایت کے سکوت کر کے
اقتداء کر لیتے ہیں اس کی صورت اور لباس کا نقشہ یہ ہے سر کے بال کتر سے ہوتے، نہ منڈ سے نہ دراز۔ دائرہ
ایک مشیت سے کم جس پر سیاہ خضاب۔ لباس اچکن مٹی دار، بیسیٹھی کی ہوئی، پا جا مریچا، ٹخنے چھپے ہوتے،
پاؤں میں بٹ، باتیں ہاتھ میں کبڑی کڑی ہے اور وہ علم اور تعزیریں اور میلوں میں جایا کرتا ہے اور قصہ
نشاط کے جلسوں میں بھی شریک رہتا ہے بلکہ اپنے یہاں کی تقریروں میں دخول با جانا چ دنگہ کرتا ہے۔
حضرت محمد شیرمیاں مرحوم کا مرید ہے صرف اس بیعت سے اپنے آپ کو افضل الخلائق گمان کرتا ہے اور
قابل الامامت سمجھتا ہے اگر انصاف کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو پیر کی بھی اطاعت اس میں مطلق نہیں ہے
کیا ایسا شخص جو عقیدہ اور عمل اور صورتاً اور سیرتاً زید جیسا ہو امامت کے اور اہتمام مسجد کے قابل اثر ہو سکتا
ہے اور کیا ان لوگوں کی نماز جو اس کی اقتداء کرتے ہیں فساد و کراہت سے خالی ہو گی احکام شرع میں
جواب تحریر فرمائیں کہ زید فریضہ و واجبات اور سنن اور کمرواات و سفہاتہ نماز نہیں جانتا ہے۔

الجواب

سر کے بال ترشہ کر چھوڑے، چھوٹے رکھنا مکروہ تنزیہی ہے کہ خلاف سنت ہے، اور پلچے ٹخنوں
سے نیچے بھی مکروہ تنزیہی ہیں یعنی صرف خلاف اولیٰ جبکہ بہ نیت تکبر نہ ہو۔

صريح به في الحديث وفيه حديث في
 صحيح البخاري انك لست ممن يصنع
 خيلاريت
 فتاویٰ عالمگیری میں (مسئلہ مذکورہ کی) تصریح کی گئی
 اور اس بارے میں صحیح بخاری کی حدیث موجود
 ہے تم ای لوگوں میں سے نہیں جو بنائے تکبر
 شخصوں سے نیچے ازار لٹکاتے ہیں۔ (ت) [حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر حضور
 انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا تھا]

اور ولد الزنا کے پیچھے بھی نماز مکروہ تنزیہی ہے جبکہ وہ سب حاضرین سے مسائل نماز و طہارت کا علم
 زیادہ نہ رکھتا ہو، اور کپڑی لکڑی بھی رکھنا فی نفسہ برا نہیں جبکہ نجس و نصاریٰ سے قبطہ مقصود نہ ہو،
 اور بٹن دار اچکن اور جیب اور اس کی گھڑی مباح ہے مگر انگریزی وضع کا بٹن ممنوع ہے اور دارلحمی
 کتروا کر ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے۔ سیاہ خضاب حرام ہے۔ غلم، تعزیوں اور فسق کے میلوں اور
 رقص کے جلسوں میں جانا حرام ہے۔ اپنی تقریروں میں اصول جس طرح فساق میں رائج ہے بجانا، ناچ
 کرانا حرام ہے۔ ان افعال کا ترک ضرور فاسق مسلمان ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ
 پٹنا جارت نہیں اور پرٹھی ہو تو پھینا واجب ہے نہ ایسے شخص کو متم مسجد بنانے کی اجازت۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ

علائے دین اسی مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے پیر پر الزام ڈالتا رکھے اور پیر سے وہ
 گناہ صادر نہ ہو اور پیر مرشد اس بات کو شن کر اس مرید کو عاق کر دے اس کے پیچھے نماز جائز ہے
 یا نہیں؟

الجواب

مسلمان پر دنیا کی جھوٹی تہمت و گناہ کبیرہ ہے، قرآن عظیم نے اس کو فاسق فرمایا ہے اگر
 وہ اپنی اس ناپاک حرکت پر اصرار کرے اور تائب نہ ہو تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
 پڑھنی مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور اس کا پھینا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ عبدالرحیم خاں صاحب از بہرام پور ضلع مرشد آباد نکال ۲۱ صفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، زید دعویٰ کرتا ہے کہ میں شتی ہوں اور امامت
بھی کرتا ہے، دُلیل کے آگے مرثیہ پڑھتا ہوا کہ بلا تک گیا، ایسے شخص کے جیکھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟

الجواب

دُلیل بدعت ہے اور یہ رائج مرثیے معصیت ہیں، اور یہ ساختہ کر بلا جمع بدعات ہے، ایسا
شخص فاسق ہے جب تک توبہ نہ کرے اسے امام بنانا گناہ ہے۔ غنیہ میں فتاویٰ تجر سے ہے۔
لو قد موافقاً یا شون (اور لوگ اگر کسی فاسق کو امامت کے لئے آگے کریں تو گنہگار ہونگے ست)
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ حافظ نبوی صاحب از خاص ضلع جھڑاڑہ محلہ کم تالاب متوسط ضلع ناگپور
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ خاص ضلع جھڑاڑہ محلہ کم تالاب میں ایک
مولوی صاحب جو کہ مسجد میں پیش امام اور واعظ اور مشائخ بھی ہیں یہ تینوں صفتیں ہو کر جہاں نامک گانا بجا
ہو ایسی جگہ بشوق جاتے ہیں اور آپ مدرسہ انجمن کے مدرس اعظم بھی ہیں یہ فعل شرع میں جائز ہے کیا لاؤ
اگر نا جائز ہے تو ایسے پیش امام اور واعظ اور مشائخ کے لئے کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کی پیش امامی جائزہ
یا نہیں؟

الجواب

نامک مجمع فسقیات ہے اور اس میں جانا ضرور خفیۃ العذار خفیۃ الحركات نامہ مذہب بے باک
ہونے کی دلیل کافی ہے اور بعد تہود و مراۃ فسق بالامان ہے اور فاسق معصی کو امام بنانا گناہ ہے
اور اس کے جیکھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ ٹھکانا گناہ اور جتنی بڑی ہوں اللہ کا پھیرنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ آتشہریلی محلہ بہاری پور مسئلہ علی احمد قادری ۲۹ شوال ۱۳۳۲ھ
بے نمازی اور وہ شخص جو بال انگریزی رکھو اسے اس کے واسطے کیا شریعت کا حکم
ہونا چاہئے؟

الجواب

بے نمازی سنت شتی فاسق فاجر مرتکب کبار شستی جہنم ہے وہ ایسا مسلمان ہے جیسا قصور

کا گھوڑا ہے کہ شکل گھوڑے کی اور کام کچھ نہیں انگریزی بال رکھنا مکروہ و خلاف سنت و وضع فساد ہے مگر
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ بروز شنبہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں ۱

(۱) ایک عورت بیوہ مسلمان ہے خواہ مذہب شیعہ ہو خواہ مذہب اہلسنت و جماعت نکاح ثانی نہیں کیا
اور کسی مسلمان شخص سے بٹکا ہے اس کے گھر کا کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ یا وہ عورت کسی ایک
مشرک کے ساتھ گرفتار ہے ایسی عورت کے یہاں کھانا پینا جائز ہے ایسی عورت کے گھر میں اگر کوئی
پیش امام دعوت کھائے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس پیش امام کے لئے کچھ کفارہ
ہوتا ہے یا نہیں؟

(۲) جو شخص خالی کھولتا ہو لوگوں کو کہتا ہو کہ تمہارا کام ہو جائے گا یا یہ کام تمہارے واسطے اچھا ہو گا یا
برا ہو گا یا اس میں فتنہ ہو گا یا نقصان۔ اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

ابواب

(۱) آج کل کے روافض تو اسلام سے خارج ہیں، اور جو عورت بلا نکاح کسی شخص کے پاس
رہے فاسقہ ہے اور وہ شخص مشرک ہو تو اس کا فرق اور سخت تر ہے اور فاسق کے یہاں کھانا اگر جو سلال
سے ہو فی فہم حرام نہیں مگر فاسقوں سے میل جول نہ چاہئے خصوصاً مقتدا کو، پھر اگر دور ایک بار ایسا واقع
ہو تو یہ ایسا الزام نہیں جس کے سبب اس کے دیکھے نماز میں حرج ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) اگر یہ احکام قطع و یقین کے ساتھ دیکھتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں، اس کی تصدیق
کو نیرائے کو صحیح حدیث میں فرمایا،

قد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔

اور اگر یقین نہیں کہ جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت سے خالی نہیں، ایسے
شخص کی امامت جائز جب تک کوئی فساد عقیدہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ حاجی عبد الفتی صاحب طالب علم بنگالی مدرسہ اہلسنت و جماعت بریلی بتاریخ ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۲۳ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو غسل کی حاجت تھی بھراہ کپڑے تاپاک غسل کیا بعدہ
 اس پاجامہ کو تار کر دھونا چاہا جب دھونے لگا تو اسی تاپاک ہاتھ سے جہاں پاجامہ کے استعمال سے تاپاک
 ہو گیا تھا گھڑے اور لوٹا کو چھوا تو یہ گھڑا بدھنا بھی تاپاک ہوا دوسرے شخص نے اس گمان سے کہ زید نے تاپاک
 ہاتھ لگایا ہے اس گھڑے بدھنے کو توڑ ڈالا، آیا اب اس کا عوض زید پر لازم ہو گا یا قرپر جس نے توڑ ڈالا ہے۔
 بیتوا تو جہدا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب الملقوظ

گھڑا جس نے توڑ دیا اس پر تادان ہے اور اگر پاجامہ پاک کرنے کے بعد ہاتھ لگایا تو یہ تاپاک بھی
 نہ ہوا کہ چیز ہاتھ سے پاک کی جائے اس کے پاک ہونے کے ساتھ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ درسلہ عبد السارن اسماعیل صاحب از کوئٹہ لکھنؤ وار یکم صفر ۱۳۳۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں، ویسے کپڑے جو مرد کو ناجائز ہوں ان کے ساتھ
 نماز پڑھنا کیسا ہے مثلاً زری کی مغرق ٹوپی یا سداری ریشمی پاجامہ انگرکھایا پیراہن انگشت میں سونے
 کی انگوٹھی بدن پر سونے کا چین وغیرہ۔ جیزا تو جہدا۔

الجواب

ناجائز لباس کے ساتھ نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ اس کا اعادہ واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ از قصبہ بالکھ ضلع بلند شہر درسلہ صاحب محمد خاں صاحب مورخہ ۲ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متبعین اس بارے میں کہ کیا حال ہے ایسے شخص کا
 جو گناہان مندرجہ ذیل کا مرتکب ہوا، وہ شخص مسلمان رہا یا نہیں اور نماز اس کے چپکے جائز ہے یا نہیں۔
 (۱) ایک شخص نے جان بوجہ کر بیب دنیوی دہش کے قصداً فعل حلال شرعی کو حرام کر دیا۔
 (۲) غیر مقلدین کو جو اپنے کو عامل بالحدیث مشہور کرتے ہیں اور اہل ان بھتہ دین دھم اندہ کو بھتی اور اصحاب انرا
 کہتے ہیں ان کو دوبارہ شیعہ خلافت شرعاً دے دی۔
 (۳) شرعی معاملہ میں عدا بخلت جھوٹی شہادت دی۔

(۴) چار مسلمان اہلسنت و جماعت حنفی مذہب واقع مسائل شرعی کے رد پر شرعی فعل حلال و
 جائز کو برحق اور سچا تسلیم کر کے پھر اس کلمہ حق سے منحرف ہو کر ناجائز کا قائل ہوا اور یہ شخص
 پیش امام مسجد بھی ہے کیا نماز چپکے اس کے جائز ہے یا نہیں مع دلیل و حوالہ کتاب اللہ و حدیث

رسول اللہ باجماعت فقہ کے مرتب فرما کر مزین بہر خاص فرمادیں۔ بینوا تو جردا (بیان فرماؤ، اجرا و امت)۔
الجواب

ایسے لوگ سخت گنہگار بلکہ گمراہ ہیں کہ حق کے مقابل باطل کی اعانت کرتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے بلکہ عیب تک تو بہر ذکر یہ مسلمانوں کو اُن سے بالکل قطع علاؤ کر دینا چاہئے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالم بھی کس پر؟ دین پر۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَمَا يَنْصِيكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ
الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ
واللہ تعالیٰ اعلم

اور اگر تمہیں شیطان بھلا دے میں جہلا کر دے
تو پھر یاد آئے کے بعد کسی ظالموں کے پاس
مستحب بیٹھو۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از بھونا مارکیٹ کراچی بندہ مرسلہ حضرت پیر سیما براہیم صاحب گیلانی قادری بغدادی
مدظلہ الاقدس ۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص اپنے وطن سے نکل کر ناواقف مسلمانوں کے پاس آکر بحیلہ تعلیم امور دینی و طریق درویشانہ پری مدیدی سلیقہ جاری رکھا حتیٰ کہ اپنے مرید خاص خوبے موچی کے گھر میں رہ کر اُن کی لڑکی جو کہ منکوتہ الغیر تھی سو شیر خوار بچے کو بھگا کر دوسرے ملک میں لے گیا اور شیر خوار بچہ جو کہ خوبے موچی کا لالکا ہے سیدہ بنایا اور رفتہ رفتہ اُن سے چند اولاد ہوئے ایسے شخص کے بارے میں حدیث شریعت کوئی سی قائم ہوگی اور قاجرو فاسق ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر یہ امر واقعی ہے تو ایسا شخص سخت فاسق فاجر مرتکب کبار ہے مستحق عذاب جہنم ہے اُسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس کے پاس مال حلال بھی ہے یعنی اپنی زمین میں زراعت ہوتی ہے اور سود بھی کھاتا ہے اس قسم کے لوگوں کا ہر یہ قبول کرنا اور اسکے دعوات کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جردا۔

الجواب

سود خور کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ بڑھتی گناہ اور پھر فی واجب اور اس کی دعوت قبول کرنے سے احتراز چاہئے، پھر بھی دعوت و ہدییہ میں فتویٰ جواز ہے جب تک معلوم نہ ہو کہ شے جو ہمارے سامنے پیش کی گئی بعینہ و جہ حرام سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مراد آباد حسن پور مسئلہ عبد الرحمن مدرس ۸ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

جمعہ فرضوں کی اور سنتوں کی اول و آخر کی نیت تحریر فرمادیجئے۔ بینوا تو جردا

الجواب

جمعہ کی نیت میں فرض جمعہ اور چاہے یہ بھی بڑھائے واسطے اسقاط ظہر کے، اور قبل کی سنتوں میں سنت قبل جمعہ اور بعد کی سنتوں میں سنت بعد جمعہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر محلہ سودا گراں مسئلہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعت میں اس مسئلہ میں کہ شوہر کسی کام کے کرنے کا حکم دے اور وقت نماز آتا ہے کہ اگر اس کے حکم کی تعمیل کرے تو پھر نماز کا وقت باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں عورت نماز پڑھے یا حکم شوہر کا لائے؟ بینوا توجسوا (بیان فراقہ اجریاؤ۔ ت)

الجواب

نماز پڑھے ایسا حکم ماننا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر کٹنہ محلہ سیلائی مسئلہ جناب محمد حسین صاحب ضوی مورخہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بکر کے پاس آیا جس کو عرصہ پانچ یا چھ یوم کا ہوا اور دیگر اشخاص بھی زید کے ساتھ تھے یہ بیان کیا کہ ایک صنت پر دو یا تین یا دس آدمی برابر منہ رض علی پڑھ سکے ہیں یا نہیں، بکر نے کہا کہ نماز نہیں ہوگی جماعت کرنا چاہئے، بکر سے زید نے کہا کہ نماز ہو جائے گی، میں نے مسئلہ اپنے مولوی سے دریافت کر لیا ہے، اس پر بکر نے کہا کہ تم کو کافر جانا ہوا کیونکہ تم لوگ دیوبند اور گنگوہی کے علماء کی تقلید کرتے ہو اور وہ تو ہیں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرتے ہیں لہذا میں توہین کے کرنے والوں کو اور جو ان سے میل رکھتے ہیں کافر جانتا ہوں اور میں دیوبندی سے بات نہیں کرنا چاہتا اور زید سیلا و شریعت میں قیام کا منکر ہے اور کہتا ہے وہ بدعت ہے۔ اب زید علمائے دین سے فتویٰ اس مضمون کا لایا ہے کہ بکر نے مجھ کو کافر کہا و جب کوئی فتویٰ میں تحریر نہیں کی کہ کس وجہ سے کافر کہا ہے اب فتویٰ کو سب کو دکھانا ہے اور بیان کرنا ہے کہ بکر تو یہ کہے اور میرے

نکاح کرے لہذا آپ قرآن میں کہ بکر تو بہ کرے یا زید، بکر زید کو دہائی جانتا ہے اور دیگر دیوبندیوں کو جو کہ توہین کرتے ہیں اور یہ لوگ اُن کی تقلید کرتے ہیں سب کو کافر جانتا ہے۔ بینوا تو جبروا

الجواب

کیا اللہ کی لعنت سے نہیں ڈرتے وہ لوگ جو شریعت کو دھوکا دیتے ہیں اور تجھوٹا سوال بنا کر اُنٹا فتویٰ لیتے ہیں اس صورت میں بکر پر وہ حکم پر کو نہیں ہے بکر زید اور اس کے ہم مذہب تو یہ کہنے والے ہیں کہ وہ اسلام سے خارج ہیں، بکر کہ نبی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے اور کافر جانتا ہے بیشک حق پر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور نماز کا مسئلہ یہ ہے کہ ابھی جماعت نہ ہوئی اور کچھ لوگ ایک جگہ تنہا پڑھیں اور ان میں کوئی امامت کے قابل ہے تو بکر ترک جماعت کے گنہگار ہوں گے فرض ادا ہو جائیں گے، اور اگر جماعت اولیٰ ہو چکی اور کچھ لوگ اتفاق سے رہ گئے تب بھی انہیں واجب ہے کہ حصّے سے ہٹ کر جماعت کریں اور راقضیوں اور گنگوہی کی طرح ایک جگہ الگ الگ نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ و زکوٰۃ وج

مسئلہ مسئلہ عبدالستار بن جمیل از شہر گوندال کا بیادار مورخ و شعبان یکشنبہ ۱۳۲۲ھ بعض لوگ اس ملک میں بعد نماز عصر کے اذان مغرب تک کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور اس کو صبر کا روزہ کہتے ہیں اس کے فوائد بہت بیان کئے جاتے ہیں، ایک فائدہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وقت سکرات جب شیطان پانی لے کر صبر کا دینے کو آئے گا اس وقت اس روزہ رکھنے والے کو وقت عصر کا معلوم ہوگا اور روزہ کا خیال رہے گا تب کہہ دے گا میں روزہ سے ہوں ہرگز تیرا پانی نہ پیوں گا۔ چنانچہ شیطان لاچار ہو کر چلا جائے گا اور اس روزہ کا رکھنے والا اگر ابھی سے بچ جائے گا۔ اب کیا یہ روزہ اور اس کے فوائد صحیح ہیں یا نہیں؟ کسی معتبر کتاب میں اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس پر ثواب سمجھ کر عمل کرنا کیسا ہے؟ فقط۔

الجواب

حدیث و فقہ میں اس کی اصل نہیں معمولات بعض مشائخ سے ہے اور اس پر عمل میں حرج نہیں انسان جتنی دیر شہوات نفسی سے بچے بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹ از اجیر شریف متصل امام ہارہ مکان میر گلزار علی صاحب مرسلہ فیاض حسین صاحب

۲۹ شوال ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زکوٰۃ اور فطرہ خلافت فتنہ میں دینا نیز آمدنی تعمیر

جو شرعاً ناجائز ہے اس میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

زکوٰۃ مسجد میں دے تو ادا ہو نہیں سکتی، اسے خلافتِ فتنہ میں کیسے دیا جاسکتا ہے، زکوٰۃ کا رکن
تملیکِ فقیر ہے۔ درمختار میں ہے،

لا تصرف الی مسجد لعدو التسلیط
وهو الرکن لہ

کسی مسجد میں مالِ زکوٰۃ خرچ کرنا درست نہیں
اس لئے کہ اس میں محتاج کو مالک بنانا نہیں پایا جاتا
جبکہ تملیکِ فقیر زکوٰۃ میں رکن ہے۔ (ت)

تیسرے کاروبار کو تماشہ کی اجرت میں دیا جاتا ہے قطعی حرام اور اشد قسم کا حرام ہے مگر سوال ہے غشاً ہے
خلافتِ فتنہ اگر بالفرض ایسوں کے ہاتھوں میں ہے جو اللہ کو اللہ، رسول کو رسول، حلال کو حلال، حرام
کو حرام جانتے ہوں تو وہ خود ہی ایسا مال نہ لیں گے۔ اور اگر ایسوں کے ہاتھوں میں ہوں جن کے نزدیک اسلام
و کفر میں کوئی وجہ امتیاز نہیں سب برائے نام ہیں جو اپنے اسلام سے بھی مراۃ انکار کریں جو کفر کا بدل
بالا کرنے کیلئے شہاد اسلام کی بندش چاہیں جو مشرکوں کے مجمع میں مشرک کی جہولیں جو مشرک بناتے ہوئے پرتشتہ گویا
جو اپنے آپ کو لاد و نیت کہیں جو مساجد میں منبروں پر مشرکوں سے لیکر دوائیں جو مشرکوں کی خوشی کے لئے
رام لکھن پر پھول چڑھائیں جو سخت اشد و باہیوں ملکاوی رحمتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مجلس
کا جسے بڑے خود دینی مجلس کہیں صدر بنائیں جو ایسوں کو کہ اپنے معبود کا ظالم جابل چور شرابی ہونا جائز رکھیں
ایسے کو اللہ جانیں یہ ان کو شیخ الہند و شیخ الاسلام بتائیں جو صاف لکھ دیں کہ ہم ایک ایسا مذہب
بنانے کا فکر میں ہیں جو بتوں کے معبد کو مقدمہ سس جگہ بنائے گا تو سوال محض فضول ہے انھیں احتیاج کی
کیا وجہ اور ان پر اعتراض کا کیا موقع جنھیں کفر و اسلام میں امتیاز نہیں، حلال و حرام میں امتیاز
کیا معنی، بلکہ جی کے نزدیک اسلام کفر اور کفر اسلام ہے ان کے یہاں آپ ہی حرام حلال اور
حلال حرام ہے ماعطی۔ مثلاً بعد الخطباء: واللہ تعالیٰ اعلم (اس قسم کے شخص سے خطا
بعید نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ ت)

مسئلہ از شہر محلہ سوداگران مسئلہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۱۰ صفر ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شیعہ متین اس مسئلہ میں کہ اگر عورت حج کو جانا چاہتی ہے

اور شوہر اُس کا اس کو منع کرے کسی عذر سے، تو جاسکتی ہے بغیر اجازت شوہر کے یا نہیں؟ یقیناً تو جردا
(بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

اگر محرم ساتھ ہے اور حج اس پر فرض ہے تو جائے گی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جنازہ زیارت قبور و مزارات اولیاء

مسئلہ ۲۱ از دورہ تحصیل پکی ضلع غنی تال مرسلہ عبدالعزیز خان ۲۲ ربیع ۱۳۱۵
زیارت اولیاء ائمہ کے واسطے جائز کیا ہے؟ بیشوا توجہ و (بیان فرمادہ، اجر ہاؤ۔ ت)

الجواب

قطعا جائزہ طلاق قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

الا فسرور و ہسائے

نوگو! اب قبروں کی زیارت کیا کرو۔ (ت)

نحمدہ الا سلام امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم
میں اور دیگر آثار نے اپنی اپنی کتب میں اس
مسئلہ کو تفصیلاً بیان کیا ہے اور غرض اس مسئلہ
میں مستقل کتب بھی ملتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و ت

وقد فصلہ الامام حجة الاسلام في الاحیاء
وغیرہ فی غیرہ والمسألة اخروہ مت
بالتالیف۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲ از بیجاہ ضلع فواکھالی موضع بھولا کوٹ مرسلہ حیدر علی صاحب ۱۳ شعبان ۱۳۱۴
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو مولود از شکم مادر مردہ شود تو
کس طرح دفن کیا جائے، آیا کہ نال کھڑا کر دفن کریں؟ مع الدلیل بالتفصیل۔ بیشوا توجہ و۔

الجواب

اُس کا نال کاٹنے کی حاجت نہیں کرنا ہے۔

اخر الامام محمد بن قاسم بن ابوعبید القاسم بن سلام و ابواہیم المحرقي
 كلاهما في غريب الحديث عن ابراهيم
 التيمي عن ام المؤمنين الصديقة
 مرضى الله تعالى عنهما انها سئلت عن
 الميت يسرج رأسه فقالت علام
 تنصون ميتكم واخرج عبد الرزاق في
 مصنفه عنها مرضى الله تعالى
 عنها سرائر امرأة يكدون رأسها
 فقالت علام تنصون ميتكم فاذا كانت
 هذا في تسريح شعرها فما ظنك بقطع
 بضعة منه مع غير حاجة اليه ولا نفع
 كما لا تنفي والله تعالى اعلم۔

اپنے ر کے بالوں میں کنگھی کر کے اسے تکلیف پہنچاتے ہو۔ جب بالوں میں کنگھی کے بارے میں یہ
 حکم ہے تو پھر اس کے جسم سے گوشت کا ٹکڑا کاٹنے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے باوجودیکہ اس
 کی ضرورت بھی نہیں اور اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)
 مسئلہ ۲۳ مولوی حکیم عبدالریم صاحب مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات دکن عظمہ جمال پور
 ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

مولانا موصوف نے ایک جبرٹری بھیجی جس میں بحر الرائق، قصص المسائل مولانا فضل رسول صاحب

۴۶ ص	انوار القرآن کراچی	۲۲۷ باب الجنائز حدیث	۲۲۷
۴۴۱/۴	المکتب الاسلامی بیروت	حدیث ۶۲۳۲	۶۲۳۲
		۲۶/۱۷	۲۶/۱۷

رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے عورتوں کے لئے زیارت قبور کی اجازت پر زور دیا تھا ان کو یہ جواب بھیجایا گیا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

مولانا الکریم مولوی حکیم عبدالکریم صاحب زید کریم ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کی دو چیزیں آئیں ، پہلی عینے سے زائد ہوتے کہ میری آنکھ اچھی نہیں میری رائے اس مسئلہ میں خلافت پر ہے ، مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفہ حنفیہ میں چھپ چکا ، میں اس رخصت کو جو براہِ راقی میں نکلی مان کر نظر بحالات نسائہ سوائے حاضری روضۃ انور کے کہ واجب یا قریب واجب ہے ، مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا یا اتباع غنیۃ علامہ مفتی ابراہیم حلی ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بے تیزی رقص و حزامیر و سرود میں جو آج کل جمال نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اسکی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدی خواتین بالحقان غرض پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انھیں نازک شیشیاں فرمایا گیا ، والسلام

مسئلہ ۲۲۹ از امر سرگرمہاں مسئلہ ہستی علی کوچہ کی مسئلہ حاجی غلام محمد صاحب ۶ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص خاندانی سارق اور بڑا مشہور و معروف و بدعاش ہو بلکہ گورنمنٹی دفاتر میں ملا کے بدعاشوں میں نامزد ہوا اور تمام عمر اس کا ذریعہ معاش چوری اور جوار با ہوا اور صوم و صلوة کا بھی سارک ہو مگر جسکے اس نے اپنی تمام عمر چوری اور جوار اور دیگر افعالِ قبیحہ میں بسر کی ہو اور آخر کار بلا توبہ فوت ہو گیا ہو تو ایسے شخص کے جنازہ پڑھنے یا پڑھانے کے متعلق بر دے فقہ و احادیث نبویہ شرعیہ کیا حکم ہے؟

(۲) متوفی مذکور کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو اس نے ذرائعِ حرام سے جیسے چوری اور جوتے سے پیدا کی ہو اس کا بصورت ختم جمعہ و چلم و غیرہ طور و نوش کرنے کے کون کون مستحق ہیں اور ان کیلئے کیا حکم ہے؟

(۳) اگر کوئی شخص بحیثیت امام مسجد ہونے کے اس کا جنازہ پڑھے یا پڑھائے اور متوفی مذکور کی جائداد مندرجہ ضمن ملا جان بوجھ کر بطریق ختم اور چسلم و غیرہ طور و نوش کرے تو اس کے لئے شرعی کیا حکم ہے اور وہ قابلِ امامت رہ سکتا ہے یا نہیں؟ بتینوا تو جودا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

(۱) شخص مذکور اگرچہ کیسا ہی فاسق فاجر تھا اور اگرچہ بے قورہ مرا جبکہ مسلمان تھا اس کے جنازہ کی نماز لازم تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

الصلوة واجبة علی کل مسلم بركات او فاجر اوان هو عمل الکبائر
مسلمان خواہ نیک ہو یا بد، اس کی نماز جنازہ پڑھنی واجب ہے اگرچہ وہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو۔ (ت)

در مختار میں ہے :

وهی فرض علی کل مسلم صامت
خلا اس بعثة الا ولیس هذا منهم
والله تعالیٰ اعلم۔
جب کوئی مسلمان مر جائے تو اس پر نماز پڑھنی فرض (کفایہ) ہے سوائے چار آدمیوں کے کہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور یہ ان میں سے نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۲) جو مال اُس نے بعینہ چوری یا جوئے سے حاصل کیا یا پس پختہ و فاسق پڑھا حرام ہے اور اس کا کھانا حرام ہے مگر اُسے جس سے وہ مال لیا گیا یا وہ معلوم نہ ہو تو فقیر کو بحیثیت مال لاوارثی نہ بحیثیت ایصال ثواب کچھ کر کھا یا وہ قابل امانت نہیں جب تک تائب نہ ہو بلکہ اسے جہید اسلام کا حکم ہے عالمگیر یہ میں ہے :

لو تداق علی فقیر یثقی من مال المحرام
یرجو الثواب یکفر ولو علم الفقیر
بذلك قد عماله وامن المعط
فقد كفر اذ اذی المحيط
اگر کسی محتاج پر حرام مال میں سے کچھ خیرات کرے اور ثواب کی امید رکھے تو کافر ہو جائے گا۔ اگر محتاج کو اس مال کے حرام ہونے کا علم ہو پھر اُسے مال دینے کے لئے کوئی بلائے اور وہ اس کے لئے دعا کرے اور دینے والا آمین کے تو دونوں کافر ہوں گے محیط میں یہی مذکور ہے۔ (ت)

اور اگر اس کے پاس مال حلال بھی تھا اور اس کا خاص حرام سے ہونا معلوم نہیں یا تو حرام سے خریدی ہوئی کوئی چیز ہے جس کی خریداری میں زبردِ حرام پر عقد و نقد جمع نہ ہوئے یعنی یہ نہ ہو کہ حرام روپیہ دکھا کر کہا ہو کہ اس کے عوض دے دے پھر وہی روپیہ اس کے قبضے میں دیا ہو تو اس پر قاتحہ پڑے اور کھانے میں خرچ نہیں اگرچہ صورت مذکورہ میں خلاف احتیاط ضرور ہے۔ عالمگیریہ میں ذخیر سے ہے امام محمد فرماتے ہیں :

بہ ناخذ مالہ فصرفت شیئا حرام ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی عین کے بعینہ بیع کے حرام ہونے کو نہ پہچانیں۔ (ت)
اگر یہ صورت تھی تو امام پر الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایصال ثواب صدقہ و خیرات و سوال

مسئلہ ۲۱ صفر یومِ شنبہ ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگای دین کی نذر و نیاز مثل مولود شریف وغیرہ کے ہندوؤں کی بنائی ہوئی ششیرنی پر چاہتے یا مسلمان کی اور جہاں مسلمان طرائق بھی ہوں تو مسلمانوں کو ان کے خرید یا اولیٰ ہے؟ بیعت و اتوجروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب)

الجواب

مشک نہیں ہندو عموماً سخت ناپاکیوں میں آلودہ رہتے ہیں دھرتیوں میں پیشاب کرتے ہیں اور انھیں اپنے گھنٹوں کی ٹہنی پر کھڑے ہو کر ایک لٹیا پانی سے بھیجنے ہیں سب چھینٹیں گزریں میں جاتی ہیں، پانسانے میں ڈھیلے لے جانا تو انھیں کہاں نصیب، پھوٹی سی لٹیا ہوتی ہے وہ بھی بار بار آدھی یا پوٹی، پھر اس میں آبرستہ، اُسی میں ہاتھ دھونا اور اتنا بچا لائے جس سے بارہ ٹکڑے رہے مشاہدہ ہوا کہ ان کے طرائقوں نے اپنی اس بے احتیاطی کے پانی سے کڑا ہی دھوئی اور اُسی انگوچے سے پونچھ لی جو سال سال بھر بدلا نہیں جاتا اور اس میں تولوں بلکہ چٹکیوں ٹوٹ جاتا ہے علاوہ بریں ان کے مذہب میں گائے بھینس کا گوبر اور گچیا کا ٹوٹ ٹھٹرا پاک بلکہ پیڑ یعنی پاک کرنے والا ہوتا ہے تو اس سے احتراز کیا معنی بلکہ اُسے مشک و عطر کی جگہ استعمال کرنا ان سے بعید نہیں ایسی حالتوں میں اگرچہ اس شریعت کو سہلہ فرامینا صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا و آلہ و ہارک و سلم نے جب تک کسی خاص شئی میں وقوعِ نجاست کا یقین نہ ہو بلکہ قاعدہ کلیہ الاصل الطہارۃ و

ضابطہ عام کا یقین لایزول بالشک (اشیا میں صفایا کیزگی اور طہارت ہے اور اس کیلئے عام قاعدہ یہ ہے کہ یقیناً شک سے زائل نہیں ہوتا۔ حکم فتویٰ میں آسانی فرمائی ہو شہد نہیں کہ لغوی حتی الامکان اس سے بچنا ہے۔ خضر صاحب کو وہ باوصف اپنی گندگیوں ناپاکیوں کے پاک ستھرے لطیف مسلمانوں سے کس درجہ پرہیز رکھتے اور حکم اللہ یقیناً علی نفسہ (ہر شخص دوسرے کے بارے میں اپنی ذات کے حوالے سے قیاس کرتا ہے۔) معاذ اللہ انھیں ملجھتے ہیں غیب کہ ناپاکیوں کو پاکوں سے احتراز ہو اور پاک ناپاکیوں سے اختلاط رکھیں اور ان کی ایسی اونڈھی اونڈھی چھوٹ پر بھی غیرت نہ کریں مانا کہ اپنے نفس کے لئے نہ بچیں مگر بیشک حضرات بزرگان دین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدیم و مولایم و علیم و جلیلین کی نذر و نیاز بلکہ غمنا فائز و صدقات و امور خیرات میں اس سے احتراز چاہئے کہ یہ امور بامید قبول کیے جاتے ہیں، اور حدیث میں ارشاد ہوا،

ان الله طيب لا يقبل الا الطيب
بیشک اللہ عزوجل طیب ہے نہیں قبول فرماتا
مگر پاک ستھری چیز کو۔

تو اگر علم الہی میں ای شیرینیوں کی ناپاکی معاذ اللہ باعث عدم قبول ہوتی کیسا خسارہ ہے، عرض جہاں تک ممکن ہو ہنود کی ایسی اشیاء سے کھانے پینے میں عموماً اور نذر و نیاز فاتحہ صدقات میں خصوصاً احتراز دلی ہے، اور جب مسلمان علوانی بھی موجود ہوں تو خواہ مخواہ ہنود کی طرف ٹھکے کی وجہ سے ان سے خریدنے میں علاوہ ان خوبیوں کے یہ کیسا فائدہ ہے کہ اپنے مال کا فتنہ اپنے بھائی مسلمان ہی کو پہنچا، فادوی ذخیرہ و طریقہ محمدیہ و حدیثہ مذہب میں ہے۔

يَكْرَهُ الْأَهْلُ وَالشُّرْبُ فِي أَوَانِي الْمُشْرِكِينَ
قبل الفسل كالت الغالب والظاهر
من حال أوانيهم الفجاسة
فإنهم يستحلون الخمر وياكلون الميتة
ولحم الخنزير ويشربون قنق وياكلون
في قصاعهم وأوانيهم فيكروا الأكل والشرب
مشرکین کے برتن بغیر دھوئے استعمال کرنا مکروہ
ہے اس لئے کہ غالباً ان کے برتن بغیر دھو
نا پاک ہوتے ہیں یا بڑے بڑے شراب پینا علال ہاتھ اور
مردار اور سرور وغیرہ کھاتے ہیں اور اس مقصد
کے لئے اپنے برتن استعمال کرتے ہیں لہذا انھیں
دھوئے بغیر ان میں کھانا پینا مکروہ ہے۔ ظاہر

فیهما قبل الغسل اعتقبا من اللفظا ہر کہا کہ
التوضی بسور الی حاجۃ الخلاء لانہما
لا تتوق عن النجاسة فی الغالب الا ان الاصل فی
الاشیاء الطہارۃ وتشکلنا فی النجاسة
فلم تثبت النجاسة بالشک هذا حاصل
ما ذکر عن الذخیرۃ۔

حال کا اعتبار کرتے ہوئے جیسے اس مرنے کے
جھوٹے سے وضو کرنا مکروہ ہے جو گلی کوچوں میں آڑو
پھرنے والی ہے اس لئے کہ وہ گندگی سے محفوظ
نہیں ہوتی البتہ اصل اشیا میں طہارت
ہوتی ہے اور ہمیں نجاست کا محض شک ہو جائے
تو شک سے نجاست ثابت نہیں ہوتی مگر اصلہ
از ذخیرہ مذکور ہوا۔ (د)

نصاب الاحتساب میں ہے:

قال العبد املہ اللہ تعالیٰ و ما تبلینا
من شراء السمین والخسل واللبن و
الحبیب و سائر الحاثات من اھنود علی
هذا الاحتمال تلویث او انہم و امن
نساء ہم لا تتوقین حق السرقتین و کذا
یا کلون لحم ما قتلوا و ذلک میتة فالاباحۃ
فتویٰ والتحریر تقویٰ آلم ملخصا واللہ
سبحنہ و تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بندہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح فرمائے
اور ہم گلی، سرکہ، پیاز، دودھ اور دیگر تمام سیال
چیزیں ہندوؤں سے خریدتے ہیں۔ انکی خریدتیں
گو بر وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتیں، اور ہندو لوگ
بغیر ذبح کے مار ڈالے جاتے والے جانوروں کا
گوشت کھاتے ہیں اس لئے انکے برتنوں کے
نا پاک ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ ان کے برتنوں
کے استعمال کی اباحت ہمارے لئے بر بنائے

فتویٰ ہے جبکہ ان سے پرہیز کرنا تقویٰ ہے ملخصا۔ اللہ تعالیٰ پاک، برتر اور خوب جانتے والا ہے (د)
مسئلہ از پٹنہ بحیث محلہ پکریا مرسلہ شیخ عبد الوہاب صاحب ۱۵ ریح الاولیٰ شریعت ۱۳۱۲ھ
حامی دینی و مفتی شرع متین جناب مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب انار اللہ برہانہ بعد سلام علیک
و رحمۃ اللہ عرض ہے کہ مسئلہ حل طلب ارسال حضور ہے براہ کرم جلد جواب سے مشرف فرمائیے۔ بعد
ختم بیای ولادت جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر پنج آیت پڑھ کر شیرینی تقسیم کی جائے
تو جائز ہے یا ناجائز؟ اعتراض یہ ہے کہ پنج آیت مخصوص محفل علم کے واسطے ہیں نہ کہ محفل شادی کے

چنانچہ سوم میں بعد ختم کلام مجید پنج آیت پڑھ کر شہر بنی قسیم کرتے ہیں مخمل میلاد میں پڑھنا موجب کرامت ہے؟ بینوا تو جو دعا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

پنج آیت میں شادی وغنی کا تفرقہ اور اسے مجلس غم سے مخصوص ماننا محض باطل و بے اصل ہے صحابہ کرام کی عادت کریمہ تھی جب کسی مجلس میں جمع ہوتے کسی سے کچھ آیات کلام مجید پڑھ کر سنتے۔ عالمگیرہ میں ہے،

لو قرأ طمعا في الدنيا في المجالس يسكرة
وان قرأ لوجه الله تعالى لا يسكرة وقد كان
اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله
واصحابه اذا اجتمعوا امرؤا احدهم ان
يقرأ سورة من القرآن كذا في الغرائب
انے ساتھیوں میں سے کسی ایک کو فرمایا کرتے تھے کہ وہ قرآن مجید کی کوئی سورۃ تلاوت کرے۔ یونہی
غرائب میں ہے۔ (ت)

حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان هذا القرآن مأدبة الله فاقبلوا مأدبته
ما استطعتم۔ رواه البخاری وصحیح مسلم
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بیشک یہ قرآن اللہ عزوجل کی طرف سے تمہاری
دعوت ہے تو جہاں تک ہو سکے اس کی دعوت
قبول کرو (حاکم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کر کے اسکی تصحیح فرمائی۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

كل مؤدب يحب ان
يؤت ادبہ و ادب الله
القرآن فلا تمجدوه (مسند
ہر دعوت کرنے والا دوست رکھتا ہے کہ لوگ اسکی
دعوت میں آئیں اور اللہ عزوجل کا خوانِ نعمت
مستراں سے ہے تو اسے نہ چھوڑو) اس کو

البيهقي عن سمرة بن جندب
مرقني الله تعالى عنه -
امام بیہقی نے حضرت سمو بن جندب رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت کیا ہے۔ (ت)

کیا اللہ عزوجل کی دعوت قبول کرنا اور اس کے خواہ نعمت سے بہرہ مند ہونا صرف غمی میں
چاہتے شادی میں نہیں، لا جرم مجلس میلاد مبارک میں تلاوت قرآن عظیم ہمیشہ سے معمول ملاتے کر لہم
بلاد اسلام ہے، امام جلال الملک والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں،

اصل المولد الذي هو اجتماع الناس و
قراءة ما تيسر من القرآن ورواية الأخبار
الواردة في مبدأ أمر النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم ما وقع فيه من الآيات الخ
میلاد شریف کی اصل لوگوں کا جمع ہونا، قرآن مجید
کا تلاوت کیا جانا، اور ان آیات واحادیث
روایات کو بیان کرنا ہے جو آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں وارد
ہوتی ہیں (ت)

امام حافظ ابن حجر عسقلانی استخراج اصل عمل مولد مبارک میں فرماتے ہیں،
والشك لله تعالى يحصل بانواع العبادة
كالسجود والصيام والصدقة والتلاوة
وأي نعمة اعظم من النعمة بهذا
النبي الكريم نبي الرحمة صلى الله تعالى
عليه وسلم في ذلك اليوم
اللہ تعالیٰ کا شکریہ کئی قسم کی عبادت مثلاً
میسام، سجد، تلاوت، صدقہ خیرات وغیرہ کے
ذریعے ادا ہوتا ہے اور نبی کریم جو رحمت والے
نبی ہیں ان کے ظہور سے بڑی نعمت اور
کوئی سی ہو سکتی ہے۔ (ت)

سیرت علامہ شامی میں ہے،
عمل المولد الذي استحسانا فانه ليس فيه شيء
سوى قراءة القرآن واطعام الطعام وذلك
خير وبر وقربة لله
عمل مولد الذی استحساناً فاناہے لیس فیہ شی
سوی قرآءۃ القرآن واطعام الطعام وذلک
خیر وبر وقربۃ لہ

اور یہ کام تو کار خیر ہے اور نیکی و قربت الہی کا ذریعہ ہے۔ (ت)

۵۱۳/۱	موسمہ الرسالہ بیروت	۲۲۸۹	حدیث	عن سمرة بن جندب	مرقني الله تعالى عنه	سنة كرز العمال
۱۸۹/۱	دار الفكر بیروت					سنة الحاوي للفتاوى حسن المقصد في عمل المولد
۱۹۶/۱	"	"	"	"	"	سنة بحوال ابن حجر
۱۹۵/۱	"	"	"	"	"	سنة بحواله شامی

غرض اس مجلس علامک مافس کے مجلس شادی ہونے کے سبب اس میں قرأت پنج آیت پر انکار محض بے معنی ہے،

فهم حيث يكون القصد منها الهدى أو ثوابها
للحضرة العلية النبوية عليه افضل
الصلوة والسلام والتحية فهذا و
ان كان مما تنازع فيه اجت تیمیة وواقعة
بعض لكن الحق الصحيح ما عليه الجمهور
من جواز ذلك منهم الامام الاجل قتي الدين
علي بن عبد الكافي السبكي والامام البارزي
والامام ابن عقيل الحنبلي والامام
الاجل العارفت بالله علي بن الموفق
والامام ابو العباس محمد بن
اسحق السراج النيشاپوري و
الامام سلطانه العلماء عز الدين
بن عبد السلام والامام ابن حجر
الملك كافي حقوق الدنية والامام النووي
والامام شهاب الدين احمد بن الشلبى الحنفى
كما فى رد المحتار و شريح الاسلام
القايات والامام شرف الدين المناوى
والامام كمال الدين محمد بن الهمام
المحقق المجتهد كما يستفاد منه والامام
العارف بالله ابو الوهاب سیدی محمد
الشاغلي والامام العارفت عبد الوهاب
الشعراني كما سياتى وغيرهم من العلماء
الاجلة المتقدمين والمتأخرين

ہاں البتہ جہاں آیات مبارکہ کا ثواب بطور ہدیہ
یا رگاہ و عالیہ نوبہ میں پہنچانا مقصود ہو، اس
میں اگرچہ حافظ ابن تیمیہ اور ان کے بعض موافقین
نے نزاع اور اختلاف کیا ہے مگر حق اور صحیح
بات یہی ہے جس پر ائمہ مجبور قائم ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کلام پاک کا
ثواب پہنچانا جائز ہے، جی بزرگوں نے اس کو
جائز قرار دیا ہے ان میں حلیل القدر امام قتی الدین
علی بن عبد الکافی سبکی (شافعی) ہیں (۱) امام
بارزی (۲) امام ابن عقیل حنبلی (۳) امام کبیر
عارف باللہ علی بن موفقی (۴) ابو العباس
امام محمد بن اسحق سراج نیشاپوری (۵) سلطان
العلماء امام عز الدین بن عبد السلام (۶) امام
ابن حجر مکی جیسا کہ حقوق الدریہ میں ہے (۷) امام
نویری (۸) امام شہاب الدین احمد بن شلبی
حنفی جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے (۹) شیخ
الاسلام امام قلیاتی (۱۰) امام شرف الدین
مناوی (۱۱) امام کمال الدین محمد ابن ہمام محقق
ومجتہد جیسا کہ ان کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے
(۱۲) عارف باللہ امام ابو الوهاب سیدی
محمد شاغلی (۱۳) امام عارف عبد الوهاب
شعرانی جیسا کہ عنقریب ذکر ہوگا۔ ان کے علاوہ
دیگر حلیل القدر علماء کرام متقدمین و متأخرین

رحمة الله عليهم اجمعين ۔

ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر فرداً فرداً رحمت فرمائے۔ (ت)

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر کی ہیں۔

ما يفعله الناس الآن من سواهم من الله تعالى ان يرسل مثل ثواب ما يقرؤن الى النبي عليه الصلوة والسلام وآله وصحبه وتابعيهم حسن لا اعتراض عليه خلافا لمن زعمه كما بينته في افتاء طویل غیر هذا أقول وترياده لفظ مثل على مذهب الشافعية امل عندنا فلا حاجة اليها كما قد عرفت في موضعه

اب جو کچھ لوگ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جاتا ہے کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی مثل کا ثواب بھی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اہل کی سب اولاد، ان کے سب ساتھیوں اور ان کے تابعین کو پہنچا دے، تو یہ ایک اچھا طریقہ ہے پس اس پر کسی اعتراض اور اشکال کی گنجائش نہیں، البتہ اختلاف اس میں اُس نے کیا جس نے اُس کو جائز نہیں سمجھا جیسا کہ اسکے علاوہ میں کہتا ہوں لفظ "مثل"

کا اضافہ شوافع کے مذہب کے مطابق ہے ورنہ ہمارے نزدیک اس اضافہ کی کوئی ضرورت نہیں جیسا کہ تم اپنی جگہ اس کو پہچانی چکے ہو۔ (ت)

رد المحتار میں ہے

ذكر ابن حجر في الفتاوى الفقهية ان المحافظ ابن تيمية زعم منتم اهداء ثواب القراءة للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم لا ان جنابه الشريف لا يتجوز عليه الا بما اذن فيه الا بترك ان ابن عمر كان يعتم عنده صلى الله تعالى عليه وسلم عما يعبد

علامہ ابن حجر نے اپنے فقہی فتاویٰ میں ذکر فرمایا حافظ ابن تیمیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرأت کے ثواب کا وہ پیش کننا منع ہے اس لئے کہ انکی بلند پایہ ذات پر وہی جرأت کی جاسکتی ہے جس کی حق کے بارے میں اہانت دی گئی ہے لیکن یہ نظریہ باطل ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کی

موتہ من غیر وصیۃ، و حج ابن الموفق
وہو فی طبقة الجنید عنہ سبعین حجة
و ختم ابن السراج عنہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اکثر من عشر الاف
ختمۃ وضحی عنہ مثل ذلک امر قلت و
مرأیت نحو ذلک بخط مفتی الخنفیۃ الشہادۃ
احمد بن الشلبی شیخ البحر نقلا عن
شرح الطیبة للنویری ومن جملة ما نقلہ
ان ابن عقیل من المناہلۃ قال یتعجب
اہل اؤھالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قلت وقولہ لما ثلثہ ان یتعجب ثواب
عملہ لغیرہ یدخل فیہ اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فانہ احق بذلک حیث
انقذنا من الضلالة ففی ذلک نوع
شکر و اھدا و جمیل لہ و الکامل قابل
لثیادۃ الکمال الخ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت کے بغیر آپ
کے وصال کے بعد آپ کی طرف سے کئی عمرے
کئے، اور حضرت علی ابن موفی، جو طائفہ جنیدیہ
میں سے ہیں، نے آپ کی طرف سے ستر حج
ادا کئے۔ اور ابن السراج نے حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دس ہزار سے
زائد ختم قرآن مجید کئے، اور دس ہزار سے
زائد حضور کی طرف سے قربانیاں کیں۔ میں
کہتا ہوں کہ میں نے اسی طرح مفتی احناف شہادۃ
بن شلبی صاحب بحر الرائق کے استاذ کے اپنے
خط سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو انھوں نے طیفہ
کی شریعت امام نویری سے نقل فرماتی ہے۔ جو کچھ
انھوں نے نقل کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حناہلہ
میں سے علامہ ابن عقیل نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو تلاوت قرآن مجید کا ثواب
بطور دیر پیش کرنا مستحب ہے۔ میں کہتا ہوں

ہمارے علمائے کرام کا یہ فرمانا کہ آدمی کے لئے بھارت ہے کہ وہ اپنے عمل صلح کا ثواب کسی دوسرے
کو دے سکتا ہے [پس اس غم میں] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہیں
کیونکہ آپ اس کے زیادہ لائق اور مستحق ہیں کہ آپ نے ہمیں ہر فوج کی گراہی سے بچایا اور چھڑایا، اس
میں ایک گونہ شکر بھی پایا جاتا ہے اور یہ آپ کے لئے خوبصورت دیر ہے اور کامل زیادت کمال کو
قبول کرتا ہے الخ (ت)

واقع الاثر فی طبقات الاخیار ذکر سیدی ابوالموہب قدس سرہ میں ہے،
کاتب مرضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول حضرت ابوالموہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

سأیت من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال لي انت تشفع لعمامة العت قلت له بم استوجبت ذلك يا رسول الله قال باعطائك لي ثواب الصلاة على عليك وسلم ! میں کیسے اس قابل ہوا؟ ارشاد ہوا، تم مجھ پر جو درود پڑھتے ہو اس کا ثواب مجھے دے ڈالتے ہو (یہ شان اس نیک اور اعلیٰ عمل کا نتیجہ ہے)۔ (ت)

اُسی میں ہے،

كان مرضي الله تعالى عنه يقول سأيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقلت يا رسول الله صلى الله تعالى عليك وسلم قد وهبت لك ثواب صلاتي عليك و ثواب كذا وكذا من اعمالي انت كان ذلك ما اردته بقولك للسائل السدي قال لك (ان جعل لك ثواب صلاتي جعلها فقلت له اذا تكفي هرك ويغفر لك ذنبك) فقال لي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نعم ذلك اس دت ولكن ابق لنفسك ثواب الكذا والكذا فاف غني عنه۔ والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه جل مجد ف اتم واحكم۔

وہ فرماتے تھے (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے) میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر جو درود پڑھتا ہوں میں نے اس کا ثواب آپ کو بخش دیا اور اپنے فلاں فلاں عمل کا ثواب بھی بخش دیا، اگر آپ نے یہی ارادہ کیا تھا اپنے قول سے اس سائل کیلئے جس نے آپ سے عرض کی تھی کیا میں اپنے پڑے ہوئے تمام درود کا ثواب آپ کو دے ڈالوں؟ تو آپ نے اس سے فرمایا پھر قریر تیرے غلوں کیلئے کفایت کرے گا اور تیرے گناہ بخش دئے جائیں گے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں میں نے یہی ارادہ کیا تھا لیکن تو اپنی ذات کے لئے اتنا اس کا ثواب باقی رہنے دے کیونکہ میں اس سے بے نیاز ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ پاک، برتر اور خوب اچھی طرح جاننے والا ہے اور اس بڑی عزت والے کا علم نہایت درجہ کامل اور بڑا پختہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۹: فضیح بریلی مرسلہ عبد القادر خاں صاحب رامپوری ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

- (۱) تین برس کے بچے کی فاقہ دوجے کی ہونا چاہیے یا سوئم کی ہونا چاہیے؟
- (۲) اگر کسی کھانے پر یا شیرینی پر بچے کی فاقہ دے کر مسکینوں کو کھلا دے تب اس کھانے کی فاقہ یا شیرینی کا میت کو ثواب ملے گا یا نہیں، جائز ہے یا ناجائز؟ بیتوا تسوجروا
(بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

(۱) شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن، باقی یہ تعین غرنی
ہیں، جب چاہیں کریں انھیں دونوں کی گھنٹی شرعی پانچا جہالت ہے و بدعت۔ واللہ سبخنہ و
تعالیٰ اعلم۔

(۲) ضرور جائز ہے اور بیشک ثواب پہنچانا ہے اہلسنت کا یہی مذہب ہے،
والصحن لا شکی انہ من اهل الثواب اس میں کوئی شک نہیں کہ بچہ اہل ثواب میں سے
و نصوص الحدیث و ارشادات العلماء مطلقہ ہے (کیونکہ) حدیث شریعت کی تصریحات اور
لا تخصیص فیہا۔ واللہ سبخنہ و علمائے کرام کے ارشادات اس بارے میں
تعالیٰ اعلم۔ مطلق مذکور ہیں (کوئی قید مذکور نہیں۔ مترجم)
کہ جن میں کوئی تخصیص نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پاک، برتر اور سب سے زیادہ جاننے والا ہے (ت)
مسئلہ ۳۰: مسئلہ حافظ محمد حسین ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ

نعالوں کو دینا جیسا کہ قریب نکاح و غیرہ میں آتے اور گھیرتے ہیں اور مانگتے ہیں دینا ان کو

سہ ایک تجددی شخص رامپور سے آیا منا فقانہ سُنی بن کر بعض استغاثہ کے جن کا جواب اسی جلد میں تھا
دارالافتاء سے اسے یہ جملہ دی گئی کہ جواب فعل کرے، اس نے یہ لفظ ”و بدعت“ اضافہ کیا ہے
سطر میں جگہ نہ پائی تو نیچے اور بین السطور میں۔ فتاویٰ گنگوہی حصہ اول میں یہ فتویٰ مع اضافہ مغتری نقل کیا اور عبارت
”جہالت ہے و بدعت“ غلط تھی جس سے ہر ذی عقل نے سمجھ لیا کہ یہ عبارت فتاویٰ رضویہ کی نہیں، لہذا
براہ چالاک کہ وہاں بیسہ کا شمار ہے اسے یوں بنایا ”جہالت و بدعت ہے“ مسئلہ نواد و ابیہ کے
یہ شیوہ ہے ۱۲۔

شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بیتوا تو جبروا (یعنی فرماؤ اجراؤ۔ ت)

الجواب

اگر انھیں منوعات شرعیہ سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی امر منوع شرعی کی اجرت کے احساناً دیا جائے تو جائز ہے، بلکہ اگر اس نیت سے دی کہ یہ مسلمان اس مال حلال کو یا کو اکل حلال سے بہرہ مند ہوں اور شاید اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ نصیب فرمائے تو محمود و حسن و باعث اجر ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث:

اللهم لك الحمد على ترائيفه
اللهم لك الحمد على
سارق له
يا الله! تیرے لئے ہی تعریف و ثناء ہے کہ
مال تو بہ کار کے ہاتھ میں گیا، اسے اللہ تیرے
ہی لئے محمد و سائلش کے مال تو چور کے ہاتھ
لگ گیا۔ (ت)

اس پر شاہ عدل ہے، اس صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال و طیب ہے، عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے، اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دے گا تو اسے مطعون کرتے پھر بیٹے اس کا محکمہ اڑائیں گے نقل بنائیں گے جیسا کہ ان کی عادت سے معروف و مشہور ہے تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لئے دینا جائز و حلال ہے اگرچہ انھیں لینا حرام ہے، اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد کہ ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں اگر سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

اقطع عنف لسانہ لہ
میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے۔
در مختار وغیرہ میں بھی اس کا جواز مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲

پختنی حلہ شب برات کی کیا تخصیص ہے؟

الجواب

تخصیص عرفی ہے لازم شرعی نہیں، ہاں اگر کوئی جاہل اسے شرعاً لازم جانے کہ بے حلہ کے

ثواب نہ پہنچے گا تو وہ خطا پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۳ از بینگالہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک موضع میں ایک شخص نے کمال جہد و جہد سے ایک مدرسہ اس طور پر قائم کیا کہ ازراہ تسہیل امرایک کے لوگوں سے مستعد عاکی کہ جے مرتبہ گھروں میں کھانا روزانہ پکایا جاتا کہ وہ مرتبہ ایک مٹھی ہر اجناس سے یعنی چاول وغیرہ علیحدہ ذخیرہ کرنا کریں اور ختم ماہ پر مدرسہ کے مصارف میں دسے دیا کریں، اسی طرح مدت سے یہ مدرسہ جاری ہے، اب یہ اعتراض پیدا ہوا ہے کہ یہ طریقہ ناجائز ہے بلکہ غیر اللہ یا شرک یا بدعت کے مشابہ ہے، پس بیٹے والوں اور تائید کرنے والوں کو گنہگار بتاتے ہیں آیا عمل مذکورہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو دہندہ اور تائید کنندہ اس عمل کا مستحق عذاب ہوگا یا ثواب؟ اگر مستحق عذاب ہو تو اس امر نیک کے باز رکھنے والے اور کار خیر کے روکنے والے پر حسب شرع شریف کیا حکم ہے؟ کیا وہ صورت مذکورہ مشابہ غیر اللہ یا شرک یا بدعت کے ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر بدعت ہو تو کس قسم کی بدعت ہے؟ باذات اللہ تعالیٰ اور احادیث اور اقوالی علماء اور ائمہ مجتہدین مستنبطین کے بیان فرمایا جائے۔ یتینوا فوجہوا عند اللہ (بیان فرمادو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کے مستحق بن جاؤ۔ ت)

الجواب

صورت مذکورہ بلا شبہ جائز، مستحب و مندوب ہے۔ اور اس طرح اعانت مدرسہ کرنا۔ والے اور جو لوگ اس اعانت پر مؤید ہوئے سب کے لئے اجر جزیل و ثواب جلیل ہے جبکہ وہ مدرسہ مدرسہ دینیہ اور دینے والوں تائید کرنے والوں کی نیت محمودہ ہو اسے بدعت کہنا گناہ بتانا سخت جہالت بلکہ لغو و شرعی کی تحقیر و مذمت ہے اور اسے ما اھل بد لغیر اللہ (اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا) وہ جاوڑ جسے ذبح کرتے ہوئے اس پر غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ ت) کہنا جسے جاہلان بے خبر صرف لغیر اللہ کہا کرتے ہیں نرا جنون ہے، جب علم دین کی اعانت و تائید معاذ اللہ غیر اللہ کے لئے ٹھہرے تو وہ کوئی چیز ہے جو اللہ کے لئے ہوگی، ایسے جہالت سے پوچھا جائے کہ عبادت تو اللہ کیلئے ہے یا اُسے بھی غیر اللہ کے لئے جاتے ہو، جب وہ اللہ کے لئے ہے تو علم دین تو اس سے بھی بہتر و افضل ہے وہ کیونکر غیر اللہ کے لئے ہو سکتا ہے۔ متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہے کچھ برہنہ پا برہنہ بدن صرف ایک کلمہ کفنی کی طرح پھر کرکے میں ڈالے نہ مست اقدس حضور پر نور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضور پر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی محتاجی
دیکھی چہرہ انور کارنگ بدل گیا۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا بعد نماز خطبہ فرمایا بعد تلاوت
آیات ارشاد کیا،

تصدق من اجل من دینا من دس حصہ کوئی شخص اپنی اشرافی سے صدقہ کوئے کوئی روپے
من ثوبہ من صاع برہ من صاع تسعة سے، کوئی کپڑے سے، کوئی اپنے قلیل گیسوں سے
حق قال ولو بشق تسعة۔ کوئی اپنے گھٹے چھو باروں سے۔ یہاں تک
فرمایا، اگرچہ ادھا چھو بار۔

اس ارشاد کو سنی کر ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپوں کا تھیلا اٹھالائے جس کے اٹھانے میں اُن
کے ہاتھ تھک گئے پھر لوگ اپنے درپے صدقات لانے لگے یہاں تک کہ دو انبار کھانے اور کپڑے کے
ہو گئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور خوشی کے باعث کندھن
کی طرح دھکنے لگا اور ارشاد فرمایا،

من من فی الاسلام منۃ حسنة فله اجرها جو شخص اسلام میں کوئی اچھی راہ نکالے اس
واجب من عمل بها بعدہ من غیر امت کے لئے اس کا ثواب ہے اور اُس کے بعد
ینقصر ن اجرہم شفی یلے جتنے لوگ اُس راہ پر عمل کریں گے سب کا ثواب
اس کے لئے ہے بغیر اس کے کہ اُن کے ثوابوں میں
کچھ کمی ہو۔

غزوہ تبوک وغیرہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسلمانوں کو حکم صدقات دینا
اور ہر ایک کا کثیر و قلیل حسبِ مقدرت حاضر و ناظر فقیہ کا تصور اُٹھانے والوں پر اعتراض کرنا کہ اللہ تعالیٰ
اس کے صدقہ سے غنی ہے زیادہ لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ یہ ریا کے لئے ہے اور اس پر
آیت کریمہ،

ان الذین یلمنون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات والذین کے شوق اور خوشی سے خیرات کرتے ہیں الزام

صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الخفض علی الصدقة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۶/۱
سنن النسائی باب التخصیص علی الصدقة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۵۶/۱-۳۵۵

لگاتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی نشانہ طعن بناتے
ہیں جو اپنی محنت و کوشش سے جو کچھ حاصل کر پاتے
ہیں راہِ خدا میں خرچ کر دیتے ہیں۔ (ت)

کا نازل ہونا، ایک بار تو یہیں صدقات کا چنڈہ ہونا اس کا اعتبار ہو جانا، ایک صحابی کا صرف ایک خوشنما
حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُسے سب سے اُوپر رکھنا وغیرہ وغیرہ وقائع کثیرہ صحاح وغیرہ
کتب احادیث میں مذکور مشہور ہیں۔ واللہ بخیرہ و تعالیٰ اعلم
۲۱ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بروز پنجشنبہ فاتحہ اور کھانے کا
ثواب میت کی رُوح کو بخش کر جو کچھ ممکن ہو سکے مساکینوں کو بھی دے دیا جائے اس کی نسبت کیا
حکم ہے؟

(۲) میت کے سیم میں جنوں پر کلہ شریف پڑنا اور پھران کو اور بتاشوں کو تقسیم کرنا چاہئے
یا نہیں؟

(۳) میت کے سیم کے چنے و بٹائے سوائے مساکین کے دوسرے کو لینا اور کھانا چاہئے
یا نہیں؟ بیٹنوا و توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

(۱) جائز اور مستحسن ہے اور باعثِ اجر و ثواب ہے اس کے لئے بھی اور اس میت مسلمان
کے لئے بھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من استطاع منکم ان ینفع اخاه فلینفعہ۔ جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے
تو اسے نفع پہنچائے (ت)

(۲ و ۳) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ صرف مساکین کو دیتے جائیں، اغنیاء کا نہ لینا بہتر ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سر و بیج مسئلہ جناب محمد عبدالرشید خاں صاحب ۱۹ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ
 زید کے پاس روپیہ کچھ روپیہ تو دہر حلال کا ہے اور کچھ ناجائز طور کا روپیہ اکٹھا جمع ہے زید یہ بات
 بھول گیا ہے کہ اس روپے میں جائز طور کا کتنا ہے اور ناجائز طور کا کتنا روپیہ ہے، اب اگر زید اس
 روپے سے خیرات کرنا چاہے تو کس طور سے کرے؟

الجواب

تقریباً کسے زیادہ سے زیادہ جہاں تک ناجائز روپیہ ہو اسے اصل مالوں یا وارثوں کو واپس
 دے اگر ان کا پتہ نہ ہو تو اس قدر کل تصدق کر دے باقی جتنا روپیہ اس کا رہ گیا ہے اس کا یہ مختار ہے
 تصدق وغیرہ جس صفت میں چاہے اٹھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ

کراچی میں مسلمانوں کا ایک یتیم خانہ کھلنے والا ہے جس میں وہابی، پنجابی، رافضی، لاندہ مہب
 سب جمع ہیں، سنی مسلمانوں کو اس یتیم خانہ میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر فی سبیل اللہ
 زکوٰۃ وغیرات کی مدد سے اس یتیم خانہ میں چندہ دیا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ اور وہ چندہ باعث ثواب
 ہوا یا موجب عذاب؟ جینا تو جروا۔

الجواب

اس میں احتمالاً دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ یتیموں کی تعلیم و تربیت کا تمام انتظام صرف اہلسنت
 کے ہاتھوں میں رہے کسی بد مذہب کا اس میں دخل نہ ہو، نہ ان کی صحبت بچوں کو رہے کہ وہ انھیں
 اغوا کر سکیں صرف بالائی باتوں میں ان کی شرکت ہو۔ دوسرے یہ کہ ان امور میں بھی انھیں مداخلت
 دی جائے یا کم از کم ان کی صحبت بدرہے جس سے بچوں کی گراہی منظر نہ ہو۔ صورت ثانیہ تو مطلقاً قطعی
 حرام و بدخواہی اسلام ہے اور اس میں چندہ دینا موجب عذاب و آثام۔ اور صورت اولیٰ شاید
 محض ایک خیالی ہو واقعہ بھی نہ ہو کہ جب وہ برابر کے شریک ہیں ہر کام میں برابر کی شرکت چاہیں گے،
 کیا وجہ ہے کہ وہ نہ غلام بن کر رہنے پر راضی ہوں اور بغرض باطل اگر ایسا ہو بھی تو ان کی صحبت ہم
 سے کبر و تکبر اور علماء و قضاہ فرماتے ہیں،

احکام، غالب حالات پر مبنی ہوا کرتے ہیں لہذا
 کسی نادار صورت کا اعتبار نہیں کیا جاتا
 چہ جائیکہ کسی رسمی اور فرضی صورت کا اعتبار ہو؟

ان الاحکام تبعی علی الغالب
 ولا یعتبر التام فی فضلاء عن
 الموهوم کما فی

فتح القدیر وغیرہ - جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)
 لہذا حکم وہی ہے کہ ایسی کچھڑی مطلقاً حرام ہے اور اس کی اعانت ہر طرح ناجائز، معذرت
 اگر فرض کر لیں کہ صورت اولی واقع ہو تو اس میں اہلسنت کو اُن بے دینوں کی مجالست مصاحبت
 توقیر سے چارہ نہ ہوگا اور یہ خود حرام ہے، قال اللہ تعالیٰ،
 واما ینبذک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین
 اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (ت)

اور حدیث میں ہے :
 من وقف صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام
 جس نے کسی بدعتی آدمی کی تعلیم کی اس نے بلاشبہ اسلام کے گرانے (مٹانے) پر امداد کی۔ (ت)

رسی زکوٰۃ اگر بطور چندہ دی گئی اور چندہ میں خلط کر لی گئی اور عام مصارف میں بلا لحاظ تملیک
 فقیر اٹھتی رہی جب تو ہرگز ادا نہ ہوگی اگرچہ تعلیم خاندان خاص اہلسنت کا ہو،
 لما صرحوا بہ ان سرکھا التملیک فلا تجوز فی بناء مسجد او تکفین میت وغیر ذلک
 اس لئے کہ ائمہ فقہ نے اس مسئلہ کی تصریح فرمائی کہ زکوٰۃ کا رکن تملیک ہے (یعنی زکوٰۃ لینے والے کو مال زکوٰۃ کا مالک بنا دینا) لہذا تعمیر مسجد اور تکفین میت اور اس نوع کی دیگر ضرورتوں میں زکوٰۃ جائز نہ ہوگی (اس لئے کہ اُن میں تملیک نہیں پائی جاتی) اور یہ بھی انہوں نے تصریح فرمائی کہ ایک مال کو دوسرے مال میں خلط کرنا یعنی طنا اسے نیست و نابود کر دینا ہے لہذا اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)
 اور اگر بطور زکوٰۃ دی جائے اور چار کھی جائے اور یتیموں فقیروں کے قبضہ میں دے کر تملیک

لے ماثیۃ الطحاوی علی مرقاۃ المفاتیح باب ما یضد العزم نور محمد کارخانہ کراچی ص ۳۷۰
 لے القرآن الکریم ۶/۶۸
 لے مشکوٰۃ النصاب کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنة مجتہدانی دہلی ص ۳۱
 شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶۱/۷

کردی جاسے پھر ان کے مصارف میں اٹھائی جائے تو ادا ہو جائے گی وان كان بعض المتقلین من غیر
 اهل الدین (اگرچہ بعض انتقام کرنے والے دیندار نہ ہوں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۹ از مقام کیلا کھڑا تحصیل بازپور ضلع نئی تالی مستولہ عبد الحمید خان مدرسہ زمانہ
 بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ
 جمرات کی فاتحہ یا بزرگوں کے عرس وغیرہ کا صحیح طور سے تحریر فرمائیں۔ زیادہ حدیث ادب۔

الجواب

جمرات کی فاتحہ جائز ہے۔ یہیں عرس اگر منکرات شرعیہ مثل مزا میر وغیرہ سے
 خالی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ مستولہ ماجد حسین ناظم انجمن تہذیب الاسلام بہرائچ پنجشنبہ ۲ شعبان ۱۳۳۴ھ
 کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام و مفتیان اسلام اس مسئلہ میں کہ ماہ شعبان کی چودھویں تاریخ
 کو عوام اہلسنت میں مدت بیسے دستور چلا آ رہا ہے کہ روزِ اپنا کر اُس پر حضرت اویس قرنی و حضرت عمرہ
 سیہ الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اپنے دوسرے خاندانی دُگوں کا فاتحہ کرتے ہیں اور کچھ حصہ
 محتاجوں کو اور باقی اعزاد و اقارب میں تقسیم کیا کرتے ہیں اور اس رسم کو لوگ بطور اتباع سلف کرتے ہیں
 بعض علماء نے اس رسم کو بے اصل اور ہنود کی رسوم کے مشابہ فرما کر روکتے ہیں اور بعض اس رواج
 کو بے ضرر جہاں کر منع نہیں فرماتے اور بعض کو اصرار ہے کہ یہ رواج قدیم ہے سبب نہیں ہے لہذا
 تارک کو غلطی کہتے ہیں، جواب دندان مشکن مفصل مدلل ارشاد فرمایا جائے، یہ رواج مسلمانوں
 میں کس زمانہ سے شروع ہوا ہے اور اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی اصلیت ہے یا نہیں فقط۔

الجواب

شریعت اسلامیہ میں ایصالِ ثواب کی اصل ہے اور صدقات مالہ کا ثواب باجماع ائمہ
 اہلسنت پہنچا ہے اور تخصیصات عرفیہ کو حدیث سے جائز فرمایا کہ
 صوم یوم السبت لا لک ولا علیک
 سینچر کا روزہ نہ تجھے مفید ہے اور نہ تیرے
 لئے نقصان دہ ہے۔ (ت)
 مانعین کی یہ جہالت ہے کہ جواز مخصوص کے لئے دلیل خصوص مانگتے ہیں اور منع خصوص کہتے

دلیل خصم جس نہیں دیتے ان سے پوچھتے تم جو منع کرتے ہو آیا اللہ و رسول نے منع کیا ہے یا اپنی طرف سے کہتے ہو، اگر اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھاؤ کہ کون سی آیت و حدیث میں ہے کہ علو ممنوع ہے یا حضرت سید الشہداء حمزہ یا حضرت خیر النبیین اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس کا ثواب پہنچانا ممنوع ہے یا اعزہ و اجناس اس کا تقسیم کرنا ممنوع ہے اور جب نہیں دکھا سکتے تو جہاں اللہ و رسول نے منع نہیں فرمائی تمہیں کے منع کرنے والے کون، واللہ اذناکم ام علی اللہ تفترون (کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹ لگاتے ہو۔ ت۔) واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ

رَادِ الْقَطْرِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِيرَانِ مُوَسَّاتَةَ الْفُقَرَاءِ

۱۲ (پڑوسیوں کی دعوت اور فقیروں کی غمخواری کے ذریعے قحط اور وباء کو ٹٹا دینے والا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ از کانپور مدرسہ فیض عام مدرسہ مولوی احمد اللہ تلیکڑ مولوی احمد حسن صاحب

۱۴ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے دیار میں اس طرح کا رواج ہے کہ کوئی بلا میں مبتلا ہو، چھپک و قحط سالی وغیرہ آجائے تو دفع بلا کے واسطے جمیع محلہ والے مل کر فی سبیل اللہ اپنی اپنی حسب استطاعت چادریں، گیہوں و پیسہ وغیرہ اٹھا کر کھانا پکاتے ہیں اور مولویوں اور ملاؤں کو بھی دعوت کر کے اسی لوگوں کو بھی کھاتے ہیں اور جمیع محلہ دار بھی کھاتے ہیں، آیا اس صورت میں محلہ دار کو طعام مطبوخہ کا کھانا جائز ہو گا یا نہ؟ طعام مطبوخہ کھانے کے لئے مانع و غیر مانع پر کیا حکم دیا جاتا ہے؟ یقیناً توجہ و ا (بیان کرد تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

عہد یعنی ہنگالہ میں کہ یہ سوال کانپور میں وہیں سے آیا تھا کانپور سے بغرض تحریر جواب بھیجا گیا ۱۲

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وضع البركة في
جماعة الاخوان وقطع المصلحة
بتواصل الاحباء والمجبرامن و
الصلوة والسلام على صاحب الشفاعة
محبب الدعوة ومحب الجماعة
واقم البلاء والنوباء والقحط و
المجاعة وعلو اله وصحبه و
جماعة المسلمين وعلينا فيهم
يا ارحم الراحمين آمين آمين
آمين يا مہربنا آمین !

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے بھائیوں
کے اجتماع میں برکت فرمائی اور اہل محبت اور
پڑوسیوں کی ملاقات و صلہ میں مصیبت کو
قطع فرمایا اور صلوة و سلام مانگب شفاعت
دعوت کو قبول، جماعت سے محبت، مصیبت و
بلا اور بھوک اور قحط کو دفع کرنے والی ذات پر
اور ان کی آل و اصحاب اور مسلمانوں کی جماعت اور
اس کے ساتھ ہم پر یا ارحم الراحمین، آمین آمین
اسے ہمارے رب آمین !

فعل مذکور بقصہ مسطور اور اہل دعوت کو وہ کھانا کھانا شرفاً جائز و روا، جس کی ممانعت
شرع مطہر میں اصلاً نہیں، قال الله تعالى :
ليس عليكم جناح ان تأكلوا جميعا او
اشتاتاً يالہ

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ کھانا مل کر یا
انگ انگ۔

تو سب منع شرعی از تکاب ممانعت بہالت و جرأت۔

وانا اقول وبالله التوفيق (اور میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے) نظر کیجئے
تو یہ عمل چند دواؤں کا نسخہ جامعہ ہے کہ اس سے مساکین و فقرا بھی کھائیں گے، علماء و صلحاء
بھی عزیز و رشتہ دار بھی قریب و اہل ہوا رہیں تو اس میں بعد از ابواب جنت آٹھ خوبیاں ہیں :

(۱) فضیلت صدقہ

(۲) خدمت صلحاء

(۳) صلہ رحم

(۴) مواساة جار

(۵) سلوک نیک سے مسلمانوں خصوصاً غریبار (۶) ان کی مرغوب چیزیں ان کے لئے مہیا
کا دل خوش کرنا۔

(۷) مسلمان بھائیوں کو کھانا دینا۔ (۸) مسلمانوں کا کھانے پر مجتمع ہونا۔

اور ان سب امور کو جب بریتِ صالحہ ہوں باذن اللہ تعالیٰ رضائے خدا عفو و خطا و دفع بلا میں دخل تام ہے ظاہر ہے کہ قطع و بیاہر مصیبت و بلا گناہوں کے سبب آتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وما اصابکم من مصیبة
فما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا، اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے۔ (ت)

تراسباب مغفرت و رضا و رحمت بلاشبہ اس کے عہدہ ملاقات ہیں۔

اب توفیق اللہ تعالیٰ احادیث سنئے،

حدیث ۱: حضور پرور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الصدقة لتطفى غضب السرب و
تدفع ميتة السوء۔ رواه الترمذی و
حسنہ وابن حبان فی صحیحہ عن انس بن
عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
جشک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو بجھاتا اور
بڑی موت کو دفع کرتا ہے (اسے ترمذی اور ابن حبان
نے اپنی صحیح میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا، ترمذی نے اسکی تحقیر کی۔ ت)

حدیث ۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فانها تقيم
العوج وتدفع ميتة السوء، الحديث،
رواه ابو یعلیٰ والبیہار عن الصدیق الاکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
دوزخ سے بچو اگرچہ آدھا چھوڑا دے کہ کہ وہ
کچی کو سپید جا اور بڑی موت کو دور کرے (ابو یعلیٰ
(ابو یعلیٰ اور بیہار نے اسے حدیث اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

سبح القرآن الکریم ۳۰/۴۲

سبح جامع الترمذی ابواب الزکوة باب ما جاء فی فضل الصدقة امین کمپنی دہلی ۸۳/۱

کنز العمال بحوالہ حب عن انس حدیث ۱۵۹۹۵ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۴۸/۶ و ۲۴۹

۳۵ مسند ابی یعلیٰ عن ابی بکر حدیث ۸۰ موسستہ علوم القرآن بیروت ۷۵/۱

کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۹۲۳ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۴۲/۱

حدیث ۳۲ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ان صدقة المسلم تزيد في العمر وتمنع
ميتة السود . رواه الطبرانی و ابو بكر بن عقيم
في جزئه عن عمرو بن عوف رضي الله
تعالى عنه .
بے شک مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بُری
موت کو روکتا ہے (اسے طبرانی اور ابوبکر بن عقیق
نے اپنی جزء میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۳۴ و ۵ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

الصدقة تطفى الخطيئة وتقى ميتة
السود . رواه الطبرانی في الكبير عن رافع
بن مكيث الجهني رضي الله تعالى عنه .
صدقہ گناہ کو بجھاتا ہے اور بُری موت سے بچاتا
ہے (اسے طبرانی نے کبیر میں رافع بن مکیث الجہنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
دوسری روایت میں ہے :

الصدقة تمنع ميتة السود . رواه احمد
عنه والقضاعي عن ابي هريرة رضي الله
تعالى عنهما .
صدقہ بُری موت کو روکتا ہے (اسے احمد نے
رافع بن مکیث سے اور قضاعی نے ابی ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۶ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

انه الله ليدرو بالصدقة سبعين بابا من
ميتة السود . رواه الامام عبد الله بن
مبارك في كتاب السجود عن انس بن مالك
رضي الله تعالى عنه .
بے شک عزوجل صدقہ کے سبب سے ستر
دروازے بُری موت کے دلیع فرماتا ہے (اسے
امام عبد اللہ بن مبارک نے کتاب البر میں انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۷ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

الصدقة تسد سبعين بابا من السود .
صدقہ ستر دروازے بُرائی کے بند کرتا ہے۔

لعمركم الكبير حدیث ۳۱ المكتبة الفقهية بيروت ۲۲ / ۱۴ و ۲۳

لعمركم الترغيب والترهيب بحوالہ الطبرانی فی الکبیر الترغيب في الصدقة حدیث ۳۴ مصطفیٰ البانی مصر ۲۱ / ۶

لعمركم كنز العمال بحوالہ القضاعي عن ابی ہریرة حدیث ۱۵۹۸۱ موسسة الرسالة بيروت ۲۳۵ / ۹

لعمركم الترغيب والترهيب بحوالہ ابن البر فی کتاب البر الترغيب في الصدقة حدیث ۲۱ مصطفیٰ البانی مصر ۱۲ / ۶

دواء الطبرانی فی الکبیر عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(اسے طبرانی نے کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
الصدقة تنمى سبعين نوعا من انواع
البلاء اهلونها الجذام والجرب - سدا
الخطيئة عن انس رضي الله تعالى عنه۔
صدقہ شتر بلا کو روکتا ہے جن کی آسان تر بدن
بگڑنا اور سپید داغ ہیں (والعیاذ باللہ تعالیٰ)
(اسے خطیب نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ت)

حدیث ۹ و ۱۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
يا كروا بالصدقة فان البلاء لا يخطاها
رواه الطبرانی عن امير المؤمنين علي و
البيهقي عن انس رضي الله تعالى عنها۔
صبح تو کے صدقہ دو کر بلا صدقہ سے آگے قدم
نہیں بڑھاتی (اسے طبرانی نے امیر المؤمنین حضرت
علی اور بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
الصدقات بالغدوات يذهب بها هات
رواه الديلمی عن انس رضي الله تعالى
عنه۔
صبح کے صدقے آفتوں کو دفع کر دیتے ہیں۔
(اس کو دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
الصدقة تنمى القضاء السوء۔
صدقہ بُری قضا کو مائل دیتا ہے۔ (اس کو

- ۱۔ مجمع البحیر عن رافع بن خدیج حدیث ۲۰۲ م المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۶۴/م
۲۔ تاریخ البخداد ترجمہ ۳۲۹ م الحارث بن نعمان دار الکتاب العربی بیروت ۲۰۸/م
۳۔ مجمع الاوسط حدیث ۵۱۴۹ م مکتبۃ المعارف ریاض ۲۹۹/۹
۴۔ السنن الکبریٰ کتاب الزکوۃ باب فضل من اصبح صائما دار صادر بیروت ۱۸۹/م
۵۔ الفردوس بما ثور الخطاب حدیث ۳۴۳۰ م دار المکتبۃ العلمیۃ بیروت ۴۱۴/۲
۶۔ الجامع الصغیر بحوالہ الفردوس عن انس حدیث ۵۱۴۰ م دار المکتبۃ العلمیۃ بیروت ۴۱۴/۲

رواہ ابن عساکر عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ابن عساکر نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۳ | ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

صلوا الذی بینکم و بین ربکم بکثرة ذکرکم
لہ و کثرة الصدقة بالسرو العلانية
توزقوا و تنصروا و تعجبوا۔ ص ۷۱ و ۷۲
ابن عساکر نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا۔ (ت)

حدیث ۱۴ | ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

الصدقة تطفئ الخطیئة كما يطفئ الماء
النار۔ مرواہ الترمذی و قال حسن صحیح
عن معاذ بن جبل و نحوه ابن حبان فی
صحیحہ عن کعب بن عجرة و کابی یعلیٰ
بسند صحیح عن جابر رضی اللہ تعالیٰ
عنہم و ابن المبارک عن عکرمہ مرسلاً
بسند حسن۔

صدق گناہ کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو (روایت
کیا اسے ترمذی نے اور حسن صحیح کہا معاذ بن
جبل سے اور ایسے ہی ابن حبان نے اپنی صحیح میں
کعب بن عجرہ سے، جیسے ابی لیلیٰ نے بسند صحیح
جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ابن مبارک
نے عکرمہ سے مرسلاً بسند حسن۔ (ت)

حدیث ۱۵ | ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

مثل المؤمن و مثل الايمان كمثل
الفرس في اخبثه يحبول ثم
مسلمان اور ایمان کی کہاوت ایسی ہے جیسے
چراگاہ میں گڑا اپنی رسی سے بندھا ہوا کہ

۱۹۸/۵ | تہذیب تاریخ دمشق البکیر ترجمہ المفصل البزاز دار احیاء التراث العربی بیروت

۷۷ | سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب فرض الجمعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۸۶/۲ | جامع الترمذی ابواب الایمان باب ما جاء فی حرمۃ الصلوٰۃ امین کمپنی دہلی

۳۷۸ | موارد النظم حدیث ۱۵۶۹ المکتبۃ السلفیۃ مکتبۃ المکرّم

یرجع الی اخیته وان المؤمن یسهو شر یرجع الی الایمان فاطعموا طعامکم
 الاققیاء واولوا صبر و فکم المؤمنین ۔
 رواه البیهقی فی شعب الایمان و
 ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی سعید الخدری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
 چاروں طرف چو کر پھر اپنی بندش کی طرف پلٹ آتا
 ہے ، یوں ہی مسلمان سے تجاوز ہو جاتی ہے پھر
 ایمان کی طرف رجوع لاتا ہے تو اپنا کھانا پرہیزگاروں
 کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مسلمانوں کو دور
 (اسے بہیقی نے شعب الایمان میں اور ابو نعیم نے
 حلیہ میں ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا ۔ ت)

اس حدیث سے ظاہر کہ معاویہ گناہ میں نیکیوں کو کھانا کھانا اور عام مسلمانوں کے ساتھ اچھا
 سلوک کرنا چاہئے ۔

حدیث ۱۹ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،
 الصدقة وصلۃ الرحم یرید اللہ بہما
 فی العسر ویدفع بہما جستۃ المسوء
 ویدفع بہما المکروہ والمحدثہ ۔ رواہ
 ابو یعلیٰ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
 بے شک صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے
 اللہ تعالیٰ غم بڑھاتا ہے اور بڑی موت کو دفع
 کرتا ہے اور مکروہ اور محدثہ (اے ابو یعلیٰ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کیا ۔ ت)

حدیث ۲۰ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،
 من احب ان یبسط لہ فی
 سرائقہ ویفساکہ فی اشراء
 فلیصل سرحہ ۔ رواہ البخاری عن
 ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
 جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت
 مال میں برکت ہو ، وہ اپنے رشتہ داروں سے
 نیک سلوک کرے (اسے امام بخاری نے
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ۔ ت)

۴۵۲/۷	دارالکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۱۰۹۶۴	لے شعب الایمان
۱۷۹/۸	"	عبد اللہ بن مبارک	طیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۹۷
۱۴۷/۴	موسسۃ علوم القرآن بیروت	حدیث ۴۸۰	لے مسند ابویعلیٰ عن انس بن مالک
۱۵۱/۸	دارالکتب بیروت	باب صلۃ الرحم وقطعہا	مجمع الزوائد بحوالہ ابی یعلیٰ
۸۸۵/۴	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب من یبسط لہ فی الرزق الخ	لے صحیح البخاری کتاب الادب

حدیث ۲۱ و ۲۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من سرہ ان یصلہ فی عمرہ ویومع لہ فی رزقہ ویدفع عنہ میسۃ السوء فلیتق الله ویصل رحمہ - رواہ عبد اللہ ابن الامام فی زوائد المسند والبیزار بسند جید والمحاکم فی المستدرک عن اصیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ والمحاکم نحوہ فی حدیث عن حقیۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جیسے خوش آئے کہ اسی کی عمر دراز، رزق وسیع اور بری موت دفع ہو وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے رشتہ داروں کی نیکی سلوک کو سزا سے عبد اللہ ابن امام نے زوائد المسند میں اور بزار نے بسند جید ۱۔ غاکم نے مستدرک میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور یونہی حاکم نے حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں روایت کیا۔ ت۔

حدیث ۲۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

صلة القرابة مثراة فی المال محبۃ فی الاہل منسأة فی الاجل۔ رواہ الطبرانی بسند صحیح عن عمرو بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قریبی رشتہ داروں سے سلوک مال کا بہت بڑھانے والا، آپس میں بہت محبت دلانے والا عمر کا زیادہ کرنے والا ہے (اسے طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ عمرو بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت۔)

حدیث ۲۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

صلة الرحم تزيد فی العمر۔ رواہ القضاعی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صلہ رحم سے عمر بڑھتی ہے (اسے قضاعی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت۔)

حدیث ۲۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لے الترغیب والترہیب بحوالہ زوائد مسند والبیزار والمحاکم الترغیب ص ۳۳۵/۲
المستدرک کتاب البر والصلۃ دار الفکر بیروت ۱۶۰/۲
۲ المعجم الاوسط حدیث ۸۰۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۳۹۶/۸
۳ کنز العمال بحوالہ القضاعی عن ابن مسعود حدیث ۶۹۰۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳۵۶/۳

ان اجل البرقوا بالصلة الرحم حتى انت
اهل البيت ليكونون فجرة فتنوا اموالهم
ويكثر عددهم اذا اتوا صلوا۔ رواه الطبرانی
عن ابی بکرۃ رضى الله تعالى
عنه۔

بے شک سب نیکیوں میں جلد تر ثواب میں
صلہ رحم ہے یہاں تک کہ گھروالے فاسق بھی ہوں
تو ان کے مال زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے
شمار بڑھتے ہیں جب آپس میں صلہ رحم کھیں۔
(اسے طبرانی نے ابی بکرۃ رضى الله تعالى عنه سے
روایت کیا۔ ت)

دوسری روایت میں اتنا اور ہے،
وما من اهل بیت يتوا صلوات
فيحتاجون۔ رواه ابن ماجہ في
صحيحه۔

کوئی گھروالے ایسے نہیں کہ آپس میں صلہ رحم
کریں پھر محتاج ہو جائیں (اسے ابن ماجہ
نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۲۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
صلة الرحم وحسن الخلق وحسن الجوار
يعمر الديار ويزين في الاعمار۔
رواه الامام احمد والبيهقي في
الشعب بسند صحيح على اصولنا عن ام المؤمنين
الصدیقة رضى الله تعالى عنها۔

صلہ رحم اور نیک خوئی اور چھسایہ سے نیک سلوک
شہروں کو آباد اور گروں کو زیادہ کر سکتے ہیں،
(اسے امام احمد اور بیہقی نے شعب میں بسند صحیح
ہمارے اصول پر ام المؤمنین الصدیقة رضى الله
تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۲۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
صنائع المعروف تنقي مصارع السوء و
الافات الهندكيات و اهل المعروف في

نیک سلوک کے کام بُری موتوں، آفتوں، ہلاکتوں
سے بچاتے ہیں اور دنیا میں احسان والے

۱۵۲/۱	۱۵۲/۱	معجم الزوائد کتاب البر والصلۃ باب صلۃ الرحم وقلمنا دار الکتب بیروت
۵۶/۲	۵۶/۲	المعجم الاوسط حدیث مکتبۃ المعارف ریاض
۲۹۹ ص	۲۹۹ ص	۲۰۳۸ باب صلۃ الرحم حدیث ۲۰۳۸ الطبعة السلفیة مکتبۃ المکرمة
۲۲۶/۶	۲۲۶/۶	۹۹۶۹ حدیث دار الکتب العربیہ بیروت
۳۵۶/۳	۳۵۶/۳	کنز العمال بحوالہ رحم حب عن عائشہ حدیث ۹۹۱۰ موسسة الرسالة بیروت

الدنيا هم اهل المعروف في الآخرة۔
 رواه الحاكم في المستدرک عن انس
 رضي الله تعالى عنه۔
 وہی آخرت میں احسان والے ہوں گے (اسے
 حاکم نے مستدرک میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
 صنائب المعروف تقى مصارع السوء و
 الصدقة غفيا تطفئ غضب الربوب
 وصلة الرحم زيادة في العمر وكل معروف عند اهل
 المعروف في الدنيا هم اهل المعروف
 في الآخرة واهل المنكر في الدنيا
 هم اهل المنكر في الآخرة واول من
 يدخل الجنة اهل المعروف۔
 رواه الطبرانی في الاوسط عن
 المؤمنين ام سلمة رضي الله تعالى
 عنها۔
 بھلائیوں کے کام بُری موتوں سے بچاتے ہیں
 اور پوشیدہ خیرات رب کا غضب بجھاتی ہے
 اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک عمر میں برکت کا
 اور ہر نیک سلوک (کچھ ہو کسی کے ساتھ ہو) سب
 صدقہ ہے اور دنیا میں احسان والے ہی آخرت
 میں احسان پائیں گے اور دنیا میں بدی والے
 وہی جہنم میں بدی دیکھیں گے اور سب میں پہلے
 جو بہشت میں جائیں گے وہ نیک برتاؤ والے ہیں
 (اسے طبرانی نے اوسط میں ام المؤمنین ام سلمہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
 ان من موجبات المغفرة ادخالك السوء
 على اخيك المسلم۔ رواه الطبرانی
 في الكبير والاضواء عن الامام سيدنا
 الحسن بن علي كرم الله تعالى وجوهما۔
 بے شک مغفرت واجب کر دینے والی چیزوں
 میں سے تیرا اپنے بھائی مسلمان کا جی خوش کرنا
 (اسے طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں امام
 سیدنا الحسن بن علی کرم اللہ وجوہہما سے
 روایت کیا۔ ت)

۲۴۳/۴	مکتبہ المعارف ریاض	حدیث ۲۰۸۲	مکتبہ المعارف ریاض	۲۴۳/۴
۵۱۵۰/۷	مکتبہ المعارف ریاض	حدیث ۲۰۸۲	مکتبہ المعارف ریاض	۵۱۵۰/۷
۸۵۹ ۸۳/۳	مکتبہ المعارف ریاض	حدیث ۲۰۸۲	مکتبہ المعارف ریاض	۸۵۹ ۸۳/۳
۱۱۹/۴	مکتبہ المعارف ریاض	حدیث ۲۰۸۲	مکتبہ المعارف ریاض	۱۱۹/۴

حدیث ۳۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

احب الاعمال الى الله تعالى بعد الفرائض
ادخال السرور على المسلم - رواه قتيبة
عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما -
اللہ تعالیٰ کے فرعون کے بعد سب اعمال سے
زیادہ پیارا اعلیٰ مسلمان کا جی خوش کرنا ہے (طبرانی نے
دونوں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۳۱ تا ۳۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

افضل الاعمال ادخال السرور على المؤمن
كسوت غوريته او اشبع جوفته او قضيت
له حاجة - رواه في الاوسط
عن امير المؤمنين عمر الفاروق
الا عظم ونحوه ابو الشيخ في الثواب و
الا صبهاني في حديث عن ابنه عبد الله و
ابن ابی الدنيا عن بعض اصحاب النسبي
صلى الله تعالى عليه وسلم -
سب سے افضل کام مسلمانوں کا جی خوش کرنا
ہے کہ تو اس کا بدن ڈھانکے یا بھوک میں پیٹ
بھرے یا اس کا کوئی کام پورا کرے۔ (اسے
اوسط میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم سے اور
ایلیہ ہی ابو الشیخ نے ثواب میں اور اصبهانی نے
اپنے بیٹے عبد اللہ کی حدیث میں اور ابن ابی الدنیا
نے بعض اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۳۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من وافق من اخيه شهوة غفوليه
وراء العقيلي والبزار والطبراني
في الكبير عن ابن السدر رضي
الله تعالى عنه و له
یعنی جس مسلمان کا جی کسی کھانے پینے یا کسی قسم
سلاخی چیز کو چاہتا ہو اتفاق سے دوسرا اس
کے لئے وہی شے عطا کر دے اللہ عز و جل
اس کے لئے مغفرت فرمائے (اسے عقیلی، بزار

۱۔ اتحاف السادة المتقين بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب الطب الباطنی دار الفکر بیروت ۲۹۳/۶
المعجم الاوسط حدیث ۷۰۷ مکتبہ المعارف ریاض
۲۔ الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی فی الاوسط الترغیب قضا حوالہ المسلمین حدیث ۱۹ معطف ابی البکر
۳۔ الضعفاء الکبیر ترجمہ نصر بن نجیح الباطنی دار المکتب العلمیہ بیروت ۲۹۲/۴
مجموع الزوائد بحوالہ الطبرانی والبزار کتاب الطب الباطنی فی من اخیه شهوة دار المکتب بیروت ۱۸/۵

شواہد فی الاذی .

اور طبرانی نے کبیر میں ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور لاالی میں اسکے شواہد ہیں (ج)

حدیث ۳۵ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من اطعم اخاه المسلم شہوتہ حرمہ
اللہ علی النار۔ رواہ البیہقی فی
شعب الایمان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

جو اپنے بھائی مسلمان کو اس کی چاہت کی چیز
کھلائے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حیرام
کر دے (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے)

حدیث ۳۶ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من موجبات الرحمة اطعام المسکین
المسکین۔ رواہ المحاکم وصحیحہ ونحوہ
البیہقی و ابو الشیخ فی الثواب عن جابر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رحمت الہی واجب کر دینے والی چیزوں میں ہے
غریب مسلمانوں کو کھانا کھلانا (روایت کیا اسے
حاکم نے اور اس کی تصحیح کی اور ایسے ہی بیہقی و ابو الشیخ
نے کتاب میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ت)

حدیث ۳۷ تا ۳۹ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

الدرجات افشاء السلام و اطعام الطعام
و الصلاة باللیل والناس نيام
قطعة من حدیث جلیل نفیس جمیل
مشہور مستفید مفید مضرب ، رواہ
اصام الاثمة ابو حنیفہ و الامام احمد
وعبد الرزاق فی مصنفہ والترمذی
و الطبرانی عن ابن عباس ،

یعنی اللہ عزوجل کے یہاں درجہ بلند کرنے والے
ہیں سلام کا پھیلانا اور ہر طرح کے لوگوں کو کھانا
کھلانا اور رات کو لوگوں کے سوتے میں ناز پر ملنا۔
(یہ حدیث جلیل نفیس جمیل مشہور مستفید مفید مضرب
کا ایک ٹکڑا ہے۔ روایت کیا اسے امام الاثمة
ابو حنیفہ اور امام احمد اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف
میں اور ترمذی اور طبرانی نے ابن عباس سے ،

لشعب الایمان حدیث ۲۲۸۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۲۲

للمستدرک للحاکم کتاب التفسیر تحت سورة البقرة دار الفکر بیروت ۲/۵۲۴

لشعب الایمان حدیث ۳۳۶۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۲۱۶

الترغیب والترہیب بحوالہ الحاکم والبیہقی الترغیب فی الطعام حدیث ۹ مصطفیٰ ابابائی مصر ۲/۶۴

لکجامع الترمذی الجواب لتفسیر سورة ص امین کمپنی دہلی ۱۵۵/۲ و مسند احمد بن حنبل ۱/۲۶۸

واحمد والتومذی والطبرانی وابن مردويه
عن معاذ بن جبل وابن خزيمة و
الدارمی والبغوی وابن السکن وابو نعیم
وابن بسطة عن عبد الرحمن بن عائش
واحمد والطبرانی عنه عن صحابہ و
البزار عن ابن عمر وعن ثوبان
والطبرانی عن ابی امامة وابن قانع
عن ابی عبيدة بن الجراح والدارقطني
وابوبکر النیسابوری في الزيادات
عن انس وابوالفضل في العتل
تعلیقاً عن ابی هريرة وابن ابی شعبة
مرسل عن عبد الرحمن بن سابط رضي الله
تعالى عنهم

اور احمد اور ترمذی اور طبرانی اور ابن مردويه نے
معاذ بن جبل سے ، اور ابن خزیمہ اور دارمی اور
بنوئی اور ابن سکین اور ابو نعیم اور ابن بسطہ
نے عبد الرحمن بن عائش سے اور احمد اور طبرانی نے اس
سے صحابی سے اور بزار نے ابن عمر سے ، ابن کثیر
نے ثوبان سے ، اور طبرانی نے ابو امامہ سے ۔
اور ابن قانع نے ابو عیبة بن جراح اور دارقطنی اور
ابوبکر نسایپوری نے زیادہ است میں
حضرت انس سے اور ابو الفضل نے
عتل میں حضرت ابو ہریرہ سے تعلیقاً
اور ابن ابی شعیبہ نے مرسل حضرت
عبد الرحمن بن سابط رضی اللہ تعالیٰ
عنہم ۔

- ۱۔ جامع الترمذی ابواب التفسیر تفسیر سورہ ص امین کمپنی دہلی ۱۵۶/۲
مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن جبل مکتب الاسلامی بیروت ۲۴۲/۵
۲۔ عن عبد الرحمن بن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " " " ۱۹۶/۴
عن مجمع الزوائد عن ثوبان وابن عمر کتاب تفسیر باب ما جاء في آراء النبي في المنام دار الكتاب بيروت ۱۴۷/۷
عن المعجم الكبير عن ابی امامة حدیث ۱۱۱ مکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۲۹/۸
عن الدر المنثور بحوالہ الخطیب عن ابی عیبة سورۃ ص مکتبۃ آية الله المعلى قم ایران ۳۲۰/۵
العلل المتناہیة باب فی ذکر الصورة حدیث ۱۰ دار نشر مکتب الاسلامیہ لاہور ۱۶/۱
۳۔ کنز العمال عن انس حدیث ۴۴۳۲۱ موسسة الرسالة بیروت ۲۴۶۵/۱۶
عن العلل المتناہیة عن ابی هريرة باب فی ذکر الصورة دار نشر مکتب الاسلامیہ لاہور ۲۰/۱
عن العلل المتناہیة باب فی ذکر الصورة " " " " " " " " ۲۰/۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افہامی کے دیدار
والی روایت جس میں ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی
شایان شان کفہ مبارک کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے کندھوں کے درمیان رکھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام فرماتے ہیں تو میرے لئے ہر چیز روشن
ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔ دوسری روایت میں
ہے میں نے معلوم کر لی جو چیز بھی زمین و آسمانوں
میں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے مشرق
و مغرب میں جو کچھ ہے اور ہم نے اس حدیث کو
”مرفقات المفاتیح“ کتاب ”سلطنة مصطفى في ملكوت كل الوری“

فی رؤیة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرب
عز وجل ووضعه تعالیٰ کفہ کما یلیق بجلالہ العظیم
بین کتفیه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فتجلی لی کل شیء وعرفت وفی رواية فعلت
ما فی السموات والارضین وفی اخری ما بین
المشرق والمغرب وقد ذکرناہ مع تفصیل
طرقہ وتنوع الفاظہ فی کتاب السیارات
ان شاء اللہ تعالیٰ سلطنة المصطفیٰ فی
ملکوت کل الوری والحمد للہ ما اذنب
اس کے فرق کی تفصیل اور اختلاف الفاظ کو اپنی مبارک کتاب ”سلطنة مصطفى في ملكوت كل الوری“
میں ذکر کر دیا ہے الحمد للہ۔ (ت)

مرقاۃ شریف میں ہے ۱

کھانا کھانا یعنی ہر خاص و عام کو کھانا دینا۔
مراد ہے۔ (ت)

اطعام الطعام ای اعطائے للنامہ من
الخاص والعام

حدیث ۱۴۸۱ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدؐ مٹانے والے ہیں کھانا کھانا ۱۱۱ سلام
ظاہر کرنا اور شب کو لوگوں کے سوتے میں نماز
پڑھنا (اسے حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

الکفارات اطعام الطعام واقشاء السلام
والصلوة باللیل والناس نيام۔ دواہ
الحاکم وصحیح سندۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

۲۰/۱	دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور	باب فی ذکر حدیث ۱۴۸۱	سۃ العلل المتناجیہ
۱۴۹/۴	دار الکتب بیروت	باب فیما رواہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام	سۃ مجمع الزوائد
۱۵۶/۲	امین کمپنی دہلی	ابواب التفسیر تفسیر سورۃ ص	سۃ جامع الترمذی
۲۵۶۰۲۳۲/۲	المکتبۃ حبیبیہ کوشٹہ	باب المساجد	سۃ مرفقات المفاتیح کتاب الصلوٰۃ
۱۲۹/۷	دار الفکر بیروت	فضیلۃ اطعام الطعام	سۃ المستدرک للحاکم کتاب لاطعمہ

حدیث ۴۸ ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من اطعم اخاه حتی یثبعہ و سقاه
من الماء حتی یرویہ باعد اللہ من
النار سبع خنادق ما بین کل خندقین
مسیرة خمس مائة عام - رواه الطبرانی
فی الکبیر و ابوالشیخ فی الثواب و المحاکم
مصححاً سندہ و البیہقی عن ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما .

جو اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے
پانیس بھر پانی پلائے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے
سات کھاتیاں دُور کر دے ہر کھائی سے دوسری
تک پانچ سو برس کی راہ - (اسے طبرانی نے کبیر میں اور
ابوالشیخ نے ثواب میں اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ
اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا . ت)

حدیث ۴۹ ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ان اللہ عز وجل یناہی ملکته بالذین
یطعمون الطعام من عبیدہ - رواه
ابوالشیخ عن الحسن البصری
مرسلہ .

اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے جو لوگوں کو کھانا
کھلاتے ہیں اپنے فرشتوں کے ساتھ مبادت
فرماتا ہے کہ دیکھو فضیلت اسے کتے ہیں ، (اسے
ابوالشیخ نے حسن بصری سے مرسلہ روایت کیا تھا)

حدیث ۵۰ و ۵۱ ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

الخیر سریع الی البیت الذی یوکل فیہ من
الشجرة الف سنام البعیر .
رواه ابن ماجہ عن ابن
عباس و ابن الجندی عن

خیر و برکت اس گھر کی طرف جس میں دو گوں کو کھانا
کھلایا جائے اس سے بھی زیادہ جلد پہنچتی ہے جتنی
جلد چھری کو بان شتر کی طرف (کہ اونٹ ذبح کر کے
سب سے پہلے اس کا کو بان تراشے ہیں) دے

۱۔ الترغیب والترہیب فی اطعام الطعام الخ حدیث ۱۴ مصطفیٰ البابی مصر ۶۵/۴
مجموع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر باب غنیم علیہ السلام دار الکتاب بیروت ۱۳۰/۲
المستدرک للحاکم کتاب الاطعمہ فضیلة اطعام الطعام دار الفکر بیروت ۱۲۹/۴
شعب الایمان حدیث ۳۳۶۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱۸/۴
۲۔ الترغیب والترہیب بحوالہ ابی شیخ فی الثواب مرسلہ مصطفیٰ البابی مصر ۶۸/۲
۳۔ شتر ابن ماجہ ابواب الاطعمہ باب الضیافة اربع ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۸ و ۲۴۹
الترغیب والترہیب بحوالہ ابی ماجہ وابن ابی الدنیا مصطفیٰ البابی مصر ۲۴۲/۴

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم -

ابن ماجہ نے ابن عباس سے اور ابن ابی الدنیا نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۵۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

الملائكة تصلي على احدكم ما دامت مأثنته موضوعه - رواه الاصبهاني عن امة المؤمنين الصديقة مرضى الله تعالى عنها -
جب تک تم میں سے کسی کا دسترخوان بچھا ہے اتنی دیر فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ (اسے اصبحانی نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۵۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

الضعيف ياتي برزقه ويرتحل بذنوب القوم يمحس عنهم ذنوبهم - رواه ابو الشيخ عن ابی الدرداء مرضى الله تعالى عنه -
مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والوں کے گناہ لے کر جاتا ہے، ان کے گناہ مٹا دیتا ہے (اسے ابوالشیخ نے ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۵۴: سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہ جتہ اکرم وعلیہ وبارک وسلم کی حدیث میں ہے،

لان اطعم اخی فی الله نقمة احب الی من ان تصدق علی مسکین بدرهم ولان اعطی اخی فی الله درهم احب الی من ان تصدق علی مسکین بمائة درهم، رواه ابو الشيخ فی الثواب عنه عن جید صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم
بے شک میرا اپنے کسی دینی بھائی کو ایک نوالہ کھلانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مسکین کو ایک روپیہ دوں اور اپنے دینی بھائی کو ایک روپیہ دینا مجھے اس سے زیادہ پیارا ہے کہ مسکین پر سو روپیہ خیرات کروں۔ (اسے ابوالشیخ نے ثواب میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انمول نے اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ الترغیب والترہیب بحوالہ اصبحانی حدیث ۱۳ مصطفیٰ البابی مصر ۲/۲۷۲
۲۔ کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ عن ابی الدرداء حدیث ۲۵۸۳۵ موسۃ الرسالہ بیروت ۹/۲۴۲
۳۔ الترغیب والترہیب بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۲۴ مصطفیٰ البابی مصر ۲/۶۸

ولعل الأظهر وقفه كالذي يليه۔

حدیث ۵۵ : سیدنا امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی فرماتے ہیں،
 لان اجمع نعم امن اخوانی علی صاع او
 صاعین من طعام احب الی من ادخل
 سوقکم فاشتری رقبۃ فاعتقہا۔ سواہ
 منہ دقا علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 میں اپنے چند برادران دینی کو تین سیر چھ سیر کھانے
 پر اکٹھا کروں تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے
 کہ تمہارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید
 آزاد کر دوں۔ اسے ابو ایوبؓ نے حضرت علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث ۵۶ : کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں کرتے فرمایا : اکٹھے ہو کر کھاتے ہو یا الگ الگ ؟ عرض کی : الگ الگ ۔ فرمایا :
اجتمعوا علی طعامکم وادعوا اسم اللہ ببارککم فیہ ۔ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ
وہ بیان عن وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
جمع ہو کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو تمہارے لئے اسی میں برکت رکھی جائے گی (اسے ابو داؤد ابن ماجہ اور حبان نے وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۔ ت)

حدیث ۵۷ : فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،
 کلوا جمیعاً ولا تفرقوا فان البرکۃ مع
 الجماعة ۔ رواہ ابن ماجہ ^{صحیح} والعسکری
 اصل کرکھاؤ اور جدا نہ ہو کہ برکت جماعت کے
 ساتھ ہے (اسے ابن ماجہ اور عسکری نے مرسل

عہ اظہر یہ ہے کہ یہ حدیث آئندہ حدیث کی طرح حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے یعنی اسکا فرمان ہے:

[illegible]

فی الواعظین امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔
 میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن
 روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۵۸: ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 البرکة فی ثلثة فی الجماعة والتزید
 والمسحور رواة الطبرانی فی الکبیر والبیہقی
 فی الشعب عن سلمان رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ۔
 برکت تین چیزوں میں ہے مسلمانوں کے اجتماع
 اور طعام ثرید اور طعام سحری میں۔ (اسے طبرانی
 نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب میں سلمان
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۵۹: ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 طعام الواحد یکنی الاثنین و طعام
 الاثنین یکنی الاربعۃ و ید اللہ علی
 الجماعة۔ رواہ البزار عن مسروق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ۔
 ایک آدمی کی خوراک دو کو کفایت کرتی ہے اور
 دو کی خوراک چار کو، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت
 پر ہے (اسے بزار نے مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۶۰: ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 ان احب الطعام الی اللہ تعالیٰ ما کثرت
 علیہ الایدی۔ رواہ ابو یعلیٰ
 والطبرانی و ابوالشیخ عن
 جابر عن اللہ تعالیٰ
 عنہ۔
 بے شک سب کھانوں میں زیادہ پیارا اللہ
 عز وجل کو وہ کھانا ہے جس پر بہت سے ہاتھ
 ہوں (یعنی جتنے آدمی مل کر کھائیں گے اتنا ہی
 اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوگا) (اسے ابو یعلیٰ
 اور طبرانی اور ابوالشیخ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت کیا۔ ت)

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جو مسلمان اس عمل میں نیک نیت پاک مال سے

۱۵۱/۶ المکتبۃ القیصلیہ بیروت
 شعب الایمان حدیث ۷۵۲۰ دار المکتبۃ العلمیہ بیروت
 ۶۸/۶
 ۳۳۳/۳ کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الاطعمہ باب الاجتماع علی الطعام حوتہ الرسالہ بیروت
 ۱۳۴/۳ سئل الترغیب والترہیب بحوالہ ابی یعلیٰ والطبرانی و ابی الشیخ عن جابر مصطفیٰ للابی مصر

شریک ہوں گے انھیں کرم الہی و انعام حضرت رسالت پناہی تعالیٰ ربہ و تکرم و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ۲۵ فائدے ملنے کی امید ہے:

- (۱) باذنہ تعالیٰ بڑی موت سے بچیں گے (حدیث ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۹-۱۹-۲۱-۲۲-۲۴-۲۸ گیارہ حدیثیں) ستر دروازے بڑی موت کے بند ہونگے۔ حدیث ۶۔
- (۲) عمریں زیادہ ہوں گی۔ حدیث ۲-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۸ نو حدیثیں۔
- (۳) ان کی گفتی بڑھے گی۔ حدیث ۲۵ یہ تین فائدے خاص دفع و با سے متعلق ہیں۔
- (۴) رزق کی وسعت مال کی کثرت ہوگی۔ حدیث ۱۳-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۵ چھ حدیثیں۔ اس کی عادت سے کبھی محتاج نہ ہوں گے۔ حدیث ۲۵۔
- (۵) خیر و برکت پائیں گے۔ حدیث ۵۰-۵۱-۵۶-۵۷-۵۸ پانچ حدیثیں، یہ دونوں فائدے دفع قحط سے متعلق ہیں۔
- (۶) آفتیں بلائیں دور ہوں گی۔ حدیث ۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۲۴ سات حدیثیں۔ بڑی قضاٹے کی حدیث ۲۔ ستر دروازے بڑی موت کے بند ہونگے حدیث ۷۔ ستر قسم کی بلا دور ہوگی حدیث ۸۔
- (۷) ان کے شہر آباد ہوں گے۔ حدیث ۲۶۔
- (۸) شکستہ حالی دور ہوگی۔ حدیث ۱۳۔
- (۹) خوف اندیشہ زائل اور اطمینان خاطر حاصل ہوگا۔ حدیث ۱۹۔
- (۱۰) بدو الہی شامل حال ہوگی۔ حدیث ۱۳-۵۹ دو حدیثیں۔
- (۱۱) رحمت الہی ان کے لئے واجب ہوگی۔ حدیث ۳۶۔
- (۱۲) ملائکہ ان پر درود بھیجیں گے۔ حدیث ۵۲۔
- (۱۳) رضائے الہی کے کام کریں گے۔ حدیث ۲۰-۲۱-۲۲-۳۳-۶۰ پانچ حدیثیں۔
- (۱۴) غضب الہی ان پر سے زائل ہوگا۔ حدیث ۱۔
- (۱۵) ان کے گناہ بخشے جائیں گے۔ حدیث ۴-۵-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۲۹-۳۳۔
- ۴۷-۵۳ گیارہ حدیثیں۔ مغفرت ان کے لئے واجب ہوگی۔ حدیث ۲۹۔ ان کے گناہوں کی آگ بجھ جائے گی۔ حدیث ۴-۵-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷ چھ حدیثیں۔ یہ دس فائدے دفع قحط و وبا ہرگز نہ امراض و بلا و قضا سے حاجات و برکات و مسادات کو مفید ہیں۔

- (۱۶) خدمتِ اہلِ دین میں صدقہ سے بڑھ کر ثواب پائیں گے۔ حدیث ۵۴۔
- (۱۷) غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر ملیں گے۔ حدیث ۵۵۔
- (۱۸) انہی کے پڑھے کام درست ہوں گے۔ حدیث ۲۔
- (۱۹) آپس میں محبتیں بڑھیں گی جو ہر خیرِ غیبی کی قبیح ہیں۔ حدیث ۲۲۔
- (۲۰) تھوڑے عرصہ میں بہت کاپیت بھرے گا کہ تنہا کھاتے تو ڈونا اٹھتا۔ حدیث ۵۹۔
- وفیہ احادیث لم نذکرھا (اس بارے میں اور بھی احادیث ہیں جن کو ہم نے ذکر نہیں کیا۔ ت)
- ۲۱ اللہ عزوجل کے حضور درجے بلند ہوں گے۔ حدیث ۲۷ تا ۴۶، وکشف حدیثیں۔
- ۲۲ مولیٰ تبارک و تعالیٰ ملائکہ سے ان کے ساتھ مباہلات فرمائے گا۔ حدیث ۲۹۔
- ۲۳ روزِ قیامت روزِ غ سے امان میں رہیں گے۔ حدیث ۲-۳۵-۴۸، تین حدیثیں۔
- اکتشف روزِ غ اُن پر حرام ہوگی۔ حدیث ۲۵۔
- ۲۴ آخرت میں اسبابِ الہی سے بہرہ مند ہوں گے کہ نہایت مقاصد و غایت مرادات ہے۔
- حدیث ۲۷-۲۸۔

۲۵ خدا نے چاہا تو اس مبارک گروہ میں ہوں گے جو حضور پر نور سید عالم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلِ اقدس کے تصدق میں سب سے پہلے داخل جنت ہوگا۔ حدیث ۲۸۔

اللہ اکبر، غور کیجئے بھلا اللہ کیسا نسو جلیلہ، جمیلہ، جامعہ، کاغذ، شافیہ، صافیہ، وافیہ ہے کہ ایک مفرد وہ اور اس قدر منافع جافزا، وفضل اللہ اوسع و اکبر و اطیب و اکثر (اللہ کا افضل بہت وسیع، بہت بڑا، بہت پاکیزہ اور بہت زیادہ ہے۔ ت) علماء تو بغرض حصولِ شفاء و دفعِ بلا، متفرق اشیاء جمع فرماتے ہیں کہ اپنی زوجہ کو اس کا مہر مکمل یا بعض دے دے وہ اس میں سے کچھ بطیب خاطر آگے بہہ کر دے ان دامنوں کا شہد و روغنِ زیتون خریدے بعض آیاتِ قرآنیہ خصوصاً سورۃ فاتحہ اور آیاتِ شفاء رکابی میں لکھ کر آبِ باران اور وہ نہلے تو آبِ وریا سے دھوئے، قدر سے وہ روغنِ و شہد ملا کر پئے، جو نعمتِ تعالیٰ ہر مرض سے شفا پائے کہ اس نے وہ شفاء میں قرآن و شہد، دو پرکتیں باران و زیت، اور ہنسی مری زرد مرہوب ہر پانچ چیز میں جمع کیں

لَقَوْلِهِ تَعَالَى نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ فَسَاءَ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ۔ وَقَوْلِهِ تَعَالَى فِيهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ فَسَاءَ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ۔

یعنی ہم اتار دیتے ہیں قرآن سے وہ چیسز کہ شفاء و رحمت ہے ایمان والوں کیلئے شہد میں

لہ القرآن الکریم ۸۲/۱۷

شفاء الناس . وقوله تعالى ونزلنا من السماء ماء مباركا . وقوله تعالى شجرة مباركة نيتونة . وقوله تعالى فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا .

ان مبارک ترکیبوں کی طرف حضرت امیر المؤمنین مولی المسلمین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید مشککات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسمی و حضرت سیدنا عرف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایت فرمائی ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں پسند حسن حضرت مولی علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا :

اذا اشتكى احدكم فليستو هب من امراته من صداقها درهما فليشتر به حسلا ثم ياخذ ماء السماء فيجمع هنيئا مريئا مباركا .

ایک بار فرمایا :

اذا اراد احدكم الشفاء فليكتب آية من كتاب الله في صحيفة وليضربها بماء السماء وليأخذ من امراته درهما عن طيب نفس منها فليشتر به حسلا فليشربه فانه شفاء . ذكره الامام القسطلاني في المواهب اللدنية .

علامہ زرقاتی شرح مواہب میں فرماتے ہیں :

مرغب عرف بن مالك الاشجعي الصحابي عرف بن مالك اشجعي صحابي رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹/۵۰

۳/۲

۶۱/۱۶

۲۵/۲۳

۲۹/۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال استوفی ماء فسان
 اللہ تعالیٰ يقول ونزلنا من السماء ماء
 مبارکاً، ثم قال استوفی بعسل وتلا الآية فیہ
 شفاء للناس، ثم قال استوفی بزیت وتلا من شجرة
 مبارکة فخلط ذلك بعصه ببعض وشربه
 فشفاء لہ

عطیل جوئے، فرمایا پانی اور ذکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 ہم نے آمار آسمان سے برکت والا پانی۔ پھر فرمایا،
 شہد لاؤ۔ اور آیت پڑھی کہ اس میں شفا ہے لوگوں
 کے لئے۔ پھر فرمایا، روغن زیتون لاؤ، اور آیت
 پڑھی کہ برکت والے پڑ سے، پھر ان سب کو ملا کر
 نوش فرمایا شفا پائی۔

توجیب سغرات کا جمع کرنا جائز و ناجائز ہے تو یہ تو ایک ہی دو اسب خوبیوں کی جامع ہے اس کی
 کامل نظیر نسخہ امام اجل حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک شاگرد رشید حضرت امام الانامہ سیدنا امام اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نسخہ جلیلہ رویا کے حضور پر نور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 ہے، علی بن حسین بن شعیق کہتے ہیں میرے سامنے ایک شخص نے امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے
 عرض کی، اے عبد الرحمن اسات برس سے میرے ایک زانو میں پھوڑا ہے قسم قسم کے علاج کئے طبیعوں
 سے رجوع کی کچھ نفع نہ ہوا۔ فرمایا،

اذھب فانظر موضعاً یحتاج الناس الھ
 الماء فاحض هناك بئراً خافی او جوات
 تنبع لك هناك عین ویمسك عنك
 الدم، ففعل الرجل فسرأ۔
 رواہ الامام البیہقی عن علی قال
 سمعت ابا عبد اللہ و سئل الرجل فذکرہ۔

جایا ایسی جگہ دیکھ جہاں لوگوں کو پانی کی حاجت ہو
 وہاں ایک کنواں کھود، اور (براہ کرامت یہ
 بھی) ارشاد فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہاں
 تیرے لئے ایک چشمہ نکلے گا اور تیرا یہ خون بہنا
 ختم جائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اچھا
 ہو گیا (اسے امام بیہقی نے علی سے روایت کیا
 فرمایا میں نے ابن مبارک سے سنا ان سے ایک شخص نے سوال کیا تو انھوں نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ (ت)

امام بیہقی فرماتے ہیں اسی قبیل سے ہمارے استاد ابو عبد اللہ حاکم (صاحب مستدرک) کی
 حکایت ہے کہ ان کے منہ پر پھوڑے نکلے طرح طرح کے علاج کئے، نہ گئے، قریب ایک سال کے اسی
 حال میں گزارا انھوں نے ایک جمعہ کو امام استاد ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی مجلس میں

دُعا کی درخواست کی، امام نے دُعا قرآنی اور عارضی نے بکثرت آمین کہی، دوسرا مجھ ہوا کسی بی بی نے ایک رقعہ مجلس میں ڈال دیا اس میں لکھا تھا کہ میں اپنے گھر طپٹ کر گئی اور شب کو ابو عبد اللہ حاکم کے لئے دُعا میں کوشش کی میں خواب میں جمال جہاں آئے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئی گویا مجھے ارشاد فرماتے ہیں، قوی لابی عبد اللہ یوسع السماء علی المسلمین ابو عبد اللہ سے کہہ مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں میں وہ رقعہ اپنے استاد حاکم کے پاس لے گیا انھوں نے اپنے دروازے پر ایک ستیابہ بنانے کا حکم دیا، جب بن چکا اس میں پانی بھرا دیا اور برف ڈالی اور لوگوں نے مینا شروع کیا ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ شفا، ظاہر ہوئی پھر ڈبے جاتے رہے چہرہ اس اچھے سے اچھے حال پر ہو گیا جیسا کہی نہ تھا، اس کے بعد برسوں زندہ رہے۔

بالجملہ مسلمانوں کو چاہئے اس پاک مبارک عمل میں چند باتوں کا لحاظ واجب جانیں کہ ان منافع جلیلہ دنیا و آخرت سے بہرہ مند ہوں۔

(۱) تصحیح نیت کہ آدمی کی نیت ہوتی ہے ایسا ہی چل پاتا ہے، نیک کام کیا اور نیت بُری تو وہ کچھ کام کا نہیں انما الاعمال بالنیات (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ مت) تو لازم کہ ریا یا ناموری وغیرہ اغراض فاسدہ کو اصل داخل نہ دیں ورنہ نفع و رکنا نقصان کے سزاوار ہونگے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۲) صرف اپنے سر سے بلا ماننے کی نیت نہ کریں کہ جس نیک کام میں چند طرح کے اچھے مقاصد ہوں اور آدمی ای میں ایک ہی کی نیت کرے تو اسی لائق ثمرہ کا مستحق ہوگا انما لکل امرئ ما فعلا (ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے۔ مت) جب کام کچھ بڑھتا نہیں صرف نیت کو لینے میں ایک نیک کام کے دس ہو جاتے ہیں تو ایک ہی نیت کرنا کیسی حماقت اور بلا وجہ اپنا نقصان ہے۔ ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں کہ اس عمل میں کتنی نیکیوں کی نیت ہو سکتی ہے ان سب کا قصد کریں کہ سب کے منافع پائیں بلکہ حقیقتاً اس عمل سے بلا ملنا بھی انہی نیتوں کا پھل ہے جیسا کہ ہم نے احادیث سے روشن کر دیا تو بغیر ان نیتوں اسی صدقہ فقرا و خدمتِ صلیا و صلہ رحم و احسانِ جار

وغیرہ مذکورات کے بلا ٹٹلنے کی خالی نیت پوست بے مغز ہے۔

(۲) اپنے مالوں کی پاک میں حدود و جہ کی کرشمش بجا نہیں کہ اس کام میں پاک ہی مال لگایا جائے
اللہ عزوجل پاک ہے پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔

الشیخان والنسائی والترمذی وابن ماجہ
وابن خزیمة عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم لا یقبل اللہ الا الطیب
ہو قطعة حدیث وفي الباب عن ابی
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
سفین، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور
ابن خزیمة نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر پاک
کو۔ یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس باب میں
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی حدیث
مروی ہے۔ (ت)

نایک مال والوں کو یہ رونا کیا مقصود ہے کہ ان کا صدقہ خیرات، فاتحہ، نیاز کچھ قبول نہیں،
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۴) روزہ روزہ ایسا نہ کر کہ کھانے پینے کو بلائیں محتاجوں کو چھوڑیں کہ زیادہ مستحق وہی ہیں
اور انھیں اس کی حاجت ہے تو ان کا چھوڑنا انھیں ایذا دینا اور دل دکھانا ہے، مسلمانوں کی
دل شکنی معاذ اللہ وہ بلائے عظیم ہے کہ سارے عمل کو خاک کر دے گ، ایسے کھانے کو حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے بدتر کھانا فرمایا کہ پیٹ بھرے بلائے جائیں جنھیں پڑا نہیں
اور بھوکے چھوڑ دئے جائیں جو آنا چاہتے ہیں۔

مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم شرا طعام طعام الولیمة
یمنعہا من یتیمہا ویبذل فی الیہا صنف
یا باہتا وللطیر فی انکبیر۔
مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا بدترین کھانا اُس دعوت ولیمہ کا کھانا ہے
کہ جو اس میں آنا چاہتا ہے اسے روک دیا جاتا
ہے اور جو نہیں آنا چاہتا اسے بلایا جاتا ہے۔

صحیح البخاری کتاب الزکوۃ ۱۸۰/۱
جامع الترمذی ۸۴/۱
صحیح مسلم کتاب النکاح باب الامر باجابتہ الداعی الی دعوة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۳/۱
صحیح مسلم کتاب الزکوۃ ۲۶۶/۱
سنن ابن ماجہ ص ۱۳۲

طیرائی نے کبیر میں اور دلی نے مسند الفردوس میں
سید حسن کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کے واسطے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
ارشاد گرامی اس لفظ سے نقل کیا کہ سیر شدہ کو دعوت
دی جائے اور مجھ کو کروکا جائے، اس باب میں
دوسروں نے بھی احادیث روایت کی ہیں (ت)

والدی یلمی فی مسند الفردوس بسند
حسن عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بلغظ یدفع الیہ الشبعات
ویحبس عنہ الحبائل فی الباب
غیرہما۔

(۵) فقراء کہ آئیں کہ اُن کی عذرات و خاطر داری میں سعی جیل کریں، اپنا احسان ان پر نہ رکھیں
بلکہ آئے میں اُن کا احسان اپنے اوپر جانیں کہ وہ اپنا رزق کھاتے اور تمہارے گناہ مٹاتے ہیں، اٹھانے
بٹھانے بٹھانے کسی بات میں برتاؤ ایسا نہ کریں جس سے ان کا دل ڈلے کہ احسان دیکھنے ایذا
دینے سے صدقہ بالکل اکارت جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال خدا کی راہ میں
پھر اپنے دسے کے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ دل
دکھانا اُن کے لئے ان کا ثواب ہے اپنے رب
کے پاس، نہ اُن پر خوف اور نہ وہ ظم کھائیں،
اچھی بات (کہ ہاتھ نہ پہنچا تو عیسیٰ زبان سے
سائل کو پھیر دیا) اور درگزر سے (کہ فقیر نے
ناحق ہت یا کوئی بے جا حرکت کی تو اس پر

الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم
لا یقبعون ما انفقوا متاً ولا اذی لہم
اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا هم
یحزنون ہ قول معروف ومغفر خیر من
صدقۃ یتبعھا اذی واللہ غنی حلیم ۱ یا یتھا
الذین امنوا لا تبطلوا صدقتکم بالعت
والاذی کالذی ینفق مالہ ۱ یا الناس الزیۃ

خیال نہ کیا اسے (کہ نہ دیا) یہ اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل ستانا ہو اور اللہ بے پروا
ہے (کہ تمہارے صدقہ و خیرات کی پروا نہیں رکھتا، احسان کس پر کرتے ہو) علم والا ہے (کہ تمہیں
بے شمار نعمتیں دے کہ تمہاری سخت سخت نافرمانیوں سے درگزر فرماتا ہے تم ایک فوالہ محتاج کو
دے کہ درجہ بے درجہ اسے ایذا دیتے ہو) اسے ایمان والا! اپنی خیرات اکارت نہ کرو احسان رکھنے اور

دل ستائے اس کی طرح جو مال خرچ کرتا ہے لوگوں کے دکھاوے کو (کہ اس کا صدقہ سرے سے اکارت ہے والعیاذ باللہ رب العالمین)

ان سب باتوں کے لحاظ کے ساتھ اس عمل کو ایک ہی بار نہ کریں بار بار یہاں تک کہ جتنی کثرت ہوگی اتنی ہی فقر اور غربا کی منفعت ہوگی اتنی اپنے لئے دینی و دنیوی وحسی و جانی رحمت و برکت و نعمت و سعادت ہوگی خصوصاً ایام قحط میں تو جب تک عیاذ باللہ قحط رہے روزانہ ایسا ہی کرنا مناسب کہ اس میں نہایت سہل طور پر غرباء و مساکین کی خبر گیری ہو جائے گی اپنے کھانے میں ان کا کھانا بھی نکل جائے گا دیتے ہوئے نفس کو معلوم بھی نہ ہوگا، اور جماعت کی وجہ سے تنہا کھانا دوسو کو کفایت کرے گا۔ قحط عام الریاء میں حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کا قصد ظاہر فرمایا، وبالله التوفیق و ہدایۃ الطریق۔

الحمد للہ کہ یہ منفرد جواب نفیس و جواب عشرہ اوسط ماہ فاخر ربیع الآخر کے تین مجلسوں میں تسوید و تبییناً تمام اور بجا طواریح مراد القحط والوباء بدعوة الجیران و مواساة الفقراء نام ہوا۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین
محمد وآلہ و صحبہ اجمعین واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ
اتم و احکم۔

رسالہ

مراد القحط والوباء بدعوة الجیران و مواساة الفقراء

ختم ہوا

ذکر و دعا

مسئلہ از مجتبیٰ مرسلہ مولوی محمد عمر الدین صاحب مع رسالہ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ اس ہمارے ملک سندھ میں اور نیز بلوچی
 میں قدیم الایام سے یہ مروج ہے کہ جنازہ کے آگے کلہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر
 کرتے ہوئے چند آدمی میت کو قبرستان لے جلتے ہیں اور قبرستان پہنچ کر اس میت کو بخش دیتے ہیں اور
 جب واپس لوٹتے ہیں تو اسی طرح کلہ طیبہ پڑھتے آتے ہیں اور اس کا ثواب میت کے مکان پر پہنچ کر
 اس کو بخش دیتے ہیں آیا اس کلہ کا ذکر میت کے آگے اور واپسی کے وقت جہرا پڑھنا جائز ہے یا نہیں
 اور میت کو اس سے فائدہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اسے کفر و شرک یا حرام قطعی کہے اور مسلمانوں کو
 اُس کے باعث مستحق لعن و طعنہ جانے وہ غلطی ہے یا نہیں؟ بیٹو! توجہ دو! (بیان مسند و
 اجر پاؤ - ت)

الجواب

تحریر فقیر برسالہ مذکورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم لك الحمد (اے اللہ! تیرے ہی نے تعریف ہے۔ ت) فی الواقع لوگوں کو ذکر مذکور
 سے منع نہ کیا جائے گا، مسئلہ جہر مختلف فیہا ہے اور اطلاقات قرآن عظیم و ارشادات احادیث کثیر

مثل حدیث قدسی :

وان ذكرني في صلاة ذكرته في صلاة
 خبير منهم مرواة البخاري
 ومسلم والترمذي والنسائي
 وابن ماجه عن ابى هريرة
 واحمد عن انس بن مالك
 والطبراني في الكبير والبيهقي
 في المسند باسناد جيد و
 البيهقي في الشعب عن
 ابن عباس والطبراني فيه
 بسند حسن عن معاذ
 بن انس رضي الله تعالى
 عنهم ولفظ هذا لا يذكرون
 في صلاة الا ذكرته في الرفيق الاعلى
 وحديث اذا صرتم برياض
 الجنة فارتعوا قالوا و
 ما رياض الجنة قال حلق
 السد ذكره احمد والترمذي

اگر اس نے مجھے کسی مجلس میں یاد کیا تو میں اسے
 اس سے بہتر مجلس میں یاد کروں گا (یعنی فرشتوں
 کی محفل میں) بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی
 اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابو ہریرہ سے
 روایت کیا ہے۔ امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ
 حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ امام طبرانی
 نے الکبیر میں بزار نے عمدہ سند سے اپنی سند
 میں، امام بیہقی نے شعب الایمان میں۔ پھر ان
 سب نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے اسے
 روایت کیا۔ طبرانی نے "المکبر" میں سند حسن کے
 ساتھ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم سے روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ
 ہیں لا ید ذکرني الخ وہ مجھے کسی محفل میں یاد نہیں
 کرے گا مگر میں رفیق اعلیٰ میں اسے یاد کروں گا۔
 (حدیث ۵) دو گواہ جب تم جنت کے باغیچوں سے
 گزرنے لگو تو غرغریگ بیا کرو۔ اس پر صحابہ کرام
 نے عرض کیا، حضور! جنت کے باغیچے کیا ہیں؟

صحیح مسلم کتاب الذکر باب الحث علی ذکر اللہ قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۳۲۳، ۳۲۴

جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی دہلی ۲۰۰/۲

سنن ابن ماجہ ابواب الدعوات باب فضل العمل ایچ ایم سعید کمپنی ص ۷۹

صحیح البخاری کتاب الرد علی الجہیم باب قول اللہ و یحذرنکم اللہ نفسہ قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۱۱۰

کتب المعجم الکبیر حدیث ۳۹۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۸۲/۲۰

کتب مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالک المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۱۵۰/۲

جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی دہلی ۱۸۹/۲

وحسنه والبيهقي في الشعب
عن انس وابن شاهين
في الترغيب في الذكوة عنه
وعن أبي هريرة رضي الله
تعالى عنهما وحديث
يا أيها الناس اتق الله سرايا
من المشكاة تحمل وتقف
على مجالس الذكر في
الارض فاستمعوا في سرايا
الجنة قالوا وایت سرايا
الجنة قال مجالس الذكر
الحديث مراده ابن أبي الدنيا و
ابو يعلى والبزار والطبرانی فی
الاوسط والحکیم والحاکم والبيهقي
في الشعب وابن شاهين وابن عساکر
عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى
عنهما صحاح الحاكم مسند
و حديث لا يقعد
قوم يذكر من الله الا حفتهم
المشكاة وغشيتهم الرحمة
ونزلت عليهم السكينة
وذكرهم الله تعالى
فيمن عنده اخبر به

فرمایا، ذکر کے حلقے۔ امام احمد اور ترمذی نے
اس کی تخریج فرمائی اور اس کے ساتھ ہی اسکی
تحقیق بھی فرمائی۔ امام بیہقی نے شعب الایمان
میں حضرت انس کے حوالے سے اسے روایت
کیا۔ ابن شاہین نے ترغیب فی الذکر میں
حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا
اسے لوگو! اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا شکر
ہیں جو زمین پر ذکر کی مجالس میں اترتے ہیں لہذا
جنت کے باغیچوں سے کھاپی لیا کر یعنی ذکر اذکار
میں حصہ لے لیا کرو۔ صحابہ نے عرض کر باغات
جنت کہاں ہیں؟ تو فرمایا کہ ذکر کی مجلسیں باغات
جنت ہیں (الحديث) ابن ابی الدنيا، ابو یعلیٰ
بزار، طبرانی نے الاوسط میں حکیم، حاکم اور امام
بیہقی نے شعب الایمان میں، ابن شاہین
اور ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ سے اسے
روایت کیا۔ حاکم نے اس کی سند کو صحیح قرار
دیا ہے۔ (حديث ۸) جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ
کا ذکر کرنے کے لئے کہیں بیٹھتے ہیں تو ان کی
شان یہ ہوتی ہے کہ خدا کے فرشتے چاروں
طرف سے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت الہی
انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکون کا
نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں
ان کا تذکرہ فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں حاضر

احمد و مسلم و الترمذی و ابن ماجہ
وابن جابر و ابونعیم فی
العلیۃ کلہم عن ابی ہریرۃ و
عن ابی سعید الخدری جیسا رضی اللہ
تعالیٰ عنہما و حدیث اکثر و ذکر
اللہ تعالیٰ حتی یقولوا مجنون و
احمد و ابویعلیٰ و ابن جابر و
الحاکم و البیہقی فی الشعب عن ابی سعید
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح
و حدیث اکثر و ذکر اللہ حتی
یقول المناقبون انکم مراؤن
اخرجه سعید بن منصور فی
سننہ و احمد فی کتاب النہد
الکبیر و البیہقی فی الشعب
عن ابی الجوزاء و ابن عبد اللہ
الربیع مرسل و وصلہ الطبرانی
فی الکبیر و ابن شاہین فی ترغیب
الذکر عن ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما بلفظ اذکروا اللہ ذکرا

دہنے والے ہوتے ہیں۔ امام احمد، مسلم، ترمذی،
ابن ماجہ، ابن جابر اور ابونعیم نے "العلیۃ"
میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسید خدری رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے حوالے سے تخریج فرمائی۔
(حدیث ۱۰) اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا کرو
یہاں تک کہ لوگ دیوانہ کہنے لگیں۔ امام احمد
ابویعلیٰ، ابن جابر، حاکم اور امام بیہقی نے
شعب الایمان میں اچھی سند سے حضرت
ابوسید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو
روایت کیا ہے (حدیث ۱۱) اللہ تعالیٰ کا
بہت زیادہ ذکر کیا کرو یہاں تک کہ منافق کہنے
لگیں کہ تم ریاکار ہو۔ سعید بن منصور نے اپنی
سنن میں، امام احمد نے "الزہد الکبیر" میں امام
بیہقی نے "شعب الایمان" میں۔ ابوالجوزاء
اور ابن عبد اللہ ربیع کے حوالے سے اس کو
مرسل (یعنی منتقل شدہ) تخریج فرمایا۔ امام طبرانی
نے معجم کبیر میں ابن شاہین نے ترغیب الذکر
میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے ان الفاظ کے ساتھ "موصلاً" ذکر

۳۲۵/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب فضل الاجتماع	صحیح مسلم کتاب الذکر
۱۴۳/۲	امین کمپنی دہلی	ابواب الدعوات	جامع الترمذی
۲۷۷	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فضل الذکر	سنن ابن ماجہ
۷۱ و ۶۸/۳	المکتب الاسلامی بیروت	عن ابی سعید الخدری	مسند احمد بن حنبل
۳۹۷/۱	دار الکتب العلمیۃ بیروت	حدیث ۵۲۶	شعب الایمان
۳۹۷/۱	" " "	۵۲۷	" " "

یقول المنافقون انکم تراؤنہ
وحدیث غنیۃ عجائب اہل
الذکر الجنة رواہ احمد و
الطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ
بن عمر و بنت العاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہما بسند حسن و
حدیث یقول الرب عز و جلیل
یوم القیمة سیعلم اہل الجمع
من اہل الکرم فقیل ومن اہل
الکرم یا رسول اللہ قال اہل
مجالس الذکر فی المساجد
اخرجہ احمد و ابویعلیٰ
وسعید و ابن عیاض و ابن
شاہین و البیہقی عن ابی سعید
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حدیث
ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم خرج علی حلقة
من اصحابہ فقال ما اجلسکم
ہہنا قالوا جلسنا نذکر
اللہ قال اتانی جبریل
فاخبرنی ان اللہ عز و جلیل

فرمایا کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر کیا کرو کہ
منافق بول اٹھیں کہ تم دیکھا کرتے ہو ۔
(حدیث ۱۲) ذکر کرنا لوگوں کی مجلسوں کا مال
غلت جنت ہے ۔ امام احمد نے امام طبرانی
نے مجمع کبیر میں اس کو سند حسن کے ساتھ عبد اللہ
بن عمر و بن عاص سے روایت کیا (اللہ تعالیٰ
ان سے راضی ہو) (حدیث ۱۲) پروردگار عالم
جو غالب اور بڑا ہے قیامت کے دن ارشاد
فرمائیگا، یہاں جمع ہونے والے لوگ جلد جان لیو
کہ اہل کرم کون لوگ ہیں، پوچھا گیا یا رسول اللہ!
اہل کرم سے مراد کون لوگ ہیں، ارشاد فرمایا
مساجد میں ذکر کی مجلسیں قائم کرنا والے ۔
امام احمد، ابویعلیٰ، سعید بن منصور، ابن حبان
ابن شاہین اور امام بیہقی نے حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے
اس کی تخریج فرمائی۔ (حدیث ۱۳) حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کے حلقہ ذکر
میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ یہاں
کیوں بیٹھے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہم
یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں،
اس پر ارشاد فرمایا میرے پاس حقیر جبرائیل

عَلَيْهِ السَّلَامُ قُتِرَ لَيْتَ لَسْتِ أَوْرَ مَجِي بَسْتِ بِكَ
 اللَّهُ تَعَالَى تَمَّ لَوْ كُنَّ كَسَاتِ فَرَشْتَوْنَ بِرَقَرِ
 كَرْدَ سَجَ - اِمَامُ مُسْلِمٌ، تَرْمِذِي اَوْرَ نَسَانِي نَ
 حَفَرَتِ مَعَاوِيَةَ بْنِ ابِي سَفِيَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهَا سَ اِسَ مَخْتَصَرًا رَوَايَتِ قَرَمَايَا (حَدِيثُ ۱۵)
 اللَّهُ تَعَالَى ابْنُ رَوَا حَرَمَ فَرَمَ كَوْدَانِ مَجَامِ كَوَسْتِ
 سَ بِجَكِ سَبْغَتَوْنَ بِرَقَرِ طَارِكَا مَاتِي اِمَامُ اَحْمَدُ سَنَدُ حَسَنُ
 كَسَاتِ حَفَرَتِ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ كَسَاتِ حَوَالِدِ سَ اسْكِي قُتِرَ بِجَ قَرَمَاتِي - حَدِيثُ
 مِثْلُ اِيكِ قَصْدِ كَوَسَ اَوْدَ اسَ حَدِيثُ مِثْلُ
 بَاتِي سِيَانِ جَوْتِي هِي، پَهْلِي بَاتِ كَسَاتِ مَجَامِ سَ ذَكَرِ
 كِي طَرَفِ دُوسَرُوں كُو دَعْوَتِ دِيْنَا اَوْرِ دُوسَرِي بَاتِ
 حَقَرِ سَنَدِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا اسَ عَمَلِ كُو
 مَسْتَحْسَنُ قَرَارِ دِيْنَا سَ - (حَدِيثُ ۱۶) اللَّهُ تَعَالَى
 كَسَاتِ دَانِي سَ بَاتِ كِي طَرَفِ (جَكِ اِسْكِي دُولُوں بَاتِ
 دَانِي هِي) كَجَ ايسے مَرْدِ هُوں كَسَاتِ جَا اَكْرَ اَنْبِيَا
 وَ شَهْدَا رِ مِثْلُ سَ نَهِسَ هُوں كَسَاتِ مَرَا سَ قَدَرِ
 بَلَنَدِ شَانِ كَسَاتِ مَالِكِ هُونَكِي كَسَاتِ اَنِ كَسَاتِ
 كِي تَابَانِي دِي كِيئَنِي دَانُوں كِي نَكَا هُوں بِرَجَا بَا سَكِي
 اَنِ كَسَاتِ قَرَبِ اَوْرِ شَانِ كُو دِي كَسَاتِ كَرِ اَنْبِيَا
 اَوْرِ شَهْدَا رِ اَنِ بِرِ شَكِ كَرِيں كَسَاتِ - اُپ سَ

يَبَاهِي بِكُمْ الْمَلْشُكَةَ مَوَاةً مُسْلِمٌ
 وَالْتَرْمِذِيُّ وَالتَّنَافُثُ عَنْ
 مَعْوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفِيَانَ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُمَا هَذَا مَخْتَصَرُ
 وَحَدِيثُ يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ رَوَا حَرَمَ
 أَنَّهُ يُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِي يُتَبَاهَى
 بِهَا الْمَلْشُكَةُ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ
 بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ
 مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَ
 فِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ فِيهِ التَّبَادُعُ
 الْمَجَالِسِ الذِّكْرُ وَاسْتِحْصَانُ
 النَّسَبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ذَلِكَ وَحَدِيثُ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ
 وَكَلَّمَ يَدِيهِ يَمِينِ مَجَالِ
 لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ
 يَغْشَى بِيَاضُ وَجُوهِهِمْ
 نَظَرَ النَّاطِرِينَ يَغْشَاهُمُ النَّبِيُّونَ
 وَالشُّهَدَاءُ بِمَقْعَدِهِمْ وَ
 قَرِيبَهُمْ مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَ
 جَلَّ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 مِنْ هُمْ قَالَ هُمْ

۱۶۶/۲ قديمی کتب خانہ کراچی
 جامع الترمذی ابواب الدعوات امین نجفی دہلی
 ۱۶۲/۲
 ۲۶۵/۳ مکتب اسلامی بیروت

سَيِّئًا تَكْفُرُ حَسَنَاتٍ سَرَّاهُ أَحْمَدُ بْنُ سَنَدٍ حَسَنٌ
وَأَبُو عَلِيٍّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَ الطَّبْرَانِيُّ
فِي الْأَوْسَطِ وَالْبِزْزَانِيُّ وَابْنُ شَاهِينَ
وَالضِّيَاءُ فِي الْمُخْتَارَةِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ وَالْحَسَنُ بْنُ سَعْدٍ وَ الطَّبْرَانِيُّ
فِي الْكَبِيرِ وَابْنُ أَبِي هَاشِمٍ فِي الشَّعْبِ عَنْ
الْمُحَنِّطِ بْنِ الْحَنْظَلَةِ وَالْعَسْكَرِيِّ وَابْنُ عُمَرَ
كَلَاهِيَا فِي الصَّحَابَةِ مِنْ حَنْظَلَةَ الْعَشْمِيِّ
وَالْبَيْهَقِيِّ فِي الشَّعْبِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مُغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَحَدِيثُ
طَوِيلٌ مِلْثُكَةِ يَاحِينَ سَيَّارَةَ فَضْلِ رِوَاةٍ اِشْتَجَاكَ
وغيرهما عن ابْنِ هُرَيْرَةَ وَابْنِ بَزْزَانَ عَنْ
أَنَسٍ وَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الصَّغِيرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَجْمَعِينَ وَغَيْرِ
ذَلِكَ -

تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔
امام احمد نے اس کو اچھی سند کے ساتھ روایت
کیا ہے، اور دیگر ائمہ ابو علی، سعید بن منصور،
امام طبرانی نے "الأوسط" میں، بزار، ابن شاہین
اور ضیاء نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح حسن بن سفیان،
امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور امام بیہقی نے
شعب الایمان میں محنط بن حنظلہ سے، عسکری
اور ابو عمرو (یہ دونوں صحابہ ہیں) حنظلہ عثمی سے
مروی ہے امام بیہقی نے شعب الایمان میں
حضرت عبداللہ ابن مغفل کے حوالے سے اس کو
روایت کیا ہے (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی
ہو) لمبی حدیث ہے، کچھ فرشتے فضل و شرف
کو تلاش کرنے کے لئے (زمین میں) گھومتے
اور چکر لگاتے ہیں بخاری، مسلم وغیرہ اور درود
ائمہ حضرت ابو ہریرہ سے اس کی روایت فرمائی۔ بزار نے حضرت انس سے اور طبرانی نے معجم صغیر
میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین سے اسے روایت کیا ہے۔ اور ان کے
علاوہ اور حدیثیں بھی ہیں۔ (ت)

جانب جواز و ندب ہونے کے علاوہ یہ ہے کہ نفس ذکر خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلاً متعلق نہیں واقع نہیں، نہ وہ ہرگز غیر معقول کے معنی بلکہ ذراہم و اعظم مقاصد

۱۴۲/۴	المکتب الاسلامی بیروت	سند احمد بن حنبل عن انس بن مالک
۹۴۸/۲	صحیح البخاری کتاب الدعوات	باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ فی القلی کتب خانہ کراچی
۳۴۴/۲	صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا	باب فضل مجالس الذکر
۲۵۴/۲	المکتب الاسلامی بیروت	سند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ

شرع مطہر سے ہے بلکہ اپنے ذمہ پر وہی اہم و اعظم مقاصد بلکہ حقیقت وہی مراد و مقصود و مرجع و مال جملہ مقاصد ہے نہ عارض بوجہ عارض راجع بعارض ہوگی نہ عامہ بذکر جیسے محل دیار و شہر میں ذکر جہر یا بقید عارض تا عروض عارض مختص بافراذ مختص بعارض جیسے کہ کنف و غیرہ یا موضع نجاسات میں ذکر لسانی یا ہنگام انارت منی المشرکین یا قصد اخلاص من المعانین ذکر بالاعلان

جیسا کہ اس کا کچھ حصہ محقق کبیر علیہ الرحمۃ والذین رحمہ اللہ نے الفتاویٰ الخیرۃ لنفع البریۃ (بمبلائی پھیلائے والا فتاویٰ، مخلوق کے فائدے کیلئے) میں بیان فرمایا، میں کہتا ہوں کہ تمہارا ذہن اس طرف نہ جائے کیونکہ ہم مفہوم مخالفت کے قائل نہیں کہ اس جیسے ارشاد خداوندی سے دلیل پیش کی جائے۔ اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کیجئے۔ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ یہ ہمارے اصول و قواعد کے مطابق ہو۔ رہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ بہتر ذکر آہستگی والا ہے، میں "خیر" کسی خیر کو نفی نہیں بلکہ یہ جواز میں ظاہر ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد انہیں علی انفسکم فی بیشک وہ کسی بعض اس بات پر محمول کیا گیا جس کو ہم نے بیان کیا جیسا کہ "الوجیز" وغیرہ میں اس کو بیان فرمایا وبالجملة فنا وہ ایک ضخیم اور بڑی جلد ہو جاتی۔ (ت)

کتابیت طرفانہ المحقق العلامة خیر الملة والذین رحمہ اللہ فی الفتاویٰ الخیرۃ لنفع البریۃ اقول ولا یندھبن عنک انا لا نقول بالمفہوم قالتمسک بمثل قوله عز وجل واذکر من تلک فی نفسک لا امرایہم علی اصولنا واما قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر الذکر الخفیۃ فالخفیۃ لا ینفی الخیر بل هو ظاہر فی الجوانب کما تری وقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں علی انفسکم فی وقد حمل علی بعض ما ذکرنا کما بینہ فی الوجیز وغیرہ وبالجملة فنا ذات انہیں ۱۔

پھر جہاں عوارض ظاہرہ ہوں مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بنیاد پر مادہ خاصہ میں حکم دینا اسارت ظن بالمسلمین ہے جس کی طرف سبیل نہیں۔ قال تعالیٰ،

ولا تعفوا لکم به علمہ ۱؎ اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں کچھ علم نہ ہو (ت)

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عہ قلبہ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والظن خاف الظن اکذب الحدیث۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے..... اس کے دل سے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، لوگو! بدگمانی سے بچو، بے شک بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، الحدیث (ت)

عجب کہ کراہت مختلف فیہا پر احتساب اور حرمت مجمع علیہا کا ارتکاب، ان ہذا المشن حجاب (بے شک یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ ت) مقاصد شرعیہ پر مستطیع مطلع کہ جو امر فی نفسہ شرعاً خیر و مندوب اور کراہت مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور توجہ اس کا ترک منجر بہ منہیات اجماعیہ ہو تو ہرگز اس سے منع نصیحت نہیں بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہے۔ ولہذا علمائے کرام فرماتے ہیں عوام کو صلوة عند الطلوع سے منع نہ کریں، درمختار میں ہے،

الاالعوام فلا یمنعون من فعلہا لانہم ۱؎ عوام کو طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے روکا جائے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ اسے بالکل چھوڑ دیں گے اور جو ادا بعض اہل علم کے نزدیک جائز ہے وہ نماز چھوڑ دینے سے بہتر ہے، جیسا کہ قفید وغیرہ میں مذکور ہے (ت)

ردالمحتار میں ہے،

۱؎ القرآن الحکیم ۲۶/۱۰
۲؎ صحیح البخاری کتاب الوصایا ۲۸۴/۱ و کتاب الادب ۱۹۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۳؎ القرآن الحکیم ۵/۳۸
۴؎ ردالمحتار کتاب الصلوة مطبع مجتہبی دہلی ۶۱/۱

وعزاه صاحب المصنفی الحی الامام حمید الدین عن شیخه الامام الحیوی والی خمس الاثمة الحلوانی والتسفی الخ۔
صاحب مصنف نے اس کو امام حمید الدین انھوں نے اپنے شیخ امام مجہوبی کی طرف منسوب کیا ہے نیز انھوں نے خمس الاثمة حلوانی اور امام تسفی کی طرف نسبت کی ہے الخ (ت)

اور تجارب متداولہ شہد کر عوام اگر مشتغل بذكر الہی نہیں ہوتے مشتغل بفضول کلام ہزل و لغو ہوتے ہیں کہ اجماعاً مکروہ و منکر، اور ذکر الہی سے روکنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہیں، خصوصاً یہاں تو حکماء شریعت علمائے امت نے عدم منع کو ابتداءً مکروہ اجماعی پر بھی موقوف نہ رکھا بلکہ اس میں ذکر خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فی نفسہ خیریت خبیثہ کی طرف عوام کی قلت رغبت پر بنائے کار رکھی اور ہا و صفت بیان حکم مسئلہ انھیں منع نہ کرنے کی تصریح کی۔ امام خمس الاثمة کو درسی و تجزی میں فتاویٰ سے نقل فرماتے ہیں،

ان الذکر بالجمہر فی المسجد لا یمنع احتراضاً عن الدخول تحت قوله تعالیٰ ومن اظلم ممن منع منہ مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ الخ۔
مسجد میں با و ازہ بند ذکر کرنے سے نہ روکا جائے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے باعث کہ اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے لوگوں کو منع کرے الخ (ت)

تیسرے الحقائق و فتح القدر و درر الحکام و بحر الرائق و مجمع الانہر و غیرہ کتب کثیرہ میں ہے۔
قال الفقیہ ابو جعفر لا ینبغی ان یمنع العامة عن ذلك لقلة رخصتهم فی الخیرات الخ۔
فقیر ابو جعفر نے فرمایا عوام کو بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنے سے نہ روکا جائے اس لئے کہ نیک کاموں کی طرف (پہلے ہی) ان کی رغبت کم ہوتی ہے (ت)

لے رد المحتار کتاب الصلوة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۸/۱
لے فتاویٰ برازیہ علی ہمش فتاویٰ ہندیہ کتاب الاستحسان نورانی کتب خانہ پشاور ۳۷۸/۹
لے تیسرے الحقائق باب صلوة العیدین ۲۲۳/۱ و درر الحکام باب صلوة العیدین ۱۴۲/۱
و فتح القدر باب " " ۴۱/۲ و بحر الرائق " " ۱۶۰/۲
و مجمع الانہر شرح ملتقى البحر باب صلوة العیدین ۱۷۱/۱

محیط پھر ہندیر میں ہے :

قال الفقيه ابو جعفر سمعت شيخنا
ابا بكر يقول سئل ابراهيم عن تكبير ايام
التشريق على الاسواق والجهنم بها
قال ذلك تكبير المحوكة وقال ابو يوسف
رحمه الله تعالى انه يجوز قال الفقيه
وانا لا امنعهم عن ذلك كذا في المحيط.

فقہ ابو جعفر نے فرمایا میں نے اپنے شیخ ابو بکر
سے سنا کہ وہ فرماتے تھے امام ابراہیم سے
بازاروں میں بلند آواز سے تکبیرات یا تشریق کے
معلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ جوہوں کی
تکبیر ہے — قاضی ابو یوسف
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جائز ہے اور فقہ
نے کہا کہ میں لوگوں کو اس سے منع نہیں کرتا۔
محیط میں یوں ہی ہے۔ (ت)

بحر و در میں ہے :

هذا كله انما هو بحسب حال الافناء
واما العوام فلا يمنعون من تكبير وكذا
التفطيل قبلها مختصرا.

یہ تمام طریقے انسان کے حال پر مبنی ہیں۔ رہے
عوام تو وہ تکبیر کہنے سے نہ روکے جائیں
اسی طرح نازیدہ سے قبل نفل پڑھنے سے
بھی نہ روکے جائیں مختصراً (ت)

طحاوی و شامی میں زیر قول درہذا الخواص لکھا :

الظاهر ان المراد الذين لا يؤثرون
عندهم الناجح غللا ولا كسلا حتى
يفضى بهم الى التوكل اهلا.

ظاہر یہ ہے کہ خواص سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جن
کے نزدیک ممانعت، کھڑک اور سستی کو نہیں
وفاقی یہاں تک کہ وہ ان کو بالکل چھوڑنے کی طرف
لے جائے۔ (ت)

فقہ میں ہے :

۳۱۹/۵	نورانی مکتب خانہ پشاور	الباب الرابع	لے فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ
۱۶۰/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب العیدی	لے بحر الرائق کتاب الصلوۃ
۵۵۸/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لے رد المحتار
۳۵۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	"	الطحاوی علی الدر المختار

قال الفقيه ابو جعفر الذي عنده ما
انه لا ينبغي ان يمنم العامة من ذلك
لقله من عيبتهم الى الخيرات و به تاخذ
يعني افهم اذا منعوا عن الجهرية
لا يفعلونه سرا فينقطعون عن الخير
بخلاف العالم الذي يعلم ان الاسرار
هو الا فضل به

فقیر ابو جعفر نے فرمایا ہمارے نزدیک مناسب
نہیں کہ عوام کو تکبیر کہنے سے روک دیا جائے
اس لئے کہ بھلائی کے کاموں میں وہ کم رغبت
رکتے ہیں لہذا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یعنی
مراد یہ ہے کہ سبب وہ ذکر بالجہر سے روک نہ گئے
تو وہ آہستہ ذکر بھی نہ کریں گے بخلاف اس عالم
کے جو یہ جانتا ہے کہ آہستہ ذکر کرنا افضل ہے (ت)

رحمانیہ میں ذخیرہ سے ہے

به اخذ الفقيه ابو الليث -
ان عبارات علماء سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جہر میں کراہت بھی ہے تو نہ اس قدر کہ خوبی ذکر
کی مقاومت کر سکیں، و لہذا جب منع جہر میں ترک ذکر کا مظنہ ہو خوبی ذکر کو ترجیح دیں گے اور کراہت
جہر کا لحاظ نہ کریں گے انصافاً یہ شان صرف کراہت تنزیہ میں ہو سکتی ہے جس کا حاصل خلافت
اولیٰ ہے نہ کہ ممنوع و ناجائز،

كيف وقد علم ونصوا عليه ان
تراء ذممة ممانهم الله تعالى عند افضل
من عبادة الشقلين به

حالانکہ یہ معلوم ہو گیا ہے اور اہل علم نے اسکی
تصریح فرمادی کہ کسی معمولی سی چیز کو چھوڑ دینا
کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا، جو
انفس کی عبادت سے افضل ہے۔ (ت)
بآئینہ اس سے منع کرنا ہی خلافت مصالح شرعیہ ہے فان افساد اکثر من اصلاحہ (اس نے
کہ اس کا بگاڑ اس کی اصلاح سے زیادہ ہے۔ ت) نہ کہ معاذ اللہ وہ جبروتی احکام کفر و شرک
ضلال و حرام کہ نجدیت و اخو و جہالت فاضحہ ہیں حکم بکرم قطعہ کا بھی عمل نہیں چر جائے خلافت
کفر، و الیاء ذب اللہ تعالیٰ، بقرض باطل اگر ذکر مذکور بالاتفاق مکروہ ہی ہو تاہم ایسے احکام
باطل کی شہادت اس سے ہزار درجہ سخت و بدتر تھی یہ دقائی تہمیس و تلبیس الجیس یعنی ہے

آدمی کو نیکی کے پردے میں منکر اشد و انکر کا مرتکب کر دیتا ہے و لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم (گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں سوائے اسی کے کہ اللہ تعالیٰ اعظم و برتر کی توفیق میسر ہو۔ ت)۔ تحفہ اشاعشریہ میں ہے:

ہر کہ باوجود اس ہمہ قول جازم نماید بے پاک و
بے احتیاط است و ہمیں ست شان محتاطین
از علمائے راستین کہ در اجتہادیات مختلف
فیہا جزم با حد الطرفین نمی کنند یہ
جو کہ فی ان تمام باتوں کے باوجود کسی ایک
طرف پختہ یقین دکھائے تو وہ بیباک و نڈر
اور بے احتیاط ہے، پس راستہ علمائے اور محتاط
حضرات کی یہی پہچان ہے کہ وہ مختلف اجتہاد
مسائل میں کسی ایک طرف یقین نہیں رکھتے (ت)

علامہ عبد القنی بابلسی حلیۃ ندیہ میں فرماتے ہیں:

المسئلة متى امكن تخرجها على قول
من الاقوال فليست بمنكر يجب انكاره
والنهي عنه وانما المتكر ما وقع
الاجماع على حرمة والنهي عنه اهـ
ملخصاً - والله تعالى اعلم -

جب کسی مسئلہ کو چند اقوال میں سے کسی ایک
قول پر عمل کیا جاسکے تو وہ ایسا جزم اور گناہ
نہیں کہ جس سے روکنا اور جس کا انکار کرنا ضروری
ہو، لیکن منکر یعنی گناہ وہ ہے کہ جس کی
حرمت پر اجماع اور نہی واقع ہو اور ملخصاً -
واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۳ محرم الحرام ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوگ وقت پھیلنے و بار و بلیات و آمدنی و
طوفان شدید وغیرہ کے اذان کہتے ہیں، یہ امر شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ باوجود شافعیہ مع حوالہ
کتب معتبرہ کے بیان فرمائیے۔ بیّنوا توجہوا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

جائز ہے اور جواز کے لئے حدیث صحیح،

ما من شئ انجی من عذاب الله ذکر الہی سے زیادہ کوئی شے اللہ تعالیٰ کے

سے تحفہ اشاعشریہ

سے المدیعة النذیة شرح الطریقة المحمدیة القیم الثانی الخدع الشارح الشارحون مکتبہ فزیہ رضویہ فیصل آباد ۲۰۰۹

من ذکر اللہ فاذا سأتیم ذلک فافزعوا
 الی ذکر اللہ
 عذاب سے پھر اٹھنے والی نہیں۔ پھر جب تم عذاب
 دیکھو تو اس (گھبراہٹ کی) حالت میں اللہ تعالیٰ
 کے ذکر کے ذریعے پناہ حاصل کرو (ت)

اور آیت کریمہ
 لا یذکر اللہ تطمئن القلوب
 سنن لا! اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو
 چین و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص نے مل کر پانچ شخصوں کو مجلس میلاد شریف
 سے روکا یعنی نہ آنے دیا، ذکر الہی سننے سے روکنے والا کون ہے اور ذکر الہی خاص ہے یا عام لوگوں کے
 واسطے ہے؟ بیتواتوجہ و (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

ذکر الہی سب مسلمانوں کے لئے ہے اور مجلس میلاد مبارک جو مطابق روایح عربین شریفین معتبر
 روایتوں سے پڑھی جائے اور شکر است شرعی سے خالی ہو اس سے روکنا ذکر خدا سے روکنا ہے، ایسا شخص
 اگر بے عذر صحیح مقبول قابل قبول رو کے تو وہ مناع للقیوم معتدا یشیم ہے یعنی خیر سے روکنے والا خدا کی
 پابندی ٹھنی حدود سے بڑھنے والا گناہ میں بالقصد پڑنے والا، والیما ذبا اللہ تعالیٰ۔ ہاں ضرورت تہمیر
 مستحب سے کسی اور امر اہم کے لئے رو کے تو الزام نہیں مثلاً باپ یا ماں علیل ہے بیٹے کے ذمے
 تیمارداری ہے وہ مجلس شریف سننے جائے تو یہ تکلیف میں رہیں یا اسی قسم کی اور صورتیں، تو یہ ساری
 روکنے کا اختیار ہے۔ یہی مولیٰ اپنے خادم اور آقا اپنے ملازم کو کام کی غرض سے روک سکتا ہے
 فقد نصواتی اجیرا الواحد علی ما ہو
 اکبر من هذا وہی الصلوۃ النافلة
 فہما ظنک بالعید۔ واللہ صبحہ وتعالی
 فقہائے کرام نے تصریح فرمائی کہ اجرت پر کام
 کرنے والا آدمی یعنی مزدور اور فاسق مزدوری
 میں نفعی فائز نہ ادا کرے، جب مزدور کے ہمارے

سنة جامع الترمذی کتاب البراہم الدعوات باب ما جاء فی فضل الذکر الہی کمین دہلی ۱۷۲/۲

سنة القرآن الکریم ۲۸/۱۳

سنة ۱۲/۶۸

اعلم۔ میں یہ حکم ہے جبکہ وہ زر خرید اور ملک بھی نہیں
توزر خرید غلام اور ملک آدمی کے بارے میں آپ کیا خیال کرتے اور سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پاک و
برتر اور سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۴۵ از صاحب کج گیا مستولہ عراغ علی صاحب ۲۵ ریح الاول شریعت ۱۲۳۱ھ

مولانا صاحب دام عیادہ السلام علیکم !
مسلمان شخص جب دشمن کسی مسلمان کا ہو تو اس کے کہنے پر بغیر تعین و شخص کے خواہ مسلمان کا ہو
یا کافر کا اس کے لئے اللہ ہم خیر لٹا و شولا عداثنا (اے اللہ! یہ ہمارے لئے بھلائی کا ذریعہ ہو
اور ہمارے دشمنوں کے لئے موجب شر ہو۔ ت) پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ و نیز فاطمہ علی وجہ
اعدائنا (اے اللہ! ہمارے دشمنوں کے چہروں کو مٹا دے۔ ت) و نیز اللہم نجعلک ف
نحوس ہم و نعوذ بک من شرورهم (اے اللہ! ہم تیرا داران کے سینوں میں پرست کرتے
ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ ت) وغیرہ وغیرہ۔

الجواب

اللہم انا نجعلک فی نحوس ہم و نعوذ بک اے اللہ تعالیٰ! ہم تیرا داران کے سینوں میں
من شرور ہم لے کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ
چاہتے ہیں (ت)

اپنے تنہا کی دعا ہے، یہ ہر مخالفت کے مقابل روایت، باقی دعائے شر کافر و بد مذہب پر
کہ جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من احب للہ و ابغض للہ و اعطى للہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے (کسی سے)
و منہ للہ فقد استکمل الایمان لے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے
بغض رکھا اور اللہ ہی کے لئے کچھ دیا اور اللہ ہی کے لئے کچھ روکا تو یقیناً اس نے ایمان مکمل
کر لیا۔ (ت)

لے الاذکار المنفخہ من کلام سید البرار باب ما یقول اذا خاف قوماً دار المکتب العلمیہ بیروت ص ۱۱۲
" " " " باب ما یجوز اذا خاف ناساً و غیرہم " " " " ص ۲۰۲
لے سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی رد الارحام آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۸۷
المجم البکیر حدیث ۷۹۱۲ و ۷۹۳۷ المکتبۃ النیسویۃ بیروت ۸/۱۵۹ و ۲۰۸

مستی صحیح العقیدہ پر نہ کی جائے اگرچہ اپنا کتنا ہی مخالف ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تنابروا
كونوا عباد الله اخوانا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(لوگو! ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو بلکہ اللہ کے بند سے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ واللہ تعالیٰ اعلم) (ت)

مسئلہ از قصبہ بشارت گنج ضلع بریلی متصل بڑی مسجد مرسلہ بخوٹاں فوجدار یعنی باقی والد

۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک رکعت نماز قاضی الحاجات کے جواہر خمسہ میں مرقوم ہے طریقہ پڑھنے کا یہ ہے کہ اول ایک رکعت کے نیت کر کے اول اُس رکعت میں بسبیل بار اللہ شریف پڑھے ایک بار قل هو اللہ شریف پڑھے بعد سلام کے بیا لیس بار یہ پڑھے الہی بکرمت وہ وقت کہ تو تھا دوسرا کوئی نہ تھا اور سر کے ٹوپی وہی طرف رکھ دے اور بیا لیس بار یہ اسم اعظم پڑھے گا آگے بائیں طرف ٹوپی سر کے رکھ دے پھر یہ پڑھے الہی بکرمت وہ وقت کہ تو ہوئے دوسرا کوئی نہ ہوئے، پھر دعا اور مناجات کرے، کہتے ہیں مقبول بارگاہ ہو، یہ نماز جائز ہے یا نہیں؟ حدیث شریف سے ثبوت ہے یا نہیں؟ اگر حدیث شریف سے ثبوت نہ ہو اور کوئی طریق سے یہ نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہ ہوتا جواہر خمسہ میں کیوں لکھا، جواہر خمسہ قابل دید کتاب نہیں ہے؟

الجواب

ایک رکعت تنہا پڑھنی ہمارے مذہب حنفی میں منوع ہے۔ حدیث میں ہے: نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن البتیراء یحی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رکعت پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ت)
جواہر خمسہ بہت عمدہ و مستند کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ اعمال ارشاد ہوئے ہیں عام

صحیح البخاری کتاب الوضوء باب ینوی عن القاسم ۹۹ و باب الحجۃ ۹۹ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحريم القاسم و باب تحريم الطعن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۶-۳۱۵
سنة المعاصد الحسنة حدیث ۲۸۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۲۲

مسلمانوں کی منفعت کے لئے ہیں نہ کہ کسی خاص گروہ کے واسطے۔ یہ نماز اگر ہمارے یہاں ناجائز ہے تو شافعیہ کے نزدیک جائز ہے وہ اس سے فائدہ لے سکتے ہیں۔ ان کتابوں کی نظیر بلا تشبیہ قرابادین اطہار کی طرح ہے کہ وہ ایک مرض کے متعدد دفسے لکھتے ہیں جو نسخہ جس مریض کے مزاج و حالات کے مطابق ہو وہ اسے استعمال کرے، کسی مریض کا یہ کہنا کہ اس میں فلاں جزو میرے خلاف ہے یا میرے مذہب میں رد انہیں یہ نسخہ کیوں لکھا محض بے جا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستولہ محمد رئیس الدین صاحب ازربنگ ۲۲ صفر ۱۲۲۲ھ

ضلع ریتنگ کے ایک گاؤں میں جس کا نام پوتھی ہے ایک مسجد میں سب لوگ بعد نماز کلمہ شریف باؤ از بلند چار پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا گیا اس کا حکم ہے اور جو شخص یا امام منع کرے اس کا کیا حکم ہے؟ بیقنوا تو جسودا (بیان فرماؤ اجر یا دوتا)

الجواب

ذکر الہی افضل الاعمال بلکہ اصل جہاں اعمال حسنہ صالحہ ہے یہاں تک کہ بعد ایمان احکم ارکان اسلام نماز سے بھی وہی مقصود ہے،

قال اللہ تعالیٰ اقم الصلوٰۃ لندکرتی۔ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (ت)

اور کلمہ طیبہ کہ اصل الاصول ہے افضل الاذکار ہے،

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الذکر لا الہ الا اللہ ﷻ فرمایا سب سے اچھا ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ (ت)

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ذکر کا مطلق حکم فرمایا اور تعظیم احوال فرمائی،

یذکرہن اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ (اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے) وہ ہیں جو جنوبہم ﷻ

اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے ہیں یعنی ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ (ت)

بلکہ اس کی تکثیر کا حکم فرمایا۔

لہ القرآن الکریم ۱۲/۲۰

لہ سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب الخادین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶۰۸

لہ القرآن الکریم ۱۹۱/۳

قال الله تعالى واذكروا الله كثيرا
لعلكم تفلحون
وقال صلى الله تعالى عليه وسلم
اكثروا ذكر الله حتى يقولوا انه
مجنون
(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اللہ کا ذکر کثرت سے
کرو تاکہ تم خلاص پنا جاؤ۔ (ت)
(رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا) اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ
لوگ کہنے لگیں یہ تو دیوانہ ہے۔

جس چیز کی تکثیر شارع کو مطلوب ہو اس کی تعقیل نہ چاہیے گا مگر وہ جسے شارع علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے خدا ہے۔ رہا خوف ریا اور متعلق بہ قلب ہے، ریا سے اگر نماز ہو تو وہ
بھی ناجائز ہے مگر عقل و دین والا ریا سے منع کرے گا نماز سے نہ روکے گا۔ حضرت سیدی شیخ
الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس اللہ سرہ کے حضور کسی طالب خدا نے عرضی تھی کہ
یاسیدی ان عملت داخل السریا
وان ترکت اخلاص الی امرض البطالة۔
اسے میرے سردار! میں عمل کرتا ہوں جب
توریا آجاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہوں تو بیگاری
کی زمین پر گرا پڑتا ہوں۔

جواب ارشاد فرمایا،

اعمل و تب الحب الله۔
کام کئے جاؤ اور ریا سے اللہ کی طرف
توجہ کرو۔

ہاں دوسرے مسلمانوں کی ایذا نہ ہونے کا لحاظ لازم ہے، سوتوں کی غیند میں خلل نہ ہو، نمازیوں کی
نمازیں تشویش نہ ہو، کما نص علیہ فی البھو الرائق وسماء المحتار وخیوہا (جیسا کہ
بحر الرائق اور رد المحتار میں اس پر نص ہے۔ ت) جب وقت لوگوں کی غیند کا ہو یا کچھ
نماز پڑھ رہے ہوں تو ذکر کرو جس طرح مگر نہ اتنی آواز سے کہ ان کو ایذا ہو، اور جب اس سے
خالی ہو تو مختار مطلق ہو کر اور اتنی کثرت سے کرو کہ منافق مجنون کہیں اور وہابی بدعت۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

سبح القرآن الکریم ۱۰/۶۲

سبح المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب اکثر واذکر اللہ الخ دار الفکر بیروت ۱/۴۹۹

مسئلہ مسئلہ عید الجدید ساکن لوشدی تدی پازہ ضلع تہرہ ڈاکخانہ سیف اللہ کندی بروز دو شنبہ
تاریخ ۱۹ رجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ سوالات مرقومہ ذیل اول جہر مغرط کے ساتھ ذکر کرنا شرعاً
جائز ہے یا نہیں؟ اور جہر مغرط کا حد کیا ہے؟ اور اگر چند لوگ جمع ہو کر ایسے زور سے ذکر کریں کہ نماز و تلاوت
وغیرہ میں خلل واقع ہو جائے تو اس طرح کا ذکر کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟ اور اس دیار میں بعض لوگ اس طرح
ذکر کیا کرتے ہیں کہ اُن کے ذکر میں اکثر لا الہ الا الہ علی کا تلفظ سنا جاتا ہے تو یہ بحسب شرع روا ہے یا نہیں؟ اور
اجتماع ہو کر ذکر کرنا کیسا ہے؟

الجواب

اجتماع ہو کر ذکر حسن ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب عزوجل فرماتا ہے،
وان ذکرنی فی ملاء ذکرته ف ملاء اگر کسی شخص نے مجھے کسی مجلس میں یاد کیا (یعنی
نیراذ کر کیا) تو میں اس سے بہتر اور اعلیٰ مجلس
میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (ت)

ذکر بکبر صحیح یہ ہے کہ جائز ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اذا امرتم برباض الجنة فامتعوا (لوگو!) جب تم جنت سے باغیچوں سے گزرنے
قالوا وما رب الجنة قال خلق الذکری (تو تو اچھی طرح کھا پی لیا کرو، لوگوں نے عرض کیا،
(ملے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام!) جنت کے باغیچے کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: ذکر
کے جلتے۔ (ت)

مگر ایسا جہر جس سے کسی کی نماز یا تلاوت یا غینہ میں خلل آئے یا مریض کو ایذا پہنچے ناجائز ہے،
اور یہ بھی ممنوع ہے کہ طاقت سے زیادہ جہر کرے جس سے اپنے دل و دماغ کو صدمہ پہنچے اسی کا نام جہر مغرط ہے
اور وہ الفاظ پہنچنے کو سائل نے لکھے اگر وہ کہتے ہی یہ ہیں تو جہل ہے اور اگر کہتے صحیح الفاظ ہیں اور جہر کے
غل سے سُنے میں ایسا آتا ہے تو الزام نہیں۔ فقط

صحیح البخاری کتاب الرد علی الجہیۃ	باب قول اللہ تعالیٰ ویکذربکم اللہ	قدیمی تہخانہ کراچی ۱۱۰۱/۲
صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء	باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ	۲۴۱/۲
صحیح جامع الترمذی کتاب الدعوات	باب ما جاء فی حقہ التسبیح الخ	ایم کیو بی دہلی ۱۸۹/۲

مسئلہ ۲۹ از شہر محلہ گندہ نالہ مکان مرزا غلام حیدر بیگ صاحب مرحوم مسئلہ احمد بخش

۲۱ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

فست شریف اور حمد جس کی بابت حدیث شریف میں صاف پاک مکان اور جس کے یہاں کلام پاک پڑھا جائے عقیدت درست ہونا شرط ہے اب بجائے اس کے عام راستوں پر جہاں پاکی اور ناپاکی تصدیق نہیں ایسی صورت میں فست و حمد پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ
وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

جب جمعہ کی نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور
اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت ذکر الہی کرو کہ
تم فلاح پاؤ۔

جمعہ کے نمازیوں کو حکم ہے کہ جمعہ پڑھ کر باہر نکلو تو زمین میں اپنے اپنے کاموں کو پھیل جاؤ اور ذکر الہی بکثرت کرو، راستوں میں بھی ذکر الہی کا یہاں سے صریح حکم نکلا اور جس جگہ کی پاکی ناپاکی تحقیق نہیں رہ پاک ہی ہے یہاں تک کہ اس پر نماز جائز ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
جَعَلْتُ لِي الْأَرْضَ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّهَا
مَنْ جَبَلَ مِنْ أَمْتٍ أَوْ مَرَكْتَهُ الصَّلَاةَ
فَلْيَصِلْ إِلَيْهِ

میرے لئے زمین مسجد اور پاک کر نیوالی بنائی گئی تو
میرے امت کو جہاں کہیں نماز کا وقت آئے نماز
پڑھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۰ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئلہ مولوی یحیٰ بخش صاحب برنگالی ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فراتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز کے اکثر آدمی ایک جگہ بیٹھ کر ذکر و جل کرتے ہیں اور سب پر حالت وجد طاری ہو گئی اپنے جسم تک کا خیال باقی نہیں رہا، ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں، کیا اس طرح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر ذکر جائز ہو تو کس طرح جائز ہو؟ بینا تو جردا (بیسیان کرواؤد اجہر پاؤ۔ ت)

الجواب

اگر بناوٹ ہے حرام اور سخت حرام ہے، اور واقعی ہے اختیاری ہے تو مواخذہ نہیں۔ ذکر اس طرح ہو کہ نہ ریا ہو نہ کسی کو ایذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از اجمیر شریف ٹاکنائز کریج علاقہ نمبر ۳۰ درسد کمال محمد ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ
بدعا کرنا گناہ نگاروں کے واسطے جائز ہے یا حرام؟

الجواب

سُنی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اس کے لئے بددعا نہ چاہئے بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ گناہ کرتا ہے پھر دوسے اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اس سے ایذا ہے تو اس پر بددعا میں حرج نہیں۔ وحو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

کیا فراتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعتیں اس مسئلہ میں کہ ذکرِ جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کس قدر بلند کر سکتا ہے کوئی مذہب میں ہے یا نہیں؛ حلقہ باندھ کر ذکر کرتے وقت ذکر کرتے کرتے کھڑے ہو جانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا ایک دوسرے پر گر پڑنا، لپٹ جانا، رونا، زاری کی دھوم مچنا کیسا ہے؟

الجواب

ذکرِ جلی جائز ہے، حد میں رہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا وغیرہ افعال مذکورہ اگر بحالتِ وجہ صحیح ہیں تو کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ ریل کے لئے بناوٹ ہیں تو حرام، وہاں ہندو وسط لایڈ کو للعوام (اور ای دونوں کے درمیان کچھ درمیانی درجات ہیں جو حرام کے لئے ذکر نہیں کئے جاسکتے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح و طلاق

محرمات، مہر، عدت، کفو، ولایت

مسئلہ ۵۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا اور اس عورت نے دوسرا خاوند کر لیا ہو تو وہ عورت جنت میں کون سے خاوند کے پاس ہوگی؟ بیعتوا تو جبردا (بیان فرمائیے۔ ت)

الجواب

عورت اپنے آخر ازدواج کے لئے ہے۔

مسئلہ ۵۴ از شاہ جہانپور مرسلہ مولوی ریاست علی خان صاحب ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۲۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو کا شوہر تیرہ دس بارہ سال سے رہا کہ چھلا گیا زور کی کچھ خبر گیری نہیں کرتا، زمانہ نفعہ دیتا ہے نہ کبھی آتا ہے، چند آدمی مسلم غیر ثقہ اُس کے پاس سے ہو کر آئے تو وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ تیرہ مرتد ہو گیا یعنی دین اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کیا، تو اس صورت میں کیا ایک یا دو آدمی غیر ثقہ مسلم کی خبر سے عورت مذکورہ اپنا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور دوسرے شخص کو بنا بر قول ہندو کے کہ میں نے ظالم شخص سے سنا ہے کہ میرا شوہر مرتد ہو گیا ہے یا بنا بر قول اس شخص کے جو تیرہ کے پاس سے ہو کر آیا اور کہتا ہے کہ تیرہ نصرانی ہو گیا ہے

نکاح ہندہ مذکورہ سے باطن غالب یا بطن غالب کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ظن غالب کی خبر مذکور میں ضرورت ہے تو صرف ظن غالب ہندہ مذکورہ کا خبر مذکور میں اس شخص کے لئے جو نکاح ہندہ سے کرتا ہے کافی ہوگا یا اس شخص کو بھی غلبہ ظن کی اس خبر امتداد میں ضرورت پڑے گی؟ میتنوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ متا)

الجواب

اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ نکاح پر فساد طاری کی خبر جبکہ اس کا کوئی معارض و منکر ظاہر نہ ہو دوسرے میں ایک کے ساتھ مقبول ہے یا تو خبر ثقہ عادل ہو یا صاحب معاملہ جسے خبر دی گئی تھری کرے اور اس کے قلب میں اس کا صدق واقع ہو اور اگر نہ خبر ثقہ نہ اس کے دل میں اس کا صدق آتا ہے تو ایسی خبر پر عمل نادر و اسے، اور اس احد الشرطین کی ضرورت جس طرح عورت کو ہے جو اس خبر کی بنا پر اپنا نکاح ثانی کیا چاہتی ہے یوں دوسرے نیک کو بھی، اور اس کے سامنے بھی نفس واقع سے اخبار چاہئے خواہ وہ خبر بیان کریں خواہ عورت تاکہ خبر میں الواقعہ یا تھری قلب کو مراع ہو مجرود اخبار عن الاخبار کوئی غٹے نہیں، اور تھری قلب باب احتیاط سے ہے ایک کا ظن دوسرے کے حق میں کافی نہیں خود اپنے دل کی شہادت چاہئے، فساد ہی ہندہ میں ہے،

لوات مرجلا تزوج امرأة فلويد خل
بها حق غاب عنها و اخبر
مخبر انها قد امتدت فامت
كأنف المخبر عند ثقة وهو
حر او مملوك او محد ودف قذف
وسعه ان يصدق المخبر و يتزوج
امرأعاسواها وان لم يكن المخبر
ثقة ودف أكبر ما به انه صادق
فكذلك وان كان في أكبر
ما به انه كاذب لم
يتزوج اكث من ثلاث
ولوات مخبرا اخبر

اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور
ہمیشہ کے بغیر کہیں چلا جائے اور اسے یہ
اطلاع ملے کہ اس کی بیوی مرتد ہوگئی ہے اور
اطلاع دینے والا اس کے خیال میں ثقہ یعنی معتبر
ہو خواہ آزاد ہو یا غلام، تو وہ شخص بیک وقت
چار عورتوں سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے
کیونکہ وہ عورت بوجہ مرتد ہونے
کے اس کی بیوی ہی تصور نہیں
ہوگی یاں اگر اطلاع ارتداد دینے
والا قابل اعتماد آدمی نہ ہو
لیکن اگر مخبر معتبر آدمی نہ ہو

المرأة انت مرد جہا قد استند
 ذكر ف الاستحسان من
 الاصل انت لها انت تتزوج
 بزواج آخر وسوء بين
 الرجل والمرأة، وذكر ف
 الرجل ليس لها انت تتزوج
 بزواج آخر حتى يشهد
 عندهما رجلا من او رجل
 وامرأتان، وذكر
 شمس الاثمة السرخسي
 رحمه الله تعالى العليم
 انت لها انت تتزوج
 لا انت المقصود من هذا
 الخبر وقوع الفرقة
 بين الزوجين وفي
 هذا لا فرق بين
 مودة المرأة والسزوج
 وكذا لو كانت المرأة
 صغيرة فاخبره انما
 انها ارضعت من
 امه او اخته صح هذا
 الخبر ولو اخبره انسان
 انه تزوجها و هم
 مرقدة يوم تزوجها
 او كانت اخته من الرضاغة و

مگر اس کی غالب رائے میں وہ سچا ہو تو پھر بھی
 وہی حکم لگو ہوگا۔ اور اگر وہ اس کی غالب رائے
 میں جھوٹا ہو تو اس صورت میں یہ شخص تین عورتوں سے
 زائد کے ساتھ ایک وقت نکاح نہیں کر سکتا
 اسی طرح اگر بتائے والے نے کسی عورت کو یہ اطلاع
 دی کہ اس کا شوہر مرتد ہو گیا ہے (یعنی دینی اسلام
 سے پھر گیا ہے) تو اس کی بحث استحسان میں
 ذکر کیا گیا ہے کہ اس عورت کے لئے جائز ہے کہ
 وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے، ایسی
 صورت حال میں مرد اور عورت کے درمیان
 مساوات رکھی گئی ہے، اور "تیسرے" میں مذکور
 ہے کہ وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح
 اس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کے
 پاس دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بطور گواہ
 برائے ثبوتی موجود نہ ہوں۔ شمس الاثمة سرخسی رحمہ اللہ
 علیہ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ عورت مذکورہ اگر
 دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے کیونکہ
 اس خبر سے مقصود میان اور بیوی دونوں میں
 وقوع فرقت (جہائی) ہے اور اس صورت
 میں مرد عورت دونوں میں سے کسی ایک کے
 مرتد ہونے میں کوئی فرق نہیں، یونہی اگر عورت
 چھوٹی ہو اور غاؤ کو کوئی آدمی یہ بتائے کہ
 اس بیوی نے تیری والدہ یا بہن کا دودھ
 پی رکھا ہے تو اس خبر کو صحیح اور درست تسلیم
 کیا جائے گا اور اگر مرد کو کسی نے یہ اطلاع دی

المخبرة ثقة لا ينبغي له ان يتزوج
 اربعا سواها ما لم يشهد بذلك
 عنده شاهد اعدل لانه
 اخبر بفساد عقد كان محكما
 بصحته ظاهرا فلا يبطل
 ذلك بخبر الواحد بخلاف
 الاول فامث شهد عنده
 شاهدا عدل بذلك وسعه
 ان يتزوج اربعا سواها
 ولو اتاهما رجل فاخبرها
 ان اصل نكاحها كان فاسدا
 او ان زوجها كان اقالها
 من الرضا او كان
 مرتدا لم يسعها ان تتزوج
 بقوله وان كانت ثقة
 كذا في فتاوى قاضى خان
 اذا كانت الزوجية مشتركة
 فاخبره رجل ان
 ابا الزوج او ابنه قبلها
 بشهوة ووقع في قلبه
 انه صادق له
 ان يتزوج باخترها
 او اربعا سواها بخلاف
 ما لو اخبره بسبق
 الرضا والمصاهرة على

کہ جس عورت سے اس نے نکاح کیا ہے بوقت
 نکاح وہ عورت مرتدہ تھی یا وہ اس کی رضاعی
 بہن ہے اور اطلاع دینے والا قابل اعتبار آدمی
 ہو تو ایسی صورت میں مرد کے لئے دو عادل مرد
 گواہوں سے تصدیق حاصل کرنا ضروری ہے
 اس لئے کہ ایک آدمی نے فساد عقد کی اطلاع
 دی جو بظاہر محکوم بصحت ہے (یعنی صحت عقد
 ظاہر ہے) لہذا یہ محض ایک شخص کے کہنے سے
 باطل نہیں ہوگا بخلاف پہلی صورت کے۔ لہذا
 اگر اس کے پاس دو عادل آدمی گواہی دیں
 تو پھر اس کے لئے گنجائش ہے کہ عورت مذکورہ
 کے علاوہ ایک وقت چار عورتیں عقد میں رکھے
 اگر عورت کو کوئی شخص یہ آکر بتائے کہ اس کا
 اصل نکاح فاسد تھا یا اس کا شوہر دراصل
 اس کا رضاعی بھائی ہے یا وہ مرتدہ ہے تو عورت
 کو محض اس شخص کے کہنے سے دوسری شادی
 کر لینے کی اجازت نہیں خواہ اطلاع دینے والا
 ثقہ (معتبر) ہی کیوں نہ ہو۔ فتاویٰ قاضی خان
 میں اسی طرح مذکور ہے۔ جب زوجہ
 مشتہاۃ (قابل شہوت) ہو اور اس کے
 شوہر کو کوئی یہ اطلاع پہنچائے کہ اس کے
 باپ یا بیٹے نے شہوت سے اس کا بوسہ
 کیا ہے اور شوہر کے دل میں یہ خیال پیدا ہو
 کہ خبر دینے والا سچا آدمی ہے تو اس صورت
 میں وہ اس عورت کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے

النكاح لان الزوج شمه ينانعه
 وقف العارض لا ينانعه
 لعدم العلم فان وقع
 عند صدقه وجب قبوله
 هكذا في السجيز للكردي
 امراة غائب زوجها
 فاتاها مسلم غير ثقة
 بكتاب الطلاق من
 زوجها ولا تدفع انه
 كتابه ام لا الا ان
 احببها ايها انه حق
 فلا باس ان تعتد
 ثم تستزوج كذا في
 محيط السرخسي، اذا غاب
 الرجل عن امراته
 فاتاها مسلم عدل فاخبرها
 ان من زوجها طلقتها مثلثا
 او مات عنها فله ان
 تعتد وتزوج بزواج آخر
 وان كان المخبر فاسقا
 تتحرى ثم اذا اخبرها
 عدل مسلم انه مات زوجها
 انما تعتد على خبره اذا قال
 عاينته ميتا او قال شهدت
 جنازته اما اذا قال اخبرني

اور وہ ایک وقت اس کے علاوہ چار عورتوں کو
 عقد میں رکھ سکتا ہے (کیونکہ اس کی بیوی کا عقد
 باقی نہیں رہا) بحکات اس صورت کے کہ اگر کوئی آپ
 یہ بتائے کہ نکاح سے پہلے ہی رضاعت (شیر نشی)
 یا مصاہرت (حرمیت دامادی) موجود تھی اس لئے
 کہ اس جگہ زوج (شوہر) کہ اس معاملہ میں
 صورت نزاع ہے اور پیدا ہونے والی صورت میں
 شکل نزاع نہیں پائی جاتی اس لئے کہ اس کا
 علم ہی نہیں۔ پھر اگر اس کے نزدیک (اس صورت
 میں) وقوع صدق ہے تو اس کی بات کو قبول
 کرنا واجب ہے۔ امام کر دی کی "وجیز" میں
 پریشی مذکور ہے۔ ایک عورت کا شوہر مفقود ہو گیا
 پھر ایک غیر معتبر مسلمان نے اسے شوہر کی طرف
 سے طلاق نامہ دیا لیکن اسے علم نہیں کہ
 طلاق نامہ اس کے شوہر کا اپنا تحریر کردہ ہے یا
 کسی اور کا، مگر اس کا غالب خیال یہ ہے
 کہ حقیقت پر مبنی ہے اس صورت میں کوئی عرج
 نہیں کہ عورت عدت گزار کر نکاح ثانی کر لے۔
 امام سرخسی کی محیط میں اسی طرح مذکور ہے۔ جب
 شوہر اپنی بیوی سے غائب ہو جائے اور کوئی
 عادل مسلمان اس عورت کو یہ اطلاع پہنچائے
 کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دے ڈالی
 ہیں یا وہ وفات پا گیا ہے تو اس عورت کیلئے
 جائز ہے کہ عدت گزار کر کسی سے نکاح ثانی
 کر لے۔ اور اگر خبر دینے والا فاسق اور غیر معتبر

مخبر لا تعتمد علی خبره کذا
 فی المحيط، و اذا شهد عدلان
 للمرأة ان نزوجها طلقها
 ثلثا وهو یجحد ثم غابا
 او ماتا قبل الشهادة عند
 القاضی لم یسمع المرأة
 ان تقیم معه وان
 تدعه ان یقر بها و
 لا یسعه ان یتزوج
 کذا فی المحيط السرخسی
 و اذا شهد شاهدان عند
 المرأة بالطلاق فان
 كانت الزوج غائبا وسعها
 ان تعتد و یتزوج
 بزوج اخر وان کان حاضرا
 یس لها ذلك و لکن
 یس لها ان تمکن
 من نزوجها کذا فی
 المحيط، و لو ان امرأة
 قالت لرجل ان نزوج
 طلقنی ثلثا الفقت عدتی
 فان كانت عدلة وسعه
 ان یتزوجها وان
 كانت فاسقة تحصری
 و عمل بها وقع تحریمه

آدمی ہو تو عورت غور و غوض کرے اور انتظار
 کرے پھر جب اسے کسی عادل اور معتبر مسلمان
 کی طرف سے خاوند کے وفات یا جانے کی اطلاع
 میسر ہو جائے تو اس کی خبر پر اعتقاد کیا جائے
 مگر وہ بھی اس صورت میں جبکہ وہ یوں اطلاع دے
 کر میں نے خود اس کے شوھر کو مراد لکھا ہے
 یا اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی ہے لیکن اگر
 وہ اس طرح اطلاع نہیں دیتا بلکہ یوں کہتا ہے
 کہ مجھے بتانے والے نے بتایا تو اس صورت میں
 اس کی خبر ناقابل اعتقاد خیال کی جائے گی، محیط
 میں یہ بھی مذکور ہے، اور اگر دو عادل شخص عورت
 کے روبرو یہ گواہی دیں کہ اس کے شوھر نے
 اسے تین طلاق دے دی ہیں لیکن شوھر انکاری ہو
 اور قاضی کے روبرو گواہ شہادت دینے سے
 پہلے ہی کہیں غائب ہو جائیں یا وفات پا جائیں
 تو عورت کے لئے اس مرد کے ان شوھر نے کی
 کوئی گنجائش نہیں وہ اس سے علیحدگی اختیار
 کر لے تاکہ مرد اس سے قربت نہ کرنے پائے۔
 لیکن اس عورت کیلئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ کہیں اور
 نکاح کر لے۔ محیط میں امام سرخسی سے اسی طرح
 مذکور ہے۔ جب۔ اگر گواہ عورت کے روبرو طلاق
 کی گواہی دیں اگر مرد غیر حاضر ہو تو عورت کے لئے
 گنجائش ہے کہ مدت گزراوے اور کسی اور مرد
 سے نکاح کر لے لیکن اگر شوھر موجود ہو تو پھر اسے
 یہ اجازت نہیں لیکن عورت کو یہ اجازت حاصل ہے

عليه كذا في الذخيرة المرأة المحسرة اذا تزوجت سر جلا ثم قالت لرجل اني نكحتك فان فاسدا لسانا تزوجها على غير الاسلام لا يسمع لهذه ان يقبل قولها ولا ان يتزوجها لانها اخبرت بامر مستنكر وان قالت طلقني بعد النكاح او استد عن الاسلام وسعه ان يعتمد على خبرها ويتزوجها لانها اخبرت بخبر محتال و اذا اخبرت ببطلان النكاح الاول لا يقبل قولها وان اخبرت بالحرمه بامر عارض بعد النكاح من رضاع طارئ او غير ذلك فان كانت ثقة عندها ولم تكن ثقة ودفع في قلبه انها صادقة فلا بأس بان يتزوجها كذا في فتاوى قاضى خان اهر مختصرا

کہ وہ شوہر کو اپنے اوپر قابو نہ پانے دے۔ محیط میں یونہی مذکور ہے۔ اگر کسی عورت نے کسی مرد سے کہا کہ میں نے شوہر سے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اور میری عدت بھی گزر گئی ہے تو وہ مرد اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ عورت عادلہ ہو۔ اور اگر عورت فاسقہ ہو ناقابل اعتبار ہو تو شخص مذکور غور و فکر سے کام لے اور بعد از غور و فکر اس کے دل میں جو بات آئے (عقد کر لینے یا نہ کرنے کی) تو اس پر عمل کرے۔ ذخیرہ میں اسی طرح مذکور ہے۔ جب کوئی آزاد عورت کسی مرد سے شادی کرے اور پھر کسی آدمی سے کہے کہ میرا نکاح فاسد تھا یا یہ کہ میرا شوہر مسلمان نہیں تو اس شخص کیلئے گنجائش نہیں کہ عورت مذکورہ کی بات قبول کرے (ٹٹنے) اور نہ یہ گنجائش ہے کہ اس سے نکاح کرے، کیونکہ اس عورت نے ایک منکرات کی خبر دی ہے اور اگر کہے کہ شوہر نے نکاح کر لے کے بعد طلاق دے دی تھی یا وہ دین اسلام سے پھر گیا تھا (یعنی مرتد ہو گیا) تو اس صورت میں اس کی خبر پر اعتماد کرنے کی گنجائش ہے اور وہ اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں عورت نے ایک متکل خبر دی (جس میں دونوں پہلوؤں کی گنجائش ہے) لیکن جب وہ پہلے نکاح کے بطلان کی خبر دے تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا لیکن اگر نکاح ہونے کے بعد کسی عارضی حرمت (نوپہ اشدہ حرمت) کی خبر دے جیسے طاری رضاعت یا اس طرح کے کسی دوسرے امر کی، تو اگر اس کے خیال میں قابل اعتماد ہو یا نہ ہو مگر مرد کے دل میں یہ بات آجائے کہ وہ عورت سچی ہے تو پھر ایسی صورت میں اس سے نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں، یونہی فتاویٰ قاضی خان میں مذکور ہے اہ مختصراً (ت)

تبیین الحقائق میں اکثر صورتوں اور فساد طاری و متعارف کا تفرقہ مسطورہ بیان کر کے
فسر مایا،

وعلى هذا الاصل يدور الفسق : اور اسی اصل پر فرق گھومتا ہے (یعنی اس کا
دار و مدار ہے)۔ (ت)

تنویر الابصار میں ہے :
المعتبر اکبر ما أعب المبتلى به : جو کوئی جس حادثہ میں مبتلا ہے اس کی اپنی غالب
راے معتبر سمجھی جاتی ہے۔ (ت)

فتح القدير و بحر الرائق و رد المحتار میں ہے :
وهو لا يلزم غير ما بل يختلف باختلاف مايقع في قلب كل ية
اور وہ دوسرے پر لازم نہیں بلکہ ہر شخص کے دل
میں جو کچھ واقع ہوتا ہے (طبیعتوں کے مختلف
ہونے کی وجہ سے) اس میں اختلاف ہوا کرتا ہے (ت)

ان عبارات سے کل مقاصد اصول کہ فقیر نے ذکر کئے واضح ہو گئے، پس صورت مستفسرہ میں اگر
ہندہ اُن لوگوں کا بیان سچا جانتی ہے اُس کا قلب اُن کے صدق پر جتا ہے تو اسے نکاح ثانی روا
ہے تاکہ دوم سے اگر ہندہ نے کہا کہ اس کا شوہر مرتد ہو گیا یا اُن لوگوں نے بیان کیا اور ہندہ منکر
نہیں اور اس کے قلب میں ہندہ یا اُن خبروں کا صدق واقع ہوا تو اسے بھی ہندہ سے نکاح روا،
اور اگر ہندہ نے کہا میں نے سنا کہ وہ مرتد ہو گیا تو صرف اس قدر پر اسے روا نہیں کہ ہندہ سے نکاح
پراقدام کرے۔ یونہی اگر ہندہ یا اُن خبروں نے اسے ارتداد زید کی خبر دی اور اس کا دل اُن کے صدق
پر نہیں جتا تو اسے ہندہ سے نکاح روا نہیں اگرچہ ہندہ کے نزدیک = لوگ صادق ہوں، و لھند
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵۵ از موضع سرنیاں مستولہ امیر علی صاحب ۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتی ایضاً شرح متعین اس مسئلہ میں کہ زید نکاح حرام سے پیدا

۱۔ تبیین الحقائق کتاب الزاویۃ فصل فی البیع المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر ۲۶/۶

۲۔ در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الطہارۃ باب المیاء مطبع مجتہبی دہلی ۲۶/۱

۳۔ رد المحتار کتاب الطہارۃ باب المیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۲۸/۱

ہوا تھا باپ زید کا فوت ہو گیا اور والدہ زندہ موجود ہے اب اس لڑکے کی شادی ہے تو اب اس شادی میں ال برادری کا شامل ہونا اور مسائل کا شامل ہونا اور بزرگ لڑکی نکاح میں دینا زید کو امامت کرنا اور پیشتر جو شخص زید کے باپ کے نکاح میں شریک ہوتے تھے ان سب کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب

اُس کی شادی میں شامل ہونا کچھ حرم نہیں، باپ اگر مصلحت جانے اپنی لڑکی کا نکاح بھی اُس سے کر سکتا ہے، زید کی امامت بلا کر اہست جائز ہے جبکہ سب موجودین جماعت میں اُسی کو نماز و طہارت کے مسائل کا علم ہو ورنہ دوسرے کی امامت اولیٰ ہے۔ زید کے باپ کے اُس حرام نکاح کراسنے میں جو دانستہ شریک ہوئے تھے سخت گنہگار ہیں ورنہ اگر اُس کا فسق ملامت تھا جب بھی اُسے بچنا اولیٰ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

ایک شخص نے اپنی لڑکی اپنے بھانجے کو دی تھی محض منگنی ہوئی تھی، جب اُس شخص کو معلوم ہوا کہ اس کا بھانجا ایک غیر مقلدیر کا راسخ الاعتقاد مرید ہے اور خود بھی غیر مقلد ہے اب اس نے اپنی لڑکی دینے سے انکار کر دیا اور کہتا ہے کہ شرعاً نکاح نہ ہو گا۔ اس پر جماعت نے اُسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا ہے کہ یا تو لڑکی اسے ہی دے یا تو جماعت سے خارج رہے۔ اس صورت میں جماعت کا کیا حکم ہے اور نکاح شرعاً ہو گیا یا نہیں؟ بیتوا تو جودا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

غیر مقلد سے نکاح محض ناجائز ہے کما حقناہ فی انزالہ العاد (جیسا کہ ہم نے "ازالۃ العارین اس کی تحقیق کر دی۔ ت) اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور زنا کی سامی اور خود دنیا میں جماعت سے خارج اور آخرت میں ناریں داخل کرنے کی کستی ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ

ازیرتا پور ضلع بریلی مرید مولوی امیر عالم حسن عرفت نوشہریاں

زید نے نکاح اپنا کسی عورت سے کر لیا، بعد چند مدت کے پھر اس کی بہن حقیقی سے کر لیا، دونوں بہنیں اُس کے نکاح میں حیات میں، اب نہیں معلوم کہ نکاح دونوں کا درست ہے یا حرام؟ قاضی نے بطع و لایح نکاح پڑھا دیا، اور وہی نماز بھی پڑھاتا ہے اور کہتا ہے میں نے عالموں سے دریافت کر کے نکاح پڑھایا ہے ایسا نکاح درست ہے۔ اب اس کا پورا ثبوت خادماں کو کیوں

دیا جائے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا نکاح پڑھانا درست ہے یا نہیں؟ اور حاضران مجلس جو اس میں شریک تھے مع وکیل و شاہد وغیرہ ان کے ذمہ کیا الزام آسکتا ہے؟

الجواب

یہ نکاح بنص صریح قرآن مجید حرام قطعی حرام قطعی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ان تجمعوہا بیعت
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دو بہنوں کو (نکاح میں)
اکلختین لے

جمع نہ کرو۔ (ت)

اس نکاح کو درست کہنا صریح کلمہ کفر ہے، اُس قاضی پر لازم ہے کہ تیسرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور اپنے اُس قول مجلس سے توبہ کرے اگر عورت رکھتا ہے تو بعد تجدید اسلام اُس سے از سر نو نکاح کرے، اس لفظ کے بعد جتنی نمازیں اُس کے پیچھے پڑھی ہیں سب باطل ہوئیں جس جس نے جو نماز پڑھی اُس کا پھرنا اُس پر لازم ہے اور اب جب تک تجدید اسلام نہ کرے اُس کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ پڑھنا حرام اور پڑھ لی ہو تو پھرنا فرض اور اس سے نکاح ہرگز نہ پڑھوایا جائے۔ تیسرین امام زلیعی میں ہے: لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد یجب اس نے کہ ناستی کو (نماز کے لئے) آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً لوگوں پر

اس کی توبہ واجب ہے۔ (ت)

کہا: و شاہد حاضرین سے جسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی بہن اس کے نکاح میں ہے اس پر الزام نہیں؛ اور جسے معلوم تھا حرام جان کر شریک ہوا وہ سخت گناہ کا مرتکب اور شدید عذاب کا مستوجب ہوا اور جس نے اسے حلال ٹھہرایا اس کا حکم اُس قاضی کے مثل ہے اس پر بھی تجدید اسلام لازم اور اُس کے بعد خود اپنے نکاح کی تجدید کرے، اُس مرد پر فرض ہے کہ فوراً اُس دوسری بہن کو جُدا کر دے اور اگر اس سے قربت کر چکا تو اب وہ پہلی بھی اس پر حرام ہوگئی جب تک اُس دوسری کو چھوڑ کر اُس کی عدت نہ گزر جائے پہلی کو بھی ہاتھ لگانا حرام ہے جب اس کی عدت گزر جائے گی اس وقت وہ پہلی اس کے لئے حلال ہوگی۔ بحر الرائق و صلی علی اللہ و آلہ و سلم میں ہے:

الشافعی باطل و لہ وظف (الکتاب عقد نکاح سے دو بہنوں کو جمع کرنا)

لہ القرآن الکریم ۲۳/۴

لہ تیسرین المتحقی باب الامامہ المحدث فی الصلوۃ المطبوعہ المکبریٰ بولاق مصر ۱۳۴/۱

الاولی الا ان یطأ الثانية فتحرم
الاولی الی انقضاء عدة الثانية۔
والله تعالی اعلم۔

اگر پہلی سے نکاح کرنا یاد ہو تو دوسری سے نکاح
باطل ہے، لہذا پہلی سے مرد بیستری کر سکتا ہے
لیکن اگر مرد نے دوسری سے بیستری کر لی تو پھر
دوسری کی عدت گزرنے تک اس پر پہلی حرام
ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعظم (ت)

مسئلہ ۵۸ از قصبہ بانکہ ضلع بلند شہر مرسلہ صالح محمد خان صاحب مورخہ ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۵
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر قاضی شہر کے علاقہ
دوسرا کوئی شخص مطابق شرع شریف نکاح پر عادی ہے لیکن اندراج اس کا رجسٹر قاضی شہر مذکور
میں نہ ہو تو وہ نکاح جائز و صحیح ہے یا نہیں؟ جواب رحمت ہو۔ بیتوا تو جبروا (بیان فرماؤ
اجرا پاؤ۔ ت)

الجواب

قاضی کا رجسٹر شرعاً کوئی شرط نکاح نہیں، رجسٹر آج سے نکلیں، پہلے نکاح کیونکر ہوتے تھے، ان
یادداشت کے لئے درج ہونا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعظم
مسئلہ ۵۹ مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سکواں پرگنہ قواب گنج ضلع بریلی مورخہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۶
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ماہ محرم اور خصوصاً ۹ تاریخ ماہ مذکورہ
کی شب میں نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جبراً تو جبروا۔

الجواب

جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعظم
مسئلہ ۶۰ مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سکواں پرگنہ قواب گنج ضلع بریلی ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۶
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ عورتوں کے محارم کون کون ہیں
اور رضاعی محارم کون کون اور محارم صہری کون کون ہیں؟ اور غیبی اور مذاق بھی عورتوں کو کرنا جائز ہے یا
نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس کس سے؟ جبراً تو جبروا۔

عزیز

الجواب

فروع یعنی اپنی اولاد و اولاد اولاد، اور اصول جس کی اولاد میں خود ہے اگرچہ وہ کہتے ہی دور ہوں
 اہل اپنے ماں باپ کی اولاد کہتے ہی دور حاصل ہو اور اپنے دادا، پاپا، دادی، پردادی، نانی، پرنانی
 کی خاص صلبی یا بطنی اولاد پر سب محارم ہیں اور یہی رشتے دودھ سے بھی مرضعہ ماں ہے اور اس کا شہرہ
 جس کے نطفہ سے دودھ تھا باپ ہے اور جسے دودھ پلایا وہ اولاد ہے تو اپنی یہ اولاد اور اس کی نسبی
 و رضاعی کتنی ہی دور ہو اور اپنے ان ماں باپ کے اصول نسبی و رضاعی کی بلواسطہ اولاد نسبی و رضاعی
 پر سب رضاعی محرم ہیں۔ اور صہری محرم شہرہ کے اصول و فروع نسبی و رضاعی اہل اپنے اصول مثلاً ماں،
 دادی، نانی، پردادی، پرنانی کے شہرہ اور اپنی فروع مثلاً بیٹی، پوتی، نواسی، پرپوتی، پرنواسی کے
 شہرہ۔ جائز نسبی جس میں نہ غش ہو نہ ایذا سے مسلم، نہ بڑوں کی بے ادبی، نہ چھوٹوں سے بدگمانی،
 نہ وقت و محل کے نظر سے بے موقع، نہ اس کی کثرت اپنی ہمسرہ عورتوں سے جائز ہے اور شہرہ کے ساتھ
 موجب اجراء اور یہاں کثرت میں بھی حرج نہیں نہ اس کے خلاف مرضی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ از کیا علاقہ نام ضلع خینی تال مستول محمد الیاس صاحب ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۳۴ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بچہ نے اپنی عورت منکوحہ کو طلاق
 دے دی اور ایام عدت بھی گزر گئے اب بچہ کا باپ سو تیل اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور وہ
 عورت بھی اپنے شہر سو تیل سے رضامند ہے۔ موافق شریعت کے ان کا نکاح درست ہے یا نہیں؟
 بتینا تو جبردا۔

الجواب

اس درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ از تاتخہ دوارہ ریاست اودے پور ملک میواڑ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک شخص علم فقہ و حدیث کے جانتے والے اور دھندلہ پنہ
 کو نیرالے انھوں نے بسبب ناراضگی کے اپنی زوجہ کو ایک جلسہ میں تہی طلاق معرگرا بان کے دُور و اس کو
 گھر سے علیحدہ کر دینا عورت مذکورہ دیگر جگہ سکونت اختیار کر کے ایک سال کامل مدت گزارنا بعد ایک
 سال کے پھر اسی عورت کو انھیں عالم بالا مذکور نے وضیت حاصل کر کے پھر اپنے مکان میں لے آنا اور پھر
 اس سے اولاد ہونا یہ امر شرعاً حلال ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو جو اولاد کہ پیدا ہوئی وہ ولد الزنا
 ہے یا حلال ہے؟ اگر ولد الزنا ہے تو ایسا شخص ایسے امر کرنے سے ترک کیا جائے یا نہیں؟ اور

شرع شریعت میں ایسے شخص کو کیا کہنا لازم اور کوئی منہ کا منہ ادا ہے، مسلمان کو ایسے شخص کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے یا لازم آتا ہے؟ اس کا جواب باصواب مع حدیث و فقہ و آیت کلام اللہ سے تحریر فرمادیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب

تین طلاق کے بعد بے حلال اسے پھر دیکھنا حرام ہے اور اس سے وطن زنا اور اولاد و ولد الزنا، اور مرد و عورت دونوں فحاشی، اور ان کی منہ بہ منہ سخت ہے جو یہاں بیان نہیں ہو سکتی، اور اللہ عز و جل کا عذاب شدید ہے، ان مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں ورنہ مسلمان ان سے میل جول چھوڑ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نسب

مسئلہ ۶۳ مسئلہ عبد العزیز تا جرم مقام قصہ شکاری محلہ شاہ گنج ضلع گیا بروز دوشنبہ
۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ

ایک شخص مجہول النسب کہ جس کے حسب و نسب سے وہاں کے باشندے پوری آگاہی رکھتے ہیں اور وہ شخص مولوی ہوا اور غیر جگہ اپنے کو ستیہ کہتا ہوا اور اپنے مکان پر خط اپنے قلم سے تیار کر کے اپنا نام لکھتا ہوا اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے !

الجواب

سائل نے اول تو مجہول النسب کہا، پھر یہ کہ اس کے نسب سے وہاں کے باشندے پوری آگاہی رکھتے ہیں یہ دونوں باتیں متناقض ہیں شاید یہ مطلب ہو کہ وہاں کے سب باشندوں پر اس کا نسب منحصر ہے لہذا سب اسے مجہول النسب کہتے ہیں اس تقدیر پر اس کا اپنے آپ کو ستیہ بنانا کہتا، لکھنا ہمارے علم میں جرم کی حد پر نہیں بلکہ کہتا ہے اور ہمیں اس کا خلاف معلوم و ثابت و تحقیق نہیں تو ہم اسے سچا ہی خیال کریں گے کہ الناس علی انسابہم (لوگ اپنے نسبوں پر قائم ہیں۔ ت) اور ارشاد ہوتا ہے،

لولا اذ سعت مواء ظن المؤمنون و ایسا کیوں نہ ہو کہ جب تم لوگوں نے وہ افواہ سنی

المؤمنات بانفسهم خيرا۔

تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے

اپنوں کے بارے میں اچھا لگائی کیا ہوتا (ت)

ہاں جو واقع میں سیدہ زہرا اور ویدہ و دانستہ سیدہ زہرا جو وہ ملعون ہے نہ اس کا فرض قبول ہونہ نقل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من اذى الف غیر ابيه او
انتلى الف غیر موالیه
فعلیه لعنة الله و
اللعنة على الناس اجمعین
لا یقبل الله منه صروفا
ولا عدلا۔

جو کوئی اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف
اپنے آپ کو منسوب کرنے کا دعویٰ کرے یا
کسی غیر والی کی طرف اپنے آپ کو پہنچائے
تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب
لوگوں کی لعنت ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کے
فرائض اور نوافل قبول نہ فرمائے گا۔ (ت)

مگر یہ اس کا معاملہ اللہ عز و جل کے یہاں ہے ہم بلا دلیل تکذیب نہیں کر سکتے، البتہ ہمارے
علم تحقیق طور پر معلوم ہے کہ یہ سیدہ زہرا اور اب سیدہ بن مہیثا تو اسے ہم بھی خاسق و مرکب بکیرہ و
مستحق لعنتہ، جانیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اللہ و احکم (اور اللہ تعالیٰ
سب سے بڑا عالم ہے، اور اس کا علم کہ جس کی شان بڑی ہے زیادہ کامل اور بڑا پختہ ہے۔ ت)
مسئلہ بروز شنبہ تاریخ ۵ ذوالقعدہ ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی مقتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ مولوی عنایت احمد صاحب
نے اپنی کتاب جناب الفردوس کے چوڑے صفحہ میں تحریر کیا ہے : بیان جھوٹی نسب کا۔ ف، جھوٹ
ظاہر کرنا نسب کا بھی بڑا گناہ ہے۔ مثلاً شیخ سے سید بن جانا۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ کرے
اس پر جنت حرام ہے۔ اور چودہ صفحہ کے حاشیہ پر یہ تحریر ہے : بیان جھوٹی نسب کا۔ ج ۳۱

لے القرآن الکریم ۱۲/۲۴

کتاب الحج باب فضائل المدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲۲/۱
الکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۴/۱۰
کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابيه قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۰/۲
کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من رغب الیہ ۔ ۔ ۔ ۵۶/۱

صحیح مسلم
المعجم الکبیر
صحیح البخاری
صحیح مسلم

مشارق ۳۶ ج اعتصام ف سوال - جو ہے کہ شیخ زکے تو جولاہا کہنا چاہتے، اگر جولاہا نہ کہے تو کیا کہنا چاہتے؟ فقط -

الجواب

یہ حدیث بیشک صحیح ہے، اور دوسری حدیث اس سے سخت تر ہے کہ جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنا نسب منسوب کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ نہیں کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ یہ حکم شامل ہے ہر اس شخص کو کہ سید نہیں اور سید بن بیٹے - شیخ قرشی یا انصاری نہیں اور اپنے آپ کو ایسا شیخ کہے مگر لفظ شیخ کا استعمال متعذر معنی پر ہے، پیر اور بزرگ اور اُستاد اور چار شریف اقوام مشہور ہند سے ایک قوم اور شید منغل پٹان کے سوا ہر مسلمان، اس پانچویں معنی پر جولاہا ہے، دُھینے ہر قوم کے مسلمان شیخ کہلاتے ہیں اسی معنی پر وہ اپنے آپ کو شیخ کہے تو اس حکم کے نیچے داخل نہیں ہوں اگر جولاہا اور اپنے آپ کو چوتھے معنی پر شیخ کہے کہ ان چار شریف قوموں میں سے میری قوم ہے تو وہ ضرور اس حدیث کے بیچ میں داخل ہوگا اگر واقع میں وہ ایسا نہیں اور اگر واقع میں وہ انہیں شریف اقوام میں سے ہے مثلاً شیخ، انصاری یا علوی یا عباسی یا عثمانی یا فاروقی یا صدیقی ہے اور کچھ اپنے کا پیشہ کرتا ہے تو وہ ضرور سچا ہے اور اس پر کچھ الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از جہونا مارکیٹ کراچی بندر مرسلہ حضرت پیر سید ابراہیم صاحب گیلانی قادری بغدادی مدظلہ الاقدس ۵ ارجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص ذات کا فقیر ہے اور کسی خانقاہ میں مجاور ہے بغداد شریف میں جا کر ایک پیر صاحب جو کہ عرصہ دراز سے مغفود الخیر معلوم کرنا اور ہندوستان میں آکر اپنے اصلی باپ کا نام بدل کر اس پیر مرحوم کا فرزند بنانا نیز میادت و طریقت کے دم مارتا تاکہ اس دھوکے و فریب سے اپنے مرید بنائے اور زر و عروت دنیاوی حاصل کرنا ایسے شخص سے جو کہ بلا ثبوت اپنے آپ کو سید کہتا ہو اور اپنی نسب کو چھوڑ کر غوث الاعظم کے نسب میں داخل ہو اذوائے شریعت اسلامہ مرید بنانا اور نماز پڑھنا جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الحمد للہ
کتاب الحج باب فضائل مدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۲/۱
الکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۲/۱۰
حدیث ۶۳

الجواب

اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتانے کے لئے ہر بیٹے صحیح میں فرمایا ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نے اس کا فرض قبول کرے نہ نفل، من انتہی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل الله صرفاً ولا عدلاً۔ اور جو مسلمانوں کو دھوکا دے اسے فرمایا ہمارے گروہ سے نہیں من غشنا فلیس منا۔ ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ناجائز اور اس کی امامت مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ

آراء الادب لفاضل النسب

۱۱۳

۲۹

(نسب فضیلت والے کو ادب کی راہ دکھانا)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۶۶

تسلیم

افضل الفضلاء اکمل الکلمہ مولانا مفتی صاحب

یہ استغفار جو کہ خدمت عالی میں بھیجا جا رہا ہے
اپنے اور دوسرے علماء کے دستخط و مہر سے
مزین کر کے مجھ پر احسان کریں، چونکہ اس زمانہ
کے مسلمان جہالت کے سبب سے اکثر ہنر و پیشہ
سے گریز کرتے ہیں اور صاحب پیشہ کو حقیر جانتے ہیں
اور روزانہ دائرہ پستی میں پاتل رکھتے ہیں، اسی
بنیاد پر اصلاح قوم کے لئے مصلحتاً یہ استغفار لکھا گیا،
(محمد لطف الرحمن البردوانی)

والسلام۔

ایں کہ استغفارے ترسیل خدمت عالی سے شود از
دستخط و مہر خویش و از دیگر علماء مزین نموده
بر منت نہ نمند، چونکہ مسلمان ایں زماں سبب
جہالت از اکثر حرفہ و پیشہ انحراف
سے دارند، و صاحب پیشہ را حقیر می شمارند، و
روز بروز بد اثرہ ادب را پامی کشند بر بنا علیہ
برائے اصلاح قوم مصلحتاً ایں استغفار نوشته شد
زیادہ والسلام۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر جبرۃ اعلیٰ کسی کا کاشت کاری یا نوریافت یا ماہی فروش ہو تبعدہ اس کی نسل میں یہ پیشہ معمول رہا ہو یا متروک ہو گیا ہو تو اس صورت میں ان کی اولاد کو ماشا یا جولا یا شکاری یا اطراف کہہ کر پکارنا جس سے ان کی دل شکنی ہوتی ہے درست ہے نہیں؟ اور علاوہ صحابی النسل کے دوسری قوم کو شیخ کہنا روا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا (بیان کرد تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

بدان کہ قوله تعالیٰ جعلکم شعوبا وقبائل لتعارفوا انت اکرمکم عند اللہ اتقکم (۱) وقریٰ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ابغض الیہ عملہ لم یجع بہ نسبہ وقریٰ دیگر احمل یا غنا طمة ولا تقولی اف بنیٰ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا علی صورت نہ اکنہ کہ شرافت نسب کہ اکثر جمالی بہ سبب جمالت و حماقت و از عدم واقفیت حالات بزرگان دین و سلف صالحین و صحابہ کاطین و انبیاء مرسلین، بدان مہامات میکند نزد حق سبحانہ تعالیٰ بہ چہ نمی از زود و چہ زود بہار مشور باشد کہ قال اللہ تعالیٰ و الذین او قوا العلوم و حیات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے شریعت کے مطابق عمل کرنا چھوڑ دیا اس کا نسب کام نہ دے گا۔ دوسرا قول ہے کہ شریعت پر عمل کرو، اے فاجر! اور یہ نہ کہو کہ رسول اللہ کی بیٹی ہوں بلند آواز سے اعلان کرنا ہے کہ شرافت نسب کہ اکثر جاہل لوگ جمالت و حماقت اور حالات بزرگان دین اور سلف صالحین اور صحابہ کاطین اور انبیاء مرسلین کے حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے اس پر فخر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے نہ ہے شہل بہار مشور ہے، البتہ مرد کی شرافت علم سے ہوتی ہے اور جنہیں علم دیا گیا وہ درجوں میں ہیں

سۃ القرآن الکریم ۱۳/۴

۱۵۴/۲ آفتاب عالم پریس لاہور باب فی فضل العلم

۳۸ ص الطبعة السلفیہ حدیث ۷۸ موارد النظم

۲۸۱ و ۷۷/۷ دار الفکر بیروت سۃ اتحات السادة المتقین

صحیح مسلم کتاب الایمان ۱۱۴/۱ و کنز العمال حدیث ۲۲۷۵۲ ۱۹/۱۶

سۃ القرآن الکریم ۱۱/۵۸

وانما يتخشى الله من عبادة العلماء (۲)
 وقال النبي صلى الله تعالى عليه
 وسلم انما العلماء ورثة الانبياء
 وان فضل العالم على العابد كفضل
 علي ادناكم (۳) بلکہ شرافتِ علم فوق شرافتِ
 نسب ہے یا شد کما ف الدر المختار
 لان شرفه العلم فوق شرف النسب
 والسال، کما جزم به البزائرع و
 ارتضاء الکمال وغیرہ اگر کئے عالم صالح ماہر یا عالم
 مذکورہ الصدر طعن و تحقیق مخاطب سازد بدارہ کفر
 پانہادہ باشد۔

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم
 والے ہیں، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور عالم کی
 فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے
 ادنیٰ پر، بلکہ علم کی شرافت نسب کی شرافت پر
 فوقیت رکھتی ہے، جیسا کہ در مختار میں ہے،
 اس لئے کہ علم کی شرافت نسب و مال کی شرافت
 سے ادنیٰ ہے، جیسا کہ اس پر بزاز نے جزم
 فرمایا ہے اگر کوئی شخص عالم صالح ماہر کو الفاظ
 مندرجہ بالا سے طعن و تحقیق کے طور پر مخاطب کرے
 تو بارہ کفر میں پاؤں رکھے گا۔

حررہ العاجز الفقیر الی الخیر محمد طیف الرحمن البردوانی الخاطب شمس العلماء مدرس مدرسہ عالیہ
 کلکتہ (بنگال)

نسب میں افضل کون؟

(از حضرت محمد بن وین وعت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ)

اللهم لك الحمد يا من خلق الانسان
 فجعله نسبا وصهرا وكنت قديرا
 صلى على من ارسلته من خير
 خلائقه من خير شعوب، من خير
 يا الله تیرے لئے حمد ہے وہ ذات جس نے
 انسان کو پیدا فرمایا تو اس کا نسب اور رشتہ دار
 بنایا اور تیری ذات قادر ہے، اور رحمتیں نازل
 فرما اس ذات پر جس کو تو نے دو فریقوں میں بہتر

سے القرآن الحکیم ۲۵/۲۶

سے سنن ابن ماجہ باب فضل العلماء الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰
 سے جامع الترمذی ابواب العلم باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ امین کمپنی دہلی ۹۳/۲
 سے الدر المختار کتاب النکاح باب الکفارة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵/۱

قبائل، من غیر بیوت، بشیرا و نذیرا،
 و مملکتہ نفع عترتہ و قرابتہ و خدمہ
 و امتہ و کل من یلوذ بحضرتہ دنیا
 و اخری، و علی آلہ خیر آل و صاحبہ
 خیر محب و بارک و سلم تسلیما کثیرا کثیرا۔
 بنا کر بھیجا اور بہتر شعب اور بہتر قبائل اور بہتر گھروں
 میں بشیر و نذیر بنایا، اور (اس کی اولاد،
 قرابت، خادموں، اُمت اور دنیا و آخرت
 میں اس کے حضور ہر پناہ لینے والے کے نفع کے لئے
 خوش اس کو مالک بنایا اور ان کی بہترین آل پاک

اور بہترین صحابہ کرام پر اور برکتیں اور سلامتی کثیر در کثیر نازل فرما۔ (دست)
 کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا عاقبت شریعہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا قہر کرنا جس سے اس کی
 دل شکنی ہو اسے ایذا پہنچے، شرعاً ناجائز و حرام ہے، اگرچہ بات فی نفسہ سچی ہو، خان کل حق
 صدق و لیس محل صدق حقا (ہر سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں)۔

ابن السنی عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 فرماتے ہیں،

من دعا رجلا بغیر اسمہ لعنتہ اللہ ثلاثۃ،
 فی التیسیر ای بلقب یکرہہ لا ینف جو
 یا عبد اللہ ۛ
 جو شخص کسی کو اس کا نام بدل کر پکارے فرشتے
 اس پر لعنت کریں۔ تیسیر میں ہے یعنی کسی بد لقب
 سے جو اسے بُرائی لگے نہ کہ اسے بندہ خدا وغیرہ سے۔

طبرانی معجم الاوسط میں بسند حسن حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من أذی مسلماً فقد أذانی، ومن أذاف
 فقد أذع اللہ ۛ
 جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا
 دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو مل
 کو ایذا دی۔

سنن ابی داؤد میں متعدد اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من ظلم معاہدا فانما حجیجہ یوم ۲۰۵ جو کسی ذمی پر زیادتی کرے تو روز قیامت میں اس
القینۃ علیہ سے جھگڑا کر دوں گا۔

بحر الرائی و در مختار میں ہے :

فی القینۃ قال لیمودی او مجوسی یا کافر جس نے کسی ذمی یہودی یا مجوسی سے کہا اے کافر
مماثم ان شق علیہ و مقتضاء انہ یعزذ اور یہ بات اسے گراں گزری تو کہنے والا گنہگار
لا یرتکایہ الاثم علیہ ہو گا اور اس کا تعاضیہ ہے کہ اسے تعزیر
کی جائے ، قینہ ۔

تحقیق مقام و مقال بکمال اجمال یہ ہے کہ مدار نجات تقویٰ پر ہے علیٰ تباث مراتبھا و
شدراتھا (فرق مراتب اور اس کے نتائج کے لحاظ سے) نہ کہ محض نسب ، وما یضاهیه من
الفضائل موهوباتھا و مکسوباتھا (جو فضائل کے مشابہ ہوں ان کے وہی اور کسی چیزوں میں) لہذا
محض تقویٰ ہی ہے ، اگرچہ شرف نسب و تکمیل علوم سمیت نہ ہو اور مجرد شرف القوم یا ملا صاحب کہلانا کافی
نہیں جبکہ تقویٰ اصلانہ ہو۔

ان الثرانیۃ اصبح الی فسقة القراء عیشک عذاب کے سپاہی فاسق علماء کی طرف
منہم الخ عبدة الاوثان سے سبقت کریں گے (اور یا جیسے) بتوں کے پجاری
کی طرف جو عمل میں شست ہو گا فضل نسب میں
آگے نہ ہو گا۔

حدیث من ابطأ بہ عملہ لم یسج بہ نسبۃ کے یہی معنی ہیں نہ یہ کہ فضل نسب شرعاً محض
باطل و مجبور و ہمار مشور ، یا شرافت و سیادت ، نہ دنیاوی احکام شرعیہ میں و جراتیاز ، نہ آخرت
میں اصلانہ نفع و باعث اعزاز — حاشا ایسا نہیں بلکہ شرح مطہر نے متعدد احکام میں فرق نسب
کو معتبر رکھا ہے ، اور سلسلہ ظاہر و ذریت عاظرہ میں انسلاک و اختساب ضرور آخرت میں بھی نفع

- ۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الامارۃ باب تعشیر اہل الذمۃ اذا اختلفوا بالتجارۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۴۷
۲۔ الدر المنار کتاب الحدود باب التقریر مطبع مجتبیٰ دہلی ۱/۳۲۹
۳۔ کنز العمال بمنزحہ حل حدیث ۲۹۰۰۵ موسمۃ الرسالہ بیروت ۱/۱۹۱
۴۔ سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فی فضل العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۵۷
۵۔ مراد النہایں حدیث ۸ ، المطبعة السلفیہ ص ۳۸

دینے والا ہے۔ کتاب النکاح میں سارا باب کفایت تو خاص اسی اعتبار فقرہ و مزیت پر مبنی ہے۔
 سید زادی اگر کسی مثل پٹھان یا شیخ انصاری سے بے رخصتے ولی نکاح کرے گی نکاح ہی نہیں
 ہوگا جب تک بہ سبب فضل علم دین مکافات ہو کر کفایت نہ ہوگئی ہو، یونہی اگر غریب و جدب بشرائط معلوم
 نابالغہ کا ایسا نکاح کر دیں وہ بھی باطل و مردود محض ہے۔ اسی طرح اگر مغلائی، پٹھانی نابالغہ کسی چوڑا،
 یا دھنیے سے نکاح کر لے، یا ولی غیر ملزم نابالغہ کا نکاح کر دے یہ سب باطل و نامنعقد ہیں و المسائل
 مصرح بہا متونا و شروحا و فتاویٰ (یہ مسائل دیگر متداول کتب متون و شرح اور کتب فتاویٰ میں تفصیل سے
 درج ہیں) یوں ہی امامت صفری کی ترتیب میں شرف نسب بھی وجہ ترجیح ہے۔ تنویر الابصار میں ہے
 الاحق بالامامة الاعظم الخ سب سے زیادہ مستحق امامت وہ ہے جو زیادہ
 قوله ثم الاشرف نسباً ثم علم رکھتا ہو (مصنف کے اس قول تک) پھر
 الانظف ثوباً الخ وہ جو باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو، پھر
 وہ جس کے کپڑے زیادہ سُترے ہوں۔

در مختار میں ہے :

الاشرف نسباً ثم الاحسن صوتاً الخ وہ جو باعتبار نسب کے زیادہ شریف، پھر جس
 کی آواز بہتر ہو۔

قریش کی خلافت

اور امامت کبریٰ میں تو شرع مطہر نے اس درجہ کا لحاظ فرمایا ہے کہ اسے صرف قریش کے ساتھ
 منحصر فرمادیا، غیر قریش اگرچہ عالم اہل ہوا امام و خلیفہ نہیں ہو سکتا۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

الاثمۃ صنف قسرتب شیعہ سداۃ تمام خلفاء قریش ہوں گے۔ اس کو روایت

سند و سند در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوٰۃ باب الامامة مطبع مجتہائی دہلی ۸۲/۱

سند مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۵۳/۳

المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۴۹/۴

السنن الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ باب من قال یومعہم ذنوباً واربوا دار صادر بیروت ۱۶۱/۳

کتاب قتال اہل البغی، باب الامت من قریش " دار صادر بیروت ۱۴۳/۸

السنن الکبریٰ ص ۲۰۸ المکتبۃ الفحلۃ بیروت ۲۵۲/۱

احمد وابن ابی شیبہ والنسائی و
ابن جریر والمحاکم والبیہقی والقیس
فی المختار عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رواہ
الطبرانی فی الکبیر عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ وابوبکر بن ابی شیبہ ونعیم بن حماد و
ابن النبی فی کتاب الاخوة والبیہقی عن
امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۔

۲۰۶ کیا ہے احمد، ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن جریر،
حاکم اور بیہقی نے اور ضیائی نے حضرت انس رضی اللہ
عنه سے بخاری اور طبرانی کبیر میں حضرت ابو ذر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابوبکر بن
ابی شیبہ اور نعیم بن حماد اور ابن النبی نے
کتاب الاخوة میں اور بیہقی نے امیر المؤمنین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔

اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ان هذا الامور قرائث لا يعاديههم
احد الاكلبه الله على وجهه في
النار۔ رواه الاثمة احمد وبخاری
ومسلم عن امير مفضية وحذرة ابوبكر
ابن ابی شیبہ عن ابی موسى الاشعري
وابن جریر عن كعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بے شک خلافت قریش میں ہے جو ان میں سے ہر
رکھے گا اللہ تعالیٰ اُسے منہ کے بل جسم میں
اندھا دے گا۔ اسے روایت کیا ہے امام احمد
اور بخاری اور مسلم نے امیر معاویہ سے و حدیث کے
ایہ ذاتی حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابی موسیٰ
اشعری سے اور ابن جریر نے کعب رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے ۔

اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

الا ان الامراء من قریش۔ رواه ابو یعلیٰ
عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ الکریم، واحمد والحاکم
والطبرانی بلفظ الامراء من قریش۔

سن لو، امراء و حکام اسلام قریش ہیں،
اس کو روایت کیا ابویعلیٰ نے
حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے
احمد، حاکم اور طبرانی نے اس لفظ کے ساتھ کہ

صحیح البخاری کتاب النقب باب مناقب قریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹۷/۱
صحیح البخاری کتاب الاحکام باب الامراء من قریش ~ ~ ~ ۱۰۵۷/۲
مسند احمد بن حنبل عن معاویہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۹۲/۴
المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۱۲۴۳۹ ادارة القرآن کراچی ۱۰۷/۱
مسند ابویعلیٰ عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۵۹۰ مؤسسة علوم القرآن بیروت ۲۸۲/۱

الامراء من قریش عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 امرار قریش میں "اس کو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔

اہل قریش کی فضیلت اور مقام و مرتبہ

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

قریش ولایة هذا الامر، رواه احمد عن ابی بکر الصدیق وعن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 اسلامی حکومت کے والی قریش میں۔ اس کی روایت کیا ہے احمد نے حضرت ابو بکر صدیق سے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

قد موقریشا ولا تقصد مسوہنا۔ رواه الامام الشافعی والامام احمد عن عبد اللہ بن خطیب والطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ بن السائب والبیہقی عن امیر المؤمنین علی وابن عبدی عن ابی ہریرہ وابن جریر عن الحارث بن عبد اللہ وشیاق فی حدیث عن النسب و الشافعی والبیہقی فی معرفة الصحابة عن الزہری مرسلا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
 قریش کو تعظیم دو، اور قریش پر تعظیم نہ کرو۔ اس کی روایت کیا ہے امام شافعی اور امام احمد نے عبد اللہ بن خطیب سے اور طبرانی نے کبیر میں عبد اللہ بن سائب سے اور بزار نے امیر المؤمنین علی سے اور ابن عدی نے ابو ہریرہ سے اور ابن جریر نے حارث بن عبد اللہ سے اور عنقریب آئے گا حنفی کی حدیث میں اور شافعی اور حنفی نے معرفۃ صحابہ میں زہری سے مرسلا روایت کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

بلکہ ایک روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

- ۱۔ مسند احمد بن حنبل حدیث ابو ہریرہ اسلمی المکتب الاسلامی بیروت ۴۲۲/۴
 ۲۔ المستدرک للحاکم کتاب الفتن والملاحم دار الفکر بیروت ۵۰۱/۵
 ۳۔ کنز العمال بحوالہ (ک) حم، طب عن ابی موسیٰ اشعری حدیث ۳۲۸۲۵ موسۃ الرسالہ بیروت ۲۸/۱۲
 ۴۔ مسند احمد بن حنبل عن ابی بکر المکتب الاسلامی بیروت ۵/۱
 ۵۔ کنز العمال بحوالہ الشافعی والبیہقی فی معرفة الصحابة الزہری عن علی (حدیث ۹۱-۹۰-۳۳۷۸۹) ۲۲/۱۲

يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَقْتَدُوا قَرِيشًا فَتَهْلِكُوا۔
 رواه البخاري عن جابر بن مطعم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اے لوگو! قریش پر سبقت نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔
 اسے روایت کیا ہے ابی بنی نے حضرت جابر بن مطعم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

فَتَغْلِبُوا، رواه ابن ابی طالب عن الامام
 ابي اقرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرسلًا وهو عن
 باللفظ الاول عن سهل بن ابی خيثمة رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ۔

یعنی قریش پر سبقت نہ کرو کہ گراہ ہو جاؤ گے۔
 اسے روایت کیا ہے ابن ابی طالب نے امام
 باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلًا، اور ان کے
 نزدیک پہلے الفاظ کے ساتھ سهل بن ابی خيثمة
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 الناس تبع لقریش فی هذا الشأن۔ رواه
 الشيخان عن ابی ہريرة واحمد ومسلم
 عن جابر والطبرانی فی الاوسط والقصير
 عن سهل بن سعد وعبد اللہ بن احمد
 واحمد وابن ابی شيبه عن مطوية رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم وهذا عن سعيد بن ابراهيم
 بلاغا۔

سب لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں۔
 اسے روایت کیا ہے امام بخاری وسلم نے ابو ہریرہ
 سے اور احمد و مسلم نے جابر سے، اور طبرانی نے
 اوسط میں اور ابن ابی شیبہ نے مسند احمد
 اور احمد و ابن ابی شیبہ نے مسند احمد
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، اور یہ سعید بن ابراہیم
 سے بلاغاً روایت کی گئی ہے۔

حدیث ۲۱ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

۴۹۶/۱

۱۱۹/۲

۳۴۱ و ۳۴۹

۲۴۴/۶

قدیمی کتب خانہ کراچی

~ ~ ~

مسند احمد بن حنبل عن انس

مکتبۃ المعارف ریاض

باب المناقب

کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش

الحکم الاسلامی بیروت

حدیث ۵۵۹۲

صحیح البخاری

صحیح مسلم

مجمع احمد بن حنبل

الحکم الاسلامی

والطبرانی فی الکبیر عن انس و ابن عساکر
عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم -
کبیر میں انس سے ، اور ابن عساکر نے عمرو
بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ۔

حدیث ۲۹ تا ۳۵ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

قوة الرجل من قریش قوة ساجلین . رواه
احمد و ابن ابی شیبہ و الطیالسی و ابویعلیٰ
و ابن ابی عاصم و النماوردی و الطبرانی
فی الکبیر و الحاکم فی المستدرک و البیہقی
فی المعرفة و الضیاء فی المختار و ابونعیم
فی الحلیۃ عن جبیر بن مطعم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ و هذا فیہا عن علی کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ و الطبرانی عن ابن ابی خنیس و ابن
النجار فی حدیث طویل عن انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما اولہ یا ایہا الناس قد صوا
قریشا ولا تقدموها و هو ایضا قطعة
من حدیث ابی بکر الصديق عن سہل .

ایک مرد قریش کو قوت دو مردوں کے برابر ہے ۔
انس کو روایت کیا ہے احمد ، ابن ابی شیبہ ،
طیالسی ، ابویعلیٰ ، ابن ابی عاصم ، نماوردی اور
طبرانی نے کبیر میں ، اور حاکم نے مستدرک میں ،
ابونعیم نے معرفۃ میں ، اور ضیاء نے مختار میں ،
اور ابونعیم نے حلیۃ میں جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے ، یہی الفاظ علیہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے اور طبرانی نے ابن ابی خنیس سے اور ابن نجار
نے طویل حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کے کراے لگا کر قریش کو مقدم کرو
اور خود مقدم نہ بنو ، یہ بھی مذکور ابوبکر عن
سہل والی حدیث کا حصہ ہے ۔

حدیث ۳۶ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

لا تؤموا قریشا و انتھوا ولا تعلموا قریشا
قریش کو اپنا پیرو نہ بناؤ اور ان کی پیروی کرو ۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن جبیر بن مطعم مکتب الاسلامی بیروت ۸۳/۲
۲۔ المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۱۳۳۳۵ و مسند ابی داؤد الطیالسی حدیث ۱۹۵۱ الجزء الرابع
طیۃ الاولیاء ترجمۃ الامام الشافعی ۳۱۵ دار الکتب العربیہ بیروت ۶۳/۹
الجمع الکبیر حدیث ۱۴۹۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱۳/۲
کنز العمال بحوالہ طبرانی و ابی نعیم و ابن ابی عاصم و النماوردی جب کہ طبقات فی المعرفۃ عن جبیر بن مطعم
حدیث ۳۳۸۶۴ و ۳۳۸۶۵ و ۳۳۸۶۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳۴/۱۲

و تعلموا امنها فان امانة الاكاهين من قریش
تعدل امانة امينين رواد ابن عساكر
عن امير المؤمنين علي كرم الله تعالى وجهه
وهو ايضا بسعنا قطعة من حديث انس
قریش پر دعویٰ استادی نہ رکھو اور انکی شاگردی
کو کہ قریش میں ایک امین کی امانت دواؤا
کے برابر ہے۔ اسے روایت کیا ابن عساكر نے
امير المؤمنين علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے، یہ بھی
اپنے معنی کے اعتبار سے حدیث انس کا حصہ ہے۔

حدیث ۳۸ و ۳۹ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اعطيت قریش مال لم يعط الناس رواد
الحسن بن سفيان في مسنده وابو نعیم في
معرفة الصحابة عن الحلیس رضي الله
تعالى عنه و نعیم بن حماد عن ابی الزاهرية
مرسلًا و سلمة الديلمي عنه عن خنيس
رضي الله تعالى عنه هكذا فيما نقلت عنه
بمعجمة فنون رواد مصحفاً حسن حلیس
بمهلة فلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قریش کو وہ عطا ہوا جو کسی کو نہ ہوا۔ اس کی
روایت کیا حسن بن سفيان نے اپنی مسند میں،
ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں حلیس رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے اور نعیم بن حماد نے ابی الزاهرية سے مرسلًا،
اور اس کو دیلمی نے عن حلیس عن خنيس رضي الله عنہما
کہہ کر متصل بنایا ہے، تنخ کے بعد تن منقول
سب انہوں نے تن کے بعد لام سے "حلیس"
کہہ کر روایت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث ۳۹ و ۴۰ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

فضل الله قريشا بجمع خصال لم يعطها
احد قبلهم ولا يعطاها احد بعدهم۔
اللہ تعالیٰ نے قریش کو ایسی سات باتوں سے
فضیلت دی جو نہ ان سے پہلے کسی کو ملیں نہ
ان کے بعد کسی کو عطا ہوں۔

ان میں سے ایک تو یہ کہ میں قریش ہوں (یہ تمام فضائل سے ارفع و اعلیٰ ہے)۔ و فیہم
الخلافة والحجابة والسقاية اور انہیں میں خلافت اور کعبہ معظمہ کی درباری اور حاجیوں کا سقاہ
۔۔۔ و نصرهم على الفيل اور انہیں اصحاب فیل پر نصرت بخشی۔ و عبد الله حشر مستعين
لا یصدہ غیر ہم اور انہوں نے دس سال اللہ کی جہاد تہا کی کہ ان کے سواروں نے زمین پر کسی اور

۱۔ کنز العمال بحوالہ ابن عساكر عن علی حدیث ۳۳۸۴ موسمۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۳۱

۲۔ کنز العمال بحوالہ حسن بن سفيان و ابو نعیم فی المعرفة حدیث ۳۳۸۵ ~ ~ ~ ۱۲/۲۴

ولقومك“ فجعل الذكور والشرف
لقومى في كتابه فالحمد لله الذى
جعل الصديق من
فالحمد لله الذى جعل الصديق من
قوى والشهيد من قوى والائمة
من قوى امت الله تعالى قلب
العبد فلهذا البطن
فكان خير العرب قریشا وهى الشجرة
المباركة التى قال الله عز وجل فى كتابه
”مثل كلمة كشجرة طيبة“ يعنى بها قریش
اصلها ثابت يقول اصلها كرم وفرعها
فى السماء الشرف الذى شرفهم الله
بالاسلام الذى هداهم وجعلهم اهل
رواء الطبرانی فى الكبير وابن مردويه
فى التفسير عن عدى بن حاتم عن ابي الله
تعالى عنه وهذا مختصرا۔

عزت دار اور بہتر قریش ہیں

حدیث ۲۸۴۲ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

کمانۃ عز العرب، رواء التذلی و ابی
عساكر عن ابي ذر عن ابي الله
تعالى عنه۔
یعنی کمانہ سارے عرب کی عزت ہیں۔ اس کو
روایت کیا ہے ذکی اور ابن عساکر نے حضرت
ابو ذر سے۔

کنز العمال بحوالہ طب و ابن مردويه عن عدى بن حاتم حديث ۳۳۸۴ مؤتمن الرسالة بیروت ۲۵/۱۲
کنز العمال بحوالہ الطب و ابن مردويه عن عدى بن حاتم حديث ۳۹۱۲ دار الكتب العلمية بیروت ۳۰۲/۲
کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی ذر حديث ۳۳۹۱ و ۳۴۰۹ مؤتمن الرسالة بیروت ۲۹/۵۵

یہ قرآن ناموری ہے تیری اور تیری قوم کی“ تو اسے
اپنی کتاب کریم میں میری قوم کے لئے ذکر و شرف لکھا
اللہ کے لئے عمدہ ہے جس نے میری قوم میں سے
صدیق کیا اور میری قوم سے شہید اور میری قوم سے ایم
بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے ظاہر و باطن
پر نظر فرمائی تو سب عرب سے بہتر قریش نکالے اور
وہی برکت والے درخت ہیں، جس کا ذکر قرآن شریف
میں ہے کہ پاکیزہ بات کی کہاوت ایسی ہے جیسے
سُخَّرَ ادرخت یعنی قریش کہ اس کی جڑ پائدار ہے
یعنی ان کی اہل کرم ہے جسکی شاخیں آسمان میں ہیں
یعنی وہ جو اللہ نے ان کو اسلام کا شرف بخشا اور
انھیں اس کا اہل کیا۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں اور
ابن مردويه نے تفسیر میں عدى بن حاتم عن ابي الله تعالى
عنه سے روایت کیا ہے، اور یہ مختصر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور اُس کی پسند

حدیث ۴۸ و ۴۹ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ان الله اخذ من آدم العري، واختار
من العرب حضرم، ومن مصر قریش،
اخذ من قریش بنی ہاشم، واختار من
بنی ہاشم - رواه البیهقی وابن حدى
عن ابن عمر والحکیم الترمذی والطبرانی
فی الکبیر وابن حاکم عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے عرب کو چنا،
اور عرب سے مصر، اور مصر سے قریش، اور قریش
سے بنی ہاشم، اور بنی ہاشم سے محمد کو۔ اس کو
روایت کیا ہے بیہقی (عبدالبن عدی نے ابن عمر سے
اور حکیم ترمذی نے اور طبرانی نے کبیر میں اور
ابن عساکر نے ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے۔

حدیث ۴۹ تا ۵۱ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ان الله تعالى خلق خلقاً فجعلهم
فریقین فجعلنی فی خیر الفریقین
ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیر
قبیلة ثم جعلهم بیوتاً فجعلنی فی
خیرهم بیتاً فانا خیرکم قبیلة وخیرکم
بیتاً۔ رواه احمد والترمذی
عن المطلب بن ابی وداعة والترمذی

اللہ عزوجل نے خلق بنا کر دو فریق کی، مجھے بہتر
فریق میں رکھا، پھر ان کے قبیلے قبیلے بنا کر، مجھے
سب سے بہتر قبیلے میں رکھا، پھر قبیلوں میں گھرانے
بنا کر، مجھے سب سے بہتر گھر میں رکھا، پس میرا
قبیلہ تمہارے قبیلوں سے بہتر اور میرا گھر تمہارے
گھروں سے بہتر۔ اسے روایت کیا ہے احمد اور
ترمذی نے مطلب بن ابی وداعہ سے اور ترمذی

۹۶	دار صادر بیروت	لے نوادر الاصول الاصل السابح والستون
۴۳/۴	دار الفکر بیروت	المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة
۴۳/۱۲	موسسة الرسالة بیروت	کنز العمال بحوالہ کعن ابن عمر حدیث ۳۳۹۱۸
۲۰۱/۲	امین محمدی دہلی	لے جامع الترمذی ابرار المناقب باب ما جاز فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶۶/۴	دار الفکر بیروت	مسند احمد بن حنبل عن المطلب المکتب الاسلامی بیروت ۲۱۰/۱
۲۲۶/۳	دار الفکر بیروت	المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة

عن واثلة رضي الله تعالى عنه .
 واثلة رضي الله تعالى عنه .

حضور افضل ترین قبیلہ میں پیدا ہوئے

حدیث ۵۵ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 بعثت من خیر قرون بنی آدم قرناً فخرنا
 حق کنت فی القریۃ الذی کنت فیہ .
 رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ .
 میں ہر قرن و طبقہ میں بنی آدم کے بہترین طبقات
 میں بھیجا گیا یہاں تک کہ اس طبقے میں آیا
 جس میں پیدا ہوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،
 اسے بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے روایت کیا ۔

حدیث ۵۶ کہ فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ،
 خرجت من افضل حنین من العرب
 ہاشم و زہرۃ . رواہ ابن عساکر ۱۱۱
 عنہ رضي الله تعالى عنه .
 میں عرب کے دو سب سے افضل قبیلوں
 بنی ہاشم و بنی زہرہ سے پیدا ہوا ۔ اس کو
 روایت کیا ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۔

حدیث ۵۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
 جب محمد بن عدنان کی اولاد میں چالیس مرد ہو گئے ایک بار انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
 و السلام کے لشکر پر حملہ کر کے مال لے لیا ، موسیٰ علیہ السلام نے ان کے ضرر کی دعا فرمائی ۔ رب عزوجل
 نے وحی بھیجی اسے موسیٰ ! انہیں بد دعا نہ کرو کہ انہیں میں سے وہ نبی آتی بشیر و نذیر ہو گا جو میرا پیارا بیٹا
 اور انہیں میں سے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوگی جو مجھ سے تھوڑے رزق پر راضی ہو
 میں ان سے تھوڑے عمل پر راضی ہوں گا ، فقط ایمان پر انہیں جنت و دل گاہ کہ ان میں ان کے نبی
 محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں گے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو باد صفت کمال رحمت پر
 ہونے کے متواضع ہوں گے ۔

اخرجتہ من خیر جمیل من اقمتہ میں نے ان کو سب سے بہتر گروہ قریش سے

۱۔ صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۵/۲
 ۲۔ تاریخ دمشق الجبر باب ذکر طہارۃ مولدہ و طیب اصلہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۲۶

قریشاً ثم اخرجته من بني هاشم صفوة
قریش فہم خیر من خیر رواد الطبرانی فی البکیر
ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پیدا کیا، پھر قریش میں ان کے برگزیدہ بنی ہاشم
سے، وہ بہتر سے بہتر ہیں۔ اس کو روایت
کیا ہے طبرانی نے کبیر میں ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے۔

نفس میں سب سے بہتر جان حضور

حدیث ۵۸، ۵۹ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

انا فی جبریل فقال یا محمد ان الله بعثني
قطفت شوق الامم غروبها وسملها
وجبلها فلم اجد حيا خيرا من
العرب ثم امرني فطفت في العرب فلم اجد
حيا خيرا من مضروثم امرني فطفت في
مضرو فلم اجد حيا خيرا من كنانة
ثم امرني فطفت في كنانة فلم اجد
حيا خيرا من قریش ثم
امرني فطفت في قریش
فلم اجد حيا خيرا من بني هاشم
ثم امرني ان اختار من انفسهم
فلم اجد فيها نفسا خيرا من نفسي -
رواه الامام الحكيم ^{رحمہ اللہ} عن الامام الصادق
عن الامام الباقر وصداۃ الی مضر
الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جبریل (علیہ السلام) نے حاضر ہو کر مجھ سے عرض کی
کہ اللہ عزوجل نے مجھے بھیجا میں زمین کے
پورے کچم، نرم و کوہ ہر جگہ میں پھرا، کوئی قبیلہ
عرب سے بہتر نہ پایا، پھر اس نے مجھے حکم دیا
کہ میں نے تمام عرب کا دورہ کیا تو کوئی قبیلہ
مضر سے بہتر نہ پایا۔ پھر حکم فرمایا، میں نے مضر میں
تفتیش کی کوئی قبیلہ کنانہ سے بہتر نہ پایا۔ پھر
حکم دیا میں نے کنانہ میں گشت کیا، کوئی قبیلہ
قریش سے بہتر نہ پایا، پھر حکم دیا میں قریش میں پھرا
کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے بہتر نہ پایا۔ پھر حکم دیا کہ
سب میں بہتر نفس تلاش کرو تو کوئی جان حضور
کی جان سے بہتر نہ پائی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
اسے روایت کیا ہے امام حکیم نے امام صادق
سے انھوں نے امام باقر سے، اور اس کی ابتداء
سے مضر تک دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

لے مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی البکیر کتاب علامات نبوت باب فی کرامۃ النبی دار الکتاب بیروت ۲/۸
سے نوادر الاصول الاصل السابغ والستون دار صادر بیروت ۹۶ ص

حدیث ۶۰ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

قال لی جبریل قلبت مشارق الارض
ومغاسبها فلم احبدا افضل من
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و
قلبت مشارق الارض ومغاسبها فلم احبدا
افضل من بنی ہاشم۔ رواہ الحاکم فی الکنی
وابن عساکر عن ام المؤمنین الصدیقة
رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح۔
(مجھ سے جبریل نے کہا، میں نے زمین کے دو رب
پہچم سے تپت کے کوئی شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے افضل نہ پایا، نہ کوئی قبیلہ
بنی ہاشم سے بہتر۔ اس کو روایت کیا ہے حاکم
نے کنی میں اور ابن عساکر نے ام المؤمنین حضرت
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح سند
کے ساتھ۔)

حدیث ۶۱ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

الخلافة فی قریش۔ رواہ احمد و
الطبرانی فی الکبیر عن حنبلہ بن
عبدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔
خلافۃ قریش میں ہے۔ اس کو روایت کیا ہے
احمد اور طبرانی نے کبیر میں عتبہ بن عبدان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ۔
ہم نے احادیث کو اسی مضمون سے شروع کیا تھا اور اسی پر ختم کیا کہ اول با آخر نسبت دارد
(کہ اول آخر کے ساتھ نسبت رکھتا ہے)

احکامات اور نکات

اور اب بعض دیگر احکام میں فرق دکھا کر اخلاق کا خصلہ پھر نفع اخروی کی طرف توجہ کریں،
تین حکم تویہ تھے،

(۱) نکاح

(۲) امامت صفری

(۳) امامت مجہری

۱۔ کنز العمال بحوالہ حاکم فی الکنی و ابن عساکر عن عائشہ حدیث ۳۲۱۷۱ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۵/۱
۲۔ مسند احمد بن حنبل عن عتبہ بن عبدان المکتب الاسلامی بیروت ۱۸۵/۴
المعجم الکبیر حدیث ۲۹۸ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۲۱/۱۷

(۶) حکم معتم، نہایہ تبیین و شافی و فتح و درر وغیرہ میں ہے،

تغزیر اشراف الاشراف و هم
العلماء والعلمیۃ بالاعلام
بانت یقول له القاضی
بلغف انک تفصل کذا
فیزوجوہ
یعنی علما و سادات سب سے اعلیٰ درجہ کے اشراف
ہیں، ان سے اگر کوئی تعصیر موجب تغزیر واقع ہو
کہ اراذل کرتے تو ضرب و جیس کے مستحق ہوتے،
ان کے لئے اس قدر بس ہے کہ قاضی کے نیچے
معلوم ہوا ہے کہ آپ ایسا کام کرتے ہیں اسی قدر
ان کے ذبح کو بس ہے۔

لغزشیں

حدیث ۶۲ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اقبلوا الکرام عثرانہم۔ رواہ ابن عساکر
عن امر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
قطعة من حدیث۔
کو یحییٰ کی لغزشوں سے درگزر کرو۔ اس کو روایت
کیا ہے ابن عساکر نے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے۔ یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔

حدیث ۶۳ تا ۶۶ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تجا فواء، بحقوقہ ذی المردۃ الکاف
حد من حدود اللہ تعالیٰ۔ رواہ الطبرانی
فی الاوسط عن حمید بن ثابت و صحابہ
لہ فی کتاب مکارم الاخلاق
اصحابِ مروت کی سزا سے درگزر کرو مگر ذی المردۃ
سے کسی میں۔ اسے روایت کیا ہے طبرانی نے
اوسط میں زید بن ثابت سے، اور اس کا ابتدائی
حصہ ان کی کتاب مکارم الاخلاق میں ہے اور

۱۷۸/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	لہ رد المحتار کتاب الحدود باب التعزیر
۲۰۸/۴	المطبعة الکبریٰ بولاق مصر	تبیین الحقائق بحوالہ نہایہ کتاب الحدود
۱۱۲/۵	مکتبہ فوریہ رضویہ سکس	فتح المشرر کتاب الحدود
۱۱۰/۶	موسسة الرسالہ بیروت	لہ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث ۱۵۰۵۷
۲۱۰/۵	" " "	لہ " " طس عن زید بن ثابت حدیث ۱۲۹۸۸
۳۱۱/۵	" " "	" " بحوالہ الطب فی مکارم الاخلاق والی بکر بن المرزبان ۲۲۹۸۱

ولابی بکوبین المرزبان فی کتاب المروءۃ
عن ابن عمرو لمعناه مع زیادة
لهذا عن اکامام جعفر الصادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہم وفي الباب
غیرہم۔

ابو بکر بن مرزبان کی کتاب "المروءۃ" میں ابن عمر سے
اور اسی معنی کے ساتھ کچھ زیادہ امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے اور اس
باب میں ان کے غیر سے روایت
ہے۔

حدیث ۶۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اقلوا ذوی الہیئات عثراتہم الا
الحدود۔ مرواۃ احمد بن البخاری فی
الادب المفرد و ابوداؤد عن ام المومنین
الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

عزت داروں کی لغزشیں معاف کر دو مگر حدود۔
اس کو احمد اور بخاری نے ادب المفرد میں
اور ابوداؤد نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها سے روایت کیا ہے۔

تذیل : تعظیم

حدیث ۶۸ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لا یقوم الرجل من مجلسہ الا یقول ہاشم
مرواۃ الخطیب عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ۔

آدمی اپنی جگہ چھوڑ کر کسی کے لئے نہ اٹھے سرگے
بنی ہاشم کے۔ اسے روایت کیا ہے خطیب نے
ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

دوسری روایت میں ہے،

یقوم الرجل من مجلسہ لا یشہ
۱۔ فی ہاشم لا یشومون لاحد۔ مرواۃ

ہر شخص اپنے بھائی کے لئے اپنی مجلس سے اٹھے
مگر بنی ہاشم کسی کے لئے نہ اٹھیں۔ اس کو

۱۸۱/۴	المکتب الاسلامی بیروت	۱۔ مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا
۱۳۳/۳	المکتبۃ الاثریہ سائیکہ علی	الادب المفرد حدیث ۴۶۵
۲۲۵/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	سخن ابوداؤد کتاب الحدود باب فی الشفیع فیہ
۳۰۹/۵	موسست الرسالہ بیروت	کنز العمال بحوالہ حم غد عن عائشہ حدیث ۱۲۹۷۵
۵۸/۲	دار الکتاب العربی بیروت	۱۔ تارخ بغداد ترجمہ محمد بن علی ۱۰۷۶

اخلاق فاضلہ

مشاہدہ شاہد اور تجربہ گواہ ہے کہ شریف قومیں بحیثیت مجموعی دیگر اقوام سے حیا، محبت، تمیز، مروت، سخاوت، شجاعت، سیرت نیک، قوت، حوصلہ، ہمت، صفائے قرینیت وغیرہ بکثرت اخلاق حمیدہ، مہربان، مہربانہ میں زائد ہوتی ہیں اور سب کا آدم و حوا علیہا الصلوٰۃ والسلام ایکٹاں باپ ہونا جس طرح تفاوت افراد کا نافی نہیں ایک آدمی لاکھ کے برابر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لیس شی خیر امن الف مثلہ الا الانسان۔
اخرجه الطبرانی فی الکبیر والفضائل
المختارۃ عن سلمان الفارسی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔
انسان کے سوا کوئی چیز اس کی ہم جنس ہزار کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اس کو بیان کیا ہے طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے مختارہ میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

یوں ہی تفاوت اصناف و اقوام کا نافی نہیں۔ قریش کی جرأت، شجاعت، سخاوت، قوت، شہامت، اسلام و جاہلیت دونوں میں شہرہ آفاق رہی ہے، اور ان میں بالغیر بنی ہاشم یوں ہی جاہلیت میں بنی ہاشم و نہایت سے معروف تھے۔ حق قال قائلہم (ان میں سے ایک نے کدت)۔

وما ینفع الاصل بنی ہاشم اذا کانت النفس من باہلہ
ولو قیل للکلب یا باہلہ عوی الکلب من لؤم هذا النسب
(بنی ہاشم سے اصل کا ہونا نافع نہیں جب وہ بنی ہاشم کا فرد ہو۔
جب کہتے کو "یا باہلہ" کہا جائے تو وہ اس نسب کی شرمساری سے ماند ہو جاتاہے۔)

۲۸۹/۵	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۹۴۶	لے المعجم الکبیر
۴۳/۱۲	موسستہ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۲۹۱۵	کنز العمال بحوالہ طب والخطیب عن ابی امامہ حدیث
۲۳۸/۶	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۶۰۹۵	لے المعجم الکبیر
۱۹۱/۱۲	موسستہ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۲۹۱۵	کنز العمال بحوالہ طب والفضیاء عن سلمان حدیث
۱۱۰-۱۱/۲	۔	ترجمہ قتیبہ بن مسلم ۱۶۰	سیر اعلام النبلاء

عن فارسی۔

(یعنی فارسی کے لوگ اس کو حاصل کر لیتے۔

قیل اس را د بغدادی ہذا اهل خراسان (کہا جاتا ہے فارسی سے مراد یہاں اہل خراسان ہیں۔) اور نسب بلاد مثل خراسان و بلخ و مرو و سمرقند کا ذکر خارج از بحث ہے۔

شرافت و دنارت کسی شہر کی سکونت پر نہیں، نہ بعض اکابر کا کوئی پیشہ کرنا اس کے جواز سے زائد دلیل نا در حکم بشرق ہے اس میں کہ فلاں امام نے فتاحی کی اور فلاں نساچ کہ قوم نست جین سے تھا امام ہو گیا، تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بکریاں چرائیں، اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں گڈ ریائی ہو گیا، اور سو بات کی ایک بات وہ ہے جس کی طرف ہم نے صدر کلام میں اشارہ کیا کہ موازنہ بحیثیت مجموعی ہے نہ کہ فرداً فرداً، اور حکم کے لئے غالب بلکہ اغلب کافی، اور شک نہیں کہ فوہ اخلاق فاضلہ میں شریعت قہر کی حاکمہ غالب ہے اور احادیث کثیرہ اس پر ناطق، متعدد احادیث سے گزرنا کہ، ایک قریش کی قوت دو مردوں کے برابر ہوتی ہے، اور ایک قریش کی امانت دو آدمیوں کے مثل۔

حدیث ۶۹ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

انما اختلف الناس فالعدل في مصر۔ رواه الطبرانی في المعجم عن ابن عباس۔
جب لوگ مختلف ہوں تو عدل قوم مصر میں ہے (جہاں سے قریش ہیں)۔ اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے کیر میں ابن عباس سے۔

حدیث ۷۰ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

قسم الحياء عشرة اجزاء فتسعة في العرب وجزء في سائر الناس۔ رواه الخطيب في البغلاء عن محمد بن مسلم۔
میا کے دس حصے کئے گئے ان میں سے نو حصے عرب میں ہیں اور ایک باقی تمام لوگوں میں۔ اس کو روایت کیا ہے خطیب نے بخلاہ میں محمد بن مسلم سے۔

۱۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث لو کان الایمان عند الثریاء: مکتبۃ الامام الشافعی بیاض ۳۰۹/۲
۲۔ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۴۱۸ مکتبۃ المصیلة بیروت ۱۶۸/۱۱
۳۔ کنز العمال بحوالہ الخطیب فی کتابہ بخلاہ حدیث ۳۴۱۱۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۸۸/۱۲

حدیث ۱، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ان فلانا ہدی الی ناقۃ فحوضۃ منہا
ست بکرات فظل ما خطا القدر ھمت
امت لا اقبل ہدیۃ الامن قریشیۃ او
انصاریۃ وثقیفیۃ او دوسی۔ الحدیث،
سرواۃ احمد والترمذی والنسائی عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یسند
صحیحہ۔
قال المناوی فی التبیہ لا ھم لکم ارج اخلاق
وشرف نفوسھم وطیب عنصرھم لا ظہر
نفوسھم الی ما ینتظر الیہ السفلة والرجاع
من استکثار العوض علی الہدیۃ یت

بے شک فلاں شخص نے ایک ناقہ نذر دیا تھا میں
نے اس کے بچے پھر جوان ناسقے عطا فرمائے اور
وہ ناراض ہی رہا، بے شک میرا ارادہ ہوا کہ
ہدیہ قبول فرکروں مگر قریشی یا انصاری یا ثقیفی یا
دوسی کا، الحدیث، اسس کو روایت
کیا ہے احمد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ
منادی نے تیسیر میں کہا کہ وہ اپنے کرم، اخلاق
اور شرافت کے باعث کمینوں کی طرح ہدیہ پر
زیادہ معاوضے کے نگران نہیں رہتے۔

امانت دار

حدیث ۲، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یملی مصاحفنا الا غلمان قریش
وغلمان ثقیف۔ سرواۃ ابو نعیم عن
جابر بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ
عنہ۔

ہمارے مصحف نہ کہیں مگر قریش کے
(شکے) (یہ باب امانت سے ہوا) اسے ابو نعیم
نے جابر بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔

حدیث ۳، ۴، ۵، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

- ۱ جامع الترمذی ابواب الناقب باب فی ثقیف وبنی حنفیہ امین کمپنی دہلی ۲۴۳/۲
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۲/۲
۲ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ان فلانا ہدی الی ناقۃ الخ مکتبۃ اقام الشافعی یا ض ۱/۳۲۲
۳ کنز العمال بحوالہ ابی نعیم عن جابر حدیث ۳۷۹۸۳ موسستہ الرسالہ بیروت ۴۴/۱۲

نیک عورتیں

حدیث ۷۶ تا ۸۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

خیر الناس من کین الابل صالح نساء قریش
احشاء علی ولد فی صغره واسماء علی
نہ وجہ فی ذات یدہ - رواہ احمد و
البخاری ومسلم عن ابو ہریرۃ و
ابو بکر بن ابی شیبہ عن مکحول
صراً وابت سعد فی طبقاتہ عن
ابن ابی نوفل عن صفیہ اللہ تعالیٰ
عنه۔

عرب کی سب سے عورتوں میں بہتر قریش کی نیک
بیویاں ہیں، اپنے چھوٹے چھوٹے بچے پر سب سے
زیادہ مہربان اور اپنے شوہر کے مال کی سب سے
بڑھ کر نگہبان۔ اسے روایت کیا ہے احمد
اور بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے اور ابو بکر
بن ابی شیبہ نے مکحول سے مرسلہ اور ابن سعد
نے اپنے طبقات میں ابن ابی نوفل رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے۔

حدیث ۸۹ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

الناس معادن کمدان الذہب و
الفضة والعرق دساس و ادب
السوء کعرق السوء - رواہ البیہقی
فی شعب الایمان والمخطیب عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

جیسے سونے چاندی کی مختلف کانیں ہوتی ہیں ویسی
آدمیوں کی ہیں، اور رگ خفیہ اپنا کام کرتی ہے
اور بُرا ادب بُری رگ کی طرح ہے۔ اس سے کہ
بیہقی نے شعب الایمان میں اور مخطیب نے
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

یہیں سے کہتے ہیں کہ اصل بد از خطا، خطائے کند (بد اصل غلطی کا مرکب رہتا ہے۔ ت)

کُف میں شادی

حدیث ۸۸ تا ۸۲ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

صحیح البخاری کتاب النفقات باب حفظ المرأة زوجها فی ذات یدہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۰۸/۲
صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل نساء قریش " " " " ۳۰۷-۸۰۸/۲
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ المکتب الاسلامی بیروت ۵۰۲/۲
شعب الایمان حدیث ۱۰۹۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۵۵/۷
تاریخ بغداد ترجمہ احمد بن اسحاق بن صالح الخ دار الکتب العربیہ بیروت ۳۰/۲

تخیر النطقکم فالکھوا الاکھاء مو انکھوا
 الیہم و فی لفظ فامت النساء یلدن
 اشہاء اخوانہن واخواتہن - مراد
 ابن ماجہ والحاکم والبیہقی
 والحاکم فی السنن وباللفظ الآخر
 ابن عدی وابن عساکر کلہم
 عن أم المؤمنین العسدیة
 صدرت عن تمام والفضیاء وابی نعیم
 فی الحلیة عن انس وعند ابی عدی
 والدیلمی عن ابن عمر -

اپنے نطق کے لئے ابھی جگہ تلاش کرو، کف میں
 بیاہ ہو، اور کف سے بیاہ کر لاؤ کہ عورتیں اپنے
 ہی کنبے کے مشابہ جنتی ہیں۔ اس کو روایت
 کیا ہے ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے اور
 حاکم نے سنن میں اور دوسرے الفاظ میں
 ابن عدی وابن عساکر سب نے ام المؤمنین
 عسدیہ سے، حدیث کا ابتدائی حصہ تمام، ضیاء
 اور ابونعیم کی علیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
 سے اور ابن عدی و دیلمی کے ہاں ابن عمر
 رضی اللہ عنہ سے۔

حدیث ۲۳ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 تزوجوا فی الحجۃ الصالح فان العرق
 دساس - مراد ابن عدی والدارقطنی
 عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

اچھی نسل میں شادی کرو کہ رگہ خفیہ اپنا کام
 کرتی ہے۔ اس کو روایت کیا ہے ابن عدی
 اور دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے۔

حدیث ۲۴ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 ایاکم وخضواء النہ من المساک
 الحسنا فی المغنیت السوء - رواہ

گھوڑے کی ہریالی سے بچو، بری نسل میں
 خوب صورت عورت - اس کو روایت

۱۳۲/۱ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح، باب الکفار ص ۱۴۲ السنن الکبریٰ، کتاب النکاح، باب اعتبار الکفار
 المستدرک للحاکم کتاب النکاح باب تخیر والنطق الخ دار الفکر بیروت ۱۶۳/۲
 ۱۸۸۳/۵ دار العنکبوت
 ۲۹۵/۱۶ موسسة الرسالة بیروت
 ۲۵۳۵/۲ دار الفکر بیروت
 ۲۹۶/۱۶ موسسة الرسالة بیروت

۱۳۲/۱ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح، باب الکفار ص ۱۴۲ السنن الکبریٰ، کتاب النکاح، باب اعتبار الکفار
 المستدرک للحاکم کتاب النکاح باب تخیر والنطق الخ دار الفکر بیروت ۱۶۳/۲
 ۱۸۸۳/۵ دار العنکبوت
 ۲۹۵/۱۶ موسسة الرسالة بیروت
 ۲۵۳۵/۲ دار الفکر بیروت
 ۲۹۶/۱۶ موسسة الرسالة بیروت

الراحمہ منی فی الامثال والدارقطنی فی
الافراد والدلیل فی مستند الافراد وس
ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
کیا ہے راہمرزی نے امثال میں اور دارقطنی نے
افراد میں اور ویلی نے مستند الافراد میں ابی سعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۔

حدیث ۸۶۵ و ۸۶۶ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

العرب للعرب الکفا ، والموال للموال
اکفاء الاحاثک ادحجیام ۔ رواہ البیہقی عن
ام المومنین وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔
عرب عرب کے کنوڑی اور موال موال کے ، مگر جو لایا
یا حجام ۔ اس کو روایت کیا ہے بیہقی نے ام المومنین
وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ۔

نفع آخرت

نہا ہر ہے کہ اخلاق فاضلہ باعث اعمال صالحہ ہیں ، اور اعمال صالحہ نفع آخرت ، اور اس خصوص
میں نصوص بکثرت ۔

حدیث ۸۶۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

قریش حل مقدمۃ الناس یوم القیمة
ولولان تبطر قریش لاخیرتہا بما الحسنہا
من الثواب عند اللہ ۔ رواہ ابن عدی
عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
قریش روز قیامت سب لوگوں سے آگے ہونگے
اور اگر قریش کے اترا جانے کا خیال نہ ہوتا تو میں
انہیں بتا دیتا کہ ان کے نیک کے لئے اللہ کے
یہاں کیا ثواب ہے ۔ اس کو روایت کیا ہے
ابن عدی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۔

۳۸۲/۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۵۳۷
کنز العمال بحوالہ الراہمرزی فی الامثال حدیث ۴۵۸۷ موسستہ الرسالہ بیروت ۳۰۰/۱۶
۱۳۵۱ السنن الکبریٰ کتاب النکاح باب اعتبار الحسنۃ فی الکفارة دار صادر بیروت ۱۳۴/۴ و ۱۳۵

۲۹۹/۱ دار الفکر بیروت ترجمہ اسمعیل بن یحییٰ منی

کنز العمال بحوالہ عد عن جابر حدیث ۳۴۸۱-۳۴۸۲ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۵/۱۲

روزِ قیامت حضور سے قریب تر قریش ہوں گے

حدیث ۸۸ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

ان لواء الحمد یوم القيامة بیعی وامت
اقرب الخلق من لوائی یومئذ العرب۔
رواہ الامام الترمذی العکیم والطبرانی
فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان عن
ابی موسیٰ الأشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
بے شک روزِ قیامت لواء الحمد میرے ہاتھ میں
ہوگا، اور بے شک اس دن تمام مخلوق میں عرب
میرے نشان سے زیادہ قریب ہوں گے۔ اسے
روایت کیا ہے امام ترمذی حکیم سنہ اور طبرانی
نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے۔

حدیث ۸۹ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

اول من اشفع له یوم القيامة من امستی
اهل بیتک ثم الاقرب فالاقرب من قریش
ثم الانصار ثم من امن فی واتبعنی
من الیمن ثم من ساوا العرب ثم
الاعاجم ومن اشفع له اولاً افضل۔ رواہ
الطبرانی فی الکبیر والدارقطنی فی الاخراد
والمخلص فی الفوائد عن ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
روزِ قیامت میں سب سے پہلے اہل بیت کی شفاعت
فرمادوں گا، پھر درجہ بدرجہ زیادہ نزدیک
ہیں قریش تک، پھر انصار، پھر وہ اہل یمین
جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی، پھر باقی
عرب، پھر اہل عجم، اور میں جس کی شفاعت
پہلے کروں وہ افضل ہے۔ اس کو روایت کیا ہے
طبرانی نے کبیر میں اور دارقطنی نے افراد میں اور
مخلص نے فوائد میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے۔

۲۳۲/۲	دارالکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۱۹۱۳	لے شعب الایمان
۴۹/۱۲	موسسة الرسالة بیروت	حدیث ۳۲۹۲۹	کنز العمال بحوالہ الحکیم طبیب
۵۲/۱۰	دارالکتب بیروت	باب المناقب باب ما جاء فی فضل العرب	مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب المناقب
۴۲۱/۱۳	المکتبة الفیصلیة بیروت	حدیث ۱۳۵۵۰	لے المعجم الکبیر عن ابن عمر
۹۴/۱۲	موسسة الرسالة بیروت	حدیث ۳۲۱۴۵	کنز العمال بحوالہ طبیب

ترجیح قریش کی ہوگی

حدیث ۹۰ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لَوَافِي اخْدَاتِ بَعْلَقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ مَا بَدَأْتُ
الْأَبْكَوْ يَابَنِي هَاشِمٍ - رواه الخطيب عن
الضرب بن مالك مرضى الله تعالى عنه -
میں دروازہ بہشت کی زنجیر یا تھ میں لوی تو اے
بنی ہاشم! پہلے میں تمہیں سے شروع کروں۔
اسے روایت کیا ہے خطیب نے انس بن مالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

حدیث ۹۱ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اترون افی اذا تعلقت بعلمت البواب
الجنة او شرط بنی عبد المطلب
احد له رواه ابن النجار عن
ابن عباس ورضی اللہ تعالیٰ
عنہما -
کیا یہ خیال کرتے ہو کہ جب میں دروازے جنت
کی زنجیر یا تھ میں لوں اس وقت اولاد عبد المطلب
پر کسی اور کو ترجیح دوں گا۔ اس کو روایت
کیا ہے ابن النجار نے ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے۔

حضور سے قرابت

حدیث ۹۲ تا ۹۴ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة
الا سبب ونسبی - رواه التبرار
والطبرانی في الكبير والمحاكم في المستدرک
ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائیگا
مگر میرا علاقہ اور رشتہ۔ اسے روایت کیا ہے
تبرار اور طبرانی نے کبیر میں اور محاکم نے مستدرک

- ۱۔ تاریخ بغداد ترجمہ عبد اللہ بن الحسن ۵۰۵۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۳۹/۹
۲۔ کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن ابن عباس حدیث ۳۲۹۰۴ موسسة الرسالة بیروت ۴۱/۱۲
۳۔ المعجم الكبير حدیث ۲۶۳۳ تا ۲۶۳۵ المكتبة الفیصلیہ بیروت ۲۵/۳ و حدیث ۱۱۶۲۱ ۲۲۳/۱۱
۴۔ السنن الکبریٰ کتاب النکاح بیروت ۱۱۳/۱۱ و المستدرک کتاب معرفة الصحابة ۱۲۲/۳
۵۔ کنز العمال حدیث ۳۱۹۱۳ موسسة الرسالة بیروت ۲۰۹/۱۱

وصنحہ وقال الذہبی اسنادہ صالح والد اسقطی والبیہقی فی المسند والفضلاء فی المختارۃ عن امیر المؤمنین عمر، والطبرانی عن ابن عباس وعمر بن الخطاب بن مخزوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم، وهو عند احمد والمجاہد والبیہقی عن المسعودی فی حدیث اولہ فاطمة بضفة مخرج وحديث الفاروق مع قصة تزوجه سيدتنا ام كلثوم بنت علي رضي الله تعالى عنهم رواه سعيد بن منصور في سننه وابن سعد في الطبقات وابو يعقوب في المعرفة وابن عساکر بطريق وابن راهوية مختصرا.

میں اور اسے صحیح کہا اور ذہبی نے کہا اس کی سند صالح ہے، اور دارقطنی اور بیہقی نے سنن میں اور فضلاء نے مختارہ میں امیر المؤمنین عمر سے، اور طبرانی نے ابن عباس اور مشور بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ اور یہ حدیث احمد، حاکم اور بیہقی کے ہاں مسعودی سے مروی ہے اس حدیث کے اول میں ہے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے گوشت کا قطعہ ہے، احمد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مع قصہ حضرت سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا اپنے ساتھ نکاح، ثمیٰ سعید بن منصور سے سنن میں اور ابن سعد نے طبقات میں اور ابو نعیم نے معارف الصحابة میں اور ابن عساکر نے متعدد طرق سے اور ابن راہویہ نے مختصراً روایت کیا ہے۔

حدیث ۵۹۵ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

کل نسب وصہر ینقطع یوم القیمة الا نسبی وصہری۔ رواہ ابن عساکر عن عبد الله بن امير المؤمنين عمر رضي الله تعالى عنهما۔

لوہی اور پانچے کے سب رشتے قیامت میں منقطع ہو جائیں گے مگر میرے رشتے۔ اس کو روایت کیا ابن عساکر نے عبد اللہ بن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر بٹھرائے گئے اور فرمایا،

ما بال اقوام یزعمون امت قراہق کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ زعم کرتے ہیں کہ میری

لا تنفع كل مبيب ونسب منقطع يوم القيامة الا نسي
وسبب فانها موصولة في الدنيا
والآخرة - رواه البخار -
قربت نفع ذمے کی ہر علاقہ درشتہ قیامت
میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ اور علاقہ کہ
دنیا و آخرت میں بڑا ہوا ہے۔ اس کو بخار نے
روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں یوں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسرِ منبر فرمایا :
ما بال دجال يقولون ان رحم رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تنفع
قومه يوم القيامة بل والله ان رحمی
موصولة في الدنيا والآخرة - رواه
الحاکم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ وصحہ ابن حجر فی
غیر ما مقام -
کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قربت روزِ قیامت
ان کی قوم کو نفع نہ دے گی، خدا کی قسم میری قربت
دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے۔ اسے روایت کیا ہے
حاکم نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے،
اس کو ابن حجر نے کئی مقام پر صحیح مستدرار
دیا ہے۔

حدیث ۹۰ تا ۱۰۱ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلبہ پڑھا اور فرمایا :
ما بال اقوام يزعمون ان رحمی لا تنفع
بل حق حاد وحکم - رواه الحاکم و
ابن عساکر عن ابی برة ومعاذ عند
الطبرانی وابن مندة والديلم عن
ابی هريرة وابن عمر وعمار معاً
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و بوجہ
آخر عند الطبرانی فی الکبیر عن ام هانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیاق -
کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ گمان کرتے ہیں کہ میری
قربت نفع نہ دے گی، ہاں نفع دے گی یہاں
تک کہ قبائلِ حار و عجم دو قبیلہ یمن کو۔ اسے
روایت کیا ہے ابن عساکر نے ابی برة سے۔ اسی
معنی کو طبرانی، ابن مندہ اور دیلمی نے حضرت
ابو ہریرہ، ابن عمر اور عمار سے اجتماعی طور پر روایت
کیا ہے رضی اللہ عنہم۔ اور ایک اور طریق سے طبرانی نے
بخیر میں ام ہانی رضی اللہ عنہا سے اور ابھی یہ روایت
آئے گی۔

۱۔ مجمع الزوائد بحوالہ الزوار کتاب علامات النبوة باب فی کرامۃ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتاب بیروت ۲۱۶/۸
۲۔ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة من اصحاب قریش یا احابہ اللہ دار الفکر بیروت ۴۴/۴
مجمع الزوائد باب ما جاء فی حوض النبی صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتاب بیروت ۲۶۴/۱۰
کتاب المناقب باب مناقب ام ہانی رضی اللہ عنہ ۲۵۴/۹

جنت میں بلند درجے والا کون!

حدیث ۱۰۲ و ۱۰۳: اگر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

مرأيت لآني دخلت الجنة قرأت الجعفر درجة فوق
درجة نريد فقلت ما كنت اعلم ان نريد
دون جعفر فقال جبريل ان نريد ليس
بدون جعفر ولكن فضلنا جعفر لقرابته
ملك - رواه الحاكم عن ابن عباس
وابن سعد في الطبقات عن محمد
بن عمر بن علي المرتضى رضي الله تعالى
عنهم مرسلًا ، وهذا اللفظ علق
بينهما

میں جنت میں گیا تو ملاحظہ فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب
کا درجہ زید بن ثابت کے درجے سے اوپر ہے
میں نے کہا مجھے لگتا نہ تھا کہ زید جعفر سے کم
ہے، جبریل نے عرض کی زید جعفر سے کم تو نہیں مگر
ہم نے جعفر کا درجہ اس لئے زیادہ کیا ہے کہ انھیں
خصوصاً قرابت ہے۔ اس کو روایت کیا ہے
حاکم نے ابن عباس سے اور ابن سعد نے طبقات
میں محمد بن عمر بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
مرسلًا، اور یہ لفظ دونوں میں علق

ہے۔

حدیث ۱۰۴: اگر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من قرأ القرآن فاستظهره فاحل حلاله
وحرم حرامه ادخله الله به الجنة
وشفعه في عشقة من اهل بيته كلهم
قد وجبت له النار - رواه ابن ماجه
والترمذي عن ابي المومنين علي
كرم الله تعالى وجهه -

جس نے قرآن حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال
اور حرام کو حرام ٹھہرایا اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے
اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے اہل خانہ
کے دس افراد کے متعلق اس کی سفارش قبول
ہوگی جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی۔ اس کو روایت
کیا ہے ابن ماجہ اور ترمذی نے امیر المؤمنین علی
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ..

۳۸/۴	دار صادر بیروت	الطبقات الکبریٰ لابن سعد ترجمہ جعفر بن ابی طالب
۲۱۰/۳	دار الفکر بیروت	المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة
۱۱۲/۴	ایم کیو بی	لے جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن باب ما جاء في فضل قارئ القرآن
۱۹ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	سنن ابن ماجہ باب فضل من تعلم القرآن وعلمه

شفاعت اور مغفرت

حدیث ۱۰۵۔ اکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

العاج يشفع في اربع مائة من اهل بيت او قال من اهل بيته ويخرج من ذنوبه كيوم ولدته امه - رواه البزار عن ابى موسى الاشعري رضي الله تعالى عنه .

چار سو سے زائد قریبوں کے حق میں حاجی کی شفاعت قبول ہوگی۔ حاجی گناہ سے ایسے نکل جاتا ہے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اس کو روایت کیا ہے بزار نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے۔

حدیث ۱۰۶۔ اکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

الشهيد يشفع في سبعين من اهل بيته - رواه ابو داؤد وابن حبان في صحيحه عن ابى الدرداء رضي الله تعالى عنه .

شہید کی شفاعت اس کے ستر اقارب کے بارے میں مقبول ہوگی۔ اس کو ابو داؤد ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث ۱۰۷۔ اکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

الشهيد يغفر له اول دفقة من دمه ويذبح حورا او ين وليشف في سبعين من اهل بيته - رواه الطبرانی في الاوسط بسند حسن عن ابى هريرة

شہید کے بدن سے پہلی بار جو خون نکلتا ہے اس کے ساتھ ہی اس کی مغفرت فرمادی جاتی ہے اور دم نکلے ہی دو عورتیں اس کی خدمت کو آجاتی ہیں اور اپنے گھر والوں سے ستر اشخاص کی شفاعت کا اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ اسے

۱۲/۵ لکھ کنز العمال بحوالہ البزار عن ابی موسیٰ حدیث ۱۸۴۱۱ موسمۃ الرسالہ بیروت

۱۶۶/۲ الترغیب والترہیب بحوالہ البزار کتاب الحج حدیث ۱۵ مصنف ابی بکر مصر

۲۱۱/۳ مجمع الزوائد باب دعاء الحاج والعمار دار الکتب بیروت

۳۴۱/۱ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب الشہید یشفع آفتاب عالم پریس لاہور

۳۸۸ ص موارد النظمین حدیث ۱۶۱۲ المطبعة السلفية

۱۸۱/۴ لکھ المعجم الاوسط حدیث ۲۴۲۲ مکتبہ المعارف ریاض

مرحمتی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

کلام کو جیسا میں چاہتا تھا اسی قدر پر یہ اسکی شفقت کر لیا۔ اسکو ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کیا

ایک روایت میں ہے کہ جنتی بھانک کر دوزخی کو دیکھے گا ایک دوزخی اس سے کہے گا "آپ مجھے نہیں جانتے" وہ کہے گا "واللہ! میں تو تجھے نہیں پہچانتا، افسوس تجھ پر تو کون ہے" وہ کہے گا "میں وہ ہوں کہ آپ ایک دنیوی میری طرف سے ہو کر گزرے اور مجھ سے پانی مانگا اور میں نے پلا دیا تھا اس کے صلہ میں اپنے رب کے حضور میری شفاعت کیجئے" وہ جنتی اللہ عز و جل کے زائروں میں اس کے حضور حاضر ہو کر یہ حال عرض کرے گا کہے گا "یاد رہے شفعنی اسے میرے رب! تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما" فشفعه اللہ عز و جل اس کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمایا
رواہ ابو یعلیٰ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نکتہ کی دیوار اور اصلاح اعمال

جب مقبولانِ خدا سے اتنا سا علاقہ کہ کہی ان کو پانی پلا دیا یا دھوکہ پانی دے دیا، عمر میں اس کا کوئی کام کر دیا، آخرت میں ایسا نفع دے گا تو خدا ان کا عجز ہونا کس درجہ نافع ہونا چاہئے بلکہ دنیا و آخرت میں صالحین سے علاقہ نسب کا ہونا قرآن عظیم سے ثابت ہے،

و اما الجدار فكان لغالبين يتيمين في
المدينة وكان تحته كنز لهما وكان ابوهما
صالحا فاراد ربك ان يبلغا اشدهما و
يستخرج كنزهما برحمة من ربك

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ایک دیوار گرتے دیکھی اور یا تھ لگا کر اسے قائم کر دیا اور وہاں والوں نے ان کو اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہمانی دینے سے انکار کر دیا تھا اور ان کو کھانے کی حاجت تھی اس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ ”آپ چاہتے تو اس پر اجرت لیتے“ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا یہ جواب دیا کہ:

له مسند ابوعلي حديث ۳۹۹۲
 له القرآن الكريم ۸۲/۱۸
 حوسنة علوم القرآن بيروت ۲/۱۱۶

جا

”یہ دیوارِ دُقیقہ کی ہے جو ایک مرد صالح کی اولاد میں ہیں اور اس میں نیچے ان کا خزانہ ہے، دیوارِ گرجائی تو خزانہ ظاہر دیتا، لوگ لے جاتے، لہذا آپ کے رب عزوجل نے اپنی رحمت سے چاہا کہ دیوار قائم اور خزانہ محفوظ رہے کہ جو ان ہو کر نکالیں ان کے صلح باپ کے صدقہ میں ان پر یہ رحمت ہوتی۔“
 علماء فرماتے ہیں، وہ ان بچوں کا آٹھواں یا دسواں باپ تھا۔

حدیث ۱۱۱ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،

حفظ الصلاح لا یبھما وما ذکر عنہما ان کے باپ کی صلاح کا لحاظ فرمایا گیا، ان کی اپنی صلاح کا کوئی ذکر نہ فرمایا۔

یعنی وہ اگرچہ خود بھی صالح ہوں اور کیوں نہ ہوں گے کہ ان کے لئے خزانہ لازوال محفوظ رکھا تھا سونے کی تختی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا، اور کچھ نصائح و مواظبات۔

کما رواہ ابن ابی حاتم و مردویہ فی تفاسیرہما عن ابی ذر و ہذا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کلاهما عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و الشیرازی فی الاغلاب و الخزانہ فی قمم الحرم و ابن عساکر فی الشام ینع عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما من قولہ :-	جیسا کہ اے دایت کیا ہے ابن حاتم و مردویہ نے اپنی تفاسیر میں ابی ذر سے اور یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ اور شیرازی نے الغلاب میں اور خزانہ فی قمم الحرم میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول سے۔
---	---

بلکہ یہ صلاح کا سبب تھا نہ کہ نتیجہ، نتیجہ ان کے باپ کی صلاح کا تھا،

سواء الامام عبد اللہ بن المبارک و اس کی روایت کیا ہے عبد اللہ بن مبارک اور

لے جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیتہ وکان ابوہما صالحا المطبوعہ المینہ مصر ۱۶/۶
 الدر المنثور بحوالہ ابن مبارک و سعید بن منصور و احمد فی الزہد و ابن المنذر و ابن ابی حاتم ۲۳۵/۴
 ” بحوالہ حاتم و ابن مردویہ و البزار عن ابی ذر رضی اللہ عنہ مکتبہ آیتہ قم ایران ۲۳۴/۴
 ” بحوالہ الخزانہ فی قمم الحرم و ابن عساکر فی التاريخ عن ابن عباس ۲۳۵/۴
 تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیتہ وکان ابوہما صالحا مکتبہ نزار مصلیٰ آباد مکہ المکررہ ۲۳۵/۴

الامام احمد في الزهد وسعيد ابن منصور في سننه و آئينا المنذر و ابی حاتم في تفاسیرهما و المحاکم في المستدرک

امام احمد نے زہد میں اور سعید ابن منصور نے اپنی سنن میں اور ابن منذر ابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں اور حاکم نے مستدرک میں۔

حدیث ۱۱۲ تا ۱۱۴ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ان الله يصلح يصلح الرجل ولداً وولد ولده و يحفظه في ذريته والديرات حوله فما يزالون في ستم من الله و عافية - رواه ابن تيمية و ية عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنهما مرفوعاً و ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما من قوله و هذا لفظ المرفوع بمعناه و نحوه لا بئس المبارك و ابن ابی شيبه عن محمد بن المنكدر موقوفاً۔

بے شک اللہ تعالیٰ آدمی کی صلاح سے اس کی اولاد اور اولاد اولاد کی صلاح فرمادیتا ہے، اور اس کی نسل اور اس کے ہمسا یوں میں اس کی رعایت فرمادیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پرہیزگاری و ایمان میں رہتے ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے ابن ترمذی سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان کا قول روایت کیا یہ اس کے الفاظ ہیں اور مرفوع حدیث اسی کے معنی میں ہے اور اسی کی مثل ابن مبارک اور ابن ابی شیبہ نے محمد بن منکدر سے موقوف روایت کیا۔

اولاد کا ثواب اور اس کا اجر

حدیث ۱۱۵ کعب اجمار نے فرمایا،

ان الله يخلقنا بعد المومن في ولد و ثمانين عاماً۔ رواه احمد في الزهد۔

اللہ تعالیٰ بندہ مومن کی اولاد میں اتنی برس تک اس کی رعایت کرتا ہے۔ اس کو احمد نے زہد میں روایت کیا ہے۔

لله النور بواله ابن ابی حاتم تحت آية و كان ابو حاتم كعبة آية الله العلي قمر ايران ۲۲۵/۴

تفسير ابن ابی حاتم ~ ~ ~ ~ ~ مكتبة نزار مصطفیٰ الباز مكة المكرمة ۲۲۵/۴

النور النور بواله ابن ابی حاتم عن ابن عباس و ابن مردويه عن جابر رضى الله تعالى عنهما ۲۲۵/۴

~ ~ ~ بواله ابن مبارک و ابن ابی شيبه عن محمد بن المنكدر موقوفاً ۱۲۵/۴

~ ~ ~ بواله احمد في الزهد تحت آية و كان ابو حاتم ۲۲۵/۴

حدیث ۱۱۶ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

طوبیٰ لمن رآه المؤمن ثم طوبیٰ لهم
کیف یحفظون من بعده۔
مومن کی ذریت کے لئے خوبی و خوشی ہے، پھر
خوبی و خوشی ہے کیسی، اس کے بعد ان کی
حفاظت ہوتی ہے۔

اس پر خیمہ نے وہی آیت تلاوت کی فكان ابوها صالحا۔

اخرجه ابن ابی شیبہ واحمد فی الزهد و
ابن ابی حاتم عن خیمہ۔
اسے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور احمد نے زہد
میں اور ابن ابی حاتم نے خیمہ سے۔

وقال الله عز وجل (اور اللہ عز وجل نے فرمایا):

والذین آمنوا واتبعتهم ذریعتهم
بایمان الحقنا بهم ذریعتهم وعلنا لهم
من عملهم من شئ شئ۔
اور وہ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان میں
ان کی تابع ہوئی ہم نے ان کی اولاد ان سے عطا دی
اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا۔

حدیث ۱۱۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله يرفع ذریقة المؤمن اليه فی درجاته
وانما كانوا منه فب انعمل لتقر بهم
عینیہ۔
بیشک اللہ تعالیٰ مومن کی ذریت کو اس کے درجہ
میں اس کے پاس اٹھائے گا، اگرچہ وہ عمل میں
اس سے کم ہو تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

پھر یہی آیت کریمہ من شئ شئ تک تلاوت کی، اور اس کی تفسیر میں فرمایا:

مانقننا الأیاء بما اعطينا البنیات۔
مروا البزار وابن مردويه عن ابن عباس
رافع اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم وهو عند سعید بن منصور
وهنا ابناء جریر والسنذرو ابن بطلم والحاکم
ہم نے جو اولاد کو عطا کیا اسکے سبب وہ ان کو کچھ
اجر کم نہ فرمایا۔ اسے روایت کیا بزار اور ابن مردویہ
نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انھوں نے
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور اسکو سعید بن
منصور، حادہ ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم،

سنة الدر المنثور بزار ابن ابی شیبہ واحمد فی الزهد وابن ابی حاتم تحت آیه وكان ابوہما صالحا
الزہد لامام احمد بن حنبل من مراعاة عیسیٰ علیہ السلام
دار الایمان للتراث قاہرہ ص ۷۲

سنة القرآن الکریم ۲۱/۵۲

سنة الدر المنثور بزار ابن ابی شیبہ واحمد فی الزهد وابن ابی حاتم تحت آیه والذین آمنوا واتبعتهم ذریعتهم
سعید بن منصور وابن جریر والمنذرو ابن ابی حاتم والحاکم والبیہقی ص ۱۱۶/۶

والبیہقی فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قوله۔
حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے مرقوفہ روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۱۸ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
اذا دخل الرجل الجنة سأل عن ابويه
و ذمیتہ و ولدہ فیقال انہم لم یلقوا
درجتک و عملک فیقول یا رب قد علمت
لی و لہم فیؤمر بالحقاقہم بہ۔ رواہ
عنہ الطبرانی و ابن مردویہ۔

جب آدمی جنت میں جائے گا اپنے ماں باپ
اور اولاد کو پوچھے گا۔ ارشاد ہوگا کہ وہ یہ کہ
درجے اور عمل کو نہ پہنچے۔ عرض کرے گا اے رب
میرے! میں نے اپنے اور ان کے سب کے نفع
کے لئے اعمال کئے تھے۔ اس پر حکم ہوگا کہ وہ
اس سے ملائے جائیں۔ اسے طہراتی سنے
و ابن مردویہ نے اس سے روایت کیا۔

اس کی تصدیق میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیرۃ مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں،
ہم ذمیتۃ المؤمن یموتون علی الاسلام
فان كانت من اهل ابائہم ارفع من
من اهلہم لحقوا ابائہم و لہم نقصا من
اعمالہم القہ عملوا شیئا۔ رواہ
عنہ ابن ابی حاتم۔

یہ ذریت مومن کا حال ہے جو اسلام پر مریں
اگر ان کے باپ دادا کے درجے ان منزلوں سے
بلند تر ہوئے تو یہ اپنے باپ دادا سے ملائے
جائیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی۔
اسے روایت کیا ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے۔

صحابہ و اہل بیت کی اولاد کے درجات

جب عام صالحین کی صلاح ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیقی
و فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاح کا کیا کہنا! جن کی
اولاد میں شیخ، صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں، یہ کیوں نہ اپنے
نسب کریم سے دین و دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے۔ پھر اللہ اکبر حضرات علیہ سادات کرام

وعن في ربي في اهل بيتي من اقر
 منهم بالتوحيد والى بالبلاغ
 ان لا يعذبهم - رواه الحاكم
 عن انس رضي الله تعالى عنه
 وصححه هو شم ابن حبيب
 صواعقه - والحمد لله رب
 العالمين -

میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے
 اہل بیت سے جو شخص اللہ کی وحدانیت اور
 میری رسالت پر ایمان لائے گا اسے عذاب
 نہ فرمائے گا۔ اس کو روایت کیا ہے عالم نے
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اسے صحیح کہا،
 پھر ابن حجر نے اپنی صواعق میں - اور اللہ ہی
 کے لئے خوبیاں ہیں جو دونوں جہان کا رب ہے۔

حدیث ۱۲۶ و ۱۲۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

يا علي ان اول اربعة يدخلون الجنة
 انا وانت والحسن والحسين وذرارينا
 خلف ظهرونا - رواه ابن عساكر عن علي
 والطبراني في الكبير عن ابى رافع رضي الله
 تعالى عنهما -

اے علی! سب میں پہلے وہ چار کہ جنت میں
 داخل ہوں گے وہ میں ہوں اور تم، حسن اور
 حسین، اور ہماری ذریتیں ہمارے پس پشت
 ہوں گی۔ اسے روایت کیا ہے ابن عساکر نے
 علی سے اور طبرانی نے کبیر میں ابی رافع رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے۔

حدیث ۱۲۸ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اول من يرد على الحوض اهل بيتي ومن
 احبني من ائمتي - رواه الديلمی عن علي
 كرم الله تعالى وجهه -

سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے
 میرے اہل بیت ہیں اور میری امت سے میرے
 چاہنے والے۔ اسے روایت کیا ہے دیلمی نے
 علی کرم اللہ وجہہ سے۔

حدیث ۱۲۹ کہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی،

- ۱۔ المستدرک للحکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۱۵۰/۳
 ۲۔ تہذیب تاریخ دمشق بحیث ترجمہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۱/۴
 ۳۔ کنز العمال بحوالہ طب عن محمد بن عبید اللہ حدیث ۳۴۲۰۵ موسسة الرسالہ بیروت ۱۰۴/۱۲
 ۴۔ کنز العمال بحوالہ الديلمی عن علی حدیث ۲۴۱۷۷ " " " " ۱۰۰/۱۲

اللہم انہم عترة رسولک فہب
میسثہم لمحنتہم وحبہم
لی۔
الہی! وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بربکار
ان کے نیکو کاروں کو دے ڈال، اور ان سب
کو بچے ہیہ فرما دے۔

پھر فرمایا، ففعل رسولی تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ امیر المؤمنین نے عرض کی، ما فعل
کیا کیا؟ فرمایا،

فعلہ سربکم بکم وفعلہ بمن بعدکم۔
سواءا المحافظ الحب الطبرانی عن
امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔
یہ تمہارے ساتھ تمہارے رب نے کیا جو تمہارے
بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی
کرے گا۔ اسکو روایت کیا حافظ حب طبرانی نے
امیر المؤمنین مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے۔

تنبیہ نبیہ اور تعجب

اقول، ان نصیر من جلیہ قرآن عظیم و احادیث نبی کریم علیہ و علی آلہ افضل التسلیۃ و
التسلیم سے روشنی ہوا کہ،
(۱) حدیث مسلم،

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من
ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ
میں نفی نفع مطلق ہے نہ کہ نفی مطلق، ورنہ معاذ اللہ کریمہ الحقباہم ذریعہم (ہم نے ان کی ذریت کو
اٹکلا دیا) کے صریح معارض ہوگی۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
ہے کہ جو عمل میں دیر لگے ہو اسکا نسب نفع بخش نہ ہوگا۔

(۲) نہ کہ کریمہ فاذا انفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون (توجہ
مرد پھونکا جائے گا تو ظن میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے) کہ ایک وقت
مخصوص کے لئے ہے۔

سہ طبرانی

۱۵ صحیح مسلم کتاب الذکر والاعمال باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۵۵
۱۵ القرآن الکریم ۲۱/۵۲
۱۵ القرآن الکریم ۲۳/۱۰۱

الا تری قوله تعالیٰ (کیا آپ دیکھ نہیں رہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی طرف۔ ت) : ولا یقتساد لون
(اور نہ ایک دوسرے کی بات پر چمکے۔ ت) مع قوله عز وجل ، و اقبل بعضهم علی بعض یقتساد لون (اور
ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے۔ ت)

دوی سعید بن منصور فی سننه و ابنا حمید
والنذر و ابی حاتم عمت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، قال
انہما مواقف فاما الموقوف
الذی لا انساب بینہم ولا یقتاد لون
عند الصعقة الاولى لا انساب
بینہم فیہا اذا صعقوا فاذا
كانت الصفقة الآخرة فاذا هم قیام
یقتاد لون لک

سعید ابن منصور نے اپنی سنی میں پھر ان حمید
منذر، اور ابی حاتم نے عبد اللہ ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا،
مواقف (منازل حضوری) چند ہیں، لیکن وہ
موقف جس میں نہ رشتے کام آئیں نہ ان کے ذریعہ
سفارش، وہ صعقة اولی (پہلی کڑک) ہے اس
میں رشتے کام نہ آئیں گے جب لوگ گہرائے
ہوئے ان میں گئے، اور جب صعقة ثانیہ ہوگا
تو سب کھڑے ہو کر رشتوں سے سوال کریں گے۔

(۳) جبکہ احادیث متواترہ سے فضل نسب، فرق احکام و نفع آخرت بلاشبہ ثابت، تو
امثال حدیث : الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاحمر علی اسود (نہ عربی کی فضیلت عجمی پر ہے
اور نہ ہی سفید کی کالے پر) و حدیث : انظروا فانک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان
تفضلہ بتقویٰ (بے شک تم سفید اور کالے سے بہتر نہیں ہو مگر تم کو صرف تقویٰ سے فضیلت
حاصل ہے) میں شل کرید، ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (بے شک تم میں اللہ کے نزدیک اکرم
وہ ہے جو پرہیزگار ہے) سلب فضل کلی ہے نہ کہ سلب کلی فضل۔

(۴) حدیث : لا اخی حنکم من اللہ شیئا (میں تم کو اللہ سے کچھ بھی بے نیاز

سہ القرآن الکریم ۲۵/۵۲

سہ الدر المنثور بحوالہ سعید بن منصور و ابنا حمید المنذر و ابی حاتم، تحت آیت فلا انساب بینہم ۱۵/۵

سہ الترغیب والترہیب الترغیب من حقار المسلم ۹ مصنف ابی حاتم ۶۱۲/۲

سہ " " " " " " " " ۶۱۲/۳

سہ القرآن الکریم ۱۳/۲۹

سہ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان مات علی الکفر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۴/۱

نہیں کروں گا) میں نفیِ اغناسے ذاتی ہے نہ کہ معاذ اللہ سلبِ اغناسے عطائی، کہ حدیث متواترہ شفاعت، واجماع اہل سنت کے خلاف ہے، جیسا کہ وہ طاعنی باغی سرکش اپنی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے ۱

یہ غیرے سب کو اپنی جیٹ تک کو کھول کر مسخا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی حیثیت میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو، سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں، اور اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا، سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کہے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ ، اس کا ردّ بلیغ تو فقیر کی کتاب "الامن والعلی لنا عقی المصطفیٰ بدافعہ البلاد" میں دیکھتے اور یہاں خاص اس لفظ پر بعض حدیثیں سنئے۔ اس میں حدیث پوری یوں ہے کہ:

امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بہن حضرت اُمّ بانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بالیاں ایک بار ظاہر ہو گئیں اس پر ان سے کہا گیا،

ان محمد الا یفنی عنک صفت اللہ شیشا۔ محمد جیتے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں نہ بچا تیں گے۔ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

ما بال اقوام یرحمون ان شفاعتی لا تنال
اہل بیتی انت شفاعتی تنال جاء
حکم۔ س واء الطہرانی فی الکبیر وعن
اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
کیا حال ہے ان لوگوں کا جو زعم کرتے ہیں کہ
میری شفاعت میرے اہل بیت کو نہ پہنچے گی۔
بے شک میری شفاعت ضرور قبیلہ حا و حکم کو
بھی شامل ہے۔ اس کو روایت کیا ہے طبرانی
نے کبیر میں ام بانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔

(۵) حدیث ۹۵ کے بعد جو ایک روایت زیادہ سے گزری اس کے قطعہ میں اس کی فطیر حضرت صفیہ

بہت عزیز المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک پسر کی وفات پر بآواز روئیں، ان سے وہی کہا گیا :

ان قرابتك من محمد صلى الله تعالى عليه محمد صلى الله تعالى عليه وسلم کی قرابت اللہ کے وسلم لا تغني عنك من الله شيئاً یہاں کچھ کام نہ دے گی۔

حضور سے رشتہ و علاقہ مضبوط تر ہے

ایک موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر برسرِ منبر ان کا وہ رزّہ جلیل ارشاد فرمایا کہ :

”کیا ہوا انھیں جو میری قرابت نافع نہیں بتاتے، ہر رشتہ و علاقہ قیامت سے قطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ و علاقہ کد نیا و آخرت میں پیوستہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“
رواہ کما تقدّر البزار۔

امام ابن حجر مکی صواعق میں فرماتے ہیں :

قال المحب الطبري وغيره علما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ لایمک لاحد شیمشا لا نفعا ولا ضررا لکن عز وجل یمنکھ نفع اقام بہ بل وجمیع امتہ بالشفاعۃ العامۃ و الخاصۃ فهو لا یمک الا ما یمک لہ مولاہ عما اشار الیہ بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر انکم مرحما سابلہا یبلا لہا و کذا معنی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محب طبری وغیرہ علما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دبنقبہ کسی پیر کے مالک نہیں نہ نفع کے نہ نقصان کے، ہاں اللہ عز وجل نے ان کو مالک بنایا ہے اپنے اقارب بلکہ اپنی تمام اُمت کے نفع کا، شفاعت عامہ و خاصہ کے ذریعہ۔ تو وہ بذات خود مالک نہیں ہیں، ہاں انکے مولیٰ نے ان کو مالک بنایا ہے، جیسا کہ اس طرف اشارہ فرمایا اپنے اس ارشادِ گرامی میں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مگر یہ کہ تمہارے لئے ایک تعلق ہے۔ اور یہی معنی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ

لا اغنى عنكم من الله شيئا اى بمجرد نفسى
من غير ما يكرم منى به الله تعالى من نحو
شفاعة او مغفرة و مخاطبتهم بسبائك
مرعاية لمقام التخييف والمحذ على
العمل والمحرص على ان يكونوا اولى الناس
حظا فى تقوى الله تعالى وخشيته ثم اودعا
الى حق رحمة اشار الى ادخال نوح
طمانينة عليهم وقيل هذا قبل عسسه
صلى الله تعالى عليه وسلم بان الانتساب
اليه ينفع وبانه يشفع فى ادخال قوم
الجنة بغير حساب ورفع درجات اخريين
واخراج قوم من النار

عليه وسلم کے اس قول کے کہ میں اللہ کے نزدیک نہیں
کسی کام بہ دونی گاہی بطور خود ما سوائے اس کے
جس کی اللہ تعالیٰ مجھے کرامت بخشے گا، جیسے شہادت
یا مغفرت۔ اور ان سے خطاب فرمایا اس کے
ساتھ (تمہیں نفع نہ دوں گا) مقام تخریف کی
رعایت کرتے ہوئے اور عمل پر ابھارنے اور اس
بات پر حرص دلانے کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے
ڈرنے اور اس کی خشیت میں لوگوں میں بہتر نصیب
دائے ہوں۔ پھر اشارہ فرمایا اپنے حق تعلق کی
جانب، اشارہ فرمایا اس قول تک کہ فرمایا
انہیں الطمان دلادیا اور کہا گیا کہ یہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بات کے جاننے سے
پہلے کی بات ہے کہ آپ کی طرف انتساب نفع دیتا ہے، اور اس بات کے جاننے سے پہلے کہ وہ اُمت
کو جنت میں بغیر حساب داخل کرے گا، اور درجوں پر درجہ بلند کرنے، اور اُمت کو دوزخ سے نکلانے میں
شفیع ہوں گے۔ (۴)

اسی میں بعض احادیث نفع نسب کریم ذکر کر کے فرماتے ہیں،

اور یہ احادیث متافی نہیں ہے ان احادیث کے
جو صحیحین وغیرہ میں ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا فرمان
وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو آپ
نے اپنی قوم کو جمع فرمایا پھر اپنے قول لا اغنى
عنكم من الله شيئا کو عام و خاص دونوں طریقے
سے بیان فرمایا کہ اسے عالمہ بنت محمد (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم) یا تو اس لئے کہ

ولاینا فی هذه الاحادیث ما فی
الصحيحین وغیرہما انه لما نزل قوله
تعالى وانذر عشیرتک الاقربین نجر
قومہ ثم عمو وخصم بقوله
لا اغنى عنكم من الله شيئا حتى
قال يا فاطمة بنت محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اما لان

هذه الرواية محمولة على من مات كافرا
ادانها اخرجت مخرج التعليل والتنفيذ
ادانها قبل علمه بانه يشفع عموما و
خصوصا

یہ روایت محمول ہے اس شخص پر جو کافر مرا یا یہ
کہ روایت تعلیل و تنفیذ کے طور پر بیان
ہوتی یا یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اس بات کے علم سے پہلے کی بات ہے کہ وہ
شفاعت عاتقہ و خاصہ فرمائیں گے۔ (م)

علامہ مناوی تیسیر میں زیر حدیث "حکل سبب ونسب" فرماتے ہیں،

لا يعارضه قول صلى الله تعالى عليه وسلم
لاهل بيته لا اخفى عنكم من الله شيئا
لان معناه انه لا يملك لهم نفعا لكن الله
يملكه نفعهم بالشفاعة فهو لا يملك الا
ما ملكه به

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے اہلبیت سے
لا اخفی عنکم فرمانا اس حدیث کے معارض نہیں
اس لئے کہ معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ان کے نفع کے مالک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے
شفاعت کے ذریعہ ان کے نفع کا مالک بنایا،
پس وہ نہیں ہیں مالک مگر اس کے جس کا ان کو ان کے رب نے مالک بنایا۔

حضرت شیخ محقق قدس سرہ اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں،

غایت و انذار و مبالغہ در آنست و لا فضل بعضی
ازیں مذکورین و در آمدن ایشان بہشت را
و شفاعت آن سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم مرصاة امت را چہ جائے اقرائے خویشاں
و سے با حدیث صحیحہ ثابت شدہ است و با وجود
آن خوف لا ابالی باقیست و ایں مقام تقاضائے
ایں حالی گرد و تواند کہ احادیث فضل و شفاعت
بعد از ان و رد یافتہ باشند و بالجملہ مامور
شدند از جانب پروردگار تعالیٰ با نذار

اس میں غایت اور انذار اور مبالغہ ہے اور ان
مذکور حضرات کی دیگر بعض سے فضیلت نہیں آنا
ان کا بہشت میں اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا ہم گنہ گار امت کی شفاعت کرنا
چہ جائے کہ اپنے اقرباء کی احادیث صحیحہ
سے ثابت ہوتی ہے اور باوجود خوف لا ابالی باقی
ہے اور یہ مقام اس حال کا متقاضی ہے اور معلوم
ہونا چاہئے کہ فضیلت و شفاعت والی احادیث
اس کے بعد وارد ہوتی ہیں، خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف

پس ہتھالی کرد ایں امراریہ

سے آپ اس انداز کو بیان کرنے پر مامور تھے ،
جیسی آپ نے اس امر کو واضح طور پر پورا کیا ۔

تفاضل انساب

بالجملہ تفاضل انساب بھی یقیناً ثابت ، اور شرعاً اس کا اعتبار بھی ثابت ، اور انساب کریمہ کا آخرت میں نفع دینا بھی جزاً ثابت ، اور نسب کو مطلقاً محض بے قدر و ضائع و برباد جہاننا سخت مردود و باطل ، خصوصاً اس نظر سے کہ اس کا علوم عرب ، بلکہ قریش ، بلکہ بنی ہاشم ، بلکہ سادات کرام کو بھی شامل ، اب یہ قول اشد غضب و ہلاک دیوار سے باطل اور اسی پر نظر فقیر غفرلہ التقدير کو اس قدر تطویل پر حائل کہ نسب عرب نہ کہ قریش ، نہ کہ ہاشم ، نہ کہ سادات کرام کی حمایت ہر مسلمان پر فرض کامل ۔

تعظیم نہ کرنے والے پر لعنت اور وعید

حدیث ۱۳۰ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

من لم يعرف عترتی والا نصاب والعرب
فہو لاحدی ثلث احواف واما لہ نسیۃ و
واما لہ فہو حلتہ ام علی غیر طہر واما الباقی
وابن عدی والبیہقی فی الشعب واکثرون
عن علی کرم اللہ وجہہ ۔
جو میری خیرت اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے
وہ تین حال سے خالی نہیں ، یا تو منافق ہے
یا عرामी یا حیضی بچہ ۔ اسے روایت کیا ہے
باوردی اور ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں
اور ان کے علاوہ دیگر نے علی کرم اللہ وجہہ سے ۔

حدیث ۱۳۱ تا ۱۳۳ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

للعنہم لعنہم اللہ وکل نبی
مجاہد الزائد فی کتاب اللہ والمکذوب
بقدر اللہ والمقتسل بالجبروت
لیعذب بذلک صحت اذل اللہ و
چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ انہیں
لعنت فرمائے ، اور ہر نبی کی دعا قبول ہے ،
کتاب اللہ میں بڑھانے والا (جیسے رافضی کہہ
آیتیں سورتیں مجہد بتاتے ہیں) اور تعذیر الہی کا

سے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب در لواحق و مہمات الحکیمہ ترمذیہ و ضویہ مکرم ۶۶۲

سکھ الفردوس باثر الخطاب حدیث ۵۹۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶۲۶/۳

یذل من اعز الله والمستحل لحرم الله
والمستحل من عترتی ما حرم الله و
التارك سنق۔ رواه الترمذی و
الحاکم عن امر الموصنین والحاکم عن
علی والطبرانی عن عمرو بن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اولہ سبعة لعنتہم
وخزاد المستأثر بالفی و سند حسن۔
سے اور حاکم نے علی سے اور طبرانی نے عمرو بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جس کا اعتزاز
یوں ہے سبعة لعنتہم اس میں والمستأثر بالفی کا اضافہ ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ (ت)

حدیث ۳۴ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

من احب ان یبارک لہ فی اجلہ و
ان یمتعه اللہ بما خولہ فلیخلفن فی اہل
خلافۃ حسنة ومن لم یخلف فیہم بتک
امره وورد علی یوم القیمة مسودا وجہہ۔
رواہ ابی شیحہ فی تفسیرہ وابو نعیم عن عبد اللہ
بن بدر الخطمی۔

جیسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو خدا سے
اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے تو اسے
لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا
سلوک کرے۔ جو ایسا نہ کچھے اس کی عمر کی برکت
اڑ جائے اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ
لے کر آئے۔ اس کو روایت کیا ابو شیحہ نے اپنی
تفسیر میں اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن بدر خطمی سے۔

حدیث ۳۵ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان اللہ عز وجل ثلث حرمات فمن
حفظهن حفظہ اللہ دینہ ودنیاء

بے شک اللہ عز وجل کی تین حرمتیں ہیں، جو
ان کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا

۱۔ سنن الترمذی کتاب القدر باب ۱۱ حدیث ۲۱۹۱ دار الفکر بیروت ۴/۶۱
المستدرک للحاکم کتاب الایمان ۲۶/۱ و کتاب تفسیر ۵۲۵/۲ و کتاب الاحکام ۹۰/۲
۲۔ المعجم الکبیر حدیث ۸۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۴۳/۱۷
۳۔ کنز العمال بحوالہ ابی الشیحہ و ابی نعیم حدیث ۳۲۱۷۱ موسستہ الرسالہ بیروت ۹۹/۱۲

ومن لم يحفظ هنت لم يحفظ الله دينه
ولا دنياه حرمة الاسلام وحرمة
وحرمة محسني. سواہ ابوالثخینہ
ابن جہان والطبرانی۔
محفوظ رکھے، اور جو ان کی حفاظت نہ کرے اللہ
اس کے دین کی حفاظت فرمائے نہ دنیا کی، ایک
اسلام کی حرمت، دوسری میری حرمت،
تیسری میری قربت کی حرمت۔ اسے روایت
کیا ہے ابویخ، ابن جہان اور طبرانی نے۔

نسب پر فخر کرنا جائز نہیں

- یاں نسب پر فخر جائز نہیں۔
- نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جانتا، تکبر کرنا جائز نہیں۔
- دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں۔
- انھیں کم نسبی کے سبب حقیر جانتا جائز نہیں۔
- نسب کو کسی کے حق میں عار یا گالی سمجھنا جائز نہیں۔
- اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دکھانا جائز نہیں۔

احادیث جو اس باب میں آئیں انھیں معافی کی طرف ناظر ہیں و باللہ التوفیق۔ خدمت گاہی
اہلبیت علیہ السلام اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بیان ایک رسالہ ہو گیا لہذا الجاہل تاریخ اس کا نام
اراءة الادب لفاضل القتب رکھا نسب، واللہ تعالیٰ اعلم۔

شیخ بنظر عمر بڑھا ہے اور بنظر فضل ہر عالم و صالح اگرچہ جوان ہو، اور بنظر نسب ہندوستان
میں دو محاورے ہیں، ایک یہ کہ سید مغل بھان کے سوا باقی ہر قوم کا مسلمان شیخ ہے، یوں اس کا
اخلاق عام ہے، جیسے ابتدا ہند میں ہر مسلمان کو ترکہ کہتے تھے۔ اسی محاورے پر مولانا قدس سرہ
فرماتے ہیں:۔

گفت می آئینہ ام معقول دوست ترک و ہند و درمن آن جہنم کہ اوست
(اس نے کہا اے دوست! میں صاف شیشہ ہوں کہ ترک اور ہندوستان کے لوگ مجھ میں آئے دیکھتے ہیں۔)

لے کنز العمال بحوالہ طب و ابی نعیم عن ابی سعید حدیث ۲۰۸ موسستہ الرسالہ بیروت ۴۶/۱
العم ابیکر حدیث ۲۸۸ ۱۲۶/۲ و الجمع الاوسط حدیث ۲۰۵ ۱۶۲/۱

لے شبنوی معنوی در بیان آنکہ جہنم ہر کسے از آنجاست کہ ولایت ہر کسے خورانی کتب خانہ شاہزادہ فرادہ

دوسرے چار شریف قومن سے ایک اس طرح البتہ جوان میں کا نہ ہو اور اپنے آپ کو

شیخ بنائے وہ وعید شدید،

من ادعی الی غیر ابیہ فالجنة علیه
حرام۔ مرواۃ احمد والبیہق وعبد
مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ عن
سعد وعن ابی بکرۃ معاذ بنی اللہ تعالیٰ عنہا۔

میں داخل ہے۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من ادعی الی غیر ابیہ فعليه لعنة الله
والملئكة والناس اجمعین لا یقبل
الله منه یوم القیامة صرفا ولا حدلا۔
مرواۃ الستة الا ابن ماجہ عن
امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
وحدہ مرواۃ احمد و ابن ماجہ و ابن جابر
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جید، المذتب عبد المحسن احمد رضا عفی عنہ بحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ امادۃ الادب لغا فصل النسخ ختم ہوا

- ۱۰۰۱/۲ صحیح البخاری کتاب المغازی ۶۱۹/۲ و کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابیہ
صحیح مسلم کتاب الایمان باب حال من رغب عن ابیہ وحوئلہ قیدی کتب خانہ کراچی ۵۷/۱
سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الزہد فی الی غیرہ الیہ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۱/۲
سنن ابن ماجہ کتاب المہود ص ۱۹۱ و مسند احمد بن حنبل عن سعد بن ابی وقاص ص ۱۶۹
۴۹۵/۱ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المہینہ ۳۲۲/۱ و کتاب الفسق باب تحريم تولی العتق غیر مرایہ
سنن ابن ماجہ کتاب المہود باب من ادعی الی غیر ابیہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹۱
۳۲۸/۱ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عباس المکتب الاسلامی بیروت

الجواب

جلد -

تقریب میں مذکور شرعاً جائز است قال تعالیٰ
 قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ
 لِعِبَادِهِ مِنْهُمَا لَيْسَ بِفَحْشٍ وَلَا فِجْهٍ
 مَصْلُوحَاتٍ نِزْوَعَاتٍ بِأَخْلَافِ نَفْسٍ وَصَلَتْ
 مَكَانَ وَقَلَّتْ وَكَثُرَتْ مَرْدَانٍ وَوَحْدَتٍ وَ
 تَعَدُّ وَمَنَازِلٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ مَخْتَلَفٌ كَرْدُورِ
 مَنَازِلِ تَنَگِ وَتَجَمُّعِ قَلِيلِ دُوسَرِ چَرَاغِ بَاہِمِ
 یَکے بَسَنَدِ سَتِ وَدُورِ دَارِ وَسَبِیحِ وَتَجَمُّعِ کَثِیرِ
 مَنَازِلِ عَدِیدِ عَاجِزِ تَابِدِ وَبَسِیَّتِ وَ
 بَیْشَرِ مِی رَسَدِ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ
 وَجْہِہ بَہَا وَرُضْیَانِ شَبِّ مَسْجِدِ دَرَاہِ
 عِبَادِ اَعْلَانِ دِیدِ کہ مَسْجِدِ دَرِ شَانِ نُورِ اَشْجَانِ
 شَدِیدِ اسْتِ امیر المومنین عِزِّ مَرْضِی اللہ
 تَعَالٰی عِنْدَہ رَاہِ عَسَا یَا دِکُورِ وَگُفْتِ
 نُورِ سَاحِبِ دِنَا نُورِ اللہ
 قَسْبِکَ یَا اَبْنِ الْخَطَامِ عَلَیْہِ اَی
 اَبْنِ خَطَابِ مَسَاجِدِ مَارَا فُورِ آفِشِ کُورِ
 خُدَاے کُورِ پَر نُورِ کُنَادِ وَمَسْئَلِہِ شَمِیعِ دُورِ
 مَعَاہِدِ مَزَارِ اسْتِ وَخُتَنِ رَا
 فَعْتِیْرِ دُورِ سَالِہِ مُسْتَقْلِہِ مَسْئَلِہِ طُورِ اَلِہِ
 اَلْفُتُورِ فِی حَکْمِ السُّورِ عَلَی الْقُبُورِ ہرچہ

مذکورہ زیب و زینت شرعاً جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا
 ارشاد ہے، فرمادیجئے کہ اس زینت و زیبائش کو
 کس نے حرام ٹھہرا دیا ہے جو اس نے اپنے بندوں
 کے لئے ظاہر فرمائی ہے۔ اسی طرح ضرورت اور
 مصلحت کے مطابق روشنی کا انتظام کرنا بھی
 جائز ہے (مختلف حالات کے لحاظ سے ضرورت
 بدلتی رہتی ہے) مثلاً مکان کی تنگ اور کشادگی،
 لوگوں کی قلت و کثرت، منازل کی وحدت و تعدد
 وغیرہ ای صورتوں میں ضرورت اور حاجت میں تبدیلی
 آجاتی ہے۔ تنگ منزل اور تنگ محلے میں دو تین
 چراغ بلکہ ایک بھی کافی ہوتا ہے۔ کشادہ اور بڑے
 گھر زیادہ لوگوں اور متعدد منزلوں کیلئے دس بیس
 بلکہ ان سے بھی زیادہ کی ضرورت پڑتی ہے۔
 امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
 رمضان شریف میں رات کے وقت مسجد نبوی میں
 تشریف لائے تو مسجد کو چراغوں سے منور اور
 جگمگاتے ہوئے دیکھا کہ ہر سمت روشنی پھیل رہی تھی
 آپ نے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذریعہ دعا یا دُعا فرمایا اور
 ارشاد فرمایا کہ اسے فرزند خطاب با تم نے ہماری
 مسجد کو منور و روشن کیا اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو منور

فرماتے۔ قبرستان اور مزارات پر شیخ جلال کے مسئلہ کو فقیر نے اپنے ایک مستقل رسالہ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے رسالے کا نام ہے طوالع النور فی حکم السجود علی المقبود (نور کے نورانی مطالع قبروں پر چراغاں کرنے کے حکم کے بیان میں۔ ت) میں نے اس میں یہ تحقیق بھی پیش کی ہے کہ حدیث میں قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی جانے والی روایت سے مخالفین جو استدلال اور سہارا لیتے ہیں اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔

قطع نظر اس سے کہ اس حدیث کی سند میں بازام نامی راوی ضعیف ہے۔ از روئے عقل بھی مخالفین کے لئے مفید نہیں، البتہ روشنی کا بے فائدہ اور فضول استعمال جیسا کہ بعض لوگ ختم قرآن والی رات یا بزرگوں کے عرسوں کے مواقع پر کرتے ہیں سیکرڈاں چسپراخ عجیب و غریب وضع و ترتیب کے ساتھ اوپر نیچے اور باہم برابر طریقوں سے رکھتے ہیں محل نظر ہے اور اسراف کے زمرے میں آتا ہے چنانچہ فقہائے کرام نے کتب فقہ مثلاً عز العیرون وغیرہ میں اسراف و فضول خرچی کی بنا پر ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں اسراف صادق آئے گا وہاں پر ہیز خوری ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک، برتر اور خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۶۸ از جاندہر محلہ راستہ چنگوآرہ دروازہ مرسلہ شیخ محمد نس الدینی صاحب ۳۳ جناب بعض لوگ جناب پیرای پیر کا پیوند دیتے ہیں کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام پیوندی رکھتے ہیں اور جب سال کا ہو اس کے گلے میں ہنسی ڈال دیتے ہیں اور اسی طرح دوسرے برس ۴ یا ۵ سال تک جب وہ لڑکا اس عمر تک پہنچا دے وہ ہنسیاں اور لڑکے

تمام تر روشنی و پُر نور کردہ ام و نیز آنجا تحقیق نمودہ کہ حدیث و المتخذین علیہا المسودج کہ مخالفان وریں باب باو چنگ زستہ لقطع نظر از آنکہ در سند او بازام ضعیف و راہ نیز مخالف را غیبر نافع ست آرسے روشنی لغو و فضول را چنانکہ بعض مردمان شب ختم قستان یاد بعض احواس بزرگان کنند کہ حدما چسپراخ بترتیب عجیب وضع غریب زیر و بالا و برابر نمند در کتب فقہیہ همچو عز العیرون وغیرہ بنظر اسراف منع فرمودہ اند و شک نیست کہ جائیکہ اسراف صادق ست اجتناب قطعاً لازم و لائق است، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

کی قیمت کروا کے اس کا دسواں حصہ جناب پیر ابن پیر کے نام سے دیتے ہیں اور اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا رہتا ہے، اور ایسا ہی جانوروں اگر بیل ہے یا بھینسا ہے تو اسے ہل جوتے کے وقت اور اگر مادہ ہے تو اس کے سیاہنے کے وقت قیمت کا دسواں حصہ دیتے ہیں اور نیز درختوں کو پیر صاحب کا کہے اس کا جلانا اور دیگر استعمال میں لانا حرام سمجھتے ہیں حتیٰ کہ وہ یودھا ہو کر گرے اور پڑا یا یودھا ہو جائے، اور کھیتوں سے بھی حصہ پیر صاحب کے نام دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے حق میں کیا حکم ہے؟ اور نیز بودی یعنی چوٹی مثلاً قوم ہنود بچوں کے سروں پر رکھتے ہیں اگر پوچھا جائے یہ کیا ہے تو پیر صاحب کی بودی بٹھاتے ہیں، اور ایسے ہی عمارت پر کچا پھر مدت محمود کے بعد اسے پیر صاحب کی منت دے کہ نہایت ادب کے ساتھ اپنی رسیں پوری کر کے منڈواتے ہیں اور جو شخص اس دسوندگی بچتہ وغیرہ کی قیمت پاتا ہے اس قیمت اور خلیاں کے دسویں حصہ سے نیاز لیتا ہے آیا ایسے شخص کی امامت اور بیعت درست ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) دسوندگی نام کفار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو کائنات ہے کہ کافروں کے نام رکھے کما صرحوا بہ فی التفسیر بیو حنا وغیرہ (جیسا کہ یوحنا نام رکھنے کے متعلق فقہائے تصویف فرمائی ہے) اور لڑکے کو فہلی وغیرہ زبور پہنانا حرام ہے فان ما حرم اخذہ حرم اعطاؤا (کیونکہ جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے۔ ت) اور لڑکے کی قیمت کرنی بھالت ہے اور یہ اعتقاد کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا ہے اگر اس معنی پر لگے ہیں کیوں کر بیٹے تو بچے کا در نہ مر جائے گا تو سخت جہل ہے بہرہود اعتقاد مردہ و مشابہ غرافات ہنود وغیرہم کفار ہنود سے ہاں اگر ان بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر صرف اس قدر کہتے کہ مہولی عروہ جل کے نام پر محتاجین کو صدقہ دیتے اور اس کا ثواب نذر روح پر فوج حضور پر نور و خلیفین خیر الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و علیہ و آلہ وسلم کرتے اور نسبت یہ ہوتی کہ رب تبارک و تعالیٰ صدقہ کے سبب بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور بوجہ ایصال ثواب سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برکات رضا و دعا و توجہ شامل حال ہوں گے اور ان پر محبوب کریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حقیرت و نیاز مندی کے اظہار سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوش ہوگا اور اس کی خوشی جالب رحمت و سائب زمخت ہوگی اور حیات نہ ہوگی مگر وقت محمود تک اور موت نہ ڈکے گی مگر اجل معلوم تک تو یہ اعتقاد و عمل

صحیح و بے غلط ہوتے، واللہ یہ مہدی من یشاء الی صراط مستقیم (اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا سیدھا راستہ دکھاتا ہے یعنی ہدایت نصیب فرماتا ہے۔ ت)

(۲) یوں جانوروں کی نیت کا دسواں حصہ اگر ان خیالات باطلہ کے طور سے توذموم اور صرف اس طریق صحیح پر ہو تو ایک تصدیق ہے جس سے دفع بلا مقصود اور بیشک صدقہ رد بلا کرتا اور باذنہ تعالیٰ موت سے بچاتا ہے اگرچہ قصاصے الہی کا کوئی پھرنے والا نہیں نطقت بذلک احادیث جنتہ تغذیٰ عن سرورہا شہدہا فی الامۃ (ان باتوں پر جملہ احادیث ناطق ہیں کہ جن کا امت میں مشہور ہونا ہی تھیں ان کی تفصیل پیش کرنے کی ضرورت سے بے نیاز کر دے گا۔ ت) رہی ہل جوتے اور بیابنے کے وقت کی خصوصیت وہ اگر کسی اعتقاد عمل باطل کے ساتھ نہیں نہ اسے تخصیص شرعی و ضروری سمجھا جائے تو لایینفع ولا یضر (نہ وہ مفید ہے نہ مضر۔ ت) ہے کسائر التخصیصات العرفیۃ المتی لا ہا جز علیہا من الشرح (باقی تخصیصات عرفیہ کی طرح کہ شریعت میں جن کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ت)

(۳) درختوں کو رب خواہ جس کسی کے نام کا غٹر اگر اُل کا جلتا اور صرف میں لانا حرام سمجھنا اپنی طرف سے شریعت جدیدہ نکالنا اور بحیرہ و سائبہ مشرکین کی پیروی کرنا ہے جس پر رد و انکار شد یہ خود قرآن مجید میں موجود وقال تعالیٰ وقالوا ہذا انعام وحسرت حبر لا یطعمہا الا من نشاء بزعیمہم الی قولہ تعالیٰ سیجزیہم بما کانوا یفترون۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اور مشرک اپنے خیال میں کہنے لگے یہ چوپائے اور کھیتی جن کی بندش کر دی گئی ہے ان کو وہی کھائے گا یا کھا سکے گا جسے ہم چاہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک، عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں نواز دے گا اس جھوٹ کی جو وہ بنا رہے ہیں۔ (ت)

مسلمانوں پر ایسی بدعت مشنیعہ باطلہ سے احتراز فرض ہے اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور جلد توبہ کریں۔

(۴) کھیت میں سے حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک پر حصہ دینا انگریزوں سے کہ حضور کو اس حصہ کا مالک سمجھا جاتا ہے یا اس دینے سے تصدیق لوجہ اللہ منظور نہیں بلکہ حضور کی طرف تقرب بالذات مقصود یا یہ سمجھتے ہیں کہ یوں نہ کریں گے تو حضور معاذ اللہ ناراض ہو کر معصرت دیں گے کوئی بلا پہنچے گی تو یہ سب اعتقادات باطلہ و فاسدہ و بدعات سیئہ ہیں اور اگر یوں نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے لئے تصدیق منظور تو کھیتوں میں ایسا حصہ دینا خود قرآن عظیم میں مطلوب،

قال تعالى واتوا حقة يوم حصاده ۱۔ (لوگو! کھیتی سے (حقداروں کا) حق اس کی کٹائی والے دن ادا کر دیا کرو) (ت)

اور اس کے روکنے کی مذمت قصہ اصحاب الجنتہ میں مذکور،

قال تعالى فتنادوا معبہین ۲ ان اغدوا
على حرثكم ان كنتم صاسر میں ۳ فاطلقوا
وهم يتخافتون ۴ ان لا يدخلتها اليوم
عليكم صكين ۵ الآيات۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ باغ والے صبح ہوتے ہی
سورے سورے ایک دوسرے کو بلائے لگے کہ
سورے اپنی کھیتی کی طرف چلو اگر تم اسے کاٹنے کا
ارادہ رکھتے ہو پھر وہ چلے چلے جیکہ وہ آپس میں بہتہ بہتہ

کہہ رہے تھے کہ آج تمہارے پاس کوئی متاج نہیں آنا چاہیے (یعنی کسی محتاج کو اپنے قریب نہ آنا دیا جلتا) (ت)
اور اس کا ثواب نذر روح اقدس کرنا اس عمل طیب میں طیب و خوبی ہی بڑھائے گا جبکہ کسی عقیدہ
باطلہ کے ساتھ نہ ہو اس صورت میں اسے،

وجعل الله متافرا صفت العسرث و
الانعام نصيبا فقالوا هذا لله بزرعهم
وهذا شركائنا الآية۔

جو کھیتی اور جانور اللہ تعالیٰ نے تمہارا کئے ان میں مخلوق
نے اللہ تعالیٰ کا ایک حصہ مقرر کیا ہے، پھر
وہ اپنے خیال میں باطل کی بنا پر کہنے لگے یہ اللہ تعالیٰ

کا حصہ ہے اور ہمارے شریکوں کا (الآیۃ) (ت)
میں داخل کچھ جنس جہالت و نہایت زوری ہے کما لا ینقص (جیسا کہ پرشیدہ نہیں۔ ت)
(۵) لاکوں کے سر پر چٹی رکھنی ناجائز اور فعل مذکور رسوم ملعونہ کفار سے تشبیہ ہے جس سے

احقر از لازم۔
(۶) جو شخص احوال مذکورہ پر وجہ مذکور سے صدقہ لیتا ہے اگر اُنی اعتقادات باطلہ میں
اُن کا شریک تو خود بھی فاسق و مجرم ہے جس کی امامت مکروہ اور اس کے ہاتھ پر بیعت جہالت و نہ

اُن کے لینے سے احقر از چاہئے مگر اُنی کے فسق و بدعت کا وبال اس کے سر نہ ہوگا۔
قال تعالى لا تزددوا زرة وزر اُخسوا ۱۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کوئی جان کسی دوسری جان
کا بوجہ نہ اٹھائے گی۔ (ت)

اور اگر وہ صدقات اُن شرعی طریقوں پر ہیں جو ہم ذکر کر آئے اور یہ شخص محل صدقہ لینے میں اعتلا حرج نہیں۔ واللہ
سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بریلی مرسلا میلاد خواں یکشنبہ ۱۷ شوال ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ اکثر برادری میں جو کھانے ہوتے ہیں ان کا قاعدہ یہ ہے
کہ ایسا اوقات نیت اس کے اندر ریاء و تفاخر کی ہوتی ہے اور اس رسم کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر
کوئی شخص برادری والا ناداری کی وجہ سے نہ کھائے تو اس کو طعنہ دیتے ہیں اور اس کو ایسا لازمی
امر خیالی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر نہ کھائیں گے تو برادری میں ہماری ناک کٹی ہو جائے گی اور اگر پاس
نہیں ہوتا تو اس کام کے لئے سودی روپیہ قرض لیتے ہیں، پس عرض ہے کہ اس کھانے کا طعنہ دینے
والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بیّنہ (توجہ روا) بیان فرمائیے اجر پائیے۔ (ت)

الجواب

یہ کھانا اگر ریاء و تفاخر کی نیت سے ہے تو حرام ہے، اگر طعنہ بے جا ہے بچنے کو ہے تو اسے
مباح اور طعنہ دینے والوں کو مجبور کرنے والوں کو حرام،

لحدیث اقطع حقی لسانہ و صرح العلماء باستثنائہ
من قاعدۃ ما حرم اخذہ عدم اعطاؤہ۔ یعنی اس کا منہ بند کر دیجئے۔ اور علماء کرام نے

اس قاعدہ (کہ جس کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے) کے مستثنیٰ قرار دیا ہے (مستند)
اگر اُن وجہ سے پاک بطور صلہ رحمہ و سلوک حسن و شکر نعمت و مراسلات بھیران و اجابہ مواقع فرحت
و سرور جائز شرعی میں ہو تو حسن و مستحب۔

وانما الاعمال بالنیات و انما لكل امرء ما نوى۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اعمال کا مدار نیتوں پر ہے ہر شخص کے لئے وہی کچھ
ہے جو اس نے نیت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ

نیا مکان جب بنایا جائے تو ار تفاع اس کا سات گز سے زیادہ بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
اگر ممنوع ہو تو بحوالہ کتاب جواب مرحمت فرمایا جائے۔

الجواب

عمارات غیر میں جب کزیت خیر برود خیر ہو چکے ہوں اور اپنے سکونت و غیرہ کے مکانات میں اگر بجاہت ہو تو مباح اور یہ نیت تھا خیر بالہ نیا ہو تو حرام، تسلط اول فی البنیان (عمارتوں کی بلندی اور درازی۔ ست) علامات قیامت سے ہے۔ یہی عمل ہے اُس حدیث کا کہ جب کوئی شخص سات گز سے زیادہ دیوار اٹھاتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے منافق! کیا تم تک بلند کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ مسئلہ مولوی علی احمد صاحب معصفت تہذیب البنیان کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ناداشت جاہل لوگ بنام نہاد طاق شہید طاق پرستی کرتے ہیں عقبتیں مانتے ہیں۔ ریلوئی، گنا، پھول، بار طاق پر چڑھاتے ہیں۔ جھک جھک کر سلام کرتے ہیں۔ اپنی حاجت روائی طاق سے چاہتے ہیں۔ اس میں اور نیت پرستی میں کیا فرق ہے؟ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں اُن کے لئے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ بینا توجروا۔

الجواب

یہ سب رسوم جمالت و عاقبت و منوعات بیہودہ ہیں مگر نیت پرستی میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے، یہ جہال پرستش یعنی حقیقی نہیں کرتے کہ کافر جو بائیں پاں گنہگار و مبتدع ہیں، والیعا ذاب اللہ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پختہ مکان بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

پختہ مکان اگر نیک کاموں کے لئے ہو جیسے مسجد و مدرسہ و خانقاہ و سرا تو ثواب ہے اور اپنی ضرورت و حاجت کے لئے ہو تو مباح، اور تفاخر و تکبر کی نیت سے ہو تو حرام۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسئلہ زیریں العابدین از بنگالہ ضلع پابنا قصبہ سراج گنج ۳ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ

چرمی فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں رسوم کہ در ملک بنگال چنانست کہ مردہاں برائے تولد مسر زندان حنہ نہ دیگر از خانہ برد و باش جدا گانہ بنا می کنند و زادون مسر زندان در خانہ برد و باش بدغالی شمارند

علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس رسم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ بنگال میں یہ رواج ہے کہ نومولود کی ولادت کے لئے اسکی ولادت سے قبل انگ کر تعمیر کیا جاتا ہے اور پہلے سے تعمیر شدہ مکان جہاں وہ رہائش پذیر

چنین قسم حنہ مخصوص در ہر بار بنا نمودی شرفا
درست است یا نہ؟ و در زمانہ سیدنا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود یا نہ؟

ہوتے ہیں اس میں سننے بچے کی دلاوت مخصوص
خیال کی جاتی ہے، کیا ان کا یہ اقدام شرعاً جائز
ہے یا نہیں؟ اور حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسے ہوتا تھا یا
نہیں؟ (ت)

الجواب

ایں رسم شنیع در آں زمان پاک اصلاً
نہ بود بلکہ بعد آں نیز تا قسودن متداولہ بلکہ
ہنوز ہم در عامہ دلایت اسلام ازاں فٹلنے
نیست، ایں رسم مشرکین و ہنود مانند بلکہ ازاں
ہم بالا تر رفتہ است ہندوان سینہ ایں
چنین نہ کنند ایں کار اگر بخمال ضلال بد فال
نمودی اسراف بودے واللہ تعالیٰ
یقول ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب
السرفین اسراف کنفید کہ خدا کے دوست
نہار و اسراف کنند گان را بلکہ بوجہ خلوا از ماندہ
تہذیر بودے واللہ تعالیٰ یقول انت
السبذہریت کافوا اخوان
الشیطین مال بے سود برباد و ہند گان
برادران شیاطین اند حالانکہ مبتنی براں
وہم شیطانی ست ضلالی دیگر بر آں
افسزد و سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہ قبیح رسم اس پاک زمانے میں بالکل نہ تھی بلکہ
اس کے بعد بھی عرصہ دراز تک بلکہ اب تک
عام اسلامی ممالک میں اس کا نام و نشان تک
نہیں پایا جاتا، یہ ہندوانہ اور مشرکانہ رسوم کے
مشابہ بلکہ ان سے بھی بدتر ہے کیونکہ ہندو بھی
ایسا نہیں کرتے، اگر یہ عمل بد فالی اور گمراہی کے
خیال سے نہ ہر تب بھی بوجہ اسراف معیوب ہے
جیکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لوگو! بے جا
خرچ کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو فضل
خرچ کرنے والے لوگ پسند نہیں تم اسراف
دیکر اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست
نہیں بناتا، یہ اقدام متعدد وجوہ کی بنا پر فائدے
اور بھلائی سے خالی ہے اور تہذیر کے زمرے میں
آتا ہے جیکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مال کو
بے مقصد برباد کرنے والے شیطانوں کی بھائی ہیں۔
اس وجہ کی بنیاد شیطانی ہے مزید یہ کہ اس میں بد فالی

فرد الطیق من الشوک بد قال گر حق و برائ کار بند
شدن شیوہ مشرکان ست سواۃ الاشیاء احمد
فی المسند و البیہاری فی الادب المفرد
و ابوداؤد و الترمذی و النسائی و ابن حبانہ
و العاکم فی صحاحہم کلہم عن ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح
و معنی الحدیث علی ما فسرنا کما انصحت
عنه الاحادیث و حققہ العقول۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

وہی معنی ہیں جو ہم نے بیان کر دئے ہیں جیسا کہ احادیث سے واضح اور عیاں ہے اور عقول نے اس کی تحقیق کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۴۲ از اصول خلع اعظم رحمہ اللہ محمد متکون مرسلہ اگرام عظیم صاحب ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ملت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو مسلمان جو بات شرعیہ کو دمانے
اور اپنے رواجہائے قدیمہ پر اڑا رہے وہ گنہگار ہے یا کیا ہے؟

الجواب

جو احکام شرع کے مقابل اپنے رواج پر اڑے وہ سخت گنہگار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۴۳ مرسلہ ولی محمد ابو نوری والہ از مقام و سر راجی متصل اسکول حکم کاٹیا واٹر

سہ شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۲۳ھ

(۱) حضرت مولانا مفتی احمد رضا خان صاحب شمس العلماء دام افصالہ۔ بعد ازلے
آداب دست بستہ طلسم می دارم کہ یہاں عام طور سے تمام شہر متفق ہے کہ درخت پیتہ جس کو

لے مسند احمد بن حنبل علی عبد اللہ بن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۴۳۰/۱
جامع الترمذی ابواب السیر ایچ کمپنی دہلی ۱۹۴/۱
کنز العمال بحوالہ ط، م، د، ح، ک حدیث ۲۸۵۶۸ و ۲۸۵۶۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱۳/۱۰

ازند خریزہ کہتے ہیں مکان مسکونہ میں لگانا منہوس ہے اور منع ہے چونکہ یہاں یہ کثرت اور نہایت فزید ہیں لہذا
التماس ہے کہ اس بارے میں احکام شرعی سے مع حوالہ کتب بالتشریح خبردار کیجئے۔
(۲) دیگر اگر خواب میں کوئی ریل میں سفر کرتا ہو خود کو دیکھے اس کی کیا تعبیر ہے؟

الجواب

(۱) شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، شرع نے نہ اسے منہوس ٹھہرایا نہ مبارک۔ ہاں جب عام لوگ منہوس
سمجھ رہے ہیں اس سے بچنا مناسب ہے کہ اگر حسب تقدیر اسے کوئی آفت پہنچے ان کا باطل عقیدہ اور محکم ہو گا کہ
دیکھو یہ کام کیا تھا اس کا یہ نتیجہ ہوا اور ممکن کہ شیطان اس کے دل میں بھی وسوسہ ڈالے۔ رد المحتار میں ہے:

اما الدبسی والصلصل والعقق والقلق
واللحام فلا یتحب اکلاھا وان کانت فی
الاصل حلالا لتعارف الناس باصابتہ آفة
لاکلاھا فینبی ان یتحرون عنہ الخ فقلہ عن
غیرہ الافکار۔

یڑھے ہوتے ہیں، اس کا رنگ سیاہ اور سفید ہوتا ہے، (القلق) (جنگی نام والا ایک پرندہ ہے جو سانپ
کھاتا ہے، اس کی جلت اور حرمت میں اختلاف ہے چنانچہ بعض کے نزدیک حلال ہے اور بعض کے نزدیک
حرام) واللحم (ایک قسم کی بڑی مچھلی ہے جو سونڈ سے تلوار کی طرح کاٹ دیتی ہے) (ماخوذ از حیات الملوک)
اول و دوم)، اس سب کا کھانا بہتر نہیں اگرچہ درحقیقت
یہ حلال ہیں اس لئے کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ ان کے کھانے سے مصیبت آتی ہے لہذا ان کے کھانے سے
پرہیز کیا جائے (اگر کھایا اور تقدیر سے مصیبت آگئی تو عام لوگوں کا عقیدہ خراب ہو جائے گا) علامہ شامی نے
غیر الافکار سے اسے قائل فرمایا (ت)

(۲) خواب میں سفر اگر مذموم بات کے لئے نہ ہو دلیل ظہر اور مرض سے صحت ہے لحدیث سافروا
تصلحوا (سفر کرو تاکہ تندرست رہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر محلہ ٹوکپور مسئلہ واحدیہ رخاں ہفت المظفر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم میں یہ دستور ہے کہ وقت شادی یا غمی کے دس سیس روپے اپنے پاس ہوتے ہیں تو سو پچاس روپے سودی لے کر واسطے برادری کے کھانے پینے کا سامان کرتے ہیں اور جب لڑکی اپنے شوہر کے مکان پر جاتی ہے لڑکی کا باپ اپنے ہمراہ سود و سوا آدمی لے جاتا ہے وہ سب لوگ لڑکی کے شوہر کے مکان پر کھانا کھاتے ہیں بعد کھانا کھانے کے لڑکی کا باپ اپنا نیوٹہ وصول کرتا ہے پس جس قدر آدمی زیادہ ہوں گے نیوٹہ کا روپیہ زیادہ آئے گا۔ اگر قرضہ رہا یا برہا ہو تو اس سے کچھ غرض نہیں، لڑکا باپ یا برادر جب تک چار ہار روٹی دکھائیں نیوٹہ نہ دیں گے یعنی منہ ہا اور اور برات اور تودایہ وقت کھانوں کے مقرر ہیں برادری زور دے کر یہ کھانے لیتی ہے، اخیر جب لڑکے کا باپ شادی سے فارغ ہو کر قرض ادا کرنے کی طعن متوجہ ہوا تو یہ بات ظاہر ہے کہ گھر والوں کو غریب آدمی کے مکان پر پیٹ بھر کر روٹی اور تن بھر کر واجب تک قرض ادا نہ ہو جائے درمیان میں یہ فساد پیدا ہو جاتا ہے کہ لڑکی اپنے ماں باپ کے مکان پر جا بیٹھتی ہے کہ روٹی کپڑا تو ہے نہیں ایسے شوہر کے مکان پر جا کر کیا کروں اور بڑے سے بڑے فساد پیدا ہو جاتے ہیں کہ جن کو بیان نہ کرنا بہتر ہے یہ دم شرعاً یا جہالت کی، زید کہتا ہے سوئی روپیہ جو دے اس پر خدہ کی لعنت اور جو کوئی واسطے شان و شوکت کے لے اس پر بھی خدا کی لعنت، اور جو برادر کہ جانتے ہیں کہ یہ کھانا چھینا سودی روپیہ لے کر ہمارے واسطے کیا گیا ہے پھر جان کر کھائیں تو ان کھانے والوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور جو اس قوم کا آدمی بغیر توبر کے مر جائے تو اس کی نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر یہ قوم توبر نہ کرے تو داخل امت محمدی میں ہے یا نہیں؟ بینوا تو جہاں

الجواب

بیشک سود کھانے والے پر حدیث میں لعنت فرمائی ہے، اور بے ضرورت و مجبوری شہرعی جو سود دے سودی قرض لے اس پر بھی لعنت فرمائی، اور غم میں تو برادری کا کھانا دینا گناہ ہے اور شادی میں اگرچہ جائز ہے مگر سودی قرض اس کے لئے ایسا حرام و باعث لعنت ہے۔ اہل برادری کو معلوم ہو تو انہیں اس کھانے میں شرکت نہ چاہئے کہ انہیں کہتے ہیں وہ اس گناہ کا مرتکب نہ۔ اگر لوگ جانیں کہ سودی قرض لے کر کھانا کیا جائے برادری اسے نہ کھائے گی تو ہرگز ایسی حرکت نہ کریں۔ پھر بھی یہ باتیں معاذ اللہ کفر نہیں کہ توبر نہ کریں تو امت میں نہ رہیں یا اسٹل جنازہ کی نماز نہ ہو یہ سب غلط خیال ہیں۔ نیوٹہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے اور دینا ضروری ہے کہ وہ قرض ہے۔ اور سود و سوا آدمی دعوت کے لئے ہمراہ لینا بھی جائز ہے جب تک دعوت دینے والے کی مرضی سے ہوں یا اگر اس کے خلاف مرضی ہو اور مجبوری کیلئے شرعاً شری نے

تو وہ کھانا حرام ہے اور اتنے آدمی نے جاننا حرام ہے جانے والے چوبیس کر جائیں گے اور پندرہ سے بن کر تکلیف لگے
یہ حدیث کا ارشاد ہے نہ کہ جب ذباکھ لیں کہ اس کے صریح حرام ہونے میں کیا کلام ہے اور چار وقت کے کھانے
کا بوجھ بلا مرضی ڈالتا اور بغیر اس کے نبوت نہ دینا یہ بھی حرام ہے۔ ایسی ناپاک دھنوں کا ترک فرض ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اور اس کا
علم جس کی بزرگی بڑی ہے زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے۔ ت)

میں مسئلہ از ضلع برسیال ملک جنگال پوسٹ آفس سامرا ٹھکانہ کا ڈگریڈی مسٹر درکن الدین احمد
روزی پٹنہ ۱۵ صفر المظفر ۱۳۲۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد ولادت مولود ناری پچید
کرنا آیا دانی جو گاؤں میں مقرر ہوتی ہیں یا جنائی جو ہر گھر کی عورتیں ہوتی ہیں انھوں کے ساتھ کچھ
خصوصیت ہے یا جوں توں کر سکتا ہے بر تقدیر ثانی و ثالث منکرین پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) اگر اہل محلہ دانی کے ساتھ خصوصیت جانی کہ اس فعل قبیحہ خاص کے لئے ایمان دار بھائیوں کو اپنا
اور بے عزت کریں مثلاً ان لوگوں کے ساتھ اٹھک بیٹھک کھانا پینا نہ کریں بلکہ کہیں کہ اگر شرع
میں بھی ہے تو بھی نہ کرنا کیونکہ رواج کے خلاف ہے اور خاص کہ اس فعل خاص پر رواج سکھابند
ہونا ضرور ہے تو شرع میں ان لوگوں پر کیا حکم ہے؟

(۳) شریعت کے خلاف جو رواج ہوا اپنے تمام دنیا و مافیہ کے رعایت سے اسی رواج کی پاسداری کو ناجائز
ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اولیٰ کیوں جائز اور اس کی کیا دلیل؟ بر تقدیر ثانی جنہیں رواج مذکور پر
شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا حکم الکتاب تو جو دایوم الحساب (کتاب کا حکم بیان کر دنا کہ روز حساب
اجرو ثواب پاؤں ت)

الجواب

(۱) بچہ کی ناری پچید ناستت ہے اور اس کی خصوصیت کوئی نہیں کہ یہ کام دانی جنائی کرانے یا
باپ بھائی جو کرے، جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دانی جنائی کے ساتھ خاص اور ان کو جائز نہیں وہ دل سے
مسئلہ نکالتے ہیں اور شریعت پر افتراء کے گنہگار ہوتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تقربوا لما قصفت السنکھ
الکذب هذا حلال و هذا
حرام لتفتروا علی اللہ الکذب انا
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، تمہاری زبانیں جو کچھ
جھوٹ بیان کرتی ہیں اس کے بارے میں یہ
نہ کہنا کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر

الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ۔ جھوٹ بانڈھو۔ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ
 بانڈھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ
 بڑے علم والا ہے (ت)

(۲) یہ بلا وجہ اپنے بھائیوں سے انقطاع اور مسلمانوں کی ایذا، اور کئی وجہ سے حرام ہے۔ حدیث
 میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ أَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ أَذَى ذَاتِي دِمْتِ أَذَى
 أَذَى اللَّهِ ﷻ
 جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اُس نے مجھے
 ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ
 کو ایذا دی (ت)

دوسرے فریق کو بھی چاہئے جب لوگ اس قدر اُس سے پریشان ہوتے اور نفرت کرتے ہیں تو
 کیوں ایسی بات کریں جس سے ایک مباح کے پیچھے باہم تفرقہ و فتنہ ہو جائے اُن میں جو اہل علم و مقتدا و
 صاحب اثر ہوں وہ کہیں تاکہ لوگوں کے قلوب سے یہ غلط بات دفع ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ رواج کہ خود نہیں کرتے بچائے خود کچھ غلات شرع نہیں کہ شریعت نے یہ کام خود کرنا واجب
 نہ کیا ہاں یہ سمجھنا کہ خود کرنا جائز نہیں اعتقاد باطل ہے اور اگر جائز تو جانتے ہیں مگر طباخا عوام بدنامی و مطعون
 سے بچنے کو اس پر اصرار کرتے ہیں تو ایک وجہ رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشہور لکھنؤیہ مراد آباد مستولہ حافظ محمود حسن روز درویش بنہ بنہ ریخ ۲ صفر النفر ۱۳۲۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے اخیر چار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے
 کہ اس روز حضرت علیہ السلام نے مرض سے صحت پائی تھی بنا برائے اس کے اسی روز کھانا و
 شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علیٰ ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات
 ہیں کہیں اس روز کو خمس و نامبارک جانی کر گھر کے پرلے برتن نکلی تڑوا لیتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی کے
 اُس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں یہ جملہ امور
 بر بنائے صحت یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غلو میں لائے جاتے ہیں لہذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے
 کہ نہیں؟ اور فاعل عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم ثبوت گرفتار محصیت ہو گیا قابلِ ملامت و تادیب؟
 بیتواتوجہوا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں ہے نہ اس دن صحت یا نبی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض احد س جس میں وفات مبارک ہوئی اُنس کی ابتداء اُسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوعہ میں آیا ہے :

أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي حَبِشَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «الْأَوَّلُ مِنْ يَوْمِ نَحْصِ الشَّهْرِ يَوْمٌ نَحْصُ مَا وَصَفْنَا كَأَخْرَى چہار شنبہ و آخری نخست

اور مروی ہو کہ ابتدا ابتداء کے سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسی دن تھی اور اُسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضماعت مال ہے۔ بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ طولی بندہ اسرار الحق خاں و سیل ہند غلام قطب الدین صاحب از جلیپور چہار شنبہ ربیع الثانی ۱۲۳۲ھ

ماہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کو ساتوں سلام یعنی سلام قولا من ماب رحیم وغیرہ جلسہ میں پڑھ کر اور آم کے سات پتوں پر لکھ کر ایک سٹے گھرے میں پانی منگا کر اُس میں پتے دھو کر بلور تبرک سب کو پلانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

قرآن عظیم کی ہر آیت ہمیشہ نور و ہدی و برکت و شفا ہے اور اس چہار شنبہ کی تخصیص محض بے معنی بہر حال نفس فعل میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ از کیلا کھڑا ڈاکٹرانہ باز پور ضلع غنی تال مرسلہ محمد علیہ علیہ خاں صاحب ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ یہ جو بعض تجوید غرض ڈور سے کیا کرتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاتون جنت ہر کسی گھر ماہ و سادہ بچہ دوں میں جایا کرتی اور ایک ایک ڈورا اُن کے کان میں باندھ کر یہ کہا کرتیں کہ پوریاں پکا کر فاختہ دلا کر لانا اس کی کچھ سند ہے یا دواہیات ہے ؟

الجواب

یہ ڈوروں کی رسم محض بے اصل و مردود ہے اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف

اس کی نسبت محض جھوٹ بڑا افترا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنابیس مسئلہ انجمن زردوز ملک فلور مل اسلامیہ
۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

اکثر لوگ ۱۳، ۲، ۱۳، ۲، ۸، ۸، ۲۸، ۱۸، ۲۸ وغیرہ تواریخ اور پختہ بندہ و پختہ بندہ وغیرہ
ایام کو شادی وغیرہ نہیں کرتے، اعتقاد یہ ہے کہ سخت نقصان پہنچے گا، ان کا کیا حکم؟

الجواب

یہ سب باطل و بے اصل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از مقام رام بدش ڈاکخانہ خاص ضلع دیرہ دوی مسئلہ حکیم محمد فضل الرحمن صاحب
مورخہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جیسے یہ شمال یا شمال اہل اسلام میں
راجی عملہ آمد کے ساتھ ہے کہ بہن کے گھر بھائی گنا اور خوشدامن کے گھر داماد کی، جہاں تک دریافت ہوا
ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شمال ہندو کے میان قطعی طور پر راج ہے مگر اہل اسلام میں نہایت سرگرمی کے ساتھ
شامل کر لیا ہے اور اس پر عملہ آمد کیا جاتا ہے، وہ لوگ جو بہن کے گھر یا خوشدامن کے گھر رہتے ہیں نہایت
بُری نظر اور بے عزتی کے ساتھ دیکھے جاتے ہیں، آیا از روئے شریعت بہن کے گھر بھائی کا رہنا جائز ہے
یا نہیں؟ ۱۔ زشدامن کے گھر داماد کا رہنا جائز ہے نہیں؟ کن وجوہات سے اس کا رواج اسلام میں
یا اتفاق سے ہندوستان کے ہر طبقہ میں پیدا ہوا ہے اس کی اصلیت کیا ہے؟ امید کہ ہوا پسلی مطلع
فرمایا جائے فقط۔

الجواب

رسم مرد و ہندو یہ ہے کہ بہن میٹھی کے گھر کا پانی مینا بڑا جانتے ہیں کھانا تو بڑی چسیند ہے،
یہ رسم ضرور ناپاک و مردود ہے، مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے،

لَیْسَ عَلَی الْاَعْصٰی حَرَجٌ وَلَا عَلَی الْاَعْرَاجِ
وَلَا عَلَی الْمَرِیضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَی
اَنْفُسِكُمْ اَمْتٌ تَاْکُلُوْا مِنْ بَیْوتِکُمْ
اَوْ یُوتِ اَبَاؤُکُمْ اَوْ یُوتِ اُمَّهَاتُکُمْ اَوْ یُوتِ
اَخْوَانُکُمْ اَوْ یُوتِ اَخْرَاجُکُمْ اَوْ یُوتِ

نہ اندھے پر تنگی نہ لنگڑے پر نہ بیمار پر نہ آپ تم پر
کہ اپنی اولاد کے گھر کھانا کھا دیا اپنے باپ کے
گھر یا ماں کے گھر یا بھائیوں کے گھر یا بہنوں کے
گھر یا چچ کے گھر یا چچوٹی کے گھر یا ماموں کے
گھر یا خالہ کے گھر یا جیسوں کی کنجیاں تمہارے

اعضا مکملہ او بیوت عشتکم او بیوت اخوانکم او بیوت
خالتکم او ما ملکم مفاتحه او صدقکم بلہ

اس اجازت میں جیسے ایک وقت کا کھانا داخل ہو تو وہی بشرط رضا و عدم بار چند وقت کا خصوصاً
جیکہ بہن یا ساس یا ان لوگوں کا مکان دوسرے شہر میں ہو اور یہ بعد مدت طے کو جائے جب تک یہ نہ جائے
کہ ان پر بارہ ناگزیر ہو گا جہاں تک ایسے تعلقات میں ایسے بعد سے اتنے دنوں بعد جہاں داری معروف ہے
بلاشبہ رہ سکتا ہے ہاں اتنا رہنا کہ اکتا جائے اور ناگوار ہو نا جائز اور وہ کھانا بھی نا جائز اگرچہ ماں باپ
ہی کا گھر ہو، ہاں ماں باپ جیکہ محتاج ہوں مالد ارادہ کے یہاں جتنے دن چاہیں رہ سکتے ہیں اگرچہ اسے
ناگوار ہو کہ اس کے مال میں اتنا ان کا حق ہے اس کی بے مرضی بھی لے سکتے ہیں، یہ سب عارضی طور پر
رہنے میں کلام تھا، اب جو لوگ معیوب جانتے ہوں ان کا زعم بالکل مردود و اتباع کفار ہندو ہے۔ رہا
دوسرے کے یہاں سکونت اختیار کرنا یہ سما محتاج ماں باپ کے کسی کے گھر ہے اس کی رضا کے اصولاً
مطلوب نہیں اگرچہ بھائی یا باپ کے یہاں ہو اگرچہ فقط سکونت ہو کھائے اپنا گھر وہ کسب سے عاجز و
محتاج جس کا نفقہ شرع نے اس صاحب مکان پر واجب کیا یہ رہ سکے گا اور کھانا بھی اسی کے سر کھائیگا
اسے گوارہ ہو خواہ ناگوار، بھائی جو خواہ بہن، ساس اس میں داخل نہیں کہ اس کے ذمہ اس کا نفقہ
نہیں ہو سکتا ہاں عاجز محتاج کا نفقہ جس پر شرعاً لازم ہے اگر نہ وہ اس کی اولاد میں ہے نہ یہ
اس کی اولاد میں تو بے اس کی رضا کے جبراً اس کا بار اس پر ڈالنا بلکہ حاکم ہو گا خود یہ اس کا اختیار نہیں
دکھتا، رد المحتار میں ہے :

نفقة قرابة غیر الولاد وجوبہا ایسے رشتہ دار کا خرچہ جو اولاد میں شامل نہ ہو
لا یثبت الا بالقضاء او اس کے خرچے کا وجوب فیصلہ قاضی یا خرچہ
الرضا علیہ دینے والے کی رضامندی کے بغیر ثابت نہیں
ہو سکتا (ت)

حکم شرع یہ ہے اس کے خلاف جو کچھ ہو باطل ہے ظاہر یہ تخصیص اس خیال سے ہو کہ بہن کا اپنا
گھر اور مال غالباً نہیں ہوتا بلکہ اُس کے شوہر کا اور وہ اگر ناگوار ہی نہ ظاہر کرے تو غالباً مروت اور اپنی

زوجہ کی رعایت سے اور ساس جو کچھ کرے گی اپنی بیٹی کے دباؤ سے، اور یہ جائز نہیں، لہذا اس سے استعزا چاہئے
اگرچہ ناگواری ظاہر نہ ہو کہ ظاہر ناگواری ہے اور بہن نقطہ شمال ہے بیٹی بھتیجی بھانجی کا بھی یہی حال ہے جبکہ مال و
مکان اُن کے شوہروں کا ہو مگر بھائی بھتیجے بھانجے کا بھی یہی حکم ہے جبکہ مروت و خاطر مع ناگواری باطن جو
مگر یہاں مروت خود اس کی ذات کے باعث ہے اور وہاں دی ہوئی بیٹی کے ذریعہ سے، لہذا اُسے
زیادہ معیوب سمجھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر کوٹہ راجپوتانہ محلہ لاڈ پورہ معرفت گانن بہرو کے مسئلہ الہی بخش لہار
۲۸ جمادی الاولیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

(۱) شادی میں ہندوؤں کی رسم کے موافق گانے اور ہاجے کے ساتھ کھار کے گھر سے برقی لانے
کے واسطے کیا حکم ہے ؟

(۲) شادی میں کپڑا پہناتے وقت ہندوؤں کی طرح پیشانی میں ہلدی کا ٹیکا لگانا کیسا ہے ؟

(۳) لڑکے کی سالگرہ کے روز لچے میں عمر کی گرہ لگانا کیسا ہے ؟

الجواب

(۱) ناجائز و گناہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ناجائز و گناہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از دیوگرہ میواڑ راجپوتانہ مسئلہ عبد العزیز صاحب ۸ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں دونوں میدانوں پر مسلمان بڑے تزکیہ احتشام
سے اسلام کی شان و شوکت ظاہر کرتے ہیں یعنی نماز کے لئے جاتے وقت توپوں کے فیر ہوتے ہیں اور نشان
گھوڑا دوتا شے بجتے ہوئے حید گاہ کو جاتے ہیں اور قاضی صاحب شاہی جا رہے ہیں بعد فراغت نماز
دوسرے دروازہ سے شہر میں داخل ہوتے ہیں یہ محض اسلامی شان و شوکت بتا کر کفار کی جاتی ہے اور
تمام لوازم منہاجب رئیس ریاست یہاں کے آتا ہے اگر تاشے وغیرہ موقوف کئے جائیں تو فتنہ و فساد
برپا ہونے کی صورت ہے اس میں کوئی خرابی تو لازم نہیں آتی ہے ؟

الجواب

میدر کے لئے نشان لے جانا اور عمدہ لباس پہننا تو سنت ہے اور گھوڑے کی سواری بھی فی نفسہ

مسنوف ہے اگرچہ عید گاہ جانے کے لئے وارد نہیں اور مصلحت کے لئے وہاں ہاتھی کی سواری یا کوئل ہاتھی
گھوڑے اور توپوں کے فیر میں بھی صرح نہیں، ایسے شہر میں ایسی رسم کو بند کرنا سراسر خلافت مصلحت ہے
اس میں صرف غازیوں کا سا قبل ہو جسے دہل کچے ہیں تاشعہ ہوں،

وانما الاعمال بالنیات وانما نکل اصنی کاموں کا مدار ارادوں پر ہے اور ہر آدمی کے لئے
مانوی ہے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا۔ (ت)

انہما رشکت کی اصل ج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دہل و اضبطاع اور صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کا حکم فرمانا ہے اور شک نہیں کہ وہاں اس طریقہ کے بند کرنے میں مشرکین کی
قرحت و شادی اور ان کی نگاہوں میں معاذ اللہ اسلام کی سبیل کا باعث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ

ہادی الناس فی رسوم الاعراس

(شادیوں کی رسومات کے بارے میں لوگوں کے لئے راہنما)

بسم اللہ الرحمن الرحیم و نصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ ۹ کانپور مدرسہ فیض عام مدرسہ مولوی احمد حسن صاحب ۲۱ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے دیار میں اس طرح کا رواج ہے کہ شادی کے
دن طرح طرح کا تماشا کرتے ہیں یعنی آتش بازی و بندوق اور گانا بجانا اور ٹکڑی کھیلنا وغیرہ ان سب
سامان کے ساتھ نوشاہ کو پاکی پر سوار کر کے تماشا کرتے ہوئے دھن کے مکان میں جاتے ہیں، آیا یہ سب
امور مذکورہ بحسب شرع شریف جائز ہیں یا نہیں؟ فقط۔

الجواب

نوشہ کو پاکی میں سوار کرنا مباح و جائز ہے لان من الرسوم العامة التي لا مضر فيها من الشرع
(اس لئے کہ یہ ان عادی رسوم میں سے ہے شریعت میں جن پر کوئی طعن نہیں۔ ت) اور ٹکڑی پھینکنا، بندوبست
چھوڑنا اور اس قسم کے سب کھیل جائز ہیں جبکہ اپنے اور دوسرے کی محفرت کا اندیشہ نہ ہو، اور ان سے مقصود
کوئی غرض محمود جیسے فخر سپہ سالاری کی حمدات ہو، نہ مجرد لہو و لعب لانہما من جنس المنہمال
المستثنیٰ فی الحدیث (کیونکہ یہ وہ کھیل ہیں جن کو حدیث میں مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ ت) اور اگر

صرف کھیل کو مقصود ہو تو مکروہ۔

در مختار میں ہے ہر کھیل مکروہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ مسلمان کیلئے ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کے (یعنی مسلمان کے لئے سوائے تین کے باقی ہر کھیل حرام اور منوع ہے اور جو تین کھیل مباح ہیں وہ یہ ہیں) (۱) خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (دل لگی کرنا)۔ (۲) اپنے گھوڑے سے کھیلنا (اس کی تربیت اور سکھائی کرنا) اور (۳) اپنی کمان سے تیر اندازی کرنا اور، خاوندی شامی میں الجاہر کے قول سے ہے کہ حدیث میں باہم کشتی کرنے کی اجازت موجود ہے یعنی جنگ و جہاد کے لئے قوت حاصل کرنے کے لئے، نہ کہ کھیل کود کے لئے، کیونکہ بعض کھیل کود تو مکروہ ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کا اطلاق گھوڑے کو سکھانے اور کمان سے تیر اندازی کرنے پر کیا جاتا ہے اور اسی میں قسمانی سے بحوالہ المختصر مرقوم ہے جس کسی نے صولجان یعنی گھڑا دوڑ کا کھیل کیا تو یہ جائز ہے اور در مختار میں ہے کہ باہم کشتی کرنا بدعت نہیں مگر یہ کہ بعض کھیل کود کیلئے نہ ہو بوجہی اور اسی میں ہے کہ ہر ایسا

فی الدرد المختار كره كل لهُو، لقوله عليه الصلوة والسلام كل لهُو السلو حرام الا ثلاثة ملاعبته باهله وتلاميذه لغرسه و مناضلته بقوسه ام، وفي رد المحتار وفي الجواهر قد جاء الاشارة في ضخمة المصارعة لتفصيل القدرة على المقاتلة دون التلقف فانه مكروه ام والظاهر انه يقال مثل ذلك في تاديب الفرس والمناضلة بالقوس ام وفيه عن القساف عن الملقط من لعب بالصولجان برید الفردسية يجوز ام وفي السور المصارعة ليست بسدعة الا لتلقف فتكره، بر جندى نعم وفيه دكذا يحل كل لعب خطو لحاذق تغلب سلامته

۲۳۸/۲	مطبع مجتہبی دہلی	فصل فی البیع	لے الدرد المختار کتاب المظروا والاباۃ
۲۵۲/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لے رد المختار " " " "
۲۵۸/۵	"	"	لے " " " "
۲۲۹/۲	مطبع مجتہبی دہلی	"	لے الدرد المختار " " " "

کوئی الرام وصید الحیة. و یحل التفرج
 علیہم حیثنذآہ و فیہ عند عبد المباحث
 و السباحة و الصولجان و البندق و رمی الحجور
 و اشالہ المید و الشاک و الوقوف علی رجل
 فی الشامیة البندق ای المتخذ من الطین
 و مثله المتخذ من الرصاص
 آپس میں ایک دوسرے کی ہڈیاں کھنکھانے اور ایک پاؤں پر کھڑا ہونا وغیرہ (۱) یہ سب کھیل جائز اور
 مباح ہیں (فتاویٰ شامی میں ہے البندق جو گارے سے تیار کیا جائے اور اسی کی مانند وہ ہے
 جو سید سے بنایا جائے۔ (ت)

آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب براءت میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ
 اس میں تفسیع مال ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا۔

قال اللہ تعالیٰ لا تبذروا ۱۰
 البذرین کا نواخوان الشیاطین ۱۰ و کان
 الشیطان لہ بہ کفورا ۱۰
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، کسی طرح بے جا
 خرچ کیا کر دیکر بے جا خرچ کرنا بے جا
 کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار
 کا بہت بڑا ناشکر گزار ہے (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان اللہ تعالیٰ کرہ لکم ثلاث قیل و قال
 واضاعة المال و کثرة السؤال
 و واد البخس رک عن المغيرة بن
 بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین کاموں
 کرنا پسند فرمایا (۱)، غفلت یا تیں کرنا (۲)، مالی
 کو ضائع کرنا (۳) بہت زیادہ سوال کرنا اور

۱۔ الدر المختار کتاب الخطر والاباحہ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۹/۲

۲۔ رد المحتار

۳۔ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵۹/۵

۴۔ القرآن الکریم ۲۶/۱۷

۵۔ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ لا یسلون الناس الخاف قیدی کتب خانہ کراچی ۲۰۲/۲۵
 ۶۔ صحیح مسلم کتاب الوضیۃ باب النہی عن کثرة المسأل

شعبۃ رضوان اللہ تعالیٰ عنہ ۔

ماثلت۔ امام بخاری نے اس کو حضرت میسرہ بن

یہ شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (د)

شیخ محقق مولانا عبدالحی محمد ڈھڑی مابین بالسنۃ میں فرماتے ہیں :

من البدع الشنیعة ما تعارف الناس فی
اکثر بلاد الهند من اجتماعهم للصلو
والتعب بالنار، و احراق الکبریٰ اح
مختصرا۔

بڑی بدعات میں سے یہ اعمال ہیں جو ہندوستان
کے زیادہ تر شہروں میں متعارف اور رائج
ہیں جیسے آگ کے ساتھ کھیلنا اور تماشا کرنے
کے لئے جمع ہونا، گندھک جلانا وغیرہ اح
مختصراً۔ (د)

اسی طرح یہ گمانے بجانے کہ ان بلاد میں معمول و رائج ہیں بلاشبہ منوع و ناجائز ہیں خصوصاً وہ
ناپاک و ملعون رسم کہ بہت خواہی بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملائین بے مہود سے سیکھی
یعنی خوش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین و حضرات کو لچھے دار سنانا مسدھیا نذکی عیفت و
پاکدامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا خصوصاً اس ملعون بے حیا رسم کا جمع زنان میں ہونا،
ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسا، قہقہے اڑانا۔ اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنانا کہ بدلتا پھرتا
سکھانا، بے حیا، بے غیرت، غبیث، بے حیث مرد و کل اس شہدہ پن کو جائز رکھنا۔ کبھی بولے نام
لوگوں کے دکا دے کو جھوٹے سچ ایک آدھ بار بھڑک دینا، مگر بند و بست قطعی نہ کرنا، یہ وہ شنیع، گندی
اور مردود رسم ہے جس پر عہد ہائے عفتیں اللہ عزوجل کی اُترتی ہیں، اس کے کرنے والے اس پر راضی
ہونے والے، اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاسق فاجر، مرکب بکارت، مستحق
غضب جبار و عذاب تار ہیں، والیاء باللہ تبارک و تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخٹھے
آمین۔ جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں، اور اگر
نادانستہ شریک ہو گئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں یا ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو
تو سب مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ فوراً اُسی وقت اُٹھ جائیں اور اپنی جو رو، بیٹی، ماں
بہن کو گالیاں نہ دوائیں، خوش نہ سنوائیں ورنہ یہ بھی ان ناپاکیوں میں شریک ہونگے اور غضب الہی
سے عہد لیں گے والیاء باللہ سب العالمین، زہار زہار اس معاملہ میں حقیقی ہیں بھائی

بلکہ ان باپ کی بھی رعایت و مروت روا نہ رکھیں کہ

لا طاعة لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔

ہاں شرع مطہر نے شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف وفات کی اجازت دی ہے جبکہ مقصود شرع سے تجاوز کر کے لہو مکروہ و تحصیل لذت شیطانی کی حد تک نہ پہنچے۔ ولہذا علماء شرع لکھتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجا یا جائے، نالہم کی رعایت نہ ہو نہ اس میں بھانج ہوں کہ وہ خواہی تو اہی مطلب و ناجائز ہیں۔ پھر اس کا بھانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے، نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب بلکہ تباہ لہو چھوٹی چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں باندیاں بچائیں اور اگر اس کے ساتھ کچھ سیدھے سادے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جس میں اصلہ نہ فحش ہو نہ کسی بے حیائی کا ذکر، نہ فسق و فجور کی باتیں، نہ عجیب رنگی یا فاسقان میں عشقیات کے چرچے، نہ نامحرم مردوں کو فتنہ عورات کی آواز پہنچے۔ غرض ہر طرح منکرات شرعیہ و مظالم فتنہ سے پاک ہوں، تو اس میں بھی مضائقہ نہیں، جیسے انصار کرام کی شادیوں میں سود میاںے جا کر یہ شعر پڑھا جاتا تھا

اٹینا کم اٹینا کم فحیتا ماد حیتا کٹھ

یعنی ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے، اللہ ہمیں زندہ رکھے
تھیں بھی چلائے یعنی زندہ رکھے۔

پس اس قسم کے پاک و صاف مضمون ہوں، اصل حکم میں تو اسی قدر کی رخصت ہے مگر حال زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی بجائے کہ جمال حال خصوصاً زنانہ زمانہ سے کسی طرح امید نہیں کہ انہیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے اس کی پابندی اور حد مکروہ و ممنوع تک تجاوز نہ کریں، لہذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کیا جائے، نہ انگلی ٹیکنے کی جگہ پاس گی نہ آگے پاؤں پھیلاتی گی، خصوصاً بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں، رنڈیوں، ڈونبیوں کو تو ہرگز ہرگز قدم نہ رکھنے دیں کہ ان سے حد شرعی کی پابندی محال عادی ہے۔ وہ بے حیائیوں غش سراٹیوں کی نوگر ہوتی ہیں۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث حکم بن عمرو الغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۶۷/۶۶

المعجم الکبیر حدیث ۳۱۵۰ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۶۰۸/۳

المستدرک للحاکم کتاب معرقۃ الصحابہ دار الفکر بیروت ۱۲۳/۳

۲۔ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب فی الغنا والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸

منع کرتے کرتے اپنا کام کر گزریں گی بلکہ شریف زادوں کا اُن آوارہ بد و فعلوں کے سامنے آنا ہی سخت بیہودہ و بجا ہے۔ صحبتِ بد زہرِ قاتل ہے، اور عورتیں نازک شیشیاں ہیں جن کے ٹوٹ جانے کے لئے ایک ادنیٰ سی ٹھیس بھی بہت ہوتی ہے اسی لئے مفسرِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یا اذبحشۃ ثم ویندا بالقواریر (اے انجشہ! ٹھہر یاد کہیں کا یخ کی شیشیاں ٹوٹ نہ جائیں۔ ت) فرمایا۔

هذا كله ظاهر بين عند من نور الله تعالى بعينته وجميع ما نهينا عنه فان عليه دلائل ماطعة من القرآن العظيم والحديث الكريم والفقه القويم بيدان وضوح الحكم اغنانا عن سررها فليدكر بعض دلائل على ما ذكرنا ابا حنيفة فانما نرى ناسا يشددون الامر بطلاق القول بالمتهم ميم و منهم من يبيع منسوب السوء بشرط ان لا يكون معه شيء من الشعر وانما يكون معهن دفت مع ان الاحاديث تنرد ذلك كما ستعلم مما هنا لك، اخروج الامام البخاري في صحيحه من الرقيم بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النسبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم

یہ سب کچھ اچھی طرح واضح ہے ہر اس بندے پر جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی روشنی بخشی ہے اور تمام باتیں جن سے ہم نے منع کیا ہے کیونکہ اس پر قرآن عظیم حدیث مبارکہ اور فقہِ قویم کے روشن دلائل موجود ہیں۔ لہذا واضح حکم ہے ہمیں اس کی تفصیل سے بے نیاز کر دیا ہے، پھر ہم بعض دلائل بیان کرتے ہیں اس مسئلہ پر جس کی اہمیت (پچھلے) ہم نے ذکر کر دی، کیونکہ کچھ لوگوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ معاملہ میں سختی کرتے ہیں اور مطلق تحريم کا قول ذکر کرتے ہیں (قول بالتحريم مطلق بیان کرتے ہیں) اور کچھ وہ لوگ ہیں جو دفعت بجانا مباح کہتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اشعار نہ پڑھے جائیں بلکہ صرف دفعت بجانا ہی جائز ہے حالانکہ احادیث میں اس کی تردید آتی ہے اور جو کچھ یہاں مذکور ہر گاہ غریب تم جان لو گے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں رقیعہ بنت معوذ بن عفراء کے حوالے سے تحریر کیا فرماتی کہ اس بی بی نے فحشاء کیا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس

۱۰/۲ - ۹۰۸ صحیح البخاری کتاب الادب قدیمی کتب خانہ کراچی
۲/۲۵۵ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم الفسار
۲/۲۵۳ مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت

فقال اهديتم الفتاة قالوا نعم قال الا
ارسلتم معها من تعتق قالت لا
فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم ان الانصار قوم فيهم غزل
فلو بعثتم معها من يقول اتيكم اتيكم
فحيانا دحيّاكم فاخرجوا فخرجوا
عن السائب بن يزيد رضي الله
تعالى عنه قال لعن رسول
الله صلى الله تعالى عليه وسلم
جوارح يتقنين يلقن نحيثونا
نحيثكم فقال لا تقولوا هكذا
ولكن قولوا حيانا وايّاكم
فقال رجل يا رسول الله اترخص
للسائب في هذا قال نعم
انه نكاح لاسفاح واخرج
احمد والترمذي والنسائي
وابن ماجه عن محمد
بن حاطب الجمحي عن
النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم قال فصل ما بيعت
المحلال والحرّام الصوت

تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کیا تم نے اس نوجوان
لڑکی کو کوئی ہدیہ (تحفہ) دیا ہے؟ مگر وہ لوں نے
عرض کی: جی ہاں۔ پھر فرمایا، کیا تم نے اس
لڑکی کے ساتھ کوئی گائے والی بھیجی ہے؟ سیدہ نے
عرض کی: جی نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انصار کچھ ایسے
لوگ ہیں کہ جن میں غزلیات پڑھنے کا رواج ہے
لہذا اگر تم لوگ اس وطن کے ساتھ کوئی ایسا شخص
بیجئے جو کہتا ایتنا کہ ایتنا کہ انہی یعنی ہم تمہارے
پاس آگئے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زندہ رکھے اور
تمہیں بھی زندہ رکھے۔ امام طبرانی نے حضرت
سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے
تخریج فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی ملاقات چند بچوں سے ہوئی جو گارہی تھیں اور یہ
کہہ رہی تھیں کہ ہم تمہیں اپنی زندگی بخشی ہیں تم ہمیں بخشو
آپ نے فرمایا، یوں نہ کہو بلکہ یوں کہو حیّانا
وایّا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمہیں
بھی زندہ رکھے۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ لوگوں کو اس
بات کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اے
برادر! یہ نکاح ہے کوئی بیکاری تو نہیں ہے؟

۱۳۸ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب الخمار واللہف: ایک ایم سعیدہ کہتی کراچی ص ۱۳۸

۱۵۲/۴ المكتبة الفیصلیة بیروت ۹۶۶۶ حدیث ۹۶۶۶

والصدق في النكاح، و اخرج النسائي
عن عامر بن سعد قال
دخلت على قرة بنت كعب
وابن مسعود الانصاري
رضي الله تعالى عنهما في عرس
واذا جواريفنيث فقلت انتما
صاحب رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم ومن اهل بدر
يفعل هذا عندكم فقالا
اجلس انت شئت فامسم
مقنا وانت شئت فاذهب
قد رخص لنا في الله
عند العرس قال الامام
البدر محمود العيني في عمدة
القاري تحت الحديث
الاول في الحديث فوائد
(الأم قال) منها
الضرب بالصدق بحضرة
شامخ الملة ومبين المحل

امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے
محمد بن طالبؓ کے والد سے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے تخریج فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا
محال اور حرام کے درمیان فرق نکاح میں اعلان اور دفن
بجائے کا ہے۔ امام نسائی نے عامر بن سعد کے
والد سے تخریج فرمائی کہ انھوں نے فرمایا کہ میں قرظہ
بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے
پاس ایک تقریب شادی میں گیا، میں نے دیکھا
کہ چند لڑکیاں گارہی تھیں میں نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسے دوسا تھوڑا
اور غزوہ بدر میں شریک ہونے والو! تمہارے
ہاں یہ کچھ کیا جا رہا ہے؟ انھوں نے فرمایا اگر
پسند کرتا ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر شہن اور اگر
نہیں پسند کرتا اور نہیں چاہتا تو اپس چلا جا
کیونکہ شادیوں میں ہیں اس کی رخصت دی گئی
ہے۔ امام بدر الدین محمود عینی نے عمدة القاری
شرح صحیح بخاری کی پہلی حدیث کے ذیل میں فرمایا
حدیث میں بہت سے فوائد ہیں (وہ سب
شمار کرتے ہوئے) یہاں تک فرمایا ان میں سے

۱۶۹/۱ سنن ابی نعیم دہلی
سنن النسائي كتاب النكاح اعلان النكاح بالغيب لغز
سنن ابن ماجه ابواب النكاح اعلان النكاح ايچ ایم سعید کمپنی کراچی
مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن طالب المكتبة الاسلامی بیروت ۴/۴۱۸ و ۴/۲۵۹
۹۲/۲ سنن النسائي كتاب النكاح اللهم والنار عند العرس فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

من الحرمة صلى الله تعالى عليه وسلم
 و اعلان النكاح بالذات والغناء
 المباح فرقا بينه وبين ما يستتر
 به من المسفح آه وفي
 المراقبة قيل تلك البناات لم يكن
 بالغات حدا الشهوة وكان ذهن
 غير مصحوب بالجلال قال
 اكمل الدين الدف بضم
 الدال اشهر وافصح ويروى
 بالفتح ايضا وفيه دليل
 على جواز ضرب الدف
 عند النكاح والترفات للاعلان
 والحق بعضهم المختار من
 العيدين والقندوم من
 السفر ومجتمع الاحباب
 المسرور، وقال المراد به الدف
 الذی کامت فی من
 المتقدمين واقاما عليه
 الجبل فينبغي ان تكون
 مكررها بالانفاق آه وفي العيف
 تحت الحديث الثاني في التوضيح اتفق
 العلماء على جواز النهوي وليمة

ایک قادیہ یہ ہے کہ شارع طہت کی موجودگی میں
 دف بجائی گئی اور طہت و حرمت ظاہر کرنے والے
 صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا کیا گیا
 اور دف بجا کر اور مباح گانا گانا کر نکاح کا اعلان
 کرونا کہ نکاح اور خفیہ بدکاری (حلال و حرام)
 کا فرق واضح ہو جائے۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں
 ہے کہ گایا کہ وہ بچیاں تابا لفتیں حد بلوغت کو
 پہنچی ہوئی نہ تھیں اور ان کی دفتیں بھی جہار
 والی نہ تھیں۔ امام اکمل الدین نے فرمایا
 الدف حرکت پیش کے ساتھ زیادہ مشہور ہے
 اور وال پر زبر کی حرکت کی روایت بھی ہے
 اور یہ دلیل ہے کہ نکاح کرنے اور دلہن کو نصبت
 کرنے کے وقت اعلان کے لئے دف بجانا جائز
 ہے، اور بعض نے قریب غفہ، عیدین،
 سفرے والی اور دوستوں کے اجتماع کو بھی
 قریب شادی سے طعن کیا ہے یعنی ان تمام
 مواقع پر بھی دف بجانے کی اجازت ہے، اور
 فرمایا کہ اس سے وہ دف مراد ہے جو گزشتہ
 زمانے میں مروج تھی، اور جہار والی دف
 بجانا بالاتفاق مکروہ ہے۔ علامہ عینی
 دوسری حدیث کی وضاحت فرماتے ہیں ولیمہ و
 نکاح کے موقع پر کھیل کو ذکر اہل علم بالاتفاق

کونکاح میں گناہ بھانا مباح ہے جیسے دفن بھانا اور
 فتاویٰ شامی کی بحث عظمیٰ میں ہے جو فصل اہلس سے کچھ پہلے حضرت حسن سے
 روایت ہے کہ تشہیر کے لئے قریب میں دفن
 بھائی جاسکتی ہے اور دفن کے بجائے میں کوئی
 حرج نہیں۔ سراجہ میں ہے کہ یہ اجازت اس صورت
 میں ہے کہ دفن باؤارہ چسار نہ ہو، اور
 وہ گمانے کی طرز پر نہ بھائی جائے (عبارت مکمل)
 اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ
 علیہ سے دفن کے بجائے کے بارے میں پوچھا گیا
 کہ کیا آپ قریب شادی کے بغیر اس کو ناپسند
 کہتے ہیں کو حرجت بغیر حالت فسق کے صرف بچہ
 کے لئے بجائے۔ فرمایا میں اس کو ناپسند نہیں کرتا
 لیکن وہ جو گمانے کے لئے غش کھیل کے طور پر بھائے
 تو وہ ناپسندیدہ ہے۔ محیط سرخسی میں یونہی مذکور ہے۔ حید کے دن دفن بجائے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
 اسی طرح خزائنہ المفتیین میں ہے اح۔ رد المحتار کی بحث شہادت میں ہے کہ شادی میں دفن بھانا
 عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس وجہ سے جو بکراتی میں مزاج سے منقول ہے بعد اس کے ذکر کرنے
 کے کہ وہ قریب نکاح اور خوشی کے موقع سے جو مناسبت رکھتا ہو اس میں دفن بھانا مباح ہے۔ اور
 فرمایا مردوں کے لئے وہ ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے مادہ
 اللہ تعالیٰ بڑا علم والا ہے۔ (ت)

هذا اذا لم يكن له جلاجل ولم يضرب
 على هيئة التطريب ثم وفي الهندية
 سئل ابو يوسف عن الدفن انكرهه
 في غير العرس بان تضرب المرأة في غير
 فسق العصبى قال لا اكرهه وانما الذي يجرى منه
 اللعب الفاحش تلفاء فاني اكرهه كذا في محيط
 السرخسي ولا بأس بضرب الدفن يوم العيد
 كما في خزائن المفتیین ثم د خب
 شهادت مرد المحتار جواز
 تضرب الدفن فيه (أي في العرس) خاص
 بالنساء كما في البحر عن المصنف بعد ذكره
 انه مباح في النكاح وما في معناه من
 حادث سرور قال وهو مكروه للرجال
 على كل حال للتشبه بالنساء ثم والله تعالى اعلم۔

۱۔ رد المحتار کتاب المحکوم والباقر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۳/۵

۲۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۳۵۲/۵

۳۔ رد المحتار کتاب الشہادت باب قبول الشہادت دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۸۲/۲

مسئلہ ۹۱ از موضع ہر نیگل ضلع کمرہ علاقہ بنگالہ مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب ۲۰ ربيع الاول
۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ای مسائل میں ،

سوال اول : کیا شادی وغیرہ میں آتشبازی چھوڑنا جائز ہے یا نہیں ؟
سوال دوم : اعون کے لئے شادی میں بندوق چھوڑنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

جواب سوال اول : ناجائز ہے ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،

ولا تبذروا ما آتاكم البذرین مکنوا
اخوان الشیاطین وکاف الشیطان لربہ
کفورا ۵
بے جا خرچ نہ کیا کرو کیونکہ بے جا اور فضول خرچ
کرنیوالے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان
اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ،

ان الله تعالى حرم عليكم حقوق الاصهار
وأد البنات ومنعوا هات وكراه لكم قیل
وقال وكثرة السؤال وإضااعة السمال -
رواه الشيخان عن المغيرة بن شعبه
رضي الله تعالى عنه .
بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام
کر دی اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور بھلی کرنا
اور گدہ اگری کرنا اور اداہر اداہر کی فضول باتیں کرنا
تم پر حرام کر دیا ہے ، اور فرمایا زیادہ سوال کرنا
اور مال کو ضائع کرنا بھی حرام کر دیا گیا ہے بھاری

و مسلم نے اس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ اور
اللہ تعالیٰ طوب جانتا ہے (ت)

جواب سوال دوم : جائز ہے ۔

اخرج الترمذی عن امر المؤمنین
الصدیقة رضى الله تعالى عنها قالت
قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
امام ترمذی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے تخریج فرمائی کہ آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لے القرآن الکریم ۱۷/۲۵۲۶

لے صحیح البخاری کتاب الادب باب حقوق الوالدین ۱۱/۸۸۲
صحیح مسلم کتاب الاقضية باب النہی عن کثرة المسائل الا ۱۷/۲۵۲۶

إِعْلَنُوا هَذَا النِّكَاحَ وَلِيَعْلَمُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ
وَأَضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالْأُفُوفِ ۖ وَرَوَى أَحْمَدُ
بِسَنَدٍ مَعِينٍ وَأَبْنُ حَبَّانٍ فِي صَحِيحِهِ وَ
الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَابْنُ نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَّةِ
وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّسَبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِعْلَنُوا النِّكَاحَ ۖ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ -

۲۹۰ وگو: نکاح کا اعلان کیا کرو (یعنی اسکی تشہیر
کیا کرو) اور مسجدوں میں نکاح کیا کرو اور
اس کی تشہیر کے لئے دفن بجایا کرو۔ امام احمد
نے سند صحیح سے ابن حبان نے اپنی تصحیح میں
طبرانی نے الکبیر میں اور ابونعیم نے الحلیۃ میں
اور حاکم نے المستدرک میں حضرت عبد اللہ بن
زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی کہ
آپ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کا اعلان کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تو بخوبی واقف اور آگاہ ہے (ت)
مسئلہ ۹۳ مسئلہ مسئلہ محمود الحسن صاحب بغیرہ ڈپٹی اشفاق حسین صاحب ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۱۷
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آتش بازی بنانا اور چھوڑنا حرام ہے یا نہیں؟
بیٹو! توجروا (بیان کرو اجماعاً و ت)۔

الجواب

منوع و گناہ ہے،

لَقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَبْذُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ قَوْلَهُ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا لِهَوِ
المسلم حرام الا تشاۃ
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے بے جا خرچ نہ کیا کرو
اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے مسلمان کا ہر لہو حرام ہے سوائے تین کے (ت)

- | | | | |
|--------|--|---|-------------------------|
| ۱۶۹/۱ | سنن جامع الترمذی | ابواب النکاح باب ما جاء في اعلان النکاح | ایمن کمپنی دہلی |
| ۱۸۳/۲ | سنن المستدرک للحاکم | کتاب النکاح | دار الفکر بیروت |
| ۵/۴ | مسند احمد بن حنبل | عن عبد اللہ بن الزبیر | المکتب الاسلامی بیروت |
| ۳۲۸/۸ | حلیۃ الاولیاء | ترجمہ ۳۲۸ عبد اللہ بن وہب | دار المکتب العربی بیروت |
| ۲۸۹/۴ | مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر | کتاب النکاح باب اعلان النکاح | دار المکتب بیروت |
| ۲۹۱/۱۶ | موارد النعمان حدیث ۳۸۵ | ۳۱۳/۱ و کنز العمال حدیث ۳۲۵۳۲ | |

سنن القرآن المکرم ۲۶/۱
سنن الدر المنثور کتاب المحظور والایباحہ فصل فی البیع مطبع مکتبائی دہلی ۲۳۸/۲
جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد ۱۹۴/۱ و سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ص ۲۰۰

مگر جو صورت خاصہ ابو ولعب و تہذیر و اسراف سے خالی ہو، جیسے اعلان ہلال، یا جنگل میں
یا وقت حاجت شہر میں بھی دفع جانوران موذی یا کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے
بھگنے اڑانے کو ناڑیاں پٹانے قومڑیاں چھوڑنا،

فان الامور بمقاصدھا و قال صلح اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات
وانما لکل امرئ ما نوئ بے واللہ سبحانہ
و تعالیٰ اعلم۔

اس لئے کہ امور اپنے مقاصد پر مبنی ہوا کرتے ہیں
اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
نہاد فرمایا، اعمال کی بنیاد ارادوں اور نیتوں
پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کا اس
نے ارادہ کیا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم دت،

مسئلہ ۹۲ از موضع بیشکالی ضلع کرنا ملکہ بشکالہ
قبلہ شفقت و مرحمت و کعبہ عافیت دت

وراحت، واسطہ حصول عزت و جہانی وسیلہ
و حصول سعادت جہادائی اید اللہ افضلہم
و علم نوائے دامت شمس عنایا تہم بازخستہ نامیدہ
فدویت و ارادت را بغاۃ مغاخرت و سعادت
مانند نگین ساختہ بگزارش مدعا پراختہ
کہ ایں حقیر را برائے چند مسائل بغایت ضرورت
افتاد، لہذا بسیار حیران و سرگردان ہست،
و نیز کسے را چندال غریبا خوانمے جہند کہ خوب
ترین جواب از کتب معتبرہ از زانی و اسشتہ
خاطر ایں فدوی را تسکین دہد، وہم تشفی
خاطر باشد، لہذا بچادشان کیوان الیوان
معروض دارد کہ از فرستے بندہ نوازی جواب
مسائل ذیل را بطریق فتاویٰ عطا فرمایند۔

عرض کناں ہوں کہ بندہ پروری کرتے ہوئے مسائل ذیل کا جواب بصورت فتویٰ عنایت فرمائیں (بت)

شخص اکثر اوقات بعض طائفہ میں
 و در مجلس ایشان نشینند، و نیز در امور و لعب
 غیر مشرود کہ در مذہب حنفیہ حقیقت ثابت شدہ
 مستغرق است، و ترکیب این محرمات فاسق
 است یا نہ، فاسقیت را بترکب ترین دلائل ثابت
 فرمایند، و نیز آن شخص تباہ کشی سے کند و کراہت
 تباہ کشی ثابت کردہ باشند، و در صلوة اقامہ
 باین شخص کراہیت است یا نہ، زیادہ آفتاب
 بندہ فرازی از افق مرحمت گستری در شاہ باد۔
 عرضداشت خودی محمد الہی بخش غنی عنہ

سوال، ایک شخص اکثر اوقات ناچنے والے
 گروہ کا ناچ دیکھتا اور ان کی محفل میں شرکت
 کرتا ہے نیز ناچا کر کھیل و تماشہ جن کی حرمت
 حنفی مذہب میں ثابت شدہ ہے، ان میں مستغرق
 رہتا ہے، کیا ایسا شخص شرعاً فاسق کے زمرے
 میں آتا ہے یا نہیں؟ اگر فاسق قرار پاتا ہے تو
 اس کے فسق کو قوی دلائل سے ثابت فرمایا جائے
 اور وہ شخص تباہ کنوش بھی ہے لہذا تباہ کنیے والے
 کے عمل کی کراہت ثابت فرمائی جائے۔ کیا ایسے
 شخص کی اقامہ نماز میں مکروہ ہے یا نہیں؟
 بندہ پروردی کا آفتاب رحمت نثار کر نیوالے افق سے
 ہمیشہ چمکتا رہے۔ عرضداشت خودی محمد الہی بخش غنی عنہ

الجواب

یا اللہ بخش دیجئے، اس شخص کے فاسق و فاجر ہونے
 میں کوئی شک نہیں ہوئے کے کیا شک باقی رہ جاتا
 ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد، اے محبوب
 نبی! مسلمانوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہوں کو
 نیچے رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں یہ ان
 کے لئے زیادہ بہتر اور پاکیزہ طریقہ ہے عیناً اللہ تعالیٰ
 پوری طرح باخبر ہے ان کاموں سے جو وہ کیا کرتے
 ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، لوگوں میں
 کوئی ایسا شخص بھی ہے جو باقاعدہ کھیل کود کی
 باتیں خریدتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو برہنہ جہالت

اللہم اغض لنا، و فاسق و فاجر و ترکیب کبار
 بودن این کس چہ چلتے سخن و مجال دم زدوں۔
 قال اللہ تعالیٰ فرمان ایزدی ست، قل للمؤمنین
 یغضوا من ابصارهم و یحفظوا فروجهم
 ذلک اثمک لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون لے نبی!
 مسلماناں را فرمائے تا چشمان خود پر پوشند، و ستر نگاہ
 خود را نگاه دارند۔ ایں پاکیزہ تراست مرا ایشان را۔
 ہر آئینہ خدا سے آگاہ است بہر کار سے کہ می کنند۔
 و قال تعالیٰ ومن ان من یشتري لہو الخبیث
 لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و متغذ ہوا

ہذا اولئك لهم عذاب مهين از مردمان
کے است کہ سے خرد سخن لاغ و بازی تا بر لند از د
از را و خدا سے نادانستہ و سحرہ گیر د آں راہ مرا یں
کساں کیفر سے است غوار کنندہ۔ حضرت عبداللہ
بن مسعود و عبید اللہ بن عباس و امام حسن
بھری و سعید بن جبیر و عکرمہ و مجاہد و مکیول و غیر ہم
ائمہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
دریں آیت کرمہ سخن لاغ و بازی را بہ غنا و مسودہ
تفسیر فرمودہ اند۔

ابوالصہبا گوید، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہما را از یں آیت پرسیدم، گفت ہو النساء
واللہ الذی لا الہ الا هو او مسودہ است
سرگند بخدا سے کہ یسج خدا سے نیست جز او۔ و یوہما
ملک صراحت سے بار یہیں سخن و سرگند را تکرار فرمود
بلکہ خود در حدیث ائمہ حضور پر نور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرمود لا یحل تعلیم المغنیات
ولا بیعتہن و اثما منہن حرام، و فی مثل هذا
نزلت ومن الناس من یشتري لہو الحدیث
لیضل عن سبیل اللہ بحال الحدیث (ترجمہ) روا
نیست زمان سرانندہ را آموختن و نہ آئندہ افرین

را و خدا سے بہکا دے اور اس کو یعنی اللہ تعالیٰ کے
راستے کو نفسی مذاق بنا دے، ان لوگوں کے لئے
ذلیل کرنے والی سزا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ
بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، خواجہ
حسن بھری، سعید بن جبیر، عکرمہ، مجاہد، مکیول
اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ، صحابہ کرام اور
تابعین عظام (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو)
اس آیت کرمہ میں یہود و کفر کی بات سے
گناہ بجا نامراد لیتے ہیں اور اسکی یہی تفسیر فرماتے ہیں۔
ابوالصہبا فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت مذکورہ کے متعلق
پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ اس سے گناہ مراد ہے
اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔
چنانچہ اس بات اور قسم کا تین مرتبہ تکرار فرمایا
بلکہ خود حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گویا حورتوں
کو تعلیم دینا جائز نہیں اور نہ ہی ان کا خرید و فروخت
کرنا جائز ہے بلکہ ان کی قیمت وصول کرنا بھی حرام
ہے، اسی سلسلہ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی
کہ لوگوں میں کوئی وہ شخص ہے جو یادہ گوئی والی

باقی خریدتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور کر دے۔ چنانچہ امام بغوی نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ابلیس لعین کو مخاطب کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ یہاں سے چلا جا پھر اولادِ آدم میں جو کوئی تیرے پیچھے جائیگا یقیناً دوزخ ان سب کے لئے پوری اور کامل ہوا ہے، پھر ان میں سے جس پر تو قابو پائے اپنی آواز سے اسے ہلکا پھلکا کرتے ہوئے پھسلا دے اور ان پر ظلم باندھ لائے سواروں اور اپنے پیادوں کا، اور ان کا سب بھی ہمواروں اور پتھروں میں، اور انہیں وعدے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے، بیشک جو میرے بند سے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔

امام مجاہد، جو مفسرین کے بادشاہ حضرت عبد اللہ ابن عباس کے حلیل القدر شاگرد ہیں سے ہیں (اللہ تعالیٰ ان سے سچے راضی ہو) وہ اس آیت کریمہ میں مذکور شیطان کی آواز سے گانا بجانا اور اس کے آلات وغیرہ مراد لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اسے نبی محرم! مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنے پیٹے

و فریقین، وہاں سے انہما جام است و در چہین کار این آیت فرود آمدہ است کہ برخیز از مردم سخن لاغ سے خند تا مردمان را از راه خدا سے دور برند، سواہ الامام البغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ۔

وقال اللہ تعالیٰ: قال اذهب فمن تبعك منهم فان جہنم جزاؤك و جزاؤك جہنم موفورا و استغفر من استطعت منهم بصوتك و اجنب عليهم بخيلك و رجلك و شاركهم في الاكل و الاولاد و عیدهم و ما يحد هم الشيطان الا غرورا ان عبادي ليس لك عليهم سلطان كل حق بل و علام ابليس لعین را فرمود دور شو، پس ہر کہ از فرزندان عالم ترا پیروی کند، پس ہر آئینہ دوزخ پا دامنش ہر شہادت پا دامنش کامل، و سبک سار کن و بلغز ان ہر کہ بر دوست یا بی از ایشان با و از خود، الآية۔

امام مجاہد کہ از اجلۃ تلامذہ و سلطان المفسرین عبد اللہ بن عباس است رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں آیت کریمہ آواز شیطان را بغنا و مزامیر تفسیر کردہ است۔

وقال تعالیٰ: وليضربن بعضهن على جيبهين ولا يبدين زينتهن الا

صلوات اللہ علیہ علیٰ ائمتہ الطہراتین علیہم السلام
مصحف البانی مصر ۱۴/۱۳۳۰
۱۴/۶۲ تا ۱۵

اپنے گریبافوں پر ڈالے رکھا کریں تاکہ سر ،
بال ، سینہ اور گلہ سب با پر رہ
ہو جائیں اور اپنی زیبائش کو نمایاں نہ کیا
کریں۔ جبکہ ان کے جوان کے شوہر یا دیگر
محارم ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے آخر
میں ارشاد فرمایا عورتیں اپنے پاؤں زور
سے زمین پر نہ ماریں جس سے ان کی غض
زینت ظاہر ہونے لگے۔ اور اسے مسلمانو !
تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جاؤ
تاکہ مراد پاؤ۔

نیز ارشاد خداوندی ہے : لوگو ! بے حیائی
کے کاموں کے قریب بھی مت جبا و خواہ
وہ ظاہر ہوں یا مخفی۔ یہ تمام آیات اور ان
کے علاوہ دوسری آیتیں اس برے کام کے
تمام اجزاء کے حرام قرار دینے کے لئے قوی اور
مضبوط نصوص ہیں۔ رہا احادیث کا معاملہ، تو وہ
اس کثرت سے ہیں کہ ان کو احاطہ شمار میں نہیں
لایا جاسکتا۔

لبعولتھن ادا بائھن الایۃ۔ یعنی اسے نبی !
زنانِ مومنات را فریٹے کہ بزنند سراندا از ہائے خود
را بر گریبان ہائے خود (تاسرو مؤوسینہ و لگو
ہم نہاں ماند) و نہ نمایند آرائش خود را مگر
بشوہران یا محارم۔

وقال اللہ تعالیٰ فی آخر الکریمۃ
ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفی عن
من ینظرون و توبوا الی اللہ جمیعاً ایھا
المؤمنون لعلکم تفلحون (ترجمہ) و زنان
نزنند پا ہائے خویش را تا دانستہ شود آنچه نہاں
سے دارند از آرائش خود و ہمہ باز گردید بسوئے
خدا سے تعالیٰ اسے مسلمانان تا بکام رسید (نجات
یا بسید)

وقال تعالیٰ ، ولا تقربوا الفواحش
ما ظہر منها وما بطن (ترجمہ) و نزدیک
مشوید کار ہائے بے حیائی را ہر چہ از آنہا
آشکارا است۔ و ہر چہ نہاں است۔ ایں ہمہ
آیات وغیر اینہا در تحرم ہمہ اجزائے ایں کار
شنیع نقص غنیع است ، و در احادیث خود
کثرتہ است کہ احصا نتوان کرد۔

۱۵۱/۲۴ العشر آن الکرم

۱۵۱/۲۴ " "

۱۵۱/۲۴ " "

بالجملہ زنی اجنبیہ راہیں چلیں بے حجابانہ
 مجلس مردان راہ راہی (یکے) ہر چہ
 تمام تر ہر سفت و آراستہ پوش (دو) مردان
 راہسے او بنظر تفتہ و دیدن (سے) و باطنائے
 عورت او از سر و تو و مساعہ و بازو و سینہ
 و گلو ٹکریستن (چہار) ہر تود و زمرہ ش (پنج)
 و لفظ مزامیر بر آں آتش تیز و تند کشش
 و پاسے کوئی کن زن خاصہ یا آواز غفلت و
 زنگلہ زبور (ہفت) و دیگر حرکات فتنہ انگیز
 و شہوت خیز (ہشت) و این ہر ہر ہر شرع
 محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرام و
 حرام و حرام است، ظلمت بعضہا فسوق
 بعضہا

(خلاصہ کلام) اس برسے عمل میں بہت سی
 خرابیاں ہیں، (۱) غیر محرم عورت کا اس طرح
 بے پردہ مردوں کی محفل میں جانا، بھائی خیر اور
 محفلے کا باعث ہے (۲) اس کا آراستہ و
 پیراستہ ہونا اور بن بھٹن کر نکلتا (۳) مردوں کا
 اسے شہوت کی نگاہ سے حصول لذت کے لئے
 دیکھنا (۴) اس کے اعضاء مثلاً سر، بال،
 بازو، سینہ اور گلا، ان سب کی طرف دیکھنا
 (۵) اس کا نرم سے گیت گانا (۶) گانے بجانے
 کے آلات استعمال کرنا، یہ ان پر مزید تند و تیز
 آگ ہے (۷) اس خاص عورت کا زور سے
 پاؤں زمین پر مارنا کہ جس سے اس کے زیورات
 کی جھنکار محسوس ہونے لگے (۸) ان سب کے
 علاوہ دوسری فتنہ برپا کرنے والی حرکات اور شہوت خیز انداز یہ سب کام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی شریعت میں حرام، حرام اور حرام ہیں اور یہ ایک دوسرے پر مزید اندھیرے ہیں۔ (تتلا
 الحاصل حرمت این فاحشہ مستقیمہ
 از ضروریات دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم تا آنکہ ہر کہ اور احلال داند بالقطع و
 الیقین کا فر شود، و العیاذ باللہ تعالیٰ،
 و دیگر ہوا سے نامشروعہ رسائل تفصیل ذکر
 بعضے از ہوا سے ممنوعہ کبیرہ باشد، و بعضے صغیرہ
 کہ با صراحت کبیرہ شود، و علی الاجمال و حدیث
 مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آمدہ است

مگر بار بار کرنے سے وہ بھی کبیرہ ہو جائیں گے۔
 اجمالی طریقہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 ارشادات میں سے ایک ارشاد یوں ہے کہ
 جس کھیل میں بھی آدمی مشغول ہو وہ ناجائز ہے مگر
 تین قسم کے کھیل جائز ہیں (۱) کمان سے تیر اندازی
 کرنا (۲) اپنے گھوڑے کو جھاد کیلئے تیار کرنا
 (۳) اپنی شکر تیر یعنی بوی سے کھیلنا۔ امام احمد،
 دارمی، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ
 نے حضرت عقبہ بن عامر کے حوالے سے یہ حدیث
 روایت کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت
 ابوبرزہ سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت امیر المؤمنین
 عمر فاروق سے اسے روایت کیا ہے واللہ تعالیٰ
 ان سب سے راضی ہو، خود مرد مومن کے لئے یہ
 حدیث عام، تام اور یقینی حیثیت کی وجہ سے
 کافی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ
 اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ
 بزرگ و برتر کی یاد کے سند حسن کے ساتھ اس
 حدیث کو ابونعیم نے الحلیہ میں اور ضیاء مقدسی نے

کل شیء یلہو بہ الرجل باطل الا ما یشہ
 بقوسہ و تادیبہ فرسہ و ملاعبتہ بامرأتہ
 فانہن من الحق یعنی ہر بازی باطل است
 مگر تیر اندازی و اسپی تازی و بازی خود بازی کہ
 اینہما از حق است رواہ احمد و الدارمی و
 ابوداؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ
 عن عقبہ بن عامر و الحاکم فی المستدرک
 عن ابی ہریرہ و الطبرانی فی الاوسط عن
 امیر المؤمنین عمن رضى الله تعالى عنهم
 و خود مومن را این حدیث عام و تام و جامع
 و نافع بسند است کہ سید عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمود الدنیا
 ملعونۃ و ملعونۃ ما فیہا
 الا ما کانت منها لله عز و جل
 یعنی بر دنیا نفرین و بر ہر چیز
 است نفرین، مگر آن چیز ازاں
 برائے خدا کے عز و جل باشد،
 رواہ ابونعیم فی الحلیۃ و الضیاء
 فی المختارۃ عن جابر

۱۔ جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الرمی الخ امین کمپنی دہلی ۱۹۷/۱
 سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب الرمی فی سبیل اللہ ایپ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۷
 سنن الدارمی کتاب الجہاد باب فی فضل الرمی حدیث ۲۱۰ دار الفکر مطبوعہ قاہرہ ۱۲۲/۲
 مسند احمد بن حنبل عن عقبہ بن عامر المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۴/۲ و ۱۳۸
 سنیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۳۰ محمد بن النکدہ دار الکتب العربیہ بیروت ۱۵۷/۲ و ۹۰/۷

عن عبد الله رضي الله تعالى عنهما بسند حسن -

ور حديث دیگر فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الدنيا ملعونة ملعون ما فيها الا ما استقى به وجه الله تعالى یعنی بر دنیا لعنت و ہر چہ در آن ست لعنت جز آن چہ باورضا نے خدا خواستہ شود۔ رواۃ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضي الله تعالى عنه بسناد حسن -

ور حديث آخرست کہ فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الدنيا ملعونة ملعون ما فيها الا ذكوان الله وما والاها وعلما او متعلما یعنی دنیا ملعونہ است و ہر چہ در و است ہر ملعون است جز یا خدا نے تعالیٰ آن چہ پسندیدہ است و عالمی یا علم آموز سے۔ رواۃ ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضي الله تعالى عنه -

ور حديث آخرست کہ فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الدنيا ملعونة ملعون ما فيها الا امراب معروف او نهينا عن منكر او ذكر الله یعنی دنیا ملعونہ و ہر چہ دنیا ملعون جز بر نیکی فرمودن و از بدی بازداشتن

المتاثرہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضي اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے بجز اس کے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود و مطلوب ہو۔ امام طبرانی نے "المکبیر" میں اچھی سند کے ساتھ حضرت ابو الدرداء رضي اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ ارشاد مروی ہے کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب قابل لعنت ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس چیز کے جسے اس نے پسند فرمایا یا عالم اور علم حاصل کرنے والا۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضي اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔

اور ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے مگر بھلائی کرنے کا حکم دینا اور بُرے کام سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کی یاد اس سے مستثنیٰ ہیں۔

و یاد خدا کے تعالیٰ جل جلالہ۔ دواۓ البزادر
عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و عند الطبرانی عنہ فی الاوسط کحدیث
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

و نازہ فی فاسق بکراہت شدیدہ مکروہات
کما فی الغنیۃ و غیرہا وقد فصلنا فی
مسائلنا النہی الاکید عن الصلوۃ
وراء عدی التقلید۔

و قلیان کشیدن اگر بقل و جو اس فتور
آرد چنانکہ وقت افطار رمضان معمول جہاں
ہندوستان است، خود حرام است
لحدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم عن کل منبکرو
مفتور۔ دواۓ احمد و ابوداؤد
ہمسند صحیح و ردہ اگر تعارض
نکند و راکتہ کریمہ آرد، مکروہ تنزیہی
و خلاف اولے باشد آنچنانکہ

(یہ قینوں کا نام قابل تحسین ہیں) محدث بزادر نے
اس کو حضرت عبداللہ ابن مسعود (اللہ تعالیٰ ان
سے راضی ہو) سے روایت کیا ہے، اور امام
طبرانی نے ان سے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح روایت کیا ہے۔
دوسری بات کہ نماز کا کیا حکم ہے، تو واضح ہو کہ
فاسق کے پچھے نماز سخت مکروہ ہے جیسا کہ الغنیۃ
و غیرہ میں مذکور ہے ہم نے اس مسئلہ کو اپنے رسالہ
المنی الاکید عن الصلوۃ و راء عدی التقلید میں تفصیل سے
بیان کیا ہے۔

دہا حقہ نوشی کا تبا کو نوشی کا مسئلہ، تو
اگر وہ عقل اور جو اس میں فتور پیدا کرے جیسا کہ
رمضان شریف میں افطار کے وقت ہندوستان
کے جاہلوں کا معمول ہے تو یہ بطور خود حرام ہے
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک حدیث
کی وجہ سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ اور فتور پیدا کرنے والی
چیز کا استعمال منوع ہے۔ امام احمد اور
ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ اس کو روایت
کیا ہے ورنہ اگر اسے معمول نہ بنائیں مگر قابل نفرت

لہ الجامع الصغیر بحوالہ البزار عن ابن مسعود حدیث ۴۲۸۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۶۰
لہ المعجم الاوسط حدیث ۴۰۸۴ مکتبۃ المعارف ریاض
لہ الغنیۃ المستعل فصل فی الامارۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳
لہ سنن ابی داؤد کتاب الاشریہ باب ما یجاء فی السکر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۹۳
مسند احمد بن حنبل عن ام سلمہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۰۹/۶

میر و پیاز خام ، و اگر ازیں ہم خالی است
مباح محض است ، کما حقہ المولوی
عبد الغنی النابلسی فی الحدیقة
و غیرہا وقد فتلنا القول فی
فتاوانا۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنُهُ وَتَعَالٰی
اَعْلَمُ وَیَسْلُمُ جَلَّ مَجْلٰهُ
اَنْتُمْ دَاخِلُکُمْ۔

بدبوید ہو جائے تو مکروہ تہذیب اور خلاف اولیٰ
ہے جیسے کچا لہسن اور پیاز استعمال کرنا، اور
اگر اس سے بھی خالی ہو یعنی بدبو وغیرہ نہ ہو تو مباح
ہے جیسا کہ مولانا عبد الغنی نابلسی نے حدیثہ تدیر
وغیرہ میں اس کی تحقیق فرمائی ہے اور ہم نے
اپنے فتاویٰ میں اس قول کو تفصیل سے بیان
کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک و برتر سب سے زیادہ
علم رکھنے والا ہے اور اس عظیم شان والے
کا علم بڑا کامل اور محکم ہے۔

مسئلہ ۹۵ ازکرمہ سبحانہ ، اکسورہ دوحث مرسلہ آمد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

۲۸ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ

عالم علوم ظاہری و باطنی دام فیضکم تسلیم بعد تعلیم ، جناب عالی ! یہاں ایک امر میں دو تفسیریں
برسرِ جنگ ہیں ، وہ یہ ہے کہ بوقت نکاح زید کو خوشبو لگانا اور پھولوں کا گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا منوع۔
یہاں ایک مولوی کاکمیری پھولوں کا گلے میں ڈالنا ناجائز فرماتے ہیں اور بہت زور دیتے ہیں۔ لہذا
امیدوار کہ جناب ازراہ شفقت بزرگانہ جوابات حق جو جواب سے مشرف فرمائیں۔

الجواب

خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول تپتی وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں مصلی اللہ
تعالیٰ علیہ و علی آلہ و بارک وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

حَبِّبَ اِلَیَّ صِنْتُ دُنْیَاکُمْ النِّسَاءُ وَالطَّیِّبُ
وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَوةِ۔
سداہ الامام احمد و النسائی
والحاکم و البیہقی عن انس رضی اللہ
لہ سنن النسائی کتاب عشرة النساء حب النساء
یعنی تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے
دل میں ڈالی گئی ، نکاح اور خوشبو ، اور میری
آنکھوں کی ٹھنڈک نمازیں میں رکھی گئی (امام احمد ،
نسائی ، حاکم اور بیہقی نے سند جید کے ساتھ حضرت
نور محمد کا ذخیرہ تجارت کتب کراچی ۹۳/۲

مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۸/۳

تعالیٰ عنہ بسند جید۔

اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اس کے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 عَنْ خُرَيْبٍ عَلَيْهِ رِيحَانٌ فَلَا يَمُرُّهُ
 فَاتَهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ
 السَّرِيمِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ دَاوُدَ
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ -

یعنی جس کے سامنے خوشبو نبات پھول پتی
 وغیرہ پیش کی جائے تو اسے روزہ کرے کہ اُس کا
 بوجھ ہلکا اور بڑا اچھی ہے (بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے
 والے پر شفقت نہیں کوئی بھاری احسان نہیں)
 (امام مسلم اور امام ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

یعنی چار باتیں انبیائے مرسلین علیہم الصلوٰۃ
 والسلام کی سنتوں سے ہیں اخذ کرنا اور
 خوشبو لگانا اور نکاح اور مسواک۔ (امام احمد،
 ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت
 ابویوب رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے اسے روایت
 فرمایا اور امام ترمذی نے فرمایا حدیث حسن
 غریب صحیح ہے۔ ت)

اربع من صلت المرسلين المختار
 والتعطر والنكاح والسواك . رَوَاهُ
 الامام احمد والترمذي والبيهقي
 في شعب الإيمان عن أبي أيوب الأنصاري
 رضي الله تعالى عنه ، قال الترمذي
 هذا حسن غريب صحيح .

بخاری شریف میں ہے،

یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 خوشبو کی چسیب زود فرماتے تھے

ان النبي صلى الله تعالى عليه
 وسلوكا لا يورد الطيب

۲۳۹ / ۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۱۹ / ۲	آفتاب عالم پریس لاہور	۱۱۶ / ۱	امین کمپنی دہلی	۱۳۶ / ۱	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳۹ / ۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۱۹ / ۲	آفتاب عالم پریس لاہور	۱۱۶ / ۱	امین کمپنی دہلی	۱۳۶ / ۱	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳۹ / ۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۱۹ / ۲	آفتاب عالم پریس لاہور	۱۱۶ / ۱	امین کمپنی دہلی	۱۳۶ / ۱	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳۹ / ۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۱۹ / ۲	آفتاب عالم پریس لاہور	۱۱۶ / ۱	امین کمپنی دہلی	۱۳۶ / ۱	دارالکتب العلمیہ بیروت

رواہ هووالامام احمد والترمذی و
النسائی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(بخاری، امام احمد، ترمذی اور نسائی نے حضرت
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے رت)

بارگاہ گلے میں پسینے، ان میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ ایک ڈور سے میں پرویا ہے، اور
گلے میں ڈانڈی خوشبو سے غائدہ لین اور اپنے جلیس آدمیوں اور فرشتوں کو فرحت پہنچانا ہے کہ کسی
برتن میں رکھیں تو اس کا ساتھ لئے پھر نادقت سے خالی نہیں، اور ہاتھ میں لئے رہیں تو ہاتھ بھی رُکے
اور پھول بھی جلد کھلا جائیں، تو اس قدر سے منافعت و حرمت و ناجوازی کس طرف سے آگئی۔

امام ابن امیر الحاج محمد محمد علی علیہ میں احادیث متعددہ ذکر کر کے فرماتے ہیں،

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ
عنہ انه دخل مع رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم علی
امراة و بیت یدبھا نوى او حضہ
فستبح بہ فقال الا اخبرک بما هو
ایسر علیک من هذا و افضل فقال
سبحان اللہ عدد ما خلق
اللہ فی السماء و سبحان اللہ
عدد ما خلقت اللہ فی الارض
و سبحان اللہ عدد
ما بین ذلک ، و سبحان
اللہ عدد ما هو خالق
واللہ اکبر مثل ذلک لا الہ مثل ذلک
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و آلہ وسلم کی معیت میں ایک عورت کے
پاس گئے اس کے آگے کھلیاں اور کنگیاں پڑی ہوئی
تھیں کہ جن پر وہ تسبیح پڑھتی تھی حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا میں تمہیں وہ
طریقہ اور عمل نہ بتا دوں جو اس سے زیادہ آسان
اور زیادہ بہتر ہے۔ پھر ارشاد فرمایا، پاک ہے
اللہ تعالیٰ اس تعداد کے مطابق جو اس نے
آسمان میں پیدا فرمائی، اللہ تعالیٰ پاک ہے
اس تعداد کے مطابق جو اس نے زمین میں پیدا
فرمائی، اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اس تعداد
کے مطابق جو ان دونوں کے درمیان ہے،
اللہ تعالیٰ پاک ہے اس تعداد کے مطابق جس کا

لے صحیح البخاری کتاب الہدیہ باب ما لا یرد من الہدیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۱/۱
کتاب الباس باب من لم یرد الہدیۃ " " " " ۸۷۸/۲
مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۳۲ + ۲۶۱

وہ پیدا کرنے والا ہے (اور اللہ اسی کے مطابق سب سے بڑا ہے) اللہ اکبر اسی کے مطابق کوالہ الا اللہ اسی مطابق ہے اور لا حول ولا قسوة الا باللہ اسی کے مطابق (اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور اسی کے مطابق گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے) ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں اور حاکم نے اسے روایت کیا اور فرمایا اس کی اسناد صحیح ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورت مذکورہ کو مذکورہ طریق سے تسبیح کرتا دیکھ کر اسے منع نہیں فرمایا بلکہ زیادہ آسان اور افضل طریقہ کی رہنمائی فرمائی، اگر آپ کو اس کا طریقہ پسند نہ ہوتا تو اس کو منع فرما دیتے۔ یہ احادیث مرد و تسبیح کے جواز پر دلالت کرتی اور شہادت دیتی ہیں۔ یہ تسبیح اعداد و شمار اذکار کے لئے بنائی جاتی ہے، البستہ اور ادو وظائف کا پڑھنا محض ایسی پر موقوف نہیں۔ حضرت سعد کی حدیث اس کے جواز کے سلیطے میں نص کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ تسبیح مرد و تسبیح عورت میں یہی چیز زائد ہے کہ گھٹیاں کسی دھماگے میں پرو کر مطلوبہ تعداد کے مطابق اسے تیار کر لیا جاتا ہے اور اس نوعیت کے اضافہ میں کوئی تاثیر منع ظاہر نہیں ہوتی۔ بلاشبہ تسبیح بنانا اور اس کے ذریعے ذکر و اذکار کا شغل رکھنا (ایک اچھا عمل ہے) اور عمدہ اکابرین امت کے ایک بڑے گروہ سے منقول ہے، اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بندہ حق کو امور خیر کی توفیق دیتا ہے (مت)۔

جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ شریعت مطہرہ پر افسار کرتا ہے، اگر چاہے قربا سنے کہ

مثل ذلك - رواه ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیحہ الاسناد فلم یمنعنا عن ذلك وانما ارشدنا الی ما هو البسر و افضل ولو کان مکروہا لبقین لہا ذلك ثم ہذا الاحادیث متماثلہ بحدیث بحدیث اتخذاذ السبعة المعروفة لاحصاء عدد التبیح وغیرہ من الاذکار من غیر ان یتوقف علی ورود شیء خاص فیہا یعنی بل حدیث صحیح ہذا کا نص فی ذلك اذ لا تزید السبعة علی مضمونہ بضم النون و نحرہ فی غیطہ مثل ذلک لا یتطہر تاثیرہ فی النعم فلا جرم ان نقل اتخذاذہا والعلی بھا عن جماعة من السادة الاحیاء واللہ سبحانہ الموفق۔

اللہ تعالیٰ ورسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کہاں منع فرمایا ہے، اور جب اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا تو پھر وہ مر اپنی طرف سے منع کرنے والا کون؟ جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ سبختہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۶ از شاہجامہ پور محلہ تحفیل مدرسہ مولوی ریاست علی خاں صاحب، و از رامپور خانقاہ مولینا ارشد حسین مدرسہ مولوی سلامت اللہ صاحب غزوہ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

ما قولکم ایہا العلماء الکرام رحمکم اللہ فی هذا المرام ان ضرب الدف و البنادیق فی العرس لغرض اعلان النکاح او فخریۃ ، هل یجوز عند الشرع ، ام لا - یتوا بسند الکتاب قوجیروا میوم الحساب۔

اسے نکاح کلام، اللہ تعالیٰ تم پر رحم و کرم فرمائے، اس مسئلہ میں تم کیا فرماتے ہو کہ شادی میں اعلان نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بدوقوں سے ہوائی فائرنگ کرنا خواہ اعلان نکاح کے لئے ہو یا غریہ طور پر ہو کیسا ہے؟ کتاب و سنت کے حوالے سے بیان فرمادے تاکہ ہر دوز صاحب اللہ تعالیٰ کے دامن سے اجسرو

جواب پاؤ۔ (ت)

خلاصہ جواب مولوی ریاست علی خاں

یجوز ضرب الدف بلا جلاجل و البنادیق لغرض اعلان النکاح ولا یجوز فخریۃ ولا تطویۃ فی الحدیث اضربوا علیہ بالدفوف و ضرب المدفع یجوز لاعلان افطار الصوم و لزوم الصوم و احتتام وقت السحری و وقت نصف النہار وغیرہا کما ہو محتاج مروج فی اکثر بلاد الاسلام خصوصا

اعلان نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے جبکہ اس کی آواز گھنگر و اور گھنٹی کی جھنگار کے ساتھ نہ ہو یا اس کے مشابہ نہ ہو۔ اسی طرح ہوائی فائرنگ بھی جائز ہے مگر غرور و غرور کے طور پر جائز نہیں، چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ نکاح کی تشہیر کے لئے دف بجایا کر روزہ کے وقت کے آغاز کا اعلان کرنے کے لئے سحری کے وقت، روزہ افطاری کے وقت اور دوپہر وغیرہ کے وقت توپ کا گولہ چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ اکثر اسلامی ممالک میں

فی مکة المعظمة فعلی هذا اع
تاقل فی جوانب ضرب البنادیق
لغرض اعلان النکاح لانه ما صور
باعلان عن لسان صاحب الشرع و
فی رد المحتارات المدفع یفید غلبة
الظن وانت کانت ضاربة
فاستقالات العادة انت الوقت
یذهب الخ دار المحکم آخر النہاس
فیعتن له وقت ضربه فیغلب بمفہد
القرائن عدم الخطاء وعدم قصد
الإفاد والالزام تأییم المناسبات و
ایضافیه والظاهر انه یلزم اهل
المقری الصور بسماع
المدافع من المصور لانه
علامة ظاهرة ، تفید غلبة
الظن وغلبة الظن حجة
موجبة للعمل فیثبت
انت ضرب المدافع مروج
مشروع ، وایضاً فی
رد المحتار ألة التهمو
لیست محترمة لعینہما
بل لقصد التهمو منها اتمام

میں معمول ہے بالخصوص محکمہ میں یہ طریقہ رائج
ہے، پس اس بنا پر قشیر نکاح کیلئے فاترنگ
وغیر کے جواز کے بارے میں کیا اشکال ہو سکتا ہے
دیکھتی یہ بلاشبہ جائز ہے۔ مترجم، کیونکہ صاحب
کی زبان سے اس کے اعلان کا حکم ہے۔ فتاویٰ
شامی میں ہے: توپ کا گولہ مفید غلبہ ظن ہے
اگرچہ توپ چلانے والا فاسق ہو اس لئے عادتاً
اس کام پر مقرر آدمی دن کے آخری حصے میں ارتضا
کی طرف جاتا ہے پھر اس کے لئے چھوڑنے کا
وقت مقرر کیا جاتا ہے لہذا ان قرائن کی وجہ سے
غلطی کا ارتکاب نہ ہونے اور فساد پھیلانے کا
ارادہ نہ ہونے کا غالب گمان ہوتا ہے ورنہ
لوگوں کا گناہگار ہونا لازم آئے گا اور اسی میں
یہ بھی مذکور ہے کہ ظاہریہ ہے کہ دیہات والے
اگر شہر کی طرف سے توپ کے گولے کی آواز
(بطور اعلان شہادت و رویت چاند) سُنیں تو
ان پر روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا اس لئے کہ
یہ ایک ظاہری علامت ہے جو غلبہ ظن کا
قائمہ دیتی ہے اور غلبہ ظن ایک ایسی دلیل
ہے جو عمل کو ناجواب کر دیتی ہے لہذا ثابت
ہو کہ اس مقصد کے لئے توپیں چلانا مباح اور
جائز ہے، نیز فتاویٰ شامی میں ہے کہ کھیل کود کے

سامعها لو من المشتغل بها اذ قلت وحرمه
آلات الله ولقصد الله في غير العرس
واما في العرس فالله مباح من
حديث عائشة نكحت امرأة الى رجل
من الانصار فقال صلى الله تعالى
عليه وسلم ما كان معكم لهو فان
الانصار يعجبهم الله ورواه البخاري
وهذا على تسليم ان البناديق من آلات
الله والا فلا شناعة فيها من قبل
والله سبحانه اعلم۔

آلات فی نفسہ حرام نہیں بل کھیل تماشائے ارادہ
سے ان کا استعمال کرنا حرام ہے خواہ قصہ لہو
سامع کی طرف سے ہو یا انھیں استعمال کرنے اور
ان سے شغل رکھنے والے کی طرف سے ہو اور میں
کتاہوں آلات لہو کی حرمت اور ولعب کے
قصد سے مرقع شادی کے علاوہ ہے، جہاں تک
شادی کا تعلق ہے تو ان کا استعمال حدیث عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے مباح ہے
چنانچہ ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت
کو (تیار کر کے) ایک انصاری کے پاس بھیجا گیا
تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا، کیا تمہارے پاس کھیل کود
کا سامان نہیں تھا کیونکہ انصار کو کھیل کود سے خوشی ہوتی ہے۔ امام بخاری نے اس کو روایت کیا ہے
اور میرا سنا بنا پر ہے کہ اگر تسلیم کر لیں کہ ہندوؤں سے فارتنگ وغیرہ "آلات لہو" میں شامل ہے
ورنہ اس سے پہلے ان میں کوئی قباحت نہیں، اور اللہ تعالیٰ پاک سب کچھ اچھی طرح جانتے
والہ ہے۔ (جواب مولوی ریاست علی خاں کلہوگیا ہے)

خلاصہ جواب الشاہ سلامت اللہ فی تائیدہ

لا سیب فی جواز ضرب الدف لاعتلان
النکاح بل فی سفتہ فی الفتاوی
الغیاثیۃ ضرب الدف فی
النکاح اعلانا وتشہیرا سنة و
يجب ان يكون بلا منجات وجلاجل الله
اعلان نکاح کے لئے دف بجانے کے جواز بلکہ
اس کے سنت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔
فتاویٰ غیاثیہ میں ہے، نکاح کے موقع پر
دف اس کے اعلان اور تشہیر کے لئے سنت
ہے اور ضروری ہے کہ دف کی آواز گھنگھریلوں

۱۔ ردالمحتار کتاب المحظورات والاباحہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۲/۵
۲۔ صحیح البخاری کتاب النکاح باب الفرقۃ الاثلاثین المرأة الی زوجھا فی قدیمی مکتب خانہ کراچی ۴۵/۲
۳۔ فتاویٰ غیاثیہ کتاب الاستحسان الفصل الرابع مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۰۹

وكذا الطبل قال المحقق العيني والطبل
انما كانت منهيًا اذا كانت لله
امال غيره فلا بأس
كطبل الفزاة والعورث، وقد
صح ضرب البدن ليلة
العرس وفي الاحياء عند النبي
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
واكد ذلك بما رواه احمد
الترمذي عن النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم قال فصل
ما بين الحلال والمحرام الصوت
والدف في النكاح وبما رواه
الشافعي عن عامر بن سميد
قال دخلت على قرظلة وابی مسعود
الانصاري في عرس واذا جوار
يعتيم فقلت انتما صاحب رسول الله
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
ومن اهل بدري يفعل هذا عندكم
فقالا اجلس انت شئت
فاسمع معنا وانت شئت
اذهب من قصب لنا

کے مشابہ ضرور دار نہ ہوا اور طبل بھی اسی طرح ہے۔
حقیقی معنی نے فرمایا: طبل اس وقت منع جب کہ عرس
کے لئے ہو، اگر اس مقصد کے لئے نہ ہو تو کوئی حرج
نہیں جیسے اگر مسلمان جہاد کے لئے یا شادی
وغیرہ کے موقع پر اس کا استعمال، اور شادی والی
رات دف بجانا جائز ہے اور عید کے مواقع پر
محضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو
دف بجاتی تھی اور اس کی تاکید کی گئی اس حدیث
سے جو امام احمد اور امام ترمذی نے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے روایت کی آپ نے ارشاد فرمایا
حلال اور حرام میں فرق نکاح میں دف بجانے اور
گیت گانے سے ہے۔ اور وہ حدیث جس کو
امام نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کیا ہے
انہوں نے فرمایا میں ایک شادی میں قرظہ اور
ابو مسعود انصاری کے ہاں گیا وہاں چند بچیاں
گیت گارہی تھیں میں نے (یہ منظر دیکھ کر) کہا
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
اسے بدری ساتھیو! تمہارے ہاں یہ کام ہو رہا
ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر مرضی ہو تو ہمارے
ساتھ بیٹھ کر تم بھی سُناؤ اور اگر مرضی نہیں ہے
تو یہاں سے پہلے جاؤ (اور ہمیں نہ ٹوکو) کیونکہ

لے

سُنی جامع الترمذی ابواب النکاح باب ما جاز فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱۲۹/۱
مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن عاتق رضی اللہ عنہ المکتبہ اسلامیہ بیروت ۴/۴۱۸ و ۴/۲۵۹

فی اللہ عند العرس - و فی
خزانة المفتیین لا بأس بان یکون
لیلة العرس دف یضرب للشهرة و
اعلان النکاح ، قال الفقیہ ابوالملیث
هذا اذا لم یکن علیه جلاجل
اقا اذا کان فی فیکر کذا فی
الطهیریة آم ، اقول اطلاق
الاحادیث ینادی بجهوانه
مع العیال ایل ایضا
ولعل القول بالکراهة
لعلہ اخری وقد ظهر
من کلام المحقق العین
ان دف العرس و طبله
یساد اخلین فی اللہ و لو
کانا حبان ایضا فی النکاح
بنص الحدیث کما انما
الفاضل المجیب وقد منا
التصریح بذلك فی ردایة
النسائی و کذا لا شبهة
فی جوازه ضرب البنادیق
و المدافع فی العرس
وامثاله .

یہیں شادیوں کے مواقع پر کھیل کود کی رخصت دی گئی
ہے۔ اور خزانة المفتیین میں ہے کہ شادی والی
رات ، اعلان نکاح اور شہرت کے لئے اگر دف
بجائی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ فقہ
ابوالملیث نے فرمایا کہ یہ جواز اس وقت ہے
یا اس صورت میں ہے کہ جب دف کی آواز گھنٹی
کی جھنکار جیسی ہو لیکن وہ آواز اگر گھنٹی کے مشابہ
اور جھنکار والی ہو تو اس کا استعمال دینی دف
بجانا ، مکروہ ہے۔ یعنی خادوی طہیریہ میں بھی
ہے اے ، میں کہتا ہوں کہ حدیثوں کا علی الاطلاق
دارد ہونا اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ
”جلاجل“ گھنٹی کی جھنکار جیسی آواز ہونے کے
باوجود اس کا استعمال جائز ہے اور کراہت والا
قول شاید کسی دوسری وجہ سے ہو نیز محقق عینی
کے کلام سے ظاہر ہوا کہ شادی میں دف
اور طہیریہ بجانا لو میں شمار نہیں ہوتا اور اگر شمار
ہو بھی تو فقہ حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال
جائز ہے اور کراہت والا قول شاید کسی
دوسری وجہ سے ہو ، نیز محقق عینی کے کلام سے
ظاہر ہوا کہ شادی میں دف اور طبلہ بجانا
لو میں شمار نہیں ہوتا اور اگر شمار ہو بھی تو
فقہ حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال جائز ہے

جیسا کہ فاضل مجیب نے افادہ پیش کیا ہے اور روایت نسائی کے حوالہ سے ہم نے اس کی تصریح قبل ازیں
کے سنن النسائی کتاب النکاح اللہ و الغار عند العرس نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۹۲/۲
کے خزانة المفتیین کتاب النکاح البیہ

کر دی ہے اور اسی طرح شادی وغیرہ میں بندہ وقوں سے فائز نگ کرنے اور توپ سے گولہ بازی کرنے کے جواز میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

الجواب

اللهم لك الحمد واليك المصدا
صل على جيبك النور مباح
السرور وعلی الہ وصحبہ الی یومہ
النشور ضروب الدفن لاعلان
النکاح و اظہار السرور ف
مستحبات الافراح حبانہ
ومباح ما فیہ جناس مبل
مندوب ومطلوب بالقصد
المحبوب لکن یکرہ للرجال بكل
حال وانما جوازہ للنساء علی
ما قالہ فحول العلماء وانما
یفنی لنحو المجوارح من الاماء و
الذرائع ووفت السرورات ذوات
العیات فی الدر المختار جانہ ضروب
الدفن فیہ اثیر یرید العرس قال فی
رد المحتار جوازہ ضروب الدفن فیہ خاص
بالنساء کما فی البحر من المعراج بعد
ذکرہ انہ مباح فی النکاح وما فی معناه
من حادش سرور قال
وهو مکروه للرجال علی

اے اللہ! تیرے ہی لئے سب تعریف ہے اور
تیری ہی طرف بندوں کا قصد ہے اور اپنے
مبارک حبیب پر رحمت بھیج جو خوشی عطا کرے اور
شر انگیز کاموں سے روکنے والے اور قیامت کے
دن تک ان کی آل اور ساتھیوں پر نزل رحمت
ہو، ان اعلان نکاح اور اظہار خوشی کے لئے
مستحب مواقع میں دفن بجانا جائز اور مباح ہے
بلکہ اچھے ارادے سے مندوب و مطلوب ہے
لیکن مردوں کے لئے ناپسندیدہ ہے البتہ عورتوں
کے لئے جائز ہے جیسا کہ اکابر علماء نے ارشاد
فرمایا۔ اسی طرح چھوٹی بچیوں کے لئے نوزاد آزاد
ہوں یا لونڈیاں دفن بجانا جائز ہے نہ کہ ان
معرز مشکل و شبہ است رکھنے والی خواتین کیلئے۔
چنانچہ در مختار میں ہے، شادیوں میں دفن بجانا
جائز ہے۔ علامہ شامی نے اپنے فتاویٰ میں
لکھا ہے کہ شادیوں میں دفن بجانا عورتوں کے
ساتھ خاص ہے اس لئے کہ الجوارح ان میں
معراج الدرایہ کے حوالے سے منقول ہے کہ اس
مسئلہ کے ذکر کرنے کے بعد کہ نکاح اور اس
جیسی خوشی کے موقع پر اگرچہ دفن بجانا مباح ہے

لیکن ہر حال میں مردوں کے لئے مکروہ ہے کیونکہ
اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی
ہے اور، چنانچہ ابن جہان نے اپنی صحیح میں سید
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے
تخریج فرمائی۔ مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے
پاس قبیلہ انصار کی ایک بچی تھی میں نے اپنی نگرانی
میں اس کی شادی کرائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم گاتی نہیں ہو اگرچہ
انصار تو گانے کو پسند کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائی کہ
فرمایا کہ محدث تورپشتی نے کہا یہاں اس لفظ
تغنیہ میں احتمال ہے کہ غیبت کے طریقے
پر عورتوں کی جماعت سے خطاب ہو اور ان سے
دو بانہریاں اور معمولی عورتیں مراد ہوں جو اس بچی کے
ساتھ باہات میں گئیں اس لئے کہ آزاد عورتیں اس
کام سے نفرت کرتی تھیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
یہ لفظ صیغہ حاضر کے طریقہ پر جو جس کی مخاطب عورتیں
ہوں اور فعل کی اضافت آ مراد اجازت میں ملے
کی طرف ہو۔ میں کہتا ہوں کہ آئندہ کی روایت
اس کی تائید کرتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں کیا تم
نے دلہن کے ساتھ کسی گویا عورت کو بھیجا ہے؟

ھكل حال للفتنة بالنساء ، و
الخروج ابن جبان في صحیحہ
عن ام المؤمنين الصدیقة
رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کانت
عند ع جاریة من الانصار
تزوجتها فقال رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا عائشة
الا تغنی عن هذا الحی من
الانصار یحبون النساء ، قال
القاری قال التورپشتی یحتمل ان
یکون علی خطاب الغیبة بجماعة
النساء والمراد منهن من تبعها
في ذلك من الاماء والسفلة
فان الحر انما یستکف من ذلك
وامن یكون علی خطاب
الحضور لهن ویكون من
اضافة الفعل الى الامریه والاذن
فیه قلت ویؤید الروایة
الاشیة امر سلمت معهن
من تفنن الی امنا

لے رد المحتار کتاب الشهادات باب قبول الشهادة دار اچار التراث العربی بیروت ۳۸۲/۴
لے مراد النظم ان الی زوائد ابن جہان باب الفناء واعقب فی البصر حدیث ۲۰۲۱ المطبعة السلفية ص ۲۹۴
مشکوٰۃ المصابیح بوالد ابن جہان فی صحیحہ کتاب النکاح باب اعلان النکاح مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۰۲
لے مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی کتبہ حبیبہ کوئٹہ ۱۳۱۲/۶

الجلجل من اللهو الباطل و
 النهي عنها مشهور وفي نهو الصدور
 مذبذب وذلك لما فيهما من القريب
 وقد كرهوا ضرب التاذج
 على هيئة الطرب فكيف
 بما به في نفسه معيب وقد قدم
 الفاضل الجيب عن العلامة
 الشامي عن الفتاوى السراجية
 امت هذا الحرف جواز ضرب
 الدف في العرس اذا لم تكن
 له حيلاجيل ولم يضرب على
 هيئة الطرب ثم ولم يثبت وجودها
 في المدفون في نه من الحديث
 والرسالة بطل هو لهو حديث
 اختبره بعد اهل اللعب
 والبطالة في الرقاة شرح المشكوة
 (فجعلت جوهرات لنا) بالتصغير
 قيل المراد بهت بنات الانصار
 لا المملوكات (يضرب بالدف)
 قيل تلك البنات لم يكن
 بالغات حدة الشهوة وكانت
 دققت غير مصحوب بالجلجل
 قال اكمل الدين المراد به

دہریہ کہ دف کی آواز گھنگھرو اور گھنٹی کی جھنکار کی
 طرح ہو تو یہ لہو باطل میں شمار ہے اور اس سے
 ممانعت مشہور ہے، چنانچہ یہ سینوں کی تحریک
 پر رکھا ہوا ہے اس لئے کہ اس میں خوش آوازی ہو
 سر پہ پی ہے، حالانکہ فقہائے کرام نے کسی سادہ
 چیز کو گانے کی شکل اور ہیئت پر جانے کو مکروہ قرار
 دیا ہے پھر اس کا کیا کہنا جو بدلتہ عیب دار ہو،
 چنانچہ فاضل مجیب علامہ شامی سے بحوالہ فتاویٰ
 مرجعہ پہلے نقل کیا ہے کہ شادی میں دف بجانے
 کا جواز اس شرط سے مشروط ہے کہ اس میں
 ٹن ٹن کی آواز نہ ہو اور وہ گانے کی ہیئت پر بھی
 نہ بجا یا جائے اسے اس حدیث اور رسالت کے زنیے
 میں دف کے لئے ٹن ٹن کی سر ملی آواز نہ تھی
 بلکہ یہ کھیل تماشے کی باتیں زمانہ رسالت کے
 بعد ارباب باطل نے ایجاد و اختراع کر لیں،
 چنانچہ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ہمارے
 ہاں چسند چھوٹی بچیاں تھیں جو دف بجا رہی تھیں
 یہاں حدیث میں لفظ جوہریات ہے جو جوہر کی
 جمع اور صیغہ تصغیر ہے۔ کہا گیا کہ ان سے انصار
 کی چھوٹی بچیاں مراد ہیں لہذا یا ندیاں مراد نہیں
 اور یہ بھی کہا گیا کہ مکمل جوان نہ تھیں اور ان کی دف
 کی آواز سر ملی اور ٹن ٹن والی نہ تھی۔ چنانچہ علامہ
 اكمل الدین نے فرمایا ان کی دف سے زمانہ متقدمین

الصدق الذي كان في زمن المتقدمين وإنما
ما عليه الجلال قينبغي ان يكون
مكروها بالاتفاق أنه ملخصاً ولا يذعن
عنه ان الله وحقيقته حرام كلها
وقها وجعلها احماً ما ابيح في العرس
ونحوه من ضرب الصدق واقتضاد
الاشعار المباحة بالقصد المباح
او السندوب لا التلهي واللعب المصوب
فانما سقى لهواً صورية كسباحية
السفن الثلث ملاعبة الغرس والمرأة
والرهي بذلك لذلك بالضرورة فلا
مناخاة بين حديث قرظ بن كعب
وابن مسعود رضي الله تعالى
عنهما وقول المحقق العيني وغيره
انما كان منهيها اذا كانت للهواً
لغيره فلا بأس كطبل الغزاة
والعرين، قال في رد المحتار
نقل عن الكفاية شرح
الهداية اللهو حرام بالنهي
قال عليه الصلوة والسلام
لهو المؤمن باطل الا
في ثلث تاديبه فوسه

کی دفت مراد ہے۔ وہی وہ دفت کو جس کی گھنٹی بیسی
آواز اور جھنکار ہو تو وہ بالاتفاق مکروہ ہے
(مخلص پورا ہو گیا) یہاں یہ بات ذہن نشین رہے
کہ درحقیقت ہر لہو حرام ہے خواہ آلات لہو کی
آواز باہر ایک ہو یا موٹی۔ وہی یہ بات کہ شادی
وغیرہ کے موقع پر دفت بجانا مباح ہے اور منہج
اداسے سے جائز اشعار پڑھنا بشرطیکہ معیوب
طریقے پر نہ ہو، تو ان تمام باتوں کے مباح ہونے
کا حکم ہے البتہ اسے صورت لہو کہا گیا جیسا کہ تین
کاموں کو (یعنی عورت اور گھوڑے سے کھیلنا اور
تیر اندازی کرنا) جو درحقیقت سنت ہیں۔ اسی
وجہ سے اس ضرورت کی بنا پر انھیں لہو کا نام
دیا گیا لہذا قرظ بن کعب اور ابو مسعود پر یہی
رحمی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث اور محقق عینی وغیرہ
کے کلام میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ دفت بجانے
کا جواز اس صورت میں ہے کہ جب بطور لہو
نہ ہو ورنہ منع ہے۔ اس کی مثال جیسے غازیوں
کا طبل اور شاہیوں میں دفت بجانا ہے۔ علامہ
شامی نے کفایہ شرح جہاد سے نقل کرتے ہوئے
فرمایا کہ نص کی بنیاد پر لہو حرام ہے چنانچہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تین کھیلوں
کے علاوہ مسلمان کا ہر کھیل باطل ہے: (۱) گھوڑے

کو ادب سکھانا یعنی جہاد کے لئے تیار کرنا، ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اپنے گھوڑے سے کھینا (۲) کمان سے تیر اندازی کرنا (۳) اپنی بیوی سے کھینا (۴) میں کہتا ہوں کہ امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث مذکور کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے، "سوائے تین کھیلوں کے، دنیا کا ہر کھیل باطل ہے (۱) اپنی کمان سے تیر اندازی کرنا (۲) اپنے گھوڑے کو شائستگی سکھانا (۳) اپنی گھر والی یعنی اہلیہ کے ساتھ کھینا، یہ تینوں جائز ہیں۔ یہ حدیث مختصر ہے۔ حاکم نے کہا کہ یہ شرطاً مسلم کے مطابق صحیح ہے۔ علامہ ذہبی نے اس میں نزاع کیا ہے۔ ابو حاکم اور ابو زرہ نے اس کے ارسال کو صحیح قرار دیا ہے جو محمد بن عجلان کے طریقے سے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حسین سے مروی ہے چنانچہ اس نے کہا کہ مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا پھر اس نے حدیث مذکور بیان کی، نصب الراية میں یہی کہا گیا ہے میں کہتا ہوں کہ محمد نامی راوی سچا ہے، مسلم کے رجال میں سے ہے، عبد اللہ راوی ثقہ اور عالم

۲۲۲/۵ دار احیاء التراث العربی بیروت
۹۵/۲ دار الفکر بیروت
۲۴۲/۴ فصل فی البیع المکتبۃ الاسلامیہ بیاض

وفي رواية ملاعبته بفارسه ورجليه
عن قنوسه وملاعبته مع اهل
قلت رواية الحاكم عن ابى هريرة
رضي الله تعالى عنه عن النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم بلغه كل
شيء من لهو الدنيا باطل الاثلاثة
انتصالك بقوسك وتاديبك فروسك
وملاعبتك اهلك فانها
من الحق هذا مختصر
وقال صحيح على شروط
مسلم، ونازع الذهبي
وصححه ابو حاتم و
ابو ثور و ابن مسعود
طريق محمد بن عجلان
عن عبد الله بن عبد الرحمن
بن ابى حسين قال
بلغني ان رسول الله
الله تعالى عليه وسلم
قال فذكر في نصب
الراية، قلت محمد
صدوق من رجال مسلم
وعبد الله ثقة عالم

۲۲۲/۵ دار احیاء التراث العربی بیروت
۹۵/۲ دار الفکر بیروت
۲۴۲/۴ فصل فی البیع المکتبۃ الاسلامیہ بیاض

من رجال السنة كلاهما من صفاد
التابعين فالحديث صحيح على
اصولنا على انت التناقي روى
بسنده حسن عت جابر بن
عبد الله وجابر بن عمير رضي الله
تعالى عنهم عن النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم قال كل شيء ليس
من ذكر الله فهو لهو ولعب
الا انت يكون اربعة اصلاعبة
الرجل امرأته وتماديب
الرجل فرسه ومشي الرجل
بين الغرضين وتعليم الرجل
المباحة واخرج الطبراني في
الاوسط عن اصير المؤمنين عمر
رضي الله تعالى عنه عن النسبي
صلى الله تعالى عليه وسلم كل لهو يكره الا
حلاعبة الرجل امرأته ومشي بين
المرهدين وتعليمه فرسه
فالحديث صحيح لا شك وكلام
هذا هو مراد الفاضلين الكاملين
فدوم الرياسة والسلامة
والنفاة والكرامة المجيب

ہے، صحاح ستہ کے رجال میں سے ہے، دونوں
اشخاص نہ کوڑ چھوٹے تابعین میں سے ہیں لہذا
حدیث ہمارے اصول و قواعد کے مطابق صحیح
ہے، ابس کے علاوہ امام نسائی نے اچھی سند
کے ساتھ اسے جابر بن عبد اللہ اور جابر بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالے سے حضور علیہ
الصلوة والسلام سے روایت کیا ہے آپ نے
ارشاد فرمایا، ہر وہ چیز جس میں ذکر الہی
نہ ہو وہ کھیل اور تماشہ ہے لیکن چار چیزیں اس
سے مستثنیٰ ہیں (۱) مرد کا اپنی بیوی سے کھیلنا
(۲) اپنے گھوڑے کو شاستگی سکھانا (۳) مرد
کا دو نشانوں کے درمیان چلنا (۴) تیراکی سکھانا
امام طبرانی نے "الاوسط" میں امیر المؤمنین حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور
علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ تحریر فرمائی کہ ہر کھیل
مکروہ ہے سوائے تین کاموں کے (۱) مرد کا
اپنی بیوی سے کھیلنا (۲) تیراندازی کے دو نشانوں
کے درمیان چلنا (۳) اپنے گھوڑے کو سکھانا۔
لہذا حدیث بلا شبہ صحیح ہے، اور دو فاضلوں
کاٹوں کی شادی کے لیے مباح ہونے سے یہی
مراد ہے جو ریاست سلامت نفاست کرامت
والے میں ایک جواب دینے والا اور دوسرا

و خایو بالعطف والبسندقة صوت
 يحصل به الاعلام بل ادخل
 في الامر قال القانع قال ابن
 الملك المراد الترغيب الى اعلان
 امر النكاح بحيث لا يخفى على الاباعد
 قال في شرح السنة معناه
 اعلات النكاح واضطراب
 الصوت به والذكر في
 الناس كما يقال فلات
 قد ذهب صوته في
 الناس له اذ فالتهم مفقود
 ويفيد المقصود لا يحبوا من
 موجود والمنهم مبرود و
 هل لاحد امن يشهد
 بما لم ينه عنه الله
 ورسوله جل جلاله وصف
 الله تعالى عليه وسلم
 اما منهم بعض جهلة
 الوهابية واعمري
 مناف الوهابية الا
 الجهلة انه اسراف و
 الاسراف حرام فجعل
 منهم بمعنى الاسراف و

مقصود نہیں کیا بلکہ صوت کو مطلق رکھا گیا اور دونوں
 میں حرف "و" تنایہ کے لئے بڑھایا گیا اور
 والنقل سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے کہ جس سے
 آگاہی نصیب ہوتی ہے بلکہ اسے مقصود میں زیادہ
 دخل ہے، علامہ علی قاری نے فرمایا علامہ ابن ملک
 نے کہا کہ اس سے امر نکاح کے اعلان کرنے کی
 وقت مقصود ہے تاکہ دور دراز والے لوگوں پر
 یہ معاملہ پوشیدہ نہ رہے۔ شرح السنۃ میں
 فرمایا گیا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح کا اعلان
 اور اس کی آواز کی نشر و اشاعت ہو جائے اور
 لوگوں میں اس کا تذکرہ ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ
 خلافت جس کی آواز لوگوں میں پھیل گئی اور ان تک
 پہنچ گئی۔ خلاصہ کلام یہ کہ نہی مفقود اور افادہ
 مقصود ہے اور جواز موجود اور فائدت مردود
 ہے، کیا کسی کے لئے گناہ شہ ہے کہ جس کام سے
 اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول گرامی منع نہ فرمائیں
 اس سے لوگوں کو روکے، ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔
 اللہ تعالیٰ کی شان عظیم ہے اور اس کے
 رسول کریم پر اس کی طرف سے ہر یہ درد و تسلیم
 ہو۔ رہا بعض جاہل و دباہوں کا یہ خیال کہ
 یہ اسراف ہے، مجھے اپنی بقا کی قسم دیا ہوں میں
 سوائے بھالت کے کچھ نہیں۔ لہذا قول دباہیہ
 کہ یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے، تو

اعظم منه ان اجهلهم تلا فی تحریمہ
 آیه ائت البذریۃ کانوا اخوات
 الشیاطین لے و لسم یدر المسکین
 ما فی الانفاق فی غرض
 محمود و فی مذموم او فی
 عبث من بون بیت ولو کان
 حکم انفاق شئ فی غرض مباح
 بل و محمود اسرافاً مذموماً
 اذا امکن حصولہ باقل
 منه لکانت حکم مؤسسہ فی
 ما حکم او مشرب او منکم او مرکب
 او ملیس او مسکن حراماً و وہ
 خلاف الاجماع و التصویص الصریحہ
 بغیر نزاع و ہذا من بناء عز و
 جبل قائل من حرم
 نزیۃ اللہ الحق اخراج
 لعبادہ و الطیبۃ من
 السرقات ، و ہذا نبینا
 صل اللہ تعالیٰ علیہ
 و آلہ و سلم قائل
 ان اللہ تعالیٰ یحب
 ان یورک اشرف نعمتہ

ان کا یہ قول معنی اسراف سے جہالت ہے اور اس
 سے بھی عظیم جہالت ان کے بڑے جاہل سے
 صادر ہوئی اس نے اس کام کی حرمت میں
 قرآن مجید کی آیت مبارکہ پڑھ لی ہے جاحسہرچ
 کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور وہ
 بیمارہ یہ نہ سمجھا کہ اچھی اور بُری غرض اور بے فائدہ
 کام میں خرچ کرنے میں کتنا واضح اور کھلا فرق
 ہے ، اگر ہر خرچ کرنا مباح کام میں بلکہ اچھی
 غرض میں اسراف اور مذموم ہوتا تو جب اس کا
 اس سے معمولی درجہ میں بھی حصول ممکن ہوتا پھر
 کھانے پینے ، نکاح کرنے ، سواری ، لباس
 اور جائے سکونت اور ان سب میں وسعت اختیار
 کرنا حرام ہوتا حالانکہ یہ اتفاق امت کے بالکل
 خلاف ہے اور صریح نصوص اس میں بغیر کسی
 نزاع کے وارد ہیں۔ غور کیجئے کہ ہمارا پروردگار
 عزت و عظمت کا مالک اپنے محبوب کریم کو
 مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے ، فرما
 دیجئے کس نے حرام کر دی اللہ تعالیٰ کی وہ زیبے
 زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر
 فرمائی اور وہ پاکیزہ کھانے کی چیزیں۔ ہمارے
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو پسند

وَلَعَلَّهٗ قَدْ يَفْقَهُ ثَمَنَ الْبَارُودِ وَأَثَمَ الْمَسْرُوفِ
الصَّرْفِ إِلَى غَرَضٍ لَا يَحْصِي وَتَعْدِي الْقَصْدِ
وَتَجَاوِزِ الْحَدِّ فَانْظُرْ أَنْ هَذَا مَتْنٌ ذَاكَ
وَاللَّهُ يَتَوَلَّى هَذَا فَكَمْ نَعْمَ مِنْ أَرَادِ التَّفَاخُرِ
فَإِنَّكَ الْحَرَامَ جَمْلَةً وَاحِدَةً آمَنَ اللَّهُ
لَا يَحِبُّ مَنْ كَانَ مَخْتَالًا فَخُورًا وَلَا اخْتِصَامًا
لِهَذَا بِالْإِدْفِ وَالْبُسْدِ قَبْلَ لَوْلَا الْقُرْآنُ
وَنَوَى التَّفَاخُرَ لَكَانَ حَرَامًا مَحْظُورًا وَالتَّانِي
أَشْمًا مَوْزُونًا كَمَا لَا يَخْفَى فَهَذَا أَمَّا عِنْدَنَا
فِي الْبَابِ وَبَيَّنَّا سَبْعَةً أَعْلَمَ بِالصَّوَابِ
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَالْأَلَى
وَالْأَصْحَابِ أَمِينَ۔

نہیں یا تو دف خریدنے پر خرچ آئے گا یا بجانے کی
اجرت دینی پڑے گی اور شاید یہ بارود کی قیمت سے
زیادہ ہو، اور خالص اسراف یہ ہے کہ انہیں
غرض کے لئے خرچ کیا جائے جس میں کوئی خُشْنُ
غریبی اور فائدہ نہ ہو، اور یہ میانہ روی سے تجاوز ہو
لہذا غور کیجئے کہ یہ کہاں اور وہ کہاں جبکہ دونوں
میں واضح فرق ہے، اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت
کا مالک ہے۔ ہاں اگر کسی نے آپس کے خرچ
کرنے سے فخر کرنے کا ارادہ کیا تو یہ بالکل حرام
ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اتر آئے واسے فخر کرنے والے
کو پسند نہیں کرتا، لہذا حرمت کا دف اور
بندہ حق سے کوئی اختصاص نہیں بلکہ اگر آپس میں

تفاخر سے تبادلت کلام پاک کی جگہ تو یہ بھی حرام اور ممنوع ہے، پس اس صورت میں تلاوت کرنے والا
گنہ گار اور گناہ برداشتہ ہو گا جیسا کہ مخفی نہیں۔ لہذا اس باب میں ہماری یہی تحقیق ہے، اور ہمارا
پاک پروردگار راہِ صواب کو اچھی طرح جانتا ہے، ہمارے آقا و سرشار اور ان کی آل اولاد و صحابہ
پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی بارانِ رحمت ہو، آمین! (ت)

مسئلہ ۹۷ ازہد اس جہاں دھاری و سنگ شب گرامین ہسٹریٹ مرسلہ مروی حاجی سید عبد الغفار
صاحب بنگلوری۔

پھولوں کا سہرا جس میں نلکیں اور پتی وغیرہ نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ بیعتوا تو جہودا (بیان کردہ
تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

پھولوں کا سہرا جیسا سوال میں مذکور رسومِ دنیویہ سے ایک رسم ہے جس کی ممانعت شرعِ مطہر سے
ثابت نہیں، نہ شرع میں اس کے کرنے کا حکم آیا، تو مثل اور تمام عادات و رسومِ مباحہ کے بجا رہے گا۔

شرع شریف کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کو خدا و رسول اچھا بتائیں وہ اچھی ہے اور جسے بُرا سمجھتے ہیں وہ بُری اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرعاً سے نہ اس کی ثوابی نکلے نہ بُرائی وہ اباحتِ اصلہ پر رہتی ہے کہ اس کے فعل و ترک میں ثواب نہ عقاب۔ یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر جگہ کام آئے گا، اجمالاً مخالفینِ اہلسنت نے یہ روش اختیار کر لی ہے کہ جس چیز کو چاہا شرک، حرام، بدعت، ضلالت کہنا شروع کر دیا اگرچہ وہ فعل صحابہ کرام یا تابعین عظام یا ائمہ اعظام سے ثابت ہو، اگرچہ وہ فعل اُس نیک بات کے غم و اطلاق میں داخل ہو جس کی خوبیاں صریح قرآن مجید و حدیث شریف میں مذکور ہیں، پھر سہرے وغیرہ کی باتوں کی تو کیا حقیقت ہے اور اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ اہلسنت سے بڑھتے ہیں تم جو ان چیزوں کو جائز بتاتے ہو قرآن و حدیث میں کہاں جائز لکھا ہے حالانکہ ان کو اپنی غرض فحش سے اتنی خبر نہیں کہ جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج نہیں، جو نہایت بڑے وہ قرآن و حدیث میں دکھائے کہ ان افعال کو کہاں ناجائز کہا ہے، کیا اہلسنت پر لازم ہے کہ وہ جس میں چیز کو جائز و مباح بتائیں اس کی خاص صورت کا حکم صریح قرآن مجید و احادیث شریف میں دکھائیں اور تم پر کچھ ضرور نہیں کہ جس چیز کو حرام بدعت گمراہی کو خاص اس کی نسبت ان حکموں کی تصریح کتاب و سنت میں دکھا دو۔ ان امور کی قدرے تفصیل مسئلہ قیام میں فقیر نے ذکر کی اور تحقیق کامل تصانیفِ علمائے اہلسنت میں ہے۔

شکراً للہ تعالیٰ مساعیہم الجلیلة۔

جب یہ قاعدہ شرعی معلوم ہو لیا تو سہرے کا حکم خود ہی کھل گیا۔ اب جو ناجائز، حرام، بدعت، ضلالت بتاتے وہ خود قرآن مجید و حدیث شریف سے ثابت کر دکھائے، ورنہ جان بڑور! شرع تمہاری زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہو بے دلیل حرام و منوع کہہ دو۔ اور سفھائے مخالفین جو اس قسم کے مسائل میں حدیث من احديث فی امرنا وغیر پیش کرتے ہیں محض بے محل و افواستہ جہال کہ اس قدر تو طائفہ اسمعیلیہ کو بھی مسلم کہ بدعت ضلالت وہی ہے جو بات دین میں نئی پیدا ہو اور دنیوی رسوم و عادات پر حکم بدعت نہیں ہو سکتا مثلاً انگر کا پہننا، پلاؤ کھانا یا ڈولھا کو جامد پہننا، دُلمن کو پاکی میں بٹھانا۔ اسی طرح سہرا کہ اُسے بھی کوئی دینی بات سمجھ کر نہیں کرتا، نہ بغرض ثواب کیا جاتا ہے بلکہ سب ایک رسم ہی جان کر کرتے ہیں، ہاں اگر کوئی جاہل اجمل ایسا ہو کہ اُسے دینی بات جانے تو اس کی اس بیہودہ سمجھ پر اعتراض صحیح ہے، اسی طرح سہرے کے باب میں حدیث من تشبه بقوم فهو منهم (جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہو جائے گا۔ ت)

پیش کرنا اور یہ کہنا کہ ہندو بھی سہرا باندھتے ہیں تو ان سے مشابہت نکلے گی محض غلط کہ حدیث میں لفظ تشبیہ مذکور ہے اور اُس کے معنی اپنے آپ کو کسی کے مشابہ بنانا تو حقیقتہً یا حکماً قصیدہ مشابہت پایا جانا ضرور ہے، مثلاً ایک شخص کوئی فعل خاص اس نیت سے کرے کہ کفار کی سی شکل پیدا ہو اگرچہ وہ یہ ارادہ نہ کرے مگر وہ فعل شعار کفار اور ان کی علامت خاصہ ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں، جیسے سر پر چوٹیاں، ماتھے پر ٹیکہ، گلے میں جینزا، اٹلے پردے کا انگرکھا و علیٰ ہذا القیاس۔ تو بیشک ان صورتوں میں ذمہ و عید وارد۔ اور حدیث من تشبیہ اس پر صادق، نہ یہ کہ مطلقاً کسی بات میں اشتراک موجب ممانعت ہو۔ یوں تو انگرکھا ہم بھی پہنتے ہیں ہندو بھی پہنتے ہیں پھر کیا اس وجہ سے انگرکھا پہننا ہم پر حرام ہو جائے گا، اور اگر پردے کا فرق کفایت کرے تو کیا ننگیوں اور پتی کا نہ ہونا اور اس سہرے کی صورت ان کے سہرے سے جدا ہونا کافی نہ ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ بر بنائے تشبیہ کسی فعل کی ممانعت اُسی وقت صحیح ہے کہ جب فاعل کا قصیدہ مشابہت ہو یا وہ فعل اہل باطل کا شعار و علامت خاصہ ہو جس کے سبب سے وہ پہچانے جاتے ہوں، یا اگر خود اس فعل کی مذمت شرع مطہر سے ثابت ہو تو براگنا جائے گا ورنہ ہرگز نہیں اور سہرا ان سب باتوں سے پاک ہے۔

یہ قاعدہ بھی ضرور یاد رکھنے کا ہے جس سے مخالفین کے اکثر اودام کا علاج ہوتا ہے،
در مختار میں بھرا لاتی سے منقول،

التشبیہ بهم لا یکرہ فی کل شیء بل فی الذموم
وفیما یقصد بہ التشبیہ
اہل کتاب سے تشبیہ ہر چیز میں مکروہ نہیں بلکہ
جبری بات میں۔ اور وہاں کہ ان سے مشابہت
کا قصد کیا جائے۔

مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں،

اتما مشوعون عن التثیہ بالکفرۃ و اہل
البدعة فی شعارہم لا منہیون عن کل
بدعة ولو كانت مباحة سوا
کانت من افعال اہل السنۃ او من
ہم کو یہ منع ہے کہ کفار و اہل بدعت کے شعار میں
تشبیہ کریں نہ یہ کہ ہر بدعت منع ہو اگرچہ مباح ہو
اب چاہے وہ اہلسنت کے افعال سے ہو یا کفار
جہ عین کے فعلوں سے، تو مدار کار

افعال الکفرۃ و اهل البیداعۃ خالمداد شعار پر ہے۔
 علی الشعارۃ

یا بھلہ خلاصہ یہ ہے کہ سہرا نہ شرعاً منع نہ شرعاً ضروری یا مستحب، بلکہ ایک دنیوی رسم ہے،
 کی تو کیا، نہ کی تو کیا۔ اس کے سوا جو کوئی است حرام گناہ بدعت ضلالت بتائے وہ سنت جھوٹا، پر
 باطل، اور جو اسے ضروری لازم اور ترک کو شرعاً موجب تشنیع جانے وہ بڑا جاہل۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 و علیہ اتم و احکم

کتبہ
 عبد المذنب الفقیر احمد رضا البریلوی عفی عنہ

رسالہ
 ہادی الناس فی رسوم الاعراس
 ختم ہوا

حدود و تعزیرات

مسئلہ ۹۸ مسئلہ مولوی عبداللہ صاحب از ہنگامہ ۲۲ صفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس عورت میں کہ زید نے کئی روز عروہ سے کوئی بات کی تنازع کیا بعد ازاں عروہ کے اوپر سرار محفل محلہ کے انھوں نے تحت دیا اور کہا کہ اہل مجلس نے اگر اس کو کہا ہے تو میں نہیں ہوں اہل مجلس نے کہا کہ یہی اسی وقت زید نے جواب دیا کہ عروہ بدکار ہے اس کی کے ساتھ، پھر عروہ نے اس بات پر مقدمہ دائر کیا حاکم سے نمبر کے پاس حکم آیا کہ یہ مقدمہ صبح ہے یا ہیں بعد اس کے نمبر نے محلہ والوں کو پہنچایا کہ یہ معاملہ صبح ہے یا نہیں ان کو کون نے کہا کہ کہا ہاں یہ جو مقدمہ عروہ نے دائر کیا صبح ہے پھر وہاں زید نے حاضر ہو کر کہا میں اہل مجلس سے اور بچپن صاحب سے خواستگار ہوں کہ یہ میں نے افرت اور جھوٹ کہا معافی کا خواستگار اس حالت میں عروہ کو اہل محلہ اور نمبر صاحب نے بلوایا اور کہا ان کو متاخر دو انھوں نے لوگوں کی بہت کوشاں کیا بعد اسکے قریب ایک سال میں اس کے پھر کا زید نے عروہ سے مل کر کھانے میں نہیں ہوں تب سرداران اہل مجلس نے کہا کہ یہ سبب ہے خوراج جواب دیا کہ میں نے پہلے جو بات ظاہر کیا تھا وہی ہے تب سرداران اہل محلہ نے گواہ طلب کیا اس نے کہا ہے فلاں فلاں شخص اس مجلس میں حاضر ہے ان لوگوں نے بھی کہا کہ آپ کی زبان سے اگلے سال ستاحالی الحال ہم لوگ کچھ نہیں جانتے پھر اہل مجلس نے کہا کہ آپ کے اور کوئی گواہ ہے انھوں نے جواب دیا کہ ہے عروہ بکر خالد عبداللہ وغیرہ ان لوگوں نے ان سبب نے پوچھا یہ بات زید نے جو کہا صبح ہے یا نہیں عروہ بکر وغیرہ نے کہا کہ ہم لوگوں نے ایک عورت سے

سنا تھا اُس عورت سے بھی پوچھا تو عورت بھی اس وقت مانع ہے پھر جمعہ کے دن سب مصیبتوں کے مقابلہ
 زید سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میں بھی سنا اور جو میرا شاہد ہے وہ بھی مانع ہے بلکہ بعضوں کی
 طرف اشارہ کیا تھا انہوں نے مسجد ہی میں منع کیا اس حال میں زید پر حدِ قذف لازم آتا ہے یا نہیں، اگر
 آتا تو بالمال ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر تعزیرات ساتھ مال کے ہو تو قذف
 ہوتا ہے، کوئی مقدار معین ہو لینا اور اس مال کا سستی کون ہے؟ اذروئے شرع کے مع الدلائل بیان فرمائیے
 اور اگر وہ شخص توبہ کرے معافی کی امید ہے یا نہیں؟ بیتنا و باہا کتاب و توجروا یوم الحساب (کتاب ہے
 بیان فرمائیے اور روزِ حساب اجر پائیے۔ ت)

الجواب

صورتِ مستفسرہ میں زید ضرور مرکبِ قذف کا ہوا اس نے سخت گناہ کبیرہ کیا اسلامی سلطنت میں
 وہ اسی گزروں کا سزاوار تھا۔

قال الله تعالى فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابداً وادللكم هم
 الله تعالیٰ نے فرمایا، تحت شکنجے والوں کو اسی
 کوڑے لگاؤ پھر کبھی بھی ان کی گواہی نہ مانو اور وہ ہی
 الفاسقون ہیں۔ (ت)

مگر یہاں نہ اسلامی سلطنت ہے نہ حدود جاری ہو سکتے ہیں نہ غیر سلطان کو حد کا اختیار ہے اور تعزیر بالمال
 منسوخ ہے کما حقہ الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 نے اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور خسوع پر عمل جائز نہیں صرف چارہ کاری ہے کہ اُسے برادری سے
 خارج کریں مسلمان اس سے میل جول چھوڑ دیں جب تک توبہ نہ کرے اگر توبہ کرے تو اللہ عزوجل قبول
 فرمائے والا ہے۔ خود کریہ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کا استئذان ہے مگر اس کی توبہ صرف یہی نہ ہوگی کہ
 اللہ عزوجل کے حضور تائب ہو بلکہ لازم ہوگا کہ عرو سے اپنے قصور کی معافی مانگے کہ وہ نہ صرف حق اللہ بلکہ
 حق العباد میں بھی گرفتار ہے اور تنہائی میں توبہ بھی کافی نہ ہوگی اس نے مجمع میں گناہ کیا ہے مجمع ہی میں توبہ
 کرے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا علمت سینه فاحداث عندھا توبۃ السر
 جب تو کوئی گناہ کرے تو چھپے گناہ کی غنیہ اور برہنہ
 بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ ۛ واللہ تعالیٰ اعلم
 گناہ کی اعلانیہ توبہ کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۹۹ مسئلہ نور اللہ صاحب پیش امام و عبدالحی زبیر سندھ و غیرہ ساکنان سرمدانگر تھانہ جہان آباد
خلع سبلی بحیث ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

فحصاً و تفصلاً علی سہ سولہ الکودیم ، کیا فرماتے ہیں علماء دین اسی مسئلہ میں کہ ایک شخص
مدد علی نام قوم فقیر ساکن سرمدانگر ایک عورت نکاحی بھگایا ہے اور عرصہ دو برس سے اس سے زنا کرتا ہے
جب اُس کو ہم لوگوں اور برادری والوں نے تنگ کیا تو مستحق مذکور کو مبلغ سو روپیہ اور عورت کو لے کر
موضع ہر پور پنچایت گیا اور کہا کہ یہ عورت اور یہ روپیہ جو دس ہے میرا فیصلہ کر دو۔ مستحق کلن شاہ و بھگن شاہ وغیرہ
ساکنان ہر پور پنچوں نے روپیہ لے کر اپنے پاس جمع کر لیا اور عورت مستحق مذکور کو واپس دے دی اور جس کی
بی بی تھی اس کو نہیں دی اور نہ اس کو روپیہ دے کر استغفالیہ اب جو ہم گاؤں والوں نے مستحق مدد علی کو
سخت کیا تو وہ کہتا ہے میں کیا کروں میرا روپیہ پنچوں میں جمع ہے وہ نہ استغفا دلاتے ہیں اور نہ روپیہ لے کر
واپس دیتے ہیں کہ میں خود مدعی کو راضی کر لوں ، ایسے جھگڑے میں دو برس ہو گئے اب ہم گاؤں والے اس کا
کیا تذکر کریں کیونکہ انگریزی عملداری ہے اگر اس کا حق پانی بند کریں تو وہ عدالت میں ناشی ہو گا لہذا
جواب سے مشرف فرماتے جائیں فقط۔

الجواب

اُس شخص پر فرض ہے کہ اُس عورت کو اپنے سے بھا کر لے اور یہ اس کا عذر جھوٹا ہے کہ میں کیا
کروں میرا روپیہ پنچوں کے پاس جمع ہے روپیہ جمع کر دینے سے زنا محال نہیں ہو سکتا ، اگر وہ اُسے نہ نکالے
تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے میل جول ترک کر دیں برادری سے خارج کر دیں اور اس میں ان پر کوئی مجرم
عائد نہیں ہو سکتا یہ کوئی قانون نہیں ہے کہ جو زانی کو اپنا حق پانی نہ دے وہ مجرم ہے اپنے حق پانی کا ہر شخص
کو اختیار ہے جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے اور اس صورت میں فقط وہی شخص مجرم نہیں بلکہ
ان پنچوں پر بھی شرعی الزام بشارت قائم ہے جنہوں نے اس کا روپیہ لے کر دیا اور عورت زنا کے لئے
اسے واپس دی وہ سب عذاب اللہ کے مستحق ہیں ان پر فرض ہے کہ اس کا روپیہ واپس دیں اور توبہ
کریں اور قدرت رکھتے ہوں تو عورت کو اس سے بھڑا کر اس کے شوہر کے پاس بھیج دیں ۔ واللہ
تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ احمد الدین مقام کپ بوند شعبہ ۱۲ سوال المکرم ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متبعی اسی مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد میں پیش امام ہے
اور عام لوگوں نے یہ شہرت دی ہے کہ زید نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور جب حلیفہ شہادت

لی گئی تو عینی شہادت کوئی نہیں دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے سنا ہے اور اس سے پوچھو تو وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے سنا ہے عینی شہادت کوئی نہیں بیان کرتا ہے ایسی صورت میں بعض اشخاص نے زید کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے اگر احتیاطاً ایسی حالت میں زید سے توبہ و استغفار کرائی جائے تو اس کی امامت درست ہوگی یا نہیں اور عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب تک علماء قوی نہ دیں گے تو ہم اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے آیا ایسی حالت میں وہ توبہ و استغفار کرے اور پھر نماز پڑھائے تو زید کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ اور زنا پر عند الشرائع شریف کے گواہوں کی ضرورت ہے اور وہ کیسے ہوں؟ فقط

الجواب

مسلمان پر یہ گمانی حرام ہے۔

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم
اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچ کر یہ یاد رکھو کہ کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ہے۔
گمان گناہ ہیں۔ (ت)

خاص معائنہ کے چار گواہ مرد ثقہ متقی پر مبنی گارڈ کار ہیں بغیر اس کے جو اسے تہم زنا کرے گا طرعا استی کوڑوں کا مستحق ہوگا، زید کی امامت میں کوئی حرج نہیں اور توبہ و استغفار مسلمان کو ہر حال میں چاہیے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ محمد لکھنؤ سوداگر پارچہ المارۃ متصل جامع مسجد کارخانہ بازار ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
بڑے زانی کی کیا سزا ہے حالانکہ اس کی جوانی اور تندہ ست بی بی اُس کے پاس موجود ہو اور وہ ایک مشرک سے زنا کرے۔ جتو اتو جردا۔

الجواب

زنا کی سزا آخرت میں عذاب ہے اور دنیا میں حد ہے جس کا سلطان اسلام کو اختیار ہے
حدیث میں ارشاد ہوا،

اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ دشمن تین شخص ہیں، مقلس حکیم اور بڑھائی اور
جھوٹ بولنے والا بادشاہ علیہ
واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲/۴۹ القرآن الکریم

۱/۱۱ مکتبہ معجم کتب الایمان باب بیان غلط تحریم اسبہال الاذکار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی

کرا، کمال حدیث ۳۲۹۳۵ مکتبہ الرسالہ بیروت ۵۹/۱۶

مسئلہ از امر قمر سید بڑے شاہ صاحب ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ

جنہوں نے دنیا کاری اور ناچنا گانا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے بلکہ مشد کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس فعل شنیع پر اصرار کئے بیٹھے ہیں اور اسی پر اُن کی عمر گزرتی ہے اور اسی دنیا کی آمدنی پر اُن کا کھانا پینا پہننا اور تمام امور ہوتے ہیں اہل اسلام کو اُن کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے ان کے ساتھ میل جول بات چیت کرنا ان کے یہاں سے کچھ کھانا پینا یا ان کی خیرات صدقات سے کچھ حاصل کرنا یا اُن کا کوئی کام کرنا اس کی اجرت لینا یا اُن کا جنازہ پڑھنا یا شریک جنازہ ہونا یا انہیں غسل دینا یا اُن کے ہاتھ کوئی چیز اس آمدنی کے عوض فروخت کرنا یا ان سے خریدنا وغیرہ وغیرہ شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب

ان سے میل جول نہ چاہئے،

قال الله تعالى واما ينسبك الشيطان فلا
تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اگر تمہیں شیطان کسی بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آجائے کہ بعد کسی ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (ت)

بلکہ اور بہت فاسقوں سے اس بارے میں ان کا حکم اشد ہے کہ ان سے ملنے میں آدمی متہم ہوتا ہے اور موضع تمت سے بچنے کا حکم تو کہ ہے۔ حدیث میں ہے،

من کانت یؤمن بالله و الیوم الآخر
فلا یقفن مواقع التہم۔
جو کوئی اللہ تعالیٰ اور دن قیامت پر یقین رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ مقامات التہم میں نہ ٹھہرے۔

زندہ دنیا پر جو مال حاصل کیا جاتا ہے وہ ان لوگوں کی ملک نہیں ہوتا اُن کے ہاتھ میں مثل مفسوب ہوتا ہے کما صرح بہ فی الفتاویٰ العالمگیریہ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور دوسرے فتاویٰ میں اس کی تصریح کر دی گئی ہے۔ ت) نہ اس کا اجرت میں لینا جائز نہ کسی چیز کی قیمت میں لینا جائز، صدقہ و ہدیہ تو دوسری بات ہے بلکہ وہ جو کچھ کسی فقیر کو دے اُسے خیرات کہنا حرام ہے اُس پر امید نہ رکھنے کو علماء نے کفر لکھا ہے، اور جو مال بعینہ انہوں نے ان حرام افعال کے عوض حاصل کیا اس کا خریدنا بھی حرام، اس کا کھانا بھی حرام، ان اگر یہ مال انہوں نے خریدا ہو اگرچہ اپنے زیر حرام سے اور اس پر

لے القرآن الکریم ۶/۶۸

لے مراقی الفلاح علی ہاشم عاشرہ مطہری باب اور اک الفریضۃ نور محمد کاغانہ کراچی ص ۲۴۹

مقتد و نقد تبیع نہ ہوتے ہوں یعنی یہ نہ ہوا ہو کہ وہ حرام روپیہ دکھا کر کہا کہ اس کے عوض دے دے اور وہی روپیہ شمن میں دے دیا کہ تو نے تو جو کچھ وہ خریدی وہ بھی حرام ہے علی ما قالہ الامام الکونین وعلیہ الفتوی (اس بنا پر جو کچھ امام کونین علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا اور اسی پر فتویٰ ہے ۔ ت) ہاں اگر توں ہوا مثلاً گنا ایک روپیہ کی فلاں چیز دے دے اس نے دے دی اس نے اپنا زبردست شمن میں دیا تو اگرچہ اسے شمن میں صرف کرنا حرام تھا مگر جو چیز خریدی وہ حرام نہ ہوئی ایسی خریدی ہوتی چیز کا اُن سے خریدنا جائز ہے اور ناج و غیرہ اس طور پر خرید کر بچایا ہو تو اس کا کھانا بھی حرام نہیں مگر ان کے یہاں کھانا پینا ویسے ہی منوع ہے ۔ رہا جنازہ اور اس کی نماز، اگر یہ لوگ مسلمان ہوں تو ضرور فرض ہے ، حدیث میں ارشاد ہوا :

الصلوة واجبة علی کل مسلم ۱ تم پر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز فرض ہے
یصوت براکان او فاجرا وان هو عمل وہ نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ
الکبائر کیے ہوں ۔

مگر اس قسم کے ہمیشہ ور لوگ ہیں ان کا ایمان سلامت رہتا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے اُن کے یہاں کی رسم شنی گئی ہے کہ جب لڑکی سے اول بار زنا کرتے ہیں اُسے تو لسن بناتے ہیں اور نیا زولاستے ہیں اور مبارک سلامت ہوتی ہے ایسا ہے تو یقیناً وہ سب کافر ہو جاتے ہیں اُن پر نماز حرام اُن کے جنازہ کی شرکت حرام ۔ فسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم ۔

۱۰۳ مسئلہ از دہ بابوں کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم صاحب مدرس مدرسہ
۶ شعبان ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

(۱) زید نے بکر کو زنا کی تمت لگائی ۔

(۲) ایک عورت زانیہ اپنے گناہ سے ایک عالم متدین کے ہاتھ پر تائب ہو گئی ہے لیکن اب بھی چند ایک آدمی اسی کی برادری میں سے اس کو گزشتہ گناہ کے ساتھ غسوب کرتے ہیں اور میرا بھگ کر اس کو اس کے خاوند کے گھر میں آباد نہیں ہونے دیتے حالانکہ اس کا خاوند اس کے

آباد کرنے میں راضی ہے، ایسے اشخاص کے واسطے از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟

الجواب

(۱) مسلمان کو زنا کی تہمت بے ثبوت شرعی لگانے والا فاسق، مردود الشہادۃ، اشی کوڑوں کا شرعاً سزاوار ہے یہاں دنیا میں نہیں ہو سکتے آخرت میں استحقاق عذاب تار ہے۔

(۲) گناہ سے توبہ کرنے والے کو اگلے گناہ سے عیب لگانا سخت حرام ہے ایسے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ کا مرتکب نہ ہو۔

آخریہ الترمذی وحسنہ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من غیر اخاء بذنب لم یبت حق یصلہ قال المناوی المراد من ذنب قد تاب منه کما فسر لہ ابن مزیع رحمہ اللہ، و قد جاء کذا مقیداً فی روایۃ ذکرہا فی المشوۃ قالہ فی الحدیقة الندیۃ۔

امام ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرمائی جبکہ امام ترمذی نے اس حدیث کی تحسین فرمائی، جو کوئی اپنے بھائی کو کسی گناہ پر عار دلاتے وہ نہ مرے گا مگر جبکہ خود اس گناہ کا مرتکب ہو۔ امام مناوی نے تفسر فرمایا کہ حدیث پاک میں گناہ سے وہ گناہ مراد ہے جس سے کرنے والے نے توبہ کر ڈالی، جیسا کہ ابن مزیع نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ذنب کے ساتھ قید مذکور ہے جس کو شرط الاسلام میں نقل فرمایا، چنانچہ حدیقہ ندیہ میں اس کو بیان فرمایا۔ (ت)

اور زنی و شرمیں جذباتی ڈانٹ شیطان کا کام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لیس منہا من خیب امرأة علیٰ نرجسہا وہ آدمی ہم میں سے نہیں کہ جو دخا بازی سے عورت
سوا والا ابو داؤد والحاکم بسند کو شوہر کے خلاف کرے۔ ابو داؤد اور حاکم نے

لے جامع الترمذی ابواب صفۃ القیامۃ امین کینی دہلی ۴۲/۲
لے التیسیر شرح جامع الصغیر تحت حدیث من غیر اخاء الا مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۴۳۲/۲
لے سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی من خیب علوک الا آفتاب عالم پریس لاہور ۴۳۶/۲
المستدرک للحاکم کتاب الطلاق دار الفکر بیروت ۱۹۹/۲
معجم الاوسط للطبرانی حدیث ۸۰۱۸ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۲/۹

صحیح عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الصغیر
عن ابن عمر و فی الادسط کابی یعنی الراوی
بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہم - واللہ تعالیٰ اعلم۔

صحیح سند سے اس کو حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا
اور امام طبرانی نے صحیح صغیر میں عبد اللہ ابن عمر سے
اور صحیح ادسط میں ابویعلیٰ کی طرح صحیح سند سے عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۵: از تاحہ دوارہ ریاست اودیپور ملک میواڑ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صاحب علم اہل دینی سے
واقف ہیں مگر وہ شخص نہ کبھی رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور نہ کبھی نماز پڑھتے ہیں، جسد کے
روز بطور ریاکاری مسجد میں آنکر جہاد کرتے ہیں تو ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے، اس شخص کو کیا کہنا
چاہئے، اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا لازم ہے؟ اس کا جواب مع حدیث و فقہ کے مرقوم
فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

الجواب

وہ شخص سخت فاسق فاجر مستحق جہنم ہے، مسلمانوں کو اس سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۰۶: از پوسٹ آفس موضع شرشدی ضلع لاکھنؤ کمالی بنگال مرسلہ سید عبد الرحمن صاحب
یکم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

قبلہ من مدظلہ بعد سلام و قد ہوئی عرض ہے ایک شخص نے چار پاسے دہلی کیا اس پر ایک عالم نے
کہا کہ تم اتنے روپیہ بطور زجر کے ادا کرو تا کہ آئندہ کوئی آدمی ترکیب گناہ نہ ہو اس سے روپیہ لے کر مسجد کے لئے
چٹائی خرید کر دیا گیا اب وہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ بیتنوا (بیان فرمائیے۔ ت) فتویٰ کی عبارت ذرا
لہا اور فتویٰ لہا ہونے سے عوام زیادہ اعتبار کرتا ہے، چونکہ اس دہلی کے لئے کفارہ کا حکم نہیں ہے اگر
کفارہ ہوتا بیشک غریب کا حق تھا یہ روپیہ زجر یا عبرت لایا گیا ہے اور وہ نیک کام میں صرف کیا گیا بعض
اس پر معترض ہیں، امید ہے حضور عالی جس طرح درست ہو ایسا تحریر فرما کر ایک فتویٰ بہت جلد پرننگ
روانہ فرمادیں، چار پاسے کو حسب شرع جیسا کرنا ہے اس پر کوئی معترض نہیں صرف اس سے
جو روپیہ لیا گیا اس کو مسجد میں صرف کیا گیا ہے اس پر اعتراض ہے کہ کفارہ مسجد میں خرچ نہیں ہو سکتا ہے
جناب عالی! حسب مناسب سوال تحریر فرما کر اس کے جواب جواب بدیل کتب فقہ تحریر فرما کر بہت جلد روانہ
پرننگ کریں تاکہ دفع فساد ہو بہت جلد درکار ہے جس طرح درست ہو مسجد کے لئے خرچ کرنا درست ہے تحریر

فرمادیں کیونکہ اس کام میں کفارہ واجب نہیں ایک روپیہ بطور استادی خدمت کے روانہ کیا جاتا ہے دس پانچ عالم کا ہر دستخط کرا دین سوال جس پر اس میں حضور تجویز کریں مگر وہ روپیہ مسجد کے خرچ میں درست ہونا درکار ہے حضور توجہ العلوم میں جن کا اسم گرامی تمام جہان میں مشہور ہے پر نگہ روانہ کرنے سے جلد مل جائے گا مگر نفاذ پر کاتب کا نام ضروری ہے ورنہ ڈاک والا روانہ نہیں کرتا ہے۔

الجواب

وہ روپیہ کہ اس شخص سے زبردیا گیا حرام ہے کہ تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل حرام ہے تنویر الابصار میں ہے،

التعزیر تأدیب دون الحد و اکثره تسعة و ثلاثون سوطا و یکون به و بالصفحة لا باخذ مال فی المذہب۔
تعزیر ادب سکھانا ہے جو حد سے کم سزا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ اثنائیس کوڑے ہیں اور یہ کوٹھے یا کچے مارنے سے ادا ہوتی ہے۔ معتد مذہب میں اس میں مال لینا نہیں۔ (دست)

بجواز التمی و در مختار و رد المحتار میں ہے،
اغادی البزازیة ای معنی التعزیر باخذ المال علی القول به اصالح ثوب من ماله عنه مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه لایست یاخذ الا الحاکم لنفسه او لبيت المال کما یتوهمه الظلمة اذ لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغير سبب شرعی وفي شرح الآمان (للامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ) التعزیر یا المال کان فی ابتداء الاسلام ثم فسخت

خداوی بزازیہ میں یہ افادہ پیش فرمایا کہ مال لے کر تعزیر قائم کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ مجرم کے مال میں سے کچھ مدت کے لئے مال حاکم اپنے پاس رکھ لے تاکہ وہ جرائم سے باز آجائے، پھر سزا صرف جانے پر حاکم وہ مال اس کو لوٹا دے یہ مطلب نہیں کہ حاکم اپنی ذات کے لئے یا بیت المال کے لئے مالی جرمانہ اس سے وصول کرے جیسا کہ بعض ظالموں نے دہم کیا ہے کیونکہ مسلمانوں میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی سبب شرعی کے کسی کا مال حاصل کرے۔ اور شرح آثار لام خداوی و تراجم تعالیٰ میں ہے کہ مال تعزیر شروع اسلام میں تھی پھر منسوخ ہو گئی۔ (دست)

مسجد میں اُن کا لینا اور استعمال کرنا اور ای پر نماز پڑھنا سب درست ہے اُنس میں کچھ حرج نہیں، عقد و نقد جمع ہونے کے یہ معنی کہ وہی خبیث روپیہ بائع کو دکھا کر کہا ہو کہ اُس روپے کے بدلے چٹائیاں دے دے، یہ اُس روپیہ پر عقد ہوا پھر وہی روپیہ ثمن میں دے دیا گیا ہو یہ اُس روپے کا نقد ہوا، ظاہر کہ یہاں خرید و فروخت میں ایسا بہت نامدر ہے غالباً چیز مانگتے ہیں کہ ایک روپیہ کے یہ دے دو پھر زبر ثمن ادا کرتے ہیں یہ اگر اُس مال خبیث سے ہوا ہو تو اُس کا صرف نقد ہوا اس پر عقد نہ ہوا اور اس صورت میں ان چٹائیوں میں کوئی خباثت نہ آئی اور مسجد ران کا وقت صحیح ہو گیا اور وہ دینے والے کو واپس نہیں دی جا سکتی جب تک مسجد میں قابل استعمال رہیں۔ تذویر الابصار میں ہے،

بغصب عبداً و آجره تصدق بالغلۃ کما
لو تصرف فی الغصبوب والودیعة و ربح اذا
کان مستفیذاً بالاجارۃ او بالشراء بدراهم
الودیعة او الغصب و نقدھا وان اشترى
الیھا و نقد غیرھا او الی غیرھا او اطلق
و نقدھا لا یدیفق لیه

جیسا کہ اگر کسی نے کوئی غلام غصب کیا (یعنی کسی سے
اُس کا غلام زبردستی چھین لیا) پھر اسے مزدوری
پر لگایا (اور ٹھیکہ پر دیا) اور غلہ ہو تو پھر اجرت
اور غلہ دونوں خیرات کہنے جیسا کہ کسی نے غصب کر
چیز یا امانت میں (بغیر اجازت مالک) کچھ تصرف
کیا (بائیں طرک کہ اُسے فروخت کر دیا) اور اس

سے نفع کمایا، اگر وہ متعین ہو، اور اس کے تعین کی صورت اشارہ ہے اور امانت یا غصب کردہ دراہم
سے اسے خریدنا ہے (یعنی عقد اور نقد دونوں میں زبر حرام جمع ہو تو پھر وہ خرید کردہ چیز حرام ہوگی، پس
اس کا استعمال کرنا جائز نہ ہوگا) (پس تعین بلا اشارہ اور خرید میں وہی حرام نقدی ہو تو اس کا اصل شدہ
نفع کو خیرات کر لے) اور اگر اوپر والی صورت نہ کوہ نہ ہو تو پھر اس کی تین صورتیں ہیں،

- ۱۔ عقد کے وقت زبر حرام کی طرف اشارہ کیا مگر ادائیگی کے وقت کوئی اور نقدی دے دی۔
- ۲۔ بوقت عقد کسی اور مال کی طرف اشارہ کیا مگر ادائیگی کے وقت وہی مال حرام دے دیا۔
- ۳۔ عقد کرتے وقت ثمن میں اطلاق (یعنی بغیر کسی قید و نگاہ کے کہہ دیا کہ اتنی رقم کی فلاں چیز
دے دو) لیکن ثمن دیتے وقت وہی زبر حرام دے دیا۔

پس ان تینوں صورتوں میں خیرات نہ کرے (کیونکہ حرامت نہیں پیدا ہوئی، جیسا کہ ظاہر ہے)
اور اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے ،

وبہ یفتی قالہ فی الذخیرۃ وغیرہا
کما فی القہستانی ومشی علیہ فی الفرس
والمختصر والوقایۃ والاصلاح والیعقوبیۃ
عن المحیط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور یہی قول قابل فتویٰ ہے ، چنانچہ ذخیرہ وغیرہ
میں بھی ارشاد فرمایا جیسا کہ جامع الرغز (۱) قہستانی
میں مذکور ہے۔ الغرر، المختصر، الوقایہ اور الاصلاح
میں یہی روشیں اور طرز اختیار فرمائی۔ اور یعقوبیہ
میں المحیط سے یہی قول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

آداب

مجلس وعظ، مسجد، قبلہ، اذان و اقامت، تلاوت، سجدۂ تلاوت، درود و سلام
خطبہ، اوراد و وظائف، عملیات، سفر، استخارہ، فال، جماع،
سفارش، مصحف، کتب اور سونے وغیرہ امور سے متعلق آداب

مشائخ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
لَا يَسْتَهْزِئُ بِالْآيَاتِ الْمُنِيرَاتِ اے نہ چھوئیں مگر پاکیزہ لوگ۔ (ت)
اور بعض علماء چار پائی پر لیٹے یا بیٹھے ہوتے ہیں اور لڑکے کتابیں لے کر جہن میں بسم اللہ شریف و
دیگر آیات قرآنیہ پڑھتی ہیں نیچے چٹائی پر بیٹھے رہتے ہیں، پس یہ فعل کیسا ہے؟ اور وہ کتابیں قابلِ تعظیم
ہیں یا نہیں؟ اور شروع پر بسم اللہ لکھنے سے کلام اناس ہو جاتی ہے یا کلام اللہ؟ بیعتنوا
توجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

ہمارے طائر تصریح فرماتے ہیں کہ نفس حروف قابل ادب میں اگرچہ مجرا جملہ لکھے ہوں جیسے تختی یا دھلی پر خواہ اُن میں کوئی بُرا نام لکھا ہو جیسے فرعون، ابوجہل وغیرہ۔ تاہم حروف کی تعظیم کی جائے اگرچہ ان کا فرد کا نام لائقِ امانت و تذلیل ہے۔

فی الہندیۃ اذ کتب اسم فرعون او کتب
ابوجہل علی غرض یکوہ ان یرموہ الیہ
لان لتلك الحروف حرمة کذا فی
السراجیۃ بلہ

فتاویٰ ہندیہ میں ہے جب فرعون اور ابوجہل وغیرہ کے نام کسی غرض کے لئے لکھے جائیں تو مکروہ ہے کہ انہیں کہیں پھونک دیں اس لئے کہ ان حروف کی عزت و توقیر ہے جیسا کہ "سراجیہ" میں مذکور ہے (ت)

اور تصریح فرماتے ہیں کہ کتاب پر دوات رکھنا منع ہے مگر جب نیکتہ وقت ضرورت ہو، درمختار میں ہے کتاب پر دوات رکھنا مکروہ ہے مگر جبکہ نیکتہ کی حاجت ہو تو اس وقت ایسا کرنا جائز ہے احملخصاً۔ ردالمحتار میں مصنف درمختار کے قول "الا للکتابۃ" کے ذیل میں فرمایا ظاہر ہے کہ جب تک رکھنے کی ضرورت ہو اس وقت تک اجازت ہے (ت)

اور تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کسی صندوق یا الماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب یہ ہے کہ اُس کے اوپر کپڑے نہ رکھے جائیں۔ فی العالمگیریۃ،

حافوت اوتابوت فیہ کتب فالادب امن
لا یضم الثیاب فوقہ لکھ

کسی صندوق یا الماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ان پر کپڑے نہ رکھے (ت)

۳۲۳/۵	نورانی کتب خانہ پشاور	باب الخامس	کتاب الکراہیۃ	لہ فتاویٰ ہندیہ
۳۳/۱	مطبع مجتہبائی دہلی	کتاب الطہارت		لہ درمختار
۱۱۹/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت			لہ ردالمحتار
۳۲۲/۵	نورانی کتب خانہ پشاور	باب الخامس	کتاب الکراہیۃ	لہ فتاویٰ ہندیہ

تو کونکر ادب ہو گا کہ کتابیں نیچے رکھی ہوں اور آپ اوپر بیٹھیں کیا ایسے لوگوں کو بے ادبی کی شامت سے
خوف نہیں تروٹ تھی خود کلام اللہ ہیں کہ ہر د علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے،

کما فی مراد المحتار للعلامة الشامی عن سیدی عبد الغنی التابلسی عن کتاب
الاشعارات فی علم القراءات للامام القسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔
جیسا کہ علامہ کے فتاویٰ شامی میں سید عبد الغنی
تابلسی کے حوالے سے "کتاب الاشارات فی
علم القراءات" میں امام قسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ
سے مروی ہے۔ (ت)

البتہ کتب دینیہ کو بے وضو ہاتھ لگانے کے بارے میں علماء مختلف ہیں بعض علماء مطلقاً جائز
فرماتے ہیں اور بعض مطلقاً مکروہ اور بعض تفصیل کرتے ہیں کہ کتب تفسیر میں مکروہ اور غیر میں جائز بشرطیکہ
اُن میں جہاں کوئی آیت لکھی ہو خاص اُس پر ہاتھ نہ رکھے کہ اُس کی ممانعت میں کوئی کلام نہیں اور یہی
تفصیل زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے،

فی مراد المحتار الاظہار والاحوط القبول الثالث اعم کراہتہ فی التفسیر ودون
غیرہ الخ وتسامحہ فیہ عن السراج عن الايضاح لا یجوز من موضع القراء
منہا الخ۔
رد المحتار (فتاویٰ شامی) میں ہے کہ زیادہ ظاہر
اور زیادہ احتیاط تیسرے قول میں ہے یعنی
کتب تفسیر کو بے وضو ہاتھ نہ لگانا جبکہ دوسری
کتابوں کو ہاتھ لگانے میں کراہت نہیں الخ،
اور اس کی پوری بحث رد المحتار میں سراج

بواسطہ الايضاح سے منقول ہے کتابوں میں جہاں قرآن مجید کا کوئی حصہ لکھا ہو وہاں ہاتھ لگانا جائز
نہیں الخ (ت)

اور بسم اللہ کہ شرح پر لکھتے ہیں غالباً اُس سے تبرک و افتتاح تحریر مراد ہوتا ہے نہ کہ بت آیات
قرآنیہ، اور ایسی جگہ تغیر قصد سے تغیر حکم ہو جاتا ہے ولہذا جنبہ کو آیات دعا و ثنا نہایت مستردان
بلکہ بہ نسبت ذکر و دعا پڑھنا جائز ہے،

فی الدر المختار لموقع الدعا والثناء، ودر مختار میں ہے اگر تسمیہ وغیرہ سے دعا، ثناء،

رد المحتار	کتاب الطہارۃ	دار احیاء التراث العربی بیروت	۱/ ۱۲۰
۵	"	" " " "	۱/ ۱۱۹
۵	"	" " " "	۱/ ۱۵۹ و ۱۵۹

او اقتتاح امرحل فی الاصح حتی لو قصد
بالفاتحة الشفاء فی الجنائزۃ لم یکرہ الخ
ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یا کسی کام کے شروع کرنے کا ارادہ کیا جائے تو
زیادہ صحیح قول میں جہی اس کو پڑھ سکتا ہے
یہاں تک فرمایا کہ نماز جنازہ میں فاتحہ سے شمار
کا ارادہ کیا جائے تو نماز جنازہ میں فاتحہ کا پڑھنا مکروہ
نہیں الخ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و حامیانِ شریعتین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص متدین متبع سنت رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پارہائے کتب فرسودہ قرآن شریف اور قواعد فقہی اور قواعد ایجاد کو جو لاکھوں کے
دست مالش سے پٹھے ہوئے تھے اس مصیبت سے کہ ان کی بے ادبی نہ ہو اور پاؤں کے تلے نہ آئیں پڑھنے
قصد توہین کے بسند حدیث بخاری کے جواب جمع القرآن میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مردی ہے۔

امر بما سواہ من القرآن فی محل صحیفۃ
او مصحف ان یحرق ینہ

قرآن مجید کے سچے سچے متعارف نسخہ کے علاوہ باقی
ہر صحیفہ یا مصحف موجود تھا سب کے متعلق خلیفہ سوم
نے بلا دے جانے کا حکم جاری کیا۔ (ت)

اُن کو جلا دیا آیا یہ شخص اہل سنت کے نزدیک بظاہر مصیبت و سند مذکور و اولہ شریعہ کے صواب پر ہے یا غلط
پر؟ کتب معتبرہ سے جواب فرمائیں۔ بیّنات و جوا۔

الجواب

احراق مصحف بوسیدہ و غیر قطع علماء میں مختلف فیہ ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ جائز نہیں،
فتاویٰ عالمگیری میں فرمایا گیا جب مصحف پرانا ہو بوسیدہ
ہو جائے اور وہ پڑھے جانے کے لائق نہ رہے تب
مھی اسے آگ میں نہ جلا دیا جائے۔ چنانچہ
امام محمد شیبانی نے سیر کبیر میں اس کی طرف اشارہ

قل فی الفتاویٰ عالمگیریۃ المصحف اذا
صار خلقاً و تعدت القرادۃ منه لایحرق
بالنار اشہام الشیانی فی هذا
فی السیر الکبیر و مبہ

کما فی الدر المختار المکتب الحق لا ینتفع بهما
 یحیی عنہما اسم اللہ وملتکته ورسوله
 و یحرق الباقی ۱۰ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ
 عزا سہ اتم۔

در مختار میں ہے وہ کتابیں اور کاغذات جن سے
 فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ان سے اللہ تعالیٰ
 اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کے مقدس
 نام کسی طرح شکر باقی حصہ جلا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ

خوب جانتا ہے اور اس کا علم سب سے زیادہ مکمل ہے جس کا نام غالب اور باعزت ہے (ت)
 ۱۰۹ سلمہ از او جین محلہ مرزا داؤدی مرسلہ شیخ آفتاب حسین و شیخ حامد علی صاحبان ۲۱ محرم الحرام ۱۳۱۵
 بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب
 العالمین والصلوة والسلام علی سہ سولہ
 محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ کے مقدس نام سے شروع کرنا جو بحدہ رقم کرنے
 والا مہربان ہے۔ سب تعریف اس اللہ تعالیٰ
 کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور

ورود و سلام اس کے رسول مقبول پر ہو اور ان کی تمام اولاد اور ساتھیوں پر۔ (ت)
 اما بعد گزارش خاکساریہ کہ چند مسئلہ کتب فقہیہ امام اعظم صاحب علیہ الرحمۃ مثل ہدایہ و شرح وقایہ
 و فتاویٰ قاضی خاں و در مختار و رد المحتار و فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ برہنہ و فتاویٰ سر اجیہ خلافت مدینہ
 رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہجملہ مسائل خلافہ کے ایک یہ مسئلہ اس میں ملکا ہے کہ قرآن شریف
 کی آیت کا پیشاب سے لکھنا جائز ہے میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں یہ عبارت کتب مذکورہ میں ہے
 یا اتمام؟ اس کے حق میں کیا حکم ہے؟ بیان فرمادیں۔ (محمد رفیع الدین)

الجواب

الحمد للہ رب العالمین و افضل الصلوٰۃ
 و اکمل السلام علی سید المرسلین
 سیدنا و مولانا محمد و آلہ
 واصحابہ و عتداء امتہ و
 مجتہدین ملتہ اجمعین
 آمین۔

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پرورش
 کرنے والا ہے تمام جہانوں کی، اور سب سے بہتر
 پروردگار سب سے کامل سلام رسولوں کے سردار
 پر ہو جو ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 و آلہ وسلم ہیں۔ اور ان کی آل، اصحاب، علمائے
 امت اور مجتہدین مذہب ان سب پر (بالواسطہ)
 ورود و سلام ہو۔ آمین۔

اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے کہتا ہوں۔ ت) معترض نے اس

جہارت میں متعبد طور پر دھوکے دینے سے کام لیا ہے۔

اولاً ایہام کیا کہ ہدایہ وغیرہ سب کتب مذکورہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے، حالانکہ نہ ہدایہ میں اس کا پتا نہ شریح و قایہ میں نشانی، نہ رد المحتار میں وجود نہ عالمگیری میں ذکر قبول موجود۔ یہ سب معترض صاحب کی مغالطہ دہی ہے۔ فتاویٰ برہنہ فقیر کے پاس نہیں، نہ وہ کوئی معتبر کتابوں میں معدود۔

ثانیاً سراجیہ میں اس کے بعد صراحت لکھی لیکن لہو نقل مگر یہ منقول نہ ہوا۔ اسی طرح رد المحتار میں نقل فرمایا، تو ان کی طرف حکم جواز کی نسبت کر دینی محض اقرار ہے حکم کسی شرط پر مشروط کر کے وجود شرط حکم کو تسلیم نہ کرنا ہے نہ کہ حکم دینا کہ لای یخفی علی جاہل فضلہ عن فاضل (جیسا کہ کسی ان پڑھ سے بھی پوشیدہ نہیں چوبائیکہ کسی فاضل سے پوشیدہ ہو۔ ت)

ثالثاً فتاویٰ قاضی خاں میں صاف بتا دیا کہ یہ مسئلہ نہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے نہ ان کے اصحاب کا، نہ شاگردان شاگرد کا، نہ شاگردان شاگرد کے کسی شاگرد کا، بلکہ شیخ ابوبکر اسکاف بلخی کا قول ہے کہ چوتھی صدی کے مشائخ سے تھے وہ بھی نہ اس طور پر جس طرح معترض نے بیان کیا جیسا کہ عنقریب آتا ہے تو اس کے باعث یہ ایہام کرنا کہ فقہ امام اعظم کا یہ حکم ہے صحیح فریب دہی ہے۔

ص ابعاً فتاویٰ قاضی خاں کی عبارت یہ ہے،

الذی ساءت فلا یرقادمہ فاساد	جس شخص کی تکسیر آئے کہ خون بند نہ ہو پھر اس نے
الذی یکتب یدمہ علی جہمتہ	اپنے خون سے قرآن مجید کا کوئی حصہ اپنی پیشانی
شیثامن القرأت قال ابوبکر	پر لکھنے کا ارادہ کیا ہو (تو شرفاً کیا حکم ہے) ابوبکر
الاسکاف رحمہ اللہ تعالیٰ	اسکاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنہ ۱۱۰۰
یحیونہ، قیل لو کتب بالبول، قال	جائز ہے۔ پھر ان سے پوچھا گیا اگر پیشاب سے
لوکانت فیہ شفاء لا بأس	لکھے (تو پھر کیا حکم ہے) فرمایا اگر اس میں شفا
بہ، قیل لو کتب علی جلد	معلوم ہو تو کچھ حرج نہیں۔ پھر کہا گیا کہ اگر مردار
میتہ، قال ان کانت فیہ	کی کھال پر لکھے، تو فرمایا اگر اس میں بھی شفا
شفاء حیثہ، وعن ابی نصر بن سلام	معلوم ہو تو جائز ہے۔ ابو النصر بن سلام

رحمہ اللہ تعالیٰ معنی قولہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام ان اللہ لم يجعل شفاءکم
فیما حرم علیکم انما قال ذلک
فی الاشیاء التي لا یكون فیہ شفاء
فاما اذا كانت فیما شفاء فلا یأثم
به قال الاثری انت العطشات
یحمل نہ شرب الخمر حال الاضطرار

رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ارشاد کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے
جو کچھ تم پر حرام فرمایا اس میں تمہارے لئے شفا
نہیں رکھی۔ کا مفہوم یہ ہے کہ یہ ان چیزوں سے
متعلق ہے جن میں فی الواقع شفا نہیں
لیکن جن میں شفا موجود ہے تو ان کے استعمال
میں کیا حرج ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ پیاسے
آدمی کیلئے اضطراری حالت میں شراب کا پینا
بھی حلال ہے۔ (د ت)

اس عبارت سے واضح کہ فقیہ ممدوح سے اس حالت کا سوال ہوا تھا کہ کسی کے دماغ سے ناک
کی راہ خون جاری ہے اور کسی طرح نہیں تھمتا اس حالت میں اس کی جان بچانے کو اگر خون یا بول
سے لکھیں تو اجازت ہے یا نہیں؟ فقیہ موصوف نے فرمایا کہ اگر اس سے شفا ہو جانا معلوم ہو
تو مضائقہ نہیں، اور اس کی نظیر بتائی گئی کہ پیاسے سے جان جاتی ہو اور سوا شراب کے کوئی چیز
موجود نہیں یا بھوک سے دم نکلتا ہو اور سوا مردار کے کچھ پاس نہیں تو اس وقت بمقدار جان بچانے
کے شراب و مردار کے استعمال کی شرع مطہر نے رخصت دی ہے تو فقیہ موصوف کا یہ حکم حقیقتہً یستبین
شرطوں سے مشروط تھا؛

اقل یہ کہ جان جانے کا خوف ہو، جیسا کہ عبارت قاضی خان فلاہر قادمہ (اس کا
خون بند نہ ہو۔ ت) سے ظاہر ہے اور اسی رد المحتار میں کہ اس کا نام بھی معترض نے لگن دیا۔
عبارت یوں ہے؛

فصل ما فی العادی القدری اذا سال
الدم من الف انسان ولا ینقطع حتی
یخشی علیہ الموت ینہ
(عاوی قدسی میں تصریح فرمائی) یعنی خون ناک
سے جاری ہے اور نہیں تھمتا یہاں تک کہ اس
کے مرجانے کا اندیشہ ہو۔

دوم اسس تدبیر سے شفا ہو جانا بھی معلوم ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں لو کان فیہ شفاء (اگر اس میں شفا معلوم ہو۔ ت) سے ظاہر۔ اور اسی رد المحتار میں بعد عبارت مذکور ہے: وقد علم انه لو كتب ينقطع بتحقيق معلوم ہو کہ یوں لکھا جائے تو خون منقطع ہو جائے گا۔ سوم اسس کے سوا کوئی اور تدبیر شفا نہ ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں حال الاضطرار سے ظہر، اور اس رد المحتار میں ہے:

فی النہایۃ عن الذخیرۃ یجوز ان علم جائز ہے کہ اس سے شفا ہو جانا معلوم ہو اور دوسری کوئی دوا نہ معلوم ہو۔

اسی میں ہے:

هذا المصرح به فی عبارة النہایۃ کما مر وليس فی عبارة المحامی الا انه یفاد من قوله کما رخص الزلازل حل الخمر والمیتۃ حیث لم یوجد ما یقوم مقامهما۔

عبارت نہایت میں یہ تصریح کی گئی جیسا کہ بیان گزر چکا، لیکن عبارت حاوی قدسی میں یہ تصریح موجود نہیں مگر یہ کہ اسس کے قول "کما رخص" سے افادہ کیا جائے الخ اس سے کہ شراب اور مردار (دوان) حلال ہیں جہاں کوئی نعم البہل نہ پایا جائے لہذا بصورت دیگر وہ حلال نہیں۔ (ت)

اہل انصاف غور کریں کہ جو حکم ان تین شرطوں کے ساتھ مشروط ہو جن کے بعد اسس میں اصلاً استدلال نہیں کہ الضرورات تبیح المحظورات (ضرورتیں منوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ ت) شرع و نقل و عرف سب کا مجمع علیہ قاعدہ ہے ان تمام سشدانہ کو اگر مطلقاً یوں کہہ دینا کہ ان کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی آیت کا پیشاب سے لکھا جائز ہے کون سی ایمان و امانت و دین و دیانت کا مقتضا ہے یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کافر نصرانی یہودی بکے دے کہ قرآن مجید میں سورہ کھانا حلال لکھا ہے

۷۸۰/۴	فولکشور لکھنؤ	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱
۷۸۰/۴	فولکشور لکھنؤ	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱
۷۸۰/۴	فولکشور لکھنؤ	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱
۷۸۰/۴	فولکشور لکھنؤ	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱	۱۲۰/۱

اور ثبوت میں یہ آیت پیش کرے کہ :

فمن اضطر غیر باغ ولا عدا فلا اثم علیہ یلہ
 پھر جو کوئی بیقرار ہو گیا بشرطیکہ بغاوت اور زیادتی کو ترک کر دے
 نہ ہو تو اس پر (مذکر کھالینے کا) کوئی گناہ نہیں (ت)
 یا کوئی مرد و دیوچری یوں بھگ مارے کہ کفر کے بدلہ بولنا اللہ تعالیٰ نے جائز فرما دیا ہے اور سند میں
 یہ آیت سناوے کہ :

الامن اکبرہ و قلبہ مطمئن
 بالایمان یلہ

مگر اس کو کفر کفر کرنے کی اجازت ہے کہ جس کو مجبور
 کیا جائے جبکہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو (ت)
 ان مغتری کذابوں سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن عظیم نے تو شہر کھانا اور کلمہ کفرینا قطعی حرام کئے ہیں
 یہ تیرا محض افتراء بہتان ہے، ہاں دم نکلتا ہو اور کچھ اور میسر نہیں تو جان بچانے کو حرام چیز کھانے کی اجازت
 دینی یا کوئی ظالم بغیر کفر کے ظاہر کئے مارے ڈالتا ہو یا آنکھیں پھوڑتا یا ہاتھ پاؤں کاٹتا ہو تو دل میں حسناص
 ایمان کے ساتھ تحفظ جسم و جان کے لئے کچھ ظاہر کرنے کی رخصت فرمائی یہ قطعاً حق و حین رحمت و مصلحت ہے اور
 اسے تیرا اس طور پر تعبیر کرنا یقیناً بہتان و صریح شرارت و خباثت ہے بعینہ یہی جواب ان غیر عقلمند صاحبوں
 کے اعتراض کا بھی لیجئے۔

خاصاً فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ اگر اللہ عز و جل نذر غارتہ وقت شناس نصیب فرمائے
 تو عند تحقیق اس کلام علماء کا مرجع و مال صاف ممانعت ہے نہ تجویز و اجازت کہ وہ شرط فرماتے ہیں کہ جب
 اس سے شفاء ہو جائے معلوم ہو حالانکہ اس علم کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اگر علم بمعنی یقین لیجئے جب تو ظاہر کہ
 یقین تو ظاہر و واضح و مجرب و معقول اثر و ادول میں بھی نہیں نہایت کار ظن ہے۔ اسی رد المحتار
 میں ہے :

قد علمت ان قول الاطباء لا یحصل بہ
 العلم یلہ

بیشک تو نے جان لیا کہ طبیوں کے قول سے علم
 حاصل نہیں ہوتا۔ (ت)
 اور اگر ظن کو بھی شامل کیجئے تو یہ لکھنا غایت درجہ از قبیل رقیہ ہو گا نہ از قبیل معالجات (اصول طبیہ)

لہ القرآن الکریم ۱۷۳/۲

لہ " " ۱۷۶/۱۹

لہ رد المحتار کتاب الطہارۃ باب المیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰/۱

اور علما تصریح فرماتے ہیں کہ ایسے معالجات سے شفا معلوم ہونا درکنار مظلون بھی نہیں صرف مہموم ہے۔
اسی عالمگیری میں فصول عمادی سے ہے۔

الاسباب المزيلة للضرر تنقسم الى مقطوع
به كالماء للعطش والخبز للجوع والى
مظلون كالغصه والحجامة و شرب
المسهل وسائر ابواب الطب یعنی معالجة
البرودة بالحرارة ومعالجة الحرارة بالبرودة
وهي الاسباب الظاهرة في الطب والموصوف
كالكي والرقية۔
جی اسباب سے ضرر دور ہوتا ہے وہ دو قسم کے ہیں
(۱) یقینی جیسے پانی پیاس دور کرنے کے لئے اور
کھانا بھوک رفع کرنے کے لئے (۲) ظنی جیسے
خون نکلوانا، پچھنے لگوانا، جلاب آور دوا لینا اور
دیگر ابواب طب یعنی سردی کا گرمی سے علاج کرنا
اور گرمی کا سردی سے اور ظلم طب میں یہ ظاہری
اسباب ہیں اور وہی اسباب جیسے داغ لگانا اور
جھاڑ پھونک یعنی دم کرنا۔ (د ت)

تو دیکھو علمائے تصریح فرمائی کہ یہ ممکن جائز جب ہو کہ اس سے شفا معلوم ہو اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح
فرمائی کہ اس سے شفا معلوم نہیں تو کیا حاصل یہ نکلا کہ یہ ممکن جائز ہے یا یہ کہ ہرگز جائز نہیں۔ صحیح حدیث
میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دربارہ دل سوال ہوا ارشاد فرمایا:

كان نجس من الانبياء يخطئ
والحق خطئه فذاك رواه مسلم
صحيحه واحمد وابوداؤد والنسائي عن
معاوية بن الحكم رضي الله تعالى عنه۔
بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کچھ خطا کھینچتے
تھے تو جس کی تکبیر میں ان کے غطوں سے موافق
ہوں وہ ٹھیک ہے (امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم
میں امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے معاویہ بن
حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے)

اب اس حدیث سے ٹھہرا دینا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دل پھینکنے کی اجازت دی ہے
حالانکہ حدیث مرآۃ مفیدہ ممانعت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا جواز
موافقت خط انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مشروط فرمایا اور وہ معلوم نہیں تو جواز بھی نہیں۔ امام ترمذی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصلوٰۃ باب تحریم الکلام میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

یہ کہ جائز نہیں۔ اسی درمختار کتاب الرضا میں یہ عبارت تو نہ تھی،

فی البحر لا يجوز المتداوی بالمحرم فی
تھاہر المذہب بلکہ
یعنی بحوالہ الراقی میں ہے کہ مذہب حنفی علی ہر الروایہ
میں حرام چیز سے علاج کرنا جائز نہیں۔

اسی درمختار میں کتاب المحظر میں یہ عبارت تو نہ تھی،

جانہ الحقیقۃ للمتداوی بطاھر لا ینجس
وکنہا کل تداءل یجوز۔
حقنہ بغرض دوا پاک چیز سے جائز ہے تا پاک سے
نہیں، اسی طرح کوئی علاج تا پاک چیز سے
جائز نہیں۔

اسی رد المحتار میں بحوالہ مفتی قول جواز ذکر کر کے یہ تو نہ تھا کہ المذہب خلافہ مذہب حنفی
اسی قول جواز کے خلاف ہے۔ اسی عالمگیری میں یہ عبارت تو نہ تھی،

تکروہ افعال الابل ولحم الغریس للمتداوی
کذا فی البیضا مہم النصیر لہ
اونٹ کا پیشاب اور گھوڑے کا گوشت، دوا
میں بھی مکروہ ہے ایسا ہی جامع صغیر امام محمد
میں ہے۔

اسی میں یہ تو نہ تھا،

قال لہ الطیب العاذق علیک لاتند فم الا
باکل القنفذ او الحیۃ او دوا یحل فیہ الحیۃ
لا یحل اکلہ فیہ
یعنی ساہی یا سانپ یا ایسی دوا جس میں سانپ
ڈالا جائے علاج کے لئے بھی کھانا حلال نہیں
اگرچہ حکیم عاذق کے کہ تیرا مرض بغیر اس کے
نہ جاسے گا۔

اسی عالمگیری میں اسی فتاویٰ قاضی خاں سے یہ تو نہ تھا،

تکروہ البساتن الاتانہ للمرض وغیرہ
وکذا لک لعمومہا وکذا لک المتداوی
گدھی کا دودھ اور گوشت مرض وغیرہ کسی میں
مباح نہیں اور ایسے ہی حرام چیز سے علاج

سہ درمختار کتاب النکاح باب الرضا مکتبہ مجتبائی دہلی ۲۱۲/۱

سہ درمختار کتاب المحظور الاباحۃ فصل فی البیع " " " ۲۳۶/۲

سہ رد المحتار " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۹/۵

سہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۳۵۵/۵

فصل السرد والمختار كبره تحريما
استقبال قبلة واستدبارها لاجل
بولم او غائط فلو للاستنجاء
لم يكره في رد المختار اي تحريما لما في
المنية انت تركه ادب ولما سر
في الفصل انت من ادابه انت
لا يستقبل القبلة لانه يكون غالبا مع كشف
العورة حتى لو كانت مستورة لا بأس
به ولقولهم يكره صد الرجلين الى
القبلة في النوم وغيره عمدا وكسفا
في حال واقعة اهله آه ، والله
تعالى اعلم۔

در مختار کے آداب استنجار میں ہے پیشاب اور
پاخانہ کی ضرورت کے وقت قبلہ رخ ہو کر یا اسکی
طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر استنجاء
کے لئے بیٹھنا پڑے تو مکروہ نہیں۔ رد المختار
میں ہے لم یکره یعنی مکروہ تحریمی نہیں اس لئے
کہ غیۃ الصلی میں ہے استنجاء کرتے وقت قبلہ کی
طرف منہ نہ کرنا مستحب ہے۔ بحث غسل میں گز رہے کہ
غسل کرنے میں ادب اور مستحب یہ ہے کہ قبلہ کی طرف
منہ نہ کرے، کیونکہ وہ غالباً کشفہ عورت کے ساتھ
ہوگا (یعنی غسل کرتے وقت اس کی شرمگاہ منسلک
ہوگی حتیٰ کہ اگر شرمگاہ پوشیدہ اور ڈھکی ہوئی ہو تو
کچھ حرج نہیں) اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے

نہید وغیرہ میں دانستہ طور پر قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے، اسی طرح اپنی بیوی سے ہمبستری کے
وقت (پاؤں پھیلانا)۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، اکثر مساجد میں رنڈیاں چراغ جلائی ہیں آیا انکا
چراغ مسجد میں جلانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

اس قوم کی عادت سُنی گئی کہ ایسے مصارفِ خیر میں جو کچھ صرف کریں اپنے مالِ خبیث سے نہیں
ہوتا بلکہ قرض لے کر صرف کیا جاتا اور اس کا معاوضہ اپنے مال سے دیا جاتا ہے، اگر ایسا ہے جب تو
اُس کے جواز میں اصلوً شبہ نہیں اور اس امر میں کہ یہ صرف اپنے مال سے نہیں قرض سے ہے اُسکا
قول مقبول وسموع ہے کما نص علیہ فی الہندیۃ من الکراہیۃ وغیرھا ویتناہ فی فتاوانا جیک

فتاویٰ عالمگیری بحث کراہت وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان کیا ہے۔ (ت) اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ وہ تیل یا چراغ بعیضہ انھیں اجرت افعال محرمہ میں سے ہیں تو حرام ہے اسی طرح اگر اپنے حرام مال سے قول خریدے کہ وہ مال حرام بائع کے سامنے پیش کیا کہ اس کے عوض مثلاً تیل ہے اس نے دے دیا اس نے وہی مال حرام ثمن میں دیا جب بھی امام کوفی کے قول منقہ پر وہ خرید کی ہوئی چیز حرام و نجس، اور اگر ایسا نہیں بلکہ مطلقاً تیل وغیرہ بغیر کسی مال حرام کے دکھائے خرید اگر قیمت دیتے وقت وہی مال حرام دیا جیسا کہ غالب خرید و فروخت کا یہی دستور ہے تو دو قول صحیح و منقہ پر وہ چیز خرید کردہ حلال ہے۔

کتابیتہ فی الدر المختار و اوضحہ
الامام عبد الغنی النابلسی فی الحدیقة
النندیة و فصلناہ فی الحظر من
فتاوانا۔

جیسا کہ در مختار میں اس کو بیان فرمایا اور امام
عبد الغنی نابلسی نے اس کو "الحدیقة النندیة"
میں واضح فرمایا اور ہم نے اپنے فتاویٰ کی بحث
خطرہ اباحت میں اس کو مفصل بیان کر دیا ہے۔

اور اگر حالت معلوم نہ ہو تو فتویٰ جواز اور تقری احتراز۔
کما افادہ فی الہندیة عن الذخیریة
عن الاصام محمد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ و اوضحنا فی فتاوانا بما یتبعین
المرآة الیہ۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ
اعلم۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری بحوالہ ذخیرہ امام محمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا افادہ پیش کیا
اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اسے ایسے طریقے سے
واضح کیا کہ اس کی طرف مراجعت سے وہ متعین
ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ پاک، برتر اور سب سے
جانتے والا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۱۲ از ملک ہنگالہ ضلع کراڑہ اکنی نہ چاند پور مرسلہ منشی عبدالرحمن ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

(۱) ایک مجلس میں چند آدمی جمع ہو کر قرآن مجید ساتھ آواز بلند کے ہو یا خفی کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) قرآن مجید کو چند آدمی مل کر اس طور پر پڑھنا کہ ایک آدمی کوئی سورت کے نصف یا ربع یا
ایک دو آیت شروع کر دے باقی آیتوں کو باقی لوگ۔ انتہائے سورت تک ختم
کر دیں آپس میں آواز ملا کر تقریر جائز ہے یا نہیں؟ یقیناً بالسد لیل مع حوالہ

الکتب تو جبر و بالتحقیق (بحوالہ کتب دلیل کے ساتھ بیان کر دنا کہ یقینی طور پر اجر و ثواب کے مستحق قرار پاد۔ ت)

الجواب

(۱) قرآن مجید پڑھا جائے اسے کان لگا کر غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے،
 قال الله تعالى واذ اقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر (غور) سنو اور خاموشی اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (ت)
 علماء کو اختلاف ہے کہ یہ استماع و خاموشی فرض میں ہے کہ جلسہ میں جس قدر حاضر ہوں سب پر لازم ہے ان میں جو کوئی اس کے خلاف کچھ بات کرے ترکیب حرام و گناہگار ہو گا یا فرض کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص بغور متوجہ ہو کر خاموش بیٹھائے رہا ہے تو باقی پر سے فرضیت ساقط، ثانی اوسیع اور اول اوط ہے۔

فی رد المحتار فی شرح المنیة والاصل ان الاستماع للقرآن فرض کفایہ لانہ لاقامة حقہ بان یکون ملتفتا الیہ غیر مضیع وذلك يحصل بانصات البعض الخ نقل الحموی عن استاذہ قاضی القضاة یحییٰ شہیر بمنقاری زادہ ان له رسالة حقق فیها ان استماع القرآن فرض عین
 دوسرے قول میں زیادہ وسعت اور گنجائش ہے جبکہ پہلے قول میں زیادہ احتیاط ہے رد المحتار میں شرع علیہ کے حوالے سے فرمایا اصل یہ ہے کہ قرآن مجید سننا (شرعاً) فرض کفایہ ہے تاکہ اس کا حق قائم ہو جائے اس کی صورت یہ ہے کہ اس کی طرف ہر تن متوجہ ہو اس کو ضائع نہ کرے اور بعض کے خاموش رہنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے الخ، علامہ حموی نے اپنے استاذ قاضی القضاة یحییٰ سے (جو منقاری زادہ کے نام سے مشہور تھے) نقل کیا ہے کہ انھوں نے اپنے رسالہ میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ قرآن مجید کا سننا فرض عین ہے۔ (ت)
 (۲) اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کے توفیق دینے سے کہتا ہوں۔ ت) ظاہر

لہ القرآن الکریم ۲۰۴/۱

لہ رد المحتار کتاب الصلوة فصل فی القراءة وارجاء التراث العربی بیروت ۶۶-۶۷

یہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم کہ اگر کوئی شخص اپنے لئے تلاوت قرآن عظیم یا آواز کر رہا ہے اور باقی لوگ اس کے سننے کو
مجمع ہوئے بلکہ اپنے انفرادی متفرق میں ہیں تو ایک شخص مالی کے پاس بیٹھا بغور سن رہا ہے اور اُسے حق ہو گیا
باقیوں پر کوئی لازم نہیں اور اگر وہ سب اسی غرض واحد کے لئے ایک مجلس میں مجتمع ہیں تو سب پر سننے کا
لازم پہلے جس طرح نماز میں جماعت مقتدیان کہ ہر شخص پر استماع و انصات جداگانہ فرض ہے یا جس
طرح جلسہ خطبہ کہ اُن میں ایک شخص مذکور باقیوں کو یہی حیثیت واحدہ تذکیر جامع ہے تو بالاتفاق اُن سب
پر سننا فرض ہے نہ یہ کہ استماع بعض کافی ہو، جب تذکیر میں کلام بشیر کا سننا سب حاضرین پر فرض
عین ہوا تو کلام الہی کا استماع بدرجہ اولیٰ۔

ولا یفرق بافتراض الخطبة وورد الکلام
بقوله تعالیٰ فاسمعوا لى ذکر الله بخلاف
التلاوة فان المعتمد وجوب الاستماع
لکل خطبة ولو خطبة ختم القرآن ولو
خطبة النکاح کما فی رد المحتار وغیرہ
من الاسفاس وان حملنا القولین علی
ما ذکرنا من الصورتین یہ حصل التوفیق۔
بڑی کتابوں میں مرقوم ہے۔ اگر ہم دو قلوب کو ان دو صورتوں پر حمل کریں کہ جنہیں ہم نے (پہلے) بیان
کر دیا تو دونوں اقوال میں موافقت پیدا ہو جائے گی۔ (ت)

بہر حال اس قدر میں شک نہیں کہ قرآن عظیم کا ادب و حفظ حرمت لازم اور اس میں لغو و لفظ حرام و
ناجائز، پس صورت اولیٰ میں جہاں مقصود تلاوت و ختم قرآن ہے نہ حاضرین کو سننا اگر سب آہستہ
پڑھیں کہ ایک کی آواز دوسرے کو نہ جائے تو یہ عین ادب و احسن واجب ہے، اس کی خوبی میں کیا کلام۔
اور اگر چند آدمی یا آواز پڑھ رہے ہیں تو یہی قاری کے پاس ایک یا چند مسلمان بغور سن رہے ہیں اور اُن
میں باہم اتنا فاصلہ ہے کہ ایک کی آواز سے دوسرے کا دھیان نہیں بٹتا تو قول اوسع پر اس میں بھی
حرج نہیں اور اگر کوئی سننے والا نہیں یا بعض کی تلاوت بعض اشخاص سن رہے ہیں بعض کی کوئی نہیں سننا
یا ایسی قریب آوازیں مختلف و مختلف ہیں کہ جدا جدا سننا حیرت انگیز ہو تو یہ صورتیں بالاتفاق ناجائز و

گناہ ہیں اور صورتِ ثانیہ میں جہاں مقصود سنانا ہے اگر قول اسوط پر غل کیجئے تو چند آدمیوں کا منہ آواز سے
 پڑھنا صریح حرام ہے اور اگر توفیق مذکور پر نظر کی جائے تو جب بھی یہ صورت سب پر زوم خاموشی کی ہے اور
 اگر اس سے قطع نظر کر کے قول اسوٹ ہی لیجئے تاہم اس صورت کے بدعت و شنیع ہونے میں کلام نہیں
 آوازیں ملانا گانے وغیرہ کے مناسب حال ہے، قرآن عظیم میں یہ ایک نوپیدا امر ہے جس کے لئے دین میں
 کوئی اصل نہیں اور اس کی تجویز و ترویج میں ایک اور فتنہ عظیم کا اندیشہ صحیح ہے آوازیں بنا کر آوازیں ملا کر
 گانے کی طرح قرآن پڑھنا ہوگا تو ایسے لوگ جبارت کو اپنے لبوں پر منطبق کرنے کے لئے جبرگاہ آواز گھٹانے
 پڑھانے کے عادی ہوتے ہیں نظم میں خیریت ہے قرآن عظیم میں جب ایسا اتار پڑھا دیا جائے گا قطعاً
 اجماعاً حرام ہوگا لہذا ہر طرح اس سے مخالفت ہی لازم ہے، عالمگیری میں ہے:

يَكْرَهُ لِلْقَوْمِ أَنْ يَقْرَأُوا الْقُرْآنَ بِحُلَّةٍ لَتَضْمَنَهَا
 قَوْلُكَ الْاسْتِجَاعُ وَالْانْقِصَاتُ الْمَعْمُورُ بِهِمَا أَلَمْ
 أَقُولُ وَبِمَا قَرَأْنَا تَبِينَ أَنَّ دَوَايَةَ الْقَنِيَّةِ
 هَذِهِ هِيَ السَّيِّئَةُ يَنْبَغِي اخْتِيَارُهَا نِيَابَةً
 فِيهِ دُونَ سَوَائِهَا الْآخِرَى لَا يَأْسُ بِاجْتِهَادِهِمْ
 عَلَى قِرَاءَةِ الْإِخْلَاصِ جَهْمًا عِنْدَ خُتْمِ
 الْقُرْآنِ وَلَوْ قَرَأَ وَاحِدًا وَاسْتَمَعَ الْبَاقُونَ
 فَهُوَ أَوْلَى أَمْ خَافَهُمْ وَاللَّهُ سَبْعَانَسْ وَ
 تَعَالَى أَحْلَمُ۔

میں کوئی عرج نہیں اور اگر ایک شخص پڑھے اور باقی سُنیں تو یہ زیادہ بہتر ہے ۱۱، اللہ تعالیٰ پاک
 برتر اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۱۳ از بدوہ ملک بکرات محلہ مظاہرہ فلیسندوان کا چورہ مکان استاد غریب اللہ لازم راجہ بدوہ
 مرسلہ مولوی محمد اسرار الحق صاحب دہلوی، رجب المرجب ۱۳۱۷ھ

افضل العلماء و اکمل الکلام آیۃ من آیات اللہ برکتہ من برکات اللہ مجد دین نائب سید المرسلین

لہ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاحیۃ الباب الثالث فورانی کتبہ خانہ پشاور ۳۱۴/۵
 لہ القنیۃ المنیۃ لتقسیم القنیۃ کتاب النکاحیۃ باب القراۃ والحدیث مطبوعہ کلکتہ انڈیا ص ۱۵۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا صاحب بریلوی معظمتاؤ مکرمتاؤ امام اللہ المنان علی رؤس اہل الایمان
من الانس والجان بطول حیاتہ من بعد آداب تسلیحات خادمانہ دست بستہ معروض خدمت فیضہ جنت
بوجہ تکلیف دہی جناب قبلہ و کعبہ بھی ہے کہ یہاں ایک بہت بڑا فساد ایک امر میں پھیلا ہوا ہے اور
فیصلہ اس کا یہاں علماء و مجتہدانے اُن قبلہ کی تحریر مبارک پر رکھا ہے لہذا جناب تکلیف فرما کر
اس کا جواب مع دلائل روانہ فرمائیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ایک
شخص واعظ ہے اور وعظ کے درمیان میں اشعار مدحیہ نبوت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
خوش الحانی کے ساتھ پڑھتا ہے ، یا وعظ میں حدیثوں کا ترجمہ لکھنے کے ساتھ نظم میں پڑھتا ہے اور
درمیان میں قرآن شریف کی آیات کو لکھ کر عرب میں پڑھتا ہے ، آیا اس طرح کا پڑھنے والا گنہگار تو
نہ ہوگا ؟ اور کوئی شخص قرآن شریف کو ذرا بھی لکھنے کے ساتھ پڑھے گا یا قصائد حسنہ و ترجمہ حدیث نظم کو
جیسے کہ اکثر اطفال و جوان و پیر قصائد وغیرہ زور سے پڑھتے ہیں اور اُس کے سننے والے اگر اُس پر
تقرین کریں یا واہ واہ یا سبحان اللہ کہیں گے تو کافر ہو جائیں گے اور ان کی عورتیں نکاح سے
باہر ہو جائیں گی یا نہیں ؟ یہ بات سچ ہے یا غلط ؟ بیوقوف تو جہلوا۔

الجواب

یہ حکم تکفیر و زوال نکاح صریح غلط و خلافت مردود و نامزا شرع مطہرہ پر گھلا اقرار مسلمانوں کو
لاحق تاروا ، کافر بنانے پر اجتراس ہے ۔ ایسا کہنے والوں پر تو یہ فرض ہے ، قرآن عظیم خوش الحانی سے پڑھنا
جس میں لہجہ خوشنما و کش پسندیدہ ، دل آویز ، خاف و دلور پر اثر ڈالنے والا ہو ۔ اور معاذ اللہ رعایت
اوزان موسیقی کے لئے ہیئت نظم قرآنی کو بدلانہ جائے ، حمد و دعا مقصور مقصور کا مدود نہ بنایا جائے ،
حروف مد کو کثیر فاحش کشش جسے اصطلاح موسیقیان میں تان کہتے ہیں نہ دی جائے زمر مر پیدا کرنے کے لئے
بے عمل غنہ و نون نہ بڑھایا جائے فرض طرز لو میں تبدیل و تقرین راہ نہ پائے بیشک جائزہ و مرغوب بلکہ
شرعاً محبوب و مندوب بلکہ بتاکید ایک مطلوب اعلیٰ درجہ کی ہے زمانہ صحابہ و تابعین وائمہ دین رضوانہ
تعالیٰ عنہم انجسین سے آج تک اس کے جواز و استحسان پر اجماع علماء ہے ۔

صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما اذن الله لشئ مما اذن
النبي حسن الصوت يتغنى
الله تبارک و تعالیٰ کسی چیز کو ایسی توجہ و رضا کے
ساتھ نہیں سنتا جیسا کہ کسی خوش آواز نبی کے

بالقرآن یجہریہ - رواہ الاثمۃ احمد
والبخاری ومسلم و ابو داؤد والنسائی
وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ -

پڑھنے کو جو خوش الحانی سے کلام الہی کی تلاوت
بادا کرتا ہے (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، بخاری،
مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے
اسی کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے - ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لله اشداً ذنأً الى الرجل احسن الصوت
بالقرآن یجہریہ من صاحب
القیئۃ الى قیئۃ - رواہ ابن ماجہ
وابن حبان والمحاکم وقال صحیحہ علف
شرطہما والبیہقی کلہم عن فضالۃ بن
عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

یعنی جس شوق و رغبت سے گانے کا شروع اپنی
گائے کیز کا گانا سنتا ہے بیشک اللہ عزوجل
اس سے زیادہ پسند و رضا و اکرام کے ساتھ اپنے
بندے کا قرآن سنتا ہے جو اسے خوش آوازی
سے ہر کے ساتھ پڑھے (ابن ماجہ، ابن حبان اور
حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے
اس کو روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے تمام
تفسیری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

کہ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں کی شرط پر صحیح ہے اور امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے تمام
نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت فرمایا ہے (ت)
تفسیری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
تعلموا کتاب اللہ و تعاہدوا و تغنوا
بہ - رواہ الامام احمد عن عقبۃ
بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

قرآن مجید کیجو اور اس کی نگہداشت رکھو اسے اچھے
لہجہ پسندیدہ الحان سے پڑھو (امام احمد نے
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سند اس کو روایت کیا ہے)

- ۱۔ صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن ۵۱/۲ و صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن ۲۶۸/۱
سنن ابی داؤد باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ ۲۰۷/۱
۲۔ المستدرک للحاکم کتاب فضائل القرآن دار الفکر بیروت ۵۷۱/۱
سنن ابن ماجہ باب فی حسن الصوت بالقرآن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹۶
السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الشهادات تخمین الصحیح للقرآن دار صادر بیروت ۲۳۰/۱۰
۳۔ مسند امام احمد بن حنبل حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۶/۴

پچوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

تَرْتَوُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ قُلُوبُ الصَّوْتِ
الْحَسَنُ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ
فِي سُنَنِهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ فَصْرِيفٍ كِتَابُ
الصَّلَاةِ بِالْفَتْحِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ رَوَاهُ
الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ كُلُّهُمْ مِنْ الْيَوَاءِ
بْنِ عَاصِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ .

اور سب نے برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد سے اس کو روایت کیا ہے ۔ (ت)
پانچ حدیثوں صحیح رفیع جلیل میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لَيْسَ مِثْلَانِ لَوْ يَتَغَنَّ بِالْقِسَامِ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْجَوْدِيُّ
عَنْ ابْنِ لُبَابَةَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ كَأَحْمَدَ
وَأَبْنُ جَبَانٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَ
الْحَاكِمُ عَنْهُ وَعَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ .

کی ہے اور حاکم نے ان سے یعنی سعد بن ابی وقاص، سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو ۔ (ت)

دسویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

أَمَّا هَذَا الْقُرْآنُ نَزَلَ بِحُسْنٍ بَشِيكٍ يَمْتَدُّ فِي غَمٍّ وَخُرْنٍ كَمَا تَرَاهُ

لَا سُنَّ الدَّارِمِيُّ بَابُ ۳۲ بَابُ التَّغْنَى بِالْقُرْآنِ حَدِيثُ ۲۵۰۴ نَشْرُ السَّنَةِ ۳۴۰/۲
الْمُسْتَدْرَكُ لِلْحَاكِمِ كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ دَارُ الْفِكْرِ بَيْروت ۵۴۵/۱
لَا كُنْزُ الْعَمَالِ بِحَوَالِهِ الدَّارِمِيُّ وَابْنُ نَصْرِ حَدِيثُ ۲۶۹۵ مَوْسُتَةُ الرِّسَالَةِ بَيْروت ۶۰۵/۱
صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ كِتَابُ التَّوْحِيدِ ۱۱۲۳/۲ وَ سُنَنِ ابْنِ دَاوُدَ بَابُ تَجْنِيسِ التَّنْزِيلِ فِي الْقُرْآنِ ۲۰۶/۱
مُسْنَدُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ ۱۴۲/۱ وَ كُنْزُ الْعَمَالِ حَدِيثُ ۲۶۹۹ ۶۰۵/۱
الْمُسْتَدْرَكُ لِلْحَاكِمِ كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ ۵۶۹/۱

وَكَايَةً فَإِذَا قَرَأْتَ مَوْعِدَ فَلْيَكُوفَانِ لَمْ تَبْكُوا
فَتَبَاكُوا وَتَغْنُوا بِهِ فَمَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِهِ فَلَيْسَ
مَتَابًا رواه ابن ماجه ومحمد بن نصر
في الصلوة والبيهقي في شعب الایمان عن
سعد بن مالك رضي الله تعالى عنه۔

توجیب سے پڑھو گریہ کرو اگر رونائے آئے بکلت
رو و اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھو جو اسے
الحان خوش سے نہ پڑھے وہ ہمارے طریقے پر
نہیں (ابن ماجہ اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوة
میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت
سعد بن مالک کے حوالہ سے اسکو روایت کیا ہے)۔

پھر اُس کے ساتھ اگر اُس کی قرات بلا قصد اوزان موسیقی کے کسی وزن کے موافق نکلے تو اصل حرج والزام
نہیں حتیٰ کہ نماز میں بھی ایسی تلاوت جائز و حسن و متحسن ہے۔ علامہ غیر الملک والذین دلی استاذ صاحبہ مختار
کے فتاویٰ غیر یہ تنفع البریۃ میں ہے،

مثل في امام يقرأ في الجهريات بصوت
حسن على القواعد المقررة عند
اهل العلم بحيث لا يخل بحكم
من احكام القراءة لكن يصادف
است يخرج قراءه عن طبق نظم
من الانغام المقررة في الموسيقى
من غير ملحن و تطريب هل
يجوز ذلك و اذا قلتم بالجواز
هل يكره امر لا احباب نعم يجوز
ذلك ولا يكره اذ تحسين الصوت
بالقراءة مطلوب كما صرح به
المحقق ابن الهمام في فتح
القدير وقال في البحر فاعلا عن
المخلصه وتحسين الصوت لا باس به من غير تغني

اس امام کے متعلق پوچھا گیا جو چہری نمازوں میں اچھی
آواز کے ساتھ اہل علم کے ہاں ثابت شدہ قواعد
کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور ایسا
طریقہ اپناتا ہے کہ قرات کے کسی حکم میں خلل پیدا
نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود وہ اس غون کے
پیش نظر کرتا اور اعراض کرتا ہے کہ کہیں اس کی
قراءت موسیقی کے نغموں یا گانے کی سُرور سے
مشابہ نہ ہو، کیا اس کا ایسا پڑھنا جائز ہے یا بعکس
جواز کیا یہ مکروہ بھی نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ
ہاں یہ جائز ہے اور مکروہ بھی نہیں کیونکہ خوبصورت
آواز میں قرآن مجید پڑھنا شرعاً مطلوب ہے جیسا کہ
محقق ابن الہمام نے فتح القدر میں تصریح فرمائی ہے
بحوالہ الراجح میں خلاصہ سے نقل کیا گیا کہ تحسین صوت
میں کوئی حرج نہیں جبکہ بغیر گانے کے ہو، اور

وفي التبيان في آداب حملة القرآن اجمع
العلماء مرضى الله تعالى عنهم من السلف
والخلف من الصحابة والتابعين وصحت
بعدهم من علماء الامصار ائمة المسلمين
على استحسان تعيين الصوت بالقرآن
واقوالهم وافعالهم مشهورة نهائية
الشهرة فمنهم مستغنون عن نقل شئ
من اقوالها ودلائل هذا من حديث
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
مستفيضة عند الخاصة والعامة
كحديث نزلوا القرآن باصواتكم وحديث
ابو موسى الاشعري رضي الله تعالى
عنه انت رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم قال له لقد ادتيت
مزاميرا من مزامير داود
مراد بالبشاريع ومسلم وفي رواية
لمسلم انت رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم قال له
لو ايتني وانا اسمع لقراءتك البلاحة
مراد مسلم ايضا من رواية
بويضة بن الحبيب دثمة ذكر
الحديثين الاولين بمعنى ما ذكرنا
لهما من التخارج ثم قال
وحديث ابى امامة رضي الله تعالى عنه
ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال

تبيان في آداب حملة القرآن میں ہے سلف خلف
صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد جتنے شہروں میں
علماء کرام اور مسلمانوں کے امام ہوئے ہیں ان سب
کا اچھی اور خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن مجید
پڑھنے کے مستحسن ہونے پر اتفاق ہے۔ اور اس
سلسلے میں ان کے اقوال و افعال بہت مشہور ہیں
پس ہم ان کے کسی حصہ کو نقل کرنے کی ضرورت
نہموس نہیں کرتے۔ اس کے دلائل حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے عام اور
خاص سب لوگوں میں مشہور ہیں جیسا کہ حدیث
نزلوا القرآن باصواتکم یعنی اپنی آوازوں سے
قرآن مجید کو زینت بخشو (مراد یہ کہ خوبصورت لہجے
کے ساتھ قرآن مجید پڑھو) اور حضرت ابو موسیٰ
اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تجھے حضرت
داؤد علیہ السلام جیسی خوش الحانی عطا ہوئی ہے۔
اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے اللہ شریف
کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کاشش تو مجھے دیکھتا جب میں گزشتہ
رات تیری قرات سن رہا تھا۔ نیز امام مسلم نے
اس کو حضرت بریدہ بن حبیب سے بھی روایت
کیا ہے پھر وہ دو پہلی احادیث ان تحریرات کے
ساتھ ذکر فرمائیں جن کا کچھ حصہ ہم نے ذکر کیا تھا۔
پھر فرمایا حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
حدیث کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

قرآن مجید عرب کے لحنوں میں پڑھو اور یہود و نصاریٰ
اہل فسق کے لحنوں سے بچو کہ میرے بعد کچھ لوگ
آنے والے ہیں جو قرآن آکر کے پڑھیں گے جیسے
گھانے کی تانیں اور راہبوں اور مرثیہ خوانوں کی
آواز پڑھاؤ، قرآن اُن کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا
یعنی ان کے دلوں پر کچھ اثر نہ کرے گا فقہ میں
ہوں گے اُن کے دل اور جنہیں ان کی یہ حرکت
پسند آئے گی اُن کے دل۔ (طبرانی نے الاوسط
میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

مسلمانوں میں فاسق وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید
کی تلاوت اور ادائیگی میں کمی و بیشی کرتے ہیں
یعنی الفاظ و حروف گھٹایا بڑھا دیتے ہیں اور
ایسا کہنا بالاتفاق حرام ہے۔ (ت)

پھر تبیان میں فرمایا علماء کرام (اللہ تعالیٰ ان پر
رحم فرمائے) کہتے ہیں کہ خوبصورت آواز کے ساتھ
قرآن مجید کو بنا سنوار کر پڑھنا مستحب ہے
بشرطیکہ قرأت کی حد سے تجاوز نہ کرتے ہوئے
باہر نہ نکلے پھر اگر اس نے افراط سے کام لیا یعنی
کوئی حرف بڑھا دیا یا کم اور پست کر دیا تو ایسا کرنا

اقروا القرآن بلحون العرب واصواتها
واياکم ولحون اهل الکتابین واهل الفسق
فانه سيجي بعدی قوم يرجعون بالقرآن
ترجیم الفناء والرهبانیه والنوم لايجاوز
حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من
يعجبهم شانهم۔ رواه الطبرانی فی الاوسط
والبيهقی فی الشعب عن حذیفه رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)
تیسرے شرح جامع صغیر میں ہے :

(واهل الفسق) من المسلمين الذین
يخرجون القرآن عن موضوعة بالمقطيع
بحديث يزيد اوتقص حرفا فانه حرام
اجماعاً

تیسری میں بعد عبارت مذکورہ سابقہ ہے :
ثم قال (ای فی التبیان) قال العلماء
رحمهم اللہ یستحب تعحیث الصوت
بالقراءة وتزیینها ما لم یخرج
عن حد القراءة بالمقطيع فانه
افسوط حتمی نراه حرفاً او اخفاء
فهو حرام انتهى فامنت قلت

ما تصنع فيها نص عليه في العزائرية وغيرها
من كتاب الاستحسان قراءة القرأتين بالالحاق
معصية والتأني والسامع أثبات قلت محله
إذا أخرج لفظ القرآن عن صيغته بادرخال حركة
فيه أو إخراج حركة منه أو قصر ممدود أو مد
مقصود أو تمطيط يخفى به اللفظ أو
يلبس به المعنى فهو حرام يفسق به
القارئ ويأثم به المستمع لانه عدل
به عن نهجه التوحييم الى الاعوجاج
والله تعالى يقول قرأتنا حريا غير ذي عوج
وان لم يخرججه اللحن عن لفظه
قراءته على توقيله كان مباحا لانه نراه
بالحسانه في تحفیه وبتوید
ذلك تفسیر کشیر من علماء التفسیر
في كلام ابن عمر رضي الله تعالى
عنهما في الاذان بالطريق الذي هو
أخرج الكلام عن موضوعه الاصلی و
صیغته واما تحيين الصوت فلا اظن
است قائلما يمنع الى آخر ما مر.

حرام ہے اور اگر تو یہ کہے کہ بزازیر وغیرہ کی
"کتاب الاستحسان" میں بیان کردہ حرمت
کا کیا جواب ہوگا جس میں یہ مذکور ہے کہ
قرآن مجید غیر موزوں لہجوں کے ساتھ بگاڑ کر
پڑھنا گناہ ہے لہذا پڑھنے اور سننے والا دونوں
گناہگار ہوں گے۔ میں کہتا ہوں اور جواب
دیتا ہوں کہ اس کا عمل یہ ہے کہ جب لفظ قرآن
کو اس کے مخرج سے نکالتے ہوئے اس میں کچھ
حرکات داخل یا خارج کر دے یا حروف ممدود
کو مختصر کر دے یا غیر ضروری درازی کر دے
جس سے لفظ کی ہیئت بدل جائے یا اس کے
معانی میں اشتباہ پیدا ہو جائے تو ایسا کرنا
حرام ہے اس طرح کا پڑھنے والا فاسق اور سننے
والا گناہگار ہوگا کیونکہ اس طرح کرنے سے اس نے
اس لفظ کو اس کے درست مقام سے ہٹا کر
بدل ڈالا، جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ
عربی زبان میں قرآن ہے جس میں بالکل کچھ اور
تغیر نہیں ہے۔ اور اگر لہجہ اس لفظ کو اسکی
ترتیل کے مطابق پڑھتے ہوئے نہ نکالے تو یہ بجا
سے ہوتی ہے جو متعدد علماء کرام نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کلام الطریق
في الاذان سے فرمائی ہے یعنی وہ اذان میں تطریب کیا کرتے تھے۔ دراصل تطریب کلام کو اس کے
ٹھکانے اور صیغے سے نکالنے کا نام ہے (اور یہاں صرف خوش الحانی سے آواز بلند کرنا ہے)

رہا تحسین صحت (آواز کو بتا سنوار کر خوبصورت بنا کر پڑھنا) میرا خیال ہے کہ کوئی بھی اس کو منع کرنے والا نہ ہوگا، پھر آخر تک وہی کلام دہرایا گیا جو گزر چکا ہے۔ (ت)

اشعار حسنہ محمودہ کا پڑھنا جن میں حمدیہ و نعت رسالت پناہی جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و منقبت آل و اصحاب و اولیاء و علمائے دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعی پر و جہ صیح اور بیخ متقبول شرعی یاد رکھوت و تذکر آخرت و اہوال قیامت و غیر ذلک مقاصد شرعیہ ہو قطعاً جائز و روا اور خود زمانہ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک تمام ائمہ دین و عباد اللہ الصالحین میں رائج رہا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں أم المؤمنین صدیقہ بنت الصديق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زوجہا الکریم و ایہا و علیہا وسلم سے ہے،

قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس
یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے
ما نافع او فاضل عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مسجد اقدس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں
تعالیٰ علیہ وسلم
منبر بچھاتے حسان اوپر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و مغایر بیان کرتے حضور کی طرف سے طعنہ لگنے کا کارڈ کرتے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اس
مغافرت یا مدافعت میں مشغول رہتا ہے اللہ عز و جل چیرل ایسی سے اس کی مدد فرماتا ہے۔

پھر ظاہر کہ حفظ کے اشعار حدیث کے ترجمے اسی قسم میں داخل ہیں تو ایسی شعر خوانی کا جواز بالیقین ہے اور جب خوش الحانی خود قرآن عظیم میں مطلوب و مندوب ہو تو یہ تو شعر ہے یہاں اگر الحان کے لئے مد و قعر و حرکات و سکنات وغیرہ ہیئتات عروض میں کچھ تغیر بھی ہو تو صحیح نہیں جب کہ صرف سادہ خوش الحانی ہو اور تمام منکرات شرعیہ سے خالی اس قدر پر بھی احکام شہدہ مذکورہ تکفیر و زوال نکاح میں تقریباً ویسی ہی ناپاکی و بیباکی ہے حلال کو حرام مسلمانوں کو کافر بنانا کس شریعت نے مانا اس قدر معروف میں پڑھنا کہتے ہیں نہ کہ گانا کہ موسیقی کے اوزان مقررہ لغات محروہ طرقات مطربہ قرعات معجبہ آتا پھر ثناء زیر و بم تان گشکری تال سم کی رعایت سے ریڈیوں ڈوینیوں مراٹیوں ڈھاریوں نقالوں قوالوں وغیرہم میں معمول اور بادفع شہر فارہندہ میں صنایع میں مصبوب و مخدول۔ محمود و مباح

اشعار کا سادہ خوش الحانی سے پڑنا بھی زمانہ صحابہ و تابعین و ائمہ دین مجوز و مقبول ہے بلکہ خود بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انھیں سے ماثور و منقول بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا حضور سینے اور انکار نہ فرماتے بارگاہ رسالت میں حدی خوانی پر صحابہ مقرر تھے کہ اپنی خوش الحانیوں و دیکش حدی خانیوں سے اونٹوں کو راہ روی میں وارفتہ بناتے۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکرم سیدنا برادر بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود موکب اقدس کے حدی خواں تھے غلبہ آواز و دیکش رکھتے اور بہت خوبی سے اشعار حدی پڑھتے یہ اجلہ صحابہ کرام سے ہیں بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا، بہت لیجئے بالی نیلے کپڑے واسلے جن کی کوئی پرواز نہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر کسی بات میں قسم کھائیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے انھیں میں سے برادر بن مالک ہے۔ ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اُس وقت اشعار اپنے الحان سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی جو اس سے بہتر ہے یعنی قرآن عظیم فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ میں بکھونے پر مردوں کا خدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا نہ کافر تو میں نے تنہا قتل کئے ہیں اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ جب خلافت امیر المومنین عسکرفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تلفہ کستہ پر جہاد ہوا ہے اور مسلمانوں کو سخت وقت پیش آتی حدیث مذکور سننے ہوئے تھے ان سے کہا اپنے رب پر قسم کھائیے انھوں نے قسم کھائی کہ اے رب میرے کافروں پر ہیں قابو دے کہ ہم ان کی مشککیں کس لیں اور مجھے اپنے نبی سے ملا، یہ کہہ کر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے حملہ کیا ایرانیوں کا سپہ سالار ہریران مارا گیا کافر بھاگ گئے اور برادر شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پیروں کے ہودھوں پر انجشہ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی خوانی کرتے ان کی خوش آوازی مشہور تھی حجۃ الوداع شریف میں ہی پڑھی ہے اور اونٹن گھراسے بہت تیز چل نکلتے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے انجشہ! آہستہ، شیشیوں کے ساتھ نرمی کر، شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں، یعنی اونٹ اتنے تیز نہ کرو کہ تکلیف ہوگی یا عورتوں کا مجمع ہے خوش الحانی حد سے نہ گزارو۔ ان کے سوا سیدنا عبد اللہ بن رواحہ و سیدنا عامر بن ابی کوخ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے حدی خوانی کرتے چلتے، روزِ عمرہ القضا جب لشکرِ ظفر پیکرِ محبوب اکبر صلی اللہ

۱۔ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب البرادر بن مالک ابن کبیر دہلی ۶۲۶/۲

۲۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابة ترجمہ البرادر بن مالک دار صادر بیروت ۱۳۳/۱

۳۔ شرح الارقانی علی الموابب القدیۃ العقد الثانی الفصل السابع دار المعرفۃ بیروت ۳۴۴/۴

تعالیٰ علیہ وسلم باہزار ای جاہ و جلال داخل مگر ہوا ہے عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آئے
رجز کے اشعار سناتے کافروں کے جگر پر تیر برساتے جارہے تھے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
منع کیا کہ اسے ابن رواحہ! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم
میں یہ شعر خوانی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھنے دو کہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کار
ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ارشاد فرمایا، اسے عسکر! ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو بالجملہ
ممانعت منازعت جو کچھ ہے گانے میں رہے یا معاذ اللہ اشعار ہی خود پڑے ہوں اگرچہ بظاہر نعت و
منقبت کا نام ہو جیسے بے قیدوں کے خلاف شرع شرک توہین انبیائے کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ
والسلام بلکہ تنقیص شان سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلکہ گستاخی و بے ادبی بارگاہ عزت
ذی الجلال والاکرام کچھ اٹھانہ رکھیں اور نعت و منقبت کا نام یا محل محل فتنہ خواہ فتنہ ہو جیسے
ازلی اجنبیہ کامردوں کے جلسے میں خوش الحانی کرنا یا خارج سے امور نامشروع کا قدم در میان ہوا مثلاً
مزامیر، تالیاں، لچکا، توڑا، بھاؤ بتانا جیسے آج کل بعض بے شرم و اعطاف یحری مشرب آزادی مذہب
نے اپنی مجلس گرم کرنے کا انداز بنا رکھا ہے اشعار گائیں شہنوی مولانا روم کے اور رنگ رجائیں شہنوی میر حسن
کی دھوم کے لے بغیر فک من المصنوعات والصبغیۃ والمحتشمات المتعجبلیۃ (اسکے علاوہ)
اجتناب کردہ محرمات اور گائے ہوئے عنوانات ہیں۔ ت) یہ تیرہ و تیرہ برت کر جو چاہے حلال کو حرام
کھرے ورنہ سادہ خوش الحانی کے ساتھ جائز شعر خوانی کے جواز میں اصلاً جائے کلام نہیں بلکہ اشعار
محمودہ برنیت محمودہ اعمال محمودہ میں معدودہ باعث اجر و رضا سے رتبہ و رتہ ہیں۔ سواہب لدنیہ و شریعہ
علامہ زرقانی میں ہے،

کانت یحد و بین ید ید علیہ	حضرت عبد اللہ بن رواحہ سفر میں حضور علیہ الصلوٰۃ
الصلوٰۃ والسلام فی السفر	والسلام کے سامنے حدی خوانی کیا کرتے تھے یہ
عبد اللہ بن رواحۃ الامیر	امیر لشکر تھے جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے کانت
المستشهد بموتہ اع یقول	یحد و اع یقول الحداء بضم الہیۃ وهو
الحداء بضم المهملة	الغناء للابیل (یعنی کانت یحد و کے معنی ہیں
وهو الغناء للابیل) و فی	وہ اونٹوں کی تیز رفتاری کے لئے خوش الحانی سے
القرمذی عن ابن	گیت گایا کرتے تھے، الحداء بے نقطہ صریح
انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ	مح کی پیش کے ساتھ اونٹوں کیلئے گیت گانے کو

وسلم دخل مكة في عمره القضية
(ابن سواحہ یحشی بن یدیه
ویقول سہ

خلو بنی الکفار عن سبیلہ
الیوم تضر بکم علی تنزیلہ
ضر یا یزید الہام عن عقیلہ
وینزل الخلیل عن خلیلہ

فقال عمر یا ابن سواحہ بن یدی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وف حرم اللہ تقول
الشعر فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم دخل عنہ یا عمر فلم ی فیہم
اسرع من نضم النیل ، وف
روایہ انہ لما اشکر عمر علیہ
قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یا عمر ان اسمک فاسکت
یا عمر (دعائے رب اکسوع)
کانت یحسد وبن یدیه
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(واستشهد یوم خیبر)
انجشة العبد الاسود کانت
حسن الحداء وف الصحیح عن
انس کانت حسن الصوت (قال
انس) وف الصحیحین (کانت
براء بنت مالک) اخوان

کہا جاتا ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت انس سے روایت
ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرہ القضاء
کی ادائیگی کے لئے مکہ المکرمہ میں داخل ہوئے تو
حضرت عبداللہ بن رواحہ آپ سے آگے آگے چل رہے
تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اے کفار کی اولاد!
ابن کاراستہ کھلا چھوڑ دو آج ہم تمہیں ایسی مار رہے ہیں
کہ کھوپڑیاں تن سے جدا ہو جائیں گی اور دوست
اپنے دوست کو بھول جائیں گے، اس پر حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کیا تو
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ان
کے روبرو اللہ کے حرم میں اشعار پڑھتا ہے حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے
نفر! اسے چھوڑ دو کہ یہ رجز یہ اشعار دشمن پر
تیرا نازی سے بھی زیادہ مؤثر ہیں۔ اور دوسری
روایت میں ہے کہ جب عمر فاروق انھیں
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرمایا تو حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے
عمر! میں تو سنی رہا ہوں لہذا تم خاموش رہو۔
اور حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے
مدی خوانی کیا کرتے تھے اور یہ خیبر میں شہید ہوئے
اور حضرت انجشہ حبشی غلام تھے یہ بہترین مدی خوان
تھے صحیح میں ہے حضرت انس سے روایت ہے
کہ حضرت انجشہ کی آواز خوبصورت تھی۔ صحیحین
میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

شهد المشاهد الاميد ما قال صلى الله
تعالى عليه وسلم سرب اشعث
اغبر لا يؤيه له لو اقسم على الله لا يسره
منهم البراء بن مالك قال انس
فلما كانت يوم قسرة من بلاد
فارس سمع الكشف الناس فقال المسلمون
يا براء اقسم على ربك فقال اقسم
عليك يا رب لما منحنا اکتافهم و
والحققتني بنبيك فحمل وحمل الناس
معه فقتل هر مزات من عظماء
الفرس واخذ سلبه وانهزم الفرس
وقتل السبراء سواه السرمذی
والحاکم وذلک فی خلافة عمر
سنة عشرين (بحر) بحار
بالمرجبال وانبثثة بالنساء
وقد كانت یحدو وینشد
القریظ والسرجیز (وقد
الصحيحین عن انس ان
انبثثة حدا بالنساء
فی حجة الوداع فاسرعت
اللیل فقال صلى الله تعالى عليه
وسلم یا انبثثة مرفقا بالقواریر
(اعب النساء فشبهن بالقواریر
من الزجاج لانه یسرع
الیها الکسر فسلم یا من علیه

فرمایا حضرت براء بن مالک جو حضرت انس کے بھائی
تھے) سوائے بدر کے تمام غزوات میں حاضر رہا
اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
بہت سے لوگ بکھرے ہوئے بالوں والے
خاک آلود جن کی کوئی پروا نہیں کرتا (عند اللہ)
ایسے (اہم) ہیں کہ اگر کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ
کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم سچی کر دیتا ہے
اور اسی میں سے ایک براء بن مالک بھی ہیں۔
حضرت انس نے فرمایا کہ ایران میں قلعہ کسٹر پر
جس دن حملہ کیا گیا لوگ بہتر بہتر ہو گئے اور حالت
مسلمانوں کی شکست کے بن گئے۔ اس موقع پر
حضرت براء نے کہا گیا کہ اپنے پروردگار کے بھروسہ
پر اس کی قسم کھائیں۔ چنانچہ حضرت براء نے قسم
کھائی اور فرمایا، اے میرے پروردگار! میں تیری
ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تو نے ہمیں کافروں کے
کنڈھے باندھنے کی طاقت بخشی اور تو مجھے اپنے
نبی مکرم سے ملایا ہے۔ اس کے بعد حضرت
براء نے عام لوگوں کے ساتھ مل کر ایرانیوں پر حملہ
کیا، ان کا سپہ سالار ہر مزان مارا گیا ایرانیوں کو
شکست ہوئی اور فرار ہونے لگے اس کا سامان
قبضے میں لے لیا گیا اور حضرت براء شہید ہو گئے۔
امام ترمذی اور حاکم نے اس کو روایت کیا یہ معرکہ
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت
میں منگہ میں ہوا۔ حضرت براء مردوں کے لئے
حدی خوانی کیا کرتے تھے جبکہ انجشہ عورتوں کے

الصلوة والسلام انت يقع غف
قلوبهم حداؤة وقيل نهاء
لا انت النساء يضعفن عن شدة الحركة
قال الدما ميني وحمله هذا اقرب
الم فظاهر لفظه من الحاصل
على الاول الله ملخصا.

کجا دوں کے قریب جا کر حدی خواتی کرتے۔ چنانچہ
بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے حجۃ الوداع کے
موقع پر عورتوں کی سواریوں کے پاس جا کر حدی خواتی
کی جس کے نتیجے میں اونٹ تیز رفتار ہو گئے، اس
پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابوبکر!

کالنج کی شیشیوں کے ساتھ نرمی اختیار کرو، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارے ساتھ کالنج کی شیشیاں
(بوتلیں) بھی ہیں (مراد عورتیں ہیں) کہیں جلدی ٹوٹ نہ جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
عورتوں کو کالنج کی بوتلوں سے تشبیہ دے کر یہ اشارہ فرمایا کہ وہ حدی خواتی اور خوش الحانی سے متاثر
نہ ہو جائیں، اور یہ مفہوم بھی ہے کہ سواریوں کے بوجھ حدی خواتی تیز رفتار ہو جانے سے وہ کہیں گھبرا نہ جائیں
کیونکہ وہ فطرتاً کمزور ہوتی ہیں، عمار دما مینی نے فرمایا اس کو ظاہری الفاظ پر حل کرنا بنسبت قول
اول کے زیادہ مناسب اور موزوں ہے اور ملخصاً (ت)

اصحابی معرفۃ الصحابہ میں ہے:

روى البغوي باسناد صحيح عن محمد
بن سيرين عن انس قال دخلت على
البراء بن مالك وهو يتغنى فقلت له قد
ابدا لك الله ما هو خير منه فقال اترهب
ان اموت على فراشي لا والله ما كان
الله ليحرمني ذلك وقد قتلت مائة
منفر دا سوى من شاركت فيه

امام بغوی باسناد صحیح محمد بن سیرین کے حوالہ سے
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں حضرت برار
بن مالک کے پاس گیا وہ خوبصورت انداز میں
اشعار پڑھ رہے تھے میں نے ان سے کہا
بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بجائے آپ کو
وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اس سے کہیں بہتر
ہے (یعنی قرآنی مجید) فرمایا کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ میں اپنے بستر پر ہی مر جاؤں گا، خدا کی قسم ایسا
نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ مجھے شہادت سے محروم کر دے ایک سو کافر تو خود میکے یا ثعالبی

قتل ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ جن کے قتل میں میری شراکت اور معاونت ہوئی وہ مزید ہیں (ت)

امام ابن حجر مکی گفت الرعاع عن عمرات اللہ والسماع میں فرماتے ہیں،

شوافع اور مالک کے ایک گروہ نے فرمایا ان میں سے
لہام اذرحی نے توسط میں اور قرطبی نے شرح
صحیح مسلم میں فرمایا، راگ، لگانا اور شغنا، اس کی
دو قسمیں ہیں، پہلی قسم وہ ہے جس کے استعمال
کی لوگوں کو عادت ہے کوئی کام کرتے ہوئے
بھاری وزن اٹھاتے ہوئے، سفر طے کرتے ہوئے
بیابان سے گزرتے ہوئے، سواریوں کو تیز
قدم کرنے کے لئے دیہاتیوں کا ہڈی خوانی کرنا۔
اپنا دل بہلانے اور تسکین و راحت پہنچانے
کے لئے خوش الحانی کے ساتھ کفر سنج ہونا اور
اشعار پر حنا بشرطیکہ فحش گوئی پر مبنی نہ ہو یہ ہرگز
منع نہیں۔ عورتوں کا بچوں کو بہلانے اور سٹیلانے
کے لئے لوریاں دینا، محبت الاپنا اور بانڈیوں
کا کھیل تماشا کرنا بوجہ حد سے تجاوز نہ کرنے کے
جائز ہے۔ حد سے تجاوز کرنے سے مراد شراب
کی تعریف، لگانے والی عورتوں کا تذکرہ وغیرہ ہے۔
یہ امور اگر نہ ہوں تو ہڈی خوانی کے جائز ہونے
میں کوئی شبہ نہیں۔ اور اس میں کوئی اختلاف
بھی نہیں بلکہ بعض حالات میں یہ فعل مندوب ہوتا
ہے یعنی اچھے کام کے لئے راغب کر کے جیسے
حج، جہاد وغیرہ میں ہڈی خوانی۔ یہی وجہ ہے
کہ تعمیر مسجد نبوی اور خندق کھودنے کے
موقع پر خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

قال جمع من الشافعية والمالكية
منهم الاذرحی فی توسطہ والقرطبی
فی شرح مسلم الغناء انشادا و
استماعا علی قسمین القسم الاول
ما اعتاد الناس استعماله لمحادة
عمل وحمل ثقیل وقطع مفاوز سفر
ترویح حال النفوس وتنشيط لها كحدا
الاعراب یا بلہم وغناء النساء لتسکین
مفاسرہن ولعب الجوارى بلعیہن
فہذا اذا سلم الفتی بہ من فحش
وذكر محرم كوصف الخمر و
القينات لا شك فی حیوانہ
ولا یختلف فیہ و ما یبایندب
الیہ اذا نشط علی فعل
خیر كالحداء فی الحج
الغزو، ومن ثم امرت بجز
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہو والمحاباة رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم فی بناء المسجد
وحفر الخندق وغیرہما
کیا ہو مشہور و قد امر
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نساء الانصاریات

يقول في عمر بن لحي

اتيناكم اتيناكم

فحيانا وحياناكم

وكالا شعائر المنهدة في الدنيا
السراغية في الآخرة فهي من
انفع الوعظ فالخاصل عليها
اعظم الاجر ويؤيد ما نقله
من نف الخلف في هذا
القسم انت ابن عبد البر
وغيرة قالوا لا خلاف في
اباحة العدا و استماعه
وهو ما يقال خلف نحو
الابل من الشعر موقوف
الرجز وغيرة لينشطها
على السير ومن اوهم
كلامه نقل الخلاف فيه
فهو شاذ او موقوف على
حالة يفتش منها شئ
غير لاقت القسم الشاف
ما ينتعله المغنوم
العارفون بصناعة الغناء
المختارون المحدث من
غزل الشعر مع تلحينه
بالتلحينات الانيقية وقطيعه
لها على النغمات الواقية

اور صحابہ کرام نے اشعار پڑھے اور نہ صرف ان دو
موقعوں پر بلکہ ان کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی
آپ نے اور آپ کے صحابہ نے رجز یہ اشعار
پڑھے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے انصار کی خواتین کو یہ حکم فرمایا تھا کہ اپنی شادیوں
میں عمدہ اشعار پڑھا کریں، ہم تمہارے پاس
آئے ہم تمہارے پاس آئے، اللہ تعالیٰ ہمیں
بھی زندہ رکھے اور تمہیں بھی زندہ رکھے۔ اسی طرح
ان اشعار کا استعمال بھی جائز ہے جو دنیا سے
رغبت ہٹا کر آخرت کی رغبت دلانے والے
ہوں۔ اس قسم کے اچھے اشعار پڑھنا بہترین وعظ
ہے اور باعث اجر و ثواب ہے، اور اسکی
تائید اس قول سے ہوتی ہے جو امام موسوی
نے اس قسم کی فنی خلاف میں نقل کیا کہ مسلمہ
ابن عبد البر وغیرہ نے کہا کہ حدی خواتین اور اسکے
سننے کے مباح ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔
یہ وہ اشعار گوئی اور حدی خواتین ہوتی تھی جو
اونٹوں کو ہانکتے وقت ان کے پیچھے پیچھے کی جاتی
تھی بجز رجز وغیرہ کے۔ اور مقصد یہ ہوتا تھا کہ
اونٹوں کو چلنے میں خوش اور چست رکھا جائے
اور جو اس سلسلے میں وہم اور اختلاف نقل ہوا،
وہ شاذ ہے یا اس کی بھی تاویل کر دی گئی کہ
یہ اس حالت پر محمول ہے جس میں نامناسب
بات کا اندیشہ کیا گیا ہو۔ دوسری قسم (جس کی
نسبت گانے والے کی طرف کریں) جو گانوں

کی طرف منسوب ہو۔ جو فحش و موسیقی سے ماہر ہوں
شائستگی سے غزلی شعر کو پسند کریں اپنے لہجہ کے
ساتھ خوشنما لہجوں سے، اور ان کی تقطیع کریں
لغات رقیقہ پر جو نفوس کو ابھاریں اور آمادہ کریں
اور انھیں شراب کے جاموں کا شوق دلائیں پس
یہ وہی راگ ہے جس میں علماء کے اقوال مختلف
ہیں ان اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ وہ
حرام ہے۔ علامہ قرطبی نے فرمایا کہ امام مالک کا یہی مذہب ہے بلکہ فرمایا کہ یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
اور ہاتھی اہل کوفہ کا مذہب ہے۔ (ت)

التي تهيج النفوس و تطربها كحسبها
الكوثر فلهذا هو الغناء المختلف
على اقوال العلماء احدىها
انه حرام قال القرطبي وهو مذهب
مالك (الى قوله) وهو مذهب ابي حنيفة
رضي الله تعالى عنه و سائر
اهل الكوفة۔

حرام ہے۔ علامہ قرطبی نے فرمایا کہ امام مالک کا یہی مذہب ہے بلکہ فرمایا کہ یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
اور ہاتھی اہل کوفہ کا مذہب ہے۔ (ت)
اسی میں ہے،

امام ادرعی نے فرمایا ان لوگوں اور صحابہ کرام کی
طرف جو کچھ منسوب کیا گیا ہے ان میں اکثر حصہ
ثابت نہیں اور اگر کچھ ثابت بھی ہو جائے تو
اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ صحابی راگ
مقتانزع فیہ کو مباح کہتے تھے چنانچہ حضرت عمر
خاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ
ایک غلام ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے
دیکھا کہ وہ غرض الحالی سے اشعار پڑھ رہے
تھے اسے تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جب
ہم اکیلے اور تنہا ہوتے ہیں تو وہی کچھ کہتے ہیں
جو لوگ کہتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے
کہ وہ اشعار کیا تھے اور ان کا حال اور کیفیت
کیا تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

قال الاذراعی وعاصم الخ اولئك
الصحابة اكثرهم لم يثبت
ولو ثبت منه شيء لم يظهر
منه انت ذلك الصحابي يبيع
الغناء المتنازع فيه فالمسروء
عن عمر رضي الله تعالى عنه
انت خلا ما دخل عليه فوجدته
يترنم بييت او نحو ذلك فعجب
منه فقال اذا خلونا قلنا
كما تقول الناس فالله اعلم
ما كانت ذلك البييت وما كان
ترنمه وصفته، وصح عن
عثمان رضي الله تعالى عنه

ما تفتيت ما تفتيت اى شريعت فاطلاق القول
بنسبة الغناء المتنازع فيه واستماعه
الى ائمة الهدى تجاسروا يفضهم الجاهل
منه هذا الغناء الذى يتعاطاه المفسون
المتحنون ونحوهم وقال الشيخ الامام
ابراهيم المروزي في تعليقه وعت عمرو
عبد الرحمن بن عوف وابي عبيدة بن
الجراح وابي مسعود الانصاري انهم كانوا
يترومون بالاشعار في الاسفار وكذا ذلك عن
اسامة بن مزيد وعبد الله بن ارقم
وعبد الله بن الزبير رضى الله تعالى عنهم
والقرنم كذلك ليس في محل النزاع
اذ هو من انواع القسم الاول من القسمين
السابقين وقد مر انه لا خلاف و به
يعلم ان الظاهر الذي يتعين القطع
به ان غالب ما حكى عن الصحابة رضى الله
تعالى عنهم وعن بعدهم من الائمة
انما من هذا القسم الذى لا خلاف
فيه وتامه فيه وفيما ذكرنا كفاية ، والله سبحانه
وتعالى اعلم۔

بعصت ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں
گیت گاتا ہوں تو اُسے میں بنا سنوار لیتا ہوں
لہذا غناء متنازع فیہ اور اس کے سننے کی اجازت
کی نسبت ہدایت یافتہ اماموں کی طرف کرنا بہت
بڑی جرات ہے اور جاہل آدمی اس سے یہ غنا
نہیں سمجھتا جو گانے والے بکڑے وغیرہ اختیار
کرتے ہیں شیخ امام ابراہیم مروزی نے اپنی تعلیق
میں فرمایا حضرت عمر فاروق ، حضرت عبد الرحمن
ابن عوف ، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت
ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب
اپنے سفروں کے دوران خوش الحانی سے
اشعار پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت اسامہ
بن زید ، حضرت عبد اللہ بن ارقم اور حضرت عبد اللہ
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے۔
پس اس طرح کا ترنم محل نزاع نہیں کیونکہ وہ
سابقہ دو قسموں سے پہلی قسم میں داخل ہے
اور پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کے جواز
میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور اس سے یہ معلوم ہوا
کہ ظاہر بات جس کا قطعی ہونا متعین ہو رہا ہے
کہ جس کی حکایت صحابہ کرام اور ان کے بعد
ائمہ حضرات کی طرف کی گئی غالباً اس سے یہی قسم مراد ہے جس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ پوری
بحث اس میں موجود ہے اور ہم نے جو کچھ بیان کیا وہ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ نے پاک برتر اور سب سے
بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۱۵ از گلگتہ و حرم تلامذہ ۱۲۴۳ھ مرسلہ جناب محمد یونس صاحب ۸ وجب ۱۳۲۲ھ
 علمائے دین سے سوال ہے کہ اس شخص کا کیا حال ہے کہ عمرو دو توجہ رکھتا ہے اور دونوں
 سے مباشرت ایک مکان میں بے پردہ کرتا ہے اور جو اس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے اپنی بی بی سے
 کیا عجب ۔

الجواب

یہ امر مکروہ و بے حیائی ہے مرد کو بی بی سے عجب نہیں تو بی بی کو بی بی سے تو ستر فرض اور حیا
 لازم ہے۔ بحر الرائق و فتاویٰ عالمگیری میں ہے :
 یکرہ ان یطأ احداهما بحضرة الاخری حتی یوطأ
 وطأها لکم یلزمها الاجابة ولا تقصیر
 فی الامتناع ناشئة ولا خلاف فی هذا
 المسائل یہ
 ضروری نہیں اور اس انکار یا رکاوٹ کے سبب وہ نا فرماں نہیں ہوگی۔ ان مسائل میں کوئی اختلاف
 نہیں پایا جاتا۔ (ت)

رد المحتار میں شرح مفتی اس میں امام قاضی خاں اس میں مفتی امام حاکم الشہید سے ہے :
 یکرہ للرجل ان یطأ امرأته وعندہا صبی
 یعقل او اعمی او ضوقھا او امتھا او
 امتہ یہ
 کسی ذی عقل و ذی فہم بچے، کسی اندھے، اپنی
 بیوی کی سوکن اور اپنی یا بیوی کی لونڈی کی موجودگی
 میں بیوی کے ساتھ ہمبستر ہونا مرد کے لئے
 مکروہ ہے (ت)

مسئلہ ۱۱۶ بیڑی ضلع بریلی مرسلہ طالب حسین خاں ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ
 قبر پر اذان کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بقیۃ التوجہ روا (بیان کیجئے اور ثواب حاصل
 کیجئے۔ ت)

۲۲۱/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب القسم	۲۲۱/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب القسم
۲۲۱/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب القسم	۲۰۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب القسم

الجواب

قبر پر اذان کہنے میں میت کا دل بہلانا اور اس پر رحمت الہی کا اتنا اور سوال جواب کے وقت شیطان کا دور ہونا، اور ان کے سوال اور بہت فائدہ سے ہیں جن کی تفصیل ہمارے رسالہ "ایذان الاجر فی اذان القبر" میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱۹

کیا فرماتے علمائے دین مسائل ذیل میں،

(۱) زید قبر کو بعد پانچ بجے کے مسجد میں چراغ بھرنے کی روایت میں ہے کہ بعض عرصے تلاوت اور مطالعہ کتب پر غور کرتا ہے حالانکہ روشنی کی اس وقت ضرورت نہیں ہوتی ہے کیونکہ نمازیوں کی آمد پونے چھ بجے اور جماعت بعد چھ بجے طلوع روشنی صبح صادق میں ہوتی ہے اور علاوہ اس کے سرکاری لائٹس کی روشنی تینوں دروں میں مسجد کے اور صحن میں کافی طور سے ہوتی ہے مگر وہ ہر قسم قہریم مسجد کا ہے اور سیکڑوں روپیہ اپنی کوششوں سے فراہم کر کے مسجد کی تزئین و دیگر اخراجات میں لگاتا رہا ہے بلکہ اب بھی مرمت کر رہا ہے زید کو اس وقت کے فضول بلا ضرورت چراغ جلانے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مسجد کے مال میں اسراف نہ چاہیے مگر زید نہیں مانتا، پس ایسی صورت میں چراغ جلانا چاہئے یا نہیں؟

(۲) زید نے مسجد کی مرمت کے نام سے مسلمانوں سے کچھ چندہ جمع کیا اور مقررہ ہتم سے بھی دس روپیہ مرمت کے بہانے سے لئے جو اس کے پاس مرمت مسجد کے لئے رکھے تھے اس روپیہ سے اپنے چچا کی قبر پر مسجد سے ہاتھ رکھ کر مسجد کے اندر داخل کر لی اور بقیہ روپیہ خود خوشی کر لیا حساب نہیں لگایا مسجد کی مرمت کا روپیہ قبر یا اپنے صرف میں لانا کیسا ہے اور وہ شخص شرعاً کس مواخذہ کے قابل ہے؟ بیوقوف ہو جاؤ۔

(۳) زید کہتا ہے کہ تلاوت قرآن مجید مسجد کے اندر گناہ نہیں چاہئے۔ مگر وہ کہتا ہے کہ گناہ نہیں ہے اگر جماعت ہوتی ہو یا کوئی نماز پڑھتا ہو تو دل میں آہستہ پڑھنا اور جبکہ یہ امر مانع نہ ہوں تو باوازا پڑھنا بھی جائز ہے گناہ نہیں۔ زید کا قول درست ہے یا غلط؟ بیوقوف ہو جاؤ۔

(۴) زید اپنا اثاث البیت مسجد کے حجرہ میں رکھ لیتا ہے جس سے مسجد کے اسباب کو پرانہ گی اور مسافروں اور طلباء کو تکلیف ہوتی ہے اور بیہوشی اس کا اکثر اوقات مسجد کے اندر مسجد ہوتا ہے یہ فعل زید کا کیسا ہے؟ بیوقوف ہو جاؤ۔

الجواب

- (۱) جبکہ اُس وقت مسجد میں کوئی نہیں آتا خیرہ رخ بلانا فضول و ممنوع ہے خصوصاً جبکہ لائٹیں کی روشنی ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) مسجد کے روپر سے اپنے چپ کی قبر پر بنانا حرام تھا اور دھوکا دے کر لینا اور بھی سخت حرام، ایسا شخص فاسق فاجر و مرتکب کبائر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳) زید کا قول غلط ہے مسجد میں قرآن عظیم کی تلاوت بیشک جائز ہے اور کسی کے نماز و طیفہ میں خلل نہ آئے تو باوجود اُن پر لٹنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۴) مسجد کا اسباب پر آگندہ اور مسافروں اور طلباء کو ممانعت تکلیف دینا حرام ہے اور بے اعتدال کے مسجد میں سونے کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۱

بعد نماز فجر اور آفتاب طلوع ہونے سے قبل قرآن شریف کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟
بیّنوا تو جردا۔

الجواب

بیشک جائز ہے جبکہ بہت اعلیٰ وقت ہے جبکہ آفتاب طلوع نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۲ از افریقہ حاجی عبداللہ ولیعوب علی ۲۴ محرم ۱۳۴۱ھ

رستے میں چلے جانا اور قرآن مجید پڑھتے جانا رستے میں نجس مکان بھی آئے ہیں جن کی ہر ٹو سے چلنا بھی مشکل ہوتا ہے کیا ایسے مکانوں سے چلے جانا اور قرآن مجید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

راستے میں قرآن شریف کی تلاوت دو شرط سے جائز ہے، ایک یہ کہ وہاں کوئی نجاست نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ راہ چلنا اسے قرآن عظیم پڑھنے سے غافل نہ کرے۔ جہاں نجاست یا بدبو ہو وہاں غاموش رہے جب وہ جگہ نکل جائے پھر پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ اتم و احکم (اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے اور اس بزرگی والے کا علم سب سے زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے۔)

مسئلہ ۱۲۳ از سرنیاں ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ۴ رجب ۱۳۴۱ھ

سونے سے اٹھ کر آیت الکرسی پڑھنا کیسا ہے بعض استاد حقہ پتہ ہیں اور شاکر کو پڑھاتے جاتے ہیں۔ بیّنوا تو جردا۔

الجواب

سوئے سے اٹھ کر ہاتھ دھو کر ٹہنی کر لے اس کے بعد آیہ انکسری پڑھے، اگر منہ میں حقہ وغیرہ کی بدبو ہو یا کوئی کھانے پینے کی چیز ہو تو بغیر ٹہنی کے تلاوت نہ کرے جو استاد ایسا کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۴ از موضع منصور پور متصل ڈاک خانہ قصبہ شیش گڑھ بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ محمد شاہ خان ۲۰ محرم ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر صاحبان کو دیکھا گیا کہ کعبہ شریف کی جانب پشت کر کے دیوار مسجد کے سہارے سے جگہ کو تسبیح وغیرہ پڑھتے ہیں ایسے صاحبان کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب

یہ نامناسب ہے، حدیث میں ہے:

افضل المجالس ما استقبل به القبلة۔ سب میں بہتر نشست رُو بہ قبلہ ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۵ مسئلہ حافظ عبد اللطیف صاحب مدرس مدرسہ خفیہ مسوان (۱) مسوان ۲۸ صفر ۱۳۲۲ھ

(۱) مصنف مجید جو نہایت بوسیدہ ہو جائے اس کو اگلے دفن یا احراق، اور اگر دفن ہو تو کس جگہ؟

(۲) اسپند پر بعض حفاظ کوئی آیت پڑھ کر پھونکتے ہیں پھر وہ جلایا جاتا ہے یہ فعل کیسا ہے؟

یٰٰتینوا تو جہودا (بیان فرمائیے اجر یا پئے۔ ت)

الجواب

(۱) مصنف کریم کا احراق جائز نہیں قص علیہ فی الدرد المختار (در مختار میں اس کی مراحت کی گئی ہے۔ ت) بلکہ حفاظت کی جگہ دفن کیا جائے جہاں پاؤں نہ پڑیں، اور اگر تھوڑے اوراق ہوں تو اولیٰ یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو ان کے تعویذ تقسیم کر دئے جائیں۔

(۲) اسپند پر کوئی آیت دم کر کے جلانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۶ از دانا پور کمپ مسئلہ پیر خیر شاہ صاحب ۲۹ صفر ۱۳۲۲ھ

(۱) زید اپنی زوجہ کی پستان اپنے منہ میں رکھ کر جماع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ لذت زیادہ حاصل ہوتی

ہے، کیا اس کو کسی طرح کا ہرج مہاج میں آسکتا ہے یا اس کو ہر حال میں جہیزہ کیلئے مباح ہے؟
 (۲) زید اپنی زوجہ سے کہتا ہے کہ تیری پستان بالکل غور در میں مجھ کو لذت جماع حاصل نہیں ہوتی اسکی
 زوجہ نے خاوند کی رضامندی کے لئے اپنے پستان خود ہی چوستا اور پینا شروع کیا یہاں تک کہ
 اس کے پستان بوجہ دودھ آنے کے خوبصورت بن گئے، اب خاوند خوش ہو گیا وہ عورت ایسا
 کر سکتی ہے کیا اپنا دودھ پی سکتی ہے؟ جواب کتب معبرہ سے عنایت فرمائیں۔

الجواب

(۱) صورت مستفسرہ جائز ہے بلکہ اگر نیت محمود ہو تو امید اجر ہے، جیسا کہ ہمارے امام اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہم زوجین میں مس شرمگاہ ایک دگر کو فرمایا، اس جو انھما یثو جران علیہ فی امید
 کرتا ہوں کہ وہ دونوں اس پر اجر دے جائیں گے۔ اصل یہ ہے کہ شرح مطہر کو جس طرح اپنی حرام
 فرمائی ہوئی چیز یعنی زنا کے دواعی مبغوض ہیں ویسے ہی اپنی حلال کی ہوئی چیز یعنی جماع زوجہ کے دواعی محبوب
 ہیں، ہاں اگر عورت بشیر دار ہو تو ایسا چوسنا نہ چاہئے جس سے دودھ حلق میں چلا جائے اور اگر منہ میں آجائے
 اور حلق میں نہ جائے دے تو مضائقہ نہیں کہ شیر زنی حرام ہے نجس نہیں البتہ روزے میں اس صورت
 خاص سے احتراز چاہئے، کما لھو اعلیٰ کو اھتہ ذوق شفیٰ اکا ضرورۃ (جیسا کہ کسی چیز کا چکھنا بغیر
 کسی ضرورت کے ائمہ فقہ نے اس کے مکروہ ہونے کی تصریح فرمائی۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہاں جو بات فرض کی ہے دودھ سے مستبعد ہے، ایک چھوٹی پستان کا ایسا ہونا
 کہ عورت جسے خود پی سکے دوسرے اپنے پینے کی وجہ سے دودھ اُتر آئے، ہر حال اگر خالی پستان پی مضائقہ
 نہیں، اور اگر دودھ پیا تو حرام ہے بلکہ دودھ کی پستان پینے سے خوبصورت ہو جانا خلاف واقع ہے،
 دودھ بھرے ہونے سے خوبصورتی ہوگی اور خالی ہو کر اور بڑھتی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۹ مسئلہ معلم علی صاحب پیش امام جامع مسجد حیدر آباد دکن ۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جامع مسجد بلقہ حیدر آباد
 دکن میں منبر کے پاس جو حصے کا عراب ہے اس کے گرد آیات فتراتی بخط طغرا سنگ سیاہ پر کندہ
 ہیں اگر خطیب صاحب منبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے رہے تو آیات قرآنی نیچے ہوتی ہیں تو کیا آیات
 قرآنی بوجہ منبر کے نیچے ہونے کے بے ادبی و بے حرمتی ہوتی ہے اگر بے ادبی ہوتی ہے تو ان آیات کو

سینٹ یا چوٹ سے پرشیدہ کر دیں تو کوئی گناہ تو نہیں؟

الجواب

دیواروں پر کتابت قرآن حکیم میں، صحاح جانب ممانعت ہے، اور اگر منبر پر کھڑے ہونے میں اس طرف امام کی ٹیٹھ ہوتی ہے تو ضرور خلاف ادب ہے، اور اگر پاؤں یا مجلس سے بلا سار نیچے ہیں تو اور زیادہ شور ادب ہے مان حالتوں میں ان کا سینٹ یا چوٹ کسی پاک چیز سے بند کر دینا حرج نہیں رکھتا بلکہ برنیت ادب محمود ہے، اور اگر نیچے ہیں یہ نیچے جب بھی اگر اس قول راجح کے لحاظ سے یا اس لئے کہ محراب میں کوئی شے شافل نظر نہ ہوتی چاہئے بند کرنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا،

فان الامور بمقاصدھا واتقانھا اسری کیونکہ کام اپنے مقاصد پر مبنی ہیں، اور ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا۔

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ خوب جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ مسؤل محمد اکیس گوالیار بروز شنبہ تاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ

جامع مسجد میں وعظ کسی کی اجازت سے ہونا چاہئے یا اگر کوئی تقریر وغیرہ کرنا چاہئے اور اس کی قابلیت علم معلوم دینیہ میں کافی نہ ہو اور اس کی تقریر اشتعال انگیز ہو کیا اس کو امام مسجد تقریر کرنے سے بند کر سکتا ہے؟

الجواب

وعظ میں اور ہر بات میں سب سے مقدم اجازت اللہ و رسول ہے جل اللہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کافی علم نہ رکھتا ہو اسے وعظ کہنا حرام ہے اور اس کا وعظ سننا جائز نہیں، اور اگر کوئی معاذ اللہ بد مذہب ہے تو وہ تو نائب شیطان ہے اس کی بات سنی سخت حرام ہے، اور اگر کسی کے بیانی سے لغت اٹھتا ہو تو اسے بھی روکنے کا امام اور اہل مسجد سب کو حق ہے، اور اگر پورا عالم سنی صحیح العقیدہ وعظ فرمائے تو اسے روکنے کا کسی کو حق نہیں، بقولہ تعالیٰ:

ومن اظلم ممن صاحب الله ان یدکر فیہا اسمہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اس سے بڑا ظالم کوئی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے گھروں میں اس کا نام لینے سے روکے۔ اور اللہ تعالیٰ

سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے۔ (ت)

لہ الاشیاء والنظار الفہم الاول القاعدة الثانیہ ادارة القرآن کراچی ۸۲/۱
لہ صحیح البخاری باب کیف ید الوی الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۱
لہ القرآن الحکیم ۱۱۳/۲

مسئلہ ۱۳۱ از مقام اہرہ ملک مارواڑ متصل آترپورا پیر محمد امیر الدین بروز یک شنبہ

بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ

بروز جمعہ کو مکتب کے لوگوں کو بھیٹی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو مع حدیث و آیت کے آگاہ فرمائیں فقط۔

الجواب

جمعہ کی چھٹی ہمیشہ معمول علمائے اسلام ہے اور اسی قدر اس کی سند کے لئے کافی، ایسی جگہ یا شخص آیت یا حدیث ہونا ضرور نہیں اور آیت و حدیث سے یوں نکال بھی سکے ہیں کہ حدیث صحیح میں جمعہ کی پہلی ساعت سے جمعہ کی طرف جانے کی ترغیب فرمائی تو صبح سے فریاض جمعہ تک تو وقت اہتمام و انتظار جمعہ میں گزرا پڑھنے کا کیا وقت ہے اگر لکھتے مسجد میں جا کر پڑھے تو قبل جمعہ حلقہ سے عافیت فرمائی بے حد نماز فرمایا گیا،

فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض
وابتغوا من فضل اللہ علیہ
جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

یہاں بھی تجارت و کسب حلال کا ذکر فرمایا نہ کہ تعلیم علم کا، تو معلوم ہوا کہ وہ دن ٹھپٹی کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۳۲ از بدایوں کھری کلکٹری محافظ خانہ صدر مستولہ سلامت اللہ نائب محافظ دفتر چاری
بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر الحظفر ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسئلہ میں، اگر مرد کو معلوم ہو کہ میری بی بی حاملہ ہے تو کس مدت تک عورت سے صحبت کرنا جائز ہے؟ فقط

الجواب

جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۳ از شاہجہا پور بازار بنی منڈی محمد رضا خاں سوداگر بروز دو شنبہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جامع مسجد اور عید گاہ میں واسطے ترمیم ان دونوں مسجدوں کی یا کسی اور مسجد کی خواہ اسی شہر میں ہو یا دوسرے شہر میں، جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر کوئی سائل اپنی ذاتی حاجت کے واسطے چندہ طلب کرے یا مؤذن اور امام مسجد اس کے واسطے اعلا

کرو دے تو جائز ہو گا یا ناجائز؟ یا جامع مسجد یا عید گاہ میں چندہ طلب کرنا وقت قرامت خطبہ کے حکم جواز میں ہے یا عدم جواز میں؟ اور رافضی کی مسجد میں شتی المذہب کا نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ مکروہ یا غیر مکروہ؟ اگر رافضی نے مسجد بنوا دی ہے اور اس میں روافض نماز کے واسطے کسی وقت حاضر نہ ہو سکیں اور شتی لوگ اس کے گرد پیش سکونت رکھتے ہوں اور اسی مسجد میں نماز پنجوقتہ پڑھا کریں تو سنیوں کے واسطے موجب قیامت شرفا ہے یا نہیں؟ نماز اس مسجد میں سنیوں کی بکراہت ادا ہوگی یا بلا کراہت؟ اور علماء جو وعظ مساجد جامعہ یا غیر جامع میں کرتے ہیں اور حاضرین کو پند و نصائح سناتے ہیں اور وہ ان کی خدمت و تراضع تقویٰ وغیرہ سے کرتے ہیں یہ آمدنی ان کو جائز ہے یا ناجائز؟ اور بعض صرف حمد و ثناء پڑھتے ہیں اور سامعین ان کی خدمت گزاری نقد و جنس سے کرتے ہیں یہ امر مساجد وغیرہ میں مباح و درست ہے یا نہیں اور یہ آمدنی ان کے واسطے وجہ جواز میں ہے یا عدم جواز میں؟ یہ لوگ ماتحت آیہ تکریم اولیٰک الذین اشتروا الحیۃ الدنیا بالآخرۃ (یسی فہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ ت) کے داخل ہیں یا خارج؟ اس سے تین حاطین کہ مقصود طرفین الصالح اور انتفاع اور نفع رسائی اور مہمان نوازی اور مسافر پروری ہو۔ بیتوا تو جسروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

خطبہ کے وقت چندہ مانگنا خواہ کوئی بات کرنا حرام ہے اور خالی وقت میں مسجد یا اور کسی دینی کام یا کسی مسلمان حاجت مند کے لئے مانگنے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ آئے ثننت سے ثابت ہے اور اپنے لئے مانگنے کی مسجد میں اجازت نہیں۔ روافض کی بنائی ہوئی مسجد شرفا مسجد نہیں نماز اس ہوگی جیسے کسی گھر میں، اگر محلہ میں کوئی مسجد اہلسنت کی ہے تو اسے چھوڑ کر اس میں پڑھنا ترک مسجد جو گا اور ترک مسجد بلا عذر شرعی جائز نہیں۔ حدیث میں ہے:

لاصلوة لجار المسجد الا فی المسجد (مسجد کے پڑوسی کی نماز سوا اسے مسجد نہیں ہوتی۔ ت) اور اگر کوئی مسجد نہیں تو اپنی مسجد بنائیں یا اسی کو مولیٰ کرو وقت کر دیں، اس میں تین صورتیں ہیں اگر عمنہ کئے اور حمد و ثناء پڑھنے سے مقصود یہی ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں تو بیشک اس آیہ تکریم کے تحت میں داخل ہیں اور حکم لا تشتروا بایاتی ثمناً قلیلاً (میری آیتوں کے بدلے ضرور سے دام

سہ القرآن الکریم ۶/۲

سہ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب اللاموم یصل خارج المسجد دار صادر بیروت ۳/۱۱

سہ القرآن الکریم ۳۱/۲

نہ وصول کرو۔ ت) کے مخالف، وہ آمدنی اس کے حق میں غیث ہے خصوصاً جبکہ ایسے حاجت مند ہوں جن کو سوالی کی اجازت ہے کہ اب تو بے ضرورت سوال دوسرا حرام ہو گا اور وہ آمدنی غیث تو حرام مثل غصب ہے عالمگیری میں ہے ۱

ما جمع المسائل بالمتکدی فہو خبیث ۱۰ سائل نے کہہ دیا کوش سے جو کچھ جمع کیا وہ ناپاک ہے۔ (ت)

دوسرے یہ کہ حفظ و حمد و نعت سے اُن کا مقصد مجلس اللہ ہے اور مسلمان بطور خود اُن کی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال۔ تیسرے یہ کہ حفظ سے مقصد تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجت مند اور عادت معلوم ہے کہ لوگ خدمت کرینگے اس خدمت کی طبع بھی ساتھ لگی ہوتی ہے تو اگرچہ یہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر صورت اولیٰ کی طرح مذموم بھی نہیں ہے در مختار میں فرمایا ۱

الو حفظ لجمع المال من ضلالة اليهود و مال جمع کرنے کے لئے حفظ کتنا یہود و نصاریٰ کی انصاری بلکہ مگر ایوں سے ہے۔

یہ تفسیری صورت ہیں میں ہے اور دوم سے بر نسبت اول کے قریب تر ہے جس طرح کچھ کو جائے از تجارت کا کچھ مال بھی ساتھ لے جائے جسے ایسے حدیث کہ جناح ان یبتغوا فضلا من ربکم (تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی رزق حلال) تلاش کرو۔ ت) فرمایا، لہذا فتویٰ اس کے جواز پر ہے۔

افق بہ الفقیہ ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فتویٰ دیا ہے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں کما فی الخانیۃ والہندیۃ ولیدھما الذی اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے اور جو کچھ ذکر توفیق بن القولین و یا اللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔ میں نے بیان کیا ہے یہ دو قولوں کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۳۴ مسئلہ محمد عبد الرحمن از لکھہ ضلع کھیری بروز شنبہ بتاریخ اشعبان المعظم ۱۳۳۴ھ
چرمیفرایند علمائے دین و مفتیان شرع متین درین مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان
شرع متین اس مسئلہ میں - ت) کہ زید عرصہ اٹھارہ سال سے سفر حضر معمولی عدالت میں برپا بندی بعد
ادائے نماز و غیر تلاوت قرآن مجید کیا کرتا ہے گو دنیاوی تعلقات اور گوناگون تفکرات اسے بہت ہی لائق
ہیں مگر وہ اس فرض کو ہر حالت میں انجام دیتا رہتا ہے مگر بوجہم استعداد ہونے کے وہ مطالب سے لاعلم
رہتا ہے اسی صورت میں وہ ترجم قرآن مجید لفظی اردو یا فارسی کا ترجمہ دیکھ کر روزانہ بجائے دو پارہ ایک
ربیع یا اس سے کم و بیش تلاوت کرے یا حسب معمول روزانہ دو پارہ تلاوت کرے۔ دونوں میں سے کون
افضل ہے؟ بیزا تو جروا۔

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

احب الاعمال الى الله اذومها وانت
قلیل
اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ وہ عمل پسند ہے
جو ہمیشہ ہو اگرچہ کم ہو۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا تكثر مثل فلان كان يقوم الليل ثم ترك
قيام الليل
فلان کی طرح نہ ہونا متجدد پڑھا کرتا تھا مگر
چھوڑ دیا۔

میں نے میں دو ختم غیر کثیر ہے اور جب اٹھارہ سال سے اس کا التزام ہے تو اس میں کی ہرگز کمی ہے
وفیہ حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اور اس بار سے میں حضرت عبد اللہ ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث موجود ہے - ت) قرآن عظیم کے مطالب سمجھنا بوجہ شہید مطلوب اعظم ہے
مگر بے علم کثیر و کافی کے ترجمہ دیکھ کر سمجھ لینا ممکن نہیں بلکہ اس کے نفع سے اس کا ضرر بہت زیادہ ہے
جب تک کسی عالم ماہر کامل سستی دینا اسے ضرر پڑے خصوصاً اس حالت میں کہ ترجمہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کے سوا آج تک اردو فارسی جتنے ترجمے چھپے ہیں کوئی صحیح نہیں بلکہ ان باتوں پر مشتمل ہیں کہ بے علم
بلکہ کم علم کو بھی گمراہ کر دیں۔ واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل حبیبنا اللہ ونعم الوکیل

لے صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التصدق والمداد علیہ عمل قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۵۶/۲

لے سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوات باب ما جاز فی قیام اللیل یک ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹۵

(پور اللہ تعالیٰ حق ارشاد فرماتا ہے اور وہی سیدھی راہ دکھاتا ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے،

اور وہ اچھا کار ساز ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵ از ملک کاٹھیاواڑ مقام ارثیان امین احمد پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ

قرآن شریف کی تلاوت آواز سے کرنا یا آہستہ چاہئے؟

الجواب

قرآن مجید کی تلاوت آواز سے کرنا بہتر ہے مگر نہ اتنی آواز سے کہ اپنے آپ کو تکلیف یا کسی نمازی یا ذکر کے کام میں غل ہو یا کسی جائز نیند سونے والے کی نیند میں غل آئے یا کسی بیمار کو تکلیف پہنچے یا بازار یا سرا یا عام سڑک ہو یا لوگ اپنے کام کاج میں مشغول ہیں اور کوئی سننے کے لئے حاضر نہ رہے گا، ان صورتوں میں آہستہ ہی پڑھنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶ مرسلہ عبدالستار بن امین صاحب از گوبل کاٹھیاواڑ یکم صفر ۱۳۴۵ھ

اکثر لوگ اپنی اپنی جوتیوں کو بغرض حفاظت مسجد کے اندر لیجا کر اپنے قریب یا کسی گوشہ میں رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جردا

الجواب

جوتے جن میں نجاست نہ ہو اگر کسی گوشہ میں رکھ دیئے جائیں یا اپنے پاؤں کے سامنے قوجہ نہیں مگر مسجد کے سامنے نہ ہوں کہ نمازی کی طرف محبت الہی متوجہ ہوتی ہے، نہ دہنی طرف کہ ادرملہ ٹنگہ پیش بائیں طرف کہ دوسرے کے دہنی طرف ہوں گے، ہاں اگر یہ کنارہ پر کھڑا ہے کہ اس کے بائیں طرف کوئی نہیں اور دیوار کے ساتھ متصل ہے کہ کسی کے آنے کا بھی احتمال نہیں تو رکھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷ مرسلہ محمود احمد صاحب از قصبہ لوی شریف ضلع بارہ بنگلی ۱۰ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں حضرات علمائے دین اسلام و مفتیان شریعت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جس طرح آگہ میں مقبرہ تاج محل کے بیرونی پھاٹک و اندرونی در پر و نیز دہلی کی جامع مسجد کے در پر اور بعض دیگر متقدس مقامات و مساجد کے دروں پر آیات قرآن مجید کندہ ہیں اگر کسی بزرگ و برگزیدہ خدا کے مقبرہ کے دروں پر بایں احتیاط کہ زمین سے سات فٹ بلندی پر جہاں کسی قسم کی بے ادبی کا گمان بھی نہ ہو فرقان قہید کی کوئی سورہ یا اسماء جناب احدیت جل جلالہ سنگ مرمر کے ایسے مضبوط مصالح سے لکھے جائیں جو مثل پتھر کے مستحکم ہوں اور جن کا رنگ دھوپ یا پانی سے کبھی تبدیل نہ ہو سکے اور حروف ہمیشہ بدستور قائم رہیں تو قرآن جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جردا۔

الجواب

دیواروں پر کتابت سے ملائے منع فرمایا ہے کما فی الہندیۃ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے۔ ت) اس سے احتراز ہی اسلم ہے، اگر چھوٹ کو نہ بھی گریں تو بارش میں پانی اُن پر گزرنے زمین پر آئے گا اور پامالی ہوگا۔ غرض مقصد کا احتمال ہے اور مصطلحت کچھ بھی نہیں لہذا اجتناب ہی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۰ جناب مولوی صاحب! یہ عرض ہے اگر چلتے کے اندر مرد عورت سے بولے پھر عورت چالیس دن کا چلتے نہائے تو عورت پاک ہو جائے گی اور نماز روزہ اور قرآن شریف کی عبادتوں کے ملائی ہو جائے گی چلتے کے اندر عورت نے انکار کیا مرد ناراض ہو یا کہے کہ جی میں آتا ہے کہ میں نکاح کروں، عورت کو ان باتوں کا خیال ہو اور بلوائے اس کا مسئلہ اس سے بہت بڑا معلوم ہوتا ہے۔

الجواب

بچہ پیدا ہونے کے بعد جس وقت خون بند ہو جائے اگر چلتے کے اندر پھر نہ آئے تو اسی وقت عورت پاک ہو جاتی ہے مثلاً فقط ایک منٹ بھر خون آیا پھر نہ آیا تو بچہ پیدا ہونے کے اسی ایک منٹ تک ناپاکی تھی پھر پاک ہو گئی، نہا کے نماز پڑھے روزہ رکھے، پھر اگر چلتے کے اندر خون نہ آیا تو یہ نماز روزے سب صحیح ہو گئے اور اگر پھر آگیا تو نماز روزے پھر چھوڑ دے۔ اب اگر پورے چلتے یا اس سے کم پر جا کر بند ہو تو شروع پیدائش سے اس وقت تک سب دن خون کے کبھے جائیں گے وہ نمازیں جو پڑھیں بیگار گئیں اور وہ فرضی روزے جو رکھے قضا کئے جائیں گے اور اگر چلتے سے بھی باہر جا کر بند ہو اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں جتنے دن خون آیا تھا اتنے دن ناپاکی کے کبھے جائیں گے باقی پاکی کے، مثلاً گھڑی بھر خون آیا اور بند ہو گیا پھر پچیس دن بعد آیا اور چالیس دن سے پاؤ گھڑی زیادہ تک آیا کہ شروع پیدائش تک سے اس وقت تک چالیس دن پاؤ گھڑی کا عرصہ ہوا تو اس سے پہلے اگر کوئی بچہ نہ ہوا تھا جب تو پورا چلتہ ناپاکی کا ہوگا فقط پاؤ گھڑی یا جتنا چلتے سے بڑھا استفاضہ جہاں میں وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے اور روزہ تو بہر حال روا ہے، اور اگر پہلے بچہ پر مثلاً بیس دن خون آیا تھا تو بیس دن ناپاکی کے ہیں باقی دن پاکی کے ہیں ان میں نماز روزے نہ رکھے ہوں قضا کرنے ہوں گے یہ حکم ہے۔ اور عورتوں میں جو مشہور ہے کہ خون آئے یا بند ہو جائے چلتہ پورا ہی کر کے نہاتی ہیں اور جب تک نمازیں قضا کرتی ہیں یہ سخت حرام ہے۔ رہا خاوند کے پاس جانا اگر چلتہ کے اندر خون بند ہو جائے اور اتنے دنوں سے کم ہو جتنے دن اس سے پہلے بچہ میں آیا تھا تو خاوند کے پاس جانا حرام ہے، اور اس کا یہ کہنا عورت کسی طرح نہیں مانی سکتی نہائے گی تو سخت

گنہگار ہوگی تو بکرے، اور اگر اُتے دن پورے ہوئے جتنے دنوں اس سے پہلے بچے میں آیا تھا اس کے بعد بند ہوا اور پھر ابھی ٹورانہ ہوا تو جب عورت نہالے گی یا ایک نماز کا وقت اُس پر گزر جائے گا اس وقت خاوند کے پاس جاسکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں۔

مسئلہ ۱۳۱ از جاتہ حرثہ جو کہ مرسلہ محمد امین مورخہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ
قلب کی طرف پاؤں کر کے سونا چاہئے یا نہیں؟ یتنوا تو جودا۔

الجواب

کوئی حرج نہیں، وہ ایک ستارہ ہے، ستارے سب طرف ہیں فقط۔

مسئلہ ۱۳۲ از محمد نالہ بریلی بنی خاں مورخہ ۲۸ ذی القعدہ
ایک شخص نے طرف کعبہ شریف کے پیر کے لیکن اُس کو خیال تھا جب اُٹھوں گا تو میرا منہ زیارت مقدس
کی طرف ہوگا اور میں پڑھتا اُٹھوں گا۔

الجواب

کعبہ معظمہ کی طرف پاؤں کر کے سونا بلکہ اُس طرف پاؤں پھیلانا سونے میں ہو خواہ جائے میں، لیٹے
میں ہو خواہ بیٹھے میں، ہر طرح منوع دے ادنیٰ ہے۔ اور یہ اُس کا خیال طاقت ہے، سُنت یوں ہے
کہ قلب کی طرف سر کرے اور سیدھی کر دھڑ پر سونے کہ سونے میں بھی منہ کعبہ کو ہی رہے۔ ہاں وہ معنی
جس میں اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہیں اس کی نماز کے لئے ایک طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ پانچویں قبلہ کی طرف ہو
اور سر کے نیچے اوٹھا کر رکھ دیں کہ منہ کعبہ معظمہ کو ہر پھر یہ ضرورت کے واسطے۔ غیر معنی اپنے آپ کو اُس پر
قیاس نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۳ مولوی نذیر احمد صاحب ساکنی سہوان پرنسپل خرابہ بنی مورخہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان مقام مسائل مفصلہ ذیل میں،

- (۱) بی بی سے ہمبستری کس طرح سنت ہے؟
- (۲) دی میں بی بی سے ہمبستر ہونا کیسا ہے؟ یتنوا تو جودا۔

الجواب

(۱) جو وقت تمام شرعی ممانعتوں سے خالی ہو اس میں تین نعمتوں سے: طلبِ دلہ صالح کہ توحید و
رسالت کی شہید دے تکثیر امتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرے۔ عورت کا اداسے حق اور
اسے پریشان خاطر و پریشان نظری سے بچانا۔ یا دانی و اعمالِ صالحہ کے لئے اپنے قلب کا

اُس تشویش سے فارغ کرناؤں کہ نہ اپنی برہنگی ہو نہ عورت کی کہ حدیث میں فرمایا،
ولایت جردان تجرد العیور۔^۱ دونوں (میان بیوی) گدھوں کی طرح ننگے نہ ہوں
(بہمستری کے وقت)۔ (ت)

اور اُس وقت نہ رو بقیہ ہو نہ پشت بقیہ، عورت چپت ہو اور یہ اُکڑوں بیٹھے اور بوس و کنار و مسامحی
ملاحظت سے شروع کرے، جب اُسے بھی متوجہ پائے بسم اللہ الرحمن الرحیم جتنا الشیطان و
جنب الشیطان ماردنا قتنا (اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء جو پھر دم کرنے والا مہربان ہے اُسے اللہ
ہیں شیطان کے واسطے بچائیے اور جو کچھ کرنے ہیں عطا فرمایا اس میں شیطان کو ہم سے دور
رکھتے۔ ت) کہہ کر آغاز کرے اور اس وقت کلام اور قریح پر نظر نہ کرے، بعد فراغ فوراً جبدا
نہ ہو یہاں تک کہ عورت کی بھی حاجت پوری ہو، حدیث میں اُس کا بھی حکم ہے۔ اللہ عز وجل کی
جسٹ شمار درودیں اُن پر جنہوں نے ہم کو ہر باب میں تعلیم فرمادی اور ہماری کشتی حاجت دینی و دنیوی
کو حمل نہ چھوڑا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و باریک علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین۔

(۲) جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۳۱ از ریاست جنرل کشمیر خاص محلہ دگریزاں بھانڈوشی ابراہیم براستہ جہلم
مرسلہ محمد یوسف صاحب ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

اگر کوئی مولوی صاحب مجلس و عظمیٰ جو کہ قرآن شریف و حدیث شریف سے ہو کہیں کہ ہماری پڑائی
دور بچھاؤ تاکہ ہم اسے کان میں آواز نہ دے آئے تکرار آواز عداوت تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر یہ امر واقعی ہے کہ وہ داعظ سنی العقیدہ پورا عالم صحیح البیان تھا اور اس شخص نے
بلاوجہ شرعی محض تکرار و عداوت کے سبب وہ الفاظ کہے تو ضرور گنہگار اور سخت مواخذہ کا سزاوار ہوگا۔
فما لہم من التذکرۃ معرضین کانہم حمرا انھیں کیا ہوا کہ وہ عداوت سے متہم ہوتے ہیں گویا وہ بھڑکے
مستغرقۃ فرات میں قسورۃ۔^۲ ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہوں۔

۱۔ کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن ابی قتیبہ حدیث ۴۴۸۶۳ مؤتہ الرسالہ بیروت ۴۴۸/۱۶
۲۔ حم، ق عن ابن عباس " ۴۴۸۴۷ " " " " ۴۴۵/۱۶
۳۔ القرآن الکریم ۴۹/۵۱ تا ۵۱

اور اگر وہ حافظ بد مذہب تھا یا جاہل تھا یا غلط مسلط بیان کرتا یا عالم کہ کسی طبع وغیرہ کے سبب
اُلٹی کتا اس وجہ سے احتراز کیا تو بجا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۴ از جوالا پور ڈاک خاص تحصیل رڑکی ضلع سہارنپور مدرسہ سیدہ اقیان علی نائب مدرس
مدرسہ پرائمری اسکول ۶ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کام اس عاجز نے کارِ ثواب سمجھ کر کیا مگر بعد کو
چند اصحاب سے معلوم ہوا کہ یہ کام بالکل ناجائز ہے لیکن اکثر جائز بھی بتلاتے ہیں جس کی وجہ سے بندہ بھرتہ بند
میں شب و روز غوطہ زن ہے، امید کہ حضرت اس کو مبدل بخوشی کریں گے، دراصل حقیقت یہ ہے کہ بندہ نے
اپنے ہر دو ہاتھوں پر تحصیل سے چھ چھ انگشت کے فاصلہ پر ایک ہاتھ پر یا اللہ دست ثانی پر یا محمد
بذریعہ مشین کھدوا لیا ہے، بندہ کو اللہ و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت قلبی ہے، بندہ خانہ ابی حنیفہ
اہل بہشت نیز ہر چار خاندان کے زمرہ میں ہے، بندہ نے اس غرض سے یہ کام کیا تھا کہ بندہ کے
دل سے اللہ و محمد (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر دم نکلتا رہے نیز جو شخص اس کو
دیکھے اس کی زبان سے ایک مرتبہ کم از کم یا اللہ یا محمد نکلا، بندہ کی عقل ناقص اسی قدر ہے جو کہ
ظاہر کی گئی، امید کہ اس مشتبہ کو حضور بندہ کے دل سے دور کریں نیز عرض ہے کہ اگر یہ ناجائز ہو تو بندہ
کو مطلع کرنا کہ کیا کام کیا جائے کہ اللہ جل شانہ بزرگ برتر اپنی رحمت کاملہ سے اس بار عظیم سے جبکہ دش
کو دے یہ مٹانے سے مٹا اور چھیننے سے چھل بھی نہیں سکتا۔

الجواب

یہ خائبہ خون نکالی کر اُسے روک کر کیا جاتا ہے جیسے نیل گدوانا۔ اگر یہی صورت ہو تو اس کے
ناجائز ہونے میں شک نہیں اور جبکہ اس کا ازالہ ناممکن ہے تو سوا توبہ و استغفار کے کیا علاج ہے
مولے تعالیٰ عز وجل توبہ قبول فرماتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۵ از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مدرسہ مولوی عبدالودود صاحب ہنگائی قاری
برکاتی رضوی طالب علم مدرسہ مذکور ۲ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ

لوگوں کے نام کے آگے جو محمد ہے اس پر حرف (ح) اس طرح لکھنا جائز ہے یا
نہیں؟ جینا توجروا۔

الجواب

حرف (ح) لکھنا جائز نہیں نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم کو پر

لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیاء و ملائکہ طہیم الصلوٰۃ والسلام پر
بالاستقلال درود جواز نہیں اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم لکھے فقط ۴ یا صلعم جو لوگ لکھتے ہیں سخت شنیع و منوع ہے یہاں تک کہ
نام آخری میں اس کو تخفیف شان اقدس ٹھہرایا دینا یا ذی اللہ تعالیٰ۔
مسئلہ ۱۴۶ از کوہ منصور ذاک خانہ کلہڑی کام اپرانیڈیا گیٹ مستری حکیم اللہ ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶
پردیس میں بال بال بچے دار کو کب تک رہنا چاہئے؟

الجواب

باضورت سفر میں زیادہ رہنا کسی کو نہ چاہئے، حدیث میں حکم فرمایا ہے کہ جب کام ہو چکے سفر سے
جلد واپس آؤ اور جو وطن میں زوجہ چھوڑ آیا ہو اُسے حکم ہے کہ جہاں تک بنی پڑے چار ماہ کا نہ ماند واپس
آئے بذلک امر امیر المؤمنین الفاروق الاعظم علیہ الرضوان (مومنوں کے حاکم، حق اور
باطل میں سب سے بڑے فرق کرنے والے حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو یہی حکم فرمایا تھا انھیں اللہ تعالیٰ
کی خوشنودی حاصل ہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۴۷ از سورت برہان پوری بھاگل مرسلہ سید زین القاری ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶
تاریخ کا پتھر جہانت خانہ کے صحن کے پتھر کے نیچے کھرا نصب کیا گیا ہے کہ جس پتھر پر دوسرا پتھر
بکھایا گیا ہے اور یہ دوسرا اوپر کا پتھر نیچے کے کھڑے نصب کئے ہوئے پتھر کے اوپر دو انچ لمبا بڑھا ہوا ہے
اور اس اوپر کے پتھر سے لوگوں کا گزر ہوتا ہے یعنی اس پر قدم گرتے ہیں مذکور منسوب پتھر پر ماہ رمضان المبارک
۱۳۲۴ء کذہ ہے اس کذہ حروف پر لوگوں کے قدم گرتے نہیں ہیں تو آیا اس میں کسی طرح کا حرج ہے کیونکہ
لوگ رمضان المبارک لفظ قرآن شریف کا ہونے کی بہت بحث کرتے ہیں عوام الناس میں بہت بڑی
افواہیں پھیل رہی ہیں اور نفاق کی صورت ہے۔

الجواب

اَوَّلًا رمضان اور مبارک دونوں لفظ کلام شریف کے ہیں، ثانیًا رمضان مبارک کا نام
خود واجب التعلیم ہے جبکہ حدیث میں آیا کہ "رمضان" اسماء الہیہ سے ہے۔ ثالثًا کچھ نہ ہوتا تو
حروف کی تعلیم خود لازم ہے اگرچہ ان میں کچھ لکھا ہو۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

اذا کتب اسم فرعون او کتب اسم
ابن جہل علف فرعون میکرہ
جب فرعون یا ابوجہل کا نام لکھا جائے، کسی عنعنہ
کے لئے لکھا جائے تو پھر یہ مکروہ (نا پسندیدہ) ہے

ان پر موالیہ لأن لتلك الحروف حرمۃ۔ کہ لوگ انھیں پھینک دیں کیونکہ ان حروف کی تعظیم ہے۔ (ت)

ان حرفوں پر اگرچہ پاؤں رکھنے میں نہیں آتا پاؤں ان سے اونچا تو ہوتا ہے یہ خلافِ ادب ہے پتھر میاں سے نکال کر اونچا نصب کریں کہ سر سے بلند رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۸ ازالہ آباد سرائے گدھا دار الطلیبہ مرسلہ محمد امیر حسن ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ
چند پتھروں میں مسجد کے مختصر تاریخی و نیز تاریخ تعمیر و ب قلم سے کندہ کرا کے مسجد کی مغربی دیوار میں محراب کے اوپر نصب کرنا جس سے نمازیوں کی نظر اس پر پڑنے کا احتمال ہے اور نمازیں خیالات بہنے کا اندیشہ ہے بلکہ اہست جائز ہے یا نہیں؟

ایک صاحب نے چنہ سے مسجد بنوانے کی کوشش کی اسی وجہ سے اپنا نام بھی پتھر میں کندہ کرانا چاہتے ہیں کیا نام کا کندہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب

نام کندہ کرانے کا حکم اختلافِ نیت سے مختلف ہوتا ہے اگر نیت ریا و نمود ہے حرام و مردود ہے اور اگر نیت یہ ہے کہ تابقائے نام مسلمان دعا سے یاد کریں تو حرج نہیں اور حتی الامکان مسلمان کا کام محلِ نیک ہی پر محمول کیا جائے گا، پتھر جبکہ محراب سے اونچا ہو گا نمازیں اس پر نظر پڑنے کی کوئی وجہ نہیں نمازیں مسجد کی جگہ نظر رکھنے کا حکم ہے اور اوپر نگاہ اٹھانا تو جائز ہی نہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا کہ ان کی نگاہ اوپر ہی اُپک لی جائے اور واپس نہ دی جائے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۹ از غازی پور محلہ میاں پورہ مرسلہ علی بخش صاحب محرم رجسٹری ۲۳ شوال ۱۳۳۶ھ
(۱) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا ائمہ مجتہدین و شہداء و صالحین خصوصاً اولیائے کاملین و علمائے متقین کی شان میں ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ کہنا کیسا ہے، چاہئے یا نہیں؟

(۲) شرعاً انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقربین کے نام کے ساتھ علیہ السلام اور صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاء و علماء کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا کیا حکم ہے؟

ہر ایک کے لئے یہ الفاظ تخصیص کے ساتھ خاص کر دئے گئے ہیں یا جس کے نام کے ساتھ جو الفاظ چاہیں کہہ سکتے ہیں؟

الجواب

(۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو کہا ہی جائے گا ائمہ و اولیاء و علمائے دین کو بھی کہہ سکتے ہیں، کتاب مستطاب بھو الاسرار شریف و جملہ تصانیف امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شہرائی وغیرہ اکابر میں یہ شائع و ذائع ہے۔ تو یہ الابصار میں ہے،

یتحب الترضی للصحابۃ و المسترحم صحابہ کرام کے اسمائے گرامی کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" من بعد ہم من العلماء تعالیٰ عنہ کہنا یا لکھنا مستحب ہے، تابعین اور والافیاء و کذا یجوز عکسہ علی الراجحیہ بعد والے علماء کرام اور شرفار کیلئے "رحمۃ اللہ علیہ" کہنا یا لکھنا مستحب ہے اور اس کا اٹل بھی راجح قول کی بنا پر جائز ہے یعنی صحابہ کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسروں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (دست)

(۲) صلوٰۃ و سلام یا الاستقلال انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کے لئے نہیں ہاں یہ جمیت جائز ہے جیسے اللہم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائے، اولیاء و علماء کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم یا قدست اسرارہم، اور اگر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جب بھی مضائقہ نہیں جیسا کہ ابھی تو یہ سے گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از حیدر آباد کی مسئلہ محمد اکبر علی صاحب دیر صحیفہ روزانہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۳۷ء کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مونوگرام بنانا چاہتا ہے جس کا نقشہ درج ذیل ہے،



دریافت طلب یہ ہے کہ اس مہر کے چوتھے درجہ میں ایک آیت قرآنیہ لکھی جوتی ہے اُس کے اوپر کے تین درجوں میں انگریزی میں اخبار روزانہ صحیفہ حیدر آباد دکن درج ہیں اس میں کوئی امر آیت قرآنیہ کی توہین کا تو نہیں ہے، اگر ہے تو کس آیت یا حدیث کی بنا پر ہے؟ اگر انگریزی کے عوض چینی، جاپانی یا اطالوی زبان میں خاص اُن کے حروف میں کوئی عبارت لکھ کر نیچے آیت قرآنیہ لکھی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ ہے

یا نہیں؟

دوسرا امر یہ ہے کہ اس موقوفہ کرام کے بیرونی طبق اور دوسرے خط و کتابت کے لحاظ جات پر چھوایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ طبق اور لحاظ جات مثل موقوفہ کے حفاظت سے نہیں رکھے جاتے ہیں بلکہ ان کو چاک کر کے ردی میں پھینکا جاتا ہے، اس صورت میں اگر لحاظ جات و طبق وغیرہ پر اسے چھوایا جاتا تو کیا کوئی حرج شرعی لازم آتا ہے؟ اگر آتا ہے تو کس آیت یا حدیث کی بناء پر؟

المستفتی الفقیر الی اللہ الولی محمد اکبر علی مدبر صحیفہ روزانہ

الجواب

تعظیم قرآن عظیم ایمانِ مسلم ہے، اُس کے لئے کسی خاص آیت و حدیث کی کیا حاجت، اور تعظیم و بے تعظیمی میں بڑا دخل حرفت کو ہے۔ حق علی الاطلاق فتح القدر میں فرماتے ہیں،

یہ حال علی المصنوع۔ لے یہ مباحہ طرف اور رواج کے حوالے کیا جاتا ہے (مثلاً حال قصد تعظیم انگریزی، چینی، جاپانی، جرمنی، لاطینی، جو زبانیں غیر اسلامی ہو جسے اسلام نے فارسی اور اردو کی طرح اپنا خادم نہ کر لیا جس کی وہ زبان نہ ہو اُسے بلا ضرورت اُس میں کلام نہ چاہئے۔ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

ایاکم و سلطانہ الاحاجہ، رواہ البیہقی۔ عجمی لوگوں کی زبانیں بولنے سے بچو۔ امام بیہقی نے

اس کو روایت کیا۔ (د ت)

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا،

فانہ یورث التناقہ۔ رواہ المحاکمہ کیونکہ یہ چیز نفاق پیدا کر دیتی ہے۔ حاکم نے اپنی صحیح مستدرک میں اس کو روایت کیا (د ت) فی صحیحہ المستدرک

نہ قرآن عظیم کا اُس سے ملنا کہ ضم شرفاً و عقلاً و عرفاً جانتا ہے لہذا اعلیٰ کے کرام نے زمخشری معتزلی کا تفسیر میں بعض آیات ہزل لانا اگرچہ بوجہ استشہاد تھا سخت مذہب و معیوب و خلاف ادب

لے فتح القدر

لے المصنف عبد الرزاق باب الصلوٰۃ فی البیت حدیث ۴۱۱ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۴۱۱

لے المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ فضل کافۃ العرب الخ المکتب المطبعات الاسلامیہ ۲/۸۶

جانا۔ علامہ برہان الدین حیدر بن المروئی قلیہ علامہ تفسیر ذاتی پھر فاضل شمس الدین اصہبانی اپنی تفسیر جامع بین الکبیر و الکشاف میں کثافت کے محاسن نکل کر فرماتے ہیں،

الا انه لا خطا نه سلوك الطرق الادبيية المتروكة في كتابه امور ادهشت رونقه و ابطت منظره فتكدست مشامعه و تنزلت شريسته منها انه لشغفه باظهار الفضائل والكمالات وان يعرف انه مع تبهره في العلوم موصوف بلطائف المعادة و نقاش المعاصرة اورد فيه ابيا ما يخف على الهزل والفكاهة اساسها وهذا امر من الشرح والعقل بعيد اهم ملقطا۔

موصوف ہے، اس لئے اس نے کتاب میں کچھ ایسے اشعار پیش کئے کہ جن کی بنیاد فہمی مذاق اور خوش طبعی پر ہے۔ اور یہ بات شریعت اور عقل کے اعتبار سے امر بعید ہے اور ملقطا (د)

نہ کہ انگریزی کا اور پر اور آئیہ کریمہ کا نیچے ہونا نہ کہ تین درجے بلندی۔ یہاں علو و سفلی ضرور عرفاً تعظیم کے تعظیف کا مشعر ہوتا ہے و لہذا مروی ہوا کہ انگشتری مبارک حضور رسیتہ المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہ محمد رسول اللہ منقوس تھا سطر بالا میں کلمہ جلالت تھا اور سطر دوم میں رسول سوم میں نام اللہ اس شکل پر اللہ محمد ظاہر جمعی سے فہموں میں یہ دم ہے کہ نیچے سے اوپر کو بڑھی جاتی ہیں۔ علامہ اسٹوری پھر علامہ ابن رجب وغیرہ فرماتے ہیں،

کتابتہ کانت من اسفل الی فوق یعنی الجلالة اعلى الاسطر الثلاثة ومحمد اسفلها ویقرأ من اسفل لہ

مہر میں نکلتی نیچے سے اوپر کی طرف ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بار غیب نام تین سطروں میں اوپر ذکر ہے اور حضور پاک کا اسم گرامی سب سے نیچے ہے اور پھر نیچے کی طرف سے پڑھا جاتا ہے (د)

شیخ محقق اشعة اللغات میں فرماتے ہیں :
 یہ نقش خاتم سہ سطر یک پایاں محمد و سطر میانہ
 رسول و سطر دیگر بالا اللہ شیخ محی الدین نووی نے فرمایا
 سطر اول اللہ و سطر دوم رسول و سطر سوم محمد
 بدین بیات اللہ
رسول
محمد

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی کا نقش مبارک
 کچھ اس طرح تھا کہ ایک سطر میں سب سے نیچے
 حضور کا اسم گرامی اور درمیانی سطر میں لفظ رسول
 دوسرے اوپر والی سطر میں لفظ "اللہ"
 درج تھا۔ شیخ محی الدین نووی نے فرمایا حضور پاک
 کی ٹھہر کا نقش مبارک (نقشہ مذکور کی طرح تھا) پہلی سطر میں لفظ اللہ، دوسری سطر میں لفظ رسول
 اور تیسری سطر میں لفظ محمد اس شکل میں درج تھا اللہ
رسول
محمد

علامہ عزیز الدین بن جماعة فرماتے ہیں،

انه الحق بكمال ادبہ (کمال ادب عزت و عظمت کے یہی زیادہ دلاتی ہے۔ ت)
 اور پھر آیت کو یہ کہ انبار کی طباق یا کارڈ یا لفافوں پر چھپوانا ضرور ہے ادبی کو مستلزم اور حرام کی طرف متوجہ ہے
 اس پر چھپی رسالوں وغیرہم بے ضرر بلکہ جنب بلکہ کفار کے ہاتھ نہیں گئے جو ہمیشہ جنب رہتے ہیں اور یہ
 حرام ہے۔

قال تعالیٰ لا یتہ الا المطہرون ۱۰ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، قرآنی مجید کو صرف پاک لوگ
 ہی ہاتھ لگاتے ہیں (ت)

مہر میں لگانے کے لئے زمین پر رکے جائیں گے پھاڑ کر ردی میں پھینکے جائیں گے ان بے حرمتیوں پر آیت کا
 پیش کرنا اس کا فعل ہوا ہے

کہ دم از عقل سوا لے کہ بکہ ایمان چسیت عقل در گوش دلم گفت کو ایمان ادب ست
 (میں نے عقل سے یہ سوال کیا کہ تو یہ بتا دے کہ ایمان کیا ہے، عقل نے میرے دل
 کے کانوں میں کہا کہ ایمان ادب کا نام ہے۔ ت)

۱۰ اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ کتاب العباس باب الخاتم الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۵۶/۳
 ۱۱ حاشیۃ البحر فی کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ المصنوع والکاز المکتبۃ الاسلامیہ دیار بکر ترکیا ۳۲/۲
 ۱۲ القرآن الکریم ۹/۵۶

نسأل الله حسن التوفيق (ہم اللہ تعالیٰ سے اچھی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔ ت) اس سوال کا منشا ہی اس کے جواب کو پس تھا کہ قلب کی حالت ایمانی نے ان دونوں باتوں میں خدشہ جانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الاثم ما حاك في صدرك (گناہ وہ جو تیرے دل میں کھلے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۲ از ریاست پختاری مدرسہ محمودیہ ضلع بلنہ شہر مسلمہ امیر حسین صاحب طالب علم ۴۴۲۷
چرمی فرایند طلبائے دین اندر شکہ سامعین را
در مجلس وعظ و نصیحت اندرون وعظ و درود شریف
خواندن بر روح پرفروش صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جائز است یا چر؟

الجواب: درود شریف خواندن بر روح پرفروش
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در مجلس وعظ و بند بلا شک
بلا شبہہ جائز است بلکہ مستحب حصول ثواب
است کما فی مراد المختار ونص العلماء
على استحبابها فی مواضع یوم الجمعة
وغیر ذلک ومنها الوعظ وشرفه
قلیلہ وجلا صدیہ کہ ایشان از ضوابط دین و
قواعد شرع متین بہرہ کامل وعظ او فرغی دارند
بدون تفرقہ و بغیر امتیاز حق و باطل درود شریف
را از قبیل بدعت ضلالہ شمار وہ بر عدم جواز فتویٰ د
اند قابل اعتبار اصلاً نیست چونکہ مخالفت
کتب شرعیہ است، اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ فدوی محمد امیر حسین عفی عنہ۔

حق و باطل کے درمیان امتیاز کے بغیر درود شریف کو ایک گمراہ کن بدعت شمار کر کے اس کے ناجائز

۱/۲۱۲ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تغیر البر والصلۃ قیدی کتب خانہ کراچی

۱/۲۳۸ مکہ رد المحتار کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ دار احیاء التراث العربی بیروت

ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، لہذا ان کا یہ فتویٰ غیر معتبر ہے کیونکہ وہ اسلامی نصاب اور کتب شرعی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ راہ صواب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ کتبہ خدی محمد امیر حسین عفی عنہ

الجواب

فی الواقع درود شریف از اعظم مطلوبات و اجل مندوبات و افضل مشروبات است و اعظ از او منع ننگہ مگر گراہ و در بارہ سماعین خود احادیث کثیرہ ناطق است کہ ہنگام سماع ذکر اقدس ہر کہ درود نغز ستد و حمید برا و صادق است آری بایہ کہ جہر ننگہ نہ تا در سماع و عطف خلل نہ یفتد فی الدر المختار و العوایب انہ یصل علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم عند سماع اسمہ فی نفسہ و فی رد المحتار و کذا اذا ذکر النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم لا یجوز ان یصلوا علیہ بالجہر بل بالقلب و علیہ الفتویٰ مرسلیؑ ہمہ راست قولہ (فی نفسہ) اے بانی اسمع نفسہ او یصحح الحسرون فانہم فسروا بہ و عن ابی یوسف قلباً الخ قلت و علی الاول۔ علی المسدین فی الوعظ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

واقعی درود شریف سب سے بڑا مطلوب، بڑی شان والا، مستحب اور سب سے افضل ثواب۔ لہذا وہی واعظ درود شریف پڑھنے سے منع کرے گا جو گراہ ہو۔ اور وعظ سننے والوں کے متعلق پیشاوردیشیں ناطق ہیں (یعنی دوران وعظ ان کا درود شریف پڑھنا بتا رہی ہیں) کہ حضور اطہر کا ذکر اقدس سن کر جو ان پر درود نہ بھیجے اس پر عذاب کی دھمکی (جو حدیث میں آئی ہے) بلاشبہ صادق ہے۔ ان پر ضرور خیال رکھیں کہ بلند آواز سے نہ پڑھیں تاکہ وعظ و نصیحت سننے سے نقصان پیدا نہ ہو۔ چنانچہ در مختار میں ہے صواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر آپ پر دل میں درود شریف پڑھے۔ فتاویٰ شامی میں ہے یونہی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر چھڑ جائے تو آپ پر بلند آواز سے درود شریف نہ پڑھیں بلکہ دل میں پڑھیں اور اسی پر فتویٰ ہے، رد ملی۔ اسی میں ہے قول یعنی صحت کا "فی نفسہ" کہنا اس کا مفہوم یہ ہے

کہ اس کا نفس سننے (اور اسے سنائے) یا حروف کو صحت کے ساتھ ادا کرے کیونکہ اہل علم نے

۱۱۳/۱	مطبع مجتہبی دہلی	۱۱۳/۱	۱۱۳/۱	۱۱۳/۱	۱۱۳/۱
۵۵۰/۱	دار اچار التراث العربی بیروت	۵۵۰/۱	۵۵۰/۱	۵۵۰/۱	۵۵۰/۱
۵۵۱/۱	"	۵۵۱/۱	۵۵۱/۱	۵۵۱/۱	۵۵۱/۱

اس کی بھی تفسیر بیان فرمائی ہے اور قاضی امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے اس کی تفسیر (قلبا الخ) مروی ہے
یعنی دل میں پڑے۔ وعظ میں پہلی بات پر مسلمانوں کا عمل ہے۔ (تت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۵۳ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے ایک جوان لڑکی ہے اور وہ مسجد
بنواتا ہے، آیا اس پر مسجد بنانا لازم ہے یا لڑکی کا نکاح کرنا۔ فقط

الجواب

مسجد بنانا خیر کثیر ہے، یہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من بنی للہ مسجد ابی اللہ لہ بیتا ف
الجنة بئس
جوانہ کے لئے مسجد بنائے اللہ اس کیلئے جنت
میں گھر بنائے۔

خصوصاً اگر وہاں مسجد کی حاجت ہو تو اس کے فضل کی حد ہی نہیں۔ نکاحوں میں کثرت مصارف شرعاً کچھ
ضرور نہیں یہ لوگوں نے اپنی رسمیں نکال لی ہیں رسم کو آدمی جہاں ضروری جانے پورا کرتا ہی ہے مسجد بنانے
سے ضرور کا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۴ از میرزا مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد غیر مکر درس مدرسہ
مشموعہ شے کے دریافت کے لئے یسین شریف سے نام نکالا جاتا ہے یا کسی اور طرح پورا
پتا معلوم کرنے کے لئے یہ طریقہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ طریقہ نامحذور و مضر نہیں اور ان سے جس کا نام نکلے اُسے چور سمجھ لینا حرام۔
قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا
کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم یب
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے ایمان والو!
بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ
ہیں۔ (تت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔
گمان سے بچو کیونکہ گمان سے زیادہ جھوٹی بات ہے
واللہ تعالیٰ اعلم۔ الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم (تت)

لے معجم الاوسط للطبرانی حدیث ۴۲۸۳ مکتبۃ المعارف الرياض ۱۹۲/۲
لے القرآن الکریم ۱۲/۴۹ لے صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحريم الظن والقیس ۳۱۶/۲

مسئلہ ۱۵۵ از میر محمد مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرس مدرسہ قومیہ
فال کیا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ سعدی و حافظ وغیرہ کے فالانے صحیح ہیں یا نہیں؟

الجواب

فال ایک قسم استخارہ ہے، استخارہ کی اصل کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے، مگر
یہ فالانے جو عوام میں مشہور اور اکابر کی طرف منسوب ہیں بے اصل و باطل ہیں، اور قرآن عظیم سے فال
کھولنا منع ہے، اور دیوان حافظ وغیرہ سے بطور تفاؤل جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۶ از میر محمد مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرس مدرسہ قومیہ
انگریزی قلم و روشنائی سے تعویذ لکھنا کچھ حیب یا حرج ہے اور ہندوستانی قلم سیاہی کیا ضروری ہے؟

الجواب

ہاں تعویذات و اعمال میں ایسی اشیاء سے احتراز ضرور ہے جس میں ناپاک چیز کا میل ہو اگرچہ
بروج شہرت و شبہ جیسے پڑیا کی رنگت اُس سے تعویذ نہ لکھا جائے بلکہ ہندوستانی سیاہی سے لکھا جائے۔
ربا قلم وہ مثل سیاہی تعویذ کا جزو نہیں ہو جاتا لہذا اُس میں کوئی حرج نہیں، ہاں ان کاموں میں انگریزی
اشیاء سے احتراز مطلقاً بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۷ از میر محمد مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرس مدرسہ قومیہ
غیر مذہب کو آیات قرآنی لکھ کر دینا بطور تعویذ جائز ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کیا تدبیر کی جائے؟

الجواب

غیر مسلم کو آیات قرآنی لکھ کر دینا ہرگز مذہبی بات نہیں کہ اسارت ادب کا مظنہ ہے بلکہ مطلقاً اہل اللہ
و نقوش مطہرہ نہ دیں کہ ان کی بھی تعظیم واجب، بلکہ دیں تو ان کے اعداد لکھ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۸ از میر محمد مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرس مدرسہ قومیہ
اعمال میں ایام و وقت مثلاً صبح کے لئے عروج ماہ و وقت عشاء بعض کے لئے نزول ماہ و وقت ظہر
فتوح و دست غیب کے لئے ثابت ماہ و وقت صبح وغیرہ وغیرہ کچھ اصل رکھتی ہیں بعض اعمال میں زکوٰۃ و ورود
ہے اگر ناخیر ہو تو عمل ہاتھ سے جاتا رہتا ہے بعض کو جلالی یا پرہیز اور بعض کو کمالی بے پرہیز بتایا جاتا ہے
بعض میں چکی اور کسی میں گتے کی آواز کی قید ہے، یہ سب کیسی باتیں ہیں؟

الجواب

اوقات عشاء و ظہر و صبح کی قید ان اجناس مطلقہ میں نہیں، ہاں عمل فتوح کے لئے ماہ ثابت اور
صبح کے لئے دو ہسیدی اور آفریق کے لئے متعصب اور دو اول کے لئے عروج قمر اور آخر کے لئے نزول قمر

اور ہر ذکوۃ کے لئے التزام و رد مقرر اور اسماء الہیہ جالیہ میں صوفت ماکولات بطلال یعنی حیوان کا پرہیز کرکرم و بعض عسل و سمک کو شامل ہے اور اسماء الہیہ جالیہ میں جلالی و بمالی دونوں یعنی حیوان و حایہ خروج صنفہ (بالمور اور جو کچھ اس سے برآمد ہو۔ ت) کا پرہیز اور صوم کا التزام مع احتکاف تام شرط ہے اور یہ از قبیل استخراج مشائخ بسبب مناسبت جلیہ یا خفیہ ہے اور امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماثور ہے کہ وہ عباد استغفار کے لئے فرماتے منزلی قرآن لکھا کر دو، ہاں معاذ اللہ جو ان ساعات کو اکب کو توڑ کچھے اس کے لئے حرام ہے نیز ان اکابر کا ان قیود اکل و شرب و خلوت و بعد عن الخلق سے اصل مقصود اور ہے اکثر عوام آخرت کے لئے سعی نہیں کرتے اور دنیوی مطلب کے لئے جان مصیبت میں ڈالنا آسان سمجھتے ہیں لہذا انہوں نے اسماء و اذکار الہیہ مقاصد عوام کی تحصیل کو مقرر کئے اور یہ قیدی نگائیں جس سے انہیں کم خوری و کم خوابی و گوشہ نشینی کی عادت پڑے اگر ذکر الہی کی برکت مقصود اصلی کی طرف توجہ لے گئی تو عین مراد ہے ورنہ کم از کم یہ فائدہ نقد و وقت ہے کہ کئی اختلاف خلق سے گناہ کم ہوں گے سخت دشمن کھانے اور روزوں کی کثرت سے شہوات نفسانیہ کمزور پڑ گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۹ از میر محمد مسلولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی غلیب جامع مسجد خیرنگر مدرسہ درہ قومیہ
اعمال شب و نفل و حاجات وغیرہ مسجد میں پڑھے جائیں یا خارج ؟ بعض کہتے ہیں مسجد میں پڑھنے سے عبادت میں شمار ہوتے ہیں۔

الجواب

اعمال مسجد و خاص مسجد و دونوں جگہ جائز ہیں جبکہ اس کے لئے مسجد کی جگہ نہ روکے کہ یہ جائز نہیں اور وہ عمل بھی جائز ہو اور اس سے مقصود بھی امر جائز ہو اور اگر عمل اصلاً یا قصداً ناجائز ہو تو مسجد میں اور بھی سخت تر حکم رکھے گا شوق و شوقین نفس پیدا کرنا اس کے لئے عمل حرام ہے تو اسے مسجد میں پڑھنا حرام تر ہوگا، یہی اعمال سفلیہ کہ اصل میں حرام ہیں مقصود محمد کے لئے بھی مسجد میں حرام تر ہوں گے، پھر جو جائز عمل جائز نیت سے ہے اس میں حالتیں دو ہیں ایک اہل علم کی کہ وہ اسماء الہیہ سے توسل اور اپنے جائز مقصد کے لئے اللہ عزوجل کی طرف تضرع کرتے ہیں یہ دعا ہے اور دعا مغز عبادت ہے مسجد میں ہو خواہ دوسری جگہ۔ دوم عوام نا فہم کہ ان کا طبع نظریاتاً مطلب دنیوی ہوتا ہے اور عمل کو نیز بطور دعا بلکہ بطور تدبیر بجا لاتے ہیں لہذا جب اثر نہ دیکھیں اس سے بے اعتقاد ہو جاتے ہیں اگر دعا سمجھتے بے اعتقاد کے کیا معنی تھے کہ حاکم پر حکم کس کا، ایسے اعمال نہ مسجد میں عبادت ہو سکتے ہیں نہ غیر میں بلکہ جب کسی دنیوی مطلب کے لئے کچھ مسجد میں نہ پڑھنا چاہتے فان المساجد لم تبین لهذا (اس لئے کہ مساجد اس کام

لے سنن ابن ماجہ باب التہی عن انشاء الضوالب فی المسجۃ ص ۵۶ و صحیح مسلم کتاب المساجد باب التہی عن انشاء الضوالب ص ۲۳

کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۰ از میر محمد مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرسہ مدرسہ قومیہ
اورادو وظائف مقررہ کو اتفاقاً بلا وضو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ناغہ ہوں تو دوسرے وقت قضا
ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور پڑھتے ہیں اگر کوئی شخص سلام کرے یا ہم کلام ہو تو اس کا جواب دیا جائے یا نہیں؟

الجواب

وظائف جو احادیث میں ارشاد ہوئے یا مشائخ کرام نے بطور ذکر الہی بتائے انہیں بلا وضو بھی پڑھ سکتے
ہیں اور با وضو بہتر، اُن میں حسب حاجت بات بھی کر سکتا ہے یعنی نیک بات مگر وہ وظیفہ جس میں عدم کلام کی
شرط فرمادی ہے جیسے صبح و عصر کی نماز کے بعد بغیر پاؤں بدلے بغیر بات کئے وٹس بار لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدک الخیر یحییٰ ویمیت وھو علیٰ کل شیء قدير پڑھنا
اس میں بات نہ کی جائے اور ذکر پر سلام کرنا مطلقاً منع ہے اور اگر کوئی کرے تو ذکر کو اختیار ہے کہ
جواب دے یا نہ دے، یا اگر کسی کے سلام یا جائز کلام کا جواب نہ دینا اس کی دل شکنی کا موجب ہو
تو جواب دے کہ مسلمان کی دل داری وظیفہ میں بات نہ کرنے سے اہم و اہکم ہے۔ یہ وظائف اگر وقت
خاص سے مختص ہیں اور وہ وقت نکل گیا تو ان کی قضا نہیں در نہ دوسرے وقت پڑھنے جائیں کہ ثواب
ملے اور عادت نہ چھوٹے۔ یہ احکام وظائف و اذکار کے تھے، رہے اعمال کہ اگر باب عزائم مقرر کرے
ہیں ان کی زکوٰۃ میں تو روزانہ غسل شرط ہے وہ بھی غسل پاک یعنی بحالت طہارت نہانا۔ یہاں تک کہ اگر نہانے
کی حاجت ہو جائے تو غسل نہایت کر کے دوبارہ پھر نہائے اور ان کے ورد میں کہ عمل بیکار ہونے کے لئے
مقرر کیا جاتا ہے وضو شرط ہے بلا وضو نہیں پڑھ سکتا، نہ اُن کی زکوٰۃ یا ورد میں ہرگز بات کر سکتا ہے مگر جو بات
شرعی الحال فرض ہو اُس کے لئے مجبوری قطع قرار است لازم، مثلاً یہ عمل پڑھ رہا ہے اور ماں یا باپ نے
آواز دی جواب دینا فرض ہے، یا کسی کا فرسے کہا مجھے مسلمان کرنے قطع عمل فرض ہے یہاں تک کہ جو
مسلمان ہونا مانگے اُس کے لئے تو فرض نماز کی نیت فوراً توڑ دینی واجب ہے یا کوئی مسلمان گنویں میں
گرا جاتا ہے کسی ٹکڑی یا اینٹ سے رکھا ہوا ہے اگر دیر کی جائے گی گر پڑے گا اور وہ آواز دے یا یہ
دیکھے اور بچانا اُنسی پر متعین ہو تو فرض ہے کہ عمل بلکہ فرض نماز قطع کرے اور اُسے بچائے و قس علیہ مگر ان
سب صورتوں میں جتنا پڑھ لیا تھا محسوب نہ ہوگا بلکہ از سر نو پڑھے اعمال میں قضا بھی نہیں اگر وسط زکوٰۃ
میں کئی دن ناغہ ہو گیا تو زکوٰۃ نہ ہوئی پھر ادا کرے اور کسی دن کا ورد ناغہ ہونے کو ہو تو اس کی نیت سے
اُس دن ایک بار سورۃ فاتحہ ایک بار آیۃ الکرسی پڑھ لے وہ ناغہ میں نہ گنا جائے گا نہ اس کی قضا ہوگی

اور اگر یہ بھی نہ کیا تو عمل ہاتھ سے نکل جائے گا پھر زکوٰۃ دے غرض کہ باب عزائم کے یہاں ہر طرح تشدد ہے اور اللہ و رسول کے یہاں تفسیر و فقہ احمدی جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۱ از بریلی عقب کو قوالی مسئلہ شاہ محمد خاں ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر کے جانے کے کس قدر دین ہیں، اور اگر کسی وجہ سے اس روز نہ جانا ہو سکے تو اپنا اسباب اور خود پیروی شہر کر دینے سے سفر کا جانا مانا جائے گا یا نہیں اسباب باہر چھوڑا اور خود شہر میں چلا آیا تو یہ سفر کی صورت ٹھیک ہے یا نہیں ورنہ جیسا حکم ہو اس کا کاربند ہو جاؤں۔
یقیناً توجہ دے (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

ہر سفر پر جانے کو دو شعبہ، پنجشنبہ، شنبہ بہتر ہیں نہ ایسے کہ ان کی رعایت واجب ہو بلکہ حسیب نحو تو ادنیٰ ہے اور حرج ہو تو جس دن بھی ہو اللہ پر توکل کرے اور اسباب باہر چھوڑ کر خود شہر میں آجانا کسی طرح سفر کی حد میں نہیں آسکتا نہ ایسے ٹوٹکوں کی حاجت۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۶۲ از شہر کٹہ بریلی مسئلہ سید گوہر علی حسین قائم مقام معتمد انجمن خادم المسلمین بریلی
۳ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اردو اخبار کی ردی بازاری دکانداروں کے ہاتھ فروخت کی جائے یا نہیں کیونکہ عموماً اسلامی اخبارات و ہندو اخبارات و دیگر صحافت میں اسلامی معاملات پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور آیات و احادیث و اساسات مقدسہ کا اندراج ہوتا ہے چونکہ فی الحاصل انجمن خادم المسلمین بریلی کے دارالمطالعہ میں انگریزی اور اردو اخبارات کی ردی موجود ہے لہذا ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ استفادہ حاصل کیا جائے۔

الجواب

جبکہ ان میں آیت یا حدیث یا اسمائے معظیہ یا مسائل فقہ ہوں تو جائز نہیں ورنہ حرج نہیں ان اوراق کو دیکھ کر اشیائے مذکورہ ان میں سے علیحدہ کر لیں پھر بیچ سکتے ہیں۔ عالمگیری میں ہے،
لا یجوز لکث شعث ف کاغذ فیہ
مکتوب من الفقہ وف الکلام
الاولی ان لا یفعل وف کتب
الطب یجوز ولو کانت فیہ اسم اللہ
جبکہ ان میں آیت یا حدیث یا اسمائے معظیہ یا مسائل فقہ ہوں تو جائز نہیں ورنہ حرج نہیں ان اوراق کو دیکھ کر اشیائے مذکورہ ان میں سے علیحدہ کر لیں پھر بیچ سکتے ہیں۔ عالمگیری میں ہے،
کسی چیز کو کسی ایسے کاغذ میں پیشا کر جس میں علم
فقہ کے مسائل لکھے ہوں جائز نہیں اور کلام میں بہتر
یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے البتہ علم طب کی
کتابوں میں ایسا کرنا جائز ہے، اگر اس میں

تعالیٰ او اسم الشہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجبون محوہ لیلت فیہ شوق
اللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کا مقدس نام یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا اسم گرامی تحریر ہو تو اسے مشاویہ جانتے ہیں
تاکہ اس میں کوئی چیز لپیٹی جاسکے۔ اور اللہ تعالیٰ

سب کچھ بخوبی جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۶۳ از شہر محلہ ذخیرہ مسئلہ شیخ شوکت علی صاحب فاروقی ۱۲ ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر کے واسطے اور
سائل کو دینا اس کے یا غیر کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جو مسجد میں قیل میادیتے ہیں نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں، لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے
صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے اپنے لئے خواہ دوسرے کے لئے۔ حدیث میں ہے،

جنہو اماجدکم صبیانکم و عجانہنکم
و سرفم اصواتکم۔ رواہ ابن ماجہ
عن واثلہ بن الاسقم و عبد الرزاق
عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ
عنہما۔

مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آواز سے
بکاؤ (حدیث ابن ماجہ نے حضرت واثلہ بن اسحق
سے اور امام عبد الرزاق نے حضرت معاذ بن جبل
سے اس کو روایت کیا، اللہ تعالیٰ ان دونوں
سے راضی ہو۔ ت)

حدیث میں ہے،

من تخلف مراقب الناس يوم الجمعة
اتخذ جسرا الى جهنم۔ رواہ احمد
والترمذی وابن ماجہ عن معاذ بن
النس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اُس
نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لئے پل بنایا (امام احمد
اور جامع ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت معاذ
بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔ ت)

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۳۲۲/۵
۲۔ المصنف لعبد الرزاق باب انشاء الضالۃ فی المسجد حدیث ۱۷۲۶، المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۲/۱
۳۔ سنن ابن ماجہ کتاب المساجد باب ما یکرہ فی المساجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۵
۴۔ جامع الترمذی کتاب الحجۃ باب کراہیۃ اتخلفی یوم الحجۃ امین کمپنی دہلی ۶۸/۱
۵۔ سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی النہی عن تخلف الناس یوم الحجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۹

اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لئے مسجد میں بھیجک مانگنا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من سمع من جلا يشهد في المسجد ضالة
فليقل لا مذهباً لله اليك فان المسجد
لم تبين لهذا۔ مرواكا احمد وحسب وابن ماجه
عن ابى هريرة رضي الله تعالى عنه .
جو کسی کو مسجد میں اپنی کئی چیز دریافت کرنے سے
اس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملے گا کے مسجد میں
اس لئے نہیں (امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے
روایت کیا۔ ت)

جب اتنی بات منع ہے تو بھیجک مانگنی خصوصاً اکثر بلا ضرورت بطور پیشہ کے خود ہی حرام ہے
یہ کیونکر جائز ہو سکتی ہے، ولہذا اللہ دین نے فرمایا ہے جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ شتر پیسہ
راہ خدا میں اور دے کہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں اور دوسرے محتاج کے لئے ادا کو کہنا یا کسی دینی
کام کے لئے چنڈہ کرنا جس میں نہ نقل شور ہو نہ گردی پھلا لگنا نہ کسی کی نماز میں خلل یں بلا شبہ جائز بلکہ سنت
سے ثابت ہے، اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ثابت ہے
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۴ از شہر ربلی محلہ جامع مسجد مسئلہ عبدالرحمن صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

- (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین کے مزاروں پر کسی اپنے مدعا کے حصول
کے لئے بھگ خداوند کریم چادر کا چڑھانا یا کسی پارچے یا پھول کا معہ نعت خوانی مزار موصوف یا
اشناہ راہ یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں ؟
(۲) چادر پھول میں سے لڑ توڑ کر یا بنا کر اس وقت میلاد شریف پڑھنے والوں کے گلے میں ڈال دینا
درست ہے یا نہیں ؟

الجواب

- (۱) جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) جائز ہے جبکہ باذن مالک ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن نشد الضالۃ ۱/ ۲۱۰
سنن ابن ماجہ باب النہی عن النشاد الضوال فی المسجد ۱/ ۵۶
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۲۹

مسئلہ ۱۶۶ از فقہین آباد مسئلہ محمد عقیل ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند قرآن بوسیدہ اور تمام اوراق اُن کے پھٹ پھٹ کر علیحدہ ہو گئے ہیں اس حالت میں وہ اوراق اِدھر اُدھر زمین پر پائے جاتے ہیں اس طرح نہایت ہی خرابی ہے اور گناہ بھی پیدا ہوتا ہے تو کیا اُن کو جلا کر کسی جاری پانی میں ڈالا جائے یا بے جلائے کسی کپڑے میں مع پتھر کے باندھ کر کنوئیں میں ڈالا جائے۔ یتقوا توجسروا (یا ایہ ذریعہ ثواب پائے۔ ت)

الجواب

اے مثل مسلم دفن کریں یعنی ان اوراق کو جمع کئے پاک کپڑے میں لپیٹیں اور ایسی جگہ جہاں پاؤں نہ پڑتا ہو عین بطنی قبر اس کے لائق کھود کر اُس میں سپرد کر دیں۔ درمختار میں ہے:

المصحف اذا صار بحال لا یقصر اُفیہ
یدفن كاللمسلم
مصنف شریف کی جیب ایسی حالت ہو جائے کہ اُسے پڑھا نہ جاسکے تو پھر اُسے مسلمان کی طرح (احقرام سے) دفن کر دے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے:

ای یجعل فوقه طاهرة
یدفنه فمحل غیر مستهین
لا یؤطأ وف الذخيرة دین بنی
امن یلحم له ولا یثقب له
لانہ یحتاج الی اھالة التراب
علیہ وف ذلک نوع تحقیق
الا اذا جعل فوقه سقفا
بحیث لا یصل الیہ فهو
حسن ایضا ام اقول الشق
قد ینھدہ فاللحد اولی۔
یعنی اس صورت میں اُسے کسی صورت میں پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی ایسی جگہ دفن کیا جائے جہاں نہ تو اس کی توجہ ہو اور نہ لوگوں کے پاؤں سے پامال ہو۔ اور ذخیرہ میں ہے مناسب یہ ہے کہ اس کے لئے لحد (یعنی بطنی قبر) بنائی جائے لیکن "شق" (سیدھی) نہ ہو کیونکہ اس صورت میں اس پر یعنی اس کے اوپر مٹی ڈالنے کی ضرورت پیش آئے گی کہ جس میں ایک قسم تخفیر ہے، ہاں اگر اُس قبر پر چھت بنائی جائے کہ اُس پر مٹی نہ چھنے، تو پھر یہ بھی ایک اچھی صورت ہے اور میں کہتا ہوں

شق (سیدھی قبر) کبھی گر جاتی ہے لہذا بطنی قبر ہی زیادہ بہتر ہے۔ (ت)

ہاں جہاں زمین ایسی نرم و کمزور ہو کہ بقی کے جنس جانے کا اندیشہ ہو تو ازلے تلخے مضبوط لگا کر
قبر بنائیں، اور اگر اوراق تھوڑے ہوں تو یہ سب سے ادنیٰ یہ کہ ایک ایک یا زیادہ کا تعویذ بنا کر اطفال
مسلمین کو تقسیم کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۷ از گزٹل کاٹھیاواڑ مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۸
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کاپی کی ایک سطح پر آیات و اذکار تیزاب و سپیدی
سے اُلٹے لکھے جاتے ہیں جو دوسری طرف سیدھے دکھائی دیتے ہیں ایسے ایسے تلخے و تیز کاغذ میں لکھے ہوئے
آیات و اذکار کاپی میں مڑا کر مکان میں برکت و آرائش کے لئے رکھتے ہیں ایسے مکان میں جماع کرنا بے ادبی
ہے یا نہیں؟ بیتنوا تو جودا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

جہاں قرآن کریم کی کوئی آیت کریمہ لکھی ہوئی ہو کاغذ یا کسی شے پر اگرچہ اوپر شیشہ ہو جو اسے حاجب
نہ ہو جب تک اس پر غلات نہ ڈالیں وہاں جماع یا برہنہ بے ادبی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۶۸ از بریلی قلعہ کورنی بازار مرسلہ نیاز احمد اینہ سنس ۴ رجب المرجب

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ، ہمارے پاس ہمیشہ ذیل کے مضمون کے کارڈ آتے ہیں
اھدا نا الصراط المستقیم صراط، انعمت۔ اس کے علاوہ اور مضمون کے بھی دیتے ہیں اور لکھا
ہوتا ہے ۹ یا ۱۱ مرتبہ لکھ کر مختلف لوگوں کو تقسیم ڈاک کر دو روز نقصان ہوگا۔ مہربانی فرما کر تحسیر فرمائیں
کہ کیا کرنا چاہئے؟ والسلام

الجواب

یہ محض بے اصل بات ہے اس پر عمل نہ کیجئے، ناحق تضحیح مال ہے، اور وہ دھکی غلط و باطل ہے
اُن کارڈوں پر ناخدا ترس لوگ آیات کریمہ لکھتے ہیں کہ ان کی توقعیں کر کے بھیج دو حالانکہ وہ بے وضو بلکہ
جنتی کفار کے ہاتھ میں آتی ہیں اور زمین پر رکھ کر اُن پر ڈاک کی ٹھہریں لگائی جاتی ہیں، قرآن عظیم کی
اس بے ادبی کا دیباہ اُن لکھنے والوں پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۹ از امر پور میواڑ راجپوتانہ ہمارا نا اسکوٹ مرسلہ مولوی وزیر احمد صاحب مدرس

۱۲ رمضان ۱۳۳۸ھ

قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوئے عالم یا والدین یا دینی مہتمم مدرسہ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا
جائز ہے یا نہیں؟ تعظیم کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

قرآن عظیم کی عظمت میں سلطان اسلام اور عالم دین اور استاد علم دین اور والدین کی تعظیم کر سکتا ہے
ولیس۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مقام آصف آباد ڈاک خانہ بلہار پور ضلع چاند تک توسط مرسلہ عبدالرحمن صاحب
۱۶ رمضان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حد و نعت میں آداب مقام
طہارت کا بخیال حرمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تک لحاظ کیا جانا لازم ہے کہ حد و نعت
تماشا گاہ ہوں، شادی کی مجلسوں اور دعوت کے ایسے جلسوں میں جس میں لوگ انگریزی وضع کے موافق
آداب اسلام کے برعکس کرسیوں پر تختہ سے بیٹھے ہوں اور آداب نشاط جمع ہوں پڑھنا جائز ہے یا نہیں
اگر کوئی شخص اُس موقع پر جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ادا سے حد و نعت سے بخیال ادب و حرمت قائل پذیر
ہو اور انکار کرے تو گناہ تو لازم نہ آئے گا ایسے جلسوں میں آداب و رواج اسلام کے خلاف ہوتا ہے ہونے
میز کے پاس کھڑے ہو کر جبکہ سامعین کرسیوں پر نشست رکھتے ہوں اور قاری زمین پر کھڑا ہو حد و نعت
کے متبرک الفاظ یا از بلند پڑھنا جائز ہو گا اور اگر کوئی شخص جائز نہ سمجھ کر ایسے موقع پر قائل کرے تو کوئی
خرج تو نہیں؟

الجواب

ادب و اجلال جہاں تک ممکن ہو بہتر ہے، فتح القدیر میں ہے:

حکم ما كانت في الادب والاجلال كانه
ہر وہ کام جو ادب و احترام میں داخل ہو
حسنائے

تماشا گاہ ہوں میں جہاں لوگ لہو و لعب میں مشغول ہوں اور ذکر شریف نہ سنیں گے نعت شریف
یا از بلند پڑھنا منوع ہے جس طرح ایسی جگہ مستر آن عظیم پڑھنا حرام ہے شادی و دعوت کے جلسوں
میں حالت دیکھی جائے اگر حاضرین سب اُسی جگہ ہودہ طرز کے ہیں کہ التفات نہ کریں گے تو وہاں بھی پڑھنا
منع اور قائل و انکار کرنے والا کہ بہ نیت ادب و حرمت انکار کرے گا کتاب پاسے گا اور اگر وہاں
وہ لوگ ہیں کہ متوجہ ہو کر ذکر شریف سنیں گے اگرچہ بعض انگریزی یہودہ فحش کے متکبر و قبحتر بھی ہوں تو حد و نعت

نہیں اور ایسی جگہ تاویل و انکار بجا ہے گناہ گار اب بھی نہ ہوگا جبکہ اس کی نیت ادب و احترام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ریاست کوٹہ راجپوتانہ محلہ حیدر گڑھ مسئلہ فضل احمد امام جامع مسجد ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں کھجور کا داخل مسجد ہے یا نہیں؟ بیوقوف تو جہودا۔

الجواب

محکم مسجد مسجد ہے، فقہائے مسجد یعنی محکم ہیں اور حدیث مسند کو مسجد شستوی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از مجلسیہ مذکورہ صنفی آبادی بردکان جہانگیر مرجع مصالحہ والے مسئلہ جہانگیر صاحب
یکم صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ تعویذ کا یا آیات قرآن کا نقش جہاں میں لکھنا خلاف شرع اور ناجائز ہے، غمزد کہتا ہے کہ نہیں۔ حد میں خلاف شرع تو نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ حرفوں میں لکھنا فضیلت رکھتا ہے دونوں میں سے کس کا قول مطابق شریعت ہے؟ بیوقوف تو جہودا۔

الجواب

آیات کریمہ و اسما سے طیبہ کی برکات سے استفادہ کے دونوں طریقے ہیں جن میں جہارت و انشاء لکھے جاتے ہیں وہ جہود کہلاتے ہیں اور زبان تکبیر میں منظر اور اعداد والے دفنی و مضمحل علم اذفاق امام حمزہ الاسلام عزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر علی الدین ابن عربی و غیرہم اجلہ اکابر سے ہے اس میں ہر جہاز کی کوئی وجہ نہیں بلکہ محل احوال و نحوہ میں وہی انسب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ شہد عرفان علی صاحب دکن محمد خادم الساجدین ربڑی ٹولہ بریلی ۴ صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں؟

من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها و
من يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها
وكان الله على كل شئ مقبلاً
جو کوئی اچھی سفارش کرے تو اس کے لئے اس میں حصہ ہے اور جو کوئی بُری سفارش کرے تو اس کو کچھ حصہ نہیں ملے گا
اس میں بھی حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طاقت رکھنے والا ہے (ت)

اس آیت شریف کا کیا مطلب ہے اور شفاعتِ حسنہ اور سیئہ سے کیا مراد ہے؟

الجواب

نیک بات میں کسی کی سفارش کرنا مثلاً سفارش کر کے مظلوم کو اس کا حق دلا دینا یا کسی مسلمان کو ایذا سے بچالینا یا کسی محتاج کی مدد کر دینا شفاعتِ حسنہ ہے ایسی شفاعت کرنے والا اجر پانے والا اگرچہ اس کی شفاعت کارگر نہ ہو، اور بُری بات کے لئے سفارش کرنا مثلاً سفارش کر کے کوئی گناہ کر دینا شفاعتِ سیئہ ہے اس کے فاعل پر اس کا وبال ہے اگرچہ نہ مانی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۷۹۹ از شہر محلہ سوداگران مسئلہ شمس الدین طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۱۲ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں حضور پر نور حضرت مجدد مائتہ حاضرہ و مدبر قیامہ و قبلہ مدظلہ العالی کہ مسجد میں امام کو دیوانا کیسا ہے؟
بیشوا قوجہ ۱۔

الجواب

کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۷۹۹ از موضع ہری پور ضلع بریلی تحصیل ثواب گنج مسئلہ فقیر بخش

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان مشرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت پیرانی پیر و خلیفہ ثواب گنج

کی گیارہویں شریف میں تعلیم کو اٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) محرم میں ماتم یا نوحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) رافضیہ کی مجلس میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) اولیائے کرام کے کسی مزار پر شیرینی لے جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) جو کوئی کسی نیک کام کو جاتا ہو اور اس کو کوئی رو کے تو اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب

(۱) گیارہویں شریف میں قیام سے کوئی عافیت شرعیہ نہیں مگر یہ تعلیم عرف مسلمین فیک اقدس حضور سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص چوری ہے اس شخص کا لحاظ چاہئے۔

(۲) ماتم و نوحہ محرم ہو یا غیر محرم مطلقاً حرام ہے۔

(۳) رافضیوں کی مجلس میں جلوست حرام ہے۔

(۴) شیرینی اگر ایصالِ ثواب کے لئے ہو اور وہاں مساکین پر تقسیم کی جائے تو حرج نہیں۔

(۵) اگر وہ کام واقعی نیک ہے اور یہ کسی وجہ شرعی سے اسے نہیں روکتا تو منعِ ظہری ہے اور منعِ ظہری ہونا

شیطان کا کام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از بنارس محلہ انبیالی منڈی مسئلہ محمد عمر صاحب سنی تفتی قادری رضوی ۲ رجب ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ منجانب خلافت کئی ایک روپیہ کا نوٹ شائع ہوا ہے جس
میں قرآن پاک کی پوری ایک آیت لکھی پس مسلمان یا ہندو کے ہاتھ فروخت کیا ہے کیا مسلمان اس کو ہر حالت
پاک و ناپاک میں لے سکتا ہے یا نہیں اور اس کے فروخت کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ یتوا تو جردا

الجواب

اُس پر جو کہ ہر کس و ناکس ہر پاک و ناپاک ہر کافر و مشرک ہر بیگنی چار کے ہاتھ میں جانے کے لئے وضع
کیا گیا ہے، قرآن کریم کی آیت لکھا ہے بے ادبی کے لئے پیش کرنا ہے بے وضو اس کا پھڑنا جائز نہیں اگر
آیہ کریمہ کے سوا اُنس میں اور کتابت نہ ہوا اور اگر کتابت زائد ہے تو آیہ کریمہ جس جگہ لکھی ہے اُس پر بے وضو
ہاتھ لگنا حرام ہے خواہ اُسی رخ ہو بعد ہر آیت لکھی ہے یا دوسرے رخ ہر طرف نا جائز ہے اور اُسے کار کے
ہاتھ فروخت نہ کریں اور اس کا بیچنا بے ادبی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست کوٹہ راجپوتانہ متصل گھنڈہ گھر مسجد دار کا چلہ مسئلہ حافظ جان محمد امام مسجد مذکور
۱۸۲
۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں، جواب مع حوالہ کتب اہلسنت سے
مرعت فرمایا جائے،

(۱) بعد نماز جمعہ کوئی عالم یا میلاد خواں منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور عام طور پر بھی
منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا منبر محض دعاء و خطبہ ہی کے لئے ہے؟ اگر
چند مسلمان زید کہ بعد نماز جمعہ مسجد میں منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھنے کے لئے بیٹھائیں اور چند لوگ کہیں کہ اگر
تم کو میلاد شریف پڑھنا ہے تو منبر پر مست نہیں بلکہ تخت پر بیٹھو، منبر پر نہیں پڑھنے دیتے اور نہیں
پڑھنے دیا، ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) زید نے محض فقہ کی عین کتابیں پڑھی ہیں، اُر دو بولنے اور صحیح اطلاق کی لیاقت نہیں ہے اور صرف نو
سے بالکل ناواقف ہے حتیٰ کہ میزای العرف نہیں جانتا بلکہ معرفت و نحو کے پڑھنے کو حرام اور اس کے
پڑھنے والے کو اچھا نہیں جانتا اور فارسی بھی نہیں جانتا، ایسے شخص کو منبر پر بیٹھ کر خطبہ لکھنا جائز ہے یا
نہیں؟ اور اگر منبر پر بیٹھ جائے تو اُس کو مسلمان منبر سے اتار سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع کیا حکم ہے؟
یتوا تو جردا۔

الجواب

(۱) میلاد شریف منبر پر پڑھنا بلاشبہ جائز ہے اور یہ فرق کہ میلاد شریف تخت پر ہو منبر پر معرفت

خطبہ و وعظ ہر محض نادانی ہے، میلاد شریف ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ذکر الہی ہے، حدیث میں ہے رب عزوجل نے فرمایا،

جعلتك ذكرا من ذكري فمت ذكرك اے محبوب! میں نے اپنے ذکر سے تجھیں ایک ذکر
فقد ذكرني ۱۵ بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے بیشک میرا
ذکر کیا۔

تو میلاد شریف خطبہ و وعظ بھی ہے اور خطبہ و وعظ بھی ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خالی نہیں ہو سکتے تو
سب شے واحد ہیں، اور خود صبح بخاری شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد مدینہ منورہ میں
حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے نیز کھاتے اور وہ اُس پر قیام کر کے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت اور شکرین کا ردو سناتے ۱۶ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) منبرِ مسجد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، جاہل اُردو خوان گزنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی
تصنیف پڑھ کر سنائے تو اس میں حرج نہیں جبکہ وہ جاہل فاسق شبکہ دار میں مُنہ اذیہ نہ ہو کہ اس وقت وہ جاہل
سفیرِ محض ہے اور حقیقتہً وعظ اُس عالم کا جس کی کتاب پڑھی جاسے، اور اگر ایسا نہیں بلکہ جاہل خود بیان کرنے
بیٹھے تو اُسے وعظ کہنا حرام ہے اور اُس کا وعظ منہ حرام ہے اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ
اُسے منبر سے اتار دیں کہ اس میں بھی شکر ہے اور بھی شکر واجب، واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵ الشفا بتعريف حقوق المصطفى الباب الاول المطبقة لشركة الصحافية في بلاد الشام ص ۱۵
۱۶ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما جاء في الشعر آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۸/۲
احبار العلوم بحوالہ صحیحین کتاب آداب السماع مطبعة المشهد الحسيني القاہرہ ۲۷۴/۲

رسالہ

الکشف شافیا حکم فونوجرافیا

(فونوگراف (گراموفون) کے حکم کے بارے میں تسلی بخش وضاحت)

مسئلہ از ریاست رامپور محلہ پاہ شور ۱۲ رمضان مبارک ۱۳۲۸ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فونوگراف سے قرآن مجید سُنتا اور اس میں قرآن شریف کا بھڑنا اور اُس کام کی نوکری کر کے یا اُجرت لے کر یا ویسے ہی اپنی عداوت کا اس میں بھردانا جائز ہے یا نہیں اور اشعارِ حمد و ثناء کے بارے میں کیا حکم ہے اور عورات کے ناپچ گانے یا مزامیر کی آواز اُس سے سُنتا بھی ایسا ہی حرام ہے جس طرح اُس سے باہر سُنتا یا کیا؟ بیٹھو! توجہ روا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

الحمد لله الذي انزل القرآنا	سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ جس نے تمام
ذكر للعالمين واقتنانا به	جہانوں کی پسند و نصیحت کے لئے قرآن مجید نازل
عن الفتا الخبيث و لهو	فرمایا اور اس کی برکت سے ہمیں خبیث گانوں،
المحدث و ملاهي البطلين	کھیل کی باتوں اور اہل باطل کے کھیل و تماشوں
و حرم بغيرته و حمايته	سے بے نیاز کر دیا، اور اپنی غیرت اور رحمت کی وجہ

الفواحش والفن ما ظهر منها وما بطن
والصلوة والسلام على سيدنا ومولانا
محمد سيد المرسلين الصلوات برزق
المعازف والمنامير وكل لهم مهين وعلى
آله وصحبه الذين هم لعهدهم
بتعظيم الذکور اعون وبلا طمع اجسوة
ولا كراخوفون المتجيين المبتئين عن
لهو الحديث الذين ميز الله بسعيهم و
سعيهم الطيب من الخبيث ما اطرب
الورقاء بالالمان ونقر القرى في الافان
اميت !

فحش (یعنی بچائی کے کلام) اور کھلے اور پوشیدہ فحش
حرام کر دئے۔ اور درود و سلام ہمارے آقا و مولا
پر ہو جو محمد (کریم) تمام رسولوں کے سردار اور مقتدا
ہیں کہ جن کو گناہ بچانے کے آلات و اسباب اور
ہر ذلیل کھیل و تماشے کے مٹانے (اور ختم کرنے) کے لئے
بھیجا گیا (نیز درود و سلام) ان کی تمام آل اور تمام
ساتھیوں پر ہو کہ جو تعظیم ذکر کی وجہ سے اپنے عہد و
پیمان کی رعایت کرتے رہے۔ اور یہ بغیر لاپرواہی
اور کرایہ کے عہد پورا کرتے ہیں وہ شرافت رکھنے
والے اور کھیل کی باتوں سے بچنے والے تھے۔ یہ
وہ پاکیزہ لوگ تھے کہ جن کی کوشش اور رعایت کرنے

سے اللہ تعالیٰ نے پاک کو ناپاک سے الگ اور مجدا کر دیا (اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے) جب تک
خائنوں خوش المانی سے برکتی رہیں اور قریب شاخوں پر (نجوم کر) گیت گاتی اور خوش آوازی کرتی ہیں
یا اللہ ! اس دعا کو شرف قبولیت سے نواز دے۔ (ت)

اس مسئلہ حادثہ میں کلام سے پہلے ایک بحث جلیل کی تمہید ضرور جس پر انکشاف احکام مقصور، وہ
نوٹز گراف سے نوٹز گراف کا اظہار فرق ہے نوٹز کی تصویر اپنی ذی الصوره سے مباین اور اس کی محض ایک
مثال و شبیہ ہوتی ہے بخلاف اس آلہ کے کہ اس میں اگر کسی قاری کی تلاوت بھری گئی تو اس میں حقیقتہً قرآن عظیم
ہی ودیعت ہوا اور اس سے جو سنا جائے گا وہ حقیقتاً اُسی قاری کی آواز ہوگی اور اس سے جو ادا
ہوا وہی قرآن عظیم ہوگا جو اس نے پڑھا نہ یہ کہ مسوع اس کی آواز کی کوئی حکایت و تصویر ہو اور یہ جو ادا ہوا قرآن مجید
نہ ہو اس کی مثال و نظیر ہو تو جس اگر آفاتِ طلب و غیرہ کی آواز ہے تو وہ بھی حقیقتہً وہی آواز ہے نہ کہ اس کا نشان
و پرواز،

جیسا کہ بعض قضیہ سے زمانہ کو ہم ہو گیا (اور ملاحظہ
نگہ گیا) اور وہ علامہ سید محمد عبد القادر اہل شافعی
ہیں جو آج کل حدیدہ میں رہائش پذیر ہیں انھوں نے
اس موضوع پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا کہ انھوں نے

کہا تو ہمہ بعض فضلاء العصور و هو
العلامة السيد محمد عبد القادر
الاهل شافعي المقيم الاُمت بحمدیة
اذ جسم فيه رسالة سماها

”القول الواضح في رد الخطاء الفاضح“
 نعم فيها انت ما يسمع من
 ذلك الصندوق ليس اصوات الاصل
 ولا مساويا لهما انما يشبههما
 في اصل الصوت كالصدا و
 هولها كالخيال من عالم
 المثال ونحو عليه جواهر امن
 قسم منه اصوات الالات اذ
 ما هي وما يتعدى حكم
 الاصل المحكية كما قال ابن حجر
 المكي وغيره في رؤية صورة صورة
 السمراة في المرأة وقد كنت
 كتبت في ابطال هذا الوهم حدة
 في مكة المكرمة في صفر سنة ١٣٢٢ هـ
 عرضت على صاحبنا الفاضل الكامل
 النبيل النبیه ذو قلب فقیه و
 طبع وقاد ذهنت نقاد الشیخ
 محمد علی المکی المالکی امام المالکیه
 ومدرب المسجد الحرام ابن
 مفتیهم بها مولینا العلامة
 السرحوم بکرم الله تعالی الشیخ
 حسین الانزهوی المکی
 رساله له في هذا الباب
 سماها انوار الشروق في
 احكام الصندوق وهو حفظه الله

اس کا نام القول الواضح في رد الخطاء الفاضح
 (یعنی بالکل واضح اور ظاہر بات، رسوا کر نیوالی خطا
 کے بیان میں) رکھا پس عنوان ہے اس میں یہ خیال کیا کہ
 جو کچھ اس صندوق سے سنائی دیتا ہے وہ اصل
 آواز اور اس کے مساوی نہیں بلکہ وہ اصل آواز
 کی شبیہ ہے۔ جیسے آواز بازگشت اور اس کی
 گونج، جیسے خیال عالم مثال سے۔ اور اس پر یہ
 بنیاد رکھی کہ آلات سے آوازیں سننی جائز ہیں، کیونکہ
 وہ آوازیں اصلی اور حقیقی آوازیں نہیں اور حکم اصلی
 حکایت کی طرف متبادر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ملا ابن حجر
 وفیر نے فرما دیا۔ جیسا کہ آئینہ میں جائے ستر
 کی صورت کا دیکھنا۔ اور میں نے اس وہم کو باطل
 قرار دینے پر چند اوراق مکرر کر کے اقامت کے زمانے
 ماہ صفر ۱۳۲۴ھ میں تحریر کئے جب میرے
 سامنے ہمارے دوست (ساتھی) کامل، فاضل
 شریف، مجدد، فقیہ دل رکھنے والے، بھروسہ کیل
 طبیعت اور ناقد ذہنی رکھنے والے، شیخ محمد علی مکی
 مالکی (امام مالک کے پیروکار) جو کہ مذہب امام
 مالک رکھنے والوں کے امام اور مسجد حرام میں مدرس
 اور وہاں اُن کے مفتی کے صاحبزادے ہیں۔ اور
 وہ مولانا علقم، اللہ تعالیٰ کے کرم سے اُن پر
 رحم کیا جائے، شیخ حسین ازہری، مکی ہیں۔ اس
 باب میں اپنا ایک رسالہ بنام انوار الشروق فی
 احکام الصندوق (یعنی چمکیے انوار صندوق کے
 احکام شرعی کے بیان میں) انھوں نے عجیب کیلئے اللہ تعالیٰ

تعالیٰ اِجَادَیْ تَحْرِیْمِ سَمَاعِ الطُّرُبِ الْمُعْتَادِ
 لَاهِلِ الْفُسَادِ مِنْ فَوْحِ غَوَافِیَا وَبِیْنِهِ
 بَیَانَا کَافِیَا وَذَهِبِ اِیضًا اِلٰی تَحْرِیْمِ سَمَاعِ
 الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ مُطْلَقًا مِنْهُ وَتَحَقُّقِ الْاَمْرِ
 فِیْهِ کَمَا سَتَرِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

تعلّے عنقریب اس امر کی تحقیق پیش کریں گے جیسا کہ نو دیکھ رہا ہے۔ (ت)
 یہاں ہم کو دو باتیں بیان کرنی ہیں، ایک یہ کہ فونو سے جو سنی جاتی ہے وہ بعینہ اُسی آواز کنندہ
 کی آواز ہوتی ہے جس کی صوت اس میں بھری ہے قاری جو خواہ مکمل خواہ آلہ طرب وغیرہ۔ دوسرے
 یہ کہ بذریعہ صوت جو اس میں ودیعت ہوا پھر تحریک آلہ جو اس سے ادا ہو گا سنا جائے گا حقیقۃً قرآنِ عظیم
 ہی ہے۔ ان دونوں دعووں کو دو مقدموں میں روشن کریں وہاں اللہ التوفیق (اللہ تعالیٰ ہی کے کرم
 سے حصول توفیق ہے۔ ت)۔

مقدمہ اولیٰ کا بیان ان امور کی تحقیق چاہتا ہے،

- (۱) آواز کیا چیز ہے؟
- (۲) کیونکر پیدا ہوتی ہے؟
- (۳) کیونکر سننے میں آتی ہے؟
- (۴) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد بھی باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے۔
- (۵) کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے۔
- (۶) آواز کنندہ کی طرف اس کی اضافت کیسی ہے وہ اس کی صفت ہے یا کس چیز کی۔
- (۷) اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے یا نہیں۔

ہم اس بحث کو بعونہ تعالیٰ ایسی وجہ پر تقریر کریں کہ ساتوں سوالوں کا جواب اُسی سے
 مشکف ہو فاقبول و باللہ التوفیق (اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے میں کہتا ہوں۔ مثلاً ایک ہم کا
 دوسرے سے بقوت ملا جسے قرع کہتے ہیں یا بسختی جدا ہونا کہ قلع کہلاتا ہے جس ملائے لطیف مثل ہوا
 یا آب میں واقع ہوا اس کے اجزائے مجاورہ میں ایک خاص شکل و کیفیت لاتا ہے اسی شکل و کیفیت

مخصوصہ کا نام آواز ہے اسی صورت قرق کی فرع ہے کہ زبان دھڑکتے متکلم وقت تکلم کی حرکت ہو اسے دہیں
کو بجا کر اس میں اشکال حریفہ پیدا کرتی ہے یہاں وہ کیفیت مخصوصہ اس صورت خاصہ کلام پر بنتی ہے جسے
قدت کاملہ نے اپنے ناطق بندوں سے خاص کیا ہے، یہ ہوا سے اول یعنی جس پر ابتداء وہ قرق و قطع
واقع ہوا جیسے صورت کلام میں ہوا سے دہن تکلم اگر بعینہ ہوا سے گوش سامع ہوتی تو یہیں وہ آواز سننے
میں آجاتی مگر ایسا نہیں لہذا حکیم عزت حکمت نے اس آواز کو گوش سامع تک پہنچانے یعنی ان تشکلات کو
اس کی ہوا سے گوش میں بنانے کے لئے سلسلہ تہوچ قائم فرمایا، ظاہر ہے کہ ایسے نرم و تراجمام میں
تحریک سے موج بنتی ہے جیسے تالاب میں کوئی پتھر ڈالویر اپنے مجاور اجزائے آب کو حرکت دے گا
وہ اپنے متصل وہ اپنے متادب کو جہاں تک کہ اس تحرک کی قوت اور اس پانی کی لطافت اقتضا کرے
یہی حالت بلکہ اس سے بہت زائد ہوا میں ہے کہ وہ لینت و رطوبت میں پانی سے کہیں زیادہ ہے لہذا
قرق اول سے کہ ہوا سے اول متحرک و متشکل ہوتی تھی اس کی جنبش نے برابر والی ہوا کو قرق کیا اس سے
وہی اشکال ہوا سے دوم میں نہیں اس کی حرکت نے متصل کی ہوا کو دھکا دیا اب اس ہوا سے سوم میں
تقسیم ہوئی یوں ہی ہوا کے جیسے ہر دو تہوچ ایک دوسرے کو قرق کرتے اور ہر دو قرق وہی اشکال سب میں
بہتے چلے گئے یہاں تک کہ سوراخ گوش میں جو ایک پتھا بچھا اور پردہ کچا ہے یہ موجی سلسلہ اس تک
پہنچا اور وہاں کی ہوائے متصل نے متشکل ہو کر اس پتھے کو بجایا یہاں بھی ہر دو جوف ہوا بھری ہے اس
قرق نے اس میں بھی وہی اشکال و کیفیات جن کا نام آواز تھا پیدا کیں اور اس ذریعہ سے لوہج مشترک میں
تقسیم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوئیں اور محض باذن اللہ تعالیٰ ادراک ممکن حاصل ہوا۔ اسی متصل
ہر شے کا سبب حقیقی ارادہ اللہ عزوجل ہے بلکہ اس کے ارادے کے کچھ نہیں ممکن اور وہ ارادہ فرماتے تو اصل
کسی سبب کی حاجت نہیں مگر عالم اسباب میں مدد آواز کا سبب عادی یہ قرق و قطع ہے اور اس کے سننے
کا وہ تہوچ و تہجد و قرق و قطع تا ہوا سے جوف سمع ہے متحرک اول کے قرق سے ظاہر مجاور میں جو شکل و کیفیت
مخصوصہ بنی تھی کہ شکل حرفی ہوتی تو وہی الفاظ و کلمات تھے ورنہ اور قسم کی آواز اس کے ساتھ قرق نے ہر دو
لطافت اس مجاور کو جنبش دی اس کی جنبش نے اپنے متصل کو قرق کیا اور وہی ٹپاک اس میں بنا تھا اس میں
اُتر گیا تو نہی آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں مگر جبنا فصل بڑھتا اور وسعت زیادہ ہوتے جاتے ہیں تہوچ و قرق میں
ضعف آتا جاتا اور ٹپاکا پڑتا ہے لہذا دور کی آواز کم سنسنائی دیتی ہے اور جوف صاف سمجھ نہیں آتے
یہاں تک کہ ایک حد پر تہوچ کو موجب قرق آئندہ ختم ہو جاتا ہے اور عدم قرق سے اس شکل کی کاپی برابر
دالی ہوا میں نہیں اُترتی آواز یہیں تک ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تہوچ ایک محزوملی شکل پر ہوتا ہے جس کا

قاعدہ اُس متحرک و محرک تول کی طرف ہے اور اس اُس کے تمام اطراف مقابل میں جہاں تک کوئی مانع نہ ہو جس طرح زمین یہ مخروط ظل اور آنکھ سے مخروط شعاعی، نہیں نہیں بلکہ جس طرح آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے کہ ہر جانب ایک مخروط ہوتا ہے بخلاف مخروط ظل کہ صرف سمت مقابل جرم منعی مخروط شعاع بعبر کہ تناسبت مست مواجہہ میں بنتا ہے ان مخروطات تفرج ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوں ایک ایک ٹپا سب تک پہنچے گا سب اُس آواز و کلام کو سنیں گے اور جو کان ان مخروطوں سے باہر ہے وہ نہ سنیں گے کہ وہاں قرعہ قطع واقع نہ ہو اور ٹپوں کے قصد سے آواز متعدد نہ بھی جائے گا یہ کوئی نہ کہے گا کہ ہزار آوازیں تھیں کہ ان ہزار اشخاص نے سنیں بلکہ یہی کہیں گے کہ وہی ایک آواز سب کے سننے میں آئی اگرچہ عند التوفیق اس کی وحدت نوعی ہے نہ کہ شخصی۔ اس تقریر سے بعد اللہ تعالیٰ وہ ساتوں سوالیہ مشکف ہو گئے۔

(۱) آواز اُس شکل و کیفیت مخصوص کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ جسم نرم و تر میں قرعہ یا قطع سے پیدا ہوتی ہے قول مشہور میں کہ ہوا کی تخصیص فرمائی مراعات اور اس کی شرح میں ہے۔

الصوت كيفية قانصة بالهواء يحملها
الهواء الى الصماخ
آواز ایک ایسی کیفیت (حالت) ہے جو ہوا کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ پھر ہوا ہی اسے اٹھا کر (یعنی اوپر مار کر کے) کانوں کے پرے تک پہنچا دیتی ہے۔

مقاصد اور اُس کی شرح میں ہے۔

كيفية تحدث في الهواء بسبب توجه الز
"آواز" ایک ایسی کیفیت ہے کہ جو ہوا میں اس کی موج پیدا ہونے سے پیدا ہوتی ہے الخ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ نظریہ اکثر ہے در نہ طائے آب میں بھی آواز سُنی جاتی ہے دو شخص چند گز کے فاصلہ سے تالاب میں غوطہ کھائیں اور اُن میں ایک دوا غٹس لے کر بجائے تو دوسرے کو اُن کا کھٹکا مسموع ہوتا ہے اور اس آواز کا حامل پانی ہی ہے اور کان تک موصول اُسی کا توجہ کہ پانی کے اندر ہوا نہیں ہوتی ہاں پانی اتنا تر و لطیف نہیں جس قدر ہوا ہے لہذا اس کا تشکل و تادیہ دونوں بہ نسبت ملائے ہوا کے ضعیف ہوتے ہیں۔

(۲) اُس کا اور تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادة النہی ہے دوسری چیز اصلاً نہ مؤثر

شرح المراقف الزرع اثانی المقصد اثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲۶۰/۵

شرح المقاصد - دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲۱۶/۱

نہ موقوف علیہ اور آواز کا ظاہری و عادی سبب قریب قلع و قرع ہے۔ فقیر نے اس میں قدما کا غلط کیا ہے عملاً بالمتیقن و تجافياً عن الجزات (یقینی بات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور سبکی اور بے اصولی باتوں سے کنارہ کش ہوتے ہوئے۔ ت) وہ قلع و قرع کو سبب بعید اور توجہ کو سبب قریب بتاتے ہیں یعنی قرع سے ہوا میں توجہ ہوا اور توجہ سے وہ شکل و کیفیت کو مستثنیٰ بہ آواز سے پیدا ہوتی ملاحظہ و شرح میں ہے۔

سبب الصوت القریب تسموچ الهواء علیہ آواز کا سبب قریب اس میں موج پیدا ہونا ہے۔ (ت)

مقاصد شرح میں ہے۔

تحدث بالتموج المعلول للقرع والقلع یعنی آواز ہوا کے توجہ سے پیدا ہوتی ہے جو قرع اور قلع کے لئے معلول اور وہ دونوں اس کے حدوث کے لئے علت ہیں (ت)۔
[ایک حجم کا دوسرے حجم میں پوری قوت سے ملنا "قرع" اور سختی سے الگ ہونا "قلع" کہلاتا ہے۔ مترجم]

مطالع الانظار اصفہانی شرح طوابع الانوار علامہ بیضاوی میں ہے۔

القرع والقلع سبب التوجع الذی هو "قرع" اور "قلع" موج ہوا کا سبب ہیں سبب قریب للصوت یعنی آواز کا سبب قریب ہے۔ (ت)
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ اقوال خود ہمارے علم کے نہیں بلکہ غلط فہمی کے ہیں شرح مفاد میں ارشاد فرمایا۔

الصوت عندنا يحدث بمحض خلق الله تعالى من غير تاثير بتموج الهواء والقرع والقلع كما سائر الحوادث وكثيراً ما تصور الأسماء الباطلة آواز ہمارے نزدیک محض تخلیق خداوندی سے پیدا ہوتی ہے لہذا اس میں توجہ ہوا اور قرع، قلع کی کوئی مستقل تاثير نہیں۔ اور یہ حدوث باقی تمام حوادث کی طرح ہے، اور بسا اوقات غلط فہمی

لہ شرح المواقف النوع الثالث المقصد الاول فشرحات الشریف الرضی قم ایران ۱۳۷۵/۵
لہ شرح المقاصد المسبوبات دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲۱۶/۱
لہ مطالع الانظار شرح طوابع الانوار

الفلا صفة من غير تعرض لبيان البطولات
الافيا يحتاج الى زيادة بيان والصوت عندهم
كيفية تحدث في الهواء بسبب تموجيه
المعلول للقرع والقلم

ہوتی ہے جو "قرع" اور "قلع" کا معلول ہے (اور وہ دونوں اس کی علت ہیں)۔ (ت)
فلسفہ غلط کاری و غلط شعاری کے عادی ہیں اور مقتضائے نظر صحیح یہی ہے کہ اس کیفیت کے
حدوث کو قلع و قرع میں ہیں تموج کی حاجت نہیں،

اذا قلع قرع و قلع سے ہوا سبب کی اور اپنی لطافت و رطوبت کے باعث ضرور اس کی شکل و کیفیت
قبول کرے گی اسی کا نام آواز ہے اور صرف یہ دہنا تموج نہیں بلکہ اس کے سبب اس کی ہوا سے مجاور
متحرک ہوگی اور وہ اپنی متصل ہوا کو حرکت دے گی یہاں یہ صورت تموج کی ہے، خود موانعت و شرح میں فرمایا
لیس تموجہ هذا حركة انتقالية من
هواء واحد بعينه بل هو صدم بعد صدم
و سکون بعد سکون فهو حالة شبيهة
بتموج الماء في الحوض اذالقى حجر
في وسطه۔

شرح مقاصد میں فرمایا
المراد بالتموج حالة مشبهة بتموج الماء
تحدث بعد صدم بعد صدم و سکون بعد
سکون۔

ظاہر ہے کہ مقروح اول میں جو کیفیت و تشکل ہوا اس کے لئے صرف اسی کا انعکال و رد کار تھا بعد
کے موجی سلسلہ کو اس میں کیا دخل۔ اگر فرض کریں کہ مقروح اول کے بعد ہوا نہ ہوتی یا وہ قرع کا اثر

۲۱۶/۱	دارالمعارف النعمانیہ لاہور	النوع الثالث	۱۔ شرح المقاصد
۲۵۹/۵	القصد الاول عشرات الشریع الرضی قم ایران	"	۲۔ شرح المواقف
۲۱۶/۱	دارالمعارف النعمانیہ لاہور	"	۳۔ شرح المقاصد

نہ قبول کرتی تو خود اس میں تشکل کیوں نہ آتا حالانکہ اس نے دب کر قرع کا اثر قبول کر لیا۔

ثانیاً اگر تشکل مقروع اپنے بعد کے اجزاء متحرک ہونے کا محتاج ہو تو چاہئے کہ تموج باقی رہے اور تشکل ختم ہو جائے کہ اگر بعد کے اجزاء تموج بھی تشکل ہوں تو ان کو اپنے بعد کے اجزاء کا تموج درکار ہو گا تو یہاں سلسلہ تموج میں تسلسل آئے گا یا سبب سے مسبب مختلف ہو جائے گا اور دونوں باطل ہیں ہاں بظاہر تموج اس لئے درکار ہے کہ مقروع اول سے اجزائے متصلہ میں فعل تشکل کرے کہ مقروع اول دب کر اپنے متصل دوسرے جز کو قرع کرے گا اور وہ اسی شکل سے تشکل ہو گا پھر اس کے دبنے سے تیسرا مقروع و تشکل ہو گا بس کی حرکت سے پرتما افا اشارہ تعالے اور حقیقت قرع ہی تموج کا بھی سبب ہے اور تشکل کا بھی، قرعات متوالیہ نے تموج مذکور پیدا کیا اور ہر قرع نے اپنے مقروع میں تشکل تموج کو دخل کیوں بھی ہوا و تفصیل القول ان التموج هو الاضطراب والاضطراب هو التقارب بين اجزاء الشئ و ذلك اما بان يعلو بعضه فيخدر في الضوئ او يذهب و يجثو الى غير جهة انحدار السفلى كما في الترجرج و فيهما التقارب حقيقة لان الجزء الضارب اذ لا يصير مضروباً بالعكس و اما بان يضرب جزء الاول و الثاني الثالث و هكذا وهذا هو الواقع في تموج الماء والهواء و اما ما كان فلا بد في التموج من حركات متوالية ولا يقال لشكل ما هو و انتقل ما ج و اضطرب فزيد الماشح ليس متموجاً لا لغة ولا عرفاً

اور اس بات کی پوری وضاحت یہ ہے کہ تموج (یعنی ہر امیں موج پیدا ہونا) اضطراب ہے۔ اور اضطراب اجزائے شے کے درمیان انقسام ہے یعنی اس کا اجزائے شے کے درمیان منقسم ہو جانا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ کچھ اجزاء بلند ہو جائیں تو پھر تیرا جوش شست اور ماند پڑے گا۔ یا وہ بلند ہی اور پستی کے علاوہ کسی دوسری سمت کی طرف آئیں اور جائیں جیسا کہ آمد و رفت کی حرکت میں ہوا کرتا ہے۔ اور ان دونوں میں درحقیقت انقسام (تضارب) ہو گا۔ اس لئے کہ جز ضارب اولاً مضروب ہو گا و برعکس۔ یا پہلا جز دوسرے کو اور وہ تیسرے کو اور اسی طرح آخر تک۔ پس پانی اور ہوا کے تموج میں یہی واقع ہے۔ لیکن جو بھی ہو تو اس کے تموج میں لگاتار حرکات ضروری ہیں۔ اور شکل کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کیا ہے۔ البتہ موج والی چیز منتقل اور مضرب ہو گی۔ لہذا زید

هذا ما نعرف من معنى التموج والهواء
بنفس القرع ينفظ ويتشكل وتكيف
ولا... على توقفه على تكو...
امكان قرع الهواء يوجب فيه المروج
ولا يبد.

ماشی (چلنے والا) لغت اور عرف میں متوج نہیں
(یعنی موج والا)، کیونکہ توج سے ہم یہ مفہوم نہیں
سمجھتے۔ اور ہوا نفس قرع سے تشکیل پاتی ہے اور
تشکیف ہو کر متشکل ہو جاتی ہے اور مکر رہنے پر
اس کا توقف نہیں... قرع ہوا کا امکان
بلاشبہ اس میں موج پیدا کر دیتا ہے۔ (ت)

اگرچہ قرع کافی نہیں جب تک مروج اس کا اثر قبول نہ کرے اور اس کا تاثر وہی تحریک ہے اور
اسی کو توج سے تعبیر کیا اگرچہ حقیقت توج وہی کہ اوپر گزری۔
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اولاً اس میں تسلیم ایراد ہے کہ توج سے نفس تحریک مسترودع
مراد ہے۔

ثانیاً یہ کہنا ایسا ہے کہ فاعل کافی نہیں جب تک معلول اس کا اثر قبول نہ کرے تو سبب قریب
فاعل نہیں بلکہ معلول کا انفعال ہے۔

هو كما ترمك وتحقق انت التشكل
وان لم يكن الامم التحريك ولو
لم يتحرك لم يتشكل و سلمنا
ان هذا ليست محبة معلولي
علة كوجود النهار واستضاءة الارض
بالقيود المعلوماتية لدى العادات بل
للتحرك مدخل في التشكل لكن لا نسلم
ان التحرك مرسوم الشكل و يقيف
الكيفية بل مرسوم هو القرع وان
كان مشروطا بالتحريك
فجعل التموج اعى التحريك

وہ جیسا کہ ذکر کیا ہے، اور اس کی تحقیق یہ ہے
کہ تشکیل، بغیر ترکیب نہیں ہو سکتا۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا
کہ اگر تحریک نہ ہو تو پھر تشکیل نہ ہو گا۔ اور ہم تسلیم کرتے
ہیں کہ یہ معیت "علت کے دو معلولوں جیسی معیت
نہیں جیسے وجود نہار۔ اور زمین کی روشنی ان قیود
کے ساتھ جو ایک عادت کو معلوم ہی ہیں بلکہ تحریک
کو تشکیل میں ایک گونہ دخل ہے لیکن ہم یہ نہیں
تسلیم کرتے کہ "تحریک" مرسوم تشکیل اور بغیر کیفیت
ہے۔ بلکہ مرسوم تشکیل قرع ہے اگرچہ وہ مشروط بالتحریک
ہے۔

لہذا توج یعنی تحریک کو

سبب قریب قرار دینا دیر بات اس اشتباہ سے پیدا ہو گئی کہ شرط کو سبب سمجھ لیا گیا۔ اس شخص کی طرح جو یہ گمان کرتا ہے کہ معلول کا علت کے اثر کو قبول کر لینا اس کے لئے "سبب قریب" ہونے کی دلیل اور علامت ہے۔ پس اس بات کو سمجھ لیجئے اور اچھی طرح جان لیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ علامہ قدس سرہ نے شرح مراقف میں استدلال کیا کہ آواز کے لئے "توجع عبیب" کے قریب ہے کیوں؟ اس لئے کہ جب توجع پیدا ہو تو آواز پیدا ہوتی ہے۔ اور جب توجع منقطع ہو تو آواز بھی منقطع ہو جاتی ہے کیونکہ ہم آواز کا استمرار قطع اور آلات صنایعہ سے نکلنے والی ہوا کے توجع کے استمرار سے پاتے ہیں اور توجع میں انقطاع سے آواز کا انقطاع پیدا ہو جاتا ہے۔ اور طشت کی چھنکار کا بھی یہی حال ہے۔ جب ساکن ہو جائے تو آواز ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اس وقت توجع ہوا میں انقطاع پیدا ہو گیا اور — اقول (میں کہتا ہوں) اولاً مقروح اول بحیثیت مقروح اول ہونے کے اس میں کوئی توجع نہیں ہاں البتہ اس میں توجع پیدا ہو جائے گا جبکہ وہ قارع ہوگا اور آواز اس میں موج ہوگی اس لئے کہ وہ مقروح ہے نہ اس لئے کہ وہ قارع ہے۔ و ثانیاً ازیں بعد آواز ختم ہو جاتی ہے

سبباً قریباً ناشئ عن اشتباہ الشرط بالسبب کمن یزعم ان قبول المفعول اثر العلة هو السبب الأقرب له فافهم و اعلم والله تعالى اعلم هذا استدلال العلامة قدس سرہ فی شرح المواقف علی کون التوجع سببہ القریب بانہ شئ حصل حصل الصوت و اذا انتفى انتفى فانما نجد الصوت مستمرا باستمرار تموج الهواء الخارج من الحلق والالات الصناعية و منقطعاً بانقطاعه و کذا الحال فی طنین الطست فانہ اذا سکن انقطع لانقطاع تموج الهواء حیثئذ اذ اقول اولاً لا تموج عند المقروح الاول حیث هو مقروح و ان حصل حیث کونہ قارعاً و الصوت موجود فیہ لکونہ مقروحاً لا لکونہ قارعاً و ثانیاً ینقطع فیما بعد بانقطاع التوجع لانقطاع القرع لان القرع فی

الاجزاء الاخرية انما يصل على
 وجبه التمجج كما عرفت
 و قال الشافعي ينقطع بالقطع
 شرطه فلا يفيد السببية فضلا عن
 الاقربية وتلك بعضهم بانهم
 انما لم يجعلوا القصر و القلم
 سببين للصوت ابتداء حتى
 يكون التمجج والوصول الى
 السامعة سببا للاحاساس به لا لوجوده
 ففسه بناء على ان القصر
 وصول والقلم لا وصول وهما
 اثنان فلا يجوز كونهما سببين للصوت
 لانه زمانى ثم اقول التمجج
 حركة والحركة زمانية فكيف
 صار الالف سببا له وان جاز
 فلم لم يجعلان يكون سببا للصوت
 ابتداء وقتربا من التمجج
 ان كانت انيا فقد جعلوه سببا
 للصوت الزمانى وان كانت
 زمانيا فقد جعلوا القصر والقلم
 الانيين سببا له فجعل
 الالف سببا للزمانى لانهم علم
 كل تقدير و اجاب عنه العلامة

اس لئے کہ توجج منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ قرع منقطع
 ہو گیا کیونکہ آخری اجزاء میں قرع علی وجہ التوجج پہنچتا
 ہے جیسا کہ تم جانتے ہو۔ ثالثا انقطاع شرط کی
 وجہ سے شے منقطع ہو جاتی ہے (یعنی شرط نہ ہوتو
 مشروط بھی نہ پایا جائے گا) لہذا یہ سبب ہونے
 کے لئے مفید نہیں ہے جیسا کہ قریب ہونے کے لئے مفید ہو
 اور بعض لوگوں نے یہ استدلال پیش کیا کہ اہل علم نے
 قرع اور قلع کو ابتداء آواز کے لئے سبب نہیں قرار
 دیا حتیٰ کہ توجج اور وصول الی السامعہ اسکے احاساس کا
 سبب ہو جائیں نہ کہ اس کے نفس وجود کا اس لئے کہ
 قرع وصول ہے اور قلع لا وصول ہے۔ اور وہ
 دونوں "آنی" ہیں لہذا یہ دونوں آواز کیلئے سبب
 نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ زمانی ہے۔ ا۔
 اقول (میں کہتا ہوں) توجج حرکت ہے۔
 اور حرکت ، زمانی ہوا کرتی ہے۔ پھر
 جو چیز آنی ہے وہ اس کا کیسے سبب ہو سکتا ہے۔
 اور اگر یہ جائز ہے تو پھر یہ کیوں نہیں جیسا کہ
 ابتداء آواز کے لئے سبب ہو۔ اور اسکی تزییر
 یوں کی گئی کہ "توجج" آنی ہے تو خود انہوں نے
 اس کو صورت زمانی کے لئے سبب قرار دیا ہے
 اور اگر وہ زمانی ہے تو پھر انہوں نے قرع اور قلع
 جو کہ دونوں آنی ہیں اس کے لئے سبب ٹھہرائے۔
 گویا ہر تقدیر پر آنی کا زمانی کے لئے سبب ہونا

السيد الشريف بانه لا محذور فيه
اذا لم يكن السبب علة تامّة
او جزءا خيرا منها اذ لا يلزم
حيث كانت يكون الزمان
موجودا في الالف أم اقول فلم
لا يقال مثله في سببية القصر
للموت و تخلف نحو شرط ينف
كونه جزءا خيرا ولا ينافي كونه
سببا قريبا كما لا يخفى وكفقب
بالتمسك المذكور في الصعائفت
بما قد كانت ظهر للعبد الضعيف
اول ما فطرت التمسك وهو لنا
لا نسلم ان الصوت خاف لانت
بعض الحروف اذ كما يجمع
مع انه صوت اه ، قال
الحسن چلی ولا يخفى عليك
ان دفاعه بما صرحت انت
الحروف عارض للصوص
لانفسه اه اقول لا يخفى عليك
ان دفاعه بما ياتي للعلامة حسن
نفسه انت كون الحروف
عبارة عن تلك الكيفية العارضة

لازم آیا۔ علامہ سید شریف جبر جاتی نے اس کا یہ
جواب دیا کہ اس میں کوئی محذور اور عارضیت
نہیں بلکہ سبب علت تامہ یا علت تامہ کا جز
آخری نہ ہو کیونکہ پھر زمانے کا ان میں موجود ہونا لازم
نہیں آتا اہ اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیوں
نہ کہا جائے کہ اس قسم کا معاملہ قرع کا صوت کے
سبب ہونے میں ہے اور شرط جیسی چیز کا تخلف
(درمیان میں گھس جانا) اس کے جزا اخیر ہونے کی
نفی کرتا ہے۔ لیکن اس کے سبب قریب ہونے کی
نفی نہیں کرتا جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ اور صحائف
میں استدلال مذکور کا ایک ایسے کلام سے تعاقب
کیا گیا جو اس ہندہ ضعیف پر پہلی ہی مرتبہ استدلال
کو ایک نظر دیکھنے سے ظاہر ہوا، اور معلوم ہوا کہ
وہ بار استدلال ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ آواز
زمانی ہے کیونکہ بعض حروف آتی ہیں جیسا
کہ آگے آتی تھیں حالانکہ وہ آواز ہیں اہ علامہ حسن
چلی نے فرمایا اس کا دفاع تم پر گزشتہ کلام کی وجہ سے
بائیکل پوشیدہ نہیں کہ حروف آواز کو عارض ہوتے
ہیں لہذا خود آواز نہیں اقول خود علامہ صوف
کے آئندہ کلام کے پیش نظر تم پر اس کا رد
مختص نہیں (اور وہ یہ ہے کہ) حرف کا کیفیت عارضہ
للموت سے عبارت ہونا شیخ ابو علی ابن سینا

تسمية لكل باسم المجزء وعلى الاول
تسمية للعارض باسم المعروض وهذا
ابعد من ذلك لكن الموافق بقولهم
وفاقا كليا هو ما قال المحققون ان
الحرف صوت لا عارضة ولا المجموع
ولذا قال چلپی نفسه انت كونه
الحرف عبارة عن نفس المعروض
النسب بذلك القول من المذهبين
ولامتحان في ذلك الاطلاق على
هذا التقدير اصله **اقول** و كانت
مراد القائل بالمجموع انه المعروض
من حيث هو معروض فلا ينافي
قول المحققين انه الصوت المعروض
وبهذا يتم الاستدلال بقول المجموع
بكلام ائمة العربية من دون اشكال
فاستقر عرش التحقيق على ان الحرف هو
الصوت المعروض وبه اندفع القسمك رأسا
ورأيت في كلام امام جميع الفنون الاعرف
بكلها من اهلها لسان الحقائق سيدنا الشيخ
الاكبر محي الدين ابن العربي رضي الله تعالى
عنه في كتابه الدر المنثور و
الجواهر المنصوت في علم الجفر
ما نصه اما الحرف فلفظ مشترك

تسمیہ کل باسم المجزء اور قول اول کے مطابق تسمیہ
العارض باسم المعروض ہے۔ اور یہ اس سے زیادہ
بعید ہے۔ لیکن وفاق کلی کے طور پر ان کے قول کے
موافق وہ ہے جو کہ اہل تحقیق نے فرمایا۔ "حرف"
صوت آواز ہے، نہ عارض ہے اور نہ عارض و معروض
کا مجموعہ ہے۔ اسی لئے خود علامہ چلپی نے فرمایا
"حرف" نفس معروض سے عبارت ہو یہ وہ نہ ہوں
میں سے اس قول کے زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس
اس تقدیر پر اس اطلاق میں بالکل مجاز نہیں ہے۔
اقول (میں کہتا ہوں) گویا قائل بالمجموع کی مراد
یہ ہے کہ وہ معروض بحیثیت معروض ہے لہذا یہ
اتر تحقیق کے رائے کے منافی نہیں کہ وہ صوت معروض
ہے۔ پھر اس سے قول بالمجموع کا استدلال بغیر کسی
اشکالی ائمہ عربیہ کے کلام سے تام ہو جاتا ہے پس
عرش تحقیق قرار پذیر ہو گئی کہ حرف وہی صوت معروض
ہے۔ اور اس سے استدلال بالکل دفع ہو گیا۔ میں نے
ان کے کلام میں دیکھا جو تمام فنون کے امام، سب
کی طبیعت رکھتے ہوئے جملہ علوم کے بڑے عارف،
حقائق کی زبان، ہمارے آقا، سب سے بڑے
شیخ، دین اسلام کو زندہ کر نیوالے "ابن عربی"
رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انھوں نے اپنی کتاب
الدر المنثور والجوہر المنصون جو علم جفر میں ہے
اس کی عبارت یہ ہے "حرف" ایک مشترک

یطلق علی اللفظ من ای جنس من
المخلوقات وهو الهواء الخارج من الصدر
المنقطع بالشفطین والنسب التکلیف الم
المحروف والاصوات اللفظیة فیهو کما تری تجوز
منه رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا تری انه جعل
فی آخر الکلام الهواء متکلیفا بالمحروف
فالمحروف کیفیات تحدث فی الهواء لانفسه
کما هو ظاهر ثم رأیت قدسنا اللہ تعالیٰ
بسرہ الکریم صرح به نفسه قبل هذا
فی توضیح اقی به فی فصل سر الاستنطاق
اذ قال اعلم ان المحروف علی ثلثة
انواع فکریة ولفظیة وخطیة فالمحروف
الفکریة هی صور روحانیة فی افکار
النفوس مصورة فی جواهرها و
المحروف اللفظیة هی اصوات محمولة
فی الهوی مدركة بطریب الاذنین بالقوة
السامعة والمحروف الخطیة هی نقوش
خطت بالاقلام فی وجوه الالواح فیهذا
هو الحق الناصح وعلیه المحققون،
واللہ تعالیٰ اعلم۔

لفظ ہے کہ جس کا اطلاق لفظ پر کیا جاتا ہے خواہ
مخلوق کی کسی جنس میں سے ہو۔ اور وہ ہوا ہے
جو سینے سے برآمد ہوتی ہے۔ دو ہونٹوں اور
زبان سے قطع کی جاتی ہے۔ حروف اور آواز
سے تکلیف ہوتی ہے (یعنی وہ ہوا حروف اور
آواز کی کیفیت اختیار کر لیتی ہے) جیسا کہ تم دیکھتے
ہو کہ وہ شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجازی کلام
ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ انھوں نے گفتگو کے
آخر میں ہوا کو موصوفہ بر کیفیت حروف قرار دیا ہے۔
لہذا حروف ایسی کیفیات ہیں جو ہوا میں پیدا ہوتی
ہیں، نفس ہوا نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ پھر میں نے
اُن کے کلام میں دیکھا (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بعد
کریم کے طفیل پاک فرمائے) طرد انھوں نے اس سے قبل
اس کی تصریح فصل سر الاستنطاق میں
کر دی ہے جب کس جانی سمجھے،
حروف کی تین قسمیں ہیں (۱) فکری (۲) لفظی
(۳) خطی۔ حروف فکری، وہ افکار نفوس
میں روحانی صورتیں ہیں جو اپنے جواہر میں
تصویر شدہ ہیں۔ حروف لفظی، وہ آوازیں
ہیں جو ہوا پر سوار ہیں۔ دو کانوں کے ذریعہ،
قوتِ سامع سے ان کا ادراک کیا جاتا ہے۔ حروف خطی، وہ ایسے نقوش، جو قلوں کے توسط سے
الواح کے چروں پر کشید کئے جاتے ہیں اور۔ پس یہی خالص اور واضح حق ہے اور اسی پر ائمہ تحقیق قائم
ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) سُنے کا سبب ہوائے گوش کا تشکل بشکل آواز ہوتا ہے اور اس کے تشکل کا سبب ہوائے خارج تشکل کا اسے قریع کرنا اور اس قریع کا سبب بذریعہ توجہ حرکت کا وہاں تک پہنچنا۔

(۴) ذریعہ صوت قطع و قریع ہیں اور وہ آتی ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ شکل و کیفیت جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدات ہیں جن کا معلول کے ساتھ رہنا ضرور نہیں، کیا نہ دیکھا کہ کاتب مریجاتا ہے اور اس کا لکھا برسول رہتا ہے یہ کہ زبان بھی ایک قلم ہی ہے۔ (۵) ضرور کان سے باہر بھی موجود ہے بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوتی ہوئی کان تک پہنچتی ہے۔ طواع و مقاصد و موافقت وغیرہ میں اس پر تین دلیل قائم کی ہیں۔

لا نطیل الکلام بذکرہا و ذکر مالہا و علیہا
اقول والحق ان الصوت يحدث عند اول
مقروع کہواء الفم عند التكلم ثم لا يزال
يتجدد حتى يحدث في الاذن فهو موجود
خاصا جو الاذن بعدة لا يعلمها الا الله
جل و علا ثم باعلامه من سوله صلى الله
تعالى عليه وسلم ثم باعلام النبي صلى الله عليه وسلم
من شاء من خداه وادبائه كما المسموح بالفعل فليس
صوت احاد ثانی الاذن كما علمت فليكن
التوفيق و بالله التوفيق۔

اس کے رسول کریم علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے خدام اور اولیاء میں سے جس کو پسند فرمائیں آگاہ فرمادیں۔ لیکن مسموع بالفعل تو ایک آواز ہے جو کان میں پیدا ہوتی ہے جیسا کہ تم جانتے ہو۔ لہذا توفیق ہونی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی توفیق حاصل ہو سکتی ہے۔ (د)

(۶) وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے حکیمیت کی صفت ہے ہوا ہو یا پانی وغیرہ موافقت سے گزرا، الصوت کیفیة قائمة بالهواء (آواز ایک ایسی کیفیت ہے جو ہوا کے ساتھ قائم ہے۔)

آواز کنندہ کی حرکت قرعی و قلعی سے پیدا ہوتی ہے لہذا اس کی طرف اضافت کی جاتی ہے۔

(۷) جبکہ وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے شکلیت سے قائم ہے تو اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)۔

آن ہر ایوں کے سرا اور ہی قائم ہے ہماری اس تقریر سے روشن ہوئے مثلاً :

(۸) انقطاع توج انعدام سماع کا باعث ہو سکتا ہے کہ کان تک اس کا پہنچنا بذریعہ توج ہی ہوتا ہے نہ کہ انعدام صوت کا بلکہ جب تک وہ تشکل باقی ہے صوت باقی ہے۔

(۹) ہمیں سے ظاہر ہوا کہ دوبارہ اور توج حادث ہو تو اس سے تجدید سماع ہوگی نہ کہ آواز دوسری پیدا ہونی جبکہ تشکل وہی باقی ہے۔

(۱۰) وحدت آواز وحدت نوعی ہے کہ تمام امثال متحدہ میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے ورنہ آواز کا شخص اول کہ مثلاً ہوائے وہن تشکل میں پیدا ہوا کہن ہیں۔ انہیں ہوتا اس کی گاہیاں ہی چھپتی ہوئی ہمارے کان تک پہنچتی ہیں اور اسی کو اس آواز کا سننا کہا جاتا ہے۔

جب یہ امور واضح ہوئے قراب آواز و حرکات کی رہ چلے حلیت نہ درجیم مطلق کہ جس کی حکمت بڑی عظیم الشان ہے۔ ت) نے جو ف سامعہ کی ہوا میں جس طرح یہ قوت رکھی کہ ان کیفیات سے شکلیت اور نفس کے حضور اسے اصوات و الفاظ کرے یو میں یہ حالت رکھی کہ ادا کر کے متا اس کیفیت سے خالی ہو کر پھر لوح سادہ رہ جائے کہ آئندہ اصوات و کلمات کے لئے مستعد رہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مختلف آوازیں جمع ہو کر مانع فہم کلام ہوتیں جس طرح میلوں کے عظیم مہامع میں ایک غل کے سوا بات سمجھ میں نہیں آتی، و لہذا اب تک عام لوگوں کے پاس ان کیفیات کے محفوظ رکھنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اگرچہ واقع میں تمام الفاظ جملہ اصوات پر جائے خود محفوظ ہیں وہ بھی ام مخلوق سے ایک اُمت ہیں کہ اپنے رب جل و علا کی تسبیح کرتے ہیں کلمات ایمانی تسبیح رکھنے کے ساتھ اپنے قائل کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں اور کلمات کفر تسبیح الہی کے ساتھ اپنے قائل پر لعنت،

جیسا کہ اہل حقانیت کے امام، میرے آقا، الشیخ
الاکبر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے اس کی
تصریح فرمادی۔ اور شیخ، اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے
واسے، امام، عبد الوہاب، شاعرانی (ان کا خدائی
بھید پاک کیا جاتے) نے بھی تصریح فرمادی۔ (ت)

کما صرح بہ امام المحقق سیدی
الشیخ الاکبر رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ
والشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی
الامام عبد الوہاب الشہرانی قدس
سترہ السبائی۔

اور اس کا سبب ظاہری یہ تھا کہ اُن کیفیات کا حامل ایک نہایت نرم و لطیف و رطب جسم تھا یعنی ہوا یا نہایت کمی کے ساتھ پانی بھی جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا اور جس طرح لطافت و رطوبت باعث سہولت انفعال ہے یوں میں حورث سرعت زوال ہے اسی لئے نقش پر آب مثل مشہور ہے تو ان کیفیات اشکال کے تحفظ کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہ تھا اب بحیثیت الہی ایسا آئے نکلا جس میں مسائل سے باذن اللہ تعالیٰ یہ قوت پیدا ہوئی کہ ہوائے عصبہ مفروضہ کی طرح ہوائے متوجہ کی اُن اشکال حریفہ و صوتیہ سے متشکل ہو اور اپنے میں وصلات کے سبب ایک زمانہ تک انہیں محفوظ رکھے انہوں کا اس ذریعہ پر مطلع نہ ہونا انہیں اپنے اس تجربہ کے بیان پر باعث ہوا کہ ہم دیکھتے ہیں جب متوجہ ختم ہو جاتا ہے آواز ختم ہو جاتی ہے کتنا تقدم عن شرح المواقف (جیسا کہ شرح مواقف کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے - ت) یہ آواز دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ متوجہ ہوا ختم ہوا اور آواز محفوظ و محفوظ ہے انتہائے متوجہ سے شے میں نہیں آتی اُس کے لئے دوبارہ متوجہ ہوا کی محتاج ہے کہ ہمارے سینے کا یہی ذریعہ ہے ورنہ رب عز وجل کہ غنی مطلق ہے اب بھی اسے شے نہ رہا ہے اس آلہ یعنی پلیٹوں پر اقسام اشکال معلوم و مشاہدہ ہوا لہذا پھیل دینے سے وہ الفاظ زائل ہو جاتے ہیں جس طرح کاغذ سے خط کے نقش چھل جاتے ہیں اور اُن سے خالی کر کے دوسرے الفاظ بھر سکتے ہیں جس طرح ٹکسی ہوئی تختی دوسرے دوبارہ لکھ سکتے ہیں اور تکرار قرع سے بھی تدریج اُن میں کمی ہوتی اور آواز ہلکی ہوتی جاتی ہے کہ پہلے کی طرح صاف سمجھ میں نہیں آتی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ فنا ہو کر بالآخر لاج سدا رہ جاتی ہے جب تک اُن چوڑیوں پلیٹوں میں وہ اشکال حریفہ باقی ہیں تو ایک آلہ سے جو ہوا جنبش کن اُن اشکال مرسومہ پر گزرتی ہے اپنی رطوبت و لطافت کے باعث بدستور اُن کیفیات سے شکیف اور قوت متحرک کے باعث متوجہ ہو کر اسی طرح کان تک پہنچتی اور یہاں کی ہوا اُن اشکال کو لے کر بعینہ بذریعہ لاج مشترک نفس کے حضور حاضر کرتی ہے یہ تجربہ متوجہ کے سبب تجربہ و سماع ہوا نہ کہ تجربہ و صوت، کتنا اسلفناہ التحقيق والله ولی التوفيق (جیسا کہ ہم نے پہلے اس کی تحقیق کر دی - اور اللہ تعالیٰ حصول توفیق کا مالک ہے - ت) قوفوں کی چوڑیاں صرف ہوا ہوائے متوسطہ میں سے ایک ہوائے قائم مقام ہیں فرض کیجئے کہ طبلہ سے گوشیں سامع تک بیچ میں تو ہواؤں کا توسط تھا کہ طبلہ پر ہاتھ مارنے سے پہلی ہوا اور اس سے دوسری اُس سے تیسری یہاں تک کہ سنوٹی ہوائے اشکال صوت طبلہ سے متشکل ہو کر ہوائے جوف گوش کو متشکل کیا اور سارا واقع ہوا، یہاں یوں سمجھئے کہ اس فراخت سے یکے بعد دیگرے چار ہوائوں نے متشکل ہو کر ہوائے اخیر نے اس آلہ کو متشکل کیا یہ ہوائے پنجاہ و یکم کی جگہ ہوا اب اس سے ہوائے پنجاہ دوم پھر سوم پھر چہارم متشکل ہو کر ستویں نے بدستور ہوائے گوش کو شکیف کیا اور سماع حاصل ہوا تو یقیناً دونوں

صورتوں میں وہی صوت طلبہ ہے کہ تہجد و امثال تنوید واسطوں سے کان تک پہنچتی اگرچہ ایک صورت میں سب وسائل ہوائیں ہیں اور دوسری میں بیچ کا ایک واسطہ یہ آلہ دونوں میں وہی سلسلہ چلا آتا ہے وہی طلبہ پر ہاتھ نہرنا دونوں کا مبداء ہے تو کیا وجہ کہ ان تنوید واسطوں سے جو سننا گیا وہ تو وہی صوت طلبہ ہوا اور ان تنوید واسطوں کے بعد جو سننا گیا وہ اس کا غیر ہوا، اُس کی تصویر اس کی مثال ہوا یہ محض محکم ہے، معنی ہے، اصل تشکل اول جو قرع طلبہ سے پیدا ہوا اسے لیجئے تو وہ صورت ہونے میں بھی متانوسے نزل اس پار چھوٹ گیا اور یکے بعد دیگرے اُس کا سلسلہ قائم رہنا لیجئے تو وہ یقیناً یہاں بھی حاصل، پھر تفرقہ یعنی چہ۔ عظامہ سید شریف قدس سرہ الشریف شرح مواقف میں فرماتے ہیں،

الاحساس بالصوت يتوقف على ان يصل الهواء الحامل له الى الصماخ لا بمعنى ان هواء واحد يعينه يتموج يتكيف بالصوت ويوصله الى القوة السامعة بل بمعنى ان ما يجاوز ذلك الهواء التكيف بالصوت يتموج ويتكيف بالصوت ايضا وهكذا الى ان يتموج ويتكيف به الهواء الراكذ في الصماخ فتدركه السامعة حينئذ

آواز کا احساس اس پر موقوف ہے کہ جو ہوا اس کو اٹھا رہی ہے وہ کانوں کے سر راخ تک پہنچے، نہ اس معنی سے کہ بعینہ ایک ہی ہوا میں موج پیدا ہو کہ وہ کیفیت صوت سے متصف ہو جاتی ہے۔ پھر آواز کو قوت سامہ تک پہنچا دیتی ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ہوا متکيف بالصوت ہے اس کے متصل مجاویز ہوا ہے اس میں موج پیدا ہوتی ہے پھر وہ بھی جبرہ اول کی طرح متکيف بالصوت ہو جاتی ہے، پھر دوسری یہ سلسلہ ترجع اور تکيف آگے تک چلتا ہے اور بڑھتا ہے یہاں تک کہ اس ہوا میں موج پیدا ہوتی ہے جو کانوں میں ٹھہری ہے پھر وہ کیفیت صوت سے متصف ہو جاتی ہے پھر اس طرح قوت سامعہ آواز کا اور اک کر لیتی ہے۔ (ت)

اُس کے متن مواقف مع الشرح میں ہے،

سبب الصوت القريب تموج الهواء وليس تموجه هذا حركة انتقالية من هواء واحد يعينه بل هو عدم بعد

آواز کا سبب قریب ہوا میں موج پیدا ہونا ہے اور اُس کا یہ ترجع ایسی حرکت انتقالیہ نہیں جو بعینہ ایک ہوا سے ہو، بلکہ وہ قوت برنوبت

صد م و سکون بعد سکوت لیے دباؤ اور سکون بعد سکون کی وجہ سے ہے (ت)
 بالجملہ کوئی شک نہیں کہ جو کچھ فون سے سُنی گئی بعینہ وہی جملہ کی آواز ہے اسی کو شرع نے حرام فرمایا تھا
 اور اسے خیال و مثال کتنا محض ہے اصل خیال تھا اور بغرض غلط الپ ہوتا بھی تو مجوز کے لئے کیا باعث خوشی تھا
 بالجملہ شرع مطہر نے اس نوح آواز کو حرام فرمایا ہے تشخص تخرج بلکہ تشخص شکل بلکہ تشخص جملہ کسی کو بھی اُس میں
 دخل نہیں حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے آواز طبعی علت تحرم وہ شخصات نہیں بلکہ یہ کہ وہ لہو ہیں
 کما ینبئ عنہ اسمہا ویشیر الیہ قولہ جیسا کہ ان کا نام اس سے آگاہ کر رہا ہے۔ اور
 تعالیٰ ومن الناس من یشترک لہو اسی طرف اللہ تعالیٰ کا ارشاد اشارہ کر رہا ہے
 الحدیث وقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں میں کوئی وہ ہے جو کھیل (تماشہ) کی باتوں کا
 وسلم کل لہو المؤمن باطل و فی روایۃ خریدار ہے (اور اُن سے دلچسپی اور وابستگی رکھتا
 حرام الا فی ثلاث یتے ہے) اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
 ارشاد گرامی "مومن کا ہر کھیل باطل ہے" اور ایک روایت میں ہے: ہر کھیل حرام ہے مگر تین کھیل
 (کہ ان کی اجازت ہے)۔ (ت)

وہ دل کو خیر سے پھیر کر شہوات و ہمنوات کی طرف لے جاتے ہیں یہاں تک کہ دل پر اُن کے زنگ
 چڑھ کر ٹھہر جاتی ہے پھر حق بات نہ سُنے زنگے، والعیاذ باللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ت)

کما قال عز وجل بل سران علی قلوبہم ما کانوا یکسبونکے، و فیہ جیسا کہ اللہ زبردست اور جلیل القدر نے ارشاد
 قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے اُن
 و مستقامت العبد اذا اذنب بُرے کاموں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے اور
 ذنباً کتبت فی قلبہ نکتۃ اسی آیت قرآنی کی تفسیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ
 سوداء خاتم تائب و نزع والسلام کا یہ ارشاد موجود ہے: جب کوئی بندہ
 گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نشان

لے شرح المواقف النوع الثالث المقصود فی غشوات الشریع الرضی قم ایران ۵/ ۵۸-۲۵۷
 لے القرآن الکریم ۶/۲۱

لے جامع الترمذی الابواب فضائل الجہاد ۱۹۷/۱ و سنن ابن ماجہ الابواب الجہاد ص ۲۰۷
 مستد احمد بن حنبل ۴/ ۱۲۳ و ۱۲۸ و در مختار کتاب الخطر والباحۃ محبتانی دہلی ۲/ ۲۴۸
 لے القرآن الکریم ۱۳/۸۳

واستغفر صقل قلبه وانت عاد ذات
حق تعلق قلبه فذلك المراد الذي ذكر
الله تعالى في القرآن سداً واحداً وحيداً و
المؤمنين وصحبه والنسائي وابن ماجه
وآخرون عن ابی هريرة رضي الله تعالى
عنه وهو معنى حديث ابن مسعود
رضي الله تعالى عنه الغناء ينبت النفاق
في القلب كما ينبت الماء البعشيت بل هو
للبيهقي في شعب الايمان عن جابر رضي الله
تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم وفيه الزرع مكان
العشب.

اُجرا آت ہے، اگر توبہ کرے باز آئے اُسے تار پھینکے
اور اللہ تعالیٰ سے گزشتہ کی بخشش مانگے تو اس کا
دل صاف شفاف ہو جاتا ہے، اور اگر وہی برائی
دوبارہ کرے تو وہ نشانی بڑھ جاتا ہے یہاں تک
کہ اس کے دل پر غالب آجاتا ہے اور اسے
چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے، پس یہی وہ رنگ
اور نیل ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جس کا
ذکر فرمایا ہے۔ امام احمد اور جامع ترمذی نے اسکو
روایت کیا اور ترمذی نے اس کی تصحیح فرمائی۔
سنن نسائی اور ابن ماجہ اور دوسرے ائمہ حدیث
نے اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
حوالہ سے اس کو روایت فرمایا، اور حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث، اگر دل میں اس طرح نفاق اُگادیتا ہے جس طرح پانی گھاس
اُگادیتا ہے، کا یہی معنی ہے، بلکہ وہ حدیث امام بیہقی نے شعب الايمان میں حضرت جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت فرمائی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا،
اس میں لفظ عشب (گھاس) کی جگہ لفظ الزرع (کھیتی) ہے۔ (ت)
معرض ان آوازوں میں بالطبع یہ خاصیت رکھی گئی ہے کہ فتنہ کی طرف کھینچیں اور قدم ثبات کو
نفرش دیں۔

وذلك قوله تعالى واستغفر ذمت استطعت
منهم بصوتك.

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے، اچن لوگوں
پر تو قابو پا سکتا ہے انہیں اپنی آواز سے نفوش دے

۱۔ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة ويل للظالمين امین گنجی دہلی ۱۶۸/۲ و ۱۶۹
۲۔ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ ۲۹۴/۲ و سنن ابن ماجہ ابواب الزیم ص ۳۲۳
۳۔ اتحات السادة المتقين کتاب ذم الجاہ والیار بیان ذم حب الجاہ دار الفکر بیروت ۲۳۸/۸
۴۔ شعب الايمان للبيهقي حدیث ۵۱۰۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۶۹/۴
۵۔ القرآن الکریم ۶۳/۱۰

ہر عقل جانتا ہے کہ اس میں خصوصیت صورت آواز کو دخل نہیں بلکہ یہ آوازیں جس آلہ سے پیدا ہوں
اپنا رنگ لائیں گی تو علت حرمت قطعاً حاصل ہے پھر حکم حرمت کیونکر زائل اور یہ ادعا کہ فونو سے سازوں
کی آوازیں مورث طرب نہیں صرف موجب عجب ہیں بڑا بہت کے خلاف ہے بلاشبہ سازوں سے اُن کی
آواز سننا جو اثر کرتا ہے وہی فونو سے کہ آواز بلا تفاوت وہی ہے خصوصیت شکل آواز کا ایراث عدم ایراث
طرب میں کیا دخل نہ اضافہ عجب نافع طرب۔

فان دفع ما نزع الفاضل المعاصر السيد
الاحمد حفظه الله تعالى انه لا يحصل
من سماعه طرب بل عجب و غاية ما يدعيه
بعضهم حصول اللذة واللذة مع كونها
من باب الشكك ليست حلة التحريم
فقط بل العلة مع ذلك كونه
الآلات من شعار الفسقة والصندوق
لم يوضع للضرب ولا قصد له
ولا شهير بانه شعار الفساق
فان يتأق الا لمناق
بمقصده وقد اتينا في تلخيصه
على مقصد رسالته اجتمع
اقول اولاً ما الطرب الا الفرح والحزن
او خفة تلحقك تسرك او تحزنك
والحركة والشوق كما في القاموس
وكل ذلك معلوم قطعاً فسماع
اصوات الآلات من الصندوق كسماها

فاضل معاصر سيد احمد حفظه الله تعالى كادفاع
ہو گیا کہ صندوق کی آواز سننے سے طرب حاصل نہیں
ہوتا بل صرف عجب پیدا ہوتا ہے۔ غایۃ مافی الہا
یہ ہے کہ جس کا بعض لوگ دعوٰی کیا کرتے ہیں کہ اس
سے لذت حاصل ہوتی ہے اور لذت باوجودیکہ آپ
تشکیک میں سے ہے تنہا علت حرمت نہیں بلکہ
گمانے بجانے کے آلات و اسباب کا فاسقوں کے شعار
میں سے ہونا اور حصول لذت یہ دونوں مل کر علت تحریم
ہیں اور صندوق بجانے کیلئے موضوع نہیں۔ اور اس کا
یہ مقصد بھی نہیں۔ اور شعار فساق میں اس کی شہرت
بھی نہیں۔ پھر اس کا اُن آلات اور سے کیسے الحاق
ہو سکتا ہے۔ عبارت کا خلاصہ پورا اور مکمل ہو گیا ہے
اقول (میں کہتا ہوں) اولاً طرب صرف خوشی،
غم، حرکت اور شوق اور ایسی خفت جو تجھے لاحق ہو تو
تجھے خوش یا غمگین کر دے، جیسا کہ قاموس میں ہے۔
اور یہ سب کچھ یقینی طور پر معلوم ہے اور صندوق سے
آوازیں سننے میں موجود ہے جیسا کہ دوسرے آلات

کے سماع میں موجود ہے، لہذا اس باب میں دونوں برابر۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ اور یہاں یہ سب لوازم لذت ہیں کہ جس کے وجود کو مجوز نے تسلیم کیا ہے (مراد یہ کہ ان سب کے لئے حصول لذت لازم ہے) اگر خفت اس معنی میں لی جائے کہ وہ چیز جو عقل کو مقہور اور مغلوب کر دے تو پھر یہ بات سماع آلات میں بھی لازم نہیں کیونکہ بسا اوقات آلات سے راگ سننے والے کی عقل میں بھی کوئی خفت اور مقہور عارض نہیں ہوتا، البتہ اس شخص کے لئے ہوگا جو بصورت استغراق آلات سے راگ سننے میں۔ استغراق کی صورت میں اگر صندوق سے راگ سننے تو اس سے نیز یہ کیفیت خفت حاصل ہو جائیگی (گویا بصورت استغراق دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ و ثانیاً یہ آثار و کائنات جو سماع آلات سے پیدا ہوتے ہیں حرمت کے لئے یقیناً کافی ہیں چنانچہ ہماری تلوذات کہ وہ نصوص میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اور ان کا نام آلات ہو رکھنے میں بھی یہی منظور نظر ہے بغیر اس توقع کے کہ فاسقوں کا شمار ہیں۔ یہاں تک کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ پوری دنیا میں کوئی فاسق موجود نہیں تو اس کے باوجود بھی سماع راگ ان آلات سے حرام ہوگا اس وجہ سے کہ جس کو ہم نے بیان کر دیا ہے (ذرا غور تو کرو) جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا اولاد آدم میں سے

منہا سواء بسواء و کلہما ہمنا لسواء
الذقة التي سلم وجودہا الخفة
ان اخذت بمعنی ما یقہور العقل فلیست
لازمة لسمع الآلات ایضا قرب سامع
لہا لا یستقریہ خفة فی عقلہ انما
ذلت لمن انہک فیہا و ہم
تحصل لمثلہ فی السماع
من الصندوق ایضا و ثانیاً
ہذا الآثار القہر تتولد منہا
ہم الکافیۃ قطعاً للتحريم
و الیہما انظر فی النصوص
القہر تلونا دف تسمیتها آلات
السلام من دون توقف
علی كونہا شعار الفسقة
حق یفرض العباد
الفساق من الدنیا لحرمت
الآلات لہا ذکرنا و این کانت
الفسقة اذ قال اللہ عز و جل
لا یلیس و استغفر من استطعت
منہم بصوتک سبل ہذا
الآثار ہی القہر جعلتہا شعار
الفساق فہو اثر الفسقة منہا
لا جزء ہا نعم ما لا یاسب بہ

فی نفسه ولم یکن من
 ما یناقض مقاصد الشرع الشرع
 وهو ما شعار الفسق ینفی عنه لذلك
 التشبه بهم فهو متباعد عن تلك
 الامور علی الشعار لا فی مثلها
 فی مبحث منه وکذا لک
 ما به یاس فی نفسه وهدما
 شعار الفسقة ینفی عنه
 للوجهین اى لکل منهما لا للجموع
 حتی تكون الشعار یة جزء
 العلة ویقتصر النفی علیها
 فاذا انتفت انتفى لا قائل
 به احد من علماء الدنیا
 وثالثا وکون الذیة من باب
 المشکک انما کان یجبد نفعاً
 لو ثبت جواز نفس الا لتذاذ
 بتلك الاصوات وتوقفت الحركة
 علی مخصص منها و ثبت
 ان الذیة لا یتبلغ ذلك الحد
 لا بالسماع من نفس الآلات
 دون الصندوق ولم یثبت شیء
 من ذلك و رابعاً ان
 الصندوق لم یوضع للضرب فتحت

جس پر تو قابو پاسکتا ہے انھیں اپنی آواز سے
 ڈنگا دے۔ (اے بتاؤ) کہ اُس وقت غاسق
 کہاں تھے بلکہ وہ آثار جن کو تم نے فساق کا شعار قرار
 دیا وہ ان کے لئے اثر علت ہیں۔ علت کا جز نہیں۔
 البتہ بذاتہ جن میں کچھ حرج نہیں۔ اور نہ یہ مقاصد
 شریعت کے مخالف ہیں۔ پھر وہ فساق کا شعار ہر
 توان سے تشبہ کی وجہ سے منوع ہونگے۔ پھر یہاں
 امر شعار پر مبنی ہوگا نہ کہ زیر بحث مقام میں، اور
 یونہی وہ امور کہ اُن کے فی نفسہ وجود میں کوئی
 حرج ہے اور شعار فساق ہوں توان سے نہ کہ وجہ
 کی بنا پر مانعت کی جاتی ہے۔ مفہوم یہ ہے
 کہ ہر ایک وجہ کی بنا پر لہذا مجبوراً نہیں تاکہ
 اُن کا شعار ہونا علت کا جز ہو جائے۔ اور
 نہی مضامین پر مبنی ہو کہ جب وہ منفعی ہوں تو نہی
 منفعی ہو جائے۔ حالانکہ دنیا کا کوئی عالم اس بات
 کا قائل نہیں و ثالثاً لذت کا باب تشکیک
 سے ہونا اس وقت خاتمہ بخش ہو سکتا ہے
 کہ جب اُن آوازوں سے نفس لذت کا جواز ثابت
 ہوتا۔ اور حرکت مخصوص آوازوں پر موقوف ہوتی۔
 اور یہ ثابت ہوتا کہ نفس آلات کے سماع سے
 بغیر صندوق کے لذت اُس حد تک نہ پہنچی حالانکہ
 اُن میں سے کوئی بات ثابت نہیں رابعاً واقعی
 صندوق بچانے کے لئے نہیں بنایا گیا۔ یہی وجہ

لا نحرم نفسه بل سماع صوت اعم منه
وذلك يكون بوضع القوالب المودعة فيها
اصواتها وهي ما وضعت الالذلك وحيث
لا يقصد من الصندوق الا الضرب وسماعها
شعار الفسقة قطعاً وبالجملة فالترقية
بين سماع اصوات الملاحى منها ومن
الصندوق ما هي الاجرة هارماله من
قراونها مما هذا كله على فرض ذنب
التنزيل والاقد اقمنا البرهان على امت
صوت الملاحى المسموع من الصندوق
هو عين صوت تلك الملاحى فكيف
يفرق بين الشئ ونفسه واما حاجة
الى الالحاق وبالله التوفيق وسادسا
ثم ان اليد نفسه يقول قد سمعنا حكايته
للقراء فلم نزالا انها قراءة فصححة
مرتلة بنغمة تميل اليها النفوس اقول
افصحتم بالحق فلا... القرآن وامدت
تلك النغم المحسان تميل نفوس العامق
تلك الاصوات الملهية عن ذكر الرحمن
... بل... لها الشيطان وذلك هو الطرب
المنهى عنه وعليه مدار تحريمها فحسب
والله الموفق.

ہے کہ نفس صندوق کو حرام نہیں قرار دیتے بلکہ
اس سے راگ سننے کو حرام کہتے ہیں۔ اور یہ اس لئے
کہ اس میں ایسے قالب موجود ہیں کہ ان میں آوازیں
بھری جاتی ہیں۔ اور وہ قالب اسی مقصد کے لئے
بنائے گئے ہیں۔ پھر اس صورت میں صندوق سے
یہی ضرب مقصود ہے۔ اور ان لوگوں کا راگ سننا
بلاشبہ شعائر فساد ہے۔ (خلاصہ کلام) راگ
کی آوازیں، آلات لہو اور صندوق کے سننے میں
کوئی فرق نہیں۔ اور یہ تفرق بالکل کھوکھلے گریوٹلے
دہانے کی طرح کہ جس کو کوئی قرار اور ثبات نہیں۔
وخاصہ یہ سب کچھ اس پر مبنی ہے کہ بلطف
”نزل“ صدور گناہ فرض کر لیا جائے ورنہ ہم نے
اس پر دلائل و شواہد قائم کئے ہیں کہ جو راگ کی
آواز صندوق سے سنائی دیتی ہے وہ بالکل وہی
اصلی آواز ہے (اس کی حکایت اور مثل نہیں)
کیونکہ شے اور اس کی ذات میں کیسے تفرقہ
کیا جاسکتا ہے (کیونکہ وہ دونوں باہم عین ہیں)
لہذا الحاق کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ ہی سے حصول توفیق ہے۔ سادسا
سید صاحب خود فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن مجید
کی حکایت سنی۔ اور ہم اس سے یہی سمجھتے ہیں کہ
وہ ایک فصیح و بلیغ قرات ہے جو لغات سے
ترتیل شدہ ہے، جس کی طرٹ نفوس مائل اور راغب ہوتے ہیں اقول (میں کہتا ہوں) بلاشبہ

تم نے حق ظاہر کر دیا ہے۔ کیا یہ قرآن مجید نہیں۔ اور جو کچھ اُن حسین و جمیل نعروں کے قائم مقام ہے جس کی طرف نفوس عامہ راغب ہوتے ہیں یا وہ آوازیں ہیں جو ذکرِ رَحْمٰن سے غافل کرنے والی بلکہ شیطان کی طرف راغب کرنے والی۔ اور یہ وہی خوش کُنِ راگ ہے کہ جس سے منع کیا گیا ہے۔ اور اسی پر ان کی حرکات کا مدار ہے اور بس۔ اور اللہ تعالیٰ ہی (امورِ غیر کی) توفیق دینے والا ہے۔ (ت)

بالکل شک نہیں کہ طبلہ، سارنگی، ڈھولک، ستار یا ناچ یا عورات کا گانا یا فحش گیت وغیرہ وغیرہ جن آوازوں کا فونو سے باہر سُنا حرام ہے بلاشبہ اُن کا فونو سے بھی سُنا حرام ہے نہ یہ کہ اُسے محض تصویر و حکایت قرار دے کر حکمِ اصل سے جدا کر دیجے یہ محض باطل و بے معنی ہے۔

سب اُچھا اُس تصویر پر مباحینِ اصل ہونے کا حال تو جب تک کہ زید کی بیوی یا اُس کے والدین پر لگایاں اس آواز میں بھر کر سُنائی جائیں کیا اُس پر وہی ثمراتِ مرتب نہ ہوں گے جو فونو سے باہر سُنے میں ہوتے پھر اپنے نفس کے لئے فرق نہ کرنا اور واحد قہار کی معصیتوں کو ہلکا کر لینے کے لئے یہ تاویلیں نکالنا کس قدر دیانت سے دُور و مبہور ہے،

ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت چاہتے ہیں۔
دعا یہ کہ جو کچھ سید اہل نے ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ
ہمیں اور انہیں صاف فرمائے، اور وہ آئینہ میں
عورت کی شکل و صورت دیکھنے کی بات ہے۔
فاقول (تو میں کہتا ہوں) ٹاھنا تصدقے
یہ بات کُل کو سامنے آگئی کہ صندوق سے راگ
کی آواز سُنا بعینہ اُسی طرح ہے جس طرح
آلاتِ راگ سے آواز سُنی جائے لہذا آواز
صندوق ان کی مثل اور حکایت نہیں بخلاف
آئینہ میں عورت کا عکس (فوٹو) دیکھنا۔

تاسعاً علامہ ابن حجر کا کلام تحفہ بابِ نکاح
میں امام نووی کے قول ”منہاج“ کے بعد کہ
کسی بالغ مرد کا کسی آزاد عورت کے ستر کی طرف
نگاہ کرنا حرام ہے جس کی انہوں نے تصریح فرمائی

فَسَأَلَ اللَّهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ أَمَا مَا ذَكَرَ
السَّيِّدُ الْأَهْدَلُ عَفَا اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
عَنْهُ مِنْ حَدِيثٍ رَوِيهِ صُورَةُ الْمَرْأَةِ
فِي الْمَرْأَةِ فَاَقُولُ ثَامِنًا تَبَيَّنَ
لَكَ أَنَّ صَوْتَ الْمَلَأَمِ مِنَ الصَّنَدُوقِ
هُوَ مِثْلُ صَوْتِهَا مِنْهَا لَا مِثَالَهُ
بِخِلَافِ عَكْسِ الْمَرْأَةِ فِي
الْمَرْأَةِ وَتَاسِعًا كَلَامُ ابْنِ حَبَرٍ
فِي التَّحْفَةِ فِي بَابِ النِّكَاحِ عَقِيبَ
قَوْلِ الْأَمَامِ النُّوَوِيِّ فِي
مِنْهَا جِهَةٌ وَيَحْرُمُ نَظْرُ
رَجُلٍ بِالْبُخْلِ عَوْرَةَ حِسَّةٍ
مَا نَفْسُهُ خُورَجَ مِثْلَ لَهَا
فَلَا يَحْرُمُ نَظْرُهُ فِي نَحْوِ مَرْأَةٍ

كما افق به غير واحد ويؤيد قولهم
لوعلى الطلاق برؤية لم يثبت برؤية
خيالها في نحو امرأة لانه لم يرها ومحل
ذلك كما هو ظاهر حيث لم يخش فتنه
ولا شهرة ثم ومثله في النهاية للمولى
فقد افاد اخرا ما اباد هذا القياس فان صوت
الملاهي نفسه فتنه ولا دخل فيه لخصوص
ألة فانه يورث قطعا سماعه من الصندوق
ما يورث سماعه من غيره فلا فرق بخلاف
الخيال فانه غير مشتبه بنفسه ولا صالح
لذلك فافتراقا وعاشرا اني لاظن هذا الشرع
المطهر بيبين رؤية فرج الأجنبية عارية
عن الثياب في المرأة فان فيه من الفساد
والبعد عن مقاصد الشرع ما لا يخفى
ولا اعلم قطر رخصته في ذلك عن علمائنا
وان حكموا ان برؤية فرج المرأة في
المرأة بشهوة لا تثبت حرمة المصاهرة
لانه لم يفرجها بل مثاله وهو مبنی
على القول بالانطباع دون انعكاس
الشعاع والالكان المراد نفس الفسح
لا خياله. والله تعالى اعلم۔

تو اس سے عورت کی مثال اور شبید (قوڑ) خارج ہے
لہذا کسی مرد کا آئینہ عورت کی شبید اور عکس دیکھنا
حرام نہیں جیسا کہ بہت سے علماء کو ام نے اس
کا فتویٰ دیا ہے۔ اور ان کے اس قول سے
اس کی تائید ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص نے عورت
دیکھنے پر طلاق منکوحہ کو معلق (موقوف) کر دیا تو پھر
آئینہ میں عورت کا عکس اور شبید دیکھنے سے قسم ٹوٹے
گی۔ کیونکہ اس نے عورت نہیں دیکھی بلکہ اس کا عکس
دیکھا ہے۔ اور عمل (محل) جیسا کہ ظاہر ہے یہ ہے
کہ جہاں فتنہ اور شہوت کا اندیشہ اور خطرہ نہ ہو اور
اور علامہ ردی کے النہایہ میں یونہی مذکور ہے پس
اس نے آخر میں وہ افادہ پیش کیا جس نے اس
قیاس کو واضح کر دیا کہ نفس راگ کی آواز فتنہ ہے
پس اس میں خصوصیت آ کر کوئی دخل نہیں لہذا
صندوق سے راگ سننا یقیناً وہی کچھ پیدا کرتا ہے
جو دوسرے آلات راگ سے سنا جائے تو پیدا
ہوتا ہے۔ لہذا دونوں کے سماعت میں
کوئی فرق نہیں بخلاف خیال (اور عکس) کے اس
میں بذات خود اشتہا (چاہت) نہیں ہوتی اور
وہ اس قابل بھی نہیں ہوتا لہذا دونوں میں فرق
ہو گیا (اور وجہ افراق ظاہر ہو گئی) عاشق و معشوق
تو اس شریعت پاک کے متعلق یہ گمان نہیں کر سکتا کہ اُس نے آئینہ میں برہنہ عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے
کی اجازت دی ہو (اور اس کو مباح قرار دیا ہو) کیونکہ اس میں ایسا فساد اور مقاصد شریعت سے بُہد

(دوری) ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اور مجھے اپنے علمائے کرام سے قطعاً اس کی اجازت اور رخصت معلوم نہیں۔ اگرچہ انہوں نے یہ حکم دیا ہے کہ آئینہ میں بطور ثبوت کسی عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے حرمت مضاف (حرمت و اماوی) ثابت نہ ہوگی کیونکہ مرد نے عورت کی شرمگاہ نہیں دیکھی اس کا عکس اور شبیہ دیکھی ہے۔ اور یہ قول انطباع (ٹپکے لگ جانا) پر مبنی ہے نہ کہ انعکاس شعاع پر۔ ورنہ مرنے کی نفس شرمگاہ ہوتی نہ کہ اس کا خیال۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مقدمہ ثانیہ علمائے کرام نے وجود شے کے چار مرتبے لے ہیں :

- (۱) وجود فی الایمان جس طرح زید کہ خارج میں موجود ہے۔
- (۲) وجود فی الایمان کہ صورت زید جو اس کے لئے مرآت کا حلقہ ہے ذہن میں حاضر ہے۔
- (۳) وجود فی العبارة کہ زبان سے نام زید لیا گیا،

فان الاسم عبارة عن معنى وفي مستند احمد و
سنن ابن ماجه وصحاح الحاكم وابن حبان
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن
سہیل بن عبد اللہ انہما جلی اذا ذکر فی
وتحرکت بی شفتانہ۔
فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر سے اس کے
ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔ (ت)

(۴) وجود فی الکتابۃ کہ نام زید لکھا گیا،

قال اللہ تعالیٰ یجدونہ مکتوبا عندہم
فی التوراة والانجیل
(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) اس نبی کو اہل کتاب
اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ظاہر ہے کہ عام اعیان میں یہ دو نحو اخیر بلکہ نحو ثانی بھی شے کے خود اپنے وجود نہیں کہ حصول اشیاء
باشباہما ہے نہ کہ بانفسہا۔

اقول وهذا هو عندی حقيقة انکاس
امتنا المتکلیفین الوجود الذہنی ای
ان الشئ لیس فی الذہن بل شیہہ و
حملہ الامار الرازی علی انکار کوہ علما
ثم ذهب به المتأخرون الی ما ذہبوا
والا فانکاس قیام معان بالاذہانت
مما لا یعقل عن عاقل فضلا عن اولیٰک
اساطین العلم والعرفان۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہی میرے نزدیک حقیقت
ہے۔ اور ہمارے ائمہ اہل کلام کا وجود ذہنی کا انکار
کرنا باہم معنی ہے کہ خود شے ذہن میں نہیں ہوتی بلکہ
اس کی شبیہ اور مثال ہوتی ہے۔ اور امام
غزالیؒ دینی راہی نے اس بات کو اس پر حمل کیا کہ اس
علم شے کے ہونے کا انکار مراد ہے۔ پھر ائمہ متأخرین
اس مسئلہ میں گئے ہیں کہ جس طرف رہ گئے ہیں وہ
اذہان کے ساتھ قیام معانی کا انکار کرنا کسی صاحب

عقل سے غیر معقول ہے (جو تابع ہم نہیں) چوتھا یہ کہ ان علم و عرفان کے ستونوں سے (اس بات کا انکار ہوتا ہے)
مگر ہمارے ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدہ حقہ صادقہ میں یہ چاروں نحو قرآن عظیم کے حقیقی
مواطن وجود و حقیقتی مجالی شہود ہیں وہی قرآن کہ صفت قدیرہ حضرت عزت عزہ بجلالہ اور اس کی ذات پاک
سے ازلا ابد قائم و مستحیل الانفکاک ولا ہو ولا غیرہ لا خالق ولا مخلوق (جو ازلی ابدی طور پر) اللہ تعالیٰ کی ذات کے
ساتھ قائم ہے پس اس کا جدا ہونا محال ہے، نہ میں ذات ہے، اور نہ وہ اس کا غیر ہے، نہ وہ خالق
ہے اور نہ مخلوق۔ (ت) یقیناً وہی ہماری زبانوں سے قلم ہمارے کافروں سے مسکور ہمارے اوراق میں
مکتوب ہمارے سینوں میں محفوظ ہے۔ واللہ فرب الغلیبین نہ یہ کہ یہ کوئی اجدہ اسٹے قرآن پر وال ہے،
نہیں نہیں یہ سب اسی کی تہلیاں ہیں ان میں حقیقتہً وہی تہلی ہے بغیر اس کے کہ وہ ذات الہی سے جدا ہوا
یا کسی حادث سے ملایا اس میں حلول کیا یا کس قوت کے حدوث سے اس کے دامن قدم پر کوئی داغ آیا
یا ان کے کثر سے اس کی طرف تعدد سے راستہ پایا ہے

وہدم گر لباس گشت بدل شخص صاحب لباس راچہ خل

(اگر ساعت پر ساعت لباس بدل گیا تو صاحب لباس کا اس میں کیا نقصان ہے۔)

سہ صرست دراز تاب خفاش ایمان بایہ ترانہ کشاکش

(چنگا در طویل کپی والی کا مہر ہے، تج میں ایمان ہونا چاہیے نہ کہ صلاح و مشورہ)

ابو جہل نے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شتر زجران کی شکل میں دیکھا کہ منہ کھلے ہوئے اس پر حملہ کیا

کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ جبریل نہ تھے کوئی اور چیز جبریل پر ولایت کرنے والی تھی ماثلاً یقیناً جبریل ہی تھے اگرچہ یہ بھی یقیناً معلوم ہے کہ جبریل کی صورت جمیلہ ہرگز صورت تجلیہ نہیں لہ ستماۃ جناح قدس اکافق (اس کے یعنی جبریل علیہ السلام کے پھر سو پر ہیں جو آسمان کے کناروں پر روک بن گیا۔ ت) اس راز کو اہل حقائی ہی خوب سمجھتے ہیں ہم پر تسلیم و اذعان واجب ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱﴾
جب قرآن مجید پڑھا جائے تو خاموش ہو کر اُسے کان سے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)
اور فرماتا ہے:

فَاجْبِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ﴿۲﴾
تو اسے پناہ دو (یعنی آنے والے کو) تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے (ت)
اور فرماتا ہے:

فَاقْرَأْ مَا تَمْسُرُ مِنَ الْقُرْآنِ تَبَيَّنْ لَكَ
پڑھو جس قدر قرآن مجید آسان ہو (یعنی آسانی سے پڑھ سکو)۔ (ت)
اور فرماتا ہے:

وَلَقَدْ يَتَنَزَّلُ الْقُرْآنُ لِذِكْرٍ لِلَّذِينَ كَرِهُوا
یقیناً ہم نصیحت کے لئے قرآن مجید آسان کر دیا
بجائے کوئی نصیحت ماننے والا۔ (ت)
اور فرماتا ہے:

بَلْ هُوَ آتٍ بَشِيرٌ فِي صُحُوفٍ مُّذْنُونٍ أَوْ تَوَّابٍ
بلکہ وہ روشن اور واضح آیتیں ہیں، اُن لوگوں کے
سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم سے نوازا گیا (ت)
اور فرماتا ہے:

وَأَنَّهُ لَنَفْخُ نَارَ الْاَوَّلِينَ ﴿۱﴾
جیشک وہ پہلے لوگوں کے صحیفوں میں موجود ہے (ت)

۱۰ القرآن الحکیم ۶/۹

۱۱ " ۱۰/۵۴

۱۲ القرآن الحکیم ۲۰۴/۷

۱۳ " ۲۰/۷۲

۱۴ " ۳۹/۲۹

۱۵ " ۱۹۹/۲۶

اور فرماتا ہے،

فی صحف مكرمة مرفوعة مطهرة۔

اور فرماتا ہے،

بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔

اور فرماتا ہے،

انه لقرآن كريم ۝ فی کتب مكنون ۝
لا یستہ الا المطہرون ۝

اور فرماتا ہے،

نزل بہ الروح الامین ۝ علی قلبک لتکون
من المذرین ۝ بلسان عربی حیث یتل
الی غیر ذلک من الآیات۔

وہ باعزت، بلند اور پاک صحیفوں میں مرقوم ہے (ت)

بلکہ شرف و بزرگی والا قرآن کریم لوح محفوظ (محفوظ
تخت) میں (لکھا ہوا) ہے۔ (ت)

بیشک وہ باعزت قرآن مجید ایک پوشیدہ
کتاب میں درج ہے اس کو سوائے پاکیزہ
افراد کے اور کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ (ت)

اسے روح الامین (حضرت جبریل) نے واضح عربی
زبان میں تمہارے قلب اطہر پر اتارنا تاکہ تم ستارے والے
حضرات میں سے ہو جاؤ، یہاں تک کہ انکے علاوہ
اور بھی بیشمار اس نوع کی آیات ہیں۔ (ت)

دیکھو اُسی کو مقرو اُسی کو مسطور اُسی کو محفوظ اُسی کو مکتوب قرار دیا اُسی کو قرآن اور اپنا کلام فرمایا، سیدنا

قرآن مجید اللہ کا کلام صحیفوں میں لکھا ہے اور دلوں میں محفوظ ہے
اور زبانوں پر پڑھا گیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی ذات اقدس پر اتار دیا گیا ہے، اور ہمارا قرآن مجید
کو ہونا اسی طرح اس کو لکھنا اور پڑھنا مخلوق ہے
لیکن ہائیں اللہ کا کلام مخلوق نہیں۔ (ت)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں،
القرآن کلام اللہ فی المعاصف مکتوب و فی القلوب
محفوظ و علی الالسنہ مقرو و علی النسبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منزل و لفظنا
بالقرآن مخلوق و کتابنا له مخلوق و کلام
اللہ تعالیٰ غیر مخلوق۔

۱۱/۵۵ القرآن الکریم

۱۹۵۴/۲۶

ص ۴

۱۳/۱۳ القرآن الکریم

۱۹۵۴/۲۶

ص ۴

مک سراج الدین لائسنس سنز کشمیری بازار لاہور

نیز وصایا میں فرماتے ہیں :

تقریباً ان کلام اللہ تعالیٰ و وحیہ
و تخریجہ و صفیہ لا ہو ولا غیرہ بل ہو صفیہ
علی التحقیق مکتوب فی المعاصف مسطور
بالاسن محفوظ فی الصدور من غیر حلول فیہا
(الی قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) واللہ تعالیٰ
معبود ولا یزال عماکان و کلامہ معبود
و مکتوب و محفوظ من غیر مزایلة عنہ

ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ
کا کلام، اس کی وحی، اس کا نازل کردہ اور اس کی
صفت ہے۔ لہذا وہ عین ہے اور نہ غیر، بلکہ
برہنہ تحقیق اس کی صفت عالیہ ہے۔ صحیفوں میں
لکھا ہوا، زبانوں پر پڑھا ہوا اور سینوں میں حلول
کے بغیر محفوظ شدہ۔ (امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ
عزہ کے اس ارشاد تک) اور اللہ تعالیٰ سچا معبود ہے
اور اس کی شان ہمیشہ "الان کماکان" (ایک شان پر جلوہ گر) ہے۔ پس اس کا کلام پڑھا گیا، لکھا گیا
اور حفاظت شدہ ہے، بغیر اس کے کہ اس سے کوئی چیز زائل ہو۔ (ت)

عارف باللہ سیدی علامہ عبد القنی نابلسی قدس سرہ القدسی مطالب وغیرہ میں فرماتے ہیں :

ولا تظن ان کلام اللہ تعالیٰ اثنان هذا
اللفظ المقرون والصفة القدیسة کما
نماحسم ذلك بعض من غلبت علیہ
اصطلاحات الفلاسفة والمعتزلة
فتکلم فی کلام اللہ تعالیٰ بما ادا
الیہ عقله وخالف اجماع السلف
الصالحین رضی اللہ تعالیٰ
عنہم علی ان کلام اللہ تعالیٰ
واحد لا تعدد له بحال وهو
عندنا وهو عندہ تعالیٰ وليس
السذع عندنا غیر الذی عندہ
ولا الذی عندہ غیر الذی عندنا

یہ گمانیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے دو کلام ہیں ایک
یہ پڑھے ہوئے الفاظ، دوسری وہ صفت قدیمہ
جیسا کہ بعض اہل لگوں نے گمان کیا کہ جن پر فلاسفہ
اور معتزلہ کی زبان (اصطلاحات) غالب ہو گئی۔
پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام میں ایسی گنگو کی
کہ جس تک انہیں ان کی ناقص عقل نے پہنچا دیا۔ اور
انہوں نے اسلام صالحین کے اجماع کا خلاف کیا
رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک
ہے، کسی حال میں اس کے اند کوئی تعداد نہیں۔
لہذا جو ہمارے نزدیک ہے وہی اللہ تعالیٰ کے
تزدیک ہے۔ ادویوں بھی نہیں جو ہمارے پاس وہ تزدیک
اسکا جو اسکے پاس ہے اور نیز یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے

بل هو صفة واحدة قديمة موجودة عنده
تعالى بغیر الہ لوجودہا و موجودۃ الیضا
عندنا بعینہا لکن سبب الہ ہی نطقنا و کتابنا
و حفظنا فتی نطقنا بہذہ الحروف القرآنیۃ
و کتابنا ہا و حفظنا ہا کانت تلک الصفة
القديمة القائمة بذات اللہ تعالیٰ الی ہی
عندہا تعالیٰ ہی عندنا الیضا بعینہا من غیر
ان یتغیر من انہا عنہ تعالیٰ ولا انفصلت
عنہ تعالیٰ ولا اتصلت بنا وانما ہی علی
ما علیہ قبل نطقنا و کتابنا و حفظنا الی آخر
ما اطال و اطاب علیہ مرحمة الملک
الوہاب۔

پاس ہے وہ اس کے خلاف ہے جو ہمارے پاس ہے
بلکہ وہ ایک ہی صفت قدیمہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں
موجود ہے۔ بلکہ اس کے وجود میں کسی آلہ کا کوئی دخل
نہیں۔ اور وہ بعینہ ہمارے پاس بھی موجود ہے مگر
اس کا آلہ ہے۔ اور وہ ہمارا بولنا، لکھنا اور یاد
رکھنا ہے۔ پھر جب ہم ان حروف قرآنیہ کو بولیں،
انہیں لکھیں اور انہیں یاد کریں تو جو صفت قدیمہ کہ
اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہے جو اس کے حضور
موجود ہے یہ وہی ہے جو بعینہ ہمارے پاس بھی
موجود ہے بغیر اس کے کہ اس میں تبدیلی پیدا ہو جائے
اس صفت سے جو اللہ تعالیٰ کے حضور موجود ہے اور
یہ بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ منفصل (جدا) ہو کر
ہم سے متصل (میسرہ) ہو جائے۔ بلکہ وہ صفت اب بھی اسی حالت پر موجود ہے جو ہمارے ہوتے، لکھتے اور
یاد کرنے سے پہلے جس حالت پر موجود تھی علامہ موصوف نے اسے ایک ہی طویل اور پاکیزہ کلام فرمایا۔ بخشش
کرنے والے، کائنات کے حکمران کی ان پر بنے پایاں اور خصوصی رحمت کا نزول ہو۔ (ت)
حدیثہ ذریعہ لوح اول فصل اول باب اول میں فرماتے ہیں:

اذا علمت هذا المظهر لك فساد قول من قال
ان كلام الله تعالى مقول بالاشتراك
الموضعي على معنيين الصفة القديمة
والمؤلف من الحروف والكلمات
المحدثة فانه قول يؤول بصاحبه الى اعتقاد
الشرك في صفات الله تعالى
واشارة النسبى صلى الله تعالى عليه

جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا تو پھر تم پر اس کے اس
قول کا فساد ظاہر ہو گیا کہ جس نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ
کا کلام اشتراک وضعی کے طور پر دو معنوں پر ہوا گیا ہے
ایک صفت قدیمہ اور دوسرا جدوجہد حروف اور کلمات
حادثہ سے مرکب ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا قول ہے
جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں اعتقادِ شرک کی طرف
راجع (اور پہنچاتا ہے) (لہذا یہ قول قطعاً ٹھیک نہیں)

اور حضور اکرم ﷺ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس حدیث میں یعنی حدیث ذیل میں اسی طرف اشارہ ہے۔ یہ قرآن مجید اس کی ایک طرف اللہ تعالیٰ کے بے مثل ہاتھ میں ہے۔ اور اس کی دوسری طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ تو گویا آپ کا قرآن مجید کی رحمت کی طرف اشارہ ہے۔ محدث ابن ابی شیبہ اور امام طبرانی نے بحکم کبیر میں حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ پس اس اشارہ سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک ہے اس میں بالکل کوئی تعدد نہیں۔ اور وہ صفت قدیر ہے جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ زبانوں سے پڑھا گیا اور دلوں میں ضبط شدہ ہے کہ جس میں کوئی غلطی نہیں۔ اور جو کوئی ہمارے ذکر کردہ بیان کے مطابق اس مسئلہ کو بوجہ اس کے اشکال کے نہ سمجھے تو پھر بھی واجب ہے کہ وہ اس پر اسی طرح ایمان لے جائے۔

باجب واجب ہے کہ وہ اس پر اسی طرح ایمان لے جائے۔ اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ مصاحف میں مرقوم، دلوں میں موجود اور زبانوں پر جاری ہے وہ حادث ہے (یہ سب کچھ) آخر تک علامہ موصوف نے افادہ فرمایا اور اس میں کمال کر دیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ جو پوری کائنات کا باریک بینی سے اور نمایاں طور پر بنی ہے اس کی ان پر خصوصی رحمت و برکات کا دائمی نزول ہو۔ (ت)

امام اجل عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شمرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعہ الکبریٰ باب ما يجوز بغير دمال میں فرماتے ہیں :
قد جعله (ای المکتوب والمصحف)
اهل السنة والجماعة حقيقة كلام الله تعالى
لله الرغبة والترتيب بحوال الطبرانی فی الکبیر الترغیب فی اتباع کتاب السنة حدیث ۲ مصنف ابیانی مصر ۱۹۷۹
۶۱-۶۲ / ۱ مکتبہ نورین رضویہ فیصل آباد

وسلو هنا فی هذا الحديث (ای حدیث
ان هذا القرآن طرقه بيد الله تعالى و
طرقه بايديكم من ولاء ابن ابی شيبه والطبرانی
فی الکبیر عن ابی شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
الى القرأت تفيد انه واحد لا تعدد له
اصلا وهو الصفة القدیمة وهو مکتوب
فی المصاحف المقرؤة باللسنة المحفوظ
فی القلوب من غير حلول فی شئ من ذلك
ومن لم يفهم هذا على حسب ما ذكرنا
لصعوبته عليه يجب عليه الايمان به
بالغيب كما يؤمن بالله تعالى وبباقی صفاته
سبحانه وتعالى ولا يجوز لاحد ان يقبل
بحدوث ما فی المصاحف والقلوب **للسنة**
الى اخر ما افادوا جاد عليه رحمة الملك
الجواد۔

بالغيب رکھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ پاک اور برتر کی ذات اور دیگر صفات پر ایمان رکھتا ہے۔ اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ مصاحف میں مرقوم، دلوں میں موجود اور زبانوں پر جاری ہے وہ حادث ہے (یہ سب کچھ) آخر تک علامہ موصوف نے افادہ فرمایا اور اس میں کمال کر دیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ جو پوری کائنات کا باریک بینی سے اور نمایاں طور پر بنی ہے اس کی ان پر خصوصی رحمت و برکات کا دائمی نزول ہو۔ (ت)

امام اجل عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شمرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعہ الکبریٰ باب ما يجوز بغير دمال میں فرماتے ہیں :

قد جعله (ای المکتوب والمصحف)
اهل السنة والجماعة حقيقة كلام الله تعالى
لله الرغبة والترتيب بحوال الطبرانی فی الکبیر الترغیب فی اتباع کتاب السنة حدیث ۲ مصنف ابیانی مصر ۱۹۷۹
۶۱-۶۲ / ۱ مکتبہ نورین رضویہ فیصل آباد

وان كان النطق به واقعا منا فافهموا اكثر من ذلك . ہماری طرف سے اس کا تلفظ (بولنا) واقع ہوتا ہے ،
ذلك لا يقال ولا يسطرق في كتاب .

لہذا اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کیونکہ اس سے زیادہ
نہ کہا جاسکتا ہے اور نہ کسی کتاب میں لکھا جاسکتا ہے (تہ)
اور پھر ظاہر کہ اس بارہ میں سب کسوٹیں یکساں ہیں جس طرح کاغذ کی رقم میں وہی قرآن کریم میں مرقوم
ہے اسی طرح رقموں میں جب کسی قاری کی قرات بھری گئی اور اشکالِ حرفیہ کہ ہوا سے دہن پھر ہوا سے مجاور
میں بنی تھیں اس آلہ میں منقسم ہوتیں ان میں بھی وہی کلامِ عظیم مرقوم ہے اور جس طرح زبان قاری سے
جواہر ہوا قرآن ہی تھا، یوہیں اب جو اس آلہ سے ادا ہوگا قرآن ہی ہوگا جس طرح اس آلہ سے اگر حضرت
شیخ سعدی قدس سرہ کی کوئی غزل ادا کی جائے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہ غزل نہیں یا حضرت شیخ سعدی
قدس سرہ کا کلام نہیں، یوہیں جب اس سے کوئی آیت کریمہ ادا کریں کوئی شبہ نہیں کر سکتا کہ وہ آیت ادا نہ ہوئی
ضرور ادا ہوئی اور اسی تادیہ سے ہوئی جو اصل قاری کی زبان و گلو سے پیدا ہوا تھا۔

رہا یہ کہ پھر اس کے سماع سے سجدہ کیوں نہیں واجب ہوتا جبکہ قارئین سے کوئی آیت سجدہ تلاوت کی ہے
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) ہاں فقیر نے یہی فتویٰ دیا ہے مگر اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ آیت نہیں
اس کا انکار تو یہ است کا انکار ہے۔ نہ ہماری تحقیق پر یہاں اس غدر کی گنجائش ہے کہ وجہ سجدہ کہنے
قاری کا جس مکلف سے ہونا عند الاکثر و ہوا صحیح اور مذہب اصح پر مائل بلکہ ایک مذہب صحیح پر بالفعل
اہل ہوش سے بھی ہونا درکار ہے۔ طوطی یا چینا کو آیت سجدہ سکھادی جائے تو اس کے سننے سے سجدہ
واجب نہ ہوگا، اسی طرح مجنون بلکہ ایک نصیح میں سوتے کی تلاوت سے بھی وجہ نہیں نہ اس پر اگر چہ جاننے
کے بعد اسے اطلاع دے دی جائے کہ تو نے آیت سجدہ پڑھی تھی نہ اس سے سننے والے پر۔ تہذیر الابصار
و در مختار میں ہے،

لا تجب بسماعه من الطير . سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا جبکہ کسی پرندے
سے آیت سجدہ سُننے۔ (تہ)

رد المحتار میں ہے،

هو الاصح شمله وخيره وقيل . اور وہی زیادہ صحیح ہے۔ زبیدی وغیرہ (میں یہی مذکور ہے)

میں ہے :

2۱

الظواهر ان الصدى تنوج هواء حديد
لارجوع الهواء الاول

تشریح میں ہے :

وذلك لان الهواء اذا تنوج على الوجه
الذي عرفته حتى صاد مجما يقاومه و
يرده الى خلف ليرتد في الهواء المصادم
ذلك التنوج بل يحصل فيه بسبب مصادفته
ورجوعه تنوج شبيه بالتنوج الاول وقد
يظن ان الهواء المصادم يرجع متصفا
بتنوجه الاول بعينه فيحصل ذلك الصوت
الاول الى السامع الا ترى ان الصدى
يكون على صفته وحيثانه وهذا وان كانت
محملا الا ان الاول هو الظاهر

ظاہر یہ ہے کہ آواز بازگشت ایک ہی ہوا میں موج
پیدا ہوتا ہے ، لہذا وہ پہلی ہوا کا واپس لوٹنا نہیں ہے (ت)

یہ اس لئے کہ جب ہوا میں اُس وجہ کے مطابق موج
پیدا ہو کہ جس کو آپ پہچان چکے ، حتیٰ کہ اگر وہ کسی ایسے
جسم سے ٹکرائے کہ جس میں اس کے مقابلے میں آواز
وہ اسے پیچھے کی طرف لوٹا دے تو پھر اس ٹکرانے
والی ہوا میں وہ موج باقی نہ رہے گا بلکہ اس میں
تصادم اور رجوع کی وجہ اور سبب سے ایک ایسا
توج پیدا ہوگا جو توج اول کے بالکل مشابہ اور
اس کی شبیہ ہوگا۔ اور کبھی یہ گمان کیا جاتا ہے کہ
ہوا تصادم بعینہ یعنی بالکل اس پہلے توج کے
ساتھ متصف رہتے ہوئے واپس لوٹتی ہے۔ پھر
اُس پہلی ہی آواز کو اس کے ساتھ پہنچا دیتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ صدی (بازگشت) اپنی صفت اور
ہیت پر باقی ہوتی ہے اگرچہ اس بات کا احتمال ہے مگر پہلی بات ہی ظاہر ہے۔ (ت)

مقاصد میں ہے :

جعل الما اصل نفس الهواء الراجع و آخر
متكيفا بكييفيته على ما هو الظاهر

نفس ہوا راجع کو اصل قرار دینا یا دوسری ہوا کو
جو پہلی کی کیفیت سے متکلف (اور متصف) ہو
بعینا کہ یہ ظاہر ہے۔ (ت)

تشریح میں ہے :

۲۶۴/۵	المقصد الثالث	مفہومات الشریعۃ الرضیٰ قم ایران	۲۶۴/۵
۲۶۴-۲۶۵/۵	"	"	"
۲۱۴/۱	النوع الثالث	دار المعارف النجفیہ لاہور	۲۱۴/۱

تردد وافی ان حدوثه من تموج الهواء الاول
الراجح على هياته او من تموج هواء اخرين
وبين المقام متكيف بكنية الهواء الراجح
وهذا هو الاشبه
تموج (لہذا) جو ہمارے اور جسم کے مقابل کے درمیان واقع ہے جو لوٹنے والی ہوا کی کیفیت سے متصف
اور تکلیف ہے (وہ آواز کے حدوث کا سبب ہے) اور یہی اشبه ہے۔ (ت)
طالع میں ہے۔

الصدى صوت يحصل من انصاف هواء
متموج عن جبل او جسم املس
الصدى آواز بازگشت، ایک ایسی آواز ہے
جو کسی پہاڑ یا ملائم (چمکنے والے) جسم سے موج والی
ہوا کے لوٹنے سے پیدا ہوتی ہے (ت)

اُس کی شرح طالع میں ہے،
فان الهواء اذا تموج وقامه مصادم
لجبل او جدار املس بحيث يصرف
هذا الهواء المتموج الى خلف محفوظا
فيه هياته تموج الهواء الاول حدث من
ذلك صوت وهو الصداد
پستتر محفوظ ہو۔ پس اس سے ایک آواز پیدا ہوگی۔ پس وہی صدی یعنی آواز بازگشت ہے (ت)
اُس کی دوسری شرح میں ہے،

الصدى صوت يحصل من هواء متموج
منصرف عن جسم املس يقاوم
الهواء المتموج ويمنعه من النفوذ
الصدى آواز بازگشت، ایک آواز ہے جو موج
والی ہوا، جو کسی ملائم جسم کی وجہ سے لوٹتی ہے، جو
تموج والی ہوا کے مقابل ہوتا ہے، اور اس کو

فيه وبالضرورة يتصرف الهواء المتوجج
من ذلك الجسم الى الخلف على مثل
الهيئة التي كان عليها حينئذ يحتمل
ان يكون الهواء المتوجج المصادم للجسم
الامس يرجع متصفا بتوجه الاول بعينه
ويحمل الصوت الى السامع وان يكون سبب
الصدى توجج جديد حصل للهواء لانه
اذا توجج الهواء حتى صاد جسم امس
يقاومه ويرده الى الخلف لم يبق في الهواء
المتصادم ذلك التوجج بل يحصل لسبب
المصادمة والرجوع توجج شبيه بالتوجج
الاول فهنا التوجج الجديد الذاع كان
ابتداء عند انتهاء الاول هو سبب
الصدى قيل الاظهر هو الثاني

اس میں نفوذ سے روکتا ہے۔ لہذا اس ضرورت
کی بنا پر توجج والی ہوا اس جسم سے اُسی پہلی ہیئت
پر وپگھنے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ لہذا اس صورت
میں یہ احتمال ہے کہ توجج والی ہوا جو کسی چکنے اور
ملازم جسم سے ٹکراتے ہوئے بعینہ پہلے توجج سے
متصف رہتے ہوئے لوٹ جاسے، اور آواز کو
اٹھا کر سامع تک پہنچا دے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ آواز بازگشت (صدی) کا سبب کوئی توجج جدید
ہو جو ہوا کو حاصل ہوا ہو۔ کیونکہ جب ہوا میں توجج
پیدا ہو جبکہ اس سے کوئی ایسا ملازم جسم مقابل
ہو جاسے جو اُسے وپگھنے کی طرف لوٹا دے، پھر ہوا
متصادم میں وہ توجج باقی نہ رہے گا بلکہ تصادم اور
رجوع کے سبب سے ہوا میں کوئی ایسی موج پیدا
ہو جائے جو بالکل توجج اول کی شبیہ ہو۔ پس یہ
توجج جدید کہ جس کی راہنمائی پہلے توجج کی انتہا سے ہے۔ پس یہی آواز بازگشت (صدی) کا سبب ہے۔

اور کہا گیا کہ یہ دوسری بات زیادہ ظاہر ہے۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بر تقدیر ثانی ظاہر وہی معنی ثانی ہے کہ راجع ہوا اُسے ثانی ہے،
اولاً صدر جبل نے اگر ہوا سے اول کو روک لیا اور اس کا توجج دُور کر دیا تو دوبارہ اس میں توجج کہاں
سے آیا وہ تصادم تو اس کا ممکن ٹھہرانہ کہ محرک

ثانیاً اثر قزع دوتے، تحرک و تشکل۔ جو صدر محرک سے روک دے گا تشکل کب رہنے لگے گا جو
نقل بر آب سے بھی نہایت جلد ہٹنے والا ہے کیا ہم نہیں دیکھتے کہ پانی کو جنبش دینے سے جو شکل اس میں
پیدا ہوتی ہے اس کے ساکن ہوتے ہی معاً جاتی رہتی ہے۔ خود شرح مرقاٹ میں گزرا اذا اشتفی انتفی لک
(جب وہ متغی ہوگا تو یہ منفی ہوگا۔ ت) اور جب وہ تشکل جاتا رہا تو اب اگر کسی محرک سے پٹے لگی بھی

لک شرح طواع الاقوال

اشکال حریفہ کہاں سے لائے گی کہ وہ تحریک غیر مطلق سے ناممکن ہیں تو اس قول ثانی کی صحیح وصفات تبصر
وہی ہے جو موافقت و مقاصد میں فرمائی یعنی مثلاً مقاومت جلی سے یہ ہوا تو رک گئی مگر اس کا دھکا وہاں کی
ہوا کو لٹکا اور اس کے قزع سے اس میں تشکل و تحرک آیا آواز کا ٹپا اس میں سے اس میں اتر گیا اور یہ
رک گئی کہ نہ اس میں تحرک رہا نہ تشکل۔

شتم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) شاید قائل کہ سکے کہ پہلا قول اظہر ہے کہ مقاومت اجسام
میں وہی پیش نظر ہے، قوت محرکہ جتنی طاقت سے حرکت دیتی ہے پھینکا ہوا جسم اگر راہ میں مانع سے نہیں ملتا
اُس طاقت کو فوراً رک جاتا ہے اور اگر طاقت باقی ہے اور بیچ میں مقاومت مل گیا تصادم واقع ہوتا ہے
اور وہ جسم ٹھوکر کھا کر بقیہ طاقت تحریک کے قدر پیچھے ہٹتا ہے یوں اُس قوت کو پورا کرتا ہے جیسے گیند بقوت
زمین پر مارنے سے مشابہہ ہے۔ اور جواب دے سکتے ہیں کہ یہ اُس حالت میں ہے کہ دونوں جانب سے
تصادم ہو ہو اساطیف جسم پہاڑ کے صدر سے ٹکر کھا کر پلٹنا ضرور نہیں غایت یہ کہ پھیل جائے بہر حال کچھ سی
اتنا یقینی ہے کہ آواز وہی آواز مشکل ہے خواہ پہلی ہی ہوا اُسے لئے ہوئے پلٹ آئی یا اس کے قزع سے
آواز کی کاپی دوسری میں اتر گئی اور وہ لالہ مگر شرع مسلم نے اس کے سینے سے سجدہ واجب نہ منسربایا
قول ثانی پر یہ کہنا ہو گا کہ سماع میں ایجاب سجدہ کے لئے اُسی توجہ اول سے وقوع سماع لازم ہے اور
قول اول پر قید بڑھانی واجب ہو گی کہ وہ توجہ محض اُسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک مغلوز زبان ثانی نے
پیدا کی تھی پلٹنے میں وہ قوت تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوت و افدہ بھی شریک ہو گئی، غرض کچھ کہئے یہی حکم
سماع فونوئیں ہو گا، قول ثانی پر بعینہ وہی فونو کا داتہ ہے کہ تشکل باقی اور توجہ ہوا سے ثانی، اور قول
اول پر یہاں بدرجہ اولیٰ عدم وجوب لازم کہ جب بحال بقائے توجہ و تشکل معاصر تخیل تصادم و
رجوع سے ایجاب نہ رہا تو یہاں کہ توجہ جلی گیا برہ جہ اولیٰ وجوب نہ ہو گا۔ اور مختصر یہ ہے کہ سجدہ سماع
اولیٰ پر ہے نہ کہ تصادم پر اگرچہ خاص اس سماع کی نظر سے مکرر نہ ہو اور شک نہیں کہ سماع صد سماع
تصادم ہے، اور فونو کی تو وضع ہی اعادہ سماع کے لئے ہوئی ہے لہذا ان سے ایجاب سجدہ نہیں،
واللہ تعالیٰ اعلم۔

جب یہ مقدمہ جلیلہ محمد ہو یا تو اب جو فیقہ تعالیٰ یہ تنقیح مسئلہ کی طرف چلے۔ یہاں
صوبہ عدیدہ و وجہ شستی ہیں :

وجہ اول : سب میں پہلے تحقیق طلب اُن پلیٹوں گلاسوں کی طہارت ہے، مسالا کہ ان پر
لٹکایا جاتا ہے اگر اُس میں کوئی ناپاک جُز شامل ہے (جس طرح یورپ کی اکثر اشیاء میں معدود مشہور

اُن کے یہاں شراب کے برابر کوئی شے حافظ قوت ادویہ نہیں اور تمام تحلیل و افعال کیمیاء میں جن سے ایسی ترکیب کم خالی ہوتی ہیں اسپرٹ کا استعمال لازم ہے اسپرٹ قطعاً شراب ہے سمیت کے سبب قابل شراب نہ ہونا اُسے شراب ہونے سے خارج نہیں کر سکتا بلکہ اس کی سمیت ہی غایت جوش و اشتداد و سکروفساد سے ہے، برانڈیاں کہ یورپ سے آتی ہیں اُن کے نشہ کی قوتیں اس کے قطرات سے بڑھاتی جاتی ہیں فلاں قسم کے نوے قطروں میں اس کا ایک قطرہ ہے فلاں کے سو میں، اور شرابیں پینے سے نشہ لاتی ہیں اور اسپرٹ صرف شوٹنگ سے، تو وہ حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ بھی، کما هو الصحيح المعتمد المفق بہ (جیسا کہ صحیح اور قابل اعتماد اور وہ بات کہ جس پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ ت) جب تو ظاہر ہے کہ قرآن عظیم کا اس میں بھرنا حرام قطعی اور سخت شدید توہین و بے ادبی ہے جب وہ قالب نجس ٹھہرے تو یہ بعینہ ایسا ہوگا کہ کاغذ پیشاب میں بھگو کر معاذ اللہ اُس پر لکنا جسے مسلمان تو مسلمان کوئی سمجھ والا کافر بھی گوارا نہ کرے گا۔ ہمارے علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ نجاست کی جگہ قرآن عظیم پڑھنا منع ہے و لہذا حمام میں تلاوت مکروہ ہے۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے،

يَكْرَهُ ان يَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي الْحَمَامِ لِانَّهُ
مَوْضِعُ النِّجَاسَاتِ وَلَا يَقْرَأُ فِي بَيْتِ الْخَلَاءِ
مَكْرُوهُ سَبْ كَرَامٍ مِّنْ قُرْآنٍ مَّجِيدٍ يُرْطَا جَائِئِ اس
لئے کہ وہ محل نجاست ہے۔ اور بیت الخلاء
(الیرطین) میں بھی قرآن مجید نہ پڑھا جائے۔ (ت)

فقہ و ہندیہ میں ہے،

لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ سَاكِبًا وَمَا شَاءَ إِذَا لَمْ يَكُنْ
ذَلِكَ الْمَوْضِعُ مَعْدِنَ النِّجَاسَةِ فَامِنَ
كَانَ يَكْرَهُ بَلْ
سوار چوڑے والے اور پا پیادہ چلنے والے کیلئے
قرآن مجید پڑھنے میں کچھ مضائقہ اور حرج نہیں
بشرطیکہ وہ جگہ نجاست کے لئے نہ بنائی گئی ہو،
اور اگر عمدہ کی کیلئے بنی ہو تو وہاں تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ (ت)

بلکہ جن کے نزدیک موت سے بدی نجس ہو جاتا ہے اور غسل میت اُسے نجاست حقیقیہ سے تطہیر کے لئے رکھا گیا ہے وہ قبل غسل میت کے پاس بیٹھ کر تلاوت کو منع کرتے ہیں جب تک اُسے بالکل ڈھانک نہ دیا جائے کہ نجاست منکشفہ کا قرب ہوگا۔ تحریر میں ہے،

کرمه قراءة القرآن عندہ الی تمام
غسلہ یہ
در مختار میں ہے ،

عقلہ الشربلانی فی امداد الفناح تنزیہا
للقرآن عن نجاسة الميت لتنجسه
بالموت قیل نجاسة خبث وقیل حدث و
علیہ فیمنی جواتھا کقراءة المحدث
اختلف ہے ، چنانچہ بعض نے کہا کہ یہ نجاست خبث ہے جبکہ بعض کے نزدیک حدث ہے ۔ لہذا اس
بنیاد پر مناسب ہے کہ میت کے پاس قرآن مجید جائز ہے جیسے بے وضو کا یاد سے قرآن مجید پڑھنا ۔ (ت)
رد المحتار میں ہے ،

و ذکر طمان محل الکراہة اذا کان قریبا
منہ اما اذا بعد عنہ فلا کراہة ام قلت
والظاهر ان هذا ایضا اذا لم یکن المیت
مسبوحا بشوب لیست وجیم بد نہ الخ
یہ کراہت بھی تب ہوگی کہ جب میت کسی ایسے کپڑے سے جو اس کے سارے جسم کو چھپائے ڈھانچی ہوئی
نہ ہو الخ ۔ (ت)

جب قریب نجاست میں تلاوت منع ہوئی کہ اُس ہوا کا جو اشکال حروف قرآن کی حامل ہے
محل نجاست پر گزر نہ ہو تو خود نجس چیز میں معاذ اللہ اُن اشکال کا ہرہ کا قسم کرنا کس درجہ سخت حرام
ہوگا ۔

اقول دماینا ظہر وجہ التقیید بان لا یحو
جیم بد نہ مسبوحا فافہم ۔
اقول (میں کہتا ہوں) جو کچھ ہم نے بیان کیا اس
قید لگانے کی وجہ ظاہر ہوگی کہ میت کا پورا جسم
ڈھانپا ہوا نہ ہو ۔ پس اچھی طرح سمجھ لیجئے ۔ (ت)

۱۶۰/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب صلوۃ الجنازة	کتاب الصلوۃ	سہ در مختار
۱۱۹-۲۰/۱	" " "	"	"	سہ " "
۵۴۳/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	"	سہ رد المحتار

بلکہ حق یہ ہے کہ اس تقدیر پر جبل مردم و ناواقفی حال آلودہ عدم نیت و عدم توبہ کا قدم در میان نہ ہو تو یہ وہودا ہے
 ان میں آیات بھرنے والے کا حکم معاذ اللہ القائلے مصحف فی القادورات (اللہ تعالیٰ کی پناہ - یہ تو
 مصحف شریف کو نجاستوں میں پھینکا ہے - ت) کے مثل ہوتا ہم روشن کر چکے کہ تمام جلوہ گاہوں میں وہی
 مصحف الہیہ بعینہا حقیقہ جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس کے لئے معاذ اللہ یہ ناپاک کسوت مقرر کرنا کس درجہ
 ایمان ہی کے مخالف ہے والیاء باللہ تعالیٰ - پھر یہ تو ہیں خبیث صرف ان بھرنے والوں ہی کے ماتھے
 نہ جانے گی بلکہ باوجود اطلاع اسے تحریک دے کر القاع قرآنی کی آواز اس سے ادا کرنے والے اسکی
 خواہش کر کے ادا کرنے والے 'سننے والے' 'سنانے والے' اس پر راضی ہونے والے ، باوصف قدرت
 انکار نہ کرنے والے سب اسی بلا سے عظیم میں گرفتار ہوں گے۔ نہ فقط یوں کہ تو ہیں کے ترکیب صرف بھرنے
 والے ہوں اور یہ اس کے رد رکھے مگر ادا کرنے والے نہیں۔ نہیں بلکہ برابر بعینہ ویسی ہی تو ہیں جدید کے
 یہ خود پیدا کرنے والے کہ انہوں نے گویا نقوش کتابت قرآنیہ اس نخس میں لکھے انہوں نے الفاظ تلاوت
 قرآنیہ اس پر گزرتے ہوئے ادا کئے بلکہ اس وقت اس کی کھل بے پردہ و حجاب جلوہ فرما ہوگی بھری ہوئی
 چوڑیوں میں نقوش قرآنیہ ہونا ہر شخص نہ سمجھے گا اور اب جواد کیا جائے گا کسی کو اس کے قرآن ہونے میں
 اصلاً اشتباہ نہ ہو گا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (گناہوں سے تحفظ اور بھلائی کرنے
 کی قوت کسی میں نہیں بجز اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ اور بڑی شان والے کی توفیق دینے - ت)

وجہ دوم : یہ صورت قزوہ تھی کہ ان کا گلاسوں پلیٹوں کا پلیدو نخس ہونا معلوم یا منظور ہی ہو
 فان الظن فی الفقہیات ملحق بالیقین کیونکہ فقہی مسائل میں گمان ، یقین کے ساتھ
 لا سیما مثل امور الاحتیاط فی ملحق ہے۔ خصوصاً اس نوع کے دینی احتیاط کے
 الدین - معاملہ میں - (ت)

بلکہ اگر حالت شبہ ہو جب بھی حکم احتراز ہے کہ محرمات میں شبہ ملتی یقین ہے ، کما نص علیہ فی
 الہدایۃ وغیرہا (جیسا کہ ہایہ وغیرہ میں اس پر نص کی گئی ہے - ت) اب وہ صورت فرض
 کیجئے کہ پلیٹ وغیرہ کی طہارت یقینی ہو اس کے اجزاء اور بنانے کا طریقہ معلوم ہو جس میں کہیں
 کسی نجاست کا غلط نہیں تو اس میں ایک کھل سخت شدید نجاست معنوی رکھی ہوئی ہے وہ یہ کہ اس کا
 عام بیانا ، سننا ، سنانا سب کھیل تماشے کے طور پر ہوتا ہے۔ قرآن عظیم اس لئے نہیں اترا۔ اسی
 عزت والے عزیر عظیم سے پوچھو کہ وہ کھیل کے طور پر اپنے سینے والوں کی نسبت کیا فرماتا ہے ،
 اقتراب للناس حسابہم وہم فی لوگوں کے لئے ان کا حساب نزدیک آیا اور وہ

غفلت میں روگرداں پڑے ہیں، نہیں آتا اُن کے پاس اُن کے رب سے کوئی نیا ذکر مگر اُسے کھینچتے ہوئے سنتے ہیں دل کیل میں پڑے ہوئے۔

تو کیا اس کلام کو اچھا بناتے ہو اور ہستے ہو اور روتے نہیں اور تم کیل میں پڑے ہو۔

پھر دسے اُن کو جنہوں نے اپنے دین کو کیل تماشا بنا لیا اور دنیا کی زندگی نے انہیں فریب دیا اور اس قرآن سے لوگوں کو نصیحت دے کہیں پکڑی نہ جائے کوئی جان اپنے کئے پر کہ خدا سے جدا دُاُس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفار شکنی اور اگر اپنے پھر اُسے کو سارے بدلے دے کچھ نہ لیا جائے۔

دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے فیض سے تھوڑا پانی دو یا وہ رزق جو خدا نے تمہیں دیا دیکھیں گے بیشک اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں جنہوں نے اپنے دین کو کیل تماشا بنا لیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا تو آج ہم ان کو بُلا دیں گے جیسا وہ بُھلے اُنہیں

غفلة معرضون ۝ ما یأتیہم من ذکر
من ربہم محدثا لا یستمعون وہم
یلبثون ۝ لا ہیة قلوبہم
اور فرماتا ہے،

افین هذا الحدیث تعجبیون ۝ وتضحکون
ولا تبکون ۝ وانتم سامدون ۝
اور فرماتا ہے،

وذر الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا وغرتہم
الحیوة الدنیا و ذکر یہ ان تبسل نقس بما
کبت لیس لہما من دون اللہ ولی ولا شفیع
وان تعدل کل عدل لا یؤخذ منہا اولادک
الذین ابطلوا بما کتبوا لہم شراب من
حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون ۝
یہ ہیں وہ لوگ کہ اپنے کئے پر گرفتار ہوئے انہیں پنا ہے کھولتا پانی اور دکھ کی مار بدلانے کے کفر کا۔

و نادی اصحاب النار اصحاب الجنة
ان اقبضوا علینا من الماء او ممتا
سرزقکم اللہ قالوا ان اللہ حرّمہما علی
الکفّیرین ۝ الذین اتخذوا
دینہم لہوا ولعبا وغرتہم الحیوة
الدنیا قال یوم نضلّہم کما ضلّوا القاء

یومہم ہذا و ما کانوا یأینتوا یجحدون ^۱ کاٹنا اور جیسا جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے واقعی کفار نے یہ بڑا داؤ مسلما نوں سے کھیل کر ان کے دین کی جڑ ان کے ایمان کی اصل قرآن عظیم کو خود ان کے ہاتھوں کھیل تماشا بنوا دیا یہ ای لوگوں کے فتوے سے قرآن سننے سننے کا خاص جزئیہ ہے کہ قرآن عظیم نے اس کی ایجاد سے تیرہ سو برس پہلے ظاہر فرما دیا اس سے بڑھ کر اور سخت بلا کیا ہوگی اس سے بدتر اور گندی نبیاست کیا ہوگی۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

وجہ سوم: زید اس مجمع ہود لغویں ہے تماشے کے طور پر قرآن مجید سنایا جا رہا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ میں تذکرہ تفکر ہی کے طور پر سن رہا ہوں مجھے ہر مقصود نہیں، مگر یہ صحیح ہو جب بھی وہ گناہ و جرم سے بری نہیں ایسے مجمع میں شریک ہونا ہی کب جائز تھا اگرچہ تیری نیت نیت خیر ہو۔ کیا قرآن عظیم نے نہ فرمایا۔

و اذا امرایت الذین یخوضون فی
الفتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی
حدیث خیرہ و اما ینسیئک الشیطن
فلا تقعد بعد الذکر فی مع القوم الظالمین ^۲
اور جب تو انھیں دیکھے جو ہماری آیتوں کو مشغلہ بنا رہے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے یہاں تک کہ وہ نکسی اور بات کے شغل میں پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس سے فوراً الٹ کر ڈالو۔

یہ کیا اسی کی یاد دہانی میں دوسری جگہ اس سے بھی صاف تر و سخت تر نہ فرمایا۔

وقد نزل علیک فی الکتب ان اذا سمعت
ایت اللہ یکنس بہا ویستہزأ بہا فلا تقعدوا
معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم
اذا مثلہم ان اللہ جامع المتفقین و
الکفرین فی جہنم جمیعاً ^۳
بیشک اللہ تم پر قرآن میں حکم اتار چکا کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں پر گرویدگی نہیں کی جاتی اور ان کی غیبی باتی جاتی ہے تو تم ان کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات کے شغل میں پڑیں اور وہاں بیٹھتے تو تم بھی انھیں جیسے ہو بیشک اللہ تمہارے منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

آیتوں کو کھیل بنانے والے کافر ہوئے، اُس وقت ان کے پاس بیٹھنے والے منافق ٹھہرے

یہاں پاس بیٹھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہنم میں بھی اکٹھے رہ سقے والی اذیات تھیں۔ معاملہ التنزیل میں ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

دخل في هذه الآية كل محدث فـ الدين وكل مبتدع الى يوم القيمة۔
اس آیت میں قیامت تک کا ہر مبتدع ہر بدعتیہ داخل ہے۔

وجہ چہارم: صلحا نے خاص اپنا جلسہ کیا جس میں سب نیت صالح والے ہیں اور تفکر و تدبر ہی کے طور اس میں سے قرآن مجید سنا خاص اُس سے سُنے کی یہ ضرورت تھی کہ اس میں کسی اعلیٰ قاری کی نہایت دردناک و دلکش قرات بھری ہے اس میں سے قرات سنانے والا بھی انہیں میں کا ہے کہ اس نے اس کا بنا بنا پلانا سیکھ لیا ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اب یہاں دو نظریں ہیں، نظر اولیٰ و نظر دق۔
نظر اولیٰ صاف حکم کرے گی کہ اب اس میں کیا حرج ہے، جب پیش طاہر و پاک فرض کر لی گئیں تو حرج صرف نیت ہو گا رہا اس سے یہ لوگ منزہ ہیں اور بھرنے والوں کی نیت فاسدہ کا ان پر کیا اثر۔

قال الله تبارك وتعالى ولا تنزلوا سورة
الله تبارك وتعالى نے ارشاد فرمایا، کوئی جان و تراخسویٰ نہ

اور کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے سیکھنے میں حرج نہیں اگرچہ انہیں کی ایجاد ہو جیسے گھڑی، ستار، ریل وغیرہ، اور فوٹو بذاتِ خود معارف و مزامیر سے نہیں کہ اس کے لئے کوئی خاص آوازی نہیں جس کے واسطے اسے وضع کیا ہو یا اس سے قصد کیا جاتی ہو وہ تو ایک آلہ مطلقہ ہے جس کی نسبت ہر گونہ آواز کی مثالیں جیسی اوزان عروضیہ کی کلام کی طرف بلکہ حروف ہجا کی معنی کی طرف، حروف ہجا من حیث ہی حروف الہما علوم رسمہ میں کسی خاص معنی کے لئے موضوع نہیں بلکہ وہ آلہ تاویر معانی مختلف ہیں جیسے معنی چاہیں ان سے ادا کر سکتے ہیں اچھے ہوں خواہ بُرے، یہاں تک کہ ایمان سے کفر تک سب انہیں حروف سے ادا ہوتا ہے ایسے آلہ مطلقہ کو من حیث ہی کذا حسن یا قبیح کسی کے ساتھ موصوف نہیں کر سکتے بلکہ وہ مدح و ذم و ثواب و عقاب میں اس چیز کا تابع ہوتا ہے جو اس سے ادا کی جائے، تلوار بہت اچھی ہے اگر اس سے حمایت اسلام

کی جائے اور منت ہی ہے اگر خیرِ ناسخ میں برقی جائے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا:

الشعر بمنزلة الكلام فحسنه كحسن الكلام
وقبيحه كقبيح الكلام - دوا البخاري
في الادب المفرد والطبراني في المعجم
الاوسط عن عبد الله بن عمرو بن العاص
وابو يعلى عنه وعن ام المؤمنين الصديقة
والدارقطني عنه عروة عنها والشافعي
عن عروة مرسل رضى الله تعالى عنهم و
اسناد حسن۔

شعور بمنزلہ کلام کے ہے تو اس کا اچھا مثل اچھے
کلام کے ہے اور اس کا بُرا مثل بُرے کے۔ (نام)
بخاری نے ادب المفرد میں، امام طبرانی نے المعجم الاوسط
میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص کے حوالے
سے اسے روایت کیا ہے۔ اور محدث ابو یعلیٰ نے
اُن سے نورام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے بھی
اسے روایت کیا ہے۔ اور امام دارقطنی نے بواسطہ
حضرت عروہ مائی صابر سے۔ اور امام شافعی نے

حضرت عروہ سے بطور ارسال اسے روایت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ اس
حدیث کی سند درج حسن رکھتی ہے۔ (ت)

یہ اسی سبب کے اوزان عروضیہ ادا ہے ہرگز نہ کلام کے آدھیں تو ان پر فی انفسہا کوئی علم حسن و قبح
نہیں ہو سکتا بلکہ مودی بہا کے تابع ہوں گے شعر میں اچھی بات ادا کی جائے تو حدیث یگ میں ان میں
الشعر لحکمة (بیشک بعض شعر ضرور حکمت ہوتے ہیں۔ ت) ارشاد ہوا ہے اور زیادہ سرائی یا ہرزہ درائی
کی جائے تو الشعر امر يتبعهم الفاؤن (اور شاعروں کی پیروی اور اُن کا اتباع گمراہ کرتے ہیں۔ ت)
فرمایا گیا و لا ان الله يؤيد حسان بروح القدس (اللہ تعالیٰ حضرت جبریل سے حضرت حسان ک
تائید کرتا ہے۔ ت) کی یثارت جانفرا ہے اور دوسری طرف امرؤ القیس صاحب نداء الشعراء
الی النار (امرؤ القیس شاعروں کا طلبہ دار آتش و دغا میں ہے۔ ت) کہ وعید جانگزا۔ مرد
احمد و البزار عن ابی ہریرۃ رضى الله تعالى عنه (اسے احمد و بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
سے الجمع الاوسط حدیث ۷۹۲، ریاضی ۳۳۶ و ادب المفرد حدیث ۸۶۵، مکتبہ اثریہ شیخ زہرہ ص ۲۲۳
سے ادب المفرد حدیث ۸۶۵، باب من قال ان من ابیان ہریرۃ المکتبۃ الاثریہ شیخ زہرہ ص ۲۲۵
صحیح البخاری کتاب الادب باب ما يجوز من الشعر قديمی کتب خانہ کراچی ۹۰۴/۲
سے القرآن الکریم ۲۲۳/۲۶

سے کنز العمال برمز حمّت عن عائشہ حدیث ۳۳۶ م ۳۳۶ مؤسستہ الرسالہ بیروت ۶۶۲/۱۱
مستدام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا دار الفکر بیروت ۶۲/۶

تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت) یقیناً یہی حالت فون کی ہے کہ وہ کسی صوت خاص کے لئے مفعول نہیں ہے۔
معاذت و مزامیر میں داخل کر سکیں بلکہ ادا سے ہر قسم آواز کا اُلر ہے تو حسن و قبح و امتنع و اباحت میں اُسی آواز
مؤدی بہ کا تابع ہوگا جب تک خارج سے کوئی مغیر عارض نہ ہو اگر اس میں سے مزامیر کی آواز سنی جائے تو
حکم مزامیر میں ہے اور بنیت تذکرہ و حفظ و تذکیر کی آواز سنی جائے تو حکم و حفظ و تذکیر میں اور و اعط و ذکر کا
ذی روح ہونا کچھ شرط نہیں ہے

مرد باید کہ گیرد اندر گوشش و زبشت ست بند بر دیوار

(مرد کو چاہئے کہ اپنے کانوں سے نصیحت سنے اگرچہ کلمات نصیحت کسی دیوار پر لکھے ہوں۔ ت)

اگر ادا میں فی نفسہ کوئی آواز و بصیحت ہی نہیں ہوتی تو آوازیں تو رکاوٹوں میں ہیں اگر بعض مثل گلو و
خبرہ ہے جس سے ہر طرح کی صوت نکال سکتے ہیں تو خواب و نا جائز پیشوں کا حکم پاک و جائز قابلوں کی طرف
کیوں ساری ہونے لگا اور اگر بھرنے والوں نے ایک ہی ریکارڈ کے ایک پہلو پر کچھ آیات یا اشعار حمد و
نعت اور دوسرے پر کچھ غزلیات بھری ہیں تو یہ بے ادبی و جمع ضمیمہ ان کا فعل ہے خذ ما صفا و
دع ما کدر (جو صاف ہو لے، جو گرا ہر چھوڑ دو۔ ت) پر عمل کرنے والے اس پر کیوں ماخوذ ہوں گے
اس کی نظیر کنیز مشترک ہے اس کے ایک صانع مرنے نے اُسے قرآن عظیم پڑھایا دوسرے فاسق نے
گناہ سکھایا تو اس کے ملے سے دونوں چیزوں کا ادا ہو سکتا صانع آقا کو اس سے قرآن عظیم سننا منع نہ کر لیا
عرفت میں اسے باجا گنا مزامیر و معاذت ممنوعہ کے حکم میں داخل نہ کرے گا۔

فان الامور لمقاصدھا وانما الاعمال بالنیات وانما کل امری ما نوى به
کیونکہ کاموں کا اعتبار بلحاظ ان کے مقاصد کے ہے۔ اعمال کا مدار ارادوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے کہ جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ (ت)

معاذت و مزامیر آفات لغو و طرب ہیں جو خاص موسیقی کی آوازیں ادا کرنے کو لذت نفسانی و
نشاء شیطانی کے لئے وضع کئے گئے ہر غیر ذی روح جس سے آواز کسی مقصد حسن یا مباح کے لئے
پیدا کی جائے اس میں داخل نہیں ہو سکتا اگرچہ اس سے آواز نکالنے کو بجا ناکیں یوں تو طبل غازی و نقارہ
سکری بھی باجا ہے ریل کے انجن میں جو سوراخ دھواں نکالنے کو رکھا جاتا ہے جس سے لوگوں کا جان و مال
بچانے کے لئے ان کی اطلاع دی کہ آواز نکالی جاتی ہے اس آواز کو بھی سیٹی یا پیپا کہتے ہیں مگر

عمر بن عبد العزیز بخشی فکر است
یتباعه وقال ما كنت لا عین علی
الاخصاء فكل شئ فی ترك كسبه
ترك لبعض اهل المعاصی فلا ينبغي
كسبه

نہ کرنے سے بعض گناہگاروں سے گناہ چھوٹ جاتا ہے تو پھر نامناسب ہے کہ ایسا کام کیا جائے۔ (ت)
ہرگز نہیں ہے،

یکره استخذ امر الغنیان لان الرغبة فی
استخدامهم حث الناس علی هذا
الضیم وهو مثله محرمة
خصی لوگوں سے خدمت لینا مکروہ ہے کیونکہ ان
سے خدمت لینے کی رغبت رکھنا لوگوں کو ایسے
بڑے کام پر آمادہ کرنا ہے اور یہ مثلاً ہونے کی
وجہ سے حرام ہے (ت)

قایۃ البیان میں مختصر امام طحاوی سے ہے،
یکره کسب الغنیان وملكهم واستخدامهم
وقال ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو
لا استخدام الناس ایاہم لما اخصاء
الذین یخصونہم

اسی دلیل سے ہمارے علماء نے جلی بکر سے کے خصی کرنے اور گھوڑی سے خر لینے کا جواز ثابت
فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو خصی دُسنے قربانی کئے اور خیر سواری فرمائی، اگر یہ
فعل ناجائز ہوتے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو کام میں نہ لاتے۔ شرح معانی الآثار شریف
میں ہے،

شرح معانی الآثار کتاب السیر باب انزال الخیر علی القیل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶۶/۲
الہدایہ کتاب النکاحیۃ مسائل متفرقة مبلع یوسفی مکتبہ ۴۶۲/۴
مختصر الطحاوی یکره کسب الغنیان ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۳

بیشک ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ آپ نے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی، یعنی
وہ دو ایسے دُستے تھے کہ جن کے دونوں خبیثے کو فتنہ
تھے۔ اور جس کے ساتھ یہ بتا دیا جائے اسکی نسل
ختم ہو جاتی ہے۔ اگر دونوں کو خصی کرنا مکروہ ہوتا تو
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے مکروہ جانوروں کی
کبھی قربانی نہ کرتے۔ (ت)

قد رآنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
ضحى بكبشين موجوتين وهما المرفوضتان
خصاهما والمفعول به ذلك قد انقطع
ان يكون له نسل فلو كان اخصاؤهما مكروها
اذا سما ضحى بهما رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم

اُسی کے باب انزال الحیر علی الخیل میں ہے،
لوکان مکروہا لکان رکوب البغال مکروها
لانه لوکان غنبة الناس فی البغال و رکوبهم
ایاها لما انزلت الحیر علی الخیل بلہ
رفقت نہ ہوتی تو کبھی گدھوں سے گھوڑی پر چھتی نہ کراتی جاتی۔ (ت)
ہا یہ میں ہے :

چوپایوں کے خصی کرنے میں اور گدھوں سے گھوڑی
پر چھتی کرانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے صحیح روایت میں یہ آیا ہے کہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم خیر پر سوار ہوئے ہیں اگر یہ کام حرام ہوتا
تو آپ کبھی خیر پر سوار نہ ہوتے کیونکہ اس میں برائی
کا دروازہ کھلتا ہے۔ (ت)

لا باس باخصاء البهائم وانزال الحیر علی
الخیل وقد صح ان النسبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم رکب البغلة فلوکان هذا
الفعل حرام لما رکبها لما فیہ من
فتح بابہ بلہ

اسی باب سے ہے کہ قوی تندرست قابل کسب جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں اُن کو دینا گناہ ہے کہ
اُن کا بھیک مانگنا حرام ہے اور اُن کو دینے میں اس حرام پر مدد، اگر لوگ ندیں تو بھیک ماریں اور کوئی

لہ شرح معانی الآثار کتاب الکراہۃ باب اخصاء البہائم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۱/۲
۵۵ " " کتاب السیر باب انزال الحیر علی الخیل " " ۱۶۹/۲
۵۵ الہدایۃ کتاب الکراہۃ مسائل متفرقة مطبعہ یوسفی مکتبہ ۲۵۲/۲

پیشہ حلال اختیار کریں۔ درمختار میں ہے،

لَا يَحِلُّ أَنْ يَسْأَلَ شَيْئًا مِنْ الْقَوْتِ مَنْ لَهُ قَوْتٌ
يَوْمَهُ بِالْفِعْلِ أَوْ بِالْقُوَّةِ كَالصَّحِيحِ الْمَكْتَسَبِ
وَيَأْتِيكُمْ مَعْطِيَهُ أَنْتَ عَلَيْهِ حَالُهُ لَا عَانَتَهُ
عَلَى الْمَحْرُومِ بِهِ

ہوتا ہے اگر اس کے مالی کو جانتا ہے، کیونکہ حرم پر اس نے اُس کی مدد کی۔ (ت)
یہ اصل کلی یاد رکھنے کی ہے کہ بہت جگہ کام دے گی، جس چیز کا بنانا جائز ہوگا اسے خریدنا کام میں
لانا بھی ممنوع ہوگا اور جس کا خریدنا کام میں لانا منع نہ ہوگا اس کا بنانا بھی ناجائز نہ ہوگا۔

فَإِنْ رَفَعَ التَّالِي يَفْتَعِ رَفَعُ الْمَقْدَمِ كَمَا
أَنْ وَضَعَ الْمَقْدَمَ يَنْتَجِ وَضَعُ التَّالِيِ۔
اس لئے کہ رفع تالی رفع مقدم قبضہ دیتی ہے۔
جس طرح وضع مقدم وضع تالی کا نتیجہ دیتی ہے۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اور یہ خیال کہ ایک ہمارے چھوڑے سے کیا ہوتا ہے ہم نہ لیتے
تو اور ہزاروں لیٹے والے ہیں مقبول نہیں، ہر ایک کی یہی خیال رہے تو کوئی بھی نہ چھوڑے تو حکم شرع معطل
رہ جائے چھوٹے گا یوں کہ ہر ایک اپنے ہی استعمال کو اُس کا ذریعہ اصطلاح سمجھے، جب سب چھوڑ دیں گے
آپ ہی بنانا معدوم ہو جائے گا، اور اگر نہ چھوڑیں تو ہر ایک کو اپنی قبر میں سونا اپنے لئے کا حساب دینا ہے
اوروں سے کیا کام، ایسی ہی جگہ کے لئے ارشاد ہوا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ
مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ۔
اے ایمان والو! تم اپنی جان کی اصلاح کو لو
تحصیل اوروں کی گمراہی سے نقصان نہیں جبکہ تم
خود راہ پر ہو۔

اگر کہتے یہ تو ان افعال میں سے جو فی نفسہ مذموم ہیں تلاوت کی آواز گھاس میں ودیعت رکھنا بنقہ
مذموم نہیں، اُن کی نیست نہ تو وغیرہ مقاصد و مفاسد نے اُسے ممنوع کیا۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) کام واقع سے ہے نہ محض فرض سے، جب واقع یہ ہے تو
اس کی حرمت میں شک نہیں اور اس حرام کا دروازہ تحسین خریدنے والوں کام میں لانے والوں نے کھولا، کوئی

مولیٰ نہ لے تو وہ کیوں ایسی ناپاکی کریں پھر عذر کا کیا محل، واللہ العاصم عن سبیل الذیوع والزلزل (میرے
اور پیسنے والے راستوں کے لئے بچاتا ہے۔ ت) اور قرآن عظیم ہی کے حکم میں ہیں اشعار حمد و نعت و منقبت و جملہ
عبارات و کلمات معتبرہ و نیکہ کہ نہ ان کو بخش چیز میں کھنا جائز، یہ وجہ اول ہوئی۔ نہ انہیں کھیل تماشا بنانا
جائز، یہ وجہ دوم ہوئی۔ نہ انہیں کھو و لغو بنانے کے جلسے میں شریک ہونا جائز اگرچہ اپنی لعب کی نہ ہو
یہ وجہ سوم ہوئی۔ نہ ان کی خریداری و استعمال سے ہوئے لوگوں کی فحشاء، یہ وجہ چارم ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے کھو مباح میں تو اپنا ذکر کریم ناپسند فرمایا اور انصار کی گھنٹوں نے بعد تقریب شادی
کے لگنے میں یہ مصرع پڑھا، صر

وفینا نبی یعلم ما فی غبد
(ہم میں وہ نبی ہیں جو آئندہ کی باتیں جانتے ہیں)

ان کو منع فرما دیا کہ
دعہ ہذا و قولہ بالذہب کنت
تقولین۔
اسے رہنے دو وہی کے حباؤ جو کہہ
رہی تھیں۔

امام حجة الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی اشیار العلوم شریف اور کتاب مسئلۃ النساء
میں فرماتے ہیں:

ولذا لما دخل رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم بيت الربيع بنت معوذ
وعند هاجرا يفتين فسمع احداهن
تقول "وفينا نبی يعلم ما في
غبد" على وجه الغناء فقال
صلى الله تعالى عليه وسلم
دعہ هذا وقول ما كنت
تقولين وهذا شهادة بالنبوة
فزجسرها عنهما و مردها

یہی وجہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
ربیع و فقر معوذ کے گھر تشریف لے گئے تو انکے
پاس بچیاں گیت گارہی تھیں تو حضور اقدس
نے ان میں سے ایک کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے خاندان
وہ نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔ وہ بچیاں
گیت کے طور پر گارہی تھیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس کو چھوڑ دو اور
وہی کہتی رہو جو پہلے کہہ رہی تھیں، تو اس پر
نبوت کی گواہی تھی یہی حضور علیہ السلام نے

الف الغناء الذی هو لهولان
هذا جلد محض فلا یقرئ
بصورة اللہویۃ

اس کئے پر انھیں ڈانٹ دیا اور اس گانے کی طرف
لوٹا دیا جو ایک کھیل کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے
کہ یہ ایک خالص سنجیدگی ہے لہذا جو چیز صورت کھیل
ہو اس سے بھی اس کا طالب ٹھیک نہیں۔ (دست)

یعنی یہ مصرع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی تھی کہ خدا کے بتائے سے
اصالت غیب کا جاننا نبوت ہی کی شان ہے تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا کہ اُسے صورت
لہر میں شامل کیا جائے لہذا اس سے روک دیا۔ واپس یہ اس حدیث کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں اور بات
صرف اتنی ہے یہ بھی نہیں سوچتا کہ اگر نسبت علم امور غیب ہی نا پسند فرماتے تو کن سے، کم فہم عورتوں سے،
اور وہ بھی لڑکیاں کہ بچہ یعنی نابالغ نہ ہو اور جب مرد عاقل یا مکہ بن عوف ہوا زنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا
قصیدہ نعتیہ حضور میں عرض کیا ہے جس میں فرمایا: نظر

ومتی تشاء یخبرک عما فی غدۃ

تو جب چاہے پر نی تجھے آئندہ کی باتیں بتا دیں۔

اُن پر کیوں نہ انکار فرمایا حالانکہ انھوں نے تو اُن لڑکیوں سے بہت زیادہ کہا جس سے قیامت تک کے کل
غیبوں کا بالفعل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہونا یا کم از کم اُن کا جان لینا حضور کے اختیار
میں دے دیا جانا ظاہر جس کی تشریح ہم نے اپنی کتاب الامن والعلیٰ لنا علی المصطفیٰ بدافع البلاء
میں ذکر کی انکار فرمانا درکنار حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قصیدہ کے صلہ میں اُن کے لئے
کلمہ خیر فرمایا اور انھیں خلعت پہنایا اور انھیں ان کی قوم ہوازن و قبائل تمال و سلمہ و فہم پر سردار فرمایا
کما رواہ المعانی فی الجلیس والانیس
بطریق المہر مازی عن ابی عبیدۃ بن
الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن اسحاق
عن ابی وجزۃ یزید بن عبید السعدی۔

جیسا کہ معانی نے اس کو مجلس و انیس میں ہوازن
کے طریق پر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا اور ابن اسحاق نے ابی وجزہ
یزید بن سعدی سے روایت کیا۔ (دست)

واللہ الحمد جب کہ مباح میں پانا ذکر پاک پسند فرمایا تو کہو باطل کا کیا ذکر۔

بالجملہ خلاصہ حکم یہ کہ

یہاں تین چیزیں ہیں، ممنوعات، معطلات، مباحات۔

اولیٰ کائنات مطلقاً حرام و ناجائز ہے اور فوٹو سے جو کچھ سنا جائے گا وہ بعینہ اسی شے کی آواز ہوگی جس کی صورت اس میں بھری گئی، مزائیر ہوں خواہ ناز خواہ عورت کا گانا وغیرہ، اصل کا جو حکم تھا بے تفاوت سر فوٹو اس کا ہوگا کہ یہ خود ہی اصل ہے نہ کہ اس کی نقل، طبلہ یا ستار کی آواز ہے تو بلاشبہ وہ طبلہ اور ستار کی آواز ہے نہ کہ فوٹو کی، کہ فوٹو اپنی کوئی آواز نہیں رکھتا اور وہ بھی اسی طبلہ اور ستار کی ہے نہ کہ دوسرے کی، اور وہ بھی اسی وقت کی آواز ہے جو بھرتے وقت بجائی گئی تھی نہ کہ اور وقت کی۔ یہی ہی عورت کا گانا ہے تو یقیناً وہ عورت ہی کا گانا ہے نہ کہ فوٹو کا کہ فوٹو گانے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اور وہ بھی اسی عورت کا گانا ہے نہ کہ دوسری کا، اور وہ بھی اسی وقت کا گانا ہے جو بھرتے وقت وہ گاتی تھی۔

دوم بھی مطلقاً حرام و ممنوع ہیں، اگر گلاسوں پلیٹوں میں کوئی ناپاکی یا جلیسہ لہو و لعل کا ہے تو تحریم سخت ہے اور خود سننے والوں کی نیت تاشا ہے تو اور بھی سخت تر خصوصاً قرآن عظیم میں اور اگر اس سب سے پاک ہو تو ان کے مقاصد فاسدہ کی اعانت ہو کر ممنوع ہے اور سب سے سخت تر وہاں اُن عادیوں غزل خوانوں پر ہے جو نوکری کر کے یا اجرت لے کر یا مفت گناہ خریدنے کو اپنا پڑھنا اسی میں بھر دیتے ہیں کہ وہ اصل باقی خدا ہوئے بھرنے والوں کو جب تک وہ چٹکس پلیٹ باقی رہیں اُن کے سننے والوں سنا سننے والوں سب کا گناہ ان کے نامہ اعمال میں ثبت ہوتا رہے گا اگرچہ یہ قبر میں خاک ہو گئے ہوں بغیر اس کے کہ ان سننے سنانے بھرنے بھرنے والوں کے اپنے گناہ میں کچھ نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من سن فی الاسلام سنتہ سینۃ فعلیہ
وزرہا ووزر من عمل بها الی یوم القیۃ
من دون ان ینقص من اوزارہم شیئاً
جس شخص نے اسلام میں کوئی بُرائی اختیار کیا تو اس پر اس کا گناہ اور جتنے قیامت تک اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس پر ہوگا بغیر اس کے کہ اُن کے گناہوں میں کچھ نہ ہو۔ (ت)

موسم میں تفصیل ہے اگر پٹیلوں میں نجاست ہے تو حروف و کلمات کا اُن میں بھرنے کا مطلقاً ممنوع ہے کہ حرف خود منعظم ہیں کما بیننا فی فتاویٰ (جیسے کہ ہم نے اسے اپنے فتاویٰ میں بیان کر دیا ہے۔ ستہ) اور اگر نجاست نہیں یا وہ کوئی خالی جائزہ آواز بے حروف ہے تو جملہ فتاق میں اُسے سننا اہل اصلاح کا کام نہیں کہ انہیں اہل باطل سے اختلاف نہ چاہئے اور اگر تنہائی یا خاص صلحا کی مجلس ہے تو کوئی وجہ منع نہیں اور یہاں ہمارے وہ مباحث کام دیں گے جو نظر اُولیٰ میں گزرے پھر اگر کسی مصلحت شرعیہ کے لئے ہے جیسے عالم کو اس کے حال پر اطلاع پانے یا قوت اشتغال دینے کے واسطے ترویج قلب کے لئے جب تو بہتر و نہ اتنا ضرور ہے کہ ایک لایعنی بات ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

حسن اسلام المرأة ترکہ ما لا یغنیہ۔ حدیث صحیح مشہور عن سبعة من الصحابة منهم الصدوق والمرقشي والحسين رضي الله تعالى عنهم ورواه الترمذي وبحث ما جة عن ابی ہریرة رضي الله تعالى عنه۔
خوبی اسلام یہ ہے کہ آدمی لایعنی بات نہ کرے (حدیث سات صحابہ سے صحیح اور مشہور ہے) میں سے بعض یہ ہیں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ستہ)

یہ بھی اُس حالت میں ہے کہ نادرا ہو عادت ڈالنا اور وقت اس میں ضائع کیا کرنا مطلقاً مکروہ ہو گا،

لحدیث کل شیء من لہو الدنیا باطل الا ثلثة رواة التاکم عن ابی ہریرة رضي الله تعالى عنه، هذا ما عندی والعسلو بالحق عند رجب و اذا
اس حدیث کی وجہ سے کہ دنیا کا ہر کھیل سوائے تین کھیلوں کے باطل ہے۔ امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت فرمایا، یہ سب کچھ میرے نزدیک ہے

لہ جامع الترمذی ابواب الزہد باب ما جاز من تلک بالکثرة الخ امین کمپنی دہلی ۵۵/۶
سنن ابن ماجہ ابواب الفتن ایچ ایم سید کمپنی کراچی ص ۲۹۵
۱۰ المستدرک للحاکم کتاب الجہاد من علم الریثم ترک الخ دار الفکر بیروت ۹۵/۶

قد خرجت العجالة في صورة رسالة تاسيب
ان تسميها الكشف شافيا حكم فونوجرافيا
ليكون علما وعلى عام التليف علما وكات
ذلك للتاسع عشرون شهر رمضان
الذي انزل فيه القرآن وقت السحور
سنة الف وثلاثة وثمان وعشرين
من هجرة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه
وعليهم وعلى آله وصحبه اجمعين آمين
والله تعالى اعلم وعلمه جل مجدده اتم
واحكم۔

اور ٹھیک اور واقعی علم تو میرے رب کے پاس ہے
اور یہ جلدی کیا ہوا کام ایک رسالے کی شکل میں
معرض وجود میں آگیا، مناسب ہے کہ ہم اس کا
نام الکشف شافیا حکم فونوجرافیا (یعنی شافی
اور مکمل انکشاف فونوگراف کے حکم بیان کرنے میں)
رکھیں تاکہ یہ اس کا نام ہو اور اس کے سال تصنیف
پر ایک نشان ہو، اور اس کی تصنیف ماہ رمضان
کہ جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا سال حبسری
۱۳۳۸ھ سید المرسلین کی ہجرت مبارک کے مطابق
حبوب کریم اور تمام رسولوں اور حضور پاک کی سب
آلی اور تمام صحابہ پر اللہ تعالیٰ کی حمید و شمار رحمت و برکات ہوں آمین۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا
عالم ہے، اور اس پر رگی والے کا علم زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے۔ (ستہ)

رسالہ

الکشف شافیا حکم فونوجرافیا

ختم ہوا

رسالہ

الدلة الطاعنه في اذان الملا عنه

(ملعونوں کی اذان کے بارے میں نیزے چھوٹنے والے دلائل)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ اذان مجب اسلام مسئلہ فرولی صاحب صدر انجمن ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کہ بالفعل اہل تشیع نے اپنی اذان وغیرہ میں
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کلمہ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل کہنا اختیار کیا ہے، پس
اہلسنت کو اس کلمہ کا سنا بمنزلہ شیعہ تبرا کے ہے یا نہیں اور اس کے افسہ او میں کوشش کرنا باعث اجر
ہوگی یا نہیں؟ (بیان کرد تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام	تمام حمدیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہیں
على سيد المرسلين محمد وخلفائه	اور صلوٰۃ و سلام رسولوں کے آقا محمد
الامبعة الراشدين وآله وصحبه و	صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء اربعہ راشدین
اهل سنته اجمعين۔	اور آپ کی وصایہ اور تمام اہلسنت پر۔ (ت)

الحق یہ کلمہ مفروضہ ہیغرض مذکورہ سوال خالص تبرا ہے اور اس کا سننا سستی کے لئے بمنزلہ تبرا
سننے کے نہیں بلکہ حقیقت تبرا سننا ہے والعیاذ باللہ رب العالمین، تبرا کے معنی اظہار برارت و بیزاری
میں پر یہ کلمہ جیشہ نہ کنایہ بلکہ صراحتہ وال ہے کہ اس میں بالتصریح خلافت راشدہ حضرات خلفاء ثلاثہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نفی ہے اور اس نفی کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ بعد حضور پر نور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسند نشین نہ ہوئے کہ ان کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تخت
خلافت پر جلوس فرمانا فرمان و احکام جاری کرنا نظم و نسق ممالک اسلامیہ و تمام امور ملک و مال و رزم و بزم
کی باگیں اپنے دست حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور متواتر اظہار میں اس سے جس سے دنیا میں رافضی
مخالفت یہاں تک کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہندو کسی کو انکار نہیں بلکہ ان مہمان خدا و نوابان مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے روافضی کو زیادہ عداوت کا جننے یہی ہے ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت
مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی میں منحصر تھا جب تک الہی خلافت راشدہ اول ان تین سزاران مومنین کو پہنچی
روافضی نے انہیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا ٹھہرایا اور قبیحہ شقیہ کی بدولت حضرت امیر اللہ الغالب
کو عیاذ باللہ سخت نامرد و دود و بزدل و تارک حق و مطیع باطل بتایا

دوستی بے خردان دشمنی ست
(بے عقل لوگوں کی دوستی اصل میں دشمنی ہے۔ ت)

کبروت کلمۃ تخریج من افواہہم انت کلمۃ بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے
يقولون الا کذباً نکلتا ہے رزا جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ (ث)
تو لاجرم لفظ بلا فصل میں جو نفی ہے اُس سے نفی لیاقت و استحقاق مراد۔ تو اس مجمل لفظ میں
غضب و ظلم و انکار حق و اصرار باطل و مخالفت دین و اختیار دنیا وغیرہ وغیرہ ہزاروں مطاعن طعونہ جو
قوم روافضی اپنے اعتقاد میں رکھتی اور زبان سے نکلتی ہے سب دفعۃً موجود ہیں اور لائے نفی سے اپنی
برارت و بیزاری کا ٹھکانا اظہار، پھر تبرا اور کس چیز کا نام ہے، میں اس واضح بات کے ایضاح کرنے یعنی
آفتاب روشن کو چہرہ اسٹا دکھانے میں زیادہ لطیف شخص بیکار کچھ کہ صرف اس الزامی نظیر پر قناعت کرتا ہوں
اگر کوئی شخص کے (قوم شیعہ میں بعد عبدالرزاق بہرہام کے جس نے سلسلہ میں انتقال کیا۔ بلا فصل
بہاؤ الدین اعلیٰ ہونے سے محفوظ اور بظاہر نام اسلام سے محفوظ ہے) تو کیا اُس نے ان دونوں کے بیچ میں

جتنے شیعیہ گزرے مثل طوسی و علی و کلینی و ابن بابویہ و غیر ہم سب کو کافر ملعون نہ کہا۔ نہیں نہیں یقیناً اس کے کلام کا صاف صاف یہی مطلب ہے جس کے سبب ہم اہل حق بھی اس لفظ پر انکار کریں گے اور اسے ناپسند رکھیں گے کہ ہمارے نزدیک بھی ان سب پر علی الاطلاق حکم کفر و لعنت جائز نہیں۔ انصاف کیجئے کیا اگر یہ بات علانیہ برسر بازار پکاری جائے تو شیعہ کو کچھ ناگوار نہ ہو گا یا وہ اسے صریح اپنی توہین و تذلیل نہ سمجھیں گے حالانکہ اس بیچ میں جتنے شیعیہ گزرے کسی کی مدح و عقیدت شیعہ کے اصول مذہب میں داخل نہیں نہ معاذ اللہ قرآن و حدیث یا اقوال ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ان لوگوں کی نیکی و خوبی پر دال، پھر حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جن کی شہادت و حب و ولوب و عقیدت ہم اہل سنت کے اصول مذہب میں داخل اور ہمارے نزدیک ہزاروں آیات و احادیث حضرت رسالت و اقوال ائمہ اطہار علیہم السلام سے ان کی لاکھوں خرابیاں قہر فیض مالائے ان کی نسبت ایسا کلمہ منصف و براہ اذان میں پکارا جانا کیونکر ہماری توہین مذہبی نہ ہو گا یا ہمارے دلوں کو نہ دکھائے گا، فرض یہ تو بد روشن و بدیہی بات ہے جس کے ایضاً کو جو کہ کہتے اس سے واضح تر نہ ہو گا مجھے تو فرضی اللہ عزوجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافضیہ حال نے سنیوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں ان کے مذہب کے بھی خلاف ہیں۔

(۱) ان کی حدیث و فقہ کی رو سے بھی اذان ایک محدود عبارت متعدد کلمات کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں۔

(۲) ان کے نزدیک بھی اُس اذان منقولی میں اور عبارت بڑھانا ناہانہ و گناہ اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے۔

(۳) ان کے پیشوا خود کہہ گئے کہ ان زیادتیوں کی موجب ایک ملعون قوم ہے جنہیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں۔

میں ان تینوں امور کی سندیں مذہب امامیہ کی معتبر کتابوں سے دوں گا اور ان کی عبارتیں مع صاف ترجمہ کے نقل کروں گا و باللہ التوفیق و لہ الحمد علی امراۃ صواء الطریق (اللہ تعالیٰ سے توفیق ہے اسی کے لئے حمد ہے سیدھا راستہ دکھانے پر۔ ت)

۱۔ حضرات خلفائے ثلاثہ کی شہادت و حب و ادب و عقیدت اہل سنت کے اصول مذہب میں ہے۔
۲۔ روافضیہ کے پیشواؤں نے کہا کہ اذان میں خلیفہ رسول اللہ بلا فصل و غیر زیادت کی وجہ سے ایک ملعون قوم ہے۔

سند امر اول : شرائع الاسلام شیخ علی مطبوعہ مکتبہ مطبع گلدستہ نشاۃ ۱۲۵۵ھ کے صفحہ ۳۴ پر ہے :

الاذان علی الاثنتین عشر فصلا
التکبیر اربع والشهادة بالتوحید ثم بالرسالة
ثم يقول حی علی الصلوة ثم علی الفلاح
ثم حی علی خیر العمل والتکبیر بعدہ
ثم التہلیل کل فصل مرتان ینہ

اذان مشہورتر قول پر اشارہ کیے ہیں ، تکبیر چار بار
اور گراہی توحید کی پھر رسالت کی پھر حی علی الصلوة
پھر حی علی الفلاح پھر حی علی خیر العمل اور
اس کے بعد اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ
ہر کلمہ دو بار ۔

خفیہ حی جو شہید ثانی کہا جاتا ہے اس کی شرعاً بزرگ میں لکھا ہے ،

هذا مذهب الاصحاب لا اعلو فیہ مخالفا
والستند فیہ ما رواه ابن بابويه والشیخ
عن ابی بکر الحضرمی وکلیب الاسدی عن
ابی عبد اللہ علیہ السلام انه حکي لهما
الاذان فقال الله اکبر الله اکبر الله اکبر
الله اکبر ، اشهد ان لا الہ الا الله اشهد
ان لا الہ الا الله ، اشهد ان محمدا
مرسول الله اشهد ان محمدا رسول
الله ، حی علی الصلوة حی علی الصلوة ،
حی علی الفلاح حی علی الفلاح ، حی علی
خیر العمل حی علی خیر العمل ، الله اکبر
الله اکبر ، لا الہ الا الله لا الہ الا الله ،
والاقامة كذلك وعن اسعیل الجعفی
قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام يقول
الاذان والاقامة خمسة وثلاثون حرفا

اذان کے وہی اشارہ کیے ہونا غریب تمام امامیہ کا
ہے جس میں میرے نزدیک کسی نے خلاف نہ کیا اور
اس کی سند وہ حدیث ہے جو ابن بابویہ شیخ نے
ابو بکر حضرمی وکلیب اسدی سے روایت کی کہ حضرت
ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ان کے سامنے اذان پڑھ
بیان فرمائی اللہ اکبر ۴ ، اشهد ان لا الہ
الا الله ۲ ، اشهد ان محمدا رسول الله
۲ ، حی علی الصلوة ۲ ، حی علی
الفلاح ۲ ، حی علی خیر العمل ۲ ،
الله اکبر ۲ ، لا الہ الا الله ۲ ۔ اور فرمایا
اسی طرح تکبیر کے ۔ اور اسعیل جعفی سے
روایت ہے میں نے حضرت امام ابو جعفر علیہ
السلام کو فرماتے سنا کہ اذان و تکبیر کا مجموعہ
پینتیس کلمے ہے ، پھر حضرت نے اپنے دست
بندوں سے ایک ایک کر کے گنے ، اذان اٹھارہ

فقد ذلك بيده واحدا واحدا الاذان
ثمانية عشر حرفا والاقامة سبعة عشر
حرفا ، وأشار المصنف بقوله على الا شهر
الى ما رواه الشيخ بسنده الى الحسين
بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله
بن سنان قال سألت ابا عبد الله عليه
السلام عن الاذان فقال تقول الله اكبر
الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد
ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمدا رسول الله
اشهد ان محمدا رسول الله ، حي على الصلوة
حي على الصلوة ، حي على الفلاح حي على
الفلاح ، حي على خير العمل حي على
خير العمل ، الله اكبر الله اكبر ، لا اله
الا الله ، وروى زرارة والفضل عن ابي عبد الله
عليه السلام نحو ذلك وحكى الشيخ
عن بعض اصحاب ترمذ التكميل في
اخرا الاذان وهو شاذ صرح وديما تلونا من
الاخبار امر ملخصا .

کلمے اور تکبیر سترہ ، اور وہ جو مصنف (یعنی علی
نے شرائع الاسلام میں) کہا کہ مشہور تر قول پر
اذان کے اٹھارہ کلمے ہیں وہ اسی سے اس حدیث
کی طرف اشارہ کرتا ہے جو شیخ نے بسند خود
حسین بن سعید اُس نے نصر بن سويد اُس نے
عبد اللہ بن سنان سے روایت کی کہ میں نے
ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اذان کو پوچھا فرمایا
یوں کہہ اللہ اکبر ۲ ، اشهد ان لا اله
الا لله ۲ ، اشهد ان محمدا رسول الله ۲ ،
حي على الصلوة ۲ ، حي على الفلاح ۲ ،
حي خيرا العمل ۲ ، الله اكبر ۲ ،
لا اله الا الله ۲ (یعنی اس حدیث میں
شروع اذان صرف دو تکبیر سے ہے تو اذان
کے سولہ ہی کلمے رہیں گے) اور زرارة وفضل
نے امام ممدوح سے یونہی روایت کی اور شیخ
نے بعض امامیہ سے آخر اذان میں چار تکبیر نقل
کیں اور وہ شاذ مردود ہے بسبب ان حدیثوں
کے جو ہم نے ذکر کیں اور ملخصا .

شہید شیعہ ابو عبد اللہ بن مکی لکھ دمشق میں لکھتا ہے :

اول اذان میں چار بار اللہ اکبر کہے پھر دونوں
شہادتیں پھر تینوں حی علی پھر اللہ اکبر
پھر لا اله الا الله ہر کلمہ چار بار یہ اٹھارہ کلمے
ہیں اور کل یہی ہیں جو شرع میں منقول ہوئے

یکبار اس بعافی اول الاذان ثم التشهدان
ثم جملتان التثنت ثم التكبير ثم
التهيل مشني فهذه ثمانية عشر
فصلا ، فهذه جملة الفصول

المنقولة شرعا ولا يجوز اعتقاد شرعية
غير هذه المنقولة في الاذان والاقامة
كالشهاد بالولاية لعلي عليه السلام مطلقا.
سند امر دوم : اسی مارک میں ہے ،

الاذان سنة متلقة من الشارع كما في العبادات
فيكون الزيادة فيه تشريعا محرما كما يحرم
زيادة ان محمدا وآله خير البرية
فان ذلك وان كان من احكام الايمان
الا انه ليس من فصول الاذان
هو ان يقرأ احكام ايمان سے ہے مگر اذان کے کلمات سے نہیں۔

الاذان عبادة متلقة من صاحب الشرع
فيقتصر في كیفيتها على المنقول والقرایات
المنقولة عن اهل البيت عليهم السلام
خالية عن هذا اللفظ فيكون الاتيان به
تشريعا محرما
ہو تبیں وہ اس لفظ سے خالی ہیں تو اس کا بڑھانا ہی شریعت تراشنا ہو گا کہ حرام ہے۔

سند امر سوم : شیخ صدوق شیعہ ابن بابوی قمی کہ ان کے یہاں کے اکابر مجتہدین و ارکان
مذہب سے ہے ، کتاب من لا یخضر الفقیہ کے باب الاذان والاقامة مکرر مذکور نہیں میں لکھتا ہے ،
روی ابو بکر الخضری وکلیب الاسدی عن ابی جعفر علیہ السلام
علیہ السلام انہ حکى لهما الاذان فقال
الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر ،
ابو بکر حفصی وکلیب اسدی حضرت ابو عبد اللہ
علیہ السلام سے راوی کہ اُس بناب نے اُن کے
سامنے اذان پڑھائی کہ کرسنا فی اللہ اکبر ۴۴

لہ الحمد للہ مشقہ
ول بعض ائمہ و افاض کی تصریح کہ اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ یا اس کے مثل کہنا جائز ہے اور اذان میں
اس کی مشروعیت کا اعتقاد باطل ہے۔
ول بعض مشروران کی تصریح کہ کلمات منقولہ اذان سے کوئی لگ بڑھانا ہی شریعت گھڑنا ہے اور یہ حرام ہے۔

اشھدان لا الہ الا اللہ اشھدان لا الہ
الا اللہ، اشھدان محمد رسول اللہ
اشھدان محمد رسول اللہ، حی
على الصلوة حی على الصلوة، حی على الفلاح
حی على الفلاح، حی على خیر العمل حی على
خیر العمل، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ
وقال مصنف هذا الكتاب هذا هو الاذان
الصحيح لا يزد فيه ولا ينقص منه و
المفوضة لعنهم الله قد وضعوا اخبارا و
زادوا في الاذان محمد و آل محمد خیر
البرية مرتين، وفي بعض رواياتهم بعد
اشھدان محمد رسول اللہ اشھدان
علیا و آل اللہ مرتين و عنهم من روی بديل
فذلك و اشھدان علیا امیر المؤمنین
حقا مرتين ولا شك في ان علیا و آل اللہ
الہ امیر المؤمنین حقان محمد و آل اللہ
صلوات اللہ علیهم خیر البرية و لكن
ليس ذلك في اصل الاذان و انما ذكرت
ذلك ليعرف بهذه النیادة المتعصفت
بالتفویض المدلسون انفسهم في جعلنا

اشھدان لا الہ الا اللہ ۲، اشھدان
محمد رسول اللہ ۲، حی على الصلوة ۲،
حی على الفلاح ۲، حی على خیر العمل ۲،
اللہ اکبر ۲، لا الہ الا اللہ ۲۔ مصنف اس
کتاب کا کہتا ہے یہی اذان صحیح ہے نہ اس میں
کچھ بڑھایا جائے نہ اس سے کچھ گھٹایا جائے
اور فرقہ مغوضہ نے کہ اشھدان پر لعنت کرے کچھ
ٹھوڑی حدیثیں اپنے دل سے ٹھہرائی اور اذان میں
محمد و آل محمد خیر البرية دو بار
بڑھایا اور انھیں کبھی بعض روایات میں اشھدان
ان محمد رسول اللہ کے بعد اشھدان علیا
ولی اللہ دو بار آیا اور ان کے بعض نے اس کے بدلے
اشھدان علیا امیر المؤمنین حقاً دو بار روایت
کیا اور اس میں شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں اور
بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی
آل علیہم السلام تمام جہاں سے بہتر ہیں مگر یہ
کے اصل اذان میں نہیں اور میں نے اس کے ذکر
کر دیا کہ اس زیادتی کے باعث وہ لوگ پہچان
نے جائیں جو مذہب تفویض سے متہم ہیں اور ربوہ
قریب اپنے آپ کو ہمارے گردہ (یعنی فرقہ امامیہ)
میں داخل کرتے ہیں۔

دیکھو امامیہ کا شیخ صدوق کیسی صاف صاف شہادت دے رہا ہے کہ اذان کے شروع میں
وہی اشارہ لگے ہیں اور ان پر یہ زیادتیاں مغوضہ کی تراشی ہوئی ہیں اور صاف کہتا لعنہم اللہ تعالیٰ

اُن پر اللہ لعنت کرے۔

تنبیہ لطیف : جس طرح بھلا اللہ تعالیٰ ہم نے یہ امور پیشوایانِ شیعہ کی تصریحات سے لکھے وہی مناسب کہ اس کلمہ خبیثہ کا تبرا ہونا بھی انہی کے معجزوں سے ثابت کر دیا جائے۔ کلام میں جس واضح توفیر سے ہم نے اس کا تبرا ہونا ظاہر کیا اُس سب سے قطع نظر کیجئے تو ایک امام شیعہ کی شہادت لیجئے کہ اس کی تقریر سے اس ناپاک کلمے کا سبب صریح و دشنام قبیح ہونا ثابت۔ ان کا علامہ کتاب المختلف میں لکھا ہے،

المناخرة لا تنفك عن الباب اذا المناخرة
انما تم بذكر فضائل له و سلبها عمت
خصمه او سلب من ذائل عنه و اثباتها
لخصمه و هذا معنى الباب
کچھ عربی اپنے لئے ثابت کرے اور اپنے مقابل کو اُن سے خالی کہے یا بعض برائیوں سے اپنی برائی
اور اپنے مقابل کے لئے انہیں ثابت کرے، اور یہی معنی دشنام دہی کے ہیں۔

نقله بعض محشی الروضة البهية شرح
اللمعة الدمشقية على هامشها من
كتاب الحج في تفسير السبائب
صفحة ۱۶۱۔
اس کو دہرہ بہرہ شرح لکھ دمشق کے بعض محشی
نے اس کے حاشیہ پر کتاب الحج
میں سبب کی تفسیر میں صفحہ ۱۶۱ پر نقل
کیا ہے۔ (ت)

اب کہئے کہ خلافت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضیلت ہے یا نہیں، ضرور کہئے گا
کہ اعلیٰ فضائل سے ہے، اب کہئے خلیفہ رسول اللہ کہہ کر آپ نے اُسے حوٰی قلیٰ کرم اللہ تعالیٰ
وہر کے لئے ثابت اور بلا فصل کہہ کر حضرات خلفائے شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے سلب کیا یا
نہیں، اقرار کے سوا کیا چارہ ہے۔ اور جب یوں ہے اور آپ کا علم گواہی دیتا ہے کہ شہداء میں
دشنام اسی کا نام، تو کیا محل انکار ہوگا کہ یہ موقوف کلمہ معاذ اللہ علی الاعلان ہمارے پیشوایانِ دین
کو صاف صاف دشنام دیتا ہے پھر تبرا نہ بتانا عجیب سینہ زدوری ہے۔

ہاں اب داد انصاف طلب ہے

اگر بالفرض یہ کلمہ ملعونہ ان کی اذان مذہبی میں داخل ہوتا اور ان کے یہاں روایات میں آتا تو کہہ سکتے کہ صرف اہلسنت کا دل دکھانا مقصود نہیں بلکہ اپنی رسم مذہبی پر نظر ہے اسب کی یقیناً شہادت کہ کلمہ مذکورہ خود ان کے مذہب میں بھی نہیں، نہ صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی روایت نہ حضرات ائمہ اطہار سے اس کی اجازت، نہ ان کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی یہ ترتیب و کیفیت، بلکہ خود انہیں کی معتبر کتابوں میں تصریح کہ اذان میں صرف اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ اشهد ان لا اله الا الله، اور یہ زیادتیاں اس فرقہ ملعونہ کی نکالی ہوئی ہیں جو بافتراق اہلسنت و شیعہ کافر ہیں، تو ایسی حالت میں اس کے بڑھانے کو ہرگز کسی رسم مذہبی کی ادا پر محمول نہیں کر سکتے بلکہ یقیناً سو اس کے کہ اہلسنت کو آزار دینا اور ان کا دل دکھانا اور ان کی توہین مذہبی کرنا مد نظر ہے اور کوئی غرض مقصود نہیں۔ سبحان الله! طرفہ پیہا کی ہے اگر یہ ناپاک لفظ ان کی اذان مذہبی میں ہوتا بھی تاہم کوئی فریق اپنی اس رسم مذہبی کا اعلان نہیں کر سکتا جس میں دوسرے فریق کی توہین مذہبی یا اس کے پیشوایان دین کی اہانت ہو، نہ کہ یہ ناپاک رسم کہ خود شیعہ کے بھی خلاف مذہب ملعون کافروں سے سیکھ کر یہ اعلان کریں اور ہمارے پیشوایان دین کی جناب میں ایسے الفاظ کہہ کر جو بتصریح انہیں کے عمائد کے صریح دشنام ہیں ہمارا دل دکھائیں کیا اب ہند میں روافض کی سلطنت ہے یا گردنمنٹ ہند شیعہ ہو گئی یا اس نے ہماری توہین مذہبی کی پروانگی دے دی یا شیعہ صاحبوں نے کوئی خفیہ طاقت پیدا کر لی جس کے باعث ارتکاب جرم میں ہمیشہ ندرہی، فالی اللہ العشتکی وعلیہ البلاغ وهو المستعان ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم، وصلى الله تعالى على سيدنا و مولانا محمد وآله وصحبه اجمعين، والمحمد لله رب العالمين۔

رسالہ

ادلة الطاعة في اذان الملاعة

ختم ہوا

زینت

لنگھی، ٹمرہ، ہستی، مسواک، خضاب، ہندی، سنگار وغیرہ متعلق

۱۸۵ مسئلہ از بیہی محلہ چھتری سڑک متصل مسجد حافظ عبدالقادر چاند سے
۱۸۹۶
مرسلہ شیخ عبد اللہ ولد حاجی اللہ رکھا محرم ۱۳۱۱ھ

کیا فرائض میں علامتے دین و خضاب شرع میں ان صورتوں میں کہ ذیل میں معروض ہے،

- (۱) کہ دریں زمانہ عورتوں کو ناک چھیدنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) ہم لوگ کا خیال واری اور کچھی اور قبض دیہات ہند میں یہ رواج ہے کہ مرد مر جائے تو عورتیں ناک میں پتھری پہنتی نہیں اور کہتی ہیں یہ ہمارے مرد کی نشانی ہے اور جب دوسرا مرد کریں گی تب پہنیں گی، یہ عقیدہ ان کا درست ہے یا نہیں؟
- (۳) ناک چھیدنا اہل سنت و جماعت کے نزدیک فرض، واجب، سنت، مستحب ہے یا کیا؟
- (۴) اس نہت چھیدنے کو ماہ الاموال المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن (جس کام کو مسلمان اچھا جانتیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ ت) پر عمل کر سکتے ہیں یا کیا؟ کیونکہ عورتوں کی زینت ہے۔

(۵) ناک داہنی طرف کا یا بائیں طرف کا چھیدنا یا کیا کیونکہ اکثر بلاد ہند کی عورتیں بعض داہنی طرف کا اور بعض بائیں طرف کا ناک چھیدتی ہیں وغیرہ۔ یقیناً توجروا (بیان فرماؤ تا کہ تم اجر پاؤ۔ ت)

لے المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ علی اللہ لیاہدہ حاتمہ وانی برفاعتہ دار الفکر بیروت ۴/۸

الجواب

عورتوں کو فقہ یا جلاق کے لئے ناک چھیدنا جائز ہے جس طرح بالوں، بالیوں، کان کے گھنوں کے لئے کان چھیدنا،

در مختار میں ہے کہ لڑکی کے کان چھیدنے میں بطور استحسان کوئی مضائقہ نہیں، کیا ناک چھیدنا بھی جائز ہے، میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ لیکن علامہ طحاوی نے فرمایا کہ میں کتا ہوں کہ اگر یہ کام عورتوں کی زیبائش میں شامل ہے جیسا کہ بعض شہروں میں رواج ہے تو پھر یہ بالیوں کے لئے کان چھیدنے کی طرح کا عمل ہے۔ اور علامہ سندھی مدنی نے فرمایا شوافع نے اس کے جائز ہونے کی تصریح کی ہے۔ ان دونوں باتوں کو علامہ سندھی نے نقل کرنے کے بعد برقرار رکھا ہے۔ میں کتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں کہ کان چھیدنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں متعارف اور مشہور تھا اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اطلاع پائی مگر مانعت نہیں فرمائی۔ یہ دیکھ کر پہنچانا صرف زیب و زینت کے لئے ہو گا۔ اور اسی طرح یہ بھی ہے کیونکہ دونوں کا حکم مساوی ہے۔ پس اس کا جائز ہونا والہ نص کی بنیاد پر ثابت ہو گیا اس علم سے جس میں مجتہد وغیرہ مجتہد مشترک ہیں جیسا کہ یہ بات اپنے محل میں ثابت ہو چکی ہے۔ (ت)

فی الدر المختار لا بأس بشقب اذن البنت استحسانا منقطع وهل يجوز في الانثى لو اساء الله لمخضا قال العلامة الطحاوي قلت ان كانت مما يزين النساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كشقب القرط وقال العلامة السندى المسمى قد نص الشافعية على جوازها ونقلها العلامة الشافعي واقر اقول ولا شك ان ثقب الاذن كان شائعا في زمن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وقد اطلع صلى الله تعالى عليه وسلم ولم ينكره ثم لم يكن الا ايلاما للزينة فكذا هذا يحكم المساواة فثبت جوازها بدلالة النص المشترك في العلم بهما المجتهد ومن وغيرهم كما تقر في مقارن.

اور وہ صرف ایک امر مباح ہے فرض واجب سنت اصلاً نہیں، ہاں جو مباح بدعت محمودہ کیا جائے
 شرعاً محمود ہو جاتا ہے جیسے ہستی لکائی کہ عورت کو مباح ہے اور اگر شوہر کے لئے سنگار کی میت ہے
 لگائے تو مستحب کہ یہ بدعت شرعاً محمود ہے اور جبکہ یہ امر خود زیور ہائے گوشے کے لئے کان چھیدنے
 سے کہ خاص زمانہ اقدس حضور پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رائج تھا اور حضور پروردگار
 صلوات اللہ سلامہ علیہ نے جائز و مقرر رکھا، حکم و طاقت ثابت تو اس کے لئے اثر عارۃ المسلمین
 (جس کو مسلمان اچھا کہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہوتا ہے۔ ت) کی طرف رجوع کی
 حاجت نہیں فان الثابت بدلالة النص كالاثبات النص (کیونکہ جو دلائل نص سے ثابت
 ہو وہ اسی طرح ہے جیسے نص سے ثابت ہے۔ ت) اور رہنے بائیں جانب میں مختار ہیں یہ کوئی
 امر شرعی نہیں درسم زمانہ پر مبنی ہے جس طرف چاہیں چھیدیں۔ رد موت شوہر پر نکتہ نہ پہنچتا
 ایام عدت تک تو شرعاً ضرور ہے کہ نکتہ زیور اور زینت ہے اور بیوہ کو کوئی گنا کسی طرح کا سنگار
 جائز نہیں،

فی الدار المنقاس و مردالمختار تصد (اعی ۱۱۱) و مختار اور مرد المختار میں ہے کہ عدت گزارنے
 وجوباً کما فی البحر (مکلفہ مسلمۃ اذا
 كانت معتدة بت او صوت بقلع الزینة
 بحلی) ای بجمیع انواعہ بحر و فی
 قاضی خاں المعتدة تجتنب عن کل
 زینة اہ ملقطاً۔
 و اگر کسی قسم کے زیورات نہ پہنے تاکہ زیبائش نہ ہونے پائے (المختار اتی)، قاضی خاں
 میں ہے کہ عدت گزارنے والی عورت ہر قسم کی زیب و زینت سے پرہیز کرے (ملقطاً۔ ت)
 اور بعد ختم عدت اگر شرعاً نکتہ وغیرہ پہنانا جائز و ممنوع سمجھے گنہگار ہوگی کہ یہ معاذ اللہ
 شریعت مطہرہ پر اقرار ہے اور اگر جائز و روا سمجھے کریمی عادت نہ پہنے تو حصر ج نہیں۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹ شہر کنتہ مرسلہ شیخ عبدالعزیز صاحب ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۲ھ
 خضاب سیاہ رنگ یعنی ہندی و نیل باہم مخلوط کر کے بلا ضرورت شرعی استعمال کرنا درست
 ہے یا نہیں؟ اور ضرورت شرعی کیا کیا ہیں؟ صرف ہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں؟ سوائے
 خضاب مذکورہ بالا اور خضاب بھی مثل مازو و ہلیلہ و غیرہ کے جاتر ہیں یا نہیں؟ جواب مع حوالہ کتاب
 مرحمت ہو۔

الجواب

سیاہ خضاب خواہ مازو و ہلیلہ و نیل کا ہو خواہ نیل و حنا مخلوط تولہ کسی چیز کا سوا اجماع دین کے
 سب کو مطلقاً حرام ہے اور صرف ہندی کا سُرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں اتنی طارک جس سے
 سرخی میں بختگی آجائے اور رنگ سیاہ نہ ہونے پائے سنت مستحبہ ہے۔ شیخ محقق عسکامہ
 عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ الشریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں:
 خضاب لبسوا حرام است و صحابہ و غیرہم خضاب سیاہ خضاب لگانا حرام ہے، صحابہ اور دیگر
 سُرخ می کردند و گاہے زرد نیز اہل خضاب۔ بزرگوں سے سُرخ خضاب کا استعمال منقول
 ہے اور کبھی کبھار زرد رنگ کا خضاب بھی اہل
 طحفا (ت)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الصفرة خضاب المؤمن والجمرة خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر۔ رواة الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سُرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافروں کا۔
 (طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت
 عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے
 سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

محیط پھر شرح الفخار پھر رد المحتار میں ہے:

اما الجمرة فهو سنة الرجال وہی سرخی کی بات قویہ مردوں کے لئے خصوصاً

لہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب العباس باب الرجل نور بدینہ سکر ۵۶۹/۲
 لہ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة ذکر عبد اللہ بن عمر دار الفکر بیروت ۴/۵

نیز ابو داؤد و نسائی کی حدیث میں بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے،
 نبیانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یبسط احدنا کل یوم لہ
 ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم میں سے کوئی شخص روز بیکنگھی کرے۔
 مقصود اس حدیث ترف و تنعم کی کثرت اور تڑپیں و تحسین بدی میں انہماک سے نہی ہے جس کا
 حاصل یہ ہے کہ مرد کو زمانہ طور پر سنگھار اور بیکنگھی چرئی میں مشغول نہ چاہئے۔ مرقاة میں امام ولی الدین
 عراقی سے ہے،

ہو نہیں تنزیہ لا تحیم والمعنی فیہ انہ
 من باب الترفہ و تنعم فی جنتہ۔
 یہ نہی تنزیہ بھی ہے نہ کہ تحریم، اور اس کا معنی
 یہ ہے یہ آسودگی اور خوشحالی کے باب ہے

لہذا اس کام سے پرہیز کرے۔ (د ت)
 اور جہاں پر نیت ذمیرہ ہو بلکہ بر نیت صالحہ مثل علاج وغیرہ دن میں کئی بار بیکنگھی کرے کوئی حرج
 و کراہت نہیں۔ امام مالک موطا میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انہوں نے حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی،

ان ف جنتہ اغار جلدہ۔
 میرے بال شان تک ہیں کیا میں انہیں
 بیکنگھی کروں؟

منہر یا، نعم و اگر مٹا یاں اور ان کی عزت کر۔
 قال فكان ابو قتادۃ مریداً دہنہا فی
 الیوم مرتین لما قال لہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
 یعنی ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر دن میں
 دو بار بالوں میں تیل ڈالتے کہ حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا یاں
 اور ان کی عزت کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۲۔ ربیع الآخر شریعت ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دائرہ می وغیرہ پر مرد کو

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی البول فی المستم آفتاب عالم پریس لاہور ۵/۱
 ۲۔ مرقاة المفاتیح کتاب اللباس باب التزیل الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲۲۶/۸
 ۳۔ موطا امام مالک کتاب الجامع باب اصلاح الشعر میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۶۱، ۶۲، ۶۳

بلا کسی وجہ کے دیکھ کر کسی رنگ سے رنگنا جائز ہے یا گناہ؟ (بیان فہرہ و ستارہ)
اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

تنہا ہندی مستحب ہے اور اس میں کتم کی چیزیں ملا کر ایک گلاس مشابہ رنگ زیرتہ ہے جس کا رنگ گہرا سرخ مائل بسیا ہی ہوتا ہے اس سے بہتر اور زرد رنگ سب سے بہتر اور سیاہ دیکھنے کا ہو خواہ کسی چیز کا مطلقاً حرام ہے، مگر مجاہدین کو۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے،

مر على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
مرجل قد غضب بالحناء فقال ما احسن
هذا قال فسر اخر قد غضب بالحناء و
انكتم فقال هذا احسن من هذا ثم
مر اخر قد غضب بالصفير فقال هذا
احسن من هذا كله
یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے سامنے ایک صاحب ہندی کا غضاب
کئے گزرے، فرمایا، یہ کیا خوب ہے۔ پھر
دوسرے گزرے انھوں نے ہندی اور کتم ملا کر
غضاب کیا تھا، فرمایا، یہ اس سے بہتر ہے۔
پھر تیسرے زرد غضاب کئے گزرے، فرمایا،
یہ ان سب سے بہتر ہے۔

مجم کیر طبرانی و مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

الصفرة غضاب المؤمن والحمرة غضاب
المسلم والسواد غضاب الکافر
زرد غضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ
اہل اسلام کا اور سیاہ غضاب کافروں
کا ہے۔

امام احمد مسند اور ابوداؤد و نسائی و ابن جبار و حاکم و ضیاء اپنی اپنی صحاح اور بیہقی سنن میں
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لے سنن ابی داؤد کتاب التریل باب فی غضاب الصفرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۲۴
لے المستدرک علی الصحیحین کتاب معرفة الصحابة عبد اللہ بن عمر بن العاص دار الفکر بیروت ۴/۵۲۶
کنز العمال بحوالہ الطب وک عن ابن عمر حدیث ۱۷۳۱۵ موسسة الرسالة بیروت ۹/۶۲۸

فرماتے ہیں،

يكون قوم في آخر الزمان يخطبون
بهذا السواد نحو اصل الحمام لا يجدون
ساحة الجنة
آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب
کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے پوسٹے، وہ جنت
کی بڑے سڑکوں پر نہیں ملے۔

طبرانی کبیر اور ابن ابی عاصم کتاب السنہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من خضب بالسواد سود الله وجهه
يوم القيامة
جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت
اس کا منہ کالا کرے گا۔

علامہ عموری و طحاوی و شامی فرماتے ہیں،

هذا في حق غير الغزاة ولا يحرّم في
حقهم إلا ما رهاب به
یہ حکم مجاہدین کے سوا دوسروں کے لئے ہے لہذا
ان کے لئے سیاہ خضاب کا استعمال حرام نہیں

دشمنوں کو ڈرانے اور انہیں مرعوب کرنے کے لئے
وہ اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔ (د ت)

اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے،

بصحت رسیہ است کہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ خضاب می کرد بجا و حکم کو نام گیا ہے
است لیکن رنگ آن سیاہ نیست بلکہ سرخ
ماثل بسیا ہی است
طریقہ محبت تکبیر روایت پہنچی ہوئی ہے کہ
امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ حکم گھاس کی پتیاں ملا کر خضاب کیا کرتے
تھے جس کا رنگ سیاہ نہیں بلکہ گہرا سرخ
ماثل بسیا ہی ہوا کرتا تھا۔ (د ت)

اس مسئلے کی تفصیل فتاویٰ فقیر میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ما جاء في خضاب السواد آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۲۲

سنن النسائی کتاب الزینۃ الخضاب بالسواد ۲/۲۴۴ و مسند احمد بن حنبل ۱/۲۴۲

۲۔ کنز العمال بحوالہ طب عن ابی الدرداء حدیث ۱۴۳۳ موسستہ الرسالہ بیروت ۶/۶۴۱

۳۔ رد المحتار مسائل شتی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۸۲

۴۔ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ الصالح کتاب العباس باب الترجل مکتبہ فوریر رضویہ سکھر ۳/۵۴۶

مسئلہ ۱۹۳۔ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ از شہر کتہ مرسلہ سید عبدالواحد مختار دہلی
کیا فرماتے ہیں علمائے دینی اس مسئلہ میں کہ عورت کو زیبائش و آرائش کے لئے رستی سیاہ
لگانا یا دانتوں کے گر جانے کے خوف سے سیاہ رستی لگانا کیسا ہے؟ بینوا تو حروا۔

الجواب

رستی کسی رنگ کی ہو عورتوں کو علاج دندان یا شوہر کے واسطے آرائش کے لئے مطلقاً
جائز بلکہ مستحب ہے، صرف حالتِ روزہ میں لگانا منع ہے۔

فی الدر المختار مع مضمّن علیہ ایضاً
ممنوع ملتئم والا فیفطر وکذا للمفطرین
الا فی الخلوۃ بعد ردّ قبیل یباح ویستحب
للنساء لانه سوا کھن ففتح ، فی رد المحتار
قیدہ بذلک لان الاکسود و غیر الممنوع
و غیر الملتئم یصل منه شیء الی الجوف الخ
واللہ تعالی اعلم۔
در مختار میں ہے سفید گوند جس کے باہم اجزاء
مٹے ہوئے ہوں اور جو چبائی ہوئی ہو مگر مزید
چبائے جانے کے قابل ہو تو اس کے استعمال
یعنی چبانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ غیر روزہ دار
کے لئے اس کا استعمال بلا عذر مکروہ ہے
البتہ عذر کی وجہ سے خلوت میں اس کا چبانا
مکروہ نہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مباح ہے

اور مستورات کے لئے اس کا استعمال مستحب ہے اس لئے کہ یہ ان کی مسواک ہے، فتح القدیر
فتاویٰ شامی میں ہے کہ مصنف نے اس کو چند شرائط کے ساتھ مشروع یا مقید کیا (اکسود،
غیر ممضوغ (چبایا ہوا نہ ہو)، غیر ملقّم (اجزاء باہم پیوستہ نہ ہوں)) اس لئے کہ غیر مضمون
کے ہونے کی صورت میں اس کا کچھ دیکھ کر حدیث میں چلا جاتا ہے الخ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
مسئلہ ۱۹۴۔ از سرنایا ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ۴ ذیہجہ ۱۳۳۱ھ
عورت یلہ دو سر میں لگی ڈان پوڑے پھنسی پر استعمال کرنا۔

الجواب

جائز ہے مگر اس کا خیال رہے کہ سر میں یہ بوند پیدا ہو دھوتا رہے، اگر بدبو آنے لگے گی نماز
مکروہ ہوگی اور مرد کو مسجد میں جانے جماعت میں شریک ہونے سے محروم ہونا پڑے گا اور بیجا نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۵۲/۱ در مختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم مطبع مجتہدی دہلی
۱۱۲/۲ رد المحتار کتاب الطہارۃ " " " دار احیاء التراث العربی بیروت

مسئلہ ۱۹۵ مستفسر ذکار اللہ خاں رضوی روزِ شنبہ بتاریخ ۸ شعبان ۱۴۲۲ھ
(۱) زید کا قول ہے کہ خضاب ہندی میں ملا کر لگانا جائز ہے۔
(۲) زید کا قول ہے کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ وقت جہادِ داخلی کو توڑنا چاہئے۔

الجواب

(۱) ہندی میں اتنائیل ملانا جس سے رنگ سیاہ آئے حرام ہے قیامت کے دن اُن کے منہ کا لے کئے جائیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من اختضب بالسواد سواد اللہ وجہہ۔ جو سیاہ خضاب کرے قیامت میں اللہ تعالیٰ
یوم القيامة۔ اس کا منہ سیاہ کر دے گا۔
اُن ہندی میں اتنائیل ملانا جس سے رنگ سُرخ ہی رہے مگر اس میں ذرا پختلی آجائے یہ جائز
ہے وهو المراد بالسواد وبما هو في الخافية وغیرہا مذکور (حدیث سے منقول اور غائیہ وغیرہ میں
مذکور سے یہی مراد ہے۔ ت)

(۲) زید محض جھوٹا ہے، قرآن مجید پر اقرار کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۹۶ مسئلہ مولوی محمد اسماعیل صاحب محمد آباد امام مسجد چھاؤنی بریلی، ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
رات کے وقت آئینہ دیکھنا منع ہے یا نہیں خصوصاً عورتوں کو کہ اپنے خاوند کے لئے بناؤ سنگھار
کرتے وقت آئینہ دیکھنے کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔

الجواب

رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں، بعض عوام کا خیال ہے کہ اُس سے منہ پر جھائیاں پڑتی
ہیں اور اس کا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے نہ طباً نہ تجرباً، اور عورت کہ اپنے شوہر کے سنگھار کے واسطے
آئینہ دیکھے ثوابِ عظیم کی مستحق ہے، ثواب کی بات ہے اصل خیالات کی بناء پر منع نہیں ہو سکتی واللہ اعلم
مسئلہ ۱۹۷ مسئلہ عزیز الحسن طالب علم مدرسہ اہلسنت شنبہ یکم شعبان ۱۴۲۲ھ
مردوں کے لئے ہندی کا استعمال شوقیہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس قدر
محبوبِ بدن میں؟ بتیروا تو جروا۔

الجواب

ہند پائوں میں ہندی کی رنگت مرد کے لئے حرام ہے اور سر اور دائرہ میں مستحب۔

۱۔ مجمع الزوائد کتاب البیاس باب فی الثیاب والخصاب دارالکتب بیروت ۱۶۳/۵
کنز العمال برمز طب عن ابی الدرداء حدیث ۱۴۲۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶۴۱/۹

مسئلہ ۱۹۹ از گلگتہ ذکریا سٹریٹ ۲۲ مولوی عبدالحلیم صاحب میرٹھی، رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ
 خضاب لگانے اور مردوں کی وارثی مورچہ اور سر کے بال کاٹنے کے متعلق شریعت بیضا کا کیا
 حکم ہے؟ یہ حدیث کہ خضاب لگانے والا جنت کی پونہ سونگے گا کسی خضاب سے متعلق ہے؟ نیل و
 مہندی ملا کر جو خضاب کیا جاتا ہے اور جس سے بال بالکل کالے نہیں ہوتے وہ کس حکم میں ہے؟ اور اگر
 اسی سے بعض طرق کے تبدیل و تغیر کے باعث بالکل سیاہ ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟ فوجان بیوی یا
 اور بعض کیفیات میں کیا خضاب اسود ناجائز ہونے کی صورت میں استنثار رہے گا؟ اگر ایسا ہے
 تو ان بعض کیفیات کی توضیح کیا ہے؟

الجواب

سیاہ خضاب حرام ہے،

قال صل الله تعالى عليه وسلم غيبوا
 هذا البشئ واجتنبوا السواد مائة مسلم
 عن جابر رضي الله تعالى عنه وفي حديث
 آخر من خضب بالسواد سود الله وجهه
 يوم القيمة مائة الطبرانی
 حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان
 بالوں کو کسی چیز سے تبدیل کر دو لیکن سیاہی سے
 بچو۔ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی سند سے اسے روایت کیا۔ اور ایک
 دوسری حدیث میں ارشاد ہے: جس نے سیاہ
 خضاب لگایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔ اس کو امام طبرانی سے
 روایت کیا۔ (ت)

حدیث مذکور فی السؤال سیاہ خضاب ہی کے بارے میں ہے خود اسی کے الفاظ کا ارشاد ہے
 یخضبون بالسواد کحواصل الحیام لا یرینون
 مائة الجنة مائة ابوداؤد والنسائی
 عن ابن عباس رضي الله تعالى عنها۔
 کچھ لوگ سیاہ خضاب لگائیں گے جیسے کبوتر کے
 پوشے ہوں، جہنم کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔
 ابوداؤد و نسائی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے اس کو روایت کیا (ت)

۱۔ صحیح مسلم کتاب العباس باب استحباب خضاب الشیب بصغرة قیدی کتب خانہ کراچی ۱۹۹/۲
 ۲۔ کنز العمال بحوالہ الطب عن ابی الدردار حدیث ۱۴۳۳۳ مائة الرسال بیروت ۶/۶
 ۳۔ سنن ابی داؤد کتاب الترتیل باب ما جاز فی خضاب السواد آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲۲/۲
 ۴۔ سنن النسائی باب النہی عن الخضاب بالسواد نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲۴۴/۲

سیاہ خضاب مطلقاً حرام ہے اور سیاہ محمول بالقشک یک نیلا، اودا، کاسنی سب سیاہ ہے اور بغرض غلط سیاہ نہ ہو تو قریب سیاہ قطعاً ہے، اور حدیث صحیح کا ارشاد ہے:

لا تقربوا السواد، سواد الامام احسن
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
سیاہی کے پاس نہ جاؤ (اسی کو امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اور حدیث ابوداؤد و نسائی میں کبرتر کے پوٹے سے تشبیہ بھی اسی طرف ناظر، جنگلی کبوتروں کے پوٹے اکثر نیلگوں ہوتے ہیں۔ خاص ہندی کی رنگت گہری نہیں ہوتی، جب اس میں کچھ تپان نیل کا ملا دی جائے تو سرخ گہرا رنگ ہو جاتا ہے یہ حس ہے نہ یہ کہ اتنا نیل ملا دیا جائے کہ سیاہ کر دے یا پٹے ہندی سے رنگ کر جب بال خوب صاف ہو گئے اس پر نیل مٹو پا کر یہ سب وہی حرام صورتیں ہیں جن کو اجتنبوا (سیاہی سے بچو۔ ت) فرمایا، لا یجدون من انحة الجنة (وہ لوگ جنت کی خوشبو نہ پائیں گے۔ ت) فرمایا، جس پر سواد اللہ و جہنم (اللہ تعالیٰ ہی کے چہرے سیاہ کر دے گا۔ ت) آیا، شراب کہ غلط نمک سے سرکہ ہو جائے نہ یہ کہ گھڑے بھر شراب میں نمک کی ایک کنکری ڈال کر پی جائے نہ یہ کہ بہت سا نمک پھانک کر اوپر سے شراب چڑھا دے، تویم سواد سے صرف مباشرتی جہاد کا استثناء ہے جیسے ادنیٰ کوریشم کا بانا، اور صاحبین کے نزدیک خالص ریشم روا ہے، اور زود جہاد کی غرض سے ایک روایت مروجہ میں جواز آیا ہے کہ مروجہ پر حکم فتویٰ جمل و خرق اجماع ہے۔ امام محمد علیہ الرحمۃ فتاویٰ ذخیرہ میں فرماتے ہیں:

الخضاب بالسواد للفرز و لیكون اھیب فی
عین العد و محمود باتفاق وان فعل ذلك لیزین
نفسه للنساء فمکروه و علیہ عاصۃ
المشائخ

جہاد میں سیاہ خضاب کی اجازت ہے تاکہ
دشمن کی نگاہ میں بارعب اور خوفناک ہو جائے،
اور یہ بالاتفاق اچھا ہے۔ اور اگر اپنے آپ کو
خورتوں کے ذریعہ وزینت دے تو یہ
مکروہ ہے، اور اسی پر عام مشائخ قائم
ہیں۔ (ت)

۱۔ مسند احمد بن حنبل

۲۔ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ الذخیرۃ کتاب المکرماتہ الباب العشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۹/۵

عقود الدیر میں ہے: العمل بما علیہ الاکثر (اس پر عمل کرنا جس پر اکثر ہیں۔ ت)
قول جہور پر حدیث صحیح صحاح ستہ:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن اللہ
الواشحات والمستوشحات والمناصبات
والمتنصبات والمتفلجات للحسن
المفیرات خلق اللہ یلہ
توبصرتی کے پیش نظر دانتر کے درمیان کشادگی بنانے والی ہیں، اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی
کرنے والی ہیں۔ (ت)

شاہد عدل ہے، عورت زیادہ اس کی محتاج ہے کہ شوہر کی نگاہ میں آراستہ ہو، جب اسے یہ امور
تغیر خلق اللہ کے سبب حرام و موجب لعنت ہوئے تو مرد پر بدرجہ اولیٰ۔

وقد قال تعالیٰ لا تبیل لحسن اللہ
وقال تعالیٰ عن عدوہ ابلیس ولا منہم
فلیفیرن خلق اللہ یلہ
لعین سے حکایت فرمائی (کہ اس نے کہا) ضرور انھیں حکم دول گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں
تبدیلی کریں گے۔ (ت)
نیز حدیث صحیح:

المتشیم بما لم یعط کلابس
ایسی چیز سے سیری دکھانے والا جو اس کو

۱۔ العقود الدیریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ
۲۔ صحیح البخاری کتاب اللباس باب الموصولۃ و باب المستوشمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۰-۸۱-۸۲
صحیح مسلم باب تحريم فعل الواسلۃ
۳۔ القرآن الکریم ۳۰/۳
۴۔ ۱۱۹/۴

ثوبیٰ مراد رواۃ الشیخان عن اسماء
 رضى الله تعالى عنها۔
 رلی نہیں اس طرح سے جیسے جھوٹ اور فریب کا
 لباس پہننے والا۔ بخاری اور مسلم نے اس کو ستیہ

اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے (ت)
 اُس پر وعید کو بس ہے ظاہر ہے کہ یہ خطاب اسی لئے ہو گا کہ عورت پر اظہارِ جوائی کرے،
 جوان ہے نہیں اور اس کی نگاہ میں جوان بے قرر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے جو
 شخص سر سے پاؤں تک جھوٹ اور فریب کا جامہ پہنے ہے، اس سے بدتر اور کیا درکار ہے بخلاف
 جہاد حدیث متواتر میں ہے، الحرب خدعة (جنگ دھوکا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۸۵/۲	صحیح البخاری	باب التکاح	باب التبعیج بمالم نزل الخ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۰۶/۲	صحیح مسلم	كتاب الجیاس	باب النہی عن التزویر فی البیاس	" " "
۴۲۵/۱	صحیح البخاری	كتاب الجہاد	باب الحرب خدعة	" " "
۸۳/۲	صحیح مسلم	"	باب جواز الخداع فی الحرب	" " "

رسالہ

حک العیب فی حرمة تسوید الشیب

(سفید بالوں کو کالا کرنے کی حرمت کے بارے میں عیب کو مٹانا)

مسئلہ از شہر کھنہ در سلسلہ شفیعی علی خاں صاحب ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۰۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ورنیل کا جس سے بال سیاہ ہو جائیں جائز ہے یا
نہیں اور نیل میں حنا ملا کر لگانا درست ہے یا نہیں؟ یقیناً توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)
الجواب: ورنیل حنا ملا کر لگانا جائز ہے بلا کراہت۔

فی الدر المختار ملخصاً لیتحب للرجل
غضاب شعره ولحيته ولو في
غير حرب في الاصح، ويكره
بالسواد وقيل لا مجمد الفتاوى
وفي رد المحتار ورد المن
باب كرمه رضي الله تعالى عنه
در مختار میں مختصر طور پر مذکور ہے کہ مرد کے لئے اپنے
بالوں اور وارھی کو غضاب کرنا (یعنی رنگین کرنا)
اگرچہ صحیح قول کے مطابق جہاد کے بغیر مستحب ہے
البتہ سیاہ کرنا مکروہ ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے
کہ مکروہ نہیں ہے، مجمع الفتاویٰ اور فتاویٰ شامی
میں ہے حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق

غضب بالمختار والکتم الحمد. واللہ سبحانہ
تعالیٰ اعلم۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرندی اور دوسرے سے
خضاب کیا (یعنی ان سے بالوں کو رنگدار بنایا) اللہ
واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (ت)

محمد یعقوب علی خاں

الجواب

صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے جس کی حرمت پر احادیث محمود
معتبرہ ناظر۔

فاقول واللہ التوفیق (پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ ت)
حدیث اول: احمد و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت
ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دامن خاص سپید دیکھ کر ارشاد فرمایا:

غیر وا هذا بشئ واجتنبوا السواد لک
اس سپیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ
رنگ سے بچو۔

حدیث دوم: امام احمد اپنی سند میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

غیر و الثیب ولا تقربوا السواد
پری تبدیل کرو اور سیاہ رنگ کے پاس نہ جاؤ۔
حدیث سوم: امام احمد ابو داؤد و نسائی و ابن حبان و حاکم باخارہ صحیح اور ضیاء مختارہ اور بہشتی سنن

میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بهذا
السواد کھواصل الحسام کلا یجدون
مرا نحة الجنة لک

آخر زمانے میں کہ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے
کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی خوشبو
ذہن تو گھٹیں گے۔

جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ دنگوں جیسے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

سہ رو المختار کتاب المظن والاباحہ فصل فی البیض دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۱/۵

صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تجاب خضاب الشیب بصفۃ الزیدی کتب خانہ کراچی ۱۹۹/۴

سند امام احمد بن حنبل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۴۶/۳

کے عن عبد اللہ بن عباس عن عن عبد اللہ بن عباس عن عن عبد اللہ بن عباس عن ۲۴۳/۱

ان کے بالوں اور وارثیوں کو ان سے تشبیہ دی۔

حدیث چہارم : ابن مسعود عامر رحمہ اللہ تعالیٰ مرسل راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الله تعالى لا ينظر الى من يخضب بالسواد يوم القيامة بله
جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔

حدیث پنجم : ابن عدی کامل میں اور دینی مسند الفردوس میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

امت الله تعالى يبغض الشيخ الغريب بله
جیشک اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے جوڑ سے کوڑ سے کوڑے کو۔

تعلیقات علامہ حنفی میں ہے،

الغريب اي الذي يسود شيبه بله
الغريب وہ ہوتا ہے جو بڑھاپے (کے روپ) کو بدل ڈالے۔ (ت)

عزیزی میں ہے،

الغريب الذي لا يشيب او الذي يسود شيبه بالخضاب بله
الغريب وہ ہوتا ہے جو بڑھاپہ نہ دکھائی دے یا وہ جو اپنے بڑھاپے (کی علامت) یعنی سفید بالوں کو خضاب سے سیاہ کر دے۔

حدیث ششم : طبرانی معجم کبیر اور حاکم مستدرک میں عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلم علیہ فرماتے ہیں،

الصفره خضاب المومن والحمرة خضاب المسلم والسواد خضاب الكافر بله
زر و خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافر کا۔

لہ کنز العمال بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث ۱۷۳۳۱ موسست الرسال بیروت ۶/۶۷۱

لہ الفردوس ماثور الخطاب عن ابی ہریرہ ۵۹۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۵۲

لہ تعلیقات علامہ حنفی علی ہمش السراج النیر تحت حدیث ان اللہ یبغض الشيخ الغريب مطبعة الازہریہ المعصرۃ ۱/۲۷۹

لہ السراج النیر تحت حدیث ان اللہ یبغض الشيخ الغريب " " " ۱/۲۷۹

لہ المستدرک حاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ باب الصفرۃ خضاب المومن الخ دار الفکر بیروت ۲/۵۲۶

علاؤ دیناوی اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں،

فَلَمْ يَكُنْ لَكَ الْاَوَّلُ مِنْ دَوَابِّ الْاَوَّلِ مَحْرُومًا
یعنی اسکی لئے پہلا خضاب مستحب ہے اور دوسرا
غیر جہاد میں حرام۔

حدیث دہم: طبرانی معجم کبیر اور ابن ابی عاصم کتاب السنۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

مَنْ خَضِبَ بِالسَّوَادِ سَوَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ
جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت
اس کا منہ کالا کرے گا۔

حدیث یازدہم: معجم کبیر طبرانی میں بسند حسن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

مَنْ مَثَلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ
خَلْقٌ
جو بالوں کی ہیئت بگاڑے اللہ کے یہاں اس
کے لئے کچھ حصہ نہیں۔

علاؤ فرماتے ہیں ہیئت بگاڑنا کہ داڑھی مونڈنے یا سیاہ خضاب کرے۔ تیسری میں ہے،
اِذَا صَدِرَ مَثَلَةٌ بِالضَّمِّ يَنْتَفِخُ اَوْ حَلَقَهُ
یعنی بالوں کا شلہ کرے، لفظ مثله حرف میم کی پیش

من الحدود او غیرہ بالسواد
کے ساتھ ہے (مفہوم یہ ہے کہ بالوں کی شکل و رنگت
کو بدل ڈالے) بالوں کی ہیئت بگاڑنا یہ ہے کہ سفید بال اکھاڑے جائیں یا انھیں رخساروں سے مونڈ

دیا جائے یا انھیں سفید نہ رہنے دے اور سیاہ کر ڈالے۔ (د ت)
حدیث دوازدہم: ۱۱ یا زید دہم: ابو یعلیٰ مسند اور طبرانی معجم کبیر میں داؤد بن اسحق اور یحییٰ بن یحییٰ

میں انس بن مالک و عبد اللہ بن عباس اور ابی ہدیٰ کامل میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

شَدَّكُمْ مِنْ تَشْبِہِ
تھارے ادھیڑوں میں سب سے بدتر وہ ہے

لے التیسرے شرح الجامع الصغیر تحت حدیث اول بن خضاب بالحداد
۱/۳۹۲
لے مجمع الزوائد کتاب اللباس باب ما جاء فی الشیب والنضاب دار الکتاب العربی بیروت ۵/۱۶۲

کنز العمال بحوالہ طبرانی کبیر حدیث ۱۴۳۳۲ موسستہ الرسالہ بیروت ۶/۶۱
۳۵ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۰۹۷۷ مکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۱/۴۱

لے التیسرے شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من یخل بالشعر
۴/۴۲۴ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض

بشبا بکرم

جو جوانوں کی سی صورت بنائے۔

امام ابو طالب مکی قوت القلوب اور امام حجر الاسلام ایضاً العلوم میں فرماتے ہیں:

الغضب بالسواد منهن عند لقوله صلى الله
تعالى عليه وسلم خير ثيابكم موت
تثبه بشيوخكم وشر ثيوخكم موت
تثبه بشبا بكم

بالون کو سیاہ خضاب لگانا ممتنع ہے اس لئے
کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا تمہارے بہتر کپڑے وہ ہیں جو بوڑھوں جیسی شکل و
صورت بنائیں اور تمہارے بدترین بوڑھے وہ
ہیں جو تمہارے جوانوں کی سی شکل و صورت اختیار کریں۔ (ت)

حدیث شاذیم: ابن سعد طبقات میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عن الغضب بالسواد
سے منع فرمایا۔

افسوس کہ ذرا سے نفسانی شوق کئے آدمی ایسی سختیوں کو گزار کرے۔ محیط میں ہے۔
الغضب بالسواد قال عامة المشايخ
انہ مکروہ

ذخیرہ میں ہے۔

علیہ عامة المشايخ

اسی پر عام مشايخ ہیں (ت)

۸۴/۲۲	مکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۲۰۲	المعجم الكبير للطبرانی
۴۷۸/۶	مؤسسۃ علوم المعتزہ آن بیروت	ترجمہ واثق بن اسحق	مسند ابو یعلیٰ
۱۶۸/۶	دار الکتب العلمیۃ بیروت	حدیث ۸۰۵	شعب الایمان
۷۲۱/۲	دار الفکر بیروت	ترجمہ الحسن بن ابی جعفر	الکامل لابن عدی
۱۰۳/۱	فولکشور لکھنؤ	فصل فی الحجۃ عشر خصال الخ	لے ایضاً العلوم کتاب اسرار الطہارۃ

لے الطبقات وکبریٰ لابن سعد

سکھ رد المحتار بحوالہ النجید مسائل شتی دار ایضاً التراث العربی بیروت ۴۸۲/۵

سکھ رد المحتار بحوالہ للذخیرہ کتاب المنکر والاباحۃ فصل فی البیوع دار ایضاً التراث العربی بیروت ۲۷۱/۵

تو بیشک ہندی کی آمیزش کام دیتی اب کہ مطلقاً سیاہ رنگ کو حرام فرمایا تو جب تک اس قدر ہندی نہ ملے جو نیل پر غالب آجائے اور اس کی سیاہی کو دور کرنے کا کام دے سکتی ہے کہ وجہ حرمت یعنی بالوں کی ظلمت اب بھی باقی اور وہ جو حدیث میں وارد کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم سے خطاب فرماتے ہرگز مفید نہیں کہ بتصریح علماء وہ خضاب سیاہ رنگ نہ دیتا تھا بلکہ سُرخ لاتا جس میں سیاہی کی جھلک ہوتی، سُرخ رنگ کا قاعدہ ہے جب نہایت قوت کو پہنچتا ہے ایک شان سیاہی کی دیتا ہے ایسا خضاب بلاشبہ جائز بلکہ محمود جس کی تصریح صحیح حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول دواۓ احمد والاسبعۃ و ابن جبران عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امام) حسد اور دیگر چار محدثین اور ابن جبران نے اس کو حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ (ت) شیخ محقق نور اللہ مرقدہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں،

بصحت رسیدہ است کہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خضاب می کرد و بجنا و کتم کرنام
صحیح طور پر یہ بات ہم تک پہنچی کہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندی اور کتم کیا ہے مست لیکن رنگ آں سیاہ نیست بلکہ
سُرخ مائل بسیاہی مست ہے
ہے جس کا رنگ سیاہ نہیں بلکہ سُرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے۔ (ت)

اسی کے قریب علامہ قاری نے جمع الوسائل شرح شامل شریف ترمذی اور امام احمد قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں تصریح فرمائی اور قول رائج و تفسیر جمہور پر کتم نیل کا نام بھی نہیں بلکہ وہ ایک اور پتی ہے کہ رنگ میں سُرخ رکھتی ہے شکل میں برگ زیتون سے مشابہ ہوتی ہے جسے لوگ حنایا نیل سے ملا کر خضاب بناتے ہیں۔

لکھنؤ ابی داد کتاب الترجیل باب فی الخضاب آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲۲/۲
جامع الترمذی ابواب اللباس باب ما جاء فی الخضاب امین مکتبی دہلی ۲۰۶/۱
سنن النسائی کتاب الزینۃ الخضاب بالجماس و الکتم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲۴۴/۲
مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۴/۵، ۱۵۰، ۱۵۲
مورد النظار کتاب اللباس باب تغیر الثیوب المطبعة السلفیة ص ۲۵۵
لکھنؤ اشعۃ المعانی شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجیل مکتبہ نور و رضویہ سکس ۵۴۰/۴

علامہ داؤدی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں :

الکتم بفتح الکاف والمثناة الفوقیة کتم چھوٹے کاف اور تار کی زبر کے ساتھ
نبت یشبه ورق الزيتون یخلط بالوسمة بنجہ والا یہ لفظ ایک قسم کی گھاس کا نام ہے
ویختضب به یتوں کے پتوں سے مشابہت رکھتی ہے جس کو
وہم میں ملا کر خضاب کیا جاتا ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے ،

الکتم بفتح تین نبت فیہ حمرة یخلط بالمحاء او الوسمة فیختضب به یتم کے پہلے دو حروف زبر استعمال ہوتی ہے
یہ ایک قسم کی گھاس ہے جس کی رنگت سُرخ ہوتی ہے اس کو مہندی یا وہم میں ملا کر خضاب کیا جاتا
ہے۔ (ت)

ابھی شرح مشکوٰۃ سے گزرا کہ رنگ آن سیاہ نیست (اس کا رنگ سیاہ نہیں ہوتا۔ ت)

اقول بلکہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ له خود حدیثوں سے ثابت کر سکتا ہے کہ حنا و کتم کے خضاب کا رنگ
سُرخ ہوتا تھا، صحیح بخاری و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں عثمان بن عبد اللہ بن مویب سے مروی
قال دخلت علی ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فخرجت شعرا من شعر رسول اللہ
یعنی میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس
عنہا فی خدمت میں حاضر ہوا اور انھوں نے حضور
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخصوبا (خدا
(جو اُن کے پاس تبرکات شریفہ میں رکھے تھے جس
بیار کو اس کا پانی دھو کر پلائیے فرما شفا پاتا تھا) نکالے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔

انھیں عثمان بن عبد اللہ سے انھیں مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔

ان ام سلمة ارثہ شعرا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انھیں ہی صلی اللہ

۱۔ تیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ابن عباس ماعیر بہ الزی کتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲۰۹/۱

۲۔ حدیث اولیٰ من خضب بالمحاء والکتم الزی ۲۹۲/۱

۳۔ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الرجل کتبۃ نور بدیع سکر ۵۶۰/۲

۴۔ صحیح البخاری کتاب اللباس باب ما یدکر فی الشیب قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۵۵/۱

تعالیٰ علیہ وسلم احمر لہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سرخ رنگ
دکھائے۔

ثابت ہوا کہ حنا و کتم نے سرخ رنگ دیا بلکہ اسی حدیث میں امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری روایت
یوں ہے:

شعر احمر منضوب یا بالحناء و الکتم یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے موئے مبارک
سرخ رنگ دکھائے جن پر حنا و کتم کا خضاب تھا۔

تو واضح ہوا کہ کتم اگرچہ کسی شے کا نام ہو مگر روایت مذکورہ سے حضرت حدیثی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
نسبت سیاہ خضاب کا گمانی کرنا یا اس شے پر نیل اور سائے ہوئے کو مطلقاً جائز سمجھ لینا محض غلط ہے
افسوس کہ ہمارے زمانہ کے بعض صاحبزادوں نے خضاب و سہم و حنا کی روایات تو دیکھیں اور ان کا مطلب اصلاً
نہ سمجھا اول تو سہم نیل ہی کو نہیں کہتے بلکہ ایک اور پتی ہے کہ حنا میں مل کر اس کی سُرخ تیز کر دیتی ہے ورنہ خالص
حنا کی سُرخ گہری نہیں ہوتی۔ قاموس و تاج العروس میں ہے:

الوصمة ورق النيل او نبات اخضر يغضب و سہم گھاس نیا پترن والی نباتات ہے اس کے
بورقہ ہے پتے خضاب کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں (۱)
مغرب میں اسی معنی پر جزم کیا اور سہم یعنی نیل کو قول ضعیف کہا،

حیث قال الوصمة شجرة ورقها خضاب و سہم کو نیل کہنا ضعیف قول ہے معتد یہ ہے کہ عرب
و قیل یجفف و یطحن ثم یخلط بالحناء کی زبان میں و سہم ایک درخت کا نام ہے جس
فیقتا لونہ والا کان اخضر ہے کی جتنی سکھا کر پس کر ہندی میں ملائے جاتے ہیں جس
سے اس کی سُرخ خوب شوخ ہو جاتی ہے ورنہ پھیک زردی مائل ہوتی ہے انتہی۔

یوں تو بحمد اللہ روایات میں نیل والوں کے لئے اصل نباتات نہیں اور اگر قاموس کی طرح دونوں معنی
مساوی رکھے جائیں جب بھی نیل والوں کا استدلال باطل کہ قطعاً محتمل کہ وہ جتنی مراد ہو جو حنا کی سُرخ تیز کرتی

۱۔ صحیح البخاری کتاب البیاس باب ما یذکر فی الشیب قیدی کتب خانہ کراچی ۸۷۵/۶

۲۔ مسند امام احمد بن حنبل عن عثمان بن عبد اللہ دار الفکر بیروت ۲۹۲/۶

۳۔ تاج العروس فصل الواو من باب المیم دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۲/۹

ہے اور بالفرض ان کی خاطر مان ہی لیجئے کہ دوسرے نیل مراد تو حاشا وہ روایتیں یہ نہیں کہتیں کہ پہلے ہندی کا خضاب کیجئے جس سے بال خود بخود صاف ہو جائیں اس پر دوسرے چڑھائیے کہ ظلمتیں اپنا پورا غل دکھائیں نہ یہ کہ برائے نام نیل میں کچھ پتیاں ہندی کی ڈال کر خلط کا چیل لیجئے اور رو سیاہی کا کامل لطف حاصل کیجئے بلکہ یہ مقصود کہ دوسرے میں اتنی حنائی کہ اس پر غالب آکر رنگ میں سیاہی نہ آنے دے بلکہ یہ مراد کہ اصل خضاب حنا کا ہو اور اس میں کچھ پتیاں نیل کی شریک کر لی جائیں جس سے اس کی سرخی میں ایک گونہ پختل آجائے اس کی نظیر بعینہ یہ ہے کہ شراب میں نمک ملائے کو عطار۔ سنے باعث تحلیل و تحلیل فرمایا ہے کہ جب سرکہ ہوگی حقیقت بہ لگی علت آگئی کہ اب وہ شراب ہی نہ رہی اسی روایات کو دیکھ کر کوئی صاحب پہلے نمک کھا کر اوپر سے شراب پی لیں یا گھر سے بھر شراب میں ایک کنکری نمک ڈال کر چڑھا جائیں کہ ہم تو نمک ملا کر پیتے ہیں، مقصود یہ تھا کہ نمک اس کا جوش بٹھا دے ترش کر کے سرکہ بنا دے ایسے جیسے شرع مطہر میں کیا کام دے سکتے ہیں، الحاصل مدار کار رنگ پر ہے، بالفرض اگر خالص ہندی سیاہ رنگت لاتی وہ بھی حرام ہوتی اور خالص نیل زرد یا سرخ رنگ دیتا وہ بھی جائز ہوتا، یوں ہی نیل اور ہندی کا میل یا کوئی بلا ہو جو کچھ سیاہ رنگ لئے سب حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و عائد علی مجددہ السلام۔

رسالہ

حک الغیب فی حرمة تسوید الشیب

ختم ہوا

کسبِ حصولِ مال

خرید و فروخت، اجرت، رشوت، سود، قمار، ہیمہ، پیشہ، صنعت،
قرض، نذرانہ، ہیمہ، میراث، غصب وغیرہ اور ذرائع آمدنی،
حلال و حرام و مشتبہ سے متعلق مسائل

مسئلہ از کتاب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زندگیوں اور زوجیوں کے یہاں مزدوری کر کے کمانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں جائز تو فصاری کی نوکری کیوں جائز ہے؟ اور اگر نہیں جائز تو لوگ اس روپیہ سے مساجد و مدارس میں چنہ کیوں دیتے ہیں؟ بیٹنوا تو جودا (بیان کرد تاکہ اجر پاؤت)

الجواب

اصل مزدوری اگر کسی فعلِ ناجائز پر ہو سب کے یہاں ناجائز اور جائز پر ہو تو سب کے یہاں جائز، اس امر میں زندگیوں اور غیر زندگیوں، فصاری و ہنود وغیرہم سب برابر ہیں۔ کلام اس میں ہے کہ اگر ان کے یہاں کسی فعلِ ناجائز پر مزدوری کی تو آیا زیرِ اجرت ان کے مال سے لینا روا، اور وہ اکلِ حلال ہر گاہا نہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ زندگیوں کو جو مال گننے یا چنے یا معاذ اللہ زنا کی اجرت میں ملتا ہے ان کے لئے حرام ہے وہ ہرگز اس کی مالک نہیں ہوتیں وہ ان کے ہاتھ میں مال منسوب کا حکم رکھتا ہے، نہ انہیں خود اس کا اپنے صرف میں لانا جائز نہ دوسرے کو، وہ مال بعینہ اپنے قرض خواہ کسی چیز کی قیمت خواہ مزدوری کی اجرت میں خواہ ویسے ہی بلا معاوضہ بطور ہدیہ خواہ صدقہ خواہ کسی طرح لینا روا ہو سکے بلکہ فرض ہے کہ جن جن سے لیا ہے انہیں کو پھیر دیں

رحمہ اللہ تعالیٰ فی کسب المغنیۃ ان قضی بہ دین لم یکن لصاحب الدین ان یناخذ فیہ وفی حنظل رد المحتار عن السفاتی عن بعض الشائخ کسب المغنیۃ کالمقصود لم یحل اخذہ آ۱۰

سے مروی ہے کہ گانے والی عورت کی کمائی سے اگر قرض ادا کیا جائے تو قرض خواہ کو اسی کا لینا جائز نہیں اگر رد المحتار بحث منوعات میں امام سفاتی نے بعض مشائخ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ گویا مغنیۃ کی کمائی منصب شدہ چیز کی طرح ہے لہذا اس کا لینا جائز نہیں (حدیث)

اسی طرح اُن کے آشنا جو مال بطور تحفہ و ہدیہ ان کے راضی رکھنے یا ان کا دل اپنی طرف مائل کرنے کو دے آتے ہیں اگرچہ اُس وقت خالی ملاقات کو جاتیں اور زنا یا غنا کے مقصود نہ رکھیں اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ رشوت ہے اور رنڈیاں اس کی مالک نہیں ہو جاتیں اس کا واپس دینا بھی واجب ہے،

فی الحاشیۃ الطحاویۃ علی الدر المختار اثر عن القنیۃ مقرا علیہ مما یدفعہ المتعاشقان وشوۃ یجب ردہ ولا تملک آ۱۰

حاشیہ طحاوی بر در مختار میں علامہ طحاوی نے مصنف قنیۃ کے کلام کو برقرار رکھتے ہوئے اس سے نقل کیا ہے کہ عاشق معشوق کو جو کچھ بطور رشوت دے اور اسکے حوالے کرے تو اس کا واپس کرنا ضروری ہے اس لئے کہ معشوق اس کی مالک نہیں (حدیث)

اگر لینے والے کو معلوم ہو گا کہ یہ مال بعیۃ دہی ہے انہوں نے گانے، ناچنے، زنا کی اجرت یا آشناؤں سے تحفہ و ہدیہ رشوت میں پایا ہے تو اسے لینا ہرگز روا نہیں، اور وہ مال جو انہیں گانے ناچ نچلے میں انعام بلا شرط یعنی اجرت مقررہ سے زیادہ ملتا ہے اُن کے حق میں حکم ہبہ کار لگتا ہے کہ وہ عقد اجارہ باطلہ جو ان افعال محرکہ پر ہوا یہ مال اُس کے تحت میں داخل نہیں بلکہ بہت لوگ بطور خوشنودی کچھ اپنی ناموری کے خیال سے بعض جاہل یہ سمجھ کر کہ ایسے مقامات پر انعام دینا شان ریاست ہے دیا کرتے ہیں تو وہ اس مال کی مالک ہو گئیں، اسی طرح اُدھیوں کو جیل ملتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے،

فی الخاتمة الرجل اذا كان مطرباً مغنياً
ان اعطى بغير شرط قالوا يا محمد فذلک
ان کان یاخذہ علی شرط رد المال علی
صاحبه ان کان یعرفہ وان لم یعرفہ یتصدق بہ
قلت والمسئلة منقولة عن محرم
الذهب اثرها فی الہندیة عن
المنتقى عن ابراهيم
عن محمد وعنه نقل فی رد المحتار قال
ومثله فی المواہب۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے جب کوئی شخص گانے
بجانے والا ہو اور اس کو بغیر کسی شرط کے
کچھ دیا گیا تو فقہار کرام نے اس کو مباح قرار
دیا ہے لیکن اگر اسے پہچانتا نہیں تو پھر اسے خیرات
کوشش ہو، میں کہتا ہوں یہ مسئلہ صاحب مذہب
سے یعنی مذہب قلم بند کرنے والے سے منقول ہے
جس کو فتاویٰ عالمگیری میں "المنتقى" کے حوالے سے
ابراہیم نے امام محمد سے نقل کیا ہے اور اسی سے
فتاویٰ شامی میں نقل کیا گیا ہے اور اس نے
کہا ہے کہ المواہب میں اسی کی مثل مذکور ہے۔ (ت)

اقول مگر اس قدر تفرق ضرور ہے کہ اگر دینے والے نے یہ مال حسب دستور فی الواقع
انعام یا بیل کے طور پر دیا تو بہت ٹھہرے گا اور اگر اصل مقصد آشنا فی بڑھانا اور اپنی طرف لٹکانا ہے
تو بیشک رشوت قرار پائے گا اور اسی حکم مفسوب میں داخل ہو جائے گا،

خاتما لامرئ ما نوى
وانما لكل امرئ ما نوى
کاموں کا مدار ان کے مقاصد پر ہے، اور اعمال
کا مدار ارادوں پر ہے لہذا ہر آدمی کیلئے وہی کچھ
ہے جو اس نے ارادہ کیا ہے (ت)

اور یہ فرق ملاحظہ قرآن سے معلوم ہو سکتا ہے اسی لئے مسکوتائوں ہے کہ رنڈی ڈومنی سے معاذ اللہ جس
شخص کو آشنا ہوتی ہے وہ بلا وجہ بھی حسب قدرت انعام کثیر اور جلد بیل دیتا ہے، بونخی بعض دیہات
کی رسم شنی گئی ہے کہ نیوتے والے جو بیل رنڈی کو دیتے ہیں صاحب خانہ کا قرض کچھ کر دیا جاتا ہے اور وہ
اس اجرت مقررہ پر بھر لیتا ہے تو یہ بیل درحقیقت بیل نہیں بلکہ وہی اجرت ہے اور مفسوب میں واصل
لان المصمود عن فاکالند کورافظاً (اس لئے کہ مفسود رواج میں مذکور کی طرح ہے۔ ت) غرض
ان صورتوں سے پاک ہو تو بیشک انعام اور بیل کا رد پر ان کی ملک خاص ہے اور انہیں خود اس سے

انتفاع اور دوسرے کو اس میں سے دینا جائز ہے، اس لینے والے کو اگر معلوم ہو کہ مثلاً ذریعہ اجرت جو اُس نے دیا خاص اس مالِ حلال سے تھا اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح اگر زندگی کسی سے قرض لے کر اس کی اجرت دے تو بھی لینا جائز، اب چاہے وہ اپنا قرض کسی مال سے ادا کرتی رہے،

فی الخلاصة فالجيلة في مثل هذه المسائل انت
يشترى شيئاً ثم ينقد ثمنه من اى مال
احب وقال ابو يوسف سألت ابا حنيفة
رضي الله تعالى عنه عن
الجيلة في مثل هذا
فاجابني بما ذكرنا قللت و سياقي سند
آخر۔

خلاصہ میں ہے کہ اس قرض کے مسائل میں حیلہ یہ ہے کہ وہ شخص کسی سے قرض لے پھر جس مال سے بھی چاہے وہ مقررہ رقم ادا کر دے، قاضی امام ابو یوسف نے فرمایا: میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قسم کے مسائل میں حیلہ دریافت کیا تھا تو آپ نے مجھے وہی جواب دیا جو ہم نے بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی دوسری سند کا عنقریب ذکر آئے گا۔ (ت)

اور اگر زندگی مالِ حرام بعینہ نہ دے بلکہ اُس مال سے کوئی شے مثلاً غلہ یا کپڑا خرید کر دینا چاہے تو اس کی دو صورتیں ہیں،

اول یہ کہ خریدنے میں نقد و عقد دونوں اُس مالِ حرام پر جمع ہوئے یعنی زندگی نے اپنا حرام روپیہ بائع کے سامنے ڈال دیا کہ فلاں چیز دے دے، اس نے دے دی، یا حرام روپیہ دکھا کر کہا اس کے عوض دے دے، اس نے دے دی، اس نے یہی زیر حرام قیمت میں دیا اس صورت میں جو کچھ زندگی نے خریدا وہ بھی مثل اُس روپے کے حرام رہا۔

دوم یہ کہ نقد و عقد کا زہر حرام پر مجتمع نہ ہو کسی زندگی نے نہ روپیہ پہلے سے دیا نہ دکھایا بلکہ یونہی کہا کہ ایک روپیہ کی یہ چیز دے دے اُس نے دے دی، اس نے قیمت میں زہر حرام دیا، یا حلال روپیہ دکھا کر مانگی پھر دیا حرام، یا حرام دکھا کر طلب کی پھر دیا حلال کہ وہیں اولین میں حرام پر عقد، اور ثالث میں اس کا نقد نہ ہوا، اس صورت دوم پر جو چیز زندگی نے خریدی بہتر تو اس کا بھی نہ لینا ہے،

لان كشيرا من مشائخنا ذهبوا الى تحريمه
الابدال مطلقا فيما كانت الخبث فيه

اس لئے کہ ہمارے بہت سے مشائخ مطلقاً ابدال کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں اس صورت

لعدم الملك۔

میں کہ جس میں خیانت پائی جائے حکیت نہ ہونے
کی وجہ سے (ت)

پھر بھی اگر لے لے گا تو زندگی اپنے افعال پر مانو ہے، یہ خریدی ہوئی چیز نہ اس کے حق میں حرام
کہی جائے گی نہ اس لینے والے کے حق میں،

لان جمهورا ثبتنا المتأخرين افتوا
بقول الامام الكرخي المفضل بالتفصيل
السند كورس فقا بالمسليين نظرا
الى حال هذا الزمان الغاشي فيه
الحرام بل منهم من رجم حل الابدال
مطلقا فيما لا يتعين بالتعين في رد المحتار
عن المتأخرانية والولوالجية الفتوى
اليوم على قول الكرخي د فعلا لخرج لكثرة
الحرام قال وعلى هذا مشي المصنف
في كتاب الغصب تبعا للدرد وغيره ا هـ وفي
فتاوى الامام فخر الدين قاضى خانب اما
الذى اشتراه بالثمن اذا لم يكن الشراء
مضافا الى الغصب فظاهر اما الذى اشتراه
بالثمن و اضاف العقد اليه فالعقد لم يقع
على الثمن المشار اليه فلا يتمكن الخبث في
البيع ا هـ ، اقول وهما تحقيق و
اتاحة وهم يعرفون بالملجعة الى رسالتنا
في اكل المحلل والحرام التى انا فى تأليفها

اس لئے کہ ہمارے جمہور آخرت فرین نے امام
کرخى کے قول پر فتویٰ دیا ہے جو ذکر کردہ تفصیل
میں مفضل ہے مسلمانوں کی آسانی کے پیش نظر
اس زمانہ پر نظر رکھتے ہوئے کہ جس میں حرام
زیادہ ہے، بلکہ ان میں سے کچھ وہ انہیں جو مطلقاً
اہل ال کے حلال ہونے کا گمان رکھتے ہیں، اس
صورت میں جس میں تدبیر کے ساتھ شے متعین نہ ہو
رد المحتار میں تا، خانیہ اور ولوالجہ کے حوالے سے
منقول ہے کہ آج کے زمانے میں امام کرخى کے قول
پر فتویٰ ہے دفع حرج کے لئے کثرت حرام کی وجہ
سے، اس نے کہا کہ مصنف نے کتاب الغصب
میں یہی روش اختیار کی ہے درود غیرہ کا اتباع
کرتے ہوئے ا ہـ، اور فتاویٰ امام فخر الدین قاضی خاں
میں ہے لیکن اگر اس نے کسی چیز کو ثمن سے خریدنا
بشرطیکہ اس اشترار کی اضافت غصب کی طرف
نہ ہو تو اس کا حکم ظاہر ہے لیکن اگر اس نے ثمن
سے چیز خریدی اور عقد کی اضافت اس کی طرف کی
تو پھر عقد، ثمن مشار الیر پر واقع نہ ہوا تو بیع میں

و ترصیفها فی هذه الایام و اذا تمت
فارجوا ان تكون نافعة مبارکة انت شاء
الله تعالیٰ .

خباثت پیدا نہ ہوگی اور اقول (میں کہتا ہوں کہ)
یہاں تحقیق اور ازالہ وہم ہے جس کی پہچان ہمارے
رسالے کی طرف مراجعت پر وقت ہے جو حلال

حرام کے کھانے کے موضوع پر ہے، میں ان دونوں میں اس کی تصنیف و ترصیف (ترتیب) کر رہا ہوں
پھر جب وہ مشکل ہو جائے گا تو میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ بخش اور بابرکت
ہوگا۔ (ت)

اور اگر معلوم ہو کہ یہ مال جو وہ مثلاً اجرت میں دیتی ہے اگرچہ عین حرام نہیں مگر اس میں مال حلال و
حرام اس طرح سے ملے ہوئے ہیں کہ تمیز نہیں ہو سکتی یا جو تو بوقت تمام ہو مثلاً رنڈی کے پانسے روپیہ
ناپاک کمانے کے تھے اور پانچ انعام یا قرض یا زراعت وغیرہ یا کسی وجہ حلال کے اور اس نے وہ سب
ملا دئے اور شناخت نہیں کہ وہ مکمل کون سے تھے اور یہ پانچ کون سے، تو اس صورت میں جس قدر
مال وجہ حلال سے تھا مثلاً مثال مذکور میں پانچ روپیہ اس قدر لینا تو بلا شہرہ جائز ہے۔

فی الفتاویٰ النکیرية عن التاتارخانية
عن الامام محمد بن غصب عشرة دنانیر
قال فیها دینار ثلث اعطی منه سرجلا دینارا
جائز ثم دینارا آخر لا .

فتاویٰ عالمگیری میں تاتارخانیہ کے حوالے سے
امام محمد سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا
کہ کسی شخص نے دس دینار چھین لئے پھر ان میں
ایک حلال دینار ڈال دیا پھر ان سے ایک شخص
کو ایک دینار دیا تو جائز ہے پھر دس دینار
دیا تو یہ جائز نہیں۔ (ت)

اور اس سے زائد مثلاً صورت مفروضہ میں چھٹا روپیہ لینے سے احتراز کرے کہ مذہب صاحبین پر
حرام محض ہے، اور عامہ محققین نے اسی پر فتویٰ دیا اور بر بناء مذہب امام مکروہ ہونا چاہئے تو ایسے
امر میں کیری پڑے جس کا ادنیٰ درجہ کراہت اور اکثر اکابر کے طور پر حرام،

فی فتاویٰ قاضی خاں ناقلاً عن الامام
ابی بکر البلیخی قیل له لو ان فقیرا یاخذ
جائزۃ السلطان ثم علہ ان السلطان یاخذها
غصباً یحصل له ذلك قال انت کان

فتاویٰ قاضی خاں نے امام ابو بکر بلخی کے حوالے سے
نقل کیا کہ ان سے کہا گیا کہ اگر کوئی محتاج یا شاہ وقت
سے کچھ لیتا ہے یا جو دیکر اسے علم ہے کہ بادشاہ
نے یہ غصب سے لیا ہے تو اس کے لئے یہ لینا

السلطان خلط الدراهم بعضها
ببعض فانه لا باس به وان
دفع عيت الغصب من غير خلط
لم يجز اخذ ، قال
الفقيه ابو الليث هذا الجواب يستقيم
على قول ابن حنيفة رحمه الله تعالى
لان عنده اذا غصب الدراهم من
قوم و خلط بعضها ببعض يملكها الغاصب
اما على قول ابن يوسف ومحمد فانه لا يملكها
الغاصب ويكون على ملك صاحبها اقول
واما الكراهة على مذهب الامام
فلانه وان ملكه بسبب خبيث و
التصدق واجب عليه وفي هذا
اعراض عنه قول الامام شمس الاثمة
الشرح في شرح السير الكبير المشتري
فاسد اذا اس ادبى المشتري بعد القبض
يكرو شواؤه منه الخ قال الشافعي لم يحول
لها ثمة بسبب حرام ولان فيه اعراضا
عن الفسخ الواجب له وايضا المقام
مفوض الى من سالتنا المذكورة

حلال ہے فرمایا کہ اگرچہ بادشاہ نے درہموں کو
ایک دوسرے سے ملا دیا ہو تو اس کے لینے میں
کوئی حرج نہیں اور اگر ملائے بغیر عین غصب شدہ
پیر حوالے کرے تو اس کا لینا جائز نہیں، فقیر
ابو اللیث نے فرمایا کہ یہ جواب امام ابو حنیفہ کے
قول پر ٹھیک ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک
جب کوئی شخص کچھ لوگوں سے درہم چھین لے اور
پھر انہیں ایک دوسرے سے ملا دے تو غاصب
ان کا مالک ہو جائے گا، لیکن صاحبین کے قول
کے مطابق غاصب کو ہر گاہ کہ وہ اصل مالک کی
ملکیت میں رہیں گے اقول (میں کہتا ہوں کہ)
امام کے مذہب پر اس لئے اس صورت میں کراہت
ہو گی کہ اگرچہ غاصب بسبب خبیث کی وجہ سے مالک
ہو گیا لیکن ان کا خیرات کر دینا اس پر واجب ہے
اور اس صورت میں خیرات کرنے سے روگردانی
ہے، امام شمس الاثر شری نے سیر کبیر کی شرح
میں فرمایا کہ خرید شدہ چیز فاسد ہے جب یہ
خریدی ہوئی چیز کو قبضہ کرنے کے بعد بیچے گا اور
کرے تو اس کا خریدنا مکروہ ہے الخ علامہ شافعی
علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس لئے کہ یہ سبب حرام کی وجہ
سے بائع کو حاصل ہوئی اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں فیض واجب سے اعراض ہے اھ اس

مقام کی وضاحت کرنا ہمارے مذکورہ مسئلے کے حوالے سے ہے۔ (ت)

اور اگر رندی نے ایک مال حرام کو دوسرے حرام سے غلط کیا مثلاً ناچ کی اجرت میں اُس نے دس روپیہ زید سے پائے تھے اور دس عرو سے، یہ سب ملا دئے تو اس میں سے ایک روپیہ بھی لینا نہ چاہئے کہ وہ سب وجہ حرام سے ہے جو کچھ لے گا صاحبین حرام بتائیں گے اور امام کے قول پر ٹکرو ہوتا چاہئے،

ولوجه ما ذكرنا انها كعين المقصوب عندها
وكالمشتري فاسدا عندنا۔

اس کی وجہ وہی ہے جس کو ہم نے بیان کر دیا
کہ وہ چیز صاحبین کے نزدیک عین مقصوب
کی طرح ہے اور امام صاحب کے نزدیک
خرید کی ہوئی چیز کی طرح فاسد ہے (ت)

ہاں اگر اس قسم کے روپیہ سے کوئی چیز مثلاً ناچ یا کپڑا خرید کر لے تو اس مزدور کو اُس شے
کا لینا امام کے طور پر بالاتفاق حرام نہیں، اور بنائے مذہب صاحبین اُسی تفصیل پر رہے گا جو
خریدی ہوئی چیز کے بارے میں اوپر گزری۔

اقول (میں کہتا ہوں کہ) یہ حکم اس لئے

ہے کہ امام صاحب کے نزدیک اگرچہ وہ چیز
غیبت ہے مگر غلطی کرنے سے جگہ ثابت
ہو گئی، پھر جس چیز میں تعین نہیں ہو سکتا جیسا کہ
دراہم، تو اس میں اثر نہ ہوگا اور صاحبین کے
نزدیک جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اس میں غیبت
پیدا ہو گیا، پھر علی الاطلاق دونوں صفوں میں
اثر ہوگا جیسا کہ بہت سے مشائخ نے اس کو
اختیار کیا، لہذا خریدی ہوئی چیز مطلقاً حلال
نہ ہوگی، لیکن اس میں ایک جماعت نے اختلاف

اقول وذلك لان الملك ثابت عنده

بالخط ولو خبيثا فلا يعمل فيما لا يتعين
كالدراهم واما عندهما فالجنت لعدم
الملك فيعمل في الصفين جميعا علم
الاطلاق كما اختار كثير من المشائخ
فلا يعمل المشتري مطلقا وخالف جماعة
فقالوا يعمل المشتري بالدراهم مطلقا
وقال الكرخي الا اذا عقد عليها ونقد ههنا
وبه ائتمرو والمتأخرين كما مر والتفصيل
محمول على الرهالة۔

کیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ مطلقاً دراہم سے خریدی ہوئی چیز حلال ہے لیکن امام کرخی نے فرمایا

مگر جبکہ یہاں اُن پر عقد اور نقد واقع ہو پس اسی پر جو رستا غریب نے فتویٰ دیا جیسا کہ گزر چکا ہے اور تفصیل رسالہ مذکورہ پر منقول ہے۔ (ت)

یہ سب صورتیں اُس وقت تھیں جب اُسے اس مال کا حال معلوم ہو جو اس کی مزدوری میں دیا جاتا ہے کہ خاص مال زندگی کے پاس کہاں سے آیا ہے اور اُس تک کیوں کہ پہنچتا ہے، آیا عین حرام میں سے ہے یا خالص حلال سے؟ یا دونوں مخلوط ہیں یا مال حرام سے خریدا ہوا ہے؟ یا کیا حال ہے؟ اور اگر یہ کچھ نہیں کہہ سکتا نہ اسے کچھ خبر کہ خالص مال جو اسے دیا جاتا ہے یا کس قسم کا ہے، تو اس صورت میں فتویٰ جواز ہے کہ اصل علت ہے، جب تک خاص اس مال کی حرمت نہ ظاہر ہو، لیکن منع نہ کریں گے،

فتاویٰ عالمگیری میں فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے فقیر ابراہیم شمس سے روایت ہے بادشاہ سے انعام لینے کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ لینا جائز ہے جب تک معلوم نہ ہو کہ وہ مال حرام سے دیتا ہے، امام محمد نے فرمایا کہ اسی کو لیتے ہیں جب تک کسی معین شئی کے حرام ہونے کی شناخت نہ ہو، امام ابو حنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا یہی قول ہے اور امام قاضی خاں کے فتاویٰ میں ہے کہ ایک آدمی بادشاہ کے پاس گیا تو اس کے آگے کچھ کھانے کی چیزیں لائی گئیں، فقہار نے فرمایا کہ اگر وہ ہمیں کھائے تو اس میں کوئی عوج نہیں خواہ اس نے قیمت سے خریدی ہوں یا نہ خریدی ہوں، مگر جب یہ شخص جانتا ہو کہ یہ بعیۃ غصب ہے تو پھر اس کے لئے حلال نہیں کہ انہیں کھائے

فی الہندیۃ عن الظہیریۃ عن
الامام الفقیہ ابی ایوب اختلاف الناس فی اخذ
المجاثرۃ من السلطان قال بعضهم یجوز
مالہم یعلم انہ یعطیہ من حرامہ ، قال
محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وبہ ناخذ مالہ
نصرف شیئا حراما بعینہ وہو قبول
ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ والصحیحۃ
وفی فتاویٰ الامام قاضی خان ساجد دخل
علی سلطان فقد مر علیہ شیء من الکولات
قالوا انت اکل منها لا بأس بہ اشتراء
بالتقین اولم یشترا الا انت هذا
الرجیل انت کانت یعلم انہ غصب
بعینہ فانه لا یحصل لہ ان یا کل من
ذلک ، وفيہا انت لم یعلم الاخذ

انه من ماله او من مال
غيره فهو حلال حتى يتبين
انه حرام له او وفي رد المحتار
عن الشيخية سئل ابو جعفر
عن اكتب ماله من
امر السلطات والغرامات
المحرمة وغير ذلك هل
يحل لمن عرفت ذلك ان
ياكل من طعامه قال احب الي في دينه ان
لا ياكل وليسه حكما ان لم يكن خصب المورثون
وهكذا في الهندية عن المحيط عن الفقيه
ابي جعفر وحاشية السيد الحموي على
الاشباه من قاعدة اذا اجتمع المحلل
والمحرر غلب المحرم وكون الغالب في
السوق المحرم لا يستلزم كون المشتري
حرما لجهته كونه من الحلل المغلوب و
الاصل الحل له.

اور اسی میں ہے کہ اگر لینے والا یرزبانے کہ وہ
ل ہوئی چیز پینے والے کپانے مال سے ہے یا کسی
دوسرے کے مال سے ہے تو پھر وہ حلال ہے
حتیٰ کہ یر ظاہر ہو جائے کہ وہ حرام ہے اور فتاویٰ
شامی میں ذخیرہ کے حوالے سے ہے کہ امام ابو جعفر
سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا کہ جو امر سلطان سے
مال کھاتا ہے اور اس میں حرام وغیرہ جرمائے بھی شامل
ہوتے ہیں لہذا جو شخص ان معاملات کو جانتا پہچانتا
ہو گیا اس کے لئے حلال ہے کہ وہ اس کا کھانا کھائے
تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے دین کے معاملے میں
مجھے یر زیادہ پسند ہے کہ وہ نہ کھائے ، اور اس
کے لئے اس بات کی حکمت گنجائش ہے اگر وہ غصب
یا رشوت نہ ہو اور ، اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں
عید کے حوالے سے فقیر ابو جعفر سے روایت ہے
الاشباه والنظائر پر سید حموی کے حاشیہ میں ایک
قاعدہ مذکور ہے کہ جب حلّی اور حرام جمع ہو جائیں
تو حرام غالب ہو گا اور بازار میں حرام کا غالب ہونا
اس بات کو مستلزم نہیں کہ جو چیز خریدی گئی وہ حرام ہو اس لئے کہ یر جائز ہے کہ خریدی ہوئی چیز
حلال مغلوب ہو حالانکہ حل اصل ہے (ت)

علاوہ فرماتے ہیں ہمارا زمانہ شبہات سے بچنے کا نہیں یقینی اکل حلال خالص آج کل حکم عقدا کا
رکھتا ہے ، غنیمت ہے کہ آدمی آنکھوں دیکھے حرام سے بچ جائے ،

فی الخانیة لا یخلو ذلك عن نوع شبهة الا
انهم قالوا ليس من ماننا من مات
الشبهات فعلى المسلم ان يتق
المحرام المحایب ام ، وفي
الباب الخامس والعشرون من
كرهية العلمیة عن جواهر
الفتاوی فی الجملة ان طلب الحلال
من هذه البلاد صعب وقد قال
بعض مشائخنا عليك بترك الحرام
المحصر فی هذا الزمان فانك لا تجد شيئا
لا شبهة فيه ام .

فتاوی قاضی خان میں ہے یہ چیز نوبہ شہد سے
خالی نہیں مگر فقہائے کرام نے فرمایا کہ ہمارا
زمانہ شبہات سے بچنے کا زمانہ نہیں لہذا اس
زمانے میں مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ وہ
دیکھے ہوسنے حرام سے بچے ام ، فتاوی عالمگیری
کے پچیسویں باب کراہت میں جواہر الفتاوی کے
حوالے سے ہے کہ حاصل کلام یہ ہے کہ ان شہروں
میں حلال تلاش کرنا کسی قدر مشکل ہے ، یہی وجہ
ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس زمانے میں
تم پر خالص حرام کو چھوڑ دینا لازم ہے کیونکہ تم
کوئی ایسی چیز نہیں پاسکتے کہ جس میں کوئی شہد
نہ جواہر (ت)

مگر تاہم یہ حکم ظاہر کا ہے دیانہ اگر معلوم ہو کہ اُس کا مال اکثر وجہ حرام سے ہے تو متقی کا کام اُس سے
بچنا ہے جب تک ظاہر نہ ہو کہ یہ خاص مال جو اس کے ہوتے آئے عادی حلال سے ہے ، آدمی کو
حفظ نفس کی وسعتیں خراب کرتی ہیں ، حق سبحانہ و تعالیٰ نے جب انسان کو حکم الدنیا خضرة حلوة
(دنیا سرسبز میٹھی ہے ۔ ت) اسی سبزہ زار شہد نماز ہر فرد کو یعنی دنیا میں بھیجا بعض رحمت ازیلی اس کے
قاتل زہر کو الگ بچن کر دے مقرر فرمادی اور نہ اسی شرعیہ عام منادی منادی کہ او غافل بکر بر ، اس احاطہ کے
اندر نہ چرنا تمہارا دشمن بھیڑیا کہ جبارت شیطان سے ہے اسی جنگل میں رہتا ہے یہاں کی گھاس اس وقت
کی نظر میں تھیں ہری ہری دوپ لہکتی لہلہاتی نظر آتی ہے مگر خبردار اس میں بالکل زہر بھرا ہے اب

اس سرخسار کی گھاس نہیں قسم کی ہوگی، کچھ سب کو معلوم ہے کہ اُسی قطعہ کی ہے جس میں زہر ہے اور کچھ اس ٹکڑے سے بہت دور ہے جسے ہم لٹینی اپنے حق میں تاقیہ یا ضرر سے خالی جانتے ہیں اور جو کچھ اس پتلے خطہ کے آس پاس رہ گئی اس میں شبہ ہے کیا جانتے شاید اس میں کی ہو وذلک۔

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین وما بینہما مشتبہات لا یعلمون کثیر من الناس۔
حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے البتہ ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ (ت)

تو ہم میں جن کو اپنی جان پیاری اور ہوش و خرد کی پاسداری تھی انہوں نے تو اس تختہ کی ادھ کو سوں کا طرار ابھرا، اور بھولی بھٹری اپنی نادانی سے یہی کہتی رہیں کہ ابھی تو وہ ٹکڑا نہیں آیا ہے ابھی تو دور معلوم ہوتا ہے، یہاں تک کہ خاص اس خطہ میں جا پڑیں اور زہر کی گھاس نے کام تمام کیا، آدمی کو اگر پلاؤ کی رکابی دی جائے اور کہہ دیں کہ اس کے خاص وسط میں روپیہ بھر جبکہ کے قریب سسکیا پس ہوئی ملی ہے ڈرتے ڈرتے کناروں سے کھائے گا اور بجائے ایک روپیہ کے چار روپیہ کی جگہ چھوڑ دے گا۔ کاش ایسی احتیاط جو اپنے بدن کی حفاظت میں کرتا ہے قسب کی نگاہداشت میں بجالاتا۔ اسے عزیز! بادشہ ہوں کا قاعدہ ہے ایک چراگاہ محصور کر لیتے ہیں کہ رعایا اس میں نہ چرائے پائے، عربی میں اسے جھنی کہتے ہیں، خدا و رسول کی سچی سلطنت قاہر بادشاہت میں جھنی محرمات شرمیر ہیں جسے اپنے دین و آبرو کا خیال ہے شبہات سے بچے گا کہ مبادا آس پاس چراتے چراتے خاص جھنی میں جا پڑے، اور جو نہیں جانتے تو قریب ہے کہ انہیں ایک دن یہ واقعہ پیش آجائے، یہ مثال جو میں نے بیان کی کچھ میری ایجاد نہیں بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمائی،

کما اخرجہ البخاری و مسلم و ابوداؤد جیسا کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی نسائی

۱۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب الایمان	صحیح البخاری
۱۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب المساقات	صحیح مسلم
۲۸/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	کتاب البیوع	سنن ابی داؤد
۱۱۴/۲	امین کمپنی دہلی	ابواب البیوع	جامع الترمذی
۱۳۵/۱			

اھدی الیہ ادا اضافہ وغالب
مالہ حرام لا یقبل و
لا یأخذ مالہ فی خبرہ انت ذلک
السال اصلہ حلال ورثہ او
استقرضہ و انت کانت غالب
مالہ حلال لا یأخذ
بقبول ہدیۃ والا کل منہ ثم
اقول وبمشلہ فی الخانیۃ عن الامام
الناظمی وعللہ لانت اموال الناس
لا تغیر عن قلیل حرام فیحتسب
الغالب ثم هذا واما ما ذکرک من
التقید بان لا یتطہر عند کذب ما قال
فیعرف بالمرآجعة الی ما فی الخلیفۃ
و غیرہا من تفصیل الاحکام فی قبول خبر
الواحد فارجع واعرف و مستوفیہ فی الرسالۃ
ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے عکس میں جب تک اس کے نزدیک حرام
ہونا واضح نہ ہو جائے اور اسی میں ملتقط کے
حوالے سے ہے کہ سود کھانے والا اور حرام کھانے
والا، اگر اس نے کسی کو چریہ دیا یا اسکی بھان فرازا
کی، اور حالت یہ تھی کہ اس کا غالب مال حرام ہے
تو یہ چریہ قبول نہ کرے اور نہ کھائے مگر یہ کہ وہ
بتا دے کہ اس مال کی اصل حلال ہے، اور یہ
اس کا وارث ہو اسے یا اس نے قرض لیا ہے
اور اگر اس کا زیادہ تر مال حلال ہو تو ہدیہ قبول کرنے
یا اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں اور اقول
(میں کہتا ہوں) ہاسی کی مثل فتاویٰ قاضیان میں
امام ناظمی کے حوالے سے مذکور ہے اور انھوں نے
یہ دلیل بیان فرمائی کہ لوگوں کے مال تھوڑے حرام
سے خالی نہیں ہوتے لہذا غالب کا اعتساب
کیا جائیگا اور، لیکن قیہ ہمیں نے ذکر کی کہ اُس
شخص کے نزدیک قائل کا جھوٹ ظاہر نہ ہوا پھر
عالمگیری وغیرہ میں ایک آدمی کی خبر قبول کرنے کے بارے میں جو تفصیلات احکام ہیں ان کی طرف مراجعت
کرنے سے یہ بات معلوم کی جاسکتی ہے، لہذا اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کو پہچان لیجئے اور ہم
عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ مذکورہ میں اس کی وضاحت کر دیں گے۔ (ت)

بالجملہ جسے اپنے دین و تقویٰ کا کامل پاس ہو وہ غلبہ حرام کی صورت میں احتراز ہی کرے جب تک
خاص ہاسی شکی کی علت کا پتہ نہ چلے ورنہ فتویٰ توجہ از ہی ہے تا وقتیکہ بالخصوص ہاسی چیز کی حرمت پر دلیل
کافی نہ ملے اور یہ ساری تفصیل جوابدہ سے اب تک ہم نے بیان کی کچھ دنوں یا دو مہینوں ہی کے ساتھ خاص

نہیں بلکہ یہ ہوں یا ان کا غیر حامد ہو یا محمود، مسلمان ہوں یا ہنود، نصاریٰ ہوں یا یہود، سب کو عام ہے، جو اس قدر کچھ سکتا ہے کہ نوکیروں اور پیشوں میں کون کون جانتا ہے اور کیا جانتا، اور کس کس طریقہ کا مال جلال ہوتا ہے کس کس کا پھر ہمارے اس فرتی کو پیش نگاہ رکھے گا، وہ ہر جگہ حکم شرع نکال سکتا ہے کہ کس کے مال کا کیا حکم ہے اور اس سے معاملہ کہاں تک روا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ بہت لوگ جن کا مال و جہرام سے ہے مثلاً ایک اُن میں رنڈیاں ہیں، مساجد و مدارس وغیرہ امور خیر میں اپنا مال کیوں صرف کرتی ہیں، یہ اُن کا فعل ہے شرع پر کیا الزام، ہاں اُن میں جن کا مال مٹال اور نیت صحیح ہے قابل قبول انھیں کا عمل ہے ورنہ اللہ جل جلالہ پاک بے نیاز ہے،

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبَ
 اَللّٰهُمَّ كَمَا خَلَقْتَ فَتًى هَذِهِ عَلٰى لَفْظٍ طَيِّبٍ
 مِنْ لَفْظٍ طَيِّبٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَخَلَقْتَ لِيْ اَعْمَالِيْ وَاَقْوَالِيْ وَاَخْوَالِيْ جَمِيْعًا
 بِطَيِّبٍ اِنَّكَ اَنْتَ الطَّيِّبُ وَلَا طَيِّبٌ اِلَّا مِنْكَ
 طَيِّبٌ هَذَا دُعَائِيْ لِيْ وَلِلْمُخْتَلِيْنَ الطَّيِّبِ
 صَلَوَةُ عَلٰى الطَّيِّبِ اَلطَّيِّبِيْنَ وَعَنْ اَمِّهِ وَ
 اَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَقَدْ فَصَّلْنَا
 الْقَوْلَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بِحَيْثُ لَا يُوجَدُ مِنْ خَيْرِنَا
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَخَلَقْتَ هَذَا التَّحْسِيْنَ
 الْقَرِيْبَ وَالتَّحْقِيْقَ الْمَقِيْدَ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ
 وَعِلْمُهُ جَلُّ مَجْدِهِ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
 عَلٰى مَا لَهُمْ وَعِلْمُ۔

کہیں نہ پائی جائے گی، لہذا اس کی تائید اور مفید تحقیق کو غنیمت سمجھئے اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جانتا ہے، اور اسی جلیل القدر بزرگی واسلے کا علم دیا۔ تمام اور زیادہ حکم ہے، سب تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ جس نے اس تحقیق کا مجھے الہام فرمایا اور علم دیا۔ (ت)

مسئلہ ۲۰۲ ایک کافر اگر دوسرے کے پاس کوئی چیز رہن رکھے تو اس کا کاغذ تحریر کرنا مسلمان کو روا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا۔

الجواب

نفس تحریر رہن نامہ میں تو کوئی حرج نہیں خواہ وہ عقد اہل اسلام میں ہو یا کفار میں لعدہ المدرك المدرك الشري بالنهي عنه (اس لئے کہ شرعی طور پر چنانعت کی کوئی دلیل نہیں۔ ت) مگر ہاں اگر اس کاغذ میں سود دکھا جائے اور اسی کی صورتوں سے سب دیہات کا دخل رہن یا دکان یا مکان کا کرایہ مرتبہ کو ذرا اصل کے علاوہ ملا تریشک ایسا کاغذ ہرگز نہ لکھے اگرچہ وہ عقد مسلمانوں میں ہو کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح سود کھانے والے پر لعنت فرمائی ہو ہیں اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر لعنت آئی اور ارشاد فرمایا: وہ سب برابر ہیں۔

اخرج مسلم في صحيحه عن سيدنا جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما قال لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اكل الربو و مؤكله و كاتبه و شاهد به و قال هم سواء انتهى - والله تعالى اعلم۔
امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تحریر فرمائی کہ انھوں نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے، اس کی گواہی دینے والے، ان سب پر لعنت فرمائی اور فرمایا یہ سب برابر ہیں انتہی، واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۰۳ از پٹی بھیت مرسلہ مولوی محمد وحی احمد صاحب سورتی مدرس اول مدرسہ عربیہ حافظہ العلوم ۳ صفر ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی اس مسئلہ میں کہ ہنود کے میلوں میں بقصد فروخت اسباب تجارتی کے نہ بقصد مباحقت کفار اور تکثیر جماعت اُن کی کے بلکہ صرف بلحاظ تحصیل نفع اہل و عیال جانا جائز ہے یا نہیں؟ برقعہ پر لول جواز مع کراہت ہے یا بلا کراہت، لور کہ اہت تحریمی ہے یا تنزیہی، برقعہ پر لول جواز یہ مصیبت منجملہ کبائر ہے یا صفائے قبیل سے؟ بینوا تو جبروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

اگر وہ میلہ اُن کاغذ ہی ہے جس میں جمع ہو کر اعلان کفر و ادا سے رسوم شرک کریں گے تو بقصد تجارت

بھی جانا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے، اور ہر مکروہ تحریمی صغیرہ اور ہر صغیرہ اصرار سے مکروہ۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ معاہدہ کفار میں جانا مسلمان کو جائز نہیں، اور اس کی علت یہی فرماتے ہیں کہ وہ مجمع شیطانی ہیں، یہ قطعاً یہاں بھی محقق، بلکہ جب وہ مجمع بغرض عبادت غیر خدا ہے تو حقیقتہً معاہدہ کفار میں داخل کہ معصود بوجہ اُن افعال کے معبود ہیں نہ بسبب سقوف و دیوار،

وهذا ظاهر جده في الهندية عن التماس خانية عن القيمة يكره للمسعود الدخول في البيعة والكنيسة وانما يكره من حيث انه مجمع الشياطين

یہ قول شبہہ ظاہر ہے، فتاویٰ عالمگیری میں تذخانیہ میں الیقین کے حوالے سے منقول ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہودیوں اور عیسائیوں کے گروں میں جانا مکروہ ہے اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ وہ شیطانی کی جائے اجتماع ہیں۔ (ت)

بحر الرائی میں اسے نقل کر کے فرمایا:

والظاهر انها تحريمية لانها المرادة عند اطلاقهم

اور ظاہر یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے، اسی لئے کہ اکثر کرام کے علی الاطلاق فرمانے سے یہی مراد ہوا کرتی ہے۔ (ت)

رد المحتار میں اس پر ان نقطوں سے تفریع کی،

فاذا احدم الدخول فالصلوة اولى

جب وہاں جانا حرام ہے تو وہاں نماز پڑھنا بطریق اولیٰ حرام ہو گا۔ (ت)

اور اگر وہ مجمع مذہبی نہیں بلکہ صوفیہ اور لعب کا میلہ ہے تو محض بغرض تجارت جانی فی نفسہ ناجائز و ممنوع نہیں جبکہ کسی گناہ کی طرف بروی نہ ہو، علماء فرماتے ہیں مسلمان تاجر کو جائز کہ کثیر و غلام و آلات حرب مثل اسلحہ و سلاح و آہن وغیرہ کے سوا اور مال کفاد کے ہاتھ بیچنے کے لئے دار الحرب میں لے جائے اگرچہ احرار افضل، تو ہندوستان میں کہ عند تحقیق دار الحرب نہیں مجمع غیر مذہبی کفر میں تجارت کے لئے مال لے جانا بدرجہ اولیٰ حرام رکھتا ہے۔

۳۴۶/۵	لے فتاویٰ ہندیہ	کتاب الکراہیۃ	ابواب الرابع عشر	نورانی کتب خانہ پشاور
۲۱۴/۷	لے بحر الرائی	کتاب الدعوی	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	
۲۵۴/۱	لے رد المحتار	کتاب الصلوٰۃ	دار احیاء التراث العربی بیروت	

فی الہندیۃ عن البسوط قال محمد رحمہ اللہ
تعالیٰ لا باس بان یحمل المسلم الی اہل
الحرب ما شاء الا انکرا ع والسلام والسبی
وان لا یحمل الیہم شیئاً احب الیہ

اُسی میں ہے ،

اذا اراد المسلم ان یدخل دار الحرب بامن
للتجارة ومعه فہرہ وسلاحہ وهو
لا یبید بیعہ منہم لسم یمنع
فذلک منہ یح

فتاویٰ عالمگیری میں بکوالہ بسوط درج ہے کہ نام محمد
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مسلمان دار الکفر میں میرائے
گھر لے ، ہتھیار اور غلام کے جو چاہے لے جاسکتا ہے
اس میں کوئی حرج نہیں البتہ کوئی ایسی چیز لے کر
دار کفر میں نہ جانے تو پسندیدہ امر ہے ۔ (ت)

جب کوئی مسلمان تجارت اور کاروبار کیلئے دار حرب
میں داخل ہونا چاہے اور اس کے پاس گھر لے
اور ہتھیار ہوں اور وہ انہیں عربوں پر فروخت کرنے
کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو نہ کورہا شیئہ کے لے جانے
سے اسے نہ روکا جاسکے گا ۔ (ت)

پھر بھی کراہت سے خالی نہیں کہ وہ ہر وقت معاذ اللہ محل نزول لعنت ہیں تو ان سے دوری بہتر ، یہاں تک
کہ علماء فرماتے ہیں ان کے محلہ میں جو کچھ ہو تو شتابی کرتا ہوا نکل جائے وہاں آہستہ چلنا نا پسند
رکتے ہیں تو رکنا ٹھہرنا بدرجہ اولیٰ مکروہ ۔

فی الطحاویۃ عن ابی السعود عن الشربلیۃ
دارہم محل تنزل اللعنة فی کل وقت
ولا شک انہ یکون فی جمع یکون
کذلک بل وان یسر فی امكنہم الا ان
یہرول ویسرع وقد وردت بذلک اثباتاً الم
قلت والسر ادھمت کراہۃ التفرید
بدلیل ما مر فیہ حیوانا

طحاوی میں ابوالسعود کے حوالہ سے شربلہ لیلہ
سے نقل کیا گیا ہے ، وہ ایسی جگہیں ہیں جہاں
ہر وقت لعنت برسی رہتی ہے اور اس میں کوئی
شک نہیں کہ جہاں ایسی مجلس اور اجتماع ہو
وہاں ٹھہرنا مکروہ ہے بلکہ ان مقامات کے پاس
سے گزرنے بھی مکروہ ہے لہذا یہ کہ دوڑتے چلنے
جلدی سے گزر جائے (اور وہاں سے نکل جائے)

دخول دارہم للتجارة و بدلیل ما ثبت
حدیثا و فقہا من جواز الذہاب الخ
ضیافتہم کما فی الہندیۃ وغیرہا و نقلوہ
عن محرر المذہب محمد رحمہ اللہ
تعالیٰ۔

اٹار میں بھی وارد ہے الخ قلت (میں کہتا ہوں کہ)
یہاں مکروہ سے مکروہ ترمیم مراد ہے اس دلیل سے
جو پہلے گزر چکی ہے کہ ان کے گھروں یا بستوں میں
بغرض تجارت جانا جائز ہے اور اس دلیل سے
بھی کہ حدیث اور فقہ سے ثابت ہے کہ ان کی دھڑوں
میں جانا جائز ہے جیسا کہ ہندیہ وغیرہ میں مندرج ہے اور اس کو ائمہ فقہ نے راقم المذہب حضرت امام محمد
رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے۔ (ت)

پھر ہم صدر کلام میں آیا کہ چلے کہ یہ جواز بھی ایسی صورت میں ہے کہ اسے وہاں جانے میں کسی معصیت
کا ارتکاب نہ کرنا پڑے مثلاً جلسہ نایاب رنگ کا ہو اور اسے اُس سے دور و بیجا ذریعہ میں جسکے نہ ہو
توبہ جانا مستلزم معصیت ہو گا اور ہر غرض معصیت اور جانا محض بغرض تجارت ہو نہ کہ تماشا دیکھنے
کی نیت کہ اس نیت سے مطلقاً منوع اگرچہ مجمع غیر مذہبی ہو۔

وذلك لان اعيادهم ومجامعهم لا تختلف
عن القباہم الشنیعة والفتکرات القطعیۃ
والتنفرج علی الحرام حرام کما نص علیہ فی
الدر المختار وغیرہ، واللہ سبحانہ و
تعالیٰ علو۔

اس لئے کہ ان کی عیدیں اور مجلسیں بدترین قباحتوں
اور رسوا کن منکرات پر مشتمل ہوتی ہیں اور حرام
خوش ہونا بھی حرام ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں
تصریح فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک برتر اور
خوب جانتے والا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۰۴ از سہرام محلہ دائرہ ضلع آردہ مرسلہ حافظ عمر جلیل ۱۶ شوال ۱۳۲۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ درزی اگر رنڈی کا کپڑا بے تو درزی کو اس کپڑے کی
مزدوری لینا چاہے یا نہیں؟ بینہ التوجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

وہ روپیہ جو رنڈی کو دینا یا اجرت یا میل کی رشوت میں ملا ہے اس سے اجرت لینا حلال نہیں
ہاں اور قسم کا روپیہ ہو تو جائز جو شرعاً رنڈی کی ملک ہو، اور اگر اس کے پاس دونوں قسم کے مال
ہیں تو جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ اجرت جو اسے دے رہی ہے اسی مال غیر مملوک سے ہے لینا
جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۵ از دیور ضلع در اسس مرسلہ محمدی الدین بادشاہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علما سے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص انگریز کی نوکری علی الخصوص بجانے کی مشق کسی قمارخانہ
 پر مامور ہے یا انگریزی بایا بجانا اس کے متعلق ہے شخص مذکور خوب جانتا ہے کہ یہ فعل بڑا ہے لیکن چونکہ یہ
 نوکری آباد اجساد کی ہوئی ہے علاوہ ازیں اس نوکری پر انگریز نے مجبور کیا ہے طرہ بری دوسری نوکری نہیں
 مل سکتی نہ اتنی استطاعت کہ تجارت کر سکے اور نہ اتنی وسعت کہ چھوڑ سکے، اور وہ بایا کسی دیو کے روبرو
 نہیں بچایا جاتا لیکن چونکہ منجملہ دوازم سلطنت سے ہے لہذا نہیں چھوڑ سکتا، کیا اس مجبوری کا بچانا جائز ہے
 یا نہیں؟ بر تقدیر اولیٰ مرتکب اس فعل شیخ کا کیا ہوگا؟ بحوالہ کتب متداولہ بیان فرمادیں عنہ اللہ ماجور و
 خدا الناس مشکور ہوں فقط۔

الجواب

ایسا بایا بجانے کی نوکری ناجائز اور اس سے جو کچھ حاصل کیا جاتے نہ صرف خبیث و ناپاک بلکہ مثل
 مال مضروب ہے یہاں تک کہ اس کا مالک نہ ہوگا نہ اسے کوئی تصرف اس میں ملال۔ عالمگیری میں ہے،
 لا تجوز الاجارة علی شئ من الفناء والنحو
 والزمایر والطبل (الی قولہ) ولا اجزق
 ذلک و هذا کله قول ابی حنیفہ و ابی یوسف
 و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کذا فی
 غایۃ البیان ۱۷
 رحمہم اللہ تسالے کا اس باب میں یہی قول ہے، اور اسی طرح غایۃ البیان میں مذکور ہے۔ (۱۷)
 اسکی میں ہے،

نقل عن المحیط عن المنقح عن
 ابراہیم عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
 فی امرأة نائحة او صاحب طبل
 او من سار اکتب صلا قال امن
 کانت علی شرط ساقہ علی
 محیط سے منقول ہے اس نے المنقح سے اس نے
 ابراہیم سے، اس نے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے
 نقل کیا ہے ایسی روئے پیٹنے والی عورت یا
 طبل بجانے والے یا آلات لہو استعمال کرنے والے
 کے بارے میں فرمایا گیا کہ انہوں نے جو مال کمایا

اصحابہ امت عرفہم یرید بقولہ
 علی شرط ان شرطوا لہا فی اولہ صلابۃ
 النیاحۃ او بانراء القضاء و ہذا لانہ اذا
 کان الاخذ علی الشرط کانت العالی بمقابلۃ
 المعصیۃ والسبیل فی المعاصی مردھا و ذلک
 ہفتا بردہا خوذاً من تشکن من ساقہ
 بانہ من صاحبہ وبالصدق منہ ان
 لم یعرفہ لیصل الیہ نفع مالہ ان کان
 لا یصل الیہ عین مالہ الا۔

لام محمد کے فرمان کے مطابق وہ مال اگر صاحب مال
 سے علی شرط لیا گیا یعنی انہوں نے فوج گری یا لگانے بچانے
 کے مال میں مال لینے کی شرط رکھی جب تو مال بطور
 شرط ہے تو گویا مال گناہ کی شرط پر لیا گیا اور گناہ کے
 ذریعے حاصل کردہ مال قابل واپسی ہوتا ہے یعنی
 اس کو صاحب مال کی طرف لوٹا دیا جائے۔ یہاں
 یہی صورت ہے اگر لیا ہوا مال واپس کیا جاسکتا ہے
 تو واپس کر دیا جائے۔ اگر صاحب مال سے تعارض
 نہیں اور اس کا کوئی پتر نہیں چل سکتا تو وہ مال

خیرات کر دیا جائے تاکہ اس مال کا فائدہ مالک تک پہنچ جائے اگرچہ عین مال بقا ہر اس تک نہیں پہنچا کرتا
 اور ہاجے کی ممانعت اسی صورت میں نہیں کہ دیو کے سامنے بچایا جائے تاکہ اس کے اشتغاف سے
 اشتغاف سے معصیت لازم آئے بلکہ یہ باجا اور دیو کے سامنے باجا جب کہ بچانے والا قصہ عبادت دیو نہ کرے
 اصل حرم میں برابر ہیں اور معاصی میں باپ دادا کی تقلید ذریعہ نجات نہیں ہو سکتی اور دوسرا طریقہ رزق کا
 نہ مل سکن محض جھوٹ ہے رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے جس نے ہوا سے نفس کی پردی کر کے طریقہ حرام
 اختیار کیا ہے ویسے ہی پہنچتا ہے اور جس نے حرم سے اجتناب اور حلال کی طلب کی اسے رزق حلال پہنچاتا ہے
 امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو نوکری مقام سے منع فرمایا کہا بال بچوں کو کیا کروں ، فرمایا
 ذرا سنیو یہ شخص کہتا ہے کہ میں خدا کی نافرمانی کروں جب تو میرے اہل و عیال کو رزق پہنچائے گا اور اطاعت
 کروں تو بے روزی چھوڑ دے گا۔ امام عبد الوہاب شعرائی طبقات کبریٰ میں زیر ترجمہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں
 فصیح یوماً انزلنا ساعۃ فی خدمۃ الولایۃ فقال
 فما صنع بعیالی فقال لا تسعون لہذا
 یقول انہ اذا اعصى الله ساقہ حیالہ
 واذا اطاعہ ضیعہم

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بال بچوں کو روزی دے گا اور اگر وہ اس کی اطاعت کرے تو وہ اس کے بال بچوں کو خالص کر دے گا۔ (ت)

بلکہ اس بارے میں ایک حدیث بھی مروی کہ عمرو بن قرقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! میں بہت تنگ حال رہتا ہوں اس حیلہ کے سوا دوسری صورت سے مجھے رزق ملنا معلوم نہیں ہوتا مجھے ایسے گانے کی اجازت فرمادیجئے جس میں کوئی امر خلافت حیا نہیں، فرمایا اصلاً کسی طرح اجازت نہیں اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے حلال روزی تلاش کر کہ یہ بھی راہ خدا میں جہاد ہے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نیک تاجروں کے ساتھ ہے۔

آخر عبد الرزاق فی مصنفہ عن یحییٰ بن
العلاء عن بشیر بن نسیب عن مکحول
ثنا یزید بن عبد ربہ عن صفوان بن
امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا عند
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فجاءه عمرو بن قرقہ فقال یا رسول اللہ ان اللہ
قد کتب علی الشقوة و ما اس اثم
اس نرق الا منہ فی بکفی فاذا نزل بالفتن
من غیر فاحشة فقال لا اذن لك ولا کرامة
ولا نعمة اتم علی نفسك و عیالک حلالا
فان ذلک جہاد فی سبیل اللہ و اعلوا انت
عن اللہ تعالیٰ مع صالحی التجار کذا
اخرجہ فی معرفة الصحابة من طریق
الحسن بن الہیج عن عبد الرزاق ذکرہ الحافظ
فی الاصابة۔

لہذا اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے حلال روزی تلاش کرو کیونکہ حلال روزی کی تلاش بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں (ایک گونہ) جہاد ہے، اور جان لو کہ

اللہ تعالیٰ کی مدد نیک تاجروں کے ساتھ ہے۔ یعنی اس کی تخریج قرآنی معرفۃ الصحابہ میں حسن بن ابی العیث کے طریقہ سے بوالہ عبد الرزاق۔ حافظ نے اس کو الاماہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

۱۴
۳۴

حدیث حسن میں ہے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ فرماتے ہیں:

طلب الحلال واجب علی کل مسلم
اخرجه الطبرانی فی الاوسط عن انس بن
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
رزق حلال کی طلب ہر مسلمان پر واجب ہے
(امام طبرانی نے اس کو الاوسط میں حضرت انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت
کیا ہے۔ ت)

یعنی جبرائیلی کا مذہب بھی انکار غلط ہے اگر کسی کی فکری پرکراہ نہیں کرتے غرض یہ جو بڑے چلے
حوالے اللہ عزوجل کے حضور کام نہ دیں گے ملک چار قمار سے ڈرے اور حرام سے تائب ہو کر ذریعہ
حلال سے حاصل کرے رزق الہی کے ہزاروں دروازے کھلے ہیں آخر یا جاننا بھی سیکھنے ہی سے آیا
ماں کے پیٹ سے لے کر تو نکلا ہی نہ تھا، اور کچھ نہ ہو تو بیس قسم کی مزدوریاں کر سکتا ہے، رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خدا کی قسم آدمی رتی لے کر ہمارے گرجے لگا لیاں چٹے اُن کا گٹھا اپنی
پیٹھ پر ڈکر لے آئے بیچ کر کھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور منہ میں خاک
بھر لیں حرام نوالہ سے بہتر ہے۔

الامام احمد بسند جید عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم والتذی نفسی بیدہ لئن یاخذ
احدکم حبلہ فینذہب بہ الی الجبل فیحتطب
ثم یناقی بہ فیحملہ علی ظہرہ فیبیعہ فیاکل خیر
لہ من ان یشال الناس ولئن یاخذ تراپا
فیجعلہ فی فیہ خیر لہ من ان یمجد فی

امام احمد نے اپنی سند میں عمدہ سند کے ساتھ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے
روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اس ذات کی قسم
جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے
کوئی شخص اپنی رتی لے کر ہمارے طرف جائے پھر
لکڑیاں اکٹھی کرے اور ان کا گٹھا بنا کر اپنی پیٹھ پر

تذکرہ

فیہ ما حرم اللہ علیہ
 وصول کردہ سے اپنے کھانے پینے کا بندوبست کرے تو یہ اس کیلئے بھیک مانگنے سے بدرجہا بہتر ہے، اور
 یہ کہ مٹی لے کر اپنا منہ بھر لے تو اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے
 اپنے منہ میں ڈالے۔ (ت)

اس حدیث اس باب میں بکثرت ہیں، اللہ عزوجل مسلمانوں کو نیک توفیق و ہدایت بخشے، آمین۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نے اپنی معاشی علانیہ قمار بازی اور زنا کاری کے
 ذریعہ سے کر دہی ہے اور کوئی ذریعہ اس کے یہاں آمدنی کا مطلق نہیں ہے اس کے مال میں سے
 نذر و نیاز کے کھانے کا کھانا جس کو اس کی آمدنی کا حال معلوم کیا ہے؟ فاتحہ دینے والے کو
 اس کے مال کی کیفیت معلوم ہے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ بیعت و اتوجروا

الجواب

اگر جو چیز اس نے حرام کاری یا قمار بازی سے حاصل کی بعینہ اسی شے پر نیاز و دلائی مثلاً چروے
 میں چاول جیسے تھے انہیں کا پلاؤ پکایا، زانیہ کو اس کے آشنا نے گشت بھیجا اسی پر فاتحہ دلائی
 جب تو وہ نیاز و فاتحہ یعنی مردود اور اس کا کھانا قطعی حرام اور فاتحہ دینے والے کو اگر معلوم تھا کہ
 بعینہ یہ وہی شے ہے تو وہ بھی سخت عظیم مشہدہ گناہ میں گرفتار، یہاں تک کہ فاتحہ دینے دلائے والے
 دونوں پر معاذ اللہ خوف کفر ہے۔ دوسری پر لازم کو اگر اسے دینے سے پڑھیں اور نکاح کی
 تجدید کریں۔

فی الہندیۃ من المحيط ولو تصدق علی فقیر
 بشئ من مال الحرام و یرجو الثواب یکفر
 فتاویٰ عالمگیری میں قحط کے حوالے سے مذکور ہے
 اگر کسی محتاج پر حرام مال میں سے کچھ خیرات کیجائے

ولو علم الفقير بذلك ففعله و اصبحت
المعطي فقد كفر^۱۔ اور ثواب کی امید رکھنے کو کافر ہو جائے گا۔ اگر
فقیر و محتاج کو یہ بات معلوم ہو کہ وہ مالِ حرام
دے رہا ہے اور اس کے باوجود وہ اسے دعا دے اور وہ آمین کہے تو دونوں کا منہ
ہو جائیں گے (ت)

اوپر اگر وہ چیز بعینہ بذریعہ حرام حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ ٹمن حرام سے خریدی تو اوصورتیں ہیں اگر
حرام روپیہ دکھا کر کھانسی کے بدلے یہ شے دے دے یا بیع نے دے دی اس نے وہی زرِ حرام
ٹمن دے دیا تو اس صورت میں بھی جو کچھ خرید مالِ حرام و خبیث ہی ہے اس پر نہ نیاز ہو سکے نہ فاقہ
اس وقت میں اس پر فاقہ دینا دلانا بڑا تو ہے مگر اندیشہ کفر سے دوری ہے۔

الاختلاف العلماء فمنهم من قال يهل
الابدال مطلقا كما في الدرر وغيره من
الاسفاس القس۔ علماء کا اس مسئلے میں اختلاف ہے، ان میں سے
بعض فرماتے ہیں کہ "بدل" مطلقاً حلال ہے جیسا کہ
نذر وغیرہ بڑی واضح کتب میں مذکور

ہے۔ (ت)

اور اگر صورت بھی نہ تھی بلکہ بغیر زرِ حرام دکھائے جو نہی کھا کر یہ شے مثلاً ایک روپیہ کی دے دے
اس نے دے دی اس نے حرام روپیہ ٹمن میں دے دیا یا دکھایا تو زرِ حرام کہ اس کے عوض دے دے
جب اس نے دی اس نے وہ روپیہ رکھ لیا اور کوئی حلال ذریعہ کار و پیہ ٹمن میں دیا تو اب جو کچھ حسدِ زید
مذہب مفتی پر حرام نہیں اس پر نیازہ فاقہ جائز ہے اور اس کا کھانا بھی حرام نہیں،

في التوبة تصدق لتصرف بالشراء بداراهم
الوديعة والغصب ونقدها وان اشترى
اليها ونقد غيرها او اطلق ونقدها لاوليه يعني
احد ملخصا۔ تو یہ میں ہے صدقہ کر دے اگر امانت یا غصب
درہم میں خریداری کے وقت تصرف کیا کہ درہم کی
طرف اشارہ کرتے وقت وہی نقدی دکھائی مگر
دیتے وقت انکی بجائے حلال درہم دے یا اطلاق

کیا (یعنی حرام درہم دکھائے بغیر کہ دیا کہ یہ چیز ایک درہم وغیرہ میں شے دے، اس نے دے دی) پھر اسکے

عوض وہی حرام نقدی دے ڈالی قرآن صدقوں صورتوں میں حرمت نہیں اور اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔
تلفیض پوری ہو گئی۔ (ت)

پھر بھی اس سے احتراز بہتر،

لمحل خلاف العلماء فقد قال في المدار المختار
انه لا يحل مطلقا كذا في الملتقى
وللتوقي من التهم والنزج على المرتكب
والله تعالى اعلم وعلمه جبل محبب
اتم واحكم۔

کیونکہ یہ صورت علماء کے اختلاف کا محل ہے
چنانچہ در مختار میں فرمایا گیا کہ سند یہ قول یہ ہے
کہ مطلقاً حلال نہیں یونہی "الملتقى" میں ہے
اور اس لئے یہ بات ہے تاکہ آدمی تہمت
اور اد تکاب جرم کی سرزنش سے بچ جائے۔

اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم والا ہے اور اس کا علم جس کی عزت و عظمت بڑی ہے سب
سے زیادہ اور نہایت درجہ نچتر ہے (ت)

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ :
(۱) ڈاک کی نوکری جائز ہے یا نہیں ؟
(۲) انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

(۱) ڈپٹی پوسٹ ماسٹری تک جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) ذی علم مسلمان اگر بنیت زور نصاریٰ انگریزی پڑھے اجر پائے گا اور دنیا کے لئے صرف زبان سیکھنے
یا حساب اقلیدس جزا فیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہر تہی اس میں مصروف ہو کر اپنے
دینی و علم سے غافل نہ ہو جائے ورنہ جو چیز اپنا دین و علم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے
اس طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں ان کا
پڑھنا بھی روا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بحالت صحت نفس و ثبات عقل اپنے

ایک وارث کے ہاتھ ایک مکان بیع کیا اور کچھ ذریعہ نقد بطور ہبہ اس کو دیا کہ اُس نے اُس سے ایک حقیقت خریدی، بعد ایک عرصہ کے مورث فوت ہوا، اب اُس کے اور وارثوں کا بھی اُس مکان یا ذریعہ نقد میں کچھ حق ہے یا نہیں اور وہ بیع و ہبہ جائز ٹھہر سکتے ہیں یا نہیں؟ بدینہ توضیح و ا-

الجواب

صورتِ مسئلہ میں جبکہ وہ بیع و ہبہ بحالت ثبات عقل و عدم مرض موت تھی تو ان کے جواز و لغاؤ و صحت تمام میں کوئی مشبہہ نہیں اب ہرگز ہرگز کسی وارث کا اُس مکان یا ذریعہ نقد میں کوئی حق نہیں اور ممتاز میں ہے،

لو وہب فی صحۃ عقل المال للمولود
جائز و اشتم علیہ
اگر کوئی شخص اپنی صحت و تندرستی میں اپنا سارا مال اپنے بیٹے کو ہبہ کر دے تو جائز ہے مگر وہ گناہگار ہوگا۔ (ت)

اور سائل کہ ان بیع و ہبہ کے جواز و عدم جواز سے پوچھتا ہے اگر اُس کا مقصد صحت و عدم صحت عقد ہے جب تو معلوم ہو گیا کہ قطعاً دونوں عقد صحیح ہیں اور اگر حالت و حرمت سے سوال کرتا ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ بحالتِ صحت وارث کے ہاتھ قیمت مناسب کو بیع کرنے میں تو ہرگز کوئی کراہت نہیں ہاں تنہا ایک وارث کو کوئی چیز بخش دینا کہ اوروں کے ساتھ اس قسم کی رعایت نہ کرے مکروہ ہے حدیث میں اس کو ظلم فرمایا

حیث قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا تشہد فی علی جوئے
چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
مجھے ظلم و زیادتی پر گواہ نہ بناؤ۔ (ت)

لیکن اس کراہت و ممانعت سے اُس بیع یا ہبہ میں کوئی حرج نہیں آتا کالبسیم عند اذان الجمعة (جیسے اذان جمعہ کے وقت فرید و فروخت کرنا۔ ت) اور یہ کراہت بھی اُس وقت ہے جب سب اولاد برابر ہوں اور بچیت دین آپس میں تفاوت نہ رکھتے ہوں ورنہ اگر مثلاً ایک بیٹا یا بیٹی علم یا تقویٰ میں اوروں سے زیادہ ہو ہو بہو تحصیل علم میں مشغول ہے کہ کسب مال کی فرصت نہیں رکھتا تو ایسے شخص کو سب سے زیادہ دینا کوئی حرج نہیں۔ فتاویٰ قاضی حناں

میں ہے:

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اولاد میں سے کسی ایک کو ہبہ کرنے میں (کچھ عرج نہیں جبکہ اسے دوسری اولاد میں ترجیح و تفضیل دینا دینی فضل و شرف کی وجہ سے ہو) لیکن اگر سب برابر ہوں تو پھر ترجیح مکروہ ہے۔ (ت)

مر روی عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
انہ لا یاس بہ اذا کان التفضیل لزیادۃ
فصل فی الدین فانت کانت
سواء یکرة۔

عالمگیری میں ہے:

اگر بیٹا حصول علم میں مشغول ہو نہ کہ دنیوی کمائی میں تو ایسے بیٹے کو دوسری اولاد پر ترجیح و تفضیل دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ملقط میں اسی طرح مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

لو کان الولد مشتغلاً بالعلم لا یانکسب
فلا یاس بان یفضلہ علی غیرہ کذا فی
الملقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ملک بنگالہ شہر نصیر آباد قصبہ پاپڑا مرسلہ محمد علیم الدین صاحب ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ باپ نے سود و غیرہ حرام مال چھوڑ کر انتقال کیا اب وہ مال لڑکے کے واسطے حلال ہو گیا یا نہیں، لڑکا حرام خوردی میں ناراض تھا۔

الجواب

جس جس شخص کی نسبت معلوم ہو کہ فلاں سے اتنا مال سود یا رشوت یا غصب یا چوری میں اس کے باپ نے لیا تھا اس پر فرض ہے کہ ترکہ سے اتنا اتنا مال اُن لوگوں یا اُن کے وارثوں کو واپس دے اگرچہ وہ مال بعینہ جہانہ معلوم ہو جو ان ناجائز طریقوں سے لیا، اور جس مال کی نسبت بعینہ معلوم ہو کہ یہ خاص وہی مال حرام ہے تو فرض ہے کہ اُسے مال غیر و غصب سمجھے اگرچہ وہ لوگ معلوم نہ ہوں جن سے لیا تھا پھر بحالت علم اُن مستحقوں یا ان کے وارثوں کو جسے ورنہ ان کی نیت سے فقراء پر تصدق کرے، اور اگر اجمالاً صرف اتنا معلوم ہو کہ ترکہ میں مال حرام بھی ملا ہے مگر نہ مال تمیز نہ مستحق معلوم

تو دیانتہ افضل احراز اور حکم جواز۔

فی رد المحتار ما اذا علم ان کتب مورثه
حرام یحل له یکن اذا علم المالك بعینه
فلا شک فی حرمتہ و وجوب
ردہ علیہ و کذا لا یحل اذا علم عین
الغصب مثلاً وان لم یعلم مالک و الماحصل
انه انت علم اسباب الاموال و جب ردہ
علیہم و الا قامت علم عین المحرام
لا یحل له و یتصدق به بنیة حاجہ و
ان کان ما لا یختلط بمجتبى من المحرام
ولا یعلم اسبابہ ولا یثبث منه بعینه حل
له حکماً و الاحسن دیانتہ التنزه عنه آدم
ملخصاً قلت و هذا اعنی الحكم باولویة
التنزه دیانتہ هو المطابق لما فی عامۃ
المعتمدات کالغایۃ و التبیین و العندیۃ
و غیرہا و ہذا البحاۃ نفیۃ ذکرنا ہا
فیما علقنا علی رد المحتار و اللہ تعالیٰ
اعلم۔

رد المحتار میں ہے جب اسے معلوم ہو کہ مورث کی
کتابی حرام ہے تو عدم یقین کی وجہ سے اس کے لئے
حلال ہے لیکن جب مالک معین معلوم ہو تو پھر
مال کی حرمت میں کوئی شک نہیں لہذا مال اس کے
مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ اسی طرح
جب عین غصب یعنی بعینہ کوئی شے مغصوب
ہو تو اس کا استعمال حلال نہیں اگرچہ مال کا
مالک معلوم نہ ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر مالکان
مال معلوم ہوں تو انہیں مال واپس کرنا ضروری ہے
لیکن اگر ارباب مال کو نہیں جانتا اور معین شے
کے حرام ہونے کا علم رکھتا ہے تو اس صورت میں
بھی وہ عین حرام مال اس کے لئے جائز نہیں
لہذا اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے
اور اگر مال مخلوط حرام طریقے سے جمع کیا گیا اور یہ
اس کے مالک کو نہیں جانتا اور نہ کسی معین شے
کے حرام ہونے کا علم رکھتا ہے تو ایسی صورت میں
یہ مال قضا کے طور پر اس کے لئے حلال ہے لیکن
دیانت و تقویٰ کے لحاظ سے زیادہ بہتری پر ہمیں
میری مراد یہ ہے کہ بطور دیانت اس مال سے بچنے کا حکم دینا عام معتبر کتابوں کے مطابق ہے جیسے
خانیہ، تبیین اور ہندیہ وغیرہ۔ یہاں چند قیمتی ابجاث ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ شامی پر جو ہماری تعلیقات
ہیں ہم نے وہاں انہیں بیان کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۱۱ از ملک بنگالہ ضلع بری سال ڈاک خانہ غازی پور کو چیا مورثا مسئلہ عبدالرحمن صاحب

ماقولہ میں حکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا ارشاد مبارک ہے) اس مسئلہ میں کہ در بعض دیار بنگالہ رمضان المبارک میں میانجی و خشیوں کو دعوت کر کے جمع کرتے ہیں اور مردگان پر ایصالِ ثواب کے واسطے ختم قرآن و ختم تھلیل وغیرہ پڑھا کے اور زیارتِ قبور کو اس کے اُجرت دیتے ہیں یعنی اگرچہ پیسہ وغیرہ کا کچھ قصی نہیں کرتے ہیں مگر ہمیشہ دینا واجب جانتے ہیں اور خشی اور میانجی بھی پیسے کے لالچ سے جاتے ہیں، قرینہ اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی مکان میں پیسہ نہ دیا تو بار دیگر اُس مکان میں نہیں جاتے ہیں، اس قسم کا پیسہ دینا اور لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؛ اور مردوں پر ایصالِ ثواب ہو گا یا نہیں؛ بتینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

جبکہ اُن میں معبود و معبود ہی لینا دینا ہے تو یہ اُجرت پر پڑھنا پڑھوانا ہوا فان المعروف عرفا کالمشروط لفظاً (کیونکہ عرف و رواج میں جو کچھ مشہور ہے وہ اس طرح ہے کہ جس طرح الفاظ سے شرط طے کی جائے۔ ت) اور تلاوت قرآن اور ذکر الہی پر اُجرت لینا دینا دونوں حرام ہے، لینے والے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں کماحقہ فی سوا المحاد و شفاد العلیل وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ شامی و شفاد العلیل اور دیگر کتب میں اس کی تحقیق فرمائی گئی۔ ت) اور جب یہ فعل حرام کے مرتکب ہیں تو ثواب کس چیز کا اُجرت کو بھیجے گا، گناہ پر ثواب کی امید اور زیادہ سخت و اسشد ہے کما فی الہندیۃ والہزازیۃ وغیرہما وقد شدد العلماء فی ہذا بلفظ تشدید (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور ہزازیہ وغیرہ میں مذکور ہے، علماء کوام نے اس مسئلہ میں بہت شدت برقی ہے۔ ت) ہاں اگر لوگ چاہیں کہ ایصالِ ثواب بھی ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لئے نوکر رکھیں اور خواہ اتنی دیر کی شخص کی معین کر دیں مثلاً پڑھوانے والا کہ میں نے تجھے آج غلاں وقت سے غلاں وقت تک کے لئے اس قدر اُجرت پر نوکر رکھا جو کام چاہوں گا وہ کہے میں نے قبول کیا، اب اتنی دیر کے واسطے اس کا اجر ہو گیا جو کام چاہے لے سکتا ہے اس کے بعد اُس سے کہ غلاں میت کے لئے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھ دو، یہ صورت جواز کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلخانوں کو توفیق عطا فرمائے، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اللہ واحکم (اللہ تعالیٰ پاک ہرگز اور سب سے بڑا عالم ہے اور اس کا علم کامل اور پختہ ہے۔ ت)۔

مسئلہ ۲۱۲ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں بھٹیاریں کا دستور ہے جب ان میں کوئی عورت بدکاری کرتی ہے خاوند اسے طلاق دے کر چودھری کے سپرد کر دیتا ہے پھر جو شخص اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے سراسر اسے بھٹیاریں سے اس شخص سے جب تک بیس روپے نہ لے لیں نکاح نہیں کرنے دیتے۔ اس عورت کو سراسر کی گھڑی کہتے ہیں کہ اب گھڑی ہے یہیں بیس روپے دے دو تو نکاح کرنے دیں گے پھر دو روپے کتنی آپس میں بانٹ لیتے ہیں کبھی اس کا کھانا پکا کر کھا لیتے ہیں، اس دفعہ بھی ایک شخص کے ایسے ہی بیس روپے جمع ہیں بھٹیاریں سے چاہتے ہیں ہم انھیں مسجد میں لگا دیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟
بلیو اتوجروا۔

الجواب

یہ روپے جو باندھے گئے ہیں محض برکت و حرام ہیں، نہ ان کا کھانا جائز، نہ بانٹ لینا جائز، نہ مسجد میں لگانا جائز، بلکہ لازم ہے کہ جس شخص سے لے لیں اسے واپس دیں، وعاذکُم اللہ من ذلک، دے دیں کہ میری طرف سے مسجد میں صرف کر دو تو جائز ہوگا،

فی البزازیۃ الامت ای ان یزوج الاخت
الامت یدفع الیہ کذا دفع الیہ
امت یاخذ منه قانما ادها لکالانہ
مشکوۃ ۱۰ واللہ تعالیٰ اعلم۔
چیز کا لینا مالک کو واپس لینا جائز ہے کیونکہ وہ برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
عاصی محمد یعقوب

مسئلہ ۲۱۳ ۷ رجب ۱۳۱۷ھ

مخدومنا وکرمناب مولیٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم، آداب اجلہ سالانہ آریہ سماج کے واسطے کرسیاں کرایہ پر آریہ مانگتے ہیں شرعاً ایسے جلسے کے واسطے کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ احقر نے ابھی قرار نہیں کیا آئینہ کا جواب آنے پر ان کو جواب دوں گا۔

الجواب

مکرم سلکم اللہ تعالیٰ! آپ اپنے کرائے سے غرض رکھیں، کرسی پر بیٹھنا حرام نہیں، اس کا

کو ایہ حرام نہیں، اقوال نامشروع جو بیٹھنے والے کفار کہیں گے کسی پر موقوف نہیں کسی اُن میں معین و
مؤید نہیں کوئی وجہ حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۱ از بسوی ضلع بدایوں مرسلہ خلیل احمد صاحب ۹ شوال ۱۳۱۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پیشہ دوران ذیل کی بابت شرع کیا حکم دیتی ہے
(۱) قاطع الشجر (۲) ذابح البقر (۳) دائم الخمر (۴) بائع البشر

الجواب

خود آدمی کی بیع اور شراب پینا دونوں حرام قطعی ہیں خصوصاً شرب خمر کی مداومت کہ وہ تو
گناہ کبیرہ پر اصرار ہوا جو سخت ترکہ عظیمہ ہو گیا اور ذابح بقر و قطع شجر کے پیشے میں مضائقہ نہیں
یہ جو عوام میں بنام حدیث مشہور ہے کہ ذابح البقر و قاطع الشجر جنت میں نہ جائے گا "محض غلط
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۲ از بیجا پور کجرات ضلع برودہ شمالی کڑی پرانت مرسلہ حافظ محمد بن سلیمان میاں
محلہ بہرہ واثر ۱۵ شعبان ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو نام ایک طوائف کو خالد ایک امیر نے
سور و پے ماہواری پر نوکر رکھا تا کہ اس سے وطن کرے اور ہر وقت ہم صحبت رہے یا ایک ہندو کو
ہدایت ربانی نصیب ہوئی اور اس کام سے تائب ہوئی لیکن اس امیر نے وہی پگوار اس کے نام پر
برقرار رکھا اور اس کے لڑکے زید نے بعد وفات خالد کے وہی پگوار جاری رکھا، وہ ہندو اس
پگوار سے کار خیر اور مساکین اور یتیم اور رانڈوں کو پرورش کرتی ہے اور خیرات جاری ہے اس سبب
سے وہ پگوار سے خیرات لینا اور کھانا وغیرہ حلال ہے یا نہیں؟ اور ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟
جینہ اتوجروا۔

الجواب

جب تک وہ وظیفہ ہندو کو معاوضہ نہ ملتا تھا ضرور حرام قطعی تھا، نہ اس سے خیرات ہو سکتی
تھی، مگر جب ہندو تائب ہو گئی اور اس کے بعد بھی امیر نے وظیفہ جاری رکھا اب اس کے بیٹے
کی طرف سے جاری ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ کسی گناہ کے معاوضہ میں نہیں یہ ضرور مال حلال ہے
صحیح بخاری و صحیح مسلم میں قصہ اصحاب الرقیم میں جس کا اشارہ قرآن عظیم میں بھی موجود، حضور عظیم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین مسافرات کو ایک غار میں ٹھہرے پہاڑ سے

ایک چٹان گر کر غار کے منہ پر ڈھک گئی یہ بند ہو گئی، آپس میں بولنے خدا کی قسم یہاں سے نجات نہ پاؤ گے
 اَلَا اِنَّ تَدْعُو اللّٰهَ بِصَالِحِ اسْمَائِكُمْ مَّكَرًا لِّكَ نِيكَ اَعْمَالِكُمْ وَ سِيْلًا لِّكَ رُكْعَتَيْ عَزَّ وَ جَلَّ سے دعا کرو،
 ہر ایک نے اپنا اپنا ایک اعلیٰ درجے کا نیک عمل بیان کیا اور اُس کے توسل سے دعا کی، چٹان
 ٹھوڑی ٹھوڑی ٹھکاتی گئی، تیسرے کی دعا پر بالکل ہٹ گئی اور انھوں نے نجات پائی۔ اُن میں ایک
 دُعا یہ تھی کہ میرے چچا کی بیٹی مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی میں نے اس سے بیکاری چاہی وہ باز
 رہی یہاں تک کہ ایک سال قحط میں مبتلا ہو کر میرے پاس آئی فاعطيتھا عشريق وصانۃ دینار
 علی ان تخلی بینی و بین نفسہا ففعلت میں نے اُسے ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ
 مجھے اپنے اوپر قدرت دے اُس نے قبول کیا جب میں نے اس پر دسترس پائی اور قریب ہوا کہ زنا
 واقع ہو وہ روئی اور کہا میں نے یہ کام کبھی نہ کیا احتیاج نے مجھے مجبور کر دیا اللہ سے ڈر اور ناحق
 طور پر ٹھکر کو نہ توڑ، میں اس سے ڈرا اور اس فعل سے باز رہا اور وہ اشرفیاں بھی اسی کو چھوڑ دیں اللہم
 اِنَّا کُنْتُ فَعَلْتُ ذَلٰلًا اِستغاد و جھلک ففسرج عتاما مَنَحْنِ فِیْہِ اللّٰہُ اِاگر میں نے یہ کام تیری رضا
 چاہنے کے لئے کیا ہو تو ہمیں اس بلا سے نجات دے، اس پر چٹان ہر کی بیٹی اس حدیث جلیل عظیم
 سے ظاہر ہے کہ وہ اشرفیاں اُس عورت کے لئے مال حلال ہو گئیں ورنہ اُس کا اُسے رکنا حرام ہوتا
 اور جب اُسے رکنا حرام ہوتا اُسے چھوڑ دینا اور واپس نہ کرنا حرام ہوتا کہ جس چیز کا لینا حرام ہے
 اس کا دینا بھی حرام ہے،

ما حرموا اخذہ محرم اعطاؤا ذلک والمانع
 منہما من جهة الشرع لا المجبر
 حق الغیر فکانت یجب علیہما
 مرفعه اعدا ما للمعصیۃ۔
 جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام
 ہے، ان دونوں کا مانع شریعت کی طرف سے
 ہے نہ کہ محض حق غیر، لہذا ان دونوں پر گناہ
 کو زائل اور ختم کرنے کے لئے اس کا رفع واجب
 تھا (یعنی عورت لینے والی رقم کو اپنے پاس نہ رکھتی اور دینے والا مرد اسے واپس لیتا) جب
 یہ دونوں کام نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ رقم حلال ہے۔ (ت)
 حالانکہ وہ اشرفیاں خاص وہی تھیں جو بشرط زنا دی گئی تھیں تو بہ نے انہیں بھی حلال کر دیا

لے صحیح البخاری کتاب الاجارہ باب من استاجر اجیراً قدیمی کتب خاند کراچی ۲۰۳/۱
 صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب قضا اصحاب البخار ۲۵۳/۲
 رد المحتار کتاب الزکوۃ باب العشر وادایا التراش العربی بیروت ۵۶/۲

تو بعد تو بہ جو تکلیف جدید دیا گیا اس میں حرمت کی ذکر آسکتی ہے وہ ہذا اکلہ ظاہر جدا (بلاشبہ یہ سب کچھ خوب ظاہر ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۱۰ از بینکالہ ضلع سہٹ موضع قاسم نگر مرسلہ مولوی اکرم یکم ربیع الاول ۱۳۲۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں،

(۱) اگر کسی سود خوار نے سودی روپیہ سے مسجد بنائی یا حج کیا یا حج کروایا یا تالاب کھدوایا یا خیرات کی تودہ شخص مستحق ثواب ہوگا یا نہیں؟

(۲) اُس مسجد میں نماز پڑھنا یا حج کرنے والے کو اس سودی روپیہ کا حج کے خرچ میں لانا یا اُس تالاب میں وضو غسل کرنا یا پانی پینا یا اُس مال خیرات کو مستحقین خیرات کا لے لینا جائز ہے یا نہیں؟ جینواتوجروا۔

الجواب

(۱) سود کے روپیہ سے جو کارنیک کیا جائے اس میں استحقاق ثواب نہیں، حدیث شریف میں ہے: **و جرمال حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب لبیک کہتا ہے** بافت غیب سے جواب دیتا ہے، **لا لبیک ولا معذیلک وحجک مردود علیک حتی ترد حافی یدیک** یہ تیرے حق پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام تیرے حق پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام تیرے قبضہ میں ہے اُس کے گتھوں کو واپس دے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ان الله طيب لا يقبل الا الطيب** بیشک اللہ عز و جل پاک ہے پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔

سود خوار پر شرعاً فرض ہے کہ جتنا سود جس جس سے لیا ہے اُسے واپس دے، وہ نہ رہا ہو اُس کے وارثوں کو دے، وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتہ مالک اور اس کے ورثہ کا نہ چلے تو فرض ہے کہ اتنا مال تصدق کر دے اور تصدق میں فقیر کو مالک کر دینا و رکاز ہے کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرہا عامۃ الاسفار (جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ عام بڑی کتب میں اس کی تصریح

کر دی گئی۔ ت) اور مسجد یا تالاب بنانا یا حج کرنا اصول اولیٰ حکم نہ ہوگا اور اس پر سے گناہ نہ جائیگا
یاں خیرات کر دینے کا حکم ہے تو اس کی توبہ تمام ہوگی اور ان شاء اللہ تعالیٰ گناہ سے بری الذمہ
ہوگا اور توبہ کرنے اور حکم شرع و بارہ تصدق بجالانے کا ثواب بھی پائے گا اگرچہ خیرات کا ثواب
نہ ہوگا کما حقننا فی فتاواننا، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام واحکم (جیسا کہ ہم نے
اپنے فتاویٰ میں اس کی پوری تحقیق کر دی، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اس کا علم
زیادہ مکمل اور نچستہ ہے۔ ت)

(۲) حج کا جواب گزر چکا کہ اس روپے کو اس صرف میں اٹھانا جائز نہیں، یاں فرض حج
فطر سے ادا ہو جائے گا،

فان القبول شئ آخر غیر سقوط الفرض کیونکہ کسی شے کا قبول ہونا اور فرض ساقط
وکان یمن صلی فی امر من مفسوبہ۔ ہو جانا وہ توں ایک نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں
ہیں یعنی قبولیت شے اور چیز ہے اور سقوط فرض اور چیز، جیسا کہ کوئی شخص ناجائز مقبوضہ
زمین پر نماز پڑھے تو اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا مگر نماز مقبول نہ ہوگی۔ (ت)

اور اگر مسجد یا تالاب بنایا تو اس میں نماز اور اس سے وضو وغیرہ و شرب سب جائز ہے والدلائل
تقری فی فتاواننا (دلائل کا تعارف ہمارے فتاویٰ میں موجود ہے۔ ت) بلکہ خانہ و ہندو و رد المحتار
وغیرہ میں ۱۰

لو اشتری جبل و امر اشراء فاسداً
وقبضها ثم وقفها علی الفقراء
والمساکین جائز و تصیر وقفها علی ما وقف
علیہ و علیہ قیمتہا اللہ و تحقیق
الکلام فیہ فیما علقنا علی سدا المحتار
من ادلی الوقف۔

اگر کوئی شخص بیخ فاسد سے گھر خریدے پھر اس پر
قابض ہو جائے پھر اسے فقروں اور محتاجوں کیلئے
وقف کرے تو جن پر یا جن کے لئے وہ گھر وقف
کیا گیا وہ وقف قرار پا جائے گا مگر اس کی قیمت
کی ادائیگی اس پر لازم ہوگی اور اس میں تحقیق کلام
وہی ہے جس کو ہم نے فتاویٰ شامی کی بحث وقف
کے آغاز میں حاشیہ میں بیان کیا ہے (ت)

بلکہ جامع الفوائد و عالمگیری میں ہے،

قال ابو يوسف رحمه الله عليه اذا غصب
ارضا فبقي فيها مسجد او حماما او
عائوتا فلا باس بالصلاة في المسجد
والدخول في الحمام للاغتسال وفي
العائوت للثريد ليس له ان يستأجرها
وان غصب دارا فجعلها مسجدا
لا يسع لاحداث يصلى فيه ولا ان
يدخله الخ قلت وذكرنا انه ان التفرقة
في الدار والارض كانها مبنية على غير
الامر جمع في مسألة غصب الساحة
بالحاء المهملة واياها كان قد لاتها على
ما هنا ما كما لا يخفى وبالجملة فغصب
الملك لا يمنع صحة الموقف وصحته تعتمد
آثاره فافهم.

امام ابو يوسف رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا جب کسی آدمی
زمین غصب کرے یعنی زبردستی چھین لے پھر
وہاں مسجد، حمام اور دکان تعمیر کر دے تو مسجد
میں نماز پڑھنے، حمام میں غسل کرنے اور دکان سے
اشیا خرید لینے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں،
البتہ غاصب کیلئے جائز نہیں کہ اسے کرایہ پر دے
اور اگر اس نے کوئی حویلی چھین لی پھر اسے مسجد
بنادیا تو کسی کے لئے وہاں داخل ہونے اور نماز
پڑھنے کی گنجائش نہیں اور میں کہتا ہوں کہ ہم نے
پہلے بھی یہ بیان کر دیا کہ گھر اور زمین کے حکم میں فرق
کرنا گویا غیر راجع قول پر مبنی ہے جو غصب صحن کے
مسئلہ میں ہے "الساحة" حار بغیر نقطہ ہی
درج ہے پس جو بھی ہر اس کی دلالت یہاں
تمام ہے جو ظاہر ہے (الحاصل) ملک کی خباثت
وقت کی صحت سے مانع نہیں، اس کی صحت کا دار و مدار اس کے آثار پر ہے، یہاں اس کو سمجھ
لیا جائے۔ (ت)

اور فقیر کو اس کا خیرات میں لینا تو بدرجہ اولیٰ جائز ہے کہ یہ تو میں حکم شرع ہے جبکہ مالک کا پستا
زر ہا ہو اور ایسے بھی مال رہا میں بعد قبضہ عدم ملک نہیں صرف خبث ملک،

في الرد الصحتا عن البحر الرائق صحت
القنية عن الامام السبزوغي
ان من جملة صور البعير الفاسد
جملة العقود الربوية يملك العوض فيها بالقبض
رد المحتار نے بحر الرائق سے بحر الرائق نے فقیر سے
اور فقیر نے امام سبزوگی سے نقل کیا ہے یہ صحیح فاسد
کی تمام صورتوں میں سودی معاملات ہیں ان میں
قبضہ کرنے کے عوض مالک ہو جاتا ہے انتہی۔

یہ ہے کہ اسے آرام دے اور خود کام کرے، ہاں اگر زید اسے مجبور کر لے تو ضرور گنہگار و نالائق ہے،
 باب کا مال بیٹے کو اس کی رضا سے قدر رضا تک حلال ہے ورنہ حرام، شریک ہوں خواہ جدا، باب کا
 حق بیٹے پر ہمیشہ رہتا ہے، یونہی بیٹے کا باب پر۔ ہاں بعض حقوق وقت تک محدود ہیں جیسے لڑکا جب
 جوان ہو جائے باب پر اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۱ از ضلع شیب ساگر ڈاکخانہ انگوری مقام شام گوری ملک آسام

مرسلہ عبد المجید صاحب ۱۱ شعبان ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انگریز نے ہندو مسلمہ کو قریب جیس برس کے
 عورت بنا کر دکھا ان کی طرف سے کئی چوڑے ہو دیے، اب ہندو ضعیف ہوئی، ہندو نے انگریز سے کہا
 کہ کچھ روز ہندو بست کر کے مجھ کو چھوڑ دو ہم آپس میں بھائی بند کے پاس مسلمان ہو کر رہے تاکہ اللہ تعالیٰ
 غائبہ بالخیر کرے۔ اب ہندو نے کئی عالم کے پاس چند مسلمان کے مقابل تو یہ کیا اور ضامن بھی دیا کہ وہ
 نہ ہونے کے لئے، فاصلہ درمیان دونوں کے ۳ روز کی راہ ہے اسباب حاصلہ اور تنخواہ کے سوا اور
 کوئی صورت اوقات بسر کے واسطے نہیں اور اگر اسباب حاصلہ اور چار روپیہ روزانہ جاریہ سے منع کیا جائے
 تو پھر انکار اسلام کا خوف ہے، اب آیا ان صورتوں میں ان کا مسلمان ہونا صحیح ہو گا یا نہ ہو گا؟ بینوا
 تو جردا (بیان فرماتے ہیں پائے۔ ت)

الجواب

ہندو کا اسلام صحیح ہے بلکہ اگر اس مدت بست سال میں کہ وہ انگریز کے پاس رہی کوئی قول
 فعل کفر نہ کیا تھا تو وہ جب بھی مسلمان تھی اگر وہ اللہ سخت طعن کیرہ کی مرتکب تھی کہ ایک تو زنا دوسرے
 وہ بھی کافر ہے۔ اہلسنت کے مذہب میں آدمی کسی گناہ کے باعث اسلام سے خارج نہیں ہوتا
 لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان
 نہ فی وان سرق عظمیٰ ما غنم الف
 ابی ذر رایت
 حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد
 کی وجہ سے اگرچہ زنا کرے اگرچہ چوری کرے،
 ابو ذر علی ناک خالک آلود ہونے کے باوجود (یعنی
 بالفرض وہ تنگی اور کوفت محسوس کریں تب بھی)۔ (ت)

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اگر بالفرض ہندو نے اُس زمانے میں معاذ اللہ اپنا دین بدل دیا اور کفر

اختیار کیا تھا اور اب اسلام لاتی ہے تو اب بھی اسلام قبول تھا اگرچہ وہ معاذا اللہ اس زنا سے باز بھی نہ آئی کہ زنا کفر نہیں زنا کا وبال رہتا اور اسلام صحیح ہو جاتا، اب کہ وہ بچہ اللہ زنا سے بھی عیسای ہوئی، اسلام صحیح نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں، نہ اس تنخواہ سے مخالفت کی کوئی ضرورت کہ وہ معاوضہ زنا میں نہیں بلکہ قرائت اس انگریز سے صاف کہہ دیا ہے کہ اب وہ زنا سے باز رہے گی اور اپنی قوم میں اپنے دین پر رہے گی تو یہ تنخواہ محض بلا عرض اور ہندو کے لئے حلال ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے،

الرجل اذا كان مطبوعاً مغنياً انت اعطى
بغير شرط قالوا ايها احرم ومشله ف
سرد المتحار عن الهندية عن المنتقى
عن ابراهيم عن محمد رحمه الله تعالى
والله تعالى اعلم۔

جب کوئی شخص گائے بچانے والا ہو اگر اسے
بغیر کسی قعائے اور شرط کے کچھ دیا جائے تو
فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ اس کے لئے مباح
ہے چنانچہ فتاویٰ شامی میں فتاویٰ عالمگیری سے
اس نے المنتقى سے اس نے ابراہیم سے اس
نے صاحب مذنب امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۲۲ شہر کٹہ ۲۰ صفر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھال مردار گھوڑے اور گدھے کی گیل حسرتینا جائز ہے یا نہیں اور اس گیل کھال کو سڑا کر ہاتھ سے ملنا اور بنانا یعنی نجاست صاف کرنا اس غلیظ کام کو نیوالے کے کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

گھوڑا گدھا کہ بے ذبح مر جائے اس کی کھال کہ پکائی نہ گئی ہو بیچنا خریدنا حرام ہے اور
وباغت کرنا جائز ہے اور اس کا پیشہ مکروہ، اور اس کے کھانے سے احتراز ادا ہے۔
عالمگیری میں ہے،

اصحاب لود السباع والحمر والبقال لیکن درندوں، گدھوں اور غیروں کی کھالیں
فما كانت مذبوحة او مدبوحة جازية لاجل الاغلاۃ اگر ذبح کئے ہوئے جانوروں سے اتاری جائیں

۱۔ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ مطبع نوکشمہ لکھنؤ ۴/۹۹
۲۔ رد المحتار فصل فی بیع دار احیاء الرثا العربیہ ۵/۲۴
۳۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب البیوع الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۳/۱۵

وفي الحديث كسب الحجام خبيثٌ وعملُهُ
يا تلبس بالنجاسات وقد ثبت ان
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
احتجم واعطى الحجام ثوباً والله بخير
وتعالى اعلم۔

تلبس ہوا کرتا ہے اور بلاشبہ یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہننے لگوائے
اور لٹکانے والے کو اجرت بھی دی۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم (ث)

مسئلہ ۱۲۲ از مقام کول مانگ چوگ مسئلہ زوجہ عبدالرشید خاں مرحوم ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۲۲
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کسی نے جو کہ مال حرام پیدا کیا تھا پر نقدی
دو چار روپے چاند اور خریدی ہوئی اسی مال سے پیدا کی تھی جب وہ کسی تائب ہوئی تو اس نے اس قسم مال حرام
کو پیدا کر دیا اپنا سب چھوڑ دیا اور اپنی ماں اور بہنوئی سے کہنا زیر مجھے ورکار نہیں ہے میں نے تم کو چھوڑا، یہ
کہہ کر الگ ہو گئی، انھوں نے اس مال اور چاند کو معرفت کر ڈالا، اب یہ استفسار ہے کہ یہ دے دینا اس کا
اُن کو صحیح ہو گیا یا کیا اور جو صحیح نہ ہوا ہر تو اس کو یہ واپس کر سکتی ہے یا نہیں اور اس غرض سے واپس چاہتی
ہے کہ اگر مل جاتے تو اس وقت کی نقدی سے چاند اور خرید کر کے اُسے معرفت خیر میں صرف کرے اس کی کیا
صورت ہے؟ بتیہ اتوجروا۔

الجواب

رنڈی جو مال اُس حرام دنیا پاک ذریعے سے حاصل کرتی ہے اس کی ملک نہیں ہوتا حکم غضب رکھتا ہے
اس پر فرض ہوتا ہے کہ حج سے لیا واپس دے، وہ نہ دے ہو تو اُن کے ورثہ کو دے، وہ نہ ہو تو فقراً
پر تصدق کرے، اور ظاہر ہے کہ بعد ایک مدت مدیدہ کے جو عورت تائب ہو وہ ہرگز حساب نہ لٹھائے گی
کہ کب کتنا کس سے لیا، تو جو مال اُس کے ہاتھ میں ہے احوال خاتمہ کے قبیل سے ہوا کہ اس کے معرفت
فقرا رہیں، اور اُس کی ماں بہنیں کہ وہ بھی رنڈیاں اور اُس وقت تک اُسی چیشہ طعونہ میں آلودہ ہیں اگرچہ
اُس دنیا پاک ذریعہ سے لاکھوں روپے اُن کے پاس ہوں شرعاً محض محتاج و نادار ہیں لہذا معرفت صحت انت

ما یا بدیہون غصب لا یمکنہ (اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو گیا کہ جو کچھ عورتوں کے ہاتھوں میں ہے وہ غصب ہے جس کی وہ مالک نہیں ہیں۔ ت) تو وہ بھی اُسی تصدق کی محل ہیں اور ماں ہونا اس صدقہ واجبہ کے منافی نہیں کر یہ صدقہ خود اُس کے اپنے مال کا نہیں،

کما علوبل اموال ضوائع لا یعرف اربابہا
فیحل لہا التصدق بہا علی ایسہا
وابنہا وامہا و بنتہا و فی الہندیۃ عن
القنیۃ لہ مال فیہ شبہۃ اذا تصدق
بہ علی ایسہ یکفیہ ذلک ولا یشترط
التصدق علی الاجنبی وکن اذا کان
ابنہ معہ حین کان یتیم ویشتری
وفیہا یسوع فاسدۃ فوہب جمیع مالہ
لابنہ ہذا فخرج من العرمۃ ما اقول
فاذا کان ہذا فیما قد ملکہ ملکاً ففیہ
لم یملکہ اظہر واولیٰ۔

جیسا کہ معلوم ہو گیا بلکہ یہ احوال ضائع کی قسم سے ہے
کہ جن کے مالک نامعلوم ہیں لہذا ان مالوں کا اپنے
ماں باپ اور بیٹے بیٹی پر خیرات کر دینا حلال ہے
فتاویٰ عالمگیری میں قنیہ کے حوالے سے مذکور ہے کہ
اگر کسی کے پاس مشکوک و مشتبہ مال ہو تو وہ اپنے
والد کو بطور صدقہ خیرات دے دے تو یہ اس کیلئے
کافی ہے لہذا کسی اجنبی پر صدقہ کرنا شرط نہیں۔
اسی طرح جب اس کا بیٹا کاروبار خرید و فروخت
میں اُس کے ساتھ ہو اور اس کا روپاری سلسلے
میں خاسد سودے بھی ہوں پھر وہ شخص اپنا تمام
مال اس بیٹے کو ہب کر دے تو وہ ذمہ داری سے

بری الذمہ ہو جائے گا اور اس میں کتا ہوں جب یہ حکم اس میں ہے کہ جس کا یہ مالک ہے اور جس کا یہ مالک
نہیں تو اس میں اجر اسے حکم زیادہ واضح اور زیادہ بہتر ہے۔ (ت)

پس اگر اس عورت کے وہ مال انھیں دے ڈالا تھا اور انھوں نے قبضہ کر لیا جب تو ظاہر ہے کہ صدقہ
اپنے محل کو پہنچ گیا اُس کی ماں بہنیں اُس کی مالک ہو گئیں اور وہ مال اُن کے لئے طیب ہو گیا ولا یفسد
الشیعۃ الصدقۃ وان ضرا الہیۃ (صدقہ کو غیر منقسم ہونا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اگرچہ ہبہ کو نقصان
دیتا ہے۔ ت) اب عورت کو اُن سے واپسی کا اختیار نہیں لان الصدقۃ لا تسترد وکان التساویۃ
المحرمة مانعة لرجوع (اس لئے کہ صدقہ واپس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ محرم رشتہ واپس کرنے سے
مانع ہے۔ ت) اور اگر دے ڈالنا نہ تھا بلکہ صرف آپ اُس ناپاک مال سے بے علاقہ ہونا منظور تھا اور
تم کو چھوڑا کے یعنی تھے کہ تم ہنوز اسی ناپاک پیٹھے میں ہو تم باز اور یہ ناپاک مال مجھے اس سے تعلق نہیں
اس صورت میں بھی جبکہ انھوں نے قبضہ کر لیا تو ایک مال ضائع حق فقرا تھا جس پر فقرار کا قبضہ ہو گیا
یہ عورت اُس کی مالک نہ تھی کہ فقرا سے مطالبہ واپسی کر سکے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۴ از شہر چاشکم موضع نیا گاؤں از جانب محمد قدس اللہ عنہ

چرمیفر مایند علمائے دین اندی صورت کہ اگر شخصی معاملہ سود وغیرہ اموال کثیرہ فراہم نمایند پس رحلت از دایر دنیا بدایر آخرت امور الیکہ از معاملہ جمع شدہ برائے وارثان وغیرہ جائز و حلال باشد یا نہ؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسی صورت مسئلہ میں کہ ایک شخص نے سودی کاروبار اور لین دین کر کے بہت سا مال اکٹھا کیا پھر دایر دنیا سے دایر آخرت کی طرف کوچ کر گیا لہذا جو مال سودی کاروبار سے جمع کیا گیا وہ اس کے وارثوں وغیرہ کے لئے جائز اور حلال ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر وارثان دانند کہ از فلاں فلاں کس اینقدر رہا گرفتہ است واجب است کہ بگنہا واپس دہند اگر ایشان نمادہ باشند بوارثان ایشان رسانند اگر وارثان ہم نیا بند یا از سر فلاں فلاں دانند باشند مگر معین اموال رہا معلوم و معین است آن اموال را بر فقرہ تصدیق کنند و اگر هیچ در علم ایشان نیست جز اینکہ بپامی گرفت ترک مراہبہارا حلال است فی رد المحتار المحاصل انہ ان علموا سیاب الاموال وجب ردہ علیہم واکافان علم عین المحرام لایحصل لہ ویتصدق بہ بنیۃ صلحہ وان کانہ فالامختلط مجتہدا من المحرام ولا یعلم اسبابہ ولا شیانہ یعنی نہ حل نہ حکم و الاحسن دیانۃ المتقوۃ عنہ۔ واللہ تعالی اعلم اور اگر مال مخلوط (ملا جلا) ہو جو حرام طریقہ سے جمع کیا گیا اور اس کے مالکوں کو نہیں جانتا اور نہ اس

اگر وارثان جانتے ہیں کہ اس قدر مال فلاں فلاں سے بطور سود لیا گیا تو ضروری ہے کہ ان کے مالکوں کو واپس کر دیں لیکن اگر وہ مالکان وفات پائے ہوں تو ان کے ورثہ کو لوٹا دیں، اگر ورثہ موجود ہی نہ ہوں یا ان کی تفصیل معلوم نہ ہو سکے اور سودی رقم کی مقدار معلوم ہو تو اس مال معینہ کو فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیں۔ اگر مذکورہ امور میں سے کوئی بات ان کے علم میں نہ ہو تو ایسی صورت حال میں ورثہ کے لئے اس میت کا ترک حلال ہے۔ چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ارباب مال کو جانتا ہے تو مال انھیں لوٹا دینا ضروری ہے لیکن اگر یہ نہیں جانتا اور مال حرام معین کا علم رکھتا ہے تو اس کے لئے حلال نہیں بلکہ مالک مال کی نیت سے اسے خیرات کرے

میں سے کسی حرام شے کو بعینہ جانتا ہے تو اس صورت میں اس کے لئے بطور حکم حلال ہے ہاں تقویٰ اور دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے پرہیز کرے تو اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم والا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۵ از مجتہد مرسلہ محمد حسن نائب محافظ دفتر کلکٹری ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس باب میں کہ کسی شخص نے کچھ مال ہذریہ سود یا رشوت یا تقنی یا چوری وغیرہ کسی ذریعہ حرام سے حاصل کیا اور اس مال کے ذریعہ سے کوئی جائیداد خرید کی یا کایم تجارت جاری کیا تو اب اس جائیداد یا تجارت کی آمدنی اس شخص کے اور اس کے توابعین کے حق میں مباح ہے یا نہیں؟ اگر مباح ہے تو کس صورت اور کس دلیل سے؟ اور اس و بال دارین سے سبکدوش ہونے کا عند الشرح کیا طریقہ ہے؟ فقہ حنفی کی رو سے مع حوالہ کتب جواب واپسی ڈاک ارشاد فرمایا جاتے۔ عینا تو جردا

الجواب

جمال رشوت یا تقنی یا چوری سے حاصل کیا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اُن پر واپس کر دے، وہ نہ ہے ہوں اُن کے ورثہ کو دے، پتانہ پہلے تو فقہروں پر تصدق کرے، وغیرہ وغیرہ کسی کام میں اُس مال کا لگانا حرام قطعی ہے بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ یہی حکم سود وغیرہ عقود فاسدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انھیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ اسے واپس دے خواہ ابتداء تصدق کر دے۔

وذلك لان العرمة في الرشوة
وامثالها لهدم الملك اصلا فهو
عنده كالمقصوب فيجب السرد
على المالك او ورثته ما
امكن اما في السر بواو اشباهه
فلفساد الملك وخيمشه و اذا
قد ملكه بالقبض ملكا
خبيثا لم يبق مملوك
يہ اس لئے کہ رشوت اور اس جیسے مال میں
ملکیت بالکل نہ ہونے کی وجہ سے حرمت ہے
لہذا وہ مال رشوت لینے والے کے پاس غصب شدہ
مال کی طرح ہے لہذا ضروری ہے کہ جس حد تک
ممکن ہو وہ مال اس کے مالک یا اسکے ورثہ
کو لوٹا دیا جائے پس ایسا کرنا واجب ہے،
سود یا اس جیسی اشیاء میں فساد ملک اور خبیث
کی بنا پر بوجہ قبضہ اس کا مالک بن گیا تو جس سے

الماخوذ منه لاستحالة اجتماع منكرين
على شئ واحد فلم يجب الرد وانما
وجب الانخلاع عنه اعا بالرد واما
بالصدق كما هو سبيل ساوا الاملاك
الغنيشة.

واجب ہے خواہ بصورت رد (یعنی لوٹانے کے) ہو یا بصورت خیرات، جیسا کہ تمام احکام غنیہ
میں یہی طریقہ ہے۔ (ت)

یاں جس سے لیا انھیں یا اللہ کے ورثہ کو دینا یہاں بھی اولیٰ ہے کما نص علیہ فی الغنیة
والخیرية والمندیة وغیرہا (جیسا کہ غنیہ، خیرہ اور ہندیہ وغیرہ میں اس کی صراحت کی گئی ہے)۔
وہاں استبدال یعنی اس مال کے عوض دوسری چیز خریدنا، اس کی دو صورتیں ہیں اگر وہ مال کہنا جائز
ذرائع سے حاصل کیا نہ وہیم کے سوا اشیاء متعینہ سے تھا جیسے زمین یا کپڑا یا برتن وغیرہ اس کے عوض
کوئی جائیداد خریدی یا اس سے تجارت کی تو وہ جائیداد تجارت سب غنیث و حرام ہے، اور اگر وہ مال
سونا چاندی روپیہ اشرفی تھا اور اس سے کوئی جائیداد مول لی یا تجارت کی تو مذہب مفتی یہ ہیں اگر
عقد و نقد دونوں اس زہر حرام پر جمع ہوئے یعنی وہی حرام روپیہ بائع کو دکھا کر کہا کہ اس کے عوض
فلاں شے دے دے پھر وہی روپیہ اس کے ٹخن میں دے دیا یا پہلے سے وہ حرام روپیہ بائع کو
دے دیا اور اس کے بدلے کوئی چیز مول لی تو وہ چیز مطلقاً حرام و غنیث ہے جبکہ یہ روپیہ غصب یا سرکہ
یا رشوت و اجرت زنا یا غنا و امثال ذلک کا ہے جن میں اس کی ملک اصلاً نہیں ہوتی، اور اگر عقد
نقد دونوں جمع نہ ہوئے مثلاً مطلقاً خریدی کہ فلاں چیز دے دے پھر ٹخن میں وہ زہر حرام دیا یا زہر حرام
دکھا کر خریدی مگر دیتے وقت دوسرا روپیہ دیا تو وہ خرید کر وہ شے پاک ہے۔ یوہی اگر روپیہ ربا
وغیرہ مفقود قاسدہ سے حاصل کیا تھا اور اس کے عوض کوئی شے خریدی تو اس خریدی ہوئی شے
میں خبیثت نہ آئے گی۔ تنویر الابصار میں ہے :

تصدق لو تصروف فی المصنوب
والودیعة و سبیم اذا کان متعینا
بالاشارة او بالشراء بدس اھم
الودیعة او الغصب و نقدھا

اگر غصب کردہ چیز اور امانت میں اس نے تصرف
کیا اور نفع کرایا ہو تو اسے خیرات کرے جبکہ وہ
اشارہ سے متعین ہو اور اگر امانت اور غصب شدہ
در اہم سے کوئی چیز خریدی اور وہی در اہم تبادلہ میں

وان اشترى اليها ونقد غيرها او الم
غیرها او اطلاق ونقد ہا لا
وبہ یفتی بے
کے تو وہ چیز حرام ہے اور اگر ان کی طرف اشارہ
کیا لیکن دیتے وقت دوسرے درہم بصورت
نقدی دے یا دوسرے درہم کی طرف اشارہ
کیا یا چیز خریدتے وقت ٹمن سے اطلاق کیا (کہ فلاں چیز دے دے، پھر قیمت دیتے وقت وہی
حرام درہم دے تو اسے خیرات نہ کرے) (اس لئے کہ وہ پاک ہے) اور اسی پر فتویٰ
دیا جاتا ہے۔ (ت)
در مختار میں ہے،

الخبث لفساد الملك انما يعمل فيما يتعين
لا فيما لا يتعين واما الخبث لعدم
الملك كالغصب فيعمل فيه ما كسما
بسطه خسو و ابن الكمال في الله
تعالى اعلم۔
جیسا کہ خسرو اور ابن کمال نے تفصیل سے اس کو بیان فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کو خوب
جاتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۲۸ از بریلی حاضر کردہ محمد صدیق حنفی عنہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاجی محمد قاسم صاحب
نے آٹھ سو روپیہ کے نوٹ و اشرفیاں سکتر صاحب کو برائے عمارت جامع مسجد دے تھے سکتر صاحب
نے چودھو کا سامان منگوایا دس سو باقی رہے اور کام مسجد کا شروع کر دیا اہل محلہ نے کسی وجہ سے
اس کام کو روکا سکتر صاحب کو اس سے ملال ہوا اور کار سے دست بردار ہوئے اور قصد عمارت
کا ترک کر دیا، سکتر صاحب سے دریافت کیا گیا کہ حاجی صاحب نے جو روپیہ دیا تھا وہ آپ کے پاس
بجانب ہے یا اس میں کچھ تصرف ہوا ہے، اس کے جواب میں انھوں نے فرمایا کہ حاجی صاحب
نے اشرفیاں و نوٹ دے تھے میں نے اشرفیاں اپنی اشرفیوں میں ڈال دیں اور نوٹ خزانچی کو

دے دے تھے چو کہ اشرفیاں غلط ملکہ ہو گئیں اب مجھ کو اس کی تیز بھی باقی نہیں رہی کہ وہ کون سی ہیں اور حاجی صاحب
خواہ مجھ سے بالکل رو پیڑے نہیں خواہ اشرفیاں خواہ نوٹ، لہذا اس صورت مذکورہ میں حاجی محمد قاسم صاحب
اس رو پیڑے سے کسی شخص کو سوا سو رو پیڑے کے واسطے دلا سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع ملکہ کے
اس کی ممانعت تو نہیں ہے؟ اور حاجی صاحب اس کا ثواب عند اللہ تعالیٰ پائیں گے؟ بیتنوا و
عند اللہ تعالیٰ توجروا (بیان فرمائیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

جبکہ وہ اشرفیاں وکیل نے اپنے مال میں غلط کر لیں کہ اب تیز نہیں ہو سکتی تو وہ مال ہلاک ہو گیا اور
وکیل پر اس کی ضمان لازم ہوئی فانی الخلل استهلاك والمستهلك كفا صيب والغصب مضمون
والضمان مغیر (اس لئے کہ کسی کے مال کو اپنے مال میں ملا دینا اسے ہلاک کرتا ہے اور ہلاک کرنے والا
غاصب کی طرح ہے اور غصب میں ضمان ہے اور ضمان تبدیلی پیدا کرنے والا ہے۔ ت) تو دینے والے
کو اس رو پیڑے میں تصرف مذکور جائز ہے خصوصاً اب کہ وہ کام ہی ملتی ہو گیا اور دینے والا اسے اب بھی
کا قربت میں صرف کرنا چاہتا ہے تو یہ صورت ثواب کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۲۸۴ از سرانجام ضلع مظفر پور رسلہ بر روی نمبر الدین یکم ذی قعدہ ۱۳۲۴ھ

کیا فواتے ہیں ملائے دیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے یہاں پشتہ پشت سے شراب کی بکری
کا روزگار ہوتا تھا اب اس نے ایک لائق و شریف آدمی کی ہدایت و ضمانت پر شراب کی بکری کے روزگار
سے تائب ہو کر اس امر کا منہ پر اگر جس قدر مال و زر میرے پاس ہے اس کے پاک ہونے کی کیا صورت
ہے، جس پر ایک عالم صاحب نے فرمایا کہ بعض علماء کے نزدیک جلد شرمی یہ ہے کہ تہا دلہ جنس کر ڈالنے
سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مال پاک ہو جائیگا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اسی جلسہ میں دوسرے عالم
صاحب نے یہ فرمایا کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں وہ مال کسی صورت سے پاک نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس مال کو
دریا برد کر دینا چاہئے بجز دریا برد کر دینے کے اس مال کے استعمال کی کوئی صورت نہیں، اب دریافت طلب
یہ امر ہے کہ سائل اس مال کو کیا کرے، آیا دریا برد کر کے محتاج رہ جائے یا اس کے بوازی کوئی صورت
بھی ہے جیسا کہ عالم صاحب نمبر ایک نے فرمایا ہے۔ بیتنوا و توجروا (بیان فرمائیے تاکہ اجر و ثواب
پاؤ۔ ت) فقط۔

الجواب

دریا برد کر دینے کا حکم محض باطل ہے اور دوسری جنس سے بدلے میں عمدہ برآری نہ ہوگی حکم شرع

جو اسی کے ذمہ ہے ادا نہ ہو گا اس پر شرع مطہر یہ فرض کرتی ہے کہ اس مال کو تصدق کر دے، مساکین کو دے ڈالے، بغیر اس کے اس کی توبہ صحیح نہیں، اور اس میں اس کے لئے حیلہ شرعی بھی نکل آئے گا، یہ تصدق کچھ اجنبی مساکین ہی پر ضرور نہیں بلکہ اپنے محتاج بیٹے یا باپ یا بھائی یا بی بی پر بھی کر سکتا ہے انہیں دے کر ان کا قبضہ کر دے پھر وہ کل یا بعض جتنا چاہیں اسے ہسپتال میں پاک ہو جائے گا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

لہ مال فیہ شبهة اذا تصدق بہ علی
ایہ یکفیہ ذلک ولا یشترط التصدق
علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنتہ معہ
حین کان یتیم ویشتدی فیہا بیع فاسدۃ
فوجب جمیع مالہ لابنتہ ہذا خسر
من العہدۃ کذا فی القنیۃ ۱
کسی شخص کے پاس مشتبہ اور مشکوک مال ہو تو اسے کسی اجنبی پر ہی خیرات کر دینا ضروری نہیں بلکہ وہ اپنے والد پر بھی خیرات کر کے بری الذمہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کا بیٹا اس کے ساتھ شریک کاروبار ہو اور غریب و فروخت کرتا ہو اور فاسد سوئے بھی ہوتے ہوں اور وہ اپنا تمام مال اس بیٹے کو ہسپتال دے کر وہ اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو جائے گا۔ قنیہ میں اسی طرح مذکور ہے۔ (ت)

اور یہاں تحقیقات حکیم فقیر ہیں جی کے بیان میں طول ہے اور حاصل کلم اسی قدر ہے،
وباللہ التوفیق والحمد للہ العالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۸ غزوہ ریح الاول شریف، ۱۳۲۷ھ حبیب اللہ شاہ محلہ شاہ باد بریل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ باجا بجانے کا پیشہ کرتے ہیں، ہولی کے دن ہندوؤں کے یہاں بھی جا کر بجا یا کرتے تھے مگر اب کی مرتبہ سب برادری نے یہ بات کہی کہ یہ بات ذلت کی ہے ہندوؤں کے یہاں نہیں جانا چاہئے، سمجھوں نے جانا چھوڑا ایک شخص نہیں مانا اس سے یہاں تک کہا گیا کہ اگر تم ایسے نہیں مانتے ہو دو تین روپیہ لے لو، خدا کا واسطہ بھی دیا، اس نے اس پر بھی دانا آخر گیا، ہم دو گوں نے اس کی پناہ کی، دوا دی اسے پناہ میں لانے کے لئے گئے، اس نے کہا تم نے مجھے چھوڑا میں نے تمہیں چھوڑا تم میرے نزدیک مثل بھنگی کے چار کے ہو۔ اب اذروئے مشدع ایسے شخص کے حکم میں حضور کیا فرماتے ہیں؟ یتیم اتوجروا۔

الجواب

باجا بجانا فرد ہی ناجائز تھا اور ہندوؤں کے یہاں بیانا اور سخت ناجائز اور ان کے شیطانی تہوار میں بیانا اور بھی سخت حرام و حرام، اب کے ان مسلمانوں کو ان کے رب عزوجل نے یہ توفیق دی کہ ہندوؤں کے یہاں نہ بیانے پر اتفاق کر لیا اور خدا نے انہیں کھلیں کہ مسلمان ہو کر خدا کے دشمنوں کے سامنے ذلت اٹھانے کو برا جانتا تو اس پر تمام برادری کو اس ترک میں ان کی پیروی خدا اور رسول کے حکم سے لازم تھی جس شخص نے نہ مانا وہ صرف گنہگار ہی نہیں بلکہ مکش شریر بنا رہے اس پر توبہ فرض ہے اگر وہ نہ مانے تو برادری والوں پر لازم کہ اسے مثل بھنگی چار کے چھوڑیں اس کی کسی بات میں شریک نہ ہوں نہ اپنی کسی بات میں اسے شریک کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹ از ضلع مظفر آباد محلہ بلوچاڑہ قصبہ ناست مسئلہ غلام محمد امیر خاں صاحب حنفی

۲۰ نومبر ۱۹۰۹ء

جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!۔ کترین کا سن اکیاون سال کا ہے اور گیارہ لڑکیاں ہیں۔ پیشہ و شائق نوکریں کرتا ہوں اور دوسرا کوئی کام نہیں جانتا ہوں۔ مسلمانوں کی سودی دستاویزات لکھنے سے اجتناب کرتا ہوں حتیٰ کہ اس وقت تک میرے قلم سے کسی مسلمان کی کوئی دستاویز نہیں لکھی گئی۔ آج ایک مولوی صاحب کی زبانی یہ مسئلہ سنا کہ کفار کے سودی دستاویز کہ جس میں فریقین کا فرہوں ہندوستان میں یہ بھی جائز نہیں ہیں اور جیسا گناہ سود کھانے والے کو ہے ویسا ہی کاتب کو اور گواہوں کو ہے۔ پس یسین کر مجھ کو خوفِ الہی نے اس بات پر مجبور کیا کہ جناب سے اس مسئلہ کو دریافت کروں، اور اگر فی الحقیقت جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے فرمایا ہے حضور بھی فتویٰ دیں تو اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اس پیشہ کو چھوڑ دوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ استغفار کروں تاکہ اللہ تعالیٰ گزشتہ کو معاف کر دے۔ حضور بھی میرے حق میں دعا سے خیر فرمادیں اور فتویٰ عطا فرمائیں، جمیع حاضرین کی خدمت میں سلام علیک عرض کرتا ہوں۔ بیٹو اتوجروا

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا	جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہے
وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ	ہر شے کی نجات کی راہ رکھے گا اور اسے وہاں
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا	سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ پہنچے

علی اللہ فہو حسبہ

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔
اسے اپنے رب سے ڈرنے والے بندے؛ بیشک سود لینا اور دینا اور اس کا کافہ کھانا اور اس پر گواہی کرنا دینا سب کا ایک حکم ہے اور سب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے،

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
أكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه
وقال هم سواء

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کھانے والے،
کھلانے والے، اسے دیکھنے والے، اسے لکھنے والے
اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی۔ اور
ارشاد فرمایا، یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (ت)

فوز اس کا چھوڑ دینا اور اس سے توبہ کرنا فرض ہے، اور بشارت ہو کہ یہ نیک پاکیزہ خیال کہ
اللہ عز وجل کے خوف سے پیدا ہوا ہو، آیت مذکورہ جو حلال سے رزق طیب ملے اور اللہ عز وجل کی رضا
کی خوشخبری دیتا ہے اور بیشک جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ اسے پس ہے۔ فقیر اسلامی محبت سے
چند اعمال مجرب جو بارہ بفضلہ تعالیٰ تیرہ ہفت ثابت ہوئے ہیں آپ کو بتاتا ہے،

(۱) بعد نماز عشاء سر پر بند ایسی جگہ کہ سر و آسمان میں چھت یا درخت وغیرہ کچھ عاجب نہ ہو
۵۰ بار روزانہ پڑھئے یا قَسَبْتُ لَآئِبَاتِ (اسے اسباب کا سبب بنانے والے۔ ت) اول آخر
۱۱ بار درود شریف۔ جتنے دنوں زیادہ پڑھے زیادہ نفع ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ، اور ہمیشہ پڑھے تو
بہتر۔

(۲) بعد نماز مغرب ستارہ قطب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر آیہ قطب کو پارہ چہلم کے نصف پر
ہے ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ سے علیم بذات الصدور تک ۱۱ بار روز پڑھے
۱۱ روز تک، اول آخر ۱۰ بار درود شریف۔

(۳) خاص طلوع صبح صادق کے وقت اور نہ ہو سکے تو حتی الامکان سنت صبح سے پہلے تو بار
روزانہ پڑھیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، اول آخر درود شریف ۱۰ بار۔
اس کا ورد ہمیشہ رہے۔ اول وقت پڑھنے کی کوشش ہو مگر اس کے سبب جماعت میں خلل نہ پڑے۔

سبحان القرآن الحکیم ۲/۶۵

کتاب البیوع باب الربو

تجدیدی کتب خانہ کراچی

۲۷/۶

سبحان القرآن الحکیم ۲/۱۵۳

اگر آنکھ دیر میں کھلے منتیں پڑ کر اسے شروع کریں اگر بیچ میں جماعت قائم ہو شریک ہو جائیں، باقی عسود بعد میں پورا کریں۔ وظائف و اعمال کے اثر کرنے میں یہی تسلسل ضروری ہیں،

(۱) حسن اعتقاد، دل میں دغدغہ نہ ہو کہ دیکھے اثر ہوتا ہے یا نہیں، بلکہ اللہ عزوجل کے کرم پر پورا بھروسہ ہو کہ ضرور اجابت فرمائے گا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ادع الله وانتم موقوفون بالاجابة ۱۰ اللہ تعالیٰ سے اس حال پر دعا کرو کہ تمہیں

اجابت کا یقین ہو

(۲) صبر و تحمل، دن گزریں تو گھبراتیں نہیں کہ اتنے دن پڑھتے گزرے یا بھی کچھ اثر ظاہر نہ ہوا یوں اجابت بند کر دی جاتی ہے بلکہ پتہ رستہ پتہ رستہ سے کہ اب اللہ و رسول اپنا فضل کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولو انهم رضوا ما آتاهم الله ورسوله وقالوا احببنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله انا الى الله راجعون ۱۱

کیا خوب ہوتا اگر وہ اللہ اور رسول کے دینے پر راضی ہو جاتے اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب ہمیں عطا فرماتے ہیں اللہ و رسول اپنے فضل سے بیشک ہم اللہ کی طرف لوٹنا سہتے ہیں۔

حدیث میں ہے:

يستجاب لحدكم ما لم يعجل فيقول قد دعوت فلم يستجب لي ۱۲

تمہاری دعائیں قبول ہوتی ہیں جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی اور اب تک قبول نہ ہوئی۔

(۳) میرے یہاں کی جملہ اجازات و وظائف و اعمال و تعویذات میں شرط ہے کہ نماز پنجگانہ باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی کامل پابندی رہے و باللہ التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

منقولہ

از روئے شرع شریف کے نادان کا روپہ بھیج کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

۱۸۶/۲ امین کمپنی دہلی ابواب الدعوات
۱۹۵ ص مجتہدی دہلی کتاب الدعوات الفصل الثانی
۵۹/۹ ۱۸۶/۲
۲۵۲/۲

۱۸۶/۲ امین کمپنی دہلی ابواب الدعوات
۱۹۵ ص مجتہدی دہلی کتاب الدعوات الفصل الثانی
۵۹/۹ ۱۸۶/۲
۲۵۲/۲

الحجواب

حرام تاوان کا حرام اور جائز کا جائز۔ سائل نے متعدد سوال گول اور محل مکھے جو کسی صورت خاصہ میں حکم معلوم کرنا چاہئے اسے مفصل = خاص صورت بیان کرنا چاہئے کہ اس کا حکم بتایا جائے۔

مسئلہ از سر و نج۔ مسئلہ جناب محمد عبد الرشید خاں صاحب ۱۹ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ ایک عزیز زید کا فیدہ کو ازراہ صلہ رحمی ماہوار یا وظیفہ دیتا ہے مگر مہاجن سے سودی روپیہ قرض لے کر دیتا ہے کسی اپنی ذمہ داری سے تو ایسے روپے سے خیرات جائز یا ناجائز؟

الحجواب

بلا ضرورت شرعیہ و مجبوری صادق سودی روپیہ قرض لینا حرام اور شدید گناہ کبیرہ ہے۔ صحیح حدیث میں سود لینے والے اور سود کھانے والے کو برابر بتایا اور دونوں پر سخت وعید فرمائی تو یہ روپیہ کہ ایک عقد فاسد سے اس نے حاصل کیا خود خلیث ہے اور اسے واپس دینا اور اس عقد کو فسخ کرنا واجب ہے اور پھر یا اپنے کسی معصوم میں نہیں لاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہرہ مذکورہ بالا مسئلہ مذکور الصدر بتاریخ مذکورہ بالا

زید نے عمر کو روپیہ قرض دیا، عمر نے ادائیگی روپیہ زید کی ناپاک روپے سے کی، تو ایسی حالت میں روپیہ زید کا پاک رہا یا ناپاک؟

الحجواب

ناپاک روپیہ دو قسم ہے، ایک وہ جو اس شخص کی ملک ہی نہیں جیسے غضب یا رشوت یا چوری کا روپیہ، یہ روپیہ اس سے نہ کوئی اپنے قرض میں لے سکتا ہے نہ اپنی کسی بھی ہوئی چیز کی قیمت میں، اور اگر لے گا تو وہ اس کے لئے حرام و ناپاک ہوگا جبکہ اسے معلوم ہو کر دینے والے کے پاس بعینہ یہ روپیہ اس سے حرام سے ہے۔ اور اگر دینے والے کے پاس ملا وہ حرام ہر قسم کا روپیہ ہے اور لینے والے کو معلوم نہیں کہ یہ روپیہ جو کچھ دے رہا ہے خاص و جہ حرام کا ہے تو لینے میں حرج نہیں۔

فی المہندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد بہ ناخذ ما لم نعرف شیئاً حراماً لعینتہ لہ

فتاویٰ ہندیہ میں ذخیرہ سے امام محمد کے حوالے سے یہ روایت نقل فرمائی کہ ہم اسی مسئلہ کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی شیئی کے عین حرام ہونے کا علم نہ ہو۔ دت

دوسری قسم وہ کہ اس کی تکبیر و جہت ہے جیسے وہ روپیر کسی عقد فاسد سے حاصل کیا جائے
 یہ بعد قبضہ تک ہوتا ہے۔ اور دوسرے کو اپنے کسی جائز ذریعہ میں لینا روا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۳۳ مسئلہ کفایت اللہ خاں صاحب از مفتی ابھی پور ضلع بریلی ۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ پیشتر ایک چندہ کیا گیا واسطے مجلس
 میلاد شریف و قوالی کے چندہ جمع ہونے کے بعد چند اشخاص نے یہ کہا کہ ہم نے اس کی مرتبہ دیا ہے لیکن آئندہ
 نہ دیں گے اور اب مسجد کی مرمت کے واسطے دیں گے تو اس میں اُن کا مبلغ لے کر عید جمع تھا ان کو بدلے
 لے کر عید کے مبلغ عید اُن کو دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ مسجد کی مرمت میں لگانا اور روپیر وہ لوگ جنہوں
 نے چندہ دیا تھا آپس میں تقسیم کر کے کھا گئے، اب اُن کے حق میں کیا حکم ہے؟

الجواب

مجلس میلاد مبارک اعظم مندرجات سے ہے جبکہ بروجر صحیح ہو جس طرح زمین طبعی میں ہوتی ہے
 اور قوالی کہ یہاں رائج ہے بنا جائز ہے اور اس کے لئے چندہ دینا بھی جائز نہیں یہ چندہ کہ اُن کو واپس
 دیا گیا اگر لے کر عید ہی دے جاتے جتنا انہوں نے دیا تھا تو انہیں اُس کا کمالینا حرام نہ ہوتا وہ ان کی
 ملک تھا اور جو وعدہ مسجد میں نفرت کرنے کا کیا تھا اگر اس پر قائم رہتے اور بوجہ حاجت اس وقت صرف
 کر لیا اور دل میں یہ نیت تھی کہ اس کے عوض مسجد میں اتنا لگا دیں گے تو اللہ عز و جل سے وعدہ خلافی بھی
 نہ ہو اور اگر نیت نہ تھی تو خلاف وعدہ کا وبال ہو اور معاذ اللہ اس کی نحوست شدید ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فاعقبہم نفاقا فی قلوبہم
 الی یوم یلقونہ بسا ۱۱ خلفوا اللہ ما وعدوہ
 وبسا کانوا یکذبون ۱۲
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا) پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
 اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں نفاق جما دیا
 اُس دن تک کہ اس سے وہ ملیں گے اس لئے کہ
 انہوں نے اپنے لئے جو وعدہ کیا تھا اس سے خلاف ورزی کی اور اس لئے کہ وہ جھوٹ
 کہا کرتے تھے (ت)

مگر وہ ایک روپیر زائد جو اُن کو دیا گیا اُس کا کمالینا ہر طرح انہیں حرام تھا ہر حال دو ترکیب غصب
 حرام ہوئے اُن پر تو یہ فرض ہے اور اس ایک روپیر کا تاوان دینا لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۳۴ مسئلہ محمد سید علی صاحب طالب علم از کاندھل مسجد حاجی بدلو صاحب سطر لکھی محل
 ۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی ایک بازاری عورت یعنی

زندگی نے بدقولی سے زنا کاری اور خا صی کو کے بہت مال جمع کیا اور اپنے حالات فست و فخر ہی میں اس مال سے ایک مکان بنایا اور کئی بیگمہ زمین خریدی اس عورت کے پاس اور کوئی مال بھی نہ تھا اور ہونے کی صورت متصور نہ تھی جس سے زمین اور مکان کی قیمت دے سکے اب دو تین برس سے اس عورت نے قبر کر کے اور بازار چھوڑ کر اس مکان میں سکونت پذیر ہوئی اور چاہتی ہے کہ اپنی ملک سے حرام و خواص کی دعوت کرے اور کھلائے پلائے اور لوگوں کو اس کے مکان میں جانا اور کھانا پینا اور خود عورت مذکورہ کو اس مکان و زمین و دیگر اشیاء کہ جو اس مال سے خریدی ہیں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیٹا بالکتاب (کتاب کے حوالہ سے بیان فرمادے۔ ت)

الجواب

اگر اس نے زمین اور مکان کی اینٹ، کوئی وغیرہ اپنے روپے دکھا کر نہ خریدی بلکہ مطلق روپے کو خریدی اور پھر وہ مال حرام درمیں میں دیا اور بیشک آج کل عام خریدار ماں اسی طرح پر ہوتی ہیں تو وہ زمین مکان اس کے لئے حرام نہیں،

لا الی الدراہم لا متعین فی العقود فاذا لم یجتمع علیہا العقد والنقد لم یسر الخبث الی البدل کما هو قول الامام الکونین وعلیہ الفتوی۔ اس لئے کہ عقد کے معاملات میں دراہم متعین نہیں ہوتے۔ پھر جب ان پر عقد اور نقد جمع نہ ہوں تو خباثت بدل کی طرف سرایت نہیں کرتی، جیسا کہ امام کونین علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)

مگر وہ مال حرام جو اس کے پاس ہے اس پر لازم ہے کہ سب تصدق کر دے اس میں سے کوئی چیز اپنے کھانے پہنے یا کسی اور مصرف میں اسے اٹھانا حرام ہے وہ اگر اسے پاک کرنا چاہے تو اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ کسی محتاج کو اگرچہ اس کا کیسا ہی عزیز و قریب ہو اپنا وہ کل مال ایک ایک پیسہ ایک ایک تار بہ نیت تصدق دے دے اس میں سے کچھ اپنے پاس نہ رکھے، اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ چند محتاجوں پر اس حساب سے تصدق کرے کہ ہر ایک کو چھپن روپے سے کم مال پہنے پھر جن کو اس نے بطور تصدق دیا ہے وہ اپنی خوشی سے اپنی طرف سے تھوڑا یا بہت جتنا اسے بہرہ کر دے وہ اس کے لئے حلال طیب ہو جائیگا اگرچہ کل دسے دیں اس کے بعد اس کے یہاں کی دعوت وغیرہ کسی امر میں حرج نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۵ از شہر کمرہ ڈاکخانہ گھٹیا مرسلہ دہی علی صاحب معرفت مولوی قاسم علی صاحب طالب علم
در سر منظر اسلام ۲۸ شوال ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی آسامی نے اپنا حق موروثی اگر کسی دوسرے
کے ہاتھ فروخت کیا تو اس میں زیندار کو آسامی مشتری سے کچھ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ بیٹنوا
توجدوا بحوالہ کتاب (کتاب کے حوالے سے بیان کر کے اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

حق موروثی قابل بیع نہیں، اس پر زیندار کچھ لے سکتا ہے نہ یہ حق جسے قانون نے حق موروثی ٹھہرایا
ہے شرعاً کوئی حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۶ از ضلع گورکھاؤں مقام ریواری متصل تحصیل حکیم جلال الدین بروز سہ شنبہ
بتاریخ ۳۱ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ کوئی
جانور یا شیرینی مندر میں بت پر یا دیہی بھروں وغیرہ کی تھان پر یا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہ
کی قبر پر چڑھائی جائے اور اس بت کا پجاری یا تھان کا پجاری یا قبر کا مجاور اُس چڑھاوے کو لے لے
اور اس کو بیچے تو مول لینا درست ہے یا نہیں؟ اور مجاور یا پجاری مفت دے تو لینا درست ہے یا نہیں؟
اور مجاور اور پجاری کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور ادویہ و کرام کی قبر کے چڑھاوے اور بت
یا تھان پر چڑھاوے ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ حکم ہے؟ فقط۔

الجواب

عجب وہ مسلمان کہ اسلام اور کفر میں فرق نہ کرے۔ عجب وہ مسلمان کہ بتوں کے تھان اور
ادویہ کے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبہ کو ایک ساتھ گنے، بت پر چڑھاوے چڑھانا کفر ہے
اور ادویہ کو ایصال ثواب طریق اسلام تو پاک پجاری بھی ہو جاتا ہے بیچے تو مول لینے میں حرج نہیں
کہ بت کے چڑھاوے کی جانت اس تک منتہی ہو گئی اور مفت دینا اگر اس طرح ہو جیسے ان کے یہاں
پر شاد بٹا ہے تو لینا ہرگز جائز نہیں، کہ اُس میں ذلت مسلم ہے اور اگر اُس طریقہ پر نہ ہو بلکہ وہ اپنی
بلک میں لے کر اُسے بطور ہدیہ دے تو اس کا حکم ہدیہ مشرکین کا حکم ہے کہ مورد احکام و اقوال مختلف
ہیں جن کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے اور اس خاص صورت سے بچنا ہی بہتر ہے۔ حدیث
میں فرمایا،

الحق نہایت محنت منہج المشركيت
جھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں شرک کرنے والوں کا
مکھن (ہریہ) ٹوں۔ (ت)

مزارات طیبہ پر جو کچھ بغرض ایصالِ ثواب حاضر کیا جائے اور عادیۃً خدام اُسے تقسیم کر لیتے اور
دینے والے جانتے ہیں اور اس پر راضی ہوتے ہیں وہ ان کی ہلک ہے ان سے ہریہ و شرارت دونوں
طرح لینا جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۷ از ضلع شاہجہانپور مقام میران پور کٹرہ محلہ تارساناں ڈاکخانہ خاص روز یکشنبہ
بتاریخ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ

جناب بلقان کے وقت چند اشخاص نے مل کر چند مجروحین و برہگان ترکوں کے واسطے قصبہ اور دیہات
سے جمع کیا اس میں چند فراہم کرنے والوں میں سے ایک شخص نے چند روپیہ اپنے صرف میں کر لیا اور
آج تک نہیں دیا برابر مجھ سے وعدہ کرتا رہا اور بقیر روپیہ تھے اس روپیہ کے نہ ملنے کی وجہ سے اب
تک نہیں روانہ کیا گیا اب اس روپیہ کو کسی صرف میں لانا چاہتے یا ان اشخاص کو واپس کر دینا چاہتے،
یا صرف مسجد یا مدرسہ یا مطبع علماریں صرف کرنا چاہتے اور جس شخص نے وہ روپیہ نہیں دیا ہے اس کی ہات
کیا حکم ہے، ایسے شخص اس بار امانت سے بہکدوش ہو جائے گی جس کے پاس جمع ہے، زیادہ حد ادب!

الجواب

چندہ کار و روپیہ چندہ دینے والوں کا ہلک رہتا ہے جس کام کے لئے وہ دیں جب اُس میں صرف
نہ ہو تو فرض ہے کہ انہیں کو واپس دیا جائے یا کسی دوسرے کام کے لئے وہ اجازت دیں ان میں
جو نہ رہا ہو ان کے وارثوں کو دیا جائے یا ان کے عاقل بالغ جس کام میں اجازت دیں یا ان میں
نہ رہا اور ان کے وارث بھی نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس کس سے یا تھا کیا
کیا تھا، وہ مثل مالِ لقطہ ہے، مصارفِ خیر مثل مسجد اور مدرسہ اہل سنت و مطبع اہل سنت وغیرہ
میں صرف ہو سکتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۸

چو میفرمایند علمائے دین متین اندر میں مسئلہ علمائے دین متین اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں

المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۹۹۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۶۳/۱
جامع الترمذی ابواب السیر باب ما جاز فی قبول ہایا المشرکین امین مکتبی دہلی ۱۹۱/۱

وتمیگه قضاء را وظیفه مقررہ از بیت المال باشد
و مع ذلک اینان وہ بہ بگردند و براسے خود باید اہل
سلطانی غلہ اللہ تعالیٰ سلطنتہ آمین غم و غم
مال از خاص و عسایا بیضے جبراً و قہراً و بیضے سوا
و تصرفات جمع میکند و خلاف او جائز می شمارند بخورد
نہ آنکہ در معظلمات امور ملکیت و سلطنت صرفت
میکند پس این فعل و قول قضاء مذکور موافق تشوہ
قیم و مراعات تقسیم ہست و یا نہ بہینوا تو جودا
ایسا نہیں کہ بادشاہی اور ملکیت کے بڑے بڑے کاموں میں اس کو خرچ کریں، پس حج صاحبان کا یہ
رویہ اور قول شرع مقدس اور مراعات تقسیم (سید عارستم) کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کو وضاحت
سے بیان فرما کر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب پاؤ۔ (ت)

الجواب

اگر وہ دیگر میگزینہ ظالم و غاصب اند قال اللہ تعالیٰ
و لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل و
قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل المسلم علی
المسلم حرام دمہ و ماله و عرضہ
و اگر بسوال و تصرف میگزینہ نیز حرام است قل
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحل الصدقة
لغنی و لا لذی مرة مسوی در ہمنہ
و غیر ہست ما جہم المسائل
اگر وہ لوگوں سے زبردستی لیتے ہیں تو اس میں
ظالم اور غاصب ہیں و چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا، و اگر ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز
طریقہ سے نہ کھاؤ۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا، مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام
ہے۔ اس کا خون، مال اور آبرو۔ اور اگر عا جودا نظر
پر گراؤ اگر سوال کرتے اور لیتے ہیں تو پھر بھی حرام ہے
چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

سۃ القرآن الحکیم ۱۸۶/۲

سۃ صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم ظلم المسلم الا قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۴/۲
سۃ مسند امام احمد بن حنبل حدیث عبد اللہ بن عمرو دار الفکر بیروت ۱۹۲/۲
سنن ابی داؤد کتاب الزکوۃ باب من یصلی من الصدق الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۳۱/۱

بالتکدی فهو خبیث برسلطان اسلام و دولة
 وحکام و محبتیان دولة مقام فرض است کہ آنها را
 ازین کردار بازدارند قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان
 لم یستطع فلیسانہ فان لم یستطع
 فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان قال
 اللہ تعالیٰ لولا ینہکم الربانیون و
 الاجبار عن قولہم الاثم و احکامہم
 السعت لبش ما کانوا یصنعون نسأل
 اللہ العفو والعافیۃ ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

و خیرات کسی مالدار اور طاقتور اور تندہ و تندہ آدمی
 کہ نے عمل نہیں، چنانچہ فتاویٰ ہندیہ و غیرہ میں ہے
 کاوش اور چھینا بھینٹ سے جو کچھ سائل نے جمع کیا ہے
 وہ خبیث (نا پاک) مال ہے۔ لہذا شاہ اسلام
 مقرر کردہ والی، حکام اور احتساب کرنے والے
 بلند عہدہ رکھنے والے ان پر فرض ہے کہ ایسے
 ذلیل سائلوں کو اسس کاروائی سے روک دیں۔
 چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا، جو کوئی تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے
 زور بازو سے بدل دے (یعنی اسے بند کر دے)
 اگر یہ طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے اصلاح کرے

اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اسے دل سے بُرا سمجھ لیں یہ سب سے ضعیف تر ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
 نے ارشاد فرمایا، گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے اللہ والے اور پادری انہیں کیوں نہیں روکتے
 بلاشبہ بہت بری کاروائی ہے جو وہ سرانجام دے رہے ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیۃ
 کا سوال کرتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ حکیم محمد حسن ازبیری ضلع بریلی ۹ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عکبر آبکاری میں جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے ملازمت
 کرتے ہیں مثلاً جیسے کہ انسپکٹر آبکاری، یہ ملازمت جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس وجہ سے
 اور ناجائز ہے تو کس وجہ سے؟ دلائل بیان فرمائیے فقط۔

الجواب

شراب کا بنانا، بنوانا، چھونا، اشنانا، رکنا، رکھنا، بیچنا، بکوانا، مول لینا، دلوانا سب

حرام حرام حرام ہے۔ اور جس نوکری میں یہ کلام یا شراب کی چمکاہشت اُس کے داموں کا حساب کتاب کرنا ہر سب شرعاً ناجائز ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ :

وَلَا تَعْلَوْا تَوَاعِلَ الْأَثَمِ وَالْعَدْوَانِ
(لوگو! غناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔) (مت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لعن الله الخمر وشاربها وساقيها و
بائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصمها
وحاملها والمحمولة اليه واحمل
ثمنها۔ رواه ابو داؤد والحاكم وصححه
عن ابن عسمر رضى الله تعالى عنهما۔ والله
تعالى اعلم۔

اور اس نے (یعنی حاکم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند سے اسی کی تصحیح فرمائی ،
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مفت مسٹر مولوی کفر الدین صاحب مدرس مدرسہ نور الہدی پانکی پور ڈاک خانہ سندھ
چمارشہ ۱۵ اشوال ۱۳۳۲ھ

مفتور کا کیا حکم ہے کہ ایک عورت کے اوپر جن آتا ہے اور وہ علانیہ اُس کو دیکھتی ہے اور وہ
اُس کے پاس آکر روپے وغیرہ نوٹ دے کر جاتا ہے تو کیا اُس نوٹ اور روپے کو صرف کرنا چاہیے یا
نہیں؟ اور استعمال میں لانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

وہ جن جو کچھ اُس عورت کو دیتا ہے اس کا لینا حرام ہے کہ وہ لڑکا کی رشوت ہے۔ درمختار
میں ہے :

لے القرآن الکریم ۲/۵

لے سنن ابی داؤد کتاب الاشریہ باب العصیر مخمر آفتاب عالم پریس لاہور ۱۶۱/۲
المستدرک للحاکم کتاب الاشریہ دار الفکر بیروت ۱۶۵/۲

مايد فحه متعاشقات مرشوقه :- آپس میں مصافحہ کرنے والے جو کچھ دیں وہ رشوت میں شمار ہے۔ (مت)

اگر وہ لینے پر مجبور کرے لے کر فقیر اور تصدق کر دیا جائے تو اپنے صرف میں لانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از فرخ آباد محسن الدین احمد ۱۸ شوال المعظم ۱۳۳۲ھ
درخت تار کی فصل فروخت کرنا یعنی تار کی نکال کر بیچنے کی اجازت دینا اور اس کی قیمت لینا درست ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب

منوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ مسئلہ دولی محمد کلاہ فروش بازار چوک بہرائچ چار شنبہ ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۳۲ھ
خیاط لوگ اُن کیڑوں میں سے جو اُن کے پاس بغرض سٹائی لے جاتے ہیں کچھ تھوڑا کچھ بمتدار ایک کلاہ کے بچا لیتے ہیں اور اُس کیڑے کی کلاہ وغیرہ بنا کر بدست کلاہ فروش پر نسبت شرح قیمت دوسری ٹوپوں کے کم قیمت پر فروخت کر لیتے ہیں کوئی شخص بازار کے تمام کلاہ فروشان میں سے موائے ایک شخص کے انکار اُن خیاطوں کی ٹوپیاں وغیرہ خریدے اور اُن کے منافع سے مستفیض ہونے سے نہیں کرتا ہے، اور محترم کی سہمی سے اصلاح حال خیاط لوگوں کی اور خرید کر نیرالے کلاہ فروشان کی غیر ممکن ہے۔ کیا ارشاد فرماتے ہیں موائے دین کہ محترم اگر ایسے پارچہ کی ٹوپیاں وغیرہ خیاط لوگوں سے خرید کر لے تو محترم باعث معصیت ہو گا یا نہیں؟

الجواب

فرد معصیت و حرام ہے، اور یہ خیال کہ ان کی پاس چھوڑے تو یہ بند نہیں ہوتا محض بے معنی ہے، اس کا حساب اس پر اور اُن کا حساب اُن پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ مسئلہ مدرسہ مرزا عبد الرحیم بیگ مدرسہ جماعت تار و اڑی محلہ رنجورہ لکھنؤ کراچی ہند
کیا فرماتے ہیں موائے کوام و مضیان دین متین؟

میں نے سنا ہے کہ سیاح کے جائز ہونے کا بھی آپ نے کوئی حیلہ کیا ہے کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو کس طرح؟ تحریر فرمائیں۔ جینا تو جودا (بیان فرمادے کہ اجر پاؤ۔ مت)

الجواب

بیع کے جائز کو لینے کا جلد کر لینا مسلمان کی شای نہیں یہ بھی مجھ پر محض افرا ہے میرے فتاویٰ میں بابی اس کا رد موجود ہے، اور اگر اس کا نام جلد ہے کہ کوئی شرعی جائز صورت کی جائے جس میں قطع حاصل ہو اور بیع حرام مردود و نجس سے نجات ہو تو اسے خود صاحب شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کہ کافی صحیح البخاری (جیسا کہ صحیح البخاری میں ہے - ت) اندرون نے اس کی متعدد صورتیں ارشاد فرمائیں۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں اُس کے لئے خاص ایک فصل تحریر فرمائی اسے بیع جائز کر لینا نہ کہے گا مگر گراہ، اس کی تفصیل میرے رسالہ کفیل الفقہ میں ہے جو مطبع المہنت سے مل سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۷ از سہادر ضلع ایٹہ مرسلہ جناب مولوی چودھری عبدالحکیم خان صاحب زید مکارم دہلی ۱۳۳۵ھ

جناب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ نوید ملت طاہرہ ادام اللہ تلالہ علی رؤس المطالبین حاکم اگر اپنے کسی کام کے لئے قرض مانگے اور اس پر سود دے اور جو سود نہ لے اُس سے جو رقم ناجائز لی جاتی ہے اُس میں اسی حساب سے تخفیف کر دے اس کی بابت کوئی مطالبہ نہیں نہ شرط ہے، لہذا وہ کسی اُن کے واسطے جائز ہوگی یا نہیں اگرچہ اس قرض میں حاکم کا حکم اتنا ہے کہ خوشی سے ضرور دینا چاہئے خبر نہیں بایںہم اُس کے ملازمین اپنے اثر سے ہر ایک کو اس کے دینے پر مجبور کرتے ہیں، ان سب باتوں پر غور فرما کر ارشاد فرمایا جائے کہ بموجب اس کے عمل کیا جائے۔ والسلام مع الاکرام۔

الجواب

کوئی زمیندار مثلاً کاشتکاروں سے جبراً کوئی ناجائز رقم وصول کرتا ہو کاشتکار مجبوری دیتے ہوں پھر اس کا کوئی کام آکر پڑے اور وہ کہے کہ اس کام میں میری مدد کر تو یہ رقم چھوڑ دوں گا یا اتنی تخفیف کر دوں گا تو اس ترک یا تخفیف کا قبول کرنا اس پر واجب ہے کہ جب وہ رقم ناجائز ہے تو جس طرح اُس کا لینا گناہ ہے دینا بھی حرام ہے ماحوم اخذ و حرام اعطاؤہ (جس کا

مع رسالہ کفیل الفقہ الفاضل فی احکام الدماء فتاویٰ رضویہ جلد ۱، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لویاری دروازہ لاہور میں صفحہ ۲۹۵ پر مرقوم ہے۔

سہ رد المحتار کتاب الزکوٰۃ باب العشر وار حیا التراث العربی بیروت ۵۶/۲

لینا حرام اس کا دینا بھی حرام۔ ت (حرام سے جتنا بچ سکے لازم ہے مگر وہ کام جس کے صلہ میں یہ ناجائز رقم زمیندار چھوڑے اس کا دیکھنا لازم ہے اگر وہ خود ناجائز ہے تو اس میں اسے مدد دینی حرام ہے اور اس رقم کی بچت اس کا عذر نہیں ہو سکتی کہ رقم ناجائز کا جبراً لینا اس کا جرم ہے اور دوسرے کے ناجائز کام میں شریک ہونا اس کا جرم ہے ہاں اگر وہ اس ناجائز کام پر مجبور کرے اور مجبوری واقعی ہو جس پر وہ زمیندار قدرت رکھتا ہے تو بچاؤ اگر اہل شرعی جس فعل ناجائز کی رخصت دی جاتی ہے رخصت دیں گے اور اس حالت میں اس رقم ناجائز کی کئی قبول کرنا اس پر واجب ہو گا لیکن اگر زمیندار مجبور نہیں کرتا اس کے نوک چاکر دباتے ہیں اور وہ اسے مجبور شرعی نہیں کر سکتے تو صرف ان کی خاطر یا دھمکی سے ناجائز کام جائز نہ ہو جائیگا اور اگر وہ کام جائز ہے تو اس میں بقدر ضرورت مدد دے کر وہ صلہ قبول کرنا شرعاً واجب ہے کما صر (جیسا کہ گزرا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

صفحہ ۲۲۲ کے مقام مذکور مرسدہ چودھری صاحب مذکور ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ
آخر فقرہ جو اس مکتوب میں درج ہے کہ لیکن اگر زمیندار خود مجبور نہیں کرتا اس کے نوک چاکر دباتے ہیں اور وہ اسے مجبور شرعی نہیں کر سکتے تو صرف ان کی خاطر یا دھمکی سے ناجائز کام جائز نہ ہو جائے گا یہ بالکل سچ ہے مگر غور طلب یہ امر ہے کہ وہ نوک جزدی اختیار ہوں اور جن کو منزا و جزا کا پورا اختیار ہو اور جن کی رپورٹ پر ان کے آقا ضلی جائداد وغیرہ سب کچھ کرتے ہوں تو ان کا دبانایا اظہار خوشی کرنا اور عید سے کام لینا ایسا نہ ہو گا جیسا معمولی نوکروں کا کہنا سننا یا دبانایا بلکہ ان کا کہنا سننا دبانایا وعید سے کام لینا یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ وہ اس کے آقاؤں کا وہ فعل ہے اگرچہ بظاہر ان کے آقا اس امر کا اعتراف کرتے ہوں کہ یہ ہمارے حکم کی تعمیل ہماری رعایا کی خوشی پر منحصر ہے۔

الجواب

ایک تخریف واقع ہوتی ہے معلوم ہے کہ ایسا نہ ہوا تو معاذ اللہ ضلی جائداد وغیرہ ناقابل مضر قوں کا سامنا ہے اور ایک نری دھمکی ثانی کا اعتبار نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ وذلکم الشیطان ینحوسون
اولیاءہ فلا تخافوہ و خافون ان کنتم
مؤمنین
(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یہ شیطان ہے کہ تمہیں اپنے
دوستوں سے ڈراتا ہے تو ان سے نہ ڈرو مجھ سے
ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

اور اول ضرور معتبر ہے اور الامن اگرہ کی حد میں داخل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۴۶۔ کہہ رانی کھیتہ صدر بازار مرسلہ فشتی عنایت خاں صاحب مورخ ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس باب میں کہ پیش امام صاحب رانی کھیتہ نے
 ایک رنڈی کی نماز جنازہ پڑھائی کہ جس کا کوئی عمل اور بظاہر وضع نہ باس مسلمانوں کا تھا اس واقعہ کے چند روز
 کے بعد پیش امام صاحب نے نماز جمعہ سے قبل اپنے اس فعل کی تائید میں بطور وعظ کے فرمایا کہ مجھ کو اس کا علم
 نہیں تھا کہ یہ عورت کون ہے اور جو شخص مجھ کو بلا کر واسطے نماز جنازہ کے لے گیا ہے یہ کون ہے میں نے نہ سمجھا
 کہ یہ مرد بھڑوا اور یہ عورت رنڈی ہے اور اس نماز جنازہ میں کچھ ماحضہ بھی مولانا صاحب کے نذر کیا جس کو
 مولانا صاحب نے دوران وعظ فرمایا کہ ہم تیرا کہہ ہم تیرا کہہ کے ذریعہ سے غرقاب ہونے سے بچ سکتے ہیں
 جاہل نہیں بچ سکتا ہے اور بازار والوں نے جو مجھ پر تنگہ چینی کی ہے وہ بھی رنڈیوں کے ہاتھ اپنا مال فروخت
 کرنا بند کر دیں کیونکہ رنڈیوں سے مال کے بالوغض بھی پیسہ ناجائز ہی حاصل ہوتا ہے اور جب بازار والے
 اس میں اتفاق کر لیں تو مجھ کو بھی اسی سے اتفاق ہوگا اور مولانا صاحب نے یہ فرمایا کہ جو پیسہ اس جنازہ
 کی نماز میں مجھ کو ملا ہے اس پیسہ کو جیسی اس کی اصلیت ہے ایسی ہی جگہ صرف کر دوں گا مثلاً پانچ گنا اٹھائی گئی
 بھنگن کو دے دوں گا اور ایک قصہ اس ناجائز پیسہ کی صرف کرنے کی بابت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ذکر فرمایا
 کہ ایک بادشاہ کے یہاں خزانہ میں روپیہ کی کمی ہوئی تو انہوں نے وزیر صاحب سے روپیہ حاصل کرنے کی
 بابت مشورہ کیا تو وزیر صاحب نے ان کو راستے ہی کہ غلوں فقیر کے پاس بہت سارے روپیہ ہیں اس سے روپیہ
 طلب کیا جائے، غرض کہ فقیر بلایا گیا فقیر سے روپیہ طلب کیا گیا فقیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ حضور چونکہ
 آپ بادشاہ اسلام ہیں اور جو پیسہ میرے پاس ہے وہ ناجائز طریقہ سے میں نے حاصل کیا ہے لہذا
 وہ پیسہ اچھا نہیں ہے آپ کے صرف کے قابل نہیں ہے بادشاہ نے فرمایا کہ رعایا کے مکانات مسمار
 ہوتے ہیں ہم بھی تیرے پیسہ کو رعایا کے پانخانوں میں صرف کر دیں گے اور مولوی عبدالحی صاحب کے
 فتویٰ کے حوالہ سے مولانا صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی بزرگ یا علمائے دین کی دعوت وغیرہ کرنی ہو اور
 اس کے پاس پیسہ اچھا نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے اپنے پیسہ کے بالوغض اچھا
 پیسہ حاصل کرے اور آپ کی دعوت وغیرہ میں صرف اسی دوران وعظ میں مولانا صاحب یعنی پیش امام
 صاحب نے متعلق شخص کی بزرگی آیات قرآنی سے بڑے شہود کے ساتھ ثابت کی ہے چند مسلمانوں
 کے خیالات میں غلط تیراک اور جیسا پیسہ ہے جنازہ کی نماز پڑھانے کے عوض میں مولانا صاحب کو
 حاصل ہوا اور اس کا صرف ویسی جگہ کر دیں گے اور علمائے دین اور بزرگوں کی دعوت وغیرہ دینے

خواب پیسہ کے بجائے دوسرے آدمی سے اچھا پیسہ حاصل کر کے صرف کرنا یہ امور قابل اعتراض ہیں۔ امید ہے کہ جواب باصواب رحمت ہو تاکہ جو شکوک دلوں میں پیدا ہو گئے ہیں وہ رفع ہوں۔

الجواب

نماز جنازہ پڑھا دینے میں حرج نہ تھا جبکہ اسے معلوم نہ تھا کہ اس کی یہ حالت ہے مگر نماز جنازہ پڑھانے پر اجرت یعنی جائز نہیں اگرچہ پاک مال سے دیکھنا پاک مال سے کہ دوسرا حرام ہے، اور یہ عذر کہ وہ اپنے یہاں کے پاخانہ میں صرف کر دے گا محض مردود ہے یوں بھی اپنے ہی صرفت میں لانا ہوا اور وہ حرام ہے، یہی سے ثابت ہوا کہ وہ تیرا کہ نہیں اس نے دو خوشے کھائے اعداد اپنے سفر قیاب ہونے پر متنبہ بھی نہ ہوا، اور یہ بھی غلط ہے کہ جس کے پاس ناپاک پیسہ ہو وہ اپنے پیسے کے عوض دوسرے پیسہ پاک حاصل کرے اور وہ مطلقاً پاک ہو جائے، بلکہ مستلویوں ہے کہ جس کا مال حرام ہے اس نے اگر اپنا پیسہ کسی کام میں نہ لگایا بلکہ قرض لے کر کوئی کام کیا تو وہ کام جائز ہے اور اگر ایسا شخص کسی کو کچھ دام دے یا دعوت کرے اور کہے کہ یہ میں نے قرض لے کر کی ہے اس کا قول مانا جائے گا جیسا کہ عالمگیری وغیرہ میں ہے ہاں اس نے یہ کہا کہ دکانداروں کو بھی حرام ہے کہ کوئی چیز حرام مالی والوں کے ہاتھ بیچ کر وہ زبردہ اقسام قیمت میں لے لے مگر اُس کا یہ کہنا غلط ہے کہ دکاندار اس سے باز آئیں گے تو وہ بھی باز آئے گا اور وہاں کا لگنا کہ اس کے لئے سند نہیں ہو سکتا ہر شخص اپنی اپنی قبر سنبھالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲ سوال مادہ پور قصبہ سگود ریاست کوٹہ راجپوتانہ مسئلہ الف خاں مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

فرقی مغلوب سے خرچ پکڑی ڈگری یا مقدمہ میں جبکہ پکڑی دلا دے تو اس کا لینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب

جتنا واجب خرچ ہے مدعا علیہ مجبوث مدعی سے لے سکتا ہے اور پتے مدعی سے لینا حرام اور مدعی سچا ہو خواہ مجبوث مدعا علیہ سے شرعاً نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳ از بطرام پور محلہ پورینا مالاب ضلع گنڈا مسئلہ الف خاں مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

ایک مہتر حال میں مسلمان ہوا ترک پیشہ خود کر کے مثل قیام اہل اسلام و نیز دیگر اقوام کے جائے ضرورت کو صاف کرتا ہے اس نے مسلمانوں کی دعوت کی اپنے کسب سے، چند اشتیاق نے اُس کے

گھر بچا ہوا کھانا کھایا باقی لوگ جو دعوت تھے نیز سکھائے قصبہ نے بدیں دھوا نکار کیا کہ وہ اب تک مثل سابقہ بہتر ہے علاوہ مسلمانوں کی جائے ضرور کے دیگر اقوام کی بھی صاف کرتا ہے دشمنانِ دین سے دلی میل و ملاپ کے شارع علیہ السلام مانع ہیں چہ جائیکہ ایسی ذلیل خدمت کا برتاؤ ان کے ساتھ عمل میں لا کر کیسے کوئی کامل الایمان رہ سکتا ہے لکھنویا اور شہر جہاں بڑے بڑے فضلا موجود ہیں کیوں بہتروں کے ساتھ خورد و نوش جاری نہیں ہے پہلے علماء و فضلا نوش فرمائیں اور رولج دیں تب ہم لوگ کھا سکتے ہیں تمام اہل ہندو اس پر مقرر ہیں کہ جن جن مسلمانوں نے بھنگی کے یہاں کھایا ہے ان لوگوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا جائے اور انھیں میں یہ قوم بھی متصور ہو یہاں کے مالک ریاست اہل ہندو ہیں اور یہی قوم زیادہ تر با اختیار ہے سب مسلمانوں کی ذریعہ معاش و غیرہ اسی سے ہے اگر عائدین کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہو تو کس قدر ذلت اہل اسلام کی ہوگی جن صاحبوں نے کھایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارا دینی بھائی ہے ہم باہر خورد و نوش رکھیں گے اور ازہواج کی بابت نہیں معلوم کیا خیال ہو وہ اپنے بھائی کو ایسی ذلیل حالت میں زندگی بسر کرتے نہیں معلوم کیسے ملاحظہ فرمانا پسند کر رہے ہیں جبکہ ہزاروں اور ذرائع معاش جو اس حالت سے طیب و پاک ہیں باسانی ہو سکتے ہیں کیوں دریغ فرما رہے ہیں اور باعثِ ننگ و عار اسلام ہیں۔

الجواب

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کسب العجاہر خبیث ہے، کسب النجاسات اس لئے کہ اُسے نجاست سے کام پڑتا ہے۔ تو بھنگی کا پیشہ کس درجہ خبیث تر ہوگا۔ علماء فرماتے ہیں، لا یجوز خدمۃ الکافر یا جو کافر کی خدمت گاری کی فوری جائز نہیں مگر اس میں معاذ اللہ مسلمان کی تذلیل ہے تو ایسی سبب ذلیل تر خدمت کیونکہ حلال ہو سکتی ہے، اور جب وہ مسلمان ہے تو دینی بھائی ضرور ہے مگر دینی بھائی ہونے سے یہ لازم نہیں کہ باوصف اس کی ایسی شنیع حرکت کے وہ مسلمان ہو کہ کافروں کے آگے اپنے آپ کو اس درجہ ذلیل کرتا ہے اور حرام اُجرت کھاتا ہے اُس سے میل جول ایسا ہی رکھیں جیسا صالحین سے اور جبکہ اس کی کئی خبیث ہے تو اُسے بھی یوں کھائیں جیسے پاک مال کو، اُس پر لازم ہے کہ جب وہ مسلمان ہو اس ناپاک پیشہ کو ترک کرے اور کافروں کے سامنے اسلام کا نام ذلیل نہ کرے اُس سے میل جول نہ کیا جائے اور اُس کی ناپاک کھائی کا کھانا نہ کھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۹ از شہر محلہ باقر گنج مرسلہ عنایت خان ۱۳۱۳ دی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب کافروں کا میلہ دریا پر ہوتا ہے تو یہ پنڈتوں کو اپنے گھر سے وال چاول لیا کر دیتے ہیں یعنی پُچھ کر دیتے ہیں، وہ لوگ اس کو جمع کر کے فروخت کر ڈالتے ہیں دکانداروں کے ہاتھ، اور ان دکانداروں سے ہم لوگ خریدتے ہیں اگر ہم خود اس پنڈت سے خرید لیں بازار سے کچھ زیادہ دی جائیں تو جائز ہے یا نہیں، اور ان کو خرید کر اگر نیاز دلوائی جائے مثلاً حضرت پیران پیر کی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اُس اناج کا بازار سے بھی خریدنا حلال پنڈت سے بھی خریداری جائز، اس پر نیاز شریف بھی مباح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۰ از بھالراپائی راجپوتانہ مرسلہ محمد قواب علی صاحب سوداگرچرم

یہاں ایک روپے کا نوٹ چلا ہے اور ریاست سے تنخواہ داروں کو روپیہ کے عوض نوٹ ملتا ہے، بازار میں خریدار صرف وغیرہ پندرہ آنے اور سادھے پندرہ آنے کو خریدتے ہیں، یہ آنہ اور آدھ آنہ مسلمانوں کو لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس قسم کا لین دین سود میں داخل ہو گا یا منافع میں؟ جینوا توجروا۔

الجواب

روپے کا نوٹ پندرہ آنے کو بیچنا خریدنا مطلقاً جائز ہے جبکہ باہم رضامندی اور کوئی مافی شرعی عارض نہ ہو اسے سود سے کوئی علاقہ نہیں۔ حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا،

اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم۔ جب دو فروغ مختلف ہوں تو پھر جس طرح چاہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ خرید و فروخت کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۵۱ از بھالراپائی راجپوتانہ مرسلہ محمد قواب علی صاحب سوداگرچرم

افیون کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ غیر قوم اس سے فائدہ حاصل کر رہی ہے اور اہل اسلام محروم ہیں شرع شریف نے اس قسم کا بڑا لینا دینا اور تجارت کسی طریقہ سے جائز رکھی ہو تو جواب شریعہ کے ساتھ مرحمت فرمایا جائے۔

الجواب

افیون نشہ کی حد تک کھانا حرام ہے اور اسے بیرونی علاج مثلاً ضاد و طلاہ میں استعمال کرنا یا خوردنی معجونوں میں اتنا قلیل حصہ داخل کرنا کہ روڑ کی قدر شربت نشہ کی حد تک نہ پہنچے تو جائز ہے اور جب وہ معصیت کے لئے متعین نہیں تو اس کے پہنچنے میں حرج نہیں مگر اس کے ہاتھ جس کی نسبت معلوم ہو کہ نشہ کی غرض سے کھانے یا پینے کو لیتا ہے

لان المعصية تقوم بعينها فكان كبسيع
السلام من اهل الفتنة۔

اس لئے کہ گناہ میں شے کے ساتھ قائم ہوتا ہے
پھر اس کی مثال اس طرح ہوتی جیسے اہل فتنہ
پر ہتھیار فروخت کرنا۔ (ت)

اور جب اس کی تجارت مطلقاً حرام نہ ہوئی بلکہ جائز صورتوں پر بھی مشتمل ہوئی تو زیادہ مقدار تا جردوں کے ہاتھ پہنچنا اور ہلکا ہو گیا کہ یہاں تعین معصیت اصلاً نہیں اور ان کا نشہ داروں کے ہاتھ پہنچان کا فعل کا
وتخلل فعل فاعل متعذر يقطع النسبة
کسی فاعل متعذر کا درمیان میں گھٹنا نسبت کو
منقطع کر دیتا ہے جیسا کہ ہر ایہ وغیرہ میں ہے (ت)
کما فی الہدایۃ وغیرہا۔

یہ صورتیں اس کے جواز کی نکلتی ہیں اور اہل تقویٰ کو اس سے احتراز زیادہ مناسب۔ واللہ
تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۲ از کلکتہ ذکر یا اسٹریٹ ۲۲ مولوی عبدالحکیم میرٹھی، رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ

پکھری کا ملازم جو اسی جو رو پر مقدمہ بازوں سے انعام کی صورت میں وصول کرتا ہے اور بعض صورتوں میں بکھر و صورتیکہ رشوت کے حکم میں داخل ہو اب تو یہ کرنے کے بعد در آنحالیکہ ان اشخاص کو واپس کرنا ان سے اجازت لینا اور قصور معاف کرنا ان قبیل محالات ہو گیا ہو کس مصروف میں لایا جائے۔
بیہوا تو جردا۔

الجواب

انعام اگر واقعی بطور انعام بلا جبر ظاہر ہو بے اندیشہ افراد آئندہ بطیب خاطر ہو حلال ہے اور جو بکھر یا رشوت ہو حرام قطعی و غصب و غیر ملک ہے جبکہ واپس دینے کی راہ نہ رہی ہو لازم کہ تمام عمر میں جتنے اموال ایسے لئے ہوں سب کی قدر فقرا سے مسکین پر تصدق کرے اگرچہ یہ تصدق اس کے مال کا استیجاب کرے بے اس کے اس سے برائت و توبہ نہیں اگر یہ بھی پتانہ پیلے تو برائت مطلقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنا کل مال تحلیل و کثیر، نفیر و فقیر سب کسی مسلمان غیر صاحب نصاب پر تصدق کر دے اور اس کے قبضہ میں رکھے

اگرچہ وہ فقیر جس پر تصدق کیا اس شخص کا جوان بیٹا یا باپ یا بھائی یا بہن یا زوجہ یا اور کوئی قریب یا بعید ہو بعد قبضہ و تصدق علیہ اپنی خوشی سے بعض یا کل مال اسے واپس کر دے یعنی اپنی طرف سے اسے ہرگز سے یا اس پر تصدق، تو وہ مال اب اس کے لئے حلال طیب ہو جاسے گا مطالبہ سے بھی ادا ہوا اور مال بھی پاک و حلال ملا۔ ہندیہ میں ہے،

لہ مال فیہ شبہۃ اذا تصدق بہ علی
ابہ یکفیہ ذلک ولا یشرط التصدق علی
الاجنبی و کذا اذا کان ابنہ معہ حیث
کان یتیم ویشتري وفيہا بیوع فاسدۃ
فوجب جہیم مالہ لابنہ ہذا الخرج
من العرفۃ - واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی کے پاس مشتبہ مال ہے، جب اسے اپنے والد
پر خیرات کر دے تو یہ اس کے لئے کافی ہے کسی
اجنبی شخص پر صدقہ کرنا شرط نہیں۔ اور اسی طرح
جب اس کا بیٹا اس کے ساتھ ہو، جبکہ یہ شخص
غریب و فروخت کرتا ہو، اور اس کے کاروبار میں
کچھ فاسد سود سے ہوں تو یہ اپنا سارا مال اپنے

اس بیٹے کو ہرگز دے تو اس صورت میں یہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ ۲۵۲ از رنگون مرسل عبد الستار بن اسماعیل ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں کہ اس شہر میں چند سال سے ایک قسم کی سواری
جاری ہوتی ہے یعنی انگریزی ساخت کی ٹم شکل کا دو پہیے والا ہلکا گاڑی ہوتا ہے جسے انسان لے کر دوڑتے
ہیں لوگ اس گاڑی پر سوار ہوتے ہیں اور مناسب معاوضہ گاڑی لے کر دوڑنے والے کو دیتے ہیں غرض
گاڑی میں جو کام جانور آتے ہیں وہی کام قریب قریب آدمی کرتے ہیں تو کیا اہل اسلام کو اس سواری پر
سوار ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

وہ لوگ اپنی خوشی سے ایسا کرتے اور اس پر اجرت لیتے ہیں اسی میں کوئی حرج نہیں جیسے پاکی
کے کہار،

وقد موت محققۃ سیدنا شیخ الشیوخ
السہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من العراق
الحکمة الکومۃ علی اعناق
الرجال - واللہ سبحنہ اعلم۔

بے شک ہمارے سردار شیخ الشیوخ سہروردی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق سے لے کر مکہ مکرمہ
تک لوگوں کی گردنوں پر سوار ہو کر گئے واللہ
سبحنہ اعلم (ت)

لے فتاویٰ ہندیہ کتاب انکراہیۃ ایاب الخامس عشر فی الکسب فورا فی کتب خانہ پشاور ۲۴۹/۵

مسئلہ ۲۵۴ از بریل گورنمنٹ پبلیکیشنز مسئلہ قیمت اللہ صاحب ٹیکہ دار گوشت

۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کھلے گوشت بکری کا اس قسم کا ہے کہ ذبح و جھٹکے گردن مارا ہوا دونوں قسم کا شامل ہے اگر خریدنے سے قبل ہم دو شخص اس کو اس ارادے سے خرید کر کہ ذبح ایک آدمی اور جھٹکے ایک آدمی مگر نام میں وہ کام میرے رہے گا اب وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور میرے ذمہ کوئی نقصان شرعی رہا یا کہ نہیں؟

الجواب

جبکہ حلال گوشت میں حرام ملا ہوا ہے اس کا خریدنا مطلقاً حرام ہے اور اگر متمیز ہو کر یہ کھانا حلال کا ہے یہ مردار کا تو صرف حلال کا خریدنا جائز اور مردار کا خریدنا سخت حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۵ از شہر جالندھر جو کہ حضرت امام ناصر الدین صاحب مسئلہ محمد امین صاحب

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بازاری عورت کے ہاتھ قیمتی چیزیں فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

اُس کے ہاتھ کچھ بیچ کر اس کے ذبح حرام سے قیمت لینا حرام، اُس کے یہاں کوئی اجرت کا کام کو کے اس کے ذبح حرام سے اجرت لینا حرام لان الذی عندہن کالمغصوب کما فی السنن و غیرہا (اس لئے کہ جو کچھ ان بازاری عورتوں کے پاس ہے وہ غصب کردہ (یعنی چھینی ہوئی) چیز کی طرح ہے جیسا کہ ہایہ وغیرہ میں ہے۔) ہاں اگر اس کے سوا کوئی اور ذریعہ حلال بھی اُس کے پاس ہو اور لینے والے کو معلوم نہ ہو کہ یہ قیمت یا اجرت کون سے مال سے ہے تو لینا جائز ہے جبکہ وہ چیز کہ بیچی بعینہ اس سے اقامت معصیت نہ ہو جیسے مزامیر اور زینچا خود ہی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۶ از سیلیہ علاقہ سیلہ انیشین ناطی ضلع رتھام مانہ ریلوے مسئلہ نور محمد ولد صدیق کھتری

۳۰ رمضان ۱۳۳۷ھ

مسلمانوں میں ایک قوم کھتری ہے جو رنگائی وغیرہ کا پیشہ کرتی ہے، ان کی قوم میں بائیس گوت ہیں یعنی فرقہ، اور ان میں باہم اتفاق تھا۔ لیکن دین کھانا پینا وغیرہ ہوتا تھا۔ اب مضرہ پانچ چھ برس سے آپس میں تکرار فساد ہو کر باہم تنازع پیدا ہوا اور علیحدہ ہو گئے۔ ایک فرقہ سترہ گوت والا اور دوسرا

پانچ گوٹ والا، اور اسی نام سے یہ مشہور ہیں، ایک فریق سترادالے اور فریق ثانی دھڑے والے۔
 بناءً فساد یہ ہے کہ جب ان میں اتفاق تھا اُس وقت میں شادی غمی کا کھانا وہ اس طرق سے پکنا تھا
 جس کے گھر خوشی ہوتی تو جملہ پنچ اُس کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اور دہگچی میں پانی بھر کر پتوں کے پنچ میں
 رکھتے ہیں اور ایک برتن میں علیحدہ گڑہ رکھتے ہیں پھر ایک آدمی انھیں سے اٹھ کر پتوں سے اجازت کھانا
 پکانے کے واسطے گڑہ نکالنے کی طلب کرتا ان کی زبان میں کہتا (نیچا موکل) یعنی پنچ اجازت گڑہ نکالنے کی
 دو، تو اُس وقت پنچ جواب دیتے ہیں (بسم اللہ) یعنی اجازت دی گئی۔ اس وقت پانچ گوٹ والے
 جن کا نام دھڑے والے ہے پانچ آدمی اٹھ کر ایک ایک ڈلی گڑہ لے کر بسم اللہ کہہ کر اس دہگچی میں
 ڈال دیتے ہیں تب کام شروع ہو کر اختتام کو پہنچ جایا کرتا تھا۔ یہ رسم قدامت سے باپ دادا کی قائم تھی،
 سترادالوں کو حسد پیدا ہوا کہ دھڑے والے گڑہ نکالتے ہیں جب کھانا پکے اور یہ اپنا حق جتاتے ہیں کہ گڑہ نکالنا
 ہمارا کام ہے تو ہم کو ایسا کھانا منکر نہیں ہے ہم دھڑے والوں سے علیحدہ ہی اپنے ہیں، اس سبب
 سے آپس میں دو فریق ایک سترادالے اور دوسرے دھڑے والے ہو گئے۔ دھڑے والوں نے تو
 اپنی رسم قدیم قائم رکھی کہ ہم بسم اللہ کے ساتھ اس کام کو کرتے ہیں کوئی شرک کفر نہیں کرتے۔ اور
 سترادالوں نے رسم قدیم چھوڑ کر نیا طریقت اختیار کیا کہ جس کے یہاں کھانا وغیرہ پکے تو مالک کھڑا ہو کر
 اجازت کھانا پکانے کی مانگ لیتا ہے اور وہ کھانا پکا کر کھا لیتے ہیں، سترادالے کے کھانے کو دھڑے
 والے نہیں کھاتے اور دھڑے والوں کا سترادالے، اور یہی باعثِ ففاق ہے، سترادالے کہتے ہیں
 کہ ہم رکھی کھانا نہیں کھاتے شریعت سے منع ہے اُس رسم کو چھوڑ کر اتنا ضرور ہوتا ہے کہ جس کے یہاں
 کام ہوتا ہے وہ پتوں سے اجازت ضرور لیتا ہے۔ اگر اور طریقت سے کھانا پکایا جائے گا تو سترادالے بھی
 نہیں کھاتے گئے، ان دونوں فریق میں سے ایک شخص تنہا اپنے مکان سے نکلا اس کا یہ کہنا ہے کہ میں
 دونوں فریق کی رسم سے علیحدہ ہوں میں تو سنت رسول اللہ کے موافق سب کو دلا کر کھانا پکوا کر جو صاحب
 کھاتے ہیں میں کھلاؤں اور اسی طریق پر میں بھی کھاؤں اور بموجب شریعت عورت کو پرشے میں رکھتا ہوں
 اور بیوپار بھی اس طور پر کرتا ہوں کہ سود مندوں نہ دوں بموجب شریعت کے کرتا ہوں سترادالوں اور
 دھڑے والوں کی عزتیں باہر بھرتی ہیں پردہ نہیں ہے میرے اس سنت رسول اللہ پر چلنے سے فریقین
 بیزاد ہیں اس واسطے دریافت کیا جاتا ہے کہ جو اجازت علیحدہ علیحدہ مرحمت فرمایا جائے کہ سترادالوں
 کے لئے آذر وئے شرع شریف کیا حکم ہے اور دھڑے والوں کے واسطے کیا حکم ہے اور بیچارے تنہا
 کا جو شریعت پر چل رہا ہے کیا حکم ہوتا ہے؟

الجواب

(۱) حدیث میں ہے: جو ایک درہم سود کا دانستہ کھائے گویا اس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا۔ ایک درہم تقریباً یہاں کے انشارہ پیسے کا ہوتا ہے تو فی حدیث ایک بار ماں سے زنا ہوا۔
(۲) یوں ہی نری سخت مجبوری دنا چاری شرعی کے سوا سود دینا بھی ویسا ہی حرام ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں سب پر لعنت فرمائی، اور فرمایا: وہ سب برابر ہیں پلے

(۳) عورتوں کا راستوں میں یوں بے پردہ پھرنا کہ سر کا کوئی بال یا گلے کا کچھ حصہ یا کلائی یا پتلی کا ٹکڑا ہو یا کپڑے یا ریک ہوں کہ بال وغیرہ اعضاء مذکورہ میں سے کچھ چمکے (پینے یا پیٹ یا پیٹھ میں سے کچھ کھلا ہونا یا چمکنا تو اور بھی سخت ہے) یہ صورتیں حرام ہیں اور ان عورتوں کے شوہر اگر اس پر راضی یا ساکت ہیں یا بعد بضرورت بند و بست نہیں کرتے تو سب دیوث ہیں، اور حدیث میں ہے: دیوث پر جنت حرام ہے بکے

یہ چیزیں باتیں یا ان میں سے کوئی جس میں پائی جائے فاسق فاجر مستحق مذاب النار ہے، و حرے والا ہو یا ستر والا یا کوئی اور، اگر ان باتوں کی مخالفت کے باعث اس شخص تنہا سے بیزار ہیں تو اور اشد سے اشد گناہگار و سزاوار غضب جبار ہیں۔ ان تین باتوں کا تو یہ جواب ہے، رہا کھانے کا جھگڑا، اس میں ستر والوں پر چار الزام ہیں:

۱۔ الآلئی المصنوعۃ کتاب المعاملات دار الکتاب العلمیۃ بیروت ۱۲۷/۲ و ۱۲۸
۲۔ تحف السادة المتقين کتاب آفات اللسان الاذ الخامسة عشر دار الفکر بیروت ۲۵۳/۴
۳۔ الترغیب والترہیب الترہیب من الربا حدیث ۱۵۰۱۲ مصطفیٰ البانی مصر ۴۵۶/۲
۴۔ الموضوعات لابن جوزی باب تعظم امر الربا علی الزنا دار الفکر بیروت ۲۲۵/۲
۵۔ النکاح لابن عدی ترجمہ عبد اللہ بن کثیر " " " " ۱۵۴۸/۲
۶۔ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی الدنیاء البیہقی تحت آیت ۲۷۵/۲ مکتبۃ آیت اللہ العظمیٰ قم ایران ۳۶۴/۱
۷۔ صحیح مسلم کتاب المساقات باب الربا تہذیب کتب خانہ کراچی ۲۴/۱
۸۔ مسند امام احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۸-۲۹/۲

(i) ایک یہ کہ دھڑے والوں کا ایک قومی امتیاز جو قدیم سے چلا آتا تھا اُس پر حسد کیا اور حسد کار

شیطان ہے۔

(ii) دوسرے یہ کہ اُس کے سبب جماعت میں تفریق کر دی، بندھی گز کے دو گروہ مختلف کر دیئے کہ یہ اُن کے یہاں نہ کھاتیں وہ اُن کے یہاں نہ کھاتیں۔

(iii) تیسرے یہ کہ وہ کھانا جسے قدیم سے ان کے باپ دادا اور یہ خود کھاتے آئے اسے اب نفسانیت کے سبب شریعت سے حرام بتایا یہ سخت جرم ہے وہ کھانا نہ اُس رسم کے باعث شرعاً حرام تھا نہ اب ہے۔

(iv) چوتھے یہ کہ خود ایک رسم نکالی اور اُس طرح کھانا نہ پکے تو نہ کھائیں گے، تو ان کے منہ خود ان کا کھانا شریعت سے حرام ہوا، رسم کی پابندی اگرچہ عوام حد سے زیادہ کرتے ہیں مگر اس کو شرعاً واجب نہیں جانتے رسم ہی سمجھتے ہیں، تو جس رسم میں خود کوئی ضرر ہی برائی نہ ہو اس میں قوم کی موافقت ہی کا حکم ہے اور اُس میں اختلاف ڈال کر ٹکڑی بنا شرعاً معیوب ہے، یہ ایک الزام اس تنہا شخص پر بھی خاص اس بارے میں ہے۔ حدیث میں ہے،

خالقوا الناس باخلا قہم وگرنے سے ان کے اخلاق کے مطابق اخلاق

کا برتاؤ اور سسلوک کر دو۔ (ت)

دھڑے والوں پر اس بارے میں کوئی الزام نہیں ہاں اگر کوئی شخص اُس گڑا کی رسم کو ضروری و حکم شرعی جانے تو وہ ضرور چھوٹا اور سخت اشد الزام کا مورد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۵ از شہر ربلی مستور شرکت علی صاحب ۸ شوال ۱۳۲۷ھ

کیا قول ہے علمائے حقانی کا مسئلہ ذیل میں کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب و رشوت وغیرہ اگر نیک کام مسجد میں نہ چاہا، نیاز، فاتحہ، عرس وغیرہ میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اُس مسجد میں نماز، عرسہ میں علم اور چاہ کا پانی اور فاتحہ عرس کا کھانا کھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اُسی روپیہ کو خیرات کیا جائے اور امید ثواب رکھی جائے تو کیا حکم ہے؟ ایسے روپیہ کو کسی شرعی جملہ سے جائز کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ جملہ کیا ہے؟

الجواب

حرام روپری کسی کام میں لگانا اصلاً جائز نہیں، نیک کام ہو یا اور، سو اس کے کر جس سے لیا اُسے واپس دے یا فقیروں پر تصدق کرے۔ بغیر اس کے کوئی جیل اُس کے پاک کرنے کا نہیں، اُسے خیرات کر کے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے، بلا فقہائے کفر لکھا ہے۔ ہاں وہ جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیر پر تصدق کرے اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کر سکتا ہے مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپری نہیں لگایا جاتا بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں خریداری میں اگر یہ نہ ہو کہ زہر حرام دکھا کر کہا اس کے بدلے فلاں چیز دے اُس نے دی اُس نے قیمت میں زہر حرام دیا تو جو چیز خریدی وہ خبیث نہیں ہوتی، اس صورت میں خاتمہ مدرس کا کھانا جائز ہے اور اکثر یہی صورت ہے، مسجد میں نماز مدرسہ میں تحصیل علم جائز ہے اور کنویں کا پانی تو ہر طرح جائز ہے اگرچہ اس میں وہ نادر صورت پائی گئی ہو کہ خباثت آتی تو اینٹوں مسئلے میں ذکر زمین کے پانی میں۔ دھو تھائی اعظم

۲۵ شوال ۱۳۹۱ھ از بحیرہ ضلع شاہ پور محلہ پراچگان مسئلہ محمد رحیم پراچہ بابلی ۴ رمضان ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ

- (۱) کسی امر کے ثبوت یا عدم ثبوت پر مسلمین مائلین کا طریق سے شرط مالی دکانا حلال ہے یا حرام؟
- (۲) طریق سے ایک کا دعویٰ ثابت ہو جانے پر مطابق شرط دوسرے کی طرف آیا ہو اال کھانا حلال ہے یا حرام؟

- (۳) ایک مستحق عالم دین کا شرط کو حرام کہہ کر پھر اسی شرط کے مال سے کھانا کیا حکم رکھتا ہے؟
 - (۴) جس مال پر شرط لگائی گئی ہو اس کے استعمال کو نیرالے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟
- بیتنا اجزاء اللہ (بیان فرمائیے اللہ آپ کو جزا دے۔ ت)

الجواب

- (۱) طریق سے شرط بدنا حرام ہے، ثنویہ لا ابصار میں ہے۔
- حل الجعل ان شرط المال من جانب انعام یا فتنه مال حلال ہے اگر شرط ایک طرف سے واحد و حرم لو شرط من الجانبین ہے۔
- ہو، اور حرام ہے اگر شرط دونوں طرف سے ہو۔ (ت)
- (۲) بب طریق سے شرط بدی گئی تو جو جیتے اُسے مال لینا اور کھانا اور ہارسنے والے کو اُسے

مال دینا سب حرام لانہ خبیث حاصل بسبب خبیث (اس لئے کہ وہ ناپاک ہے کیونکہ ناپاک سبب سے حاصل ہوا ہے۔ ت)

(۳) اگر وہ عالم خود ایک فریق تھا تو متقی کب ہوا حرام کار ہے، اور اُسے کھائے تو حرام خور ہے۔ اور اگر کسی فریق میں نہ تھا اور جیتنے والے نے مال لے کر اُسے دیا جب بھی حرام ہے کہ مال مقصود ہے جن سے لیا تھا فرض ہے کہ انھیں پھر کر دے ذکر دوسرے کو، اور اگر جیتنے والے نے مال لیا اور بارے والے کی اجازت سے عالم کو دیا تو عالم کے لئے ملال ہے کہ باجائز مالک ہے۔

(۴) اس کا حکم بیان سابق سے واضح ہے جیتنے والے کو حرام اور ثالث کو بھی بلا اجازت مالک حرام، ان دونوں صورتوں میں وہ فاسق ہے اور اس کے چپے نماز مکروہ اور باجائز مالک ملال ہے اور امامت میں غل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۶ از شہر ربلی مسئلہ شرکت علی صاحب ۱۲ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ عزت چوٹگی کی جائز ہے یا نہیں؟ اور عاکم وقت کو اس کا روپہ تحصیل جائز ہے یا نہیں، یہ روپہ رعایا سے تحصیل کر کے رعایا ہی کی آسائش کے واسطے رویشی شرک وغیرہ کے کام میں لگا دیتے ہیں اور چوٹگی کا محصول چرانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

نیک نیت سے چوٹگی کی نوکری تحصیل وصول کی جائز ہے نص علیہ فی الدر وغیرہ صنف الاسفار الخ (در مختار وغیرہ بڑی کتابوں میں اس کی تصریح کی گئی الخ۔ ت) چوری یعنی دوسرے کا مال معصوم بے اُس کے اذن کے اُس سے چھپا کر ناجائز لینا کسی کو بھی جائز نہیں اور نوکری کا خلاف قرار داد کرنا قدر ہے اور ضرر مطلقاً حرام ہے نیز کسی قافونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلا وجہ ذلت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے کہا استفید من القرآن المجید والحدیث (جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ ت) رہا یہ کہ حکام وقت کو اس کا تحصیل شرعاً کیسا ہے نہ حکام کو اس سے بحث ہے نہ سائل کو عاکم سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۷ از ایک پوری ضلع ناسک مسئلہ سعید الدین صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طوائف نے اپنی ناپاک کمائی حرام کاری کے روپہ سے ایک مکان خرید کیا اور اس کو بنام چند اشخاص سپرد کر کے لکھ دیا کہ اُس مکان کی آمدنی مسجد کے اخراجات میں خرچ کی جائے اور ان کو اس کا اختیار بیع و رہن حاصل نہیں کیا ایسے مکان کی آمدنی

احراف اخراجات مسجد میں صرف کرنا درست و جائز ہے۔ یقیناً تو جہودا۔

الجواب

ایسی اشیاء اکثر قرض سے خریدتے ہیں جب تو ظاہر کہ وہ مال حلال ہے ورنہ عام خریداریوں میں عقد و اعتبار حسرام پر جمع نہیں ہوتا یعنی یہ نہیں ہوتا کہ حرام روپیہ دکھا کر کہیں اس کے عوض دے دو پھر وہی روپیہ قیمت میں دے دیں، ایسی صورت میں بھی روپے کی حیثیت اس شے میں سرایت نہیں کرتی کما هو من ذهب الا صاغر الکوفی المفقو بہ (جیسا کہ امام کو فی کا مذہب ہے کہ جس پر فتویٰ دیا گیا۔) ان صورتوں میں اس مکان کی آمدنی مسجد میں صرف ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم مسئلہ از بریلی بازار شہامت گنج مسئلہ عاشق علی دکاندار ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ علمائے دین کیا فرماتے ہیں ایک شخص کی زمین ہے اُس میں ایک اور شخص رہتا ہے علمہ اس کا خام ہے زمیندار زمین فروخت کرنا چاہتا ہے اور اہل محلہ چندہ کر کے خریدنا چاہتے ہیں اس لئے کہ اس مکان کا کرایہ مسجد میں صرف ہوتا رہے جو شخص اس میں رہتا ہے وہ مسجد کے لئے خریدنے سے ناراض ہے وہ چاہتا ہے کہ میں خریدوں، وہ شخص مسلمان ہے، اس زمین کا خریدنا ہم اہل خیر کو جائز ہے یا اس شخص کو جائز ہے؟

الجواب

ظاہر ہے کہ اس شخص کو مکان کی حاجت ہے کہ کرایہ کے مکان میں رہ رہا ہے لہذا اُس کا اپنے لئے چاہنا مذموم نہیں، اور اختیار مالک مکان کو ہے جس کے ہاتھ چاہے بیع کرے، اسی میں کسی فرق پر کوئی الزام شرعی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم مسئلہ از کانپور محلہ ٹیکا پور متصل اسٹار پریس مسئلہ برکات احمد صاحب ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ہندو پیشہ کسب اور ناچ گانے کا کرتی تھی اس کو قدرتی طور پر میلان ہوا کہ پیشہ کسب یعنی زنا چھوڑ دے چنانچہ اُس نے اُس سے توبہ کی پھر وہ ایک بزرگ طریقت زید سے مرید ہو گئی تاہم پیشہ ناچ گانے کا اب تک کرتی ہے پر صاحب نے اُس کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اس پیشہ کو اس وقت تک جب تک اُس کے پاس ایک معقول سرمایہ جمع ہو جائے کرتی رہے ایسی حالت میں ہندو اور اس کا مرشد زید کسی گناہ کے مرتکب ہیں اگر ہیں تو برفٹے احکام شریعت اُن کی کیا سزا ہے؟

الجواب

یہ ملعون پیشہ حرام قطعی ہے اگر اسے حلال جانے کا فرج ہے کہ نصوص قرآنیہ کا منکر ہے و قد ذکرنا ہذا فی فتاویٰ (اس کا ذکر ہم نے اپنے فتاویٰ میں کر دیا ہے۔ ت) جو مال اس سے جمع ہوگا حرام حرام حرام مثل مال غصب ہوگا کہ ہندہ نہ اسے اپنے صرف میں لاسکے گی نہ اپنے پیر کے۔ ہندہ صورت مذکورہ میں فاسقہ فاحشہ ہے اور جس نے اس کی اجازت دی اور اس ملعون کام سے سرمایہ جمع کرنے کو کہا وہ حرام کا دلال فاسق فاجر ضال ہے، عجب کہ سائل بزرگِ طریقت لکھتا ہے، بزرگانِ طریقت شیطانِ خصلت نہیں ہوتے۔ رہی نہ اذتقریر نہ وہ یہاں کون دے سکتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم مسئلہ ۱۶۱ از موضع بہار ضلع بریلی مرسلہ محمد اسماعیل خاں صاحب ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح عدت سے دو ماہ پیشتر ہوا اس میں جو شاہد گواہ بنے ان کو جو کچھ ملا وہ کچھ تو اسی حصہ اس رقم کا مسجد شریف میں دینا چاہتے ہیں تو صرفہ مسجد میں لگایا جائے کہ نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جو ہم کو نکاح میں ملا ہے وہ مسجد کے خرچے کے واسطے لے لو۔ یتنوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر باریے۔ ت)

الجواب

اگر ان کو معلوم تھا کہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے اور صحیح شامد بنے اور اس پر کچھ لیا تو وہ حرام ہے مسجد میں ہرگز نہ لیا جائے، اور اگر معلوم نہ تھا اور شاہد بننے پر اجرت لی جب بھی باطل و مردود ہے نہ لی جائے، اور اگر معلوم نہ تھا نہ اجرت لی مگر دینے والے نے بطور شاہد دیا کہ یہ وقت پر ہماری سی کہیں جب بھی وہ واقع میں نا جائز ہے، شاہد ان کو چاہئے لئے واپس دیں اور مسجد میں نہ لیا جائے، ہاں اگر یہ صورت ہوتی کہ شاہدوں کو کوئی کبھی کسی بطور صلہ کچھ دیتے ہیں جس کی عادت نہیں اور اسی صلے کے طور پر ان کو دیا جائے اور انھیں نکاح عدت میں نہ ہونے کی خبر ہوتی تو جائز ہوتا اور مسجد میں لینا بھی جائز ہوتا لیکن ظاہر ایسا ہوتا نہیں لہذا نہ لیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۲ از دیوگرہ میواڑ راجپوتانہ مرسلہ عبد العزیز صاحب ۱۸ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود لینا باری تعالیٰ نے حرام فرمایا جسے موافق فرمانِ خداوندی ہر شخص بُرا جانتا ہے اس طرح سود دینا بھی بُرا جانتے ہیں لیکن ایسا شخص جسے روپے کی سخت ضرورت ہے اور قرضِ حسنہ بھی آج کل کسی کو نہیں دیتا اور میواڑ کے مسلمانوں کی حالت

تو بہت کمزور ہے ایسی حالت میں کسی غیر مذہب سے سودی روپیہ لے آئے اور اپنی ضرورت رفع کرے
تو کیسا ہے ایسے شخص کے دیکھے نماز میں تو کوئی قباحت نہیں؟

الجواب

لوگ بے ضرورت باتوں کو ضرورت ٹھہرا لیتے ہیں شلاشادی میں کثیر فریاد درکار ہے کچے مکان میں
رہتے ہیں پختہ مکان بنانا منظور ہے گزر کے لائق تجارت کر رہے ہیں اور بڑا سودا اگر بننا مقصود ہے ان
انراض کے لئے سودی قرض لیتے ہیں یہ حرام ہے، اس کا اور سود دینے کا ایک حکم ہے۔ یہ صحیح حدیث
میں ہے،

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
احتل الربو وموكله وكاتبه وشاھديه
وقال ہم سواہ
حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کھانے والے
کھانے والے، اُسے لکھنے والے اور اس کے
معاون ان سب ر لعنت فرمائی۔ اور فرمایا وہ

سب (گنہ میں) برابر ہیں۔ (ت)

وہاں اگر واقعی ضرورت ہے کہ بے اس کے گزر نہیں مشق کھانے پینے کو درکار ہے اور کسب
پر قادر نہیں نہ حاجات ضروریہ سے زائد کوئی چیز قابل بیع پاس ہے یا قرضخواہ کی ڈگری ہو گئی پاس
کچھ نہیں، ادا نہ کرے تو رہنے کا مکان یا جائیداد کا ٹکڑا کہ وہی ذریعہ معاش ہے نیلام ہو جائے تو ایسی
مجبوریوں میں قرض لے سکتا ہے۔ در مختار میں ہے،

يجوز للمحتاج الاستقراض بالربو یا بغيره
واللہ تعالیٰ اعلم۔
ضرورت مند اور مجبور کو سودی قرض لینا جائز
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۶۸ از مفتی محمد احمد رضا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص عالم صاحب کو دعوت دے کے مکان
میں لائیں اور بشرط عزت اچھا کھانا پکا کے کھلائیں اور مریوں کی ثواب رسانی کے لئے کچھ دعا کرائیں
اور آتے وقت ان کو بطور ہدیہ کچھ منہ دیں تو یہ لینا جائز ہے یا نہیں، اور اجرت علی الطاعتہ اس پر صادق
ہے یا نہیں؟ بتینوا تو جروا

لے صحیح مسلم کتاب المساقات باب الربا
لے الاشباہ والنظائر بحوالہ الفتاوی
بحوالہ الفتاوی
قدیمی کتب خانہ کراچی
القن الاول العامة الخامسة
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۱۶/۲
۱۳۹/۱
۱۳۶/۱

الجواب

اگر یہ معمول اہراف ہے بلانے والا جانتا ہے کہ دینا پڑے گا آنے والا جانتا ہے کہ کچھ ملے گا تو یہ مثل اجرت ہے فان المعروف كالشروط (جو بات لوگوں میں مشہور ہو وہ شرط کردہ بات کی طرح ہے۔ ت) اور اگر یہ نہیں تو عالم کی خدمت عالم کا اعزاز سب باعث اجر عظیم ہے اور بلا شرط اہراف جو روز آئے ملے جائز ہے اور طریقہ نجات یہ ہے کہ عالم پہلے کہہ دے کہ میں دعا کروں گا پڑھ کر تواب بخشوں گا مگر ہرگز اس پر عوض نہ لوں گا اس کے بعد جو کچھ ملے خالص نذر ہے۔

ذات العسر یفوق الدلالة کما فی الغنیۃ وغیرہا بلہ
اس لئے کہ صریح قول دلالت (یعنی اشارہ کنایہ سے) فوقیت یعنی اوپر جوتا ہے، جیسے غنیۃ وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)

اور یہ دعوت بھی ایام موت میں نہ ہو،
فانہا شرعت فی السور لا فی الشور
کما فی فتح القدیر وغیرہا بلہ
کیونکہ دعوت غشی میں جائز ہے نہ کہ حدیثی اور تکلیف میں، جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)

ایام موت کی دعوت قبول نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کچھ مال بطور قرض حسنہ دے تو یہ قرض دینے والا قرض لینے والے سے اپنا مال طلب کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر قرض لینے والا مالدار ہے اور قرض ادا نہ کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟
بیّنہ تو جردا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

قرض حسنہ دے کر مانگنے کی ممانعت نہیں، ہاں مانگنے میں بجا سختی نہ ہو،
وان کان ذومسرة فتنسرة
اگر مقروض تنگ دست (اور نادار) ہو تو اُسے آسانی

تک مہلت دینی چاہئے۔ (ت)

اور اگر عدیوں نادار ہے جب تو اسے مہلت دینا فرض ہے یہاں تک کہ اس کا ہاتھ پہنچے اور جو دے سکتا ہے اور جو وجہیت و سبب کرے وہ ظالم ہے اور اس پر تشفیع و عفو مت جائز۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلق الغنی حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
ظلموا فی الواجد یحل مالہ وعرضہ مالدار کا (دادا) کسی قرض میں مال منول کرنا ظلم ہے،
واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور پانے والے کا کھانا اور پہلوی پانا اس کے مال لہ

عزت کو صدمہ کرتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲ از پندول بزرگ ڈاکخانہ راستے پر ضلع مظفر پور مسئلہ نعمت شاہ خاکی جوڑا
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ یہاں دوستوں ہمیشہ سے ہے کہ کسی کی تقریب شادی یا ختنہ یا اور کوئی تقریب ہوتی تو اسے ادا کرنا دوست و آشنا کچھ نقد کچھ روٹی وال چاول تیل، وہی کپڑا وغیرہ لاتے ہیں جس کو نوید یا نوٹا کہتے ہیں جو پہلے بطور مدد و معونت سمجھا جاتا تھا نہ ادا کر لے پر کوئی گرفت یا تعاضا نہیں تھا لیکن اب ای تقریبوں میں میرے یہاں کوئی سامانی نوید ملنے اور میں کسی وجہ یا بل و حسب سامانی نہ لے گیا اس پر بعد کو تعاضا ہوتا ہے شکایت جوتی ہے کہ ہم ای کے یہاں لے گئے وہ میرے یہاں نہ لے اسی حالت میں مجھ سے اگر ادا نہ ہو سکے تو اس کے لئے قیامت میں پرش ہوگی یا نہیں؟ اس کا حق باقی رہا یا نہیں؟ اور بغیر معاف کئے ہوئے اس کے معاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

اب جو نوٹا دیا جاتا ہے وہ قرض ہے اس کا ادا کرنا لازم ہے اگر رد کیا تو مطالبہ رہے گا اور بے اس کے معاف کئے معاف نہ ہوگا والمسئلۃ فی الفتاوی الخیریۃ (اور یہ مسئلہ فتاویٰ خیرہ میں موجود ہے۔ ت) چارہ کار یہ ہے کہ لانے والوں سے پہلے ہی صاف کہہ دے کہ جو صاحب بطور امداد و عنایت فرمائیں مضائقہ نہیں مجھ سے ملے گا تو ان کی تقریب میں امداد کروں گا لیکن میں قرض لینا نہیں چاہتا اس کے بعد جو شخص دے گا وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا ہدیہ ہے جس کا بدلہ ہو گیا فہما نہ ہوا تو مطالبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۱ از پندول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئلہ نعمت شاہ خاکی پوراء
دستور ہے کہ درختوں سے مسواک و پتہ بلا اجازت مالک درخت کے توڑتے ہیں یا مٹی کسی کے
مکان کی کلورخ استنجا کے لئے بلا اجازت لیتے ہیں یا تنکا برائے خلول دندانی کسی کے چہرے کھینچ لیتے
ہیں اور اس پر کوئی گرفت و تلاش مالک شے کی طرف سے نہیں ہوتی ہے آیا یہ جائز ہے کہ بلا اجازت
لین و تصرف میں لائیں یا نہیں؟

الجواب

ایسی شے جس کی عادتہ اجازت ہے اور اس پر مالک مطلع ہوگا تو اصلًا ناگوار نہ ہوگا اسکے
لینے میں حرج نہیں ورنہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۷۲ از پندول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئلہ نعمت شاہ خاکی پوراء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں کہ
(۱) کسی شخص کے پاس چوتھائی حصہ کسی کے پاس نصف کسی کے پاس کل مال سود کا ہے اسکا کھانا
کیا ہے؟
(۲) کوئی شخص چوری میں مشہور ہے لیکن لوگوں کو کھلاتا ہے یہ کھانا کھلانا کیا ہے؟

الجواب

(۱) نہ چاہئے احتراز ادنیٰ ہے اور اگر معلوم ہو کہ یہ گھبروں یا چاؤل جو ہمارے سامنے کھانے کو آئے ہیں
سود کا ہے تو حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) چوری کا مال خود کھانا بھی حرام اور دوسروں کو کھلانا بھی حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۷۳ سلطان الاسلام احمد صاحب اجمیر شریف
ہماجن سے الہ روپیہ ماہوار عہد روپیہ سود کے حساب سے قرض لے کر تجارت کرنا جائز
ہے یا نہیں اور اس کا نفع حلال ہے یا حرام؟ تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

الجواب

جب تک صحیح ضرورت و مجبوری محض نہ ہو سود لینا اور دینا دونوں برابر ہیں، صحیح مسلم شریف
میں ہے:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربا و مؤكله
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی
سود کھانے والے اور سود دینے والے اور اسکا

وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم مسواۃ کافذہ کھنے والے اور اس کے گواہوں پر۔ اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔

بے مجبوری محض ایسی تجارت حرام ہے مگر اس کا نفع حرام نہیں جبکہ عقد صحیح سے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۷۱ از شہر باغ احمد علی خاں مستولہ حاجی خدا بخش صاحب ۱۲ محرم ۱۳۳۹
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی طوائف اگر اپنا ناجائز حاصل کردہ کو کسی مدرسہ یا مسجد کے نام وقف کر دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو جواز کی کیا صورت ہے؟
بیتنا و تاجسدوا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

اجرت زنا وغیرہ میں روپیہ ملتا ہے اور وہ وقف نہیں ہوتا، جائداد وقف ہوتی ہے اگر اس کی خریداری زہر حرام سے نہ ہوتی یا زہر حرام اس کے عقد و نقد میں جمع نہ ہوا یعنی یہ نہ ہوا کہ زہر حرام دکھا کر کہا ہو کہ اس کے عوض یہ جائداد دے دے اور پھر وہی روپیہ شخص میں لے لیا ہو جب ایسا نہ ہو تو وہ خرید کردہ جائداد حرام نہیں اگرچہ قیمت میں وہ زہر حرام ہی دیا ہو، اس صورت میں تو خود اسے وقف کر سکتی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے:

وان اشار الیہا ونقد ما غیرھا اداۃ اگر کسی شخص نے زہر حرام کی طرف اشارہ کیا لیکن غیرھا ادا اطلق و نقدھا لا معاوضہ ادا کرتے وقت کوئی اور شخص ادا کئے وہ بے یقینی ہے (جو مال حرام نہ تھا) یا جو زہر حرام نہ تھا اس کی

طرف اشارہ کیا، یا شخص ذکر کرنے میں اطلاق سے کام لیا یعنی بغیر قیہ مطلق و حرام شخص کا ذکر کیا مثلاً یوں کہ دیا شخص کے عوض چیز دے دو (لیکن ادائیگی کے لئے وہی حرام نقدی دے دی، قرآن سب صورتوں میں خرید کردہ چیز حرام نہ ہوگی، اور اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے (ت)

ہاں اگر خود جائداد اجرت حرام میں ملی یا خریداری میں زہر حرام پر عقد و نقد جمع ہوں یا خود زہر حرام مسجد یا مدرسہ پر صرف کرنا چاہیں تو ناجائز و حرام ہے لیکن اگر وہ تائب ہو اور اپنا مال حرام اگرچہ خود بعینہ وہی زہر حرام ہو مسلمان فقیر پر تصدق کر دے اور وہ فقیر اس میں سے بعض یا کل

روپیہ یا جائیداد بعد قبضہ اپنی طرف سے اُسے ہبہ کر دے اور قبضہ تادم دے دے تو وہ زکوٰۃ یا جائیداد اب اس کے حق میں حلال و طیب ہے اُسے وقف وغیرہ جمیع امور بغیر میں صرف کر سکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

لہ مال فیہ شبهة اذا تصدق بہ علی ابیہ یکفیہ ذلک ولا یشترط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حیث کانہما بیع ویشتری وفيہما بیع فاسدة فوہب جمیع مالہ لابنہ هذا یمخرج من العہدة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر کسی کے پاس مشتبہ اور مشکوک مالی ہو اور وہ اسے اپنے والد پر خیرات کر دے تو اس کے لئے یہی کافی ہے، اور یہ شرط نہیں کہ کسی بیچکانے پر خرچ کرے۔ اور اسی طرح جب چنانچہ والد کے ساتھ اس کے کاروبار میں شریک ہو جبکہ اس کے کاروبار میں کسی فاسد سودے ہوں پھر اس نے اپنا تمام

مال اپنے اس بیٹے کو ہبہ کر دیا تو وہ اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ ظلم رکھنے والا ہے۔ (ت)

مسئلہ از شہر خط قاضی نولہ بلند بیگ ۱۸ محرم ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنی کوئی چیز طوائف کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اجرت پر اس کے کپڑے سینا اور کوئی کام اس کا اجرت پر کرنا اور اس کے گانے وغیرہ کی چیزیں بنانا جائز ہے یا نہیں یا اس کی آمدنی مسجد یا مدرسہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں جبکہ وہ جائیداد کسب سے خریدی گئی ہو۔ بینوا اور جرد

الجواب

طوائف کے ہاتھ کسی چیز کا بیچنا یا جائز ہے یا کرایہ پر دینا جائز ہے مگر اس کے زکوٰۃ سے قیمت یا اجرت لینا حرام ہے، اور گانے کی چیز بنانے کا سائل مطلب بیان کرے اس کا جواب دیا جائے گا۔ خریداری جائیداد میں اگر زکوٰۃ پر عقد و نقد جمع ہوئے یعنی زکوٰۃ حرام دکھا کر کہا کہ اس کے عوض دے دے، اور پھر وہی زکوٰۃ حرام میں دیا گیا تو وہ جائیداد بھی خبیث اور اس کی آمدنی بھی خبیث اور اس کا مسجد یا مدرسہ میں لینا جائز نہیں، اگر عقد و نقد جمع نہ ہوئے جس طرح علماء

خریداریاں آجکل ہوتی ہیں کہ یہ چیز ہزار روپے کو بھی کسی خاص روپیہ کا نام نہیں رکھا تو اس صورت میں وہ جائداد اس کے حق میں حرام نہیں اگرچہ ثمن میں زہر حرام ادا کیا ہو اس کی آمدنی مسجد وغیرہ میں صرف ہو سکتی ہے مگر متمم کو معلوم ہو تو اس سے احتراز کرے اگر وہ تائب ہو چکا اور توبہ کے بعد اسے اپنی جائداد باوجود وہ روپیہ جو بطور حرام حاصل کیا تھا کسی مسلمان فقیر کو ہبہ کر کے قبضہ دے دیا اس کے بعد اس فقیر نے وہ روپیہ یا جائداد کل یا بعض اسے اپنی طرف سے ہبہ کیا تو وہ اس عورت کے حق میں حلال طیب ہے اور وہ کل کا خریدار مسجد وغیرہ میں بلا غدر صرف ہو سکتا ہے اور توبہ کے بعد جو اس پر الزام رکھے سخت گناہ کا مرتکب اور سخت سزا کا مستوجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۹ از شہر کمنہ محلہ قاضی تولہ مسئلہ انعام اللہ صاحب ۱۴۳۹ ۱۴۳۸
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اسی مسئلہ میں کہ ہم لوگوں کی قوم نیچا پتی ہے اس میں چودھری اور پنچوں نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے کہ فی راس مسجد کو ایک پیسہ ملنا چاہئے لہذا ہر ایک محلہ کا چندہ وہاں کی مسجدوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اعظم نگریں پانچ مسجدیں ہیں وہاں کا چندہ پانچ مسجدوں میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے جس میں چار مسجدیں سابقہ ہیں اور ایک جدید ہے لیکن سب کا حصہ برابر ہے، شہر کمنہ پر ایک مسجد تھی تمام چندہ اسی کو ملا کرتا تھا لیکن اب ایک جدید مسجد تعمیر ہو رہی ہے، چودھری اور پنچوں نے فیصلہ کیا کہ جدید مسجد کو تہائی حصہ ملنا چاہئے، چار پانچ شخص بنام مسیت ولد منگل، محمد ولد سالار بخش، چھوٹے ولد نتھو، کٹن ولد کھسرو، نظیر ولد سکھ عارج ہوتے ہیں کہ مسجد جدید کو کچھ نہ دیا جائے۔ اس پر شرع کیا حکم دیتی ہے کیونکہ جدید مسجد کے بھی منتظم قصاب ہی ہیں۔

الجواب

چندہ کا اختیار چندہ دہندوں کو ہوتا ہے، جو یہ کہیں کہ ہمارا چندہ مساوی طور پر تمام مساجد کو تقسیم ہو وہ مساوی تقسیم کیا جائے اور جو یہ کہیں کہ بعض مساجد کو دیا جائے ان کا اس بعض کو دیا جائے اور ان کا چندہ اس چندہ میں نہ ملایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۴۰ از شہر محلہ اعظم نگر مسئلہ حشمت اللہ ۵ صفر ۱۴۳۹ ۱۴۳۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چارے قرب میں دھڑیاں رہتی ہیں اور ان کے آشناؤں سے پیسہ لے کر خرچ کرتی ہیں اور ان کا کوئی پیسہ نہیں ہے اور اگر ہے تو اسی پیسہ کا ہے اور اسی پیسہ سے وہ شیرینی ہمارے سامنے لاتی اور کھا فاختہ دے دو۔ ہم نے

جو عذر کیا تو انہوں نے کہا ہم نے اسے بدل لیا ہے اب ہم نے انکار کیا تو وہ کہتی ہیں کہ تم وہابی ہو اور اسی میں سے طالب علموں کو اور مدرسہ میں اور مساجد وغیرہ میں خرچ کرتی ہیں، یہ جانتے ہیں یا نہیں!

الجواب

جبکہ وہ کہتی ہیں کہ ہم نے دام بدل لے ہیں اور اُن سے خریدی ہے تو اُن کا یہ کہنا قبول کیا جائیگا اور اس کے لئے برفا تو وغیرہ سب جانتے ہیں، اُنص حلیہ فی عالمگیریۃ (فتاویٰ عالمگیری میں اسکی صراحت کر دی گئی ہے) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۹ از شہر محلہ سوداگران مستور سید عزیز احمد صاحب ۱۴ صفر ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عشرہ محرم میں تحت بنائے کی غرض سے محلہ سے چندہ وصول کرتا ہے لہذا اس میں چندہ دینا جائز ہے یا ناجائز! آپس امام مسجد نے نمازیوں سے کہا کہ تحت میں چندہ دینا داخل مناسبات ہے۔ چنانچہ جملہ نمازیوں میں سے ایک نمازی نے کہا کہ اس میں چندہ وغیرہ دینا میرے نزدیک ناجائز ہے اس پر پیش امام صاحب نے کہا کہ اگر تم شرکت نہیں کرو گے تو تم کو وہابی کہا جائے گا ایسی صورت میں یہ شخص قابلِ امامت ہے یا نہیں؟

الجواب

تحت ایک بے معنی و فضول بات ہے اس میں مال صرف کرنا ضائع کرنا ہے اور مال ضائع کرنا جائز نہیں لہذا اس میں چندہ دینا ناجائز ہے، امام نے جمالت کی بات کہی اُسے سمجھا دیا جائے مگر اتنی بات پر اس کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہو سکتی جبکہ اورد کوئی وجہ عدم جواز کی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۰ آفتاب الدین طالب علم مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۲۲ صفر ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان کشتی نے کسی وہابی یا یہودی یا نصرانی یا کافران میں سے کسی کے ساتھ گفتگو کرے یا ان میں سے کسی کے پاس بیٹھے یا ان میں سے کسی کی نوکری کرے تو آیا وہ مسلمان بھی کافر ہے اگر کافر نہ ہو اور اس مسلمان کو کسی دوسرے شخص نے کافر کہا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ جینواتر جردا

الجواب

کافر اصلی غیر مرتد کی وہ نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جانتے ہیں اور کسی دنیوی معاملہ کی بات چیت اُس سے کرنا اور اس کے لئے کچھ دیر اُس کے پاس بیٹھنا بھی منع نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جاسکتا، ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب باتیں مطلقاً منع ہیں اور کافر اُس وقت بھی نہ ہوگا

محرر کہ اُس کے مذہب و عقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو اہل کفر ہو جائیگا، بغیر ثبوت و برکفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت عظیم گناہ ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔ والہ اعلم بالصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۵ از ضلع رنگپور ڈاک خانہ چلیاری مکتب اسلامیہ بنگالہ مستولہ جناب عبد الصمد صاحب ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

ما قو لکم رحمکمہ اللہ تعالیٰ انذریں کو مال کسب
از زنا (زانیہ خواہ از قوم ہندو آئند یا برابا شد
یا از اہل اسلام) بعد از اسلام و قوبر حلال است
یا حرام؟ بیتنوا یا براہین البیاد، توجروا
من اللہ الکریم البواد۔
اے علما و کرام، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تمہارا
کیا ارشاد ہے اسی مسئلہ میں کہ جو مال بدکاری کی وجہ
سے حاصل ہو۔ زانیہ خواہ ہندو قوم سے ہو یا سود خور
مسلمانوں سے حاصل ہو اسلام لانے
اور قوبر کرنے کے بعد کیا وہ مال حلال ہے یا حرام؟
عمدہ دلائل سے بیان فرماؤ اور اللہ کریم و مہربان سے
اجر و ثواب پاؤ۔ (ت)

الجواب

سوام ست و مثل مغضوب، فرض است کہ
آنحضرت بر فقرار تصدق کند تمامی قوبر اش بہرست
فی الہندیۃ عن النحیط عن
محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی
کسب المغنیۃ انت قضا بہ
دینا لم یکن لصاحب الدین
انت یا خدا اے و کتبمت
علیہ بعد رجوعہ الی الخ
من کسب المومسات اللات
یغنیہ بفسود جہت و فیہا
مال مذکور حرام ہے، اور اُن کی مثال چھنے ہوئے مال
کی طرح ہے، لہذا اس پر فرض ہے کہ اُس
سب مال کو محتاجوں پر نفیرات کرے، لہذا اُن کی
قوبر کے مکمل ہونے کی بھی صورت ہے۔ چنانچہ
فتاویٰ عالمگیری میں محیط کے حوالے سے امام محمد
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ گریہ موت
کی کمائی سے اگر قرض ادا کیا جائے تو قرض خواہ کو
اُس کا لینا جائز نہیں ہے، میں نے اس پر بیہوش
لکھا (صاحب فتاویٰ مراد ہے) کیونکہ زانیہ و سود خور
اپنی شرمگاہوں کے بدلے میں مال وصول کرتی ہیں

اس نے ان کی کمائی لینا چاہیے۔ فتاویٰ ہندیہ میں
محیط کے حوالے سے، المکتبہ سے بکوال ابراہیم بن
محمد بن قول ہے کہ ناپختہ وال عورت یا طبلہ بجانیرا
یا گانے بجانے والے آلات استعمال کرنے والے،
فریاد اگر اس شرط پر لینا ہے کہ اس کے ساتھیوں
کو واپس کر دے گا کیونکہ یہاں مال گناہ کے برابر
ہے اور مال مذکور بھی، اور اس طرح کے گناہوں
میں مال کو واپس کر دینا ہے اور یہاں حاصل کردہ
مال لٹا دینا ہے، اگر ٹوٹا نے برطاعت پاسے،
اگر مالک نے پہچانا ہو، اگر پہچانا نہیں تو خیرات کر دے
تاکہ مالک تک اس کے مال کا نفع پہنچے اور میں نے
اس پر نوٹ لکھا اقول (میں کہتا ہوں) یہاں
ضروری ہے کہ غور کرے کیونکہ معروف مشروط کی طرح
ہے۔ اور میں نے مصنف کے قول "بالصدق
منہ" پر نوٹ لکھا اقول (میں کہتا ہوں کہ)
یہ تب ہو سکتا ہے جبکہ جس سے مال لیا گیا ہو وہ
مسلمان ہو، لیکن وہ اگر کافر ہو تو پھر اس کے
مال کو خیرات کرنا جائز نہیں، ادیہ محال ہے کہ کافر
کو اپنے مال کا نفع پہنچے، اور اس میں شک نہیں
کہ اس صورت میں وجوب صدقہ ہے، لیکن مذکورہ
وجہ کی بنا پر نہیں بلکہ نافرمانی کے آثار مٹا دینے اور
مال خبیث سے اپنے ہاتھ کو خالی کرنے کی وجہ سے
ہے، اور اس وجہ سے ہے کہ اپنی ذات کے لئے

عن المحيط عن المقتفی عن ابراہیم
عن محمد بن ابروۃ ناٹحۃ او صاحب
طبل او مسزمار القصب مالا قال
ان کانت علی شرط مردہ علی
اصحابہ ان عرفہم
لانہ کانت المال بمقابله
المعصیۃ فکان لاخذ معصیۃ
والسبیل فی المعاصی
مردہا و ذلک ہرہنا مبرد
الماخوذ ان تمکن من مردہ بان
عرف صاحبہ و بالصدق بہ
ان لم یعرفہ یصل الیہ نفع مالہ
و کتبت علیہ اقول و یجب ان ینظر
ان المعروف کالمشروط و کتبت علی
قوله بالتصدق منہ اقول هذا اذا
کان الماخوذ منہ مسلما اما
ان کانت کافرا فلا یصل
التصدق منہ ویستحیل ان
یصل الیہ نفعہ ولا شک فی
وجوب التصدق لہذا
بیل لمحو آثار المعصیۃ
واخلاء الید من المال الخبیث
والتحرر عن معصیۃ

التصرف فيه لنفسه وقد عرفت في مسائل
لا تحصى ان هذا هو مبطل المال الخبيث
و به يبرؤ من عهدته آری اگر بزرگسوی
بزنه منقولی خواه عمارت خرید و شرائی او نقد
و عقد بزرگسرام جمع نشد چنانکه ہمیں اکثرست
آنگاه آل چیز مشری بزرگسرام نبود کما هو
قول الامام الکوفی و علیه الفتوی
وقد فصلناه غیر موقف فتاوی
والله تعالی اعلم۔

اس میں تعریف کرنے کے گناہ سے بچے ، اور
بے شمار مسائل میں معلوم ہوا کہ مال خبیث ہے
نجات کا یہی طریقہ ہے۔ لہذا اسی طریقے کی بنا
پر وہ اس کی ذمہ داری سے مسکد و ش ہوتا ہے
یاں اگر وہ بدکاری میں حاصل کردہ رقم سے
کوئی منقول چیز خواہ زمین ہی ہو خریدے
اور اس کی خرید میں عقد و نقد میں بزرگسرام
جمع نہ ہوئی جیسا کہ اکثر یہی طریقہ ہوا کرتا ہے
تو پھر وہ خرید کردہ چیز حرام نہ ہوگی۔ چنانچہ
امام کرخی علیہ الرحمۃ کا یہی ارشاد ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ، اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں کئی مرتبہ
اس کی تفصیل بیان کر دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۲ از میں پوری مسئلہ محمد مجیب اللہ صاحب و مولوی حکیم محمد احمد صاحب علوی
۲۸ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آج کل ایک عرصہ سے یہ
بات رائج ہے کہ لوگ اپنی جان کا بیمہ کراتے ہیں لہذا دریافت طلب یہ بات ہے کہ آیا حبان کا
بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؛ اس کی مثال مثلاً ایک شخص جس کی عمر تیس سال کی ہے تاریخ اجراء
پالیسی (سند) سے بیس سال تک مبلغ دو سو چھیالیس روپیہ چار آٹھ سالانہ ادا کرنے کے بعد
مبلغ پانچ ہزار روپیہ خود لے سکتا ہے یا اس کے ورثا قبل از وقت موت واقع ہو جانے پر حاصل
کر سکتے ہیں حاصل $20 \times 200 = 4000$ = ملحق ہوتا ہے = اصل رقم = ۴۹۲۵ روپیہ رقم جو ملے گی
۔۔۔ ۵۰۰۰ روپیہ زائد = ۵۰۰ روپیہ۔ اس کے علاوہ اس اصل روپیہ پر منافع بقوم استعمال
روپیہ دیا جاتا ہے۔ یہ منافع اول بیمہ کنندگان یا بیمہ شدگان کو دیا جاتا ہے جس کی مدت بیمہ اختتام کو
پہنچتی ہے جس وقت کہ ان کا چندہ بحساب اللعہ فیصدی سود در سود اس اصل رقم بیمہ کے برابر
ہو جاتا ہے اس منافع میں سے ۱۰ فی صدی کمپنی لیتی ہے اور ۹۰ فی صدی بیمہ کرنے والے کو ملتا ہے
بہت توضیح و تشریح کے ساتھ تحریر فرمایا جائے کہ اس طرح روپیہ حاصل کرنا یا اپنا روپیہ
اس کمپنی کو دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے ؛ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الجواب

جس کمپنی سے یہ معاملہ کیا جائے اگر اُس میں کوئی مسلمان بھی شریک ہے تو مطلقاً حرام قطعی ہے کہ قمار ہے اور اُس پر جو زیادت ہے رہا اور دونوں حرام و سخت کبیر ہیں۔ اور اگر اس میں کوئی مسلمان اصلہ نہیں تو یہاں جائز ہے جبکہ اس کے سبب حفظِ صحت وغیرہ میں کسی معصیت پر مجبور نہ کیا جاتا ہو جو اس لئے کہ اُس میں اپنے لئے تصانی کی شکل نہیں، اگر سینل برس تک زندہ رہا پورا دو سپہ بلکہ مع زیادت ملے گا اور پہلے مر گیا تو ورثہ کو اور زیادہ ملے گا مثلاً سال بھر بند ہی مر گیا تو دسے ۲۲۶ روپے چار آنے اور ۵۰۰ روپے، ہاں یہ ضرور ہے کہ جو زائد ملے رہا سمجھ کر نہ لے بلکہ یہ سمجھ کر غیر مسلم کا مال اس کی خوشی سے بلا عذر ملا یہ حلال ہے۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت سے پہلے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اللہ غلبت الروم کے کلمات نازل فرمائے تو قریش نے اُن سے کہا، کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ روحی غالب آئیں گے؟ فرمایا، ہاں۔ پھر کہا، کیا آپ ہم شرط لگاتے ہیں۔ تو حضرت ابو بکر نے اُن سے شرط لگادی۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع دی تو حضور اقدس نے ارشاد فرمایا، تم اُن کے پاس جاؤ اور شرط میں اضافہ کر دو۔ تو ابو بکر صدیق نے ایسا ہی کیا۔ تو روحی ایرانیوں پر غالب آگئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے شرط وصول کر لی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں اس کی اجازت دے دی، صدیق اکبر اور مشرکین کے درمیان بیعیہ رضامندی جو اتنا بخلاف اُس آدمی کے جو ہمارے پاس دارالسلام میں امن کے لئے سکونت اختیار کئے

ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل الهجرة حيث انزل الله تعالى
الروم غلبت الروم قالت له قریش
تروفت انت الروم تغلب قال
نعم فقال هل لك انت تخاطبنا
فخاطبهم فاخبر النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم فقال صلى
الله تعالى عليه وسلم اذهب
اليهم فزد في الخطر ففعل و
غلبت الروم فاسرنا فاخذ
ابو بکر رضي الله تعالى عنه خطره
فاخبر انرا النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم وهو القمار
ببيعينه بيت ابى بكر و
مشرقي مكة وكانت مكة دار
شرك ولان ملهم مباح انما يحرم على

لہذا اس کا مال امن کی وجہ سے دوسروں کیلئے
ممنوع ہے۔ اگر شرعی طریقے کے بغیر لیا تو
غریب کاری ہوگی، مگر یہ بات پوشیدہ نہیں
کہ یہ کام مباشرت عقد کو حلال ہونے کو چاہتا
ہے جبکہ اضافہ کسی مسلمان کو حاصل ہو، چنانچہ
اصحاب نے درس میں یہ انتظام کیا ہے کہ
ان کی مراد سود اور فتوے کے جواز سے یہ
ہے کہ جب زیادت مسلمان کو حاصل ہو جائے
علت پر نظر کرتے ہوئے اگرچہ مطلق جواب
اس کے خلاف ہے، اور اللہ تعالیٰ پاک و
بزرگسب سے زیادہ جانتا ہے۔ (ت)

المسلم اذا كان بطريق الغدس فاذا
لم ياخذ غدساً اقبای طریق یاخذ
حل بعد كونه برضا بخلاف المستامن
منهم عندنا لا مال له صاسر محظوظ
بالامان فاذا اخذ به غير الطريق
المشروعة يكون غدس الا انه لا يخفى
انه انما يقتضي حل مباشرة العقد
اذا كانت الزيادة ينالها المسلم و
قد التزم الاصحاب في الدرر
ان مرادهم من حل الربا والقمار
اذا حصلت الزيادة للمسلم نظراً الى
العلة وان كان اطلاق الجواب خلافه
والله سبحانه وتعالى اعلم به

مسئلہ ۲۸۳ از سچے پور بیرون ابجری دروازہ کوٹھی حاجی محمد عبدالعاجد علی خاں
مسئلہ محمد حامد حسن قادری
۱۴ رمضان

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی کہ اس زمانہ میں عام طور پر جو جیل خانہ سائے انگریزی یا جیل خانہ سائے
ریاست سائے ماتحت انگریزی میں جو طرح طرح کی اشیاء تیار ہوتی ہیں ان کا خرید کر استعمال کرنا کیسا
ہے خصوصاً جاسے نماز یعنی مصلی وغیرہ خرید کر خود نماز پڑھنا یا ان کو مساجد میں بغرض نماز بھجوانا۔ مینو
توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

اتر از چاہے کہ ان سے کام جبراً لیا جاتا ہے پھر بھی اگر اصل مال باقوں کی ملک ہو تو حکم حرمت
نہیں کہ ان کے منافع کا اتلاف اس شے کی ذات سے جدا ہے ہذا ما ظہر ولیہ اجم ولیہ حوس
(یہ بات ظاہر ہوئی اور چاہئے کہ مراجعت کی جائے اور لکھا جائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۴ از پبلی سمیت محلہ شیر محمد مکان فیری ۲۹۲ مسئلہ لطافت حسین خان صاحب ۳۲ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ

- (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رشوت کسی کو کہتے ہیں؟ اور اس کا لینا کیسا ہے؟ اور کس صورت میں لینا جائز ہے اور کس میں ناجائز؟
 (۲) تسبیح لکڑی کی یا پتھر وغیرہ کی؟
 (۳) مسجد میں جمعہ کے وقت خطبہ کے وقت سلام و کلام کیسا ہے؟

الجواب

(۱) رشوت لینا مطلقاً حرام ہے کسی حالت میں جائز نہیں جو پرایا حتیٰ دبانے کے لئے دیا جائے رشوت؟
 یوں جو اپنا کام بنانے کے لئے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے لیکن اپنے اوپر سے دفع ظلم کرنے جو کہ دیا جائے دینے والے کے حق میں رشوت نہیں یہ دے سکتا ہے لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اسے لینا حرام۔

(۲) تسبیح لکڑی کی ہو یا پتھر کی مگر بیش قیمت ہونا مکروہ ہے اور سونے چاندی کی حرام۔

(۳) خطبہ کے وقت سلام و کلام مطلقاً حرام ہے۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۵ از دفتی مدرستہ نعمانیہ قراقرظ مسئلہ محمد حبیب اللہ صاحب ۴۰ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی اس مسئلہ میں کہ کافروں کی خصوصاً انگریزوں کی فوج میں نوکری کرنا جس کی وجہ سے مسلمانوں خصوصاً ترکوں اور عربوں اور افغانوں کے مقابلہ میں ای سپاہیوں کو جانا پڑتا ہے اور مسلمانوں کو قتل کرنا پڑتا ہے، آیا یہ نوکری جائز ہے یا حرام یا کفر ہے۔ جینز اتھروا

الجواب

مسلمان تو مسلمان، بلاوجہ شرعی کسی کافر، ذمی یا مستامن کے قتل کی نوکری، کافر تو کافر، کسی مسلمان بادشاہ کے میاں کی شرف حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے کما فی القانیۃ والدرداء البندیۃ وغیرہا (جیسا کہ خانیہ، درد اور ہند پر وغیرہ میں ہے۔ ست) حدیث میں ہے، من اذی ذمیاً فانا خصمه ومن کنت خصمه خصمہ یوم القیۃ رواۃ الخطیب عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ عنہ

جس نے کسی ذمی کافر کو ستایا تو میں اس سے جھگڑا کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں تو قیامت کوں جھگڑا کروں گا اور جس نے میں غالب آؤں گا خطیب بغدادی نے

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ
سے اس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
روایت کیا ہے۔ (ت)

مگر کفر نہیں جیتا، استقلال نہ ہو یا خود دہر اسلام قتل کیا ہو مذهب اہل السنۃ والتاویل المعروف
فی الکبریٰ (جیسا کہ اہلسنت کا مذہب ہے) اور آیر کریم میں تاویل مشہور ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۸۸ از بریلی محلہ گمیر جعفر خاں مسئلہ قدرت حسین صاحب ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ
قادیانیوں کے ہاتھ مال فروخت کرنا کیسا ہے؟ جینا تو جردا۔

الجواب

قادیانی مرتد ہیں، ان کے ہاتھ نہ کچھ بیجا جائے نہ ان سے خریداجائے، ان سے بات ہی کرنے
کی اجازت نہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ایتا کو دایا ہستم ان سے دور بھاگو انھیں
اپنے سے دور رکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۱ از تہذیبی پوسٹ ۹۰ معرفت احمد علی صاحب مسئلہ شیخ فتح محمد صاحب
۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) علمائے دین سے دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ جو حاجی ادا اسے فریضہ حج اور زیارت پاک نبی کریم
کے بتائی اور گرائی سے روانہ ہوتے ہیں ان سے دوہرا کرایہ جہاز پر جانے آنے کا لیا جاتا ہے،
اس سال جانے آنے کا کرایہ ایک سو پچھتر روپیہ مقرر ہوا ہے اس میں جانے کا ایک سو دس روپیہ
لگایا جاتا ہے اور آنے کے واسطے کمپنی کے پاس پیسہ دوپہر جمع رہتا ہے اس وقت تک کہ
حاجی اپنے فرض سے فارغ ہو کر واپس نہ آئیں وہ باقی روپیہ بیٹک گھر میں جمع رہتا ہے کمپنی کی طرف
اب سوال یہ ہے کہ کمپنی کو اس روپیہ کا سود ملے گا قریب چار ماہ تک کیونکہ اس سے پہلے حاجی واپس
نہیں آسکتے اس سود کے بارے میں حاجی گنہگار ہو گیا یا نہیں؟

(۲) اسی مسئلہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جو کمپنی حاجیوں کو دوہرا ٹکٹ دیتی ہے اس کا میگزین گریز ہے اور
وہی مالک ہے اور انگریز کے مذہب میں سود جائز ہے اور جانے والے حاجی اچھی طرح سمجھتے ہیں
کہ ہمارا روپیہ ایک انگریز کے پاس جمع ہے اور اس روپیہ سے تادالپسی بلا واسطے فائدہ
اٹھائے گا یا سود میں چلانے کا اتنا سکہ کبھی حاجی اس کمپنی میں سفر کرے تو گنہگار ہو گیا یا نہیں؟

لے مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۰/۸

(۳) حقیقی ذریعہ کہ بچی اور کراچی دونوں جگہ سے حاجی روانہ ہوتے ہیں اور ان دونوں مقاموں میں ایک اسلامی کمپنی موجود ہے اور یہ کمپنی ایک طرف کانکٹسٹ حاجیوں کو دیتی ہے انگریزی کمپنی سے بہت کم مہیاؤں میں۔ ایسا ہوتے ہوئے بھی حاجی آنے جاتے کانکٹسٹ لے تو تعاون ہے یا نہیں، حاجی کچھ مواخذہ دار ہو گا یا نہیں؟

(۴) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب حاجی چاہیں کہ ہم دوبرا کرایہ دے کر اپنے روپیہ سے غیر مذہب کو مدد نہیں دینگے اور ایک طرف کانکٹسٹ لیں گے تو گورنمنٹ کمپنی پر ضرور ہے کہ حکم کرے گی کہ ایک طرف کانکٹسٹ دو۔ اس صورت میں اوپر کے سوال میں حاجی بری ہو سکتے ہیں یا نہیں، اور ایسا کرنا ثواب ہے یا گناہ؟

(۵) دیگر یہ کہ اکثر حاجی آشنا سے سفر میں فوت ہو جاتے ہیں اور ان کا کوئی وارث ہمراہ نہ ہو تو ضرور ان کے واپسی کے ٹکٹ ضائع ہو جاتے ہیں اور اس ٹکٹ کا دوسرا بے سبب ایک کمپنی کھا جاتی ہے اگر وہی روپیہ حاجی کے ساتھ حاجی کی کمر میں ہوا اور وہ فوت ہو جائے تو ضرور اس کا روپیہ اس کے ہمراہیوں کو ملے گا یا کہ معتقلہ میں فوت ہو جائے تو کسی معلوم کو ملے گا یا راستے میں فوت ہو جائے تو کسی بدوی کو ملے گا جو تینوں بھائی مسلمان ہوں گے ایسی صورت میں حاجی کو ثواب ہو گا یا اوپر کی صورت میں؟

(۶) اور ظلم یہ ہے کہ کمپنی نے ٹکٹ پر چھاپ دیا ہے کہ حاجی کو اگر واپس کرنا ہو تو دس سیکڑہ کاٹ کر حاجی کو روپیہ ملے گا یہ قانون ہے کہ امانت رکھنے والا اپنی امانت واپس مانگے تو کمیشن میں سود دے یہ دوسرا سود ہوا یا نہیں؟ جتنو اتو جروا

الجواب

(۱) حاجی نہ اپنی خوشی سے جمع کرتا ہے نہ اس کی یہ نیت ہے کہ کمپنی سود لے، اگر ملے تو اس کا وبال اس پر ہے حاجی پر الزام نہیں،

لا تزر وافرقة و نہ راخلفی و نہ تھلل
فعل فاعل مختار یقطع النسبة حکما
فی الهدایة وغیرھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔
فاعل مختار کا فعل درمیان میں آڑ سے آگیا جو
نسبت کو قطع کر دیتا ہے، جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں
مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۲) اس کا جواب اور پر گزر چکا کہ گناہ نہیں، ہاں اگر کوئی اسلامی کمپنی ایسی موجود ہو جو اسے سود پر نہ چلائے گی اور جو باتیں سفر میں اپنے آرام کی ہیں ان میں کوئی کمی نہ ہو تو بلا وجہ اسلامی کمپنی پر اسے ترجیح دینا سخت معیوب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جب اسلامی کمپنی موجود ہے اور وہ کرایہ بھی کم لیتی ہے اور ایک ہی طرف کا لیتی ہے تو ان ترجیحوں کے ہوتے ہوئے سخت احمق ہو گا جو اس کے غیر کو اختیار کرے مگر اس حالت میں کہ اپنے آرام وغیرہ کی صحیح مصلحت اور ارزاں بھلت و گراں بھکت نہ ہو بلا وجہ زیادہ کرایہ دینا کوئی نہ چاہے گا اور بالعرض اگر ایسا کوئی نکلے کہ بغیر کسی صحیح مصلحت کے اپنا نقصان گوارا کرے اور اسلامی کمپنی پر غیر اسلامی کو ترجیح دے تو وہ بیشک مواخذہ وار ہے اور اس پر متعدد دواخذے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) دو طرف کا کرایہ دینے میں بلا وجہ کی پابندیاں اپنے ذمے ہو جاتی ہیں عکس ہے کہ یہ وقت موجود تک واپس نہ آسکے یا سرکاروں میں زیادہ حاضر رہنا چاہے جب اس طریقے سے یہ آزادی مل سکتی ہو تو بغیر کسی اہم مصلحت کے پابندی کو اس پر ترجیح نہ دے گا مگر سخت احمق یا وہ جس کے دل میں مرض ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) ینیت بھی محمود ہے اور آزادی خود عظیم مقصود ہے اسے ملے ہوئے بے کسی اہم مصلحت کے پابندی کو ترجیح دینا مردود ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) یہ صورت اور زیادہ شناعیت کی ہے، اور حتی الامکان اس سے بچنا لازم کہ اگرچہ سود نہیں مگر اخلاعت مال ہے اور وہ بھی شرعاً حرام ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان الله حرم عليكم عقود الامهات و
 وأد البنات و منعا وهات و كره لكم قبيل
 ماؤن کو ایذا دینا اور بیٹیوں کو زندہ در گور کرنا
 وقال وكثرة السؤال وإضاعة المال ليه
 اور یہ کہ آپ نہ دو اور ادروں سے مانگو اور
 ناپسند فرماتا ہے تمہارے لئے فضول حکایات اور کثرت سوالات اور مال کا ضائع کرنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (دست)

صحیح البخاری کتاب الادب باب عقود الوالدین من الکبار قیدی کتب خانہ کراچی ۴/۸۸۴
 صحیح مسلم کتاب الاقضية باب التهی عن كثرة المسائل والنحو " " " " ۵/۲

مسئلہ ۲۹۵ از دارجلنگ انجمن اسلامیہ مسئلہ ولی الحسن مدرس مدرسہ ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ
علمائے اسلام و مفتیان حکام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ افیون کی تجارت اور اس
کی دکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جینوا توجروا۔

الجواب

افیون کی تجارت دوا کے لئے جائز اور افیون کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے،
لان المعصية تقوم بعينه وكل ما كان اس لئے کہ گناہ ذات شئی کے ساتھ قائم ہے
كذلك كره بيعه كما في تنوير الابصار۔ اور جس میں اس طرح ہو تو اس کا بیچنا مکروہ ہے
والله تعالى اعلم۔ جیسا کہ تنویر الابصار میں مذکور ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۹۶ از پبلک بیت کھری کلکٹری مسئلہ عرفان علی صاحب رضوی شب، ذی الحجہ ۳۹
قبلہ جانم و کتبہ ایمان ظلم الاقداس، بعد سلام مسنون عرض ہے کہ زندگی کا بیم کرنا شرعاً
جائز ہے یا حرام؟ صورت اس کی یہ ہے جو شخص زندگی کا بیم کرنا چاہتا ہے اس سے یہ قرار
پا جاتا ہے کہ ۵ سال یا ۱۰ سال یا ۵۰ سال کی ہر تک مبلغ دو ہزار روپے طعہ یا سہ ماہوار کے
حساب سے تنخواہ سے وضع ہوتے رہیں گے اگر وہ شخص ۵ سال تک زندہ رہا تو خود اس کو اور اگر
مقرر میعاد کے اندر مر گیا تو اس کے ورثہ کو دو ہزار کشت ملے گا خواہ وہ بیم کرانے کے بعد اور اس کی منظوری
آنے کے بعد فوراً ہی مر جائے اور اگر میعاد مقرر تک زندہ رہا تو بھی وہی دو ہزار ملے گا یہ بیم گورنمنٹ کی جانب سے
ہو رہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اس سے تعلق نہیں۔ جینوا توجروا۔

الجواب

جبکہ یہ بیم صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور ان میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج
نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے سبب اس کے ذمے کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو
جیسے روزوں یا حج کی ممانعت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ

خیر الامال فی حکم الکسب والسوال

۱۳

۱۸

(کمانے اور مانگنے کے حکم میں بہترین امید)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۲۹۷ از حکم بنکالہ ضلع پاپنا ڈاکمانہ سو بجا پر موضع چر قاضی پور مرسلہ مولوی امید علی صاحب
۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روپیہ کمانا کس وقت فرض ہے، کس وقت مستحب،
کس وقت مکروہ، کس وقت حرام، اور سوال کرنا کب جائز ہے کب ناجائز، جینا تو حرام۔

الجواب

یہ مسئلہ بہت طویل الذیل ہے جس کی تفصیل کو دفتر درکار، یہاں اس کے بعض صورتوں و ضوابط
پر اقتصار۔

فاقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں۔) کسب کے لئے
ایک مہمہ ہے یعنی وہ ذریعہ جس سے مال حاصل کیا جائے، اور ایک غایت یعنی وہ غرض کہ
تحصیل مال سے مقصود ہو، ان دونوں میں ذاتاً خواہ عارضاً احکام نہ گانہ فرض، واجب، سنت،

مستحب۔ مباح، مکروہ تنزیہی، اسارت، مکروہ تحریمی، حرام سب جاری ہیں، اور دونوں کے اعتبار سے کسب پر احکام مختلف طاری ہیں نفس کسب بے لحاظ بادی و غایات کوئی حکم خاص نہیں رکھتا۔ ذرائع میں حرام جیسے غصب و رشوت و سرقة و ربا، یہیں زنا و غنا و حکم نکاحات ما انزل اللہ وغیرہ اور تحریم کی اجرت، تلاوت قرآن و وعظ و تذکیر و موعظہ و خیرات و غیرہ عبادات یہ سب کراہی طسرح جلد عقود باطلہ و فاسدہ قطعہ۔

مکروہ تحریمی جیسے اذان جمعہ کے وقت تجارت۔

فی الدر المختار مکروہ تحریمی مع صحۃ البیوع عند الاذان الاول قلت وحبہ فی الہدایۃ بالحرمة واعتراضہ الاتعافی بان البیوع جائز لکن یکرہ کما صرح بہ فی شرح الطحاوی لان المنع لغيرہ لا یعدم الشرعیۃ و اشار فی الدرانی جراید بقولہ افاد فی البحر صحتہ اطلاق الحرمة علی المکرہ تحریمیاً ثم وانا اقول الصحۃ اذا لم تناف المنع لغيرہ لم تناف الحرمة ایضا کذا لکن فان المنع ولو لغيرہ یشمل المنع ظناً فیکرہ قطعاً فیحرم ولا شک ان النہی ہما قطعی فلا یری ما احوہم الی تأویل الحرمة بالکراہۃ۔

اور مختار میں ہے جمعہ کی پہلی اذان کے وقت بیع اگرچہ صحیح ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے، میں کہتا ہوں اس کو اہت کو ہدایہ میں حرمت سے تعبیر کیا ہے اور اس پر اتعافی نے اعتراض کیا کہ بیع صحیح لیکن مکروہ ہے جیسا کہ شرح طحاوی میں یہ تصریح ہے اس لئے کہ منع لغيرہ مشروعیت کو ختم نہیں کرتی اور در مختار میں اس اعتراض کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بحر الرائق نے افادہ کیا ہے کہ مکروہ تحریمی پر حرمت کا اطلاق صحیح ہے ۱۰۱، اقول (میں کہتا ہوں) جس طرح صحت منع لغيرہ کے منافی نہیں اسی طرح وہ حرمت کے منافی بھی نہیں ہے کیونکہ منع اگرچہ لغيرہ ہو وہ منع ظنی اور قطعی دونوں کو شامل ہے منع ظنی ہو تو مکروہ ہے

اگر قطعی ہو تو حرام ہے اور بیشک یہاں نہی قطعی ہے تو مجھے معلوم نہیں کہ حرمت کو کراہت سے ان کو تاویل کی کیا حاجت ہوئی۔ (ت)

اسی طرح دوسرا مسلمان جب ایک چیز خرید رہا ہو اور قیمت فیصل ہو گئی ہو اور گفتگو ہنوز

قطع نہ ہوتی ایسی حالت میں قیمت بڑھا کر خواہ کسی طور پر خود خرید لینا،

فی الدد کرجہ تحریماً السوم علی سوم غیرہ
ولو ذمیا او متامناً بعد الاتفاق علی مبلغ
التمن والا لانه بیم من یزید اہ مختصراً
ور نہ تمین بر اتفاق کے بغیر دوسرے کا بھاؤ لگانا مکروہ نہیں کیونکہ اس صورت میں نیلامی والی بیع ہو جائے گی اہ مختصراً (ت)

یونہی ملتی جلب و بیع الحاضر لبادی و تفریق الصغیر من محرمہ وغیرہ کہ مع قیود و شروط کتب
فقد میں مفصل ہیں اسی قسم میں ہے یا بچری دفع کے کپڑے یا جوڑے سینا یا ان اشیاء خواہ تانے
پتیل کے زیوروں وغیرہ کا بیچنا اور جملہ عقود و مکاسب لمزودہ فظیہ۔

فی رد المحتار من الحظر من المحيط
بیم المکعب المفضض للرجل ان لیلبسہ
یکرمہ لانه احانۃ علی لبس المحصر اہ
وان کان اسکا فامصرہ انما ان
یتخذ لہ خفا علی زی المجوس ۱۰
الفسقۃ او خیاطا مصرہ ان یتخذ لہ ثوباً
علی زی الفساق یکرہ لہ انت یفصل
لانه سبب التشبه بالمجوس و
الفسقۃ ۱۱

۱۰ سائر است یعنی وہ کام جسے نہ مکروہ تنزیہی کی طرح صرف خلاف اولے کہا جائے جس پر طاعت
بھی نہیں، نہ تحریمی کی طرح گناہ و ناجائز جس پر استمتاع عذاب ہے، بلکہ یوں کہا جائے کہ بڑا کیا
قابل طاعت ہو اس کا حاصل مکروہ تنزیہی سے بڑھ کر ہے اور تحریمی سے کمتر۔
کسما جنم الیہ العلامة الشامی
جیسا کہ علامہ شامی کا اس طرف میلان ہے

رد المحتار میں، اقول (میں کہتا ہوں) یہ ضروری ہے؟
 کیونکہ فعل میں طلب کا جو مرتبہ ہے اس کے مقابلہ
 میں ترک کا مرتبہ ہے، تحریم کا مرتبہ بمقابلہ فرض اور
 مکروہ تحریمی کا بمقابلہ واجب اور مکروہ تنزیہی بمقابلہ
 مندوب ہے جیسا کہ رد المحتار میں نماز کے اوقات
 کی بحث میں ہے جبکہ سنت کا مرتبہ باقی ہے اور وہ
 مندوب سے فائق اور واجب سے پست ہے
 تو ضروری ہے کہ اس کے مقابلہ میں حکم مکروہ تنزیہی
 سے فائق اور مکروہ تحریمی سے کم ہو اور یہ مرتبہ
 اسارت ہے، فقہاء نے اس بحث پر کئی فتوے
 میں نص فرمائی ہے اگرچہ حکم کے اقسام سے بہت
 سے لوگوں سے غفلت ہوتی ہے، اس کو ملحوظ رکھنا
 درمختار میں فرمایا سنت کے ترک سے فساد کا حکم
 نہ ہو گا اور نہ ہی سو کا، بلکہ اسارت کا حکم ہو گا
 جب غیر مستحب کو قصد کرے الخ۔ رد المحتار میں

تحریر کے ترجمے سے ہے کہ سنت کا تارک اسارت میں است و تفضیل کا مستحق ہو گا۔ (ت)

مثلاً اپنے سے اعظم کے ہوتے ہوئے عمدۂ قضاء کی نہ کری جبکہ وہ اس پر راضی ہو،

درمختار میں ہے اگر لوگ غیر اولیٰ شخص کو امام بنائیں
 تو اسارت کے مستحق ہوں گے گنہگار نہ ہونگے۔
 رد المحتار میں تا تا رہنمائی سے منقول ہے اسارت
 والے ہونگے جب وہ سنت کو ترک کریں گنہگار

فی رد المحتار اقول ولا بد منه فان فعل
 مرتبة للطلب في جانب الفعل فان باذاتها
 مرتبة في جانب الترك فالتحريم في مقابلة
 الفرض في الرتبة وكراهة التحريم في
 مرتبة الواجب، والتزیه في رتبة المندوب
 كما في رد المحتار من بحث اوقاست
 القلوة وقد بقيت السنة وهي فوق المندوب
 ودون الواجب فوجب ان يعابها ما هو
 فوق كراهة التزیه دون التحريم وهو
 الاساءة وقد نصوا عليها في غير ما فرغ
 وان اغفلها كثيرون في ذكر الاقسام فليحفظ
 قال في الدرر ترك السنة لا يوجب فسادا
 ولا سهوا بل اساءة لو عاصدا غير مستحب
 وفي رد المحتار عن التحرير تاركها اي
 السنة به توجيه اساءة اي التفضيل واللوم

تحریر کے ترجمے سے ہے کہ سنت کا تارک اسارت میں است و تفضیل کا مستحق ہو گا۔ (ت)
 مثلاً اپنے سے اعظم کے ہوتے ہوئے عمدۂ قضاء کی نہ کری جبکہ وہ اس پر راضی ہو،
 درمختار میں ہے اگر لوگ غیر اولیٰ شخص کو امام بنائیں
 تو اسارت کے مستحق ہوں گے گنہگار نہ ہونگے۔
 رد المحتار میں تا تا رہنمائی سے منقول ہے اسارت
 والے ہونگے جب وہ سنت کو ترک کریں گنہگار

۴۲/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب صفة الصلوة	كتاب الصلوة	سنة الدر المختار
۲۱۹/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	"	سنة رد المختار
۸۳/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الامانة	"	سنة الدر المختار

قد موافقاً لاصالحا وكذا الحكم في الامساسة
والحكومة اما الخلافة وهي الامامة الكبرى
فلا يجوز ان يتروكوا الا فضل وعليه اجماع
الامة

نہ ہونگے کیونکہ انھوں نے صالح شخص کو امام بنایا ہے
اگرچہ غیر اولیٰ ہے، اور یہی حکم امامت اور حکومت کا
ہے لیکن خلافت میں جو امامت کبریٰ ہے یہ جائز
نہیں کہ وہ افضل کو ترک کریں اور اسس پر
اجماع امت ہے (ت)

اقول یہیں ظہر و مغرب و مشار کے فرض پڑھ کر سنتوں سے پہلے بیع و شراء اور غلاہدرا
طلوع فجر کے بعد نماز صبح سے پہلے غریہ و فردخت بھی اسی قبیل سے ہے جبکہ ضرورت داعی نہ ہو یہیں ہر
وہ کسب کو خلاف سنت یا اسس کا شغل ترک سنت کی طرف متوجہ ہو۔
مکروہ تنزیہی جیسے بیع عینہ جبکہ بیع بالبح کے پاس ملو نہ کرے، مثلاً جو قرض مانگے آیا اُسے
روپیہ نہ دیا بلکہ دہن کی چسپہ پندہ کو اس کے ہاتھ بیچی کہ اس نے دہن کو بازار میں بیچ لی

في الدار المختار شراء الشيء اليسير ضمن حال
تجاجة القرض يجوز ويكره واقصره
المصنف في آخر الكفالة نيم العينة اع
بيع العين بالربح فله ليبيعها المستقرض
يا قتل ليقض دينه أختره أكلة الربا وهو
مكروه مذموم شرعا لما فيه من الاعراض
عن عبادة الاقرض او في رد المحتار تحت
الفتح ان فعلت صورة يعود الى اليا لجمع
ما اخرجها وبعضه يكره تحريما فان لم يعد
كما اذا باعه المدينون في السوق فلا كراهة
بلى خلافت الاولى اتم من خلافت

در مختار میں ہے سستی چیز کو قرض کی ضرورت پر
محکمہ دھنوں خریدنا جائز ہے اور مکروہ ہے اس
کو سنت نے ثابت رکھا ہے، اور انھوں نے
باب الکفالة کے آخر میں بیع عینہ کے متعلق فرمایا
یعنی عین چیز کو بیع کے ساتھ ادھار فردخت کرنا
تا کہ قرض لینے والا اس کو کم قیمت پر فردخت کر کے
حایت چوری کہنے پر طریقہ سود خوروں نے ایجاد
کیا ہے اور یہ مکروہ اور شرعاً مذموم ہے کیونکہ
اس میں قرض دینے کی نیکی سے اعراض ہے،
اور رد المحتار میں فتح القدر سے منقول ہے کہ یہ
ایسی صورت ہو کہ اس میں بائع کی طرف سے ہی ہوتی

چیز اس کو کل یا بعض واپس لوٹ آتی ہو اس لئے یہ مکروہ تحریمی ہے اور ایسا نہ ہو مثلاً مقرض اس
سے رد المختار کتاب القلوۃ باب الامامة
سے رد المختار کتاب البيوع فصل في القرض
سے کتاب الکفالة
سے رد المختار

دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۵۵
مطبع مجتبیٰ دہلی ۲/۴۰
دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۶۶
دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۵۹

وسلم کان یقبل الہدیۃ ویشیب علیہا
اور افضل واعلیٰ کسب سنون سلطان اسلام کے زیر نشان جہاد شرعی ہے۔

احمد وابو یعلیٰ والطبرانی فی الکبیر بسند
حسن عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال
بعثت بنی بیدی الساعة بالسيف حتى
یعبدوا اللہ تعالیٰ وحده لا شریک لہ
وجعل رزقی تحت ظل رحمتی الحدیث
واخرج ابن عدی عن ابی ہریرۃ عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الزموا
الجهاد وتصلحوا وتستغنوا۔ الشیرازی
فی الالقاب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اطیب کسب المسلم صہمہ فی سبیل اللہ
قال المناوی فی التیسیر لان ما حصل
بسبب المحرص علی نصرة دین اللہ
تعالیٰ لاشئ اطیب منه فهو افضل
من البسیم وغیرہ لاملانہ کسب المصطفیٰ
وحرفۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ و

احمد وابو یعلیٰ اور طبرانی کبیر میں سند حسن کے ساتھ
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی
ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
مجھے قیامت سے آگے تلوار دے کر بھیجا گیا تاکہ
لوگ اللہ کی عبادت کریں، اور میرا رزق نیزوں کے
ساتھ میں ہے الحدیث۔ ابن عدی نے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تحریک کی ہے کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جہاد لازماً کرو
تاکہ تم صحت مند اور غنی ہو جاؤ۔ شیرازی نے
اللقاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
مسلمان کا پاک کسب اس کا فی سبیل اللہ تیر بنانا
ہے۔ امام مناوی نے تیسیر میں فرمایا یہ اس لئے
کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے دین میں حرص کے طور
پر اس سے بڑھ کر کوئی چیز اطیب نہیں ہے لہذا
یہ عمل تجارت وغیرہ سے افضل ہے کیونکہ یہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کسب و عمل ہے اور

- ۱۴۲/۷ لے سنتی الی داود کتاب البیوع باب فی قبول الہدایا آفتاب عالم پریس دہرہ
۹۲/۴ لے مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت
۴۴۹/۲ لے الکامل لابن عدی ترجمہ بشرین آدم بصری دار الفکر بیروت
۴۳/۱ لے الجامع الصغیر بحوالہ الشیرازی فی الالقاب عن ابن عباس حدیث ۳۳۳ دار المکتب العلمیہ بیروت
۱۶۶/۱ لے التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث اطیب کسب المسلم لکھتہ الامام الشافعی ریاض

فی صید رد المحتار عن الملتقى ومواهب
الرجل فی تفاضل انواع الکسب افضلہ
الجهاد ثم التجارة ثم الحراثة ثم
الصناعة ۱۰

رد المحتار کے باب الصید میں ملتی اور مواہب
الرجل سے منقول ہے کہ کسب کے اقسام میں
فضیلت والا عمل جہاد ہے، پھر تجارت، پھر
کاشتکاری، پھر صنعت کاری۔ (دست)

واجب جیسے قبل عطیہ والین جبکہ نہ لینے میں ان کی ایذا منظنون ہو اور اگر تینوں ہو تو فرض
ہوگا کہ ایذا سے والدین حرام قطعی ہے اور حرام سے بچنا فرض قطعی، اسی طرح عمدہ قفس رکھا
قبول فرض ہے جبکہ اس کے سوا اور کوئی اہل نہ ہو،

فی الدر المختار من مکرر تحریماً التعلد ای اخذ
القضاء لمن خاف الحیف اعلم الظلماء
العزوان تعین له أو آمنه لا یکره فتح
ثم ان انحصر فرض عینا والا کفایة بحصر
والتعلد من مکرر ای مباح والترك غریبة
عند العامة بزمانیة فالاولی عدمه و
یحرم علی غیر الادل الدخول فیہ قطعاً
من غیر تردد فی المحرمۃ فیہ الاحکام
الخمسۃ ۱۰

در مختار میں ہے کہ جو شخص قضا میں ظلم یا غریب کا
خطرہ رکھتا ہو اس کو قضا کا عمدہ قبول کرنا مکروہ
تحریمی ہے اور اگر وہی متعین ہو یا کمزوری کا خطرہ
خوف نہ رکھتا ہو تو مکروہ نہ ہوگا، فتح۔ پھر اگر یہ
عمدہ اسی پر توقف ہے تو قبول کرنا فرض عین ہے
ورنہ فرض کفایہ ہے، بحر۔ اور قضا کو قبول کرنا
رضعت ہے یعنی مباح ہے اور ترک عزیمت ہے
عام فقہاء کے نزدیک، برازیہ۔ تو اولی یہ ہے
کہ نہ قبول کرے اور غیر اہل کے لئے حرام ہے
قطعاً بلا تردد، تو اس میں پانچ حکم ہیں۔ (دست)

غایات میں فرض جیسے خورد و نوش و پوشش بقدر سدرتی و ستر حرمت بلکہ اتنا کھانا جس سے
نماز فرض کھڑے ہو کر ہو سکے اور رمضان میں روزے پر قدرت ملے۔

فی الدر الاکل فرض مقدار ما یدفع
الهلاک و یمکن به من الصلوة قائماً و
صومۃ احد مخلصاً۔

در مختار میں ہے ہلاکت سے بچنے کی مقدار
کھانا فرض ہے اتنا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے
اور روزہ رکھ سکے، احد، مخلصاً (دست)

۲۹۶/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب الصید	۱۰ رد المحتار
۴۲/۲	مطبع مجتبیٰ دہلی	کتاب القضاء	۱۱ الدر المختار
۲۳۶/۲	" " "	کتاب المحظر والاباحۃ	۱۲

یہیں کفایت اہل و عیال وامثلے دیوں و نفقات مفروضہ۔

فی خزانة المفتين الكسب فرض وهو بقدر
الكفاية لنفسه وعياله وقضاء ديونه
ونفقة من يجب عليه نفقته
یہیں حج فرض جبکہ بعد فرضیت مال نہ رہا،

لان الذمعة قد شغلت وبراؤها عن الفرض
فرض ومقدمة الفرض فرض۔
کیونکہ ذمہ میں بوجہ ہے اور فرضیہ سے عمدہ برآ ہونا فرض

ہے جبکہ فرض کا مقدمہ بھی فرض ہوتا ہے (ت)
زوجہ پر کچھ غنیہ ہو اس کا کفن دفن شوہر پر ہے، ورنہ اقارب کا جبکہ مال نہ چھوڑیں بلکہ ہر مسلمان کا

کفن دفن مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے جب ایک شخص میں منحصر ہو جائے فرض عین ہو جائے گا۔
فی التشویر کفن من لا مال له دخل من يجب

تو پر میں ہے جس کا کفن نہ ہو مال نہ ہو سنہ کی وجہ
علیہ نفقته واختلاف فی الزوج والفتوی
تو جس پر اس کا نفقہ واجب کفن بھی اس کے ذمہ

ہے اور غناؤں کے متعلق اختلاف ہے فتویٰ اس پر
علی وجوب کفنها علیہ وان ترک ما لا اثم
کیویں کا کفن واجب ہے اگرچہ پیری نے اپنا

مال چھوڑا ہو، لہذا۔ اور رد المحتار میں کہ خاوند پر
وفي رد المحتار الواجب علیہ تکفینہا
بیوی کی تکفین و تجہیز شرعی شوہر پر واجب جو

کفن سفت یا کفنی کفایہ اور حنوط، غسل کی ضرورت
وتجهیزها الشرعیان من کفن السنة
جنازہ لے جائے اور دفن کا خرچہ شوہر پر واجب (ت)

واجب جیسے اتنا کما نا کہ ادائے واجبات پر قادر ہو زوج کا حق جامع ادا کر سکے۔
والکفاية وحنوط واجرة غسل وحمل
یہ واجبات دیانت میں شایعہ اگرچہ قضاء اس پر

جبر نہ ہو گا جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ کی طلاق
ان لم یجب علیہ قضاء کما فصلنا فی
کی بحث میں تفصیل ذکر کی ہے (ت)

الطلاق من غناؤنا۔
سے خزانة المفتين کتاب المکراہیۃ
کے الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنائزہ
سے رد المحتار ~ ~ ~ ~ ~
۲۱۰/۲ قلی نسخہ
۱۲۱/۱ مطبع مجتہبی دہلی
۵۸۱/۱ دلراجی التراث العربی بیروت

کپڑے میں اتنی زیادت کہ انتقالات نماز وغیرہ میں زانو نہ کھلیں، یوں حد فطر وغیرہ جبکہ بعد وجوب مالی نہ رہا غرض ہر واجب جس کی تحصیل کو مال درکار۔

سنت جیسے نماز کے لئے عمار و خیرہ و ردا وغیرہ لباس مسنون و تکمل عبیدین و جمعہ و بنا و توسیع و تطہیب مساجد و صلہ رحم و یتیم احباب و مواسات مساکین و خبر گیری یتامی و یتوگان و خدمت بھانناں و امثال ذلک سنن مالہ یوں عطر و مشک و سرمہ و شانہ و آئینہ بعد اتباع اور کھانے میں تھائی پیٹ کی مقدار تک پہنچنا۔

مستحب جیسے بنائے ستایہ و سبیل و سرا و مدارس و نل وغیرہ،

فی رد المحتار عن تبیین المحاسن عن بعض العلماء فی ذکر مراتب الاکل مندوب و هو ما یعین علی تحصیل التواقل و تعلیم العلم و تعلیمہ
رو المحتار میں تبیین المرام کی نقل میں بعض علماء منقول ہے کہ کھانا کھانے کے مراتب تین ہیں جن میں مندوب و مستحب وہ ہے جو زائل اور تعلیم و تعلم کے لئے معاون بنے۔ (د)

بلکہ بھان کے ساتھ پورا پیٹ بھر کھانا بھی کہ وہ باتھ اٹھانے سے شرما کر بھوکا نہ رہے، یوں عورت کی سیر غری اس نیت سے کہ شوہر کے لئے حفظ جمال کرنے کم غوری لا غری و شکست رنگ و حسن کی موجب نہ ہو۔

فی الد عن الوہابیۃ و للزوجة التسمین لافوق شعبہا اذ قال الشافعی قال الطرسوسی فی الزوجۃ ینفق انت یندب لہا ذلک و تکتون ما جودہ، قال الشافعی و لا یجب فی اطلاق اباحۃ ذلک فضلا عن مندوبہ و لعزل ذلک محمول علی ما اذا کانت الزوجۃ یجب التسمین و الا ینفق انت تکتون
در مختار میں وہابیہ سے منقول ہے کہ بیوی کو فرہ بنتا مندوب ہے جو کہ سیر ہو کر کھانے سے زائد نہ ہو علامہ شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ طرسوسی نے فرمایا ہے کہ بیوی میں یہ بات مستحب ہے اور اگر پاس نہ گی۔ شارح نے فرمایا مجھے اس بات میں اباحت پسند نہیں چر جائیکہ مستحب ہو، ہو سکتا ہے کہ استحباب کا معاملہ اس صورت میں ہو جب خاوند فرہ پرین کو پسند کرتا ہو، ورنہ مناسب یہ ہے کہ بیوی معتدلی

موزونة اقول في هذا كلام فانت
الاكل الى الشبع حلال ونية
المن خايتها كراهة التغذية نعم عدم
الاحوطاها ثم هذا كله في التبيين احسا
ما ذكرت فواضع لاخبار عليه .

ہوا قول (میں کہتا ہوں کہ) اس میں کلام
ہے کیونکہ سیر ہونے تک کھانا حلال ہے اور اس
میں خیر ہونے کی نیت زیادہ سے زیادہ مکروہ
تشریح ہے، ہاں اگر نہ ہونا ظاہر ہے پھر یہ
بحث خیر ہونے میں ہے لیکن میں نے جو ذکر کیا
وہ واضح اور بے غبار ہے۔ (ت)

مباح جیسے زینت و آرائش، لباس و مکان و زیور زناں۔
في خزانة المفتين بعد ما مر و مباح و
هو الزيادة للزيادة والتجمل به

خزانة المفتين میں گوشہ مضمون کے بعد ہے احکام
افعال میں ایک نوع مباح جیسے خوبصورتی اور جسم کو بڑھانے
کے لئے عمدہ کھانا کھانا۔ (ت)

جبکہ یہ سب امور منکرات و مقاصد مذمومہ سے خالی ہوں ورنہ مذموم ہیں اور مقاصد محمودہ کے ساتھ بھی خالی
مباح نہ رہیں گے مستحب ہو جائیں گے۔

فان الباح اتم شئ غنیات كما ذكره في
البحر الرائق و رد المحتار و غیرهما و ذلك
لخلوه في نفسه عن كل حکم فلا يترحم
شيئا يطرأ عليه من صوابه كنية او
تأدية الى غير او شر كما لا يخفى .

مباح چیز نیت کے تابع ہوتی ہے جیسا کہ بحر الرائق
اور رد المحتار وغیرہ میں ہے کیونکہ مباح ہر حکم سے
خالی ہوتا ہے لہذا کسی بھی طاری ہونے والے
حکم سے متعارض نہ ہوگا، مثلاً نیت خیر یا شر کسی
کانت ازہر کہتے جیسا کہ مخفی نہیں ہے (ت)

مکروہ تشریحی جیسے اپنے لئے افواہ فراکے سے بچنا،
في الدار لا بأس بانواع الفواكه وتركه افضل .

در مختار میں ہے مختلف افواہ کچھوں میں کئی حرج نہیں
جبکہ ترک افضل ہے۔ (ت)

اسمارت جیسے اتباع شہوت نفس و لذت طبع کے لئے ترقہ و تنعم بالحلل میں انہماک اسی نیت

سے عمدہ کھانے کو دونوں وقت سیر ہو کر کھانا بار یک نفس میں بہا جائے پہنا کر ناشیہ روز و راتوں کی طرح کھلی چوٹی میں گرفتار رہنا کہ یہ امور اگرچہ حرام و حلال نہ ہوں مگر بہت ہی غلط سنت ضرور ہیں۔

ولا شك في توجه القوم عليه وان لم يستحق العقاب والاحاديث في ذلك كثيرة شهيرة لانسرد هامخافة الاطناب اقول وبه علو ان ما بحثت اليه اولي مما في رد المحتار عن شرح الملقن في انواع المكسوة بباح وهو الثوب الجليل للتعزين في الاحياء والجموع ومجامع الناس لاف جميع الاوقات لانه صلف وخيلا وربما يفسد المحتاجين فالتحريض عنه اولي ومكروه وهو اللبس للتكبر لله وكذا اما ذكر من محض الاباحه في تبديل الجسم والاحياء والمجامع محمله ما اذ السم ينوالا التجل اما اذا نوى الاتباع فسنه لا شك كما ذكرت وكذا الكراهه في التكبر تحمل على الحرمة فانه حرام وكبيعه عظيمه قطعا۔

اس پر علامت میں شک نہیں اگرچہ مستحق عقاب نہیں ہے۔ اور اس میں کثیر احادیث مشہورہ وارد ہیں ہم طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کرتے اقول (میں کہتا ہوں کہ) اس سے معلوم ہوا کہ یہ امر وقت بہتر ہے اس سے جس کو رد المحتار نے شرح الملقن سے نقل کیا ہے کہ لباس کے اقسام بباح ہیں تو وہ عیدوں، جمعہ اور حج کے لئے بباح ہیں، نہ کہ تمام اوقات میں ہر وقت ایسا کرنا ہے مقصد تکبر و غرور اور کبھی محتاج لوگوں کو چڑانا ہے، لہذا اس سے پہنا بہتر ہے، اور تکبر کے طور پر لباس پہنا مکروہ ہے اور یوں جو انہوں نے عید و جمعہ وغیرہ میں اباحت کا ذکر کیا ہے اس کا محل بھی وہ ہے کہ تکبر کی بجائے صرف اپنا جمال بنانا مقصود ہو مگر اس نے شریعت کی پیروی میں ایسا لباس پہنا تو سنت ہے تو ذکر میں شک نہیں اور یوں ہی تکبر کی

صورت میں کراہت سے مراد تحریمی ہے کیونکہ تکبر حرام ہے اور عظیم کبیر گناہ ہے۔ (ت)

مکروہ تحریمی بے محض تکاثر و تفاخر کے لئے جمع امراں۔

في خزانة المفتين بعد ما مر ومكروه وهو الجسم للتعزين والتكاثر وان كان من حله۔

خزانة المفتين میں مذکور بیان کے بعد منسرایا۔ انواع احکام میں ایک نوع مکر وہ ہے جیسے اظہار کثرت و فخر کے لئے مال جمع کرنا اگرچہ حلال مال ہے (ت)

یوہی پیٹ سے زیادہ چند لقمے کا ناجی کا معدے میں جڑ جانا مطلوب نہ ہو،

فی الحاشية يكره الاكل فوق الشعبم
اقول وبهذا الحمل تندفع المخالفة
بينه وبين ما يأتي عن المدرس من
نصب التحريم.

مگر جبکہ روزے کی قوت مقصور ہو یا مہمان کا ساتھ دینا۔

في التوضيح مباح الحب الشعب لمزيد
قوته وحرام وهو ما فوقه الا ان يقصد
قوة صوم العدا وللشلا يستحب ضيقه
اقول والاستثناء اذا حمل على ما ذكرت
هم قطعاً ويكون قوله حرام يشمل المكروه
فلا يكون منقطعاً فافهم.

توضیح میں ہے سیر ہونے تک کا مباح ہے جبکہ
حصولی قوت مقصد ہو اور اس سے زائد حرام
ہے، لیکن اگر صبح روزہ رکھنے یا مہمان کے حیار
کے احساس کی وجہ سے زائد کھائے تو حرام
نہ ہوگا۔ اقول (میں کہتا ہوں) آپ کے ذکر کردہ
پر محمول کیا جائے تو استثناء قطعاً صحیح ہے اور حرام
مذکورہ تحریر ہو تو یہ استثناء منقطع نہ ہوگا۔ غور کرو۔

یوہی لباس شہرت پہنا یعنی اس قدر چمکیلا تا دور ہو جس پر انگلیاں اٹھیں اور بالقصد اتنا ناقص و
غیس کرنا بھی ممنوع ہے جس پر نگاہیں پڑیں یہ نہی ہر انوکھی اچنیجے کی بیعت وضع تراش غراش کو جبہ
انگشت نمائی ہو۔ سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن مروی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من لبس ثوب شهرة البسه الله يوم القيامة
ثوباً مثله وعند ابن ماجه ثوب مثله
تراد ابو داؤد في رواية ثم يلهب

جس نے شہرت کا لباس پہنا اس کو اللہ تعالیٰ

بھی ایسا ہی لباس پہنائے گا، اور ابن ماجہ

میں ذلت کا لباس اور ابو داؤد کی ایک حدیث میں

نہاں

سے فتاویٰ قاضی خاں کتاب المغر والاباحہ وما یکرہ الکفر الخ نوکشتور نکشتو ۴/۷۸۰

سے الدر المختار " " " " مطبع مجتبیٰ دہلی ۲/۲۳۶

سے سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۲

سے سنن ابن ماجہ باب من لبس شهرة من الثياب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۶

پھر جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا" کے الفاظ
ہیں۔ (ت)

جو شہرت کے کپڑے پہنے گا اللہ تعالیٰ اسے دو زقیامت دیسا ہی لباس شہرت پہنائے گا جس سے
عمرات عشر میں معاذ اللہ ذلت و تفضیح ہو پھر اس میں آگ لگا کر بھڑکا دی جائے گی والیعا ذہ اللہ تعالیٰ۔
فی رد المحتار میں الدر المنقہ نہیں
عن الشہرتین وهو ما کان فی نہایۃ النفاۃ
او الخساسة ام اقول ولا یختص بہما
بل لو کان بینہما وکان علی ہیئۃ
تجیبۃ غریبۃ توجب الشہرۃ وخصوص
الا بصار کان لباس شہرۃ قطعاً۔
اور دوسری حد سے زیادہ رسوائی سے، اہ،
اقول (میں کہتا ہوں) ان دونوں سے خاص
نہیں بلکہ غیب و غریب حالت بنانا جو شہرت کا
باعث ہو اور دونوں کے لئے نظارہ بنے وہ قطعاً
شہرت کا لباس ہے۔ (ت)

حرام جیسے ریشمی کپڑے، مغزق ڈوپیاں۔ یومیہ پیٹ سے اوپر اتنا کھانا جس کے بھر جانے کا
ظن ہو۔

فی الدر حرام فوق الشبعم وهو اکل طعام
غلب علی ظنہ انه افسد معدتہ وکذا
فی الشرب قہستانی۔
در مختار میں ہے سیرانی سے زیادہ وہ کھانا حرام
ہے جس کے متعلق ظن غالب ہو کہ وہ معدہ کو
خراب کرے گا، اور یونہی پینے کا معاملہ ہے
قہستانی۔ (ت)

جب یہ صورتیں معلوم ہوئیں اب احکام کسب کی طرف چلے، فاقول وباللہ التوفیق (میں
کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) ظاہر ہے کہ کسب یعنی تحصیل مالی کو خواہ روپیہ ہو
یا طعام یا لباس یا کوئی شے سبب و غرض دونوں سے ناگزیر ہے اور احکام کسب کا مذہب میں پہلے حرام
جانب طلب ہیں جن میں فرض و واجب کی طلب جازم ہے اور سنت و مستحب کی غیر جازم اور چھپے

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۲/۲
۲۔ رد المحتار کتاب المحظورات فی البس دار البیارات العربیہ بیروت ۲۲۲/۵
۳۔ الدر المختار کتاب المحظورات فی البس مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۶/۲

چار جانب نہیں ہیں جن میں مکروہ تنزیہی و اسارت سے نہی ارشادی اور تحریمی و حرام سے حتیٰ اور مباح طلب و نہی دونوں سے خالی، اب اگر سبب و غرض دونوں اقسام تسبیح سے ایک ہی قسم کے ہیں جب تو ظاہر کہ وہی حکم کسب پر ہوگا مثلاً ذریعہ بھی فرض اور غرض بھی فرض، تو ایسا کسب دوسرا فرض ہوگا اور وہ دونوں حرام تو دونوں حرام و علیٰ ہذا المیاس اور اگر مختلف اقسام سے ہیں تو تین حال سے خالی نہیں: اولاً اختلاف جانب واحد مثلاً طلب یا نہی کے اقسام میں ہر جیسے سبب فرض ہو غرض واجب یا سبب مکروہ تنزیہی غرض حرام۔

ثانیاً اختلاف اختلاف جانب وسط ہو مثلاً سبب واجب یا حرام اور غرض مباح یا بالعکس، ان دونوں صورتوں میں کسب اشد و اقویٰ کا تابع ہوگا مثلاً فرض و وجوب کا اختلاف ہے تو فرض اور وجوب و نیت کا تو واجب اور ایک مباح اور دوسرا اور کسی قسم کا ہے تو کسب اسی قسم کا ہوگا۔

لما مر من ان المباح ساذج عاری یکتسی	جیسے گزرا کہ مباح، احکام سے خالی ہوتا اور
بکل سداد و یثقلون بلون کل ما یمازج	ہر پہلو اختیار کر لیتا ہے، اور ایک طرف سے
والضعیف من جانب یندرج فی القوی	ضعیف ہو تو اپنے سے قوی میں درج ہوتا
منہ۔	ہے۔ (د)

ثالثاً اختلاف اختلاف جانبین ہر یعنی سبب جانب طلب میں ہے اور غرض جانب نہی یا بالعکس، صورت اولے میں کسب مطلقاً حکم غرض کا مورد ہے مثلاً غرض حرام ہے تو حرمت و گناہ نفع وقت ہے گو سبب فرض واجب ہو حتیٰ کہ اگر سبب اعلیٰ درجہ طلب میں ہو یعنی فرض اور غرض ادنیٰ درجہ نہی میں یعنی مکروہ تنزیہی جب بھی کسب مکروہ تنزیہی سے حلالی نہیں ہو سکتا اگرچہ سبب فی نفسہ فرض ہے و جب یہ کہ کوئی غرض معین کسب کے لئے لازم نہیں وہ اختلاف نیت سے مختلف ہو سکتی ہے اور ہر وقت اپنے اختیار سے امکان تبدیل رکھتی ہے، مانا کہ سبب فرض تھا مگر جب اس نے اسے کسی امر حرام یا ناپسندیدہ کی نیت سے کیا فردود حرمت و ناپسندی میں گرفتار ہوا کہ ایسی نیت کیوں کی اگر کوئی نیت فرض یا واجب حاضر نہ تھی تو اقل درجہ نیت مباح پر قادر تھا اس کی فیکر نماز ہے کہ دکھاوے کو پڑھی جائے، اگرچہ نماز فی نفسہ فرض ہے مگر نیت جمیعہ موجب تحریم ہوگی اور صورت عکس میں یعنی جب سبب جانب نہی ہوا اور غرض جانب طلب۔ اگر وہ سبب متعین نہ تھا بلکہ اس کا غیر کہ نہی سے خالی ہو ممکن تھا تو اس صورت

میں بھی کسب مطلقاً مورد نہی ہو گا کہ غرض اگرچہ فرض ہے جب ذریعہ مباح سے مل سکتی تھی تو حرام یا مکروہ کی طرف جانا اپنے اختیار سے ہوا اور اس کا الزام لازم آیا اور اگر سبب متعین تھا کہ دوسرا طریقہ قدرت ہی میں نہیں تو اب دو صورتیں ہوں گی۔

اول غرض و سبب کی نہی و طلب دونوں ایک ہی مرتبہ میں ہوں مثلاً سبب حرام غرض فرض سبب مکروہ تحریمی غرض واجب سبب میں اساءت غرض سنت سبب مکروہ تحریمی غرض واجب سبب میں اساءت غرض سنت سبب واجب غرض مستحب اور صرف اسی قدر کافی نہیں بلکہ نوع و احد میں تفاوت و وقت پر بھی نظر لازم کہ حرام کا ترک فرض ہے اور فرض کا ترک حرام، اور بعض فرض، بعض دیگر سے اعظم و اکہ ہوتے ہیں، اور بعض حرام بعض دیگر سے اشنع و اشد، تو یہ دیکھا جائے گا کہ مثلاً فرض غرض کے ترک سے جو حرمت لازم آئے گی وہ اس حرمت سے کیا نسبت رکھتی ہے جو اس سبب حرام کے ارتکاب میں ہے جب سبب وجہ سے طرفین میں تساوی قوت ثابت ہو تو حکم کسب میں اتباع سبب یعنی جانب نہی کو ترجیح دے گی،

لان اعتناء بالشئ بالمنہیات اشد من اعتناہ بالماصومات ولذا قال علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا امرتکم بشئ فأتوا منه ما استطعتم واذا نهیتکم عن شئ فاجتنبوا وروی فی الکشف حدیثاً للترك ذرة مما نهى الله عنه افضل عن عبادة الثقلين قاله في الاشياء ولنا في المقام تحقیقات نفائس المصابکثیر منها ف ما علقنا علی کتاب اذاعة الاشارة

کیونکہ منہیات سے متعلق شرع کا حکم قہم ہوتا ہے جو مورات کا اہتمام اس قدر نہیں ہوتا اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اپنی استطاعت پر بجالاؤ اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اجتناب کرو۔ کشف میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منع کردہ سے ذرہ بھر بھی باز رہنا جہنم و انسان کی عبادت سے افضل ہے انھوں نے اشباہ میں یہ بیان کیا ہے ہمارا یہاں کلام نفیس ہے جس کو ہم نے اپنے والد گرامی قدر کی کتاب اذاعة الاشارة لمانع

۱۔ صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب الاقدار بسنن رسول اللہ ﷺ قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۸۲
 صحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ علی اللہ ﷺ الخ ۲/۲۶۲
 اشباہ والنظائر الفی اصول القاعدة الخامسة ادارة القرآن کراچی ۱/۱۲۵

لما نفع عمل المولد والقيام من تعانيف
خاتمة المحققين الاما جد سيدنا الموالد
قدس سرہ الماجد ۔
عمل المولد والقيام کے حاشیہ میں ذکر
کیا ہے ۔ (د ت)

دونوں کی قوت کم و بیش ہو اس صورت میں اقویٰ کا اتباع ہوگا، سبب ہو خواہ غرض ۔ مثلاً
مال غیر بے اذن لین حرام ہے اور خون و غیر کی حرمت اس سے بھی زائد اور سد رمق اور دفع بوج قاتل
و عطش مملک کی فرضیت ان سب سے اقویٰ ہے لہذا حالات مختصر میں ان اشیاء کا تبادل اسی قدر
جس سے ہلاک دفع ہو لازم ہو اور جانب غرض کو ترجیح دی گئی اور اگر مضطر کچھ نہیں پاتا مگر یہ کہ کسی انسان
کا ہاتھ کاٹ کر کھائے تو حلال نہیں اگرچہ اس شخص نے اجازت بھی دی ہو کہ حرمت انسان اس فرض سے
اقویٰ ہے لہذا جانب سبب کو ترجیح رہی ۔

فی الدوا لا کل للغذاء والشرب للعطش
ولو من حرام اوجبت اذ مال غیرہ وان
ضمنہ فرض یشاب علیہ بحکمہ الحدیث
ولکن مقدار یذوق الانسان الهلاك عن
نفسه الله وفي الشامية عن وجیز انکروردی
ان قال له اخرا قظم یدہ وکلها لا یحصل
لان لحم الانسان لا یباح فی الاضطرار
لکرامتہ یتہ
در مختار میں ہے ، غذا کے لئے کھانا اور پیاس
کی وجہ سے پینا اگرچہ حرام ، مرداریا غیر کا مال پر
توجب اس کے ضمن میں فرض ہے تو ذرا پانی کا
حدیث کے مطابق ۔ لیکن یہ اس مقدار کے لئے جس
تھوڑے انسان اپنے کو ہلاکت سے بچ سکے ، اور
اور شامی کے فتاویٰ میں وجیز کروردی سے منقول ہے
اگر کسی نے دوسرے شخص کو کھایا ہاتھ کاٹ کر
کھاؤ ، تو یہ حلال نہیں کیونکہ انسان کا گوشت حرام ہے
حالت میں بھی مباح نہیں انسانی کرامت کی وجہ سے (د ت)

یہ تقریر مزید حفظ رکھنے کی ہے کہ اول تا آخر اس تحقیق جمیل و ضبط جلیل کے ساتھ اس تقریر کے غیر میں
نہ ملے گی و باللہ التوفیق انھیں ضوابط سے دوسرے سوال اعلیٰ مسئلہ سوال کا حکم مشکف ہو سکتا ہے
جب غرض ضروری نہ ہو تو سوال حرام ، مثلاً آج کا کھانے کو موجود ہے تو کل کے لئے سوال حلال نہیں کہ
کل تک کی زندگی بھی معلوم نہیں کھانے کی ضرورت دو گنا ۔ یہیں رسوم شادی کے لئے سوال حرام کہ کھانچ شرع

میں ایکاب و قبول کا نام ہے جس کے لئے ایک پیسہ کی بھی ضرورت شرعاً نہیں، اور اگر غرض ضروری ہے اور بے سوال کسی طریقہ حلال سے دفع ہو سکتی ہے جب بھی سوال حرام، مثلاً کھانے کو کچھ پاس نہیں مگر ہاتھ میں پتھر ہے یا آدمی قوی تندرست قابلِ مزدوری ہے کہ اپنی صنعت یا تجارت سے بقدر حاجت پیدا کر سکتا ہے قبل اس کے کہ احتیاج تا بعد غم نہ پہنچے تو اسے سوال حلال نہیں، نہ اسے دینا جائز کہ ایسوں کو دینا انھیں کسبِ حرام کا متعین ہوتا ہے اگر کوئی نہ دے تو جھگڑا کر آپ ہی محنت مزدوری کریں اور اگر دوسرا طریقہ حلال میسر نہیں صرفت و صنعت کچھ نہیں جانتا نہ محنت و مزدوری پر قادر ہے خواہ بوجہ مرض یا ضعف خلقی یا ناز پروردگی یا کسب کر تو سکتا ہے مگر حاجت فوری ہے کسب پر محمول کرنا تا تریاق از عراق کا مضمون ہوا جاتا ہے تو سوال حلال ہو گا کہ ہر ان صورتوں میں کارروائی نہیں ہو سکتی ہے کہ مانگ کر لے یا چھین کر یا چر کر یا کوئی حرام یا مکرہ رکھائے اور سر قدر غصب کی حرمت سوال سے اشد ہے اور حرام و مکرہ کی غصب و قہر سے بھی سخت تر، یہ صورتیں تو ظاہر ہیں اور علمائے بوجہ اشتغال بجا و مشغول طلب علم دین فرصت کسب نہ پانے کو بھی وجہ معذوری سے شمار فرمایا اور ایسے کے لئے سوال حلال بتایا جب ہزار ضرورت غرض و تعلین ذریعہ پر ٹھہرا تو کچھ اکل و شرب ہی کی تفصیل نہیں کر رہے، ان کا قوت ہے اسے سوال مطلقاً منع ہو بلکہ اگر دنس دن کا کھانا موجود ہے اور کپڑا نہیں یا کپڑا بھی ہے مگر چٹاکہ جاڑے کی آفت روک سکتا نہیں اور طریقہ تحصیل کوئی دوسرا نہیں کپڑے کے لئے سوال ناروا نہیں، یوں اگر کھانے پہنچنے سب کو موجود ہے مگر دین ہے تو اگر کچھ مال فاضل رکھا ہے جسے بیچ کر ادا کر دے یا لگا کر دے سکتا ہے تو سوال حرام، اور اگر کمائی سے بچہ نفقہ ضروری کے کچھ نہیں بچا سکتا اور قرض خراہ گردن پر پھری رکھے ہوئے ہے تو ادا کے لئے سوال حلال۔

فی الدر المختار لا یحل انت یسأل شیئا
من القوت من له قوت یومہ
بالفعل او بالقوة کالتصحیح المکتب و
یأثم معطیه انت علم بحالہ لاعانتہ
علی المحرم ولو سأل لکسوة
او لا شغاله من الکسب بالجہاد
او طلب العلم جواز لو محتاجاً
وفیه من النفقات تحب
سہ الدر المختار کتاب الزکوۃ باب المصروف
در مختار میں جائز نہیں سوال جس کا پاس کچھ نہ ہو اور
بالفعل یا بالقوة ہے جیسا کہ تندرست شخص کمائی کے
قابل ہو اور اسی کے حال سے آگاہی کے باوجود
اُس کو دینے والا گنہگار ہو گا حرام پر اعانت کی
وجہ سے، اگر جسم و جان لینے کے لئے یا جہاد میں مصروف
ہونے کی وجہ سے کسب نہ کر سکنے یا طلب علم کی
معروفیت میں کسب نہ کر سکنے کی وجہ سے سوال کیے
تو ضرورت یا احتیاج ہو تو سوال کرنا جائز ہے اور اسی
مطبوعہ مجتہدانی دہلی ۱۲۲/۱

ایضا کل ذی رحم محرم صغیرا و اشقی
ولو بالغه صحیحة او الذکر بالغ عا جذا
عن الکسب بنحو تمانہ کعبی و عتہ
و فلج زاد فی الملتقی و المختار اولاً یحصل الکسب
لحرفہ او لکونه من ذوی البیوتات ثم قال
اشامی ای من اهل الشرقة الخ، والله یحکمه
و تعالی اعلم۔

باب النفقة میں ہے نفقة واجب ہے ہر نابالغ ذی رحم
یا عورت اگرچہ بالغہ صحیحہ یا مرد بالغ ہو لیکن جسمانی
معذور ہوئے کی وجہ سے کسب سے عاجز ہے
جیسے نابینا، یا قیادوں مغلوب وغیرہ۔ ملتقی اور
مختار میں زائد کیا جو کوئی اچھا کسب نہیں رکھتا
یا گھر پر عورتیں ہوں۔ شامی نے فرمایا یعنی اہل شرقت
لوگ الخ۔ واللہ سبحنہ و تعالی اعلم دست۔

رسالہ

خیر الامال فی حکم الکسب والسوال

ختم ہوا

علم و تعلیم

عالم، متعلم، مفتی، واعظ، افتاء، کتابت، تعلیق، علوم و فنون، تعلیم گاہ
سے متعلق

مسئلہ ۲۹۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حدیث طلب العلم فریضۃ
علیٰ کل مسلم و مسلمۃ (ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے) میں علما ہر علم مراد ہے
یا کوئی علم خاص مقصود ہے؟ اگر خاص مقصود ہے تو وہ کون سا علم ہے؟ بینوا تو جو وہ۔

الجواب

حدیث طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ (ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا
فرض ہے۔ ت) کہ بوجہ کثرت طرق و تعدد مخارج حدیث حسن ہے اُس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد و عورت
پر طلب علم کی فرضیت قریر صادق نہ آئے گا مگر اُس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر
اُن علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان بافضل اپنے دین میں محتاج ہو ان کا علم و اشک و اعلیٰ و اکمل و اہم و
اہل علم اصول عقائد ہے جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان بنی المذہب ہوتا ہے اور انکار و مخالفت سے

کافریا بدعتی، والعیاذ باللہ تعالیٰ سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلیم ہے اور اس کی طرف احتیاج میں سب یکساں، پھر علم مسائل نماز یعنی اس کے فرائض و شرائط و مفہومات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے، پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم، مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ، صاحب استطاعت ہو مسائل حج، نکاح کیا چاہے تو اس کے متعلق ضروری مسئلے، تاجر ہو تو مسائل بیع و شراء، مزارع پر مسائل زراعت، مؤجر و مستاجر پر مسائل اجارہ، و علیٰ غلہ ا القیاس ہر اس شخص پر اس کی حالت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض میں ہے اور انھیں میں سے ہیں مسائل حلال و حرام کہ ہر فرد بشران کا محتاج ہے اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل قرائن و اخلاص و توکل و غیرہ اور ان کے طرق تحصیل اور مہربات باطنیہ تکبر و ریاء و عجب و حسد و غیرہ اور ان کے معالجات کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے جس طرح بے نماز فاسق و فاجر و ترکید کیا کرے یعنی بعینہ ریاء سے نماز پڑھنے والا انھیں مصیبتوں میں گرفتار ہے فمثل الله العفو والعاقبة (بہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عاقبت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) تو صرف یہ علم حشر میں مراد ہیں و بس۔ علامہ مناوی تفسیر میں زیر حدیث مذکور لکھتے ہیں،

امراد به جالات و حجة له عن تعلمه كمعرفة الصانع و نبوة مرسله و كيفية الصلوة و نحوها فان تعلمه فرض عين له

اس سے وہ علم مراد ہے جس کے سیکھنے سے کوئی پکارہ نہیں، جیسے صانع کی پہچان، رسولوں کی نبوت و کیفیت نماز اور اس جیسے دوسرے مسائل کی معرفت، کیونکہ ان باتوں کا سیکھنا فرض عین ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے،

اعلم ان تعلم العلم يكون فرض عين و هو بقدر ما يحتاج للدين

جان لیجئے! علم سیکھنا اور اسے حاصل کرنا فرض عین ہے، اور اس سے مراد اتنی مقدار ہے کہ جس کی دین میں ضرورت پڑتی ہے۔ (ت)

رد المحتار میں فصول علامی سے ہے،

دینی علم اور ہدایت حاصل کرنے کے بعد ہر عاقل بالغ، مرد، عورت، پرجہ، غسل، نماز اور روزہ کے مسائل سیکھنا فرض ہے، اور اسی طرح مساکین زکوٰۃ کا اس شخص کے لئے جاننا جو صاحب نصاب ہے۔ اور حج کے مسائل اس کے لئے جس پر وہ واجب ہے، اور غریہ و فروخت کے مسائل جاننا کاروبار کرنے والوں کیلئے تاکہ وہ اپنے تمام معاملات میں مشکوک اور مکروہ کاموں سے بچ جائیں۔ یونہی پیشہ ور اور ہر ایسا آدمی جو کسی کام میں مشغول ہو تو اس پر اس کام کا علم رکھنا فرض ہے، اور اس کا علم یہ ہے تاکہ وہ اس معاملے میں حرام سے بچ جائے۔ (د)

اور اسی میں ہے:

تبیین الحرام میں ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ چھگانہ فرض نمازوں کی فرضیت جاننا اور حصول اخلاص کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ ہر عمل کی صحت اس پر موقوف ہے۔ یونہی مثال حرام کا علم اور ریا کا علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ عابد ریا کار اپنی ریاکاری کی وجہ سے اپنے عمل کے اجر و ثواب سے محروم ہوتا ہے۔ محمد اور خود بینی کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں انسانی اعمال کو اس طرح کھا جاتے ہیں جیسے آگ لکڑی کو۔ خرید و فروخت، نکاح، طلاق وغیرہ کے مسائل جاننا اس شخص کیلئے ضروری ہیں

فی تبیین المحرم لا شک فی فوضیۃ علم الفرائض الخمس و علم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة علیہ و علم المحلل والمحرّم و علم الریاء لان العابد محروم من ثواب عمله بالریاء و علم الحسد والعجب اذ هما یاکلان العمل کما متباکل النار الحطب و علم البیہ والشر و النکاح والطلاق لمن اساء الدخول فی ہذا الاشیاء و علم الالفاظ المحرمة او المنکرة و لعمری ہذا من اہم الہیات فی ہذا الزمان

جوان کاموں کو کرنا چاہیے، یوں ہی حرام اور کفر پر الزام جاننا ضروری ہیں، مجھے اپنی زندگی کی قسم اس زمانے میں یہ سب سے زیادہ ضروری امور ہیں۔ (ت)

اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ میں تحت حدیث مسطور فرماتے ہیں،

مراد بعلم درینجا علمیت کہ ضروری وقت مسلمان
ست مثلاً چون در اسلام در آمد واجب شد
بروئے معرفت صانع تعالیٰ وصفات و علم
پر نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
و جز آں از انچہ صحیح نیست ایمان بے آن و
چون وقت نماز آمد واجب شد آموختن علم
با احکام صلاۃ و چون رمضان آمد واجب
گردید تعلم احکام صوم الخ۔
اس جگہ (یعنی حدیث مذکور میں) علم سے وہ
علم مراد ہے جو مسلمان ہونے کے وقت
ضروری ہے، مثلاً جب کوئی شخص اسلام
لائے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی
معرفت، پر نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت
کا علم رکھنا اور اس کے علاوہ وہ اسلامی مسائل کہ
جس کو جاننے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا، پھر جب نماز کا
وقت آجائے تو مسالٰ نماز کو سیکھنا ضروری ہے اور

جب رمضان شریف آجائے تو احکام روزہ سیکھنے ضروری ہیں الخ (ت)

فرض اس حدیث میں اسی قدر علم کی نسبت ارشاد ہے، جن آیات و احادیث دیگر کہ فضیلت علماء
و ترغیب علم میں وارد و دلائل ان کے صراحت و علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم فرض کفایہ یا واجب یا سنوی
یا مستحب، اس کے آگے کوئی درجہ فضیلت و ترغیب اور حوائج سے خارج ہو ہرگز آیات و احادیث میں
مراد نہیں ہو سکتا، اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالت یا
فقہ و حدیث و تصوف بے تحیض و تفسیر قرآن بے افراط و تفریط خواہ وساطت مثلاً نحو صرف و مصانی و
بیان کہ فی حد ذاتہ امر دینی نہیں مگر فہم قرآن و حدیث کے لئے وسیلہ ہیں، اور فقیر فقیر اللہ تعالیٰ اس
کے لئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے مراد تکلم جیسے خود اس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے
نہیں ہو سکتی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے علم و علماء کے فضائل عالیہ و جلال کمالیہ ارشاد فرمایا
انہیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علماء و ارث انبیاء کے ہیں انبیاء نے دین و دنیا ترکہ میں نہ چھوڑے علم اپنا
ورثہ چھوڑا ہے جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا،

اخرج ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن حبان اور

واین جهان والیہی حق عن ابی ورداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول فذكر الحديث فی فضل العلم فی آخره انت العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینہم ولا دسما وورثوا العلم فمن اخذہ اخذہما وافرغہ

بہشتی نے حضرت ابوورداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تحریر فرمائی کہ انہوں نے سنا یا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا پھر انہوں نے فضیلتِ علم میں حدیث بیان فرمائی اور اس کے آخر میں فرمایا کہ بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کرام نے دھرم و دنیا و ورثہ میں نہیں چھوڑے بلکہ انہوں نے ورثت میں علم چھوڑا ہے پھر جس نے اس کو حاصل کیا تو اس نے وافر حصہ حاصل کیا۔ (د)

بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تک تو بیشک محمد اور فضائل جلیلہ موعودہ کا مصداق، اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم و مولوی کا استحقاق و رزق مذہب و دین سے جیسے فلسفہ و نجوم یا لغو و فضول جیسے قافیہ و عردن یا کوئی دنیا کا کام جیسے فتنہ و مساحت، بہر حال اُن فضائل کا مورد نہیں، نہ اس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں۔ ائمہ دینی فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول رہے اس کا نام دفتر علماء سے ہو جاسے،

فی الطریقة المحمدیۃ عن التارخانیۃ عن ابی اللیث الحافظ و هو کان بصرقند متقدما فی الزمان علی الفقیہ ابی الیث قال من اشتغل بالکلام صحی اسمہ من العلماء۔

طریقہ محمدیہ میں تارخانیہ کے حوالے سے ابو الیث حافظ سے منقول ہے یہ بزرگ مرقند کے رہنے والے تھے اور مشہور فقیہ ابو الیث سے زمانے میں پہلے ہوئے ہیں، انہوں نے فرمایا جو علم کلام میں مشغول ہو گیا اس کا نام ذمہ علماء سے بٹ گیا۔ (د)

سبب ان اللہ! جب متاخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنت و اسلام ہیں بوجہ اختلاط فلسفہ و زیادات مزخرفہ مذہبِ محمدیہ اور اس کا مشغول لقب عالم کا مستحق نہ ہوا تو خاص فلسفہ

منطق فلاسفہ و دیگر خرافات کا کیا ذکر ہے، و لہذا حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کے لئے کچھ وصیت کر جائے تو ان غزن کا جاننے والا ہرگز اس میں داخل نہ ہوگا،

فی الہندیۃ عن المخطاۃ اوصی لاهل العلم ببداۃ کذا فانہ یدخل فیہ اهل الفقه و اهل الحدیث و لایدخل من یتکلم بالحکمۃ الخ و نقل مثله فی مشروح الفقه الاکبر للمتکلمین عن کتب الفتاوی و صحابنا و منہا الظہیریۃ

فتاویٰ عالمگیری میں محیط کے حوالے سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص شہر کے اہل علم کے لئے کسی چیز کی وصیت کر جائے تو یقیناً اس میں اہل فقہ اور اہل حدیث داخل ہوں گے لیکن جو علم حکمت میں کلام کرے وہ اس وصیت میں داخل نہیں اور اسی جیسا کلام ہمارے اصحاب کے فتاویٰ

کے حوالے سے شرع فقہ اکبر میں مشکلیں کے متعلق ذکر کیا گیا ہے ان فتاویٰ میں سے فتاویٰ ظہیریہ کا خاص نام لیا گیا ہے۔ (د ت)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ قرآن و حدیث سے مدد بذوال اس معنی پر قائم کر سکتا ہے کہ مصداق فضائل صرف علوم دینیہ ہیں و بس۔ ان کے سوا کوئی علم شرع کے نزدیک علم نہ کہات و احادیث میں مراد، اگرچہ عرف نامس میں یا باعتبار لغت اسے علم کہا کریں ہاں آلات و وسائل کے لئے حکم مقصود کا ہوتا ہے مگر اسی وقت تک کہ وہ بقدر توسل و تقصیر توسل کیسے جائیں اس طور پر وہ بھی مورد فضائل ہیں جیسے نماز کے لئے گھر سے جانے والوں کو حدیث میں فرمایا کہ وہ نماز میں سبے جب تک نماز کا استقامت کرتا ہے، نہ یہ کہ انہیں مقصود قرار دے لیں اور ان کے توکل میں غرگزاردی بخوی لغوی ادیب منطق کہ انہیں علوم کا ہور ہے اور مقصود اصلی سے کام نہ رکھے ذہنا و عالم نہیں کہ جس حیثیت کے صدقہ میں انہیں نام و مقام علم حاصل ہو تا جب وہی نہیں تو یہ اپنی حد ذات میں نہ ان خوبیوں کے مصداق تھے نہ قیامت تک ہوں، ہاں اسے یہ کہیں گے کہ ایک صنعت جانتا ہے جیسے آہنگ و نجار اور فلسفی کے لئے یہ مثال بھی ٹھیک نہیں کہ دوبار بڑھی کو ان کا فن دین میں ضرر نہیں پہنچاتا، اور فلسفہ تو حسرام و مضر اسلام ہے، اس میں نہ کہ رہنے والا اجمل جاہل، اجمل بلکہ اس سے زائد کاستمی ہے، لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، ہیہات ہیہات اسے علم سے کیا مناسبت، علم وہ ہے جو مصیلت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک ہے، نہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ۔ سیتی عارف باللہ فی فضل

ناصح عبد الغنی بن اسماعیل نا بلخی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیر میں فرماتے ہیں :

الصعابة رضي الله تعالى عنهم لم يكونوا يشغلوا
انفسهم بهذا الفشار الذي اخترعه
الحكماء الفلاسفة بل من اعتقد في النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم انه كان يعلم هذه
الشقائق والبهذيانا المنطقية فهو
كافرات حقيرة علم النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم انما قلت فاذا كان هذا قوله
في المنطق فما ظنك بالفلسف الموبق
فسأل الله العاقبة۔

اسی طرح وہ ہیئت جس میں انکار و جرد آسمان و کذب گردش سیارات وغیرہ کفریات و امور
مخالفہ شرع تعلیم کے جاتیں وہ بھی خلی نجوم حرام و ملہم اور ضرورت سے زائد حساب یا جغرافیہ وغیرہا
داخل ضروریات ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، علم تین ہیں قرآن یا حدیث یا وہ
چیز جو وجوب عمل میں ان کی مجلس ہے (گویا اجماع و قیاس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) اور ان کے سوا
جو کچھ ہے سب فضول۔

اخرج ابو داود وابن حنبل و الحاكم عن
عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى
عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم العلم ثلاثة آية محكمة
او سنة قائمة او فريضة عادلة وما كان
سوا ذلك فهو فضل۔

ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبد اللہ
بن عمرو بن عاص (اللہ تعالیٰ دونوں سے انھی ہو)
کے حوالے سے تخریج کی، انہوں نے فرمایا کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا علم
تین ہیں : (۱) پختہ آیت (۲) سنت قائمہ
(۳) فریضہ عادلہ (یعنی وہ ضروری چیز جو وجوب

عمل میں کتاب و سنت کے برابر ہو) اور جو کچھ ان کے علاوہ ہے وہ زائد ہے۔ (ت)
اشعر میں ہے،

فدینة عادلة فريضة كمثل وعديل كتاب و
سنت است اشارت ست باطلع و قیاس
که مستند و مستنبط اندازان و بایں اعتبار
آز مساوی و معادل کتاب و سنت داشتند
اند و تعبیر از ان بفریضه کردند تنبیہ بر آنکه عمل باینها
واجب است چنانکہ بر کتاب و سنت و احکام
سوی ذلک فهو فضل و ہرچہ کہ ہست از
مراد علوم جزیں پس آن فضل است و یعنی یہ
ہرچہ قال اللہ نے قال الرسول
فضلہ باشد فضلہ می خواند فضول طاعت
فریضۃ عادلة جو کتاب و سنت کے مماثل اور
ان کے برابر ہو، یہ اجماع اور قیاس کی طرف
اشارہ ہے، جو ان سے منسوب اور ماخوذ ہو،
اسی اعتبار سے اس کو کتاب و سنت کے مساوی
اور برابر ٹھہراتے ہیں اور اس کی تعبیر فریضہ کے
ساتھ کر کے اس بات پر آگاہ کیا کہ اس پر
کتاب و سنت کی طرح عمل کرنا واجب ہے، اور
جو کچھ ان تین کے علاوہ ہے وہ فائز ہے یعنی ان
کے علاوہ جو مواد علوم ہے وہ فضول اور لایعنی ہے
جو کچھ اللہ تعالیٰ اور رسول کا ارشاد نہیں، وہ زائد
ہے اسے فضول اسے زائد سمجھو۔ ملخصاً (ت)

اسی حدیث کا پورا خلاصہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

کل العلوم سوى القرآن مشقة الا الحديث وعلوم الفقه في الدين

(قرآن و حدیث اور فقہ دینی کے علاوہ تمام علوم ایک مشغلہ ہیں۔ ت)

یہ مجمل کلام ہے باقی تفصیل مقام کے لئے دفتر طویل درکار، جسے منظور ہوا حیات العلوم و طریقہ تہذیب و درمختار و رد المحتار و غیرہ اسفار علماء کی طرف رجوع کرے،

و فیما ذکرنا کفایۃ لاهل الدرایۃ واللہ سبحانہ
و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ انتم و احکم۔
جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ اہل دانش کے لئے
کافی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے
اور اس حلیل القدر کا علم نہایت کامل اور بڑا پختہ ہے۔ (ت)

مبطل ۲۹۹ مسئلہ از صاحب گنج گیا مرسلہ مولوی کریم رضا صاحب ۲۰ شوال ۱۳۱۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعلیم و تعلم فتویٰ عقلیہ مثل منطق و حکمت و ریاضی وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو ملا نظام الدین صاحب کے آج تک ہزاروں علماء دین دارویدہ و دانستہ برضا و رغبت کیوں اس امر کے پابند رہے اور ہمیشہ درس دیتے رہے؟ نزدیکتا ہے کہ ہرگز اس علم کا پڑھنا پڑھانا جائز نہیں یہاں تک کہ بسبب اشتغال بعض مقامات تو صحیح و تلویح کے سائل معقول پر اس کتاب کے پڑھانے سے منع کرتا ہے زید کی تقریر سے ترک بعض علوم دینیہ مثل عقائد اور اصول کا لازم آتا ہے۔

(۲) زید عمر کا استاد ہے اور بوقت درکس حدیث کے زید نے عمر سے عہد لیا تھا کہ تم کہیں فن معقول نہ پڑھانا اب عمر و اکثر کتابیں دینیات کی طلبہ کو پڑھاتا ہے اور چونکہ مسائل عقائد اور اصول فقہ کے بسبب عدم مہارت معقولات کے طلبہ کی سمجھ میں بخوبی نہیں آتے ہیں اور طلبہ عمر کو تعاضاً معقولات کے پڑھانے کا کرتے ہیں، اس صورت میں اگر عمر و بخیاں اس کے کہ طلبہ اگر معقولات پڑھیں گے تو فنی اصول وغیرہ خوب سمجھیں گے معقولات پڑھانے تو عمر و بسبب نقض عہد استاد کے آثم ہو گیا یا نہیں، اگر آثم ہو گا تو اس کا کچھ کفارہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبر و الزامی فریادیں

اجر پائے۔ ت)

الجواب

(۱) نفس منطوق ایک علم آل و خادم علم اعلیٰ الاعالیٰ ہے اس کے اصل مسائل یعنی مباحث کلیات خمسہ و قول شارح و تعالیم قضایا و تناقض و محکوس و ضامات خمس کے تعلم میں اصلاً حرج شرعی نہیں نہ یہ مسائل شرع مطہر سے کچھ مخالفت رکھیں، بیان کرنے والے دائرہ کی مثال میں حکم شئی معلوم للہ دائماً (بے شک اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ ہر چیز کا علم ہے۔ ت) کہ بگو کل فلك متحرك دائماً (ہر آسمان ہمیشہ سے حرکت کرنے والا ہے۔ ت) لکھیں تو یہ ان کی تقصیر ہے منطق کا قصور نہیں، ائمہ نویدین بنور اللہ المبین اپنی سلامت فطرت عالیہ کے باعث اس کی عبارات اصطلاحات سے مستغنی تھے قرآن کے غیر بیشک ان قواعد کی حاجت رکھتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نحو و صرف و معانی بیان وغیرہ علوم کی احتیاج نہ تھی کہ یہ ان کے اصل سلیقہ میں مرکوز تھے اس سے ان کے غیر کا افتقار منتفی نہیں ہوتا ولہذا امام حجت الاسلام غزالی قدس سرہ العالی نے فرمایا:

من لم يعرف المنطق فلا ثقة جو کوئی علم منطقی سے نا آشنا ہے اسکے علوم

لہ فی العلوم اصلاً

نا قابل اعتبار و ناقابل اعتماد ہیں۔ (ت)

بہت اہم کرام نے اس سے اشتغال رکھا بلکہ اس میں تصانیف فرمائیں بلکہ اسفار و تہ
مثل کتب اصول فقہ و اصول دین کا مقدمہ بنایا، رد المحتار میں ہے،

اما منطق الاسلامیین الذی مقدماتہ قواعد اسلامیة فلا وجه للقول بحرمۃ بل سہاء الغزالی معیار العلوم وقد الف فیہ علماء الاسلام و متہم المحقق ابن الہمام فانہ اقر منہ ببیان معظم مطالبہ فی مقدمۃ کتابہ التحریرو الاصولی

اہل اسلام کی منطق کو حرام کہنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اس کے مقدمات قواعد اسلامیہ ہیں بلکہ امام غزالی نے تو معیار العلوم و علوم کے پرکھنے کا کسوٹی قرار دیا ہے اور اس میں علمائے اسلام نے سیکڑوں تصنیفات کی ہیں، انہی میں سے محقق ابن ہمام بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب "التحریر الاصولی" کے مقدمہ میں اس کا ایسا بیان فرمایا جس کے مطالبہ عظیم ہیں۔ (ت)

ہاں علم آلی سے بقدر آیت اشتغال چاہئے اس میں منہمک ہو جانے والا سفیہ جاہل اور مقاصد اصلہ سے محروم و غافل ہے، اسی طرح بہت اجزاء اسے حکمت مثل ریاضی ہندسہ و حساب و جبر و مقابلہ و ارثماطیقی و میامت و مرایا و مناظر و جبرئیل و علم مثلث کر دی و مثلث مسطح و میامت بدن و تدبیر منزل و مکائد حروب و فراست و طب و تشریح و بیطرہ و بیزرہ و علم زیجات و اسطرلاب و آلات رصد و موائیت و معادن و نباتات و حیوانات و کائنات الجود و جغرافیہ و غیرہ بھی شریعت مطہرہ سے مصادمت نہیں رکھتے بلکہ ان میں بعض بلا واسطہ بعض بالواسطہ امور دینیہ میں نافع و مبین اور بعض دیگر دنیا میں بکار آمد ہیں اگرچہ مقاصد اصلہ کے سوا حاجت سے زیادہ کسی شے میں تو غل فصولی و یہودگی ہے،

ومن حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ کسی شخص کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ لایعنی امور کو ترک کر دے۔ (ت)

لہ

رد المحتار مقدمہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱/۱
مسند امام احمد بن حنبل حدیث حسین بن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۱/۱

خصوصاً علم طب کا مفید و محمود محتاج الیہ ہوتا تو ظاہر و نہی فرائض کے لئے ضروری حساب اور ہمیں معرفت صحیحہ اوقات طلوع فجر کا ذب و صلاح و شمس و ضوۃ کبریٰ و استواء و ظل ثانی غایت الارکان و مثل اول و ثانی و غروب شمس و شفق اخر و ابیض کہ نماز و محرمی و افطار و غیرہ امور دینیہ و مسائل شرعیہ میں ان کی سخت حاجت عامہ کو بروج تحقیق بقدر قدرت بشری بے علم زیجات یا آلات رصدیہ نامتصور ان کی ناواقفی سے بہت لوگ سخت غلطیوں میں مبتلا رہتے ہیں مثلاً اذان عام میں جا ہوا ہے کہ جس وقت توپ چلی اور جس گھڑی میں بارہ بجے استواء ہو گیا جب تک وقت ظہر نہ آیا تھا اور اس کے بعد شروع ہو گیا حالانکہ دونوں غلط بعض برسوں میں ہنوز توپ چلے بارہ بجے میں پاؤ گھنٹہ یا زائد باقی ہوتا ہے کہ وقت ظہر ہو گیا اور بعض میں سوا بارہ بجے بھی وقت ظہر نہیں ہوتا اوقات سعی و افطار میں عوام جہال کی جنزلیوں یا ناواقف پڑے لکھوں کی فہرستوں پر عمل کرتے اور بلا وجہ بزعم احتیاط دونوں جانب تعجیل و تاخیر افطار سے ترک سنتی ہو کر حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مقرر رہتے ہیں بعض حضرات بنام حفظ سنت تاخیر و تعجیل افطار میں حد سے تجاوز ہو کر صحت و بطلان صوم کو حالت شک میں ڈال دیتے ہیں یہ سب علم زیجات سے ناواقفی پر مبنی ہے، ابھی چند سال ہوئے گنگوہ سے آئے ہوئے کچھ مسائل فقیر کے پاس بغرض استصواب آئے جن میں تین سوال متعلق ضوۃ کبریٰ و نیت صوم و صلوة تھے بعض نے علم مفتیوں نے کہا کہ آج کل بہت حامیوں کے معتمد ٹھہرے ہیں ان میں دو کا جواب تو قطعاً قلم انداز کیا ایک کا جواب جو دیا نہ دینا اس سے ہزار درجہ بہتر تھا وہ فاضل غلطیاں کیں جن سے احکام شرعیہ یکسر منقلب ہو گئے یہ وہی ناواقفی علم زیجات و میقات تھی زید و عمرو پورو پور نے ایک تاریخ معین میں دو مختلف شہری میں ٹھیک طلوع شمس کے ساتھ انتقال کیا ناواقف فرائض دان بنیال اتحاد وقت موت مطلقاً حکم عدم قریب کو سے نکال اور واقف اطوال و عروض بلاد و قاتی مرئیہ قطر شمس و مطالع بلد یہ بروج مستخرج عند تعادب الامر خصوصاً وقت وقوع کہ در بدرجات عروض و درج سوا جمیعاً کا صواب الغالب بر امرہ زیج نہ بجزو تعدیل بین السطریں کے لحاظ سے حکم صحیح دے گا۔ جامع الرموز میں ہے،

انہم قالوا لومات خربید وقت	فتہار کرام قریاتے ہیں مثلاً زید یکم رمضان کو میں
الطلوع من اول رمضان مثلاً	طلوع آفتاب کے وقت چن میں فوسٹ ہو گیا
بالصیبت کانت ترکہ لاختیہ عمرہ	تو اس کا ترکہ اس کے بھائی عمرو کو ملے گا جبکہ
قد مات فیہ بسر قتد مع انہما	وہ بھی اسی وقت سمر قتد میں فوت ہو گیا حالانکہ
لوماتا معالسم یروث احدهما	وہ اگر دونوں اکٹھے یکجا مرتے تو ان میں سے کئی

عن الآخر كما تقرر

ایک دوسرے کا دلالت نہ ہوتا جیسا کہ (اپنی جگہ) یہ

ثابت ہو چکا ہے۔ (ت)

یہی بعض مسائل حیض و نفاس و عدت وغیرہ میں بھی اہل علم کی حاجت مثلاً عورت ٹیکہ وقت غروب شمس
حائضہ ہوتی پھر سفر کیا دسویں دن وہاں ٹیکہ وقت غروب دم منقطع ہوا تا وقت مطلقاً اسے عشرہ کا رخصت
جان کر انقطاع لاکثر کے احکام جاری کرے گا اور واقعہ بلحاظ امور معلوم کسی انقطاع لاقبل کے گا کبھی زیادہ
علی العشرہ پر آگاہ ہو کر عادت سے جو دن زائد ہوئے انھیں استحاضہ مانے گا، یہی اگر شہر دیگر میں تیسرے
دن وقت غروب انقطاع ہوا تا وقت مطلقاً حیض اور واقعہ کبھی استحاضہ جانے گا کہ تعداد پر حیض میں
ایسی ہی تہ قیق معتبر ہے۔ شرح نقایہ میں ہے۔

رد المحتار میں ہے: ای سدس القراصن (یعنی آفتاب کی ٹیکہ کا پچھا حصہ۔ ت) غور کیجئے کہنا
تفاوت احکام ہو گیا اور تعلیقات میں تو ہزار ہا صورتیں نکلیں گی جن کا حکم ہے اہل علم کے ہرگز نہ کھلے گا اور فقہ
کو ان کی طرف رجوع سے چارہ نہ ملے گا کہ لا ینفخ عنی من ادنی حنظل منھا (جیسا کہ اس پر پوشیدہ نہیں
جوان علوم میں سے معمولی حصہ بھی رکھتا ہے۔ ت) تو مطلقاً علوم عقلیہ کے تسلیم و تعلم کو ناجائز بہت نا
یہاں تک کہ بعض مسائل صغیر مفیدہ عقلیہ پر اشتمال کے باعث توضیح و تلویح جیسے کتب جلیدہ عظیمہ وغیرہ کے
پڑھانے سے منع کرنا سخت جہالت شدیدہ و سفاہت بعیدہ ہے ہاں اکثر طبیعیات و عمار الہیات فلاسفہ
مخدولین صد ہا کفر صریح و شرک جلی پر مشتمل مثلاً زمان و حرکت و افلاک و رمول و صورت جو مبد و فوہیدہ و سفسط
و افوارع مرالید و نفوس کا قدم اور خالقیت عقل مفارقة و انکار قائل مختار و علم جزئیات و حشر اجساد و
جنت و نار و آحالی خرق افلاک و اعادہ معدوم و صدور کثیر عن الواحد وغیرہ اور ان کے سوا اور اجزاء
و فروع فلسفہ بھی کفریات حرکیہ و محرمات قبیحہ سے ملو ہیں مثلاً علم طلسمات و غیر نجات و جوار التاثر من
علم النجوم و احکام زائچہ عالم و زائچہ مرالید و قیمرات و فردانات و سیمیا وغیرہ یا یہ تو درس میں داخل
نہیں طبیعیات و الہیات پڑھائے جاتے ہیں۔

فاقول وبالله التوفیق (پھر میں کتابوں توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ ت)

لے جامع الرموز

لے رد المحتار کتاب الطہارۃ باب الحيض دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۸۹/۱

انصافاً ان کی تعلیم و تعلم زہرِ ملک و نارِ محرق ہے مگر بچہ شرملا
اولاً انہماک فلسفیات و توہل مزخرفات نے معلم کے فردِ قلب کو منطقی اور سلامت عقل کو متنفی
نہ کر دیا ہو کہ ایسے شخص پر خود ان علوم ملعونہ سے یک نحت و امن کشی فرض اور اس کی تعلیم سے ضررِ اشد
کی توقع ہے۔

ثانیاً وہ عقائد حقہ اسلام پر مغیرہ سے ہر وجہ کمالی واقف و ماہر اور اثباتِ حق و ازہاقِ باطل
پر ایجنہ تھا لے قادر ہو ورنہ قطوبِ طلبہ کا تحفظ نہ کر سکے گا۔

ثالثاً وہ اپنی اس قدر کو بالترام تمام ہر سبق کے ایسے محل و مقام پر استعمال بھی کرتا ہے
ہرگز کسی مسئلہ یا طلبہ پر آگے نہ چلنے دے جب تک اس کا بطلان متعلم کے ذہن نشین نہ کر دے غرض
اس کی تعلیم کا رنگ وہ ہو جو حضرت بحر العلوم قدس سرہ الشریف کی تصانیف شریفہ کا۔
مربعاً متعلم کو قبل تعلیم غیب جانے کے پورا سستی صحیح العقیدہ ہے اور اس کے قلب
میں فلسفہ ملعونہ کی عظمت و وقاحت جھلک نہیں۔

خامساً اس کا ذہن بھی سلیم اور طبع مستقیم دیکھ لے بعض طبائع خواہی خواہی نیرنگ کی طرف
جاتے ہیں حتیٰ بات اُن کے دلوں پر کم اثر کرتی اور جھوٹی جلد پر چلتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وان یردا سبیل الرشید
لا یتخذ وہ سبیلًا ۵ وان یردا سبیل الخی
یتخذ وہ سبیلًا ۶
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر راستی اور ہدایت
کی راہ دیکھیں تو اس پر نہیں چلتے اور اگر گمراہی کی
راہ دیکھ لیں تو اس پر چلنے لگتے ہیں۔ (ت)

بالجملہ گمراہ ضال یا مستعد ضلال کہ اس کی تعلیم حرام قطعی ہے مگر
اسے لوری کوئی دیت ہے متوازن ہتھیار

سادساً معلم و متعلم کی نیت صالحہ ہو نہ اغراض فاسدہ۔
سابعاً تنہا اسی پر قانع نہ ہو بلکہ دینیات کے ساتھ اُن کا سبق ہو کہ اس کی عظمت اس
کے نور سے متغلی ہوتی رہے ان شرائط کے لحاظ کے ساتھ بعونہ تعالیٰ اس کے ضرر سے تحفظ رہے گا
اور اس تعلیم و تعلم سے انتفاع متوقع ہو گا کہ

علمت اللہ لا للشر لکن لتوقیہ فمن لم یعرف الشرفیو ما یقیم فیہ

(میں نے شر کو اس سے بچنے کے لئے معلوم کیا ذکر شر کے لئے، پھر جو کچھ شر کو

نہیں پہچانتا تو کسی نہ کسی دن اس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (ت)

تشبیہ اذیان ہوگی خلا لات فلسفہ کے زور قدرت ملے گی بہت بد مذہب کہ مناظرات میں گفتار
فلاسفہ کا دامن پکڑتے ہیں ان کی دندان شکنی جو سکے گی انھیں اغراض سے درس نظامی میں یہ کتب
رکھی گئی تھیں کہ اب شدہ شدہ از کلمات کجا نوبت پہنچی یہاں تک کہ بہت جماع کے نزدیک یہی جہالات
باطلہ علوم مقصودہ قرار پا گئیں جس کی شہادت کا قدرے بیان فقیر نے اپنے رسالہ مقامہ المجدید
علیٰ محمد المنطق المجدید (۱۳۰۲ھ) میں کیا و باللہ التوفیق ، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
و علمہ اتعوا حکم (اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق کی طلب اور آرزو ہے ، اور اللہ پاک ، برتر اور
خوب جاننے والا ہے ، اور اس کا علم نہایت درجہ کامل اور بڑا پختہ ہے۔ (ت)

(۲) کلام قصار و اصول فقہ کی سمجھ میں طبیعیات و الہیات فلسفہ کی اصلاً حاجت نہیں ،
وقال اللہ تعالیٰ وادعوا بالعہد انت
العہد کان مسئلۃ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ، لوگو! وعدہ پورا
کیا کرو جبہ شک وعدہ کے بارے میں پوچھ
ہوگی۔ (ت)

ہاں منطق بلا شبہ مفید و کار آمد اور اثر جگہ محتاج الیہ ہے ، میبذی و صدر و شمس یا زمرہ و
امثالہا کے استثناء سے درس عام میں جو تعلیمات خالصہ یا تعلیمات تہذیبہ صغریٰ و کبریٰ و ایسا غوی
و قال اقول و میر ایسا غوی و قطبی و میر قطبی و شرح تہذیب و میبذی و جلالی و حاشیہ سید زہر
و حاشیہ الحاشیہ مولانا بکر العلوم و سلم و طاحسن و محمد اللہ و قاضی و رسالہ قطبیہ و شرح سید زہر و
حاشیہ غلام بخٹی و شرح عقائد فلسفی و جلالی و خیالی و تحریر اقلیہ کس و تصریح شرح تشریح و شرح تعلیمی
و مسلم الثبوت و شرح مرقعات و میر زہر امور عامہ رضائی جاتی ہیں فہم کلام و اصول و نیز تشبیہ اذیان و
تحریر عقول کے لئے بس ہیں اخذ ہمہ میں مراد استاد اگر وہی کتب محرم تھیں جب تو ظاہر کہ ان میں حرج
نہیں ورنہ بشرط حاجت بنظر حاجت و رعایت شرائط و صحت نیت تعلیم کر سکتا ہے اگر عہد ہو کہ
بقسم تھا نو کفارہ عین ہے ورنہ نہیں ،

اخرج الاثنیۃ احمد و الشیخان
عن عبد الرحمن بن سمرق رضی اللہ تعالیٰ
انہ کرام مثلاً امام احمد اور بخاری و مسلم نے
حضرت عبد الرحمن بن سمرق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا حلفت على يمين فرأيت
غيرها خيرا منها فأت الذي هو خير
وكفر عن يمينك لله والله سبحانه وتعالى
اعلم وعلمه جل مجددا اتم واحكم -
کا کفارہ ادا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ پاک، برتر اور خرب جاننے والا ہے اور اس بزرگی والے کا علم
بڑا کامل اور نہایت نچتر ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۳۱۳ از موضع ثناء ضلع بریلی معرفت نیاز محمد خاں صاحب ۱۲ رجب ۱۳۱۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شاگرد کے ذمہ استاد معلم کے حقوق کس قدر ہیں
اور اس کے ادا نہ ہونے میں کیا مواخذہ ہو گا اور استاد کے احکام کی نافرمانی میں شاگرد کی نسبت کیا
حکم ہے اور اس مسئلہ میں کہ شاگرد ناسات کا پردہ استاد سے بعد بلوغ ہونا چاہئے یا قبل بلوغ بھی؟
جینو اتوجروا۔

الجواب

عالمگیری میں وجیز امام حافظ الدین کروری سے ہے،
قال الترمذ وليست حق العالم على الجاهل
و حق الاستاذ على التلميذ واحد على السواء
وهو ان لا يفتخر بالكلام قبله ولا يجلس مكانه
وان غاب ولا يرد على كلامه و
لا يقدم عليه في شئ بل
اس میں غرائب سے ہے،
ينبغي للرجل ان يراعى حقوق
یعنی فرمایا امام زہد دہلوی نے عالم کا جاہل اور
استاذ کا شاگرد پر ایک ساتھی ہے برابر اور
وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے
بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت میں بھی نہ بیٹھے اور
چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے اور اس کی بات کو رد نہ کرے
آدمی کو چاہئے کہ اپنے استاذ کے حقوق واجب

لہ صحیح البخاری کتاب الاحکام باب من سأل المارة وكل اليها قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۹۸ و ۱۰۵۸
صحیح مسلم کتاب الايمان باب من بين يميني الخ " " " ۲۸/۲
لہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثلا ثون نورانی کتب خانہ پشاور ۳۷۳/۵

کسی کی اطاعت نہیں۔ ت) مگر اُس زمانے میں گستاخی و بے ادبی سے پیش نہ آتے فات
 المنکر لایزال بحتکو (گناہ کا ازالہ گناہ سے نہیں ہوتا۔ ست) نافرمانی احکام کا جواب
 اسی تقریب سے واضح ہو گیا اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہوشیاری کیا جائے گا بحال عاجزی و زاری معذرت کرے اور
 نیکی اور اگر اس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اس کی بجا آوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا
 حکم معلوم ہو چکا اُس نے اسلام کی گزہوں سے ایک گزہ کھول دی۔ علماء فرماتے ہیں جس سے اُس کے استاد
 کو کسی طرح کی ایذا پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اُس کے احکامات و واجبات شرعیہ ہیں جب
 تو ظاہر ہے کہ اُن کا لزوم دوبارہ ہو گیا اُن میں اس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے والیہا ذہالہ تعالیٰ۔ رہا پر وہ
 اس میں استاد و غیر استاد، عالم و غیر عالم، پیر سب برابر ہیں۔ تو برسی سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں
 اور تب پندرہ برس کی ہر سب غیر محرم سے پردہ واجب، اور نوے پندرہ تک اگر آثار بلوغ ظاہر ہو
 تو واجب، اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مؤکد کہ یہ زمانہ قریب بلوغ و کمال
 اشتہا کا ہے وہن لوی عرف اہل زمانہ فہو جاہل، فسأل الله العفو والعافية (جو اپنے نطفے
 والی کو نہ پہچانے تو وہ جاہل ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ست)
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بنا بر سر مصلحت پورا اونچی مسجد مرسلہ مولوی محمد عبد الرحمن صاحب بحث فی شافعی

۱۲ رمضان ۱۳۱۳ھ

ہمارے علمائے اہلسنت رحمہم اللہ تعالیٰ اس میں کیا فرماتے ہیں کہ جیسا کہ حنفی کا بموجب اس کے
 جو کہ درختار میں ہے اس بات سے کہ ضرورت کے وقت کسی مسئلہ میں اپنے امام کے سوا دوسرے امام کی
 تقلید کرنے کا کچھ خوف نہیں ہے یہی بشرط اس کے کہ اُس مسئلہ میں اسی امام کے سبب شرط کا التزام کیے
 اور نیز بموجب اس کے جو کہ شافعی میں ہے اس بات سے کہ اہل وہبان نے اپنے منظور میں ذکر کیا ہے کہ
 اگر ضرورت کے وقت امام مالک کے قول پر فتویٰ دیا جائے تو جائز ہے اور نیز بموجب اُس کے جو کہ جامع الرموز
 میں ہے اس بات سے کہ مفتقر دکی حدت انتظار کی تعمین میں امام مالک اور امام اوزاعی چار برس تک قائل ہیں
 پھر بعد چار برس کے اُس کی بیوی کو نکاح کرنے کی اجازت ہے تو اگر ضرورت کے وقت ہمارے یہاں بھی
 اس قول کے ساتھ فتویٰ دیا جائے تو کچھ خوف نہیں (ضرورت کے وقت دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز
 ہے ایسا ہی ضرورت کے وقت مثلاً مسئلہ انتقاض الوضو باکل ماست النار میں شافعی کو بھی اسکے
 مذہب کی کس کتاب کے بموجب دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیتواتوجروا

الجواب

تقلید امام دیگر وقت ضرورت صحیح بشرط مذکورہ فی السؤال کا جواز متفق علیہ ہے ولہذا حنفی شافعی ہر مذہب کے محاسب کو لکھتے ہیں کہ اپنے ہم مذہب کو جو بات خلاف مذہب کرتے دیکھیں اگر وہ اس میں عذر تقلید غیر پیش کرے احتساب سے ہاتھ اٹھائیں۔ شرح عین العلم میں ہے :

لو رأی الشافعی شافعیاً شوب النبیذ او ینکح بلاوی ویطوئ نہ وجتہ او رأی الحنفی حنفیاً یلبس بالشرنج اولبس الشوب الاحمر فہذا فی محل النظر کما فی الایاء والاظہار من لہ المحبة والانتہار اذ لم ینہب احد من المحصلین الی ان لہ ان یاخذ بمذہب غیرہ بل علی مقلد اتباع مقلد فی کل تفصیل فی مخالفة المقلد متفق علی کونہ منکر من المحصلین وهو عاص بالمخالفة الا انہ جونہ لہ تقلید من الاشیء فی بعض المسائل فاذا اعتذ بدقل انا مقلد للشافعی او الحنفی فی ہذا الباب یرفع عنہ الاحتساب آء مختصراً۔

اور کوئی شافعی کسی دوسرے شافعی کو دیکھے کہ وہ نبیذ (جو س) پیتا ہے اور بغرو لی کے نکاح کرتا ہے اور اس بری سے ہم بستری کرتا ہے یا کوئی حنفی کسی دوسرے حنفی کو دیکھے کہ وہ شطرنج کھیلتا ہے یا سرخ لباس پہنتا ہے تو یہ قابل اعتراض ہے جیسا کہ امام غزالی کی الامار میں ہے، اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس کے لئے احتساب اور انکار ہے کیونکہ محصلین میں سے کوئی دوسرے نہیں گیا کہ اس کے لئے کسی دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے بلکہ مقلد پر تفصیل میں اپنے امام کا اتباع فی الذہب ضروری ہے لہذا امام کی مخالفت کے گناہ ہونے پر محصلین کا اتفاق ہے اور مخالفت امام کا ترک گناہگار ہے ہاں البتہ اس کے لئے دوسرے امر میں سے کسی امام کی بعض مسائل میں

تقلید جائز ہے پھر اگر معذرت کرے اور کہے میں اس باب میں امام شافعی یا امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوں تو اس سے احتساب اٹھ جائے گا اور مختصراً۔ (ت)

اور اس کے اجل شواہد سے خود امام مذہب سنیہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے کہ جب فناؤ صبح مزار اکرم حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پڑھی اس میں دعائے قنوت نہ پڑھی نہ بسم اللہ شریف کا جہر کیا اور اس کا سبب حضرت امام الامام کا ادب بیان فرمایا۔

کما ذکرہ الامام ابن حجر المکی الشافعی
فی الفصل الخامس والثلاثين من
الخیرات الحسان من مناقب الامام الاعظم
ابی حنیفة النعمان (ت)

جیسا کہ امام ابن حجر مکی شافعی نے اسکو الخیرات
الحسان من مناقب الامام اعظم ابی حنیفة النعمان
کے ۳۵ ویں فصل میں بیان فرمایا۔

اور موی ہوا کہ خیرات انتقال میں رفع یدین بھی دیکھا اور فرمایا،
ادبنا مع هذا الامام اکثر من ان نطهر
خلافة بحضوره۔
ذکرہ علی القاری فی المرقاة۔
اس امام کے ساتھ ہمارا ادب اس سے زائد ہے
کہ ہم ان کے حضور ان کا خلافت ظاہر کریں۔
اس کو علی قاری نے مرقاة (شرح مشکوٰۃ)
میں ذکر فرمایا۔ (ت)

یہاں مخالفت مذہب کی ضرورت کو امام ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان میں مفصل ذکر
فرمایا ہے من شاء فليطالعها (جو کوئی چاہے اس کا مطالعہ کرے۔ ت) اتنا امر اور طوطا خاں
رہے کہ زن مفقود کو چار سال کے بعد اہواز نکاح کہ مذہب امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے
اس کے یہ معنی نہیں کہ جب اس کی خبر منقطع ہونے کو چار برس گزر جائیں یہ بطور خود نکاح کر لے بلکہ
اُن کا مذہب یہ ہے کہ زن مفقود قاضی شرع کی طرف رجوع لائے وہ اپنے حکم سے چار سال کی ہملت
آج سے دسے اس سے پہلے اگرچہ بیس سال گزر گئے ہوں ان کا کچھ اعتبار نہیں جب یہ چار برس
گزر جائیں اور پتا نہ چلے قاضی اپنے حکم سے تفریق کرے اس کے بعد عورت مدت بیٹھ کر نکاح کی
ممانعت ہو سکتی ہے،

كما بينته العلامة الزرقاني المالكي في
شرح الوطواط وضحناه في كتاب النكاح
وكتاب المفقود من فتاونا۔
جیسا کہ علامہ زرقانی مالکی نے اس کو شرح موطا میں
بیان فرمایا، اور ہم نے اپنے فتاویٰ کی بحث
نکاح اور ہمیشہ مفقود میں اس کی وضاحت کی۔
یہ بہت غلطی و لغزش کا محل ہے اسے خوب سمجھ لینا چاہئے۔ اسی طرح انتہا ضعیف و ضعیفہ مامستہ
ان را (آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا ٹوٹ جانا۔ ت) ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کسی کا

مذہب نہیں بلکہ بعد صدر اول اس کے خلاف پر اجماع علماء معتقد ہو گیا ہے۔ امام اجل ابو ذر کرمی قوی شافعی شرح مسلم میں فرماتے ہیں،

ذهب جماهير العلماء من السلف والخلف إلى أنه لا ينقض الوضوء باكل ما هسته النار ممن ذهب إليه أبو بكر الصديق وعمر وعثمان وعلي رضي الله تعالى عنهم وهو مذهب مالك وأبي حنيفة والشافعي وأحمد من جهة الله تعالى وذهب طائفة إلى وجوب الوضوء الشروع باكل ما هسته النار وهو مروي عن عمر بن عبد العزيز والحسن البصري والزهري ثم إن هذا الخلاف الذي حكيتاه كان في الصمد الأول ثم اجتمع العلماء بعد ذلك على أنه لا يجب الوضوء باكل ما هسته النار ما باختصاصه، والله تعالى أعلم۔

آگ پر کی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا واجب نہیں اور باختصار۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ (ت)

مسئلہ (سوال ندارد)

الجواب

حفظ قرآن فرض کفایہ ہے اور سنت صحابہ و تابعین و علمائے دین متین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور منجملہ افاضل مستحبات عمدہ قربات منافع و فضائل اُس کے صمد شمار سے باہر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الحيض باب الوضوء قیدی کتب خانہ کراچی ۱۵۶/۱

یجی صاحب القرآن یوم القیمة فیقول یعنی قرآن والا قیامت کے روز آئیں گے پھر اس شخص کو تاج کرامت عطا فرمائیں گے، پھر عرض کرے گا اے رب میرے اور زیادہ کو، تو اسے عطا بزرگی پہنائیں گے، پھر عرض کرے گا اے رب میرے اس سے راضی ہو جا، تو اسے جل جلالہ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا پڑھ اور چڑھ۔ اور ہر آیت پر ایک نیکی زادہ کی جائے گی۔ اور فرماتے ہیں :

یقال یعنی صاحب القرآن اقرء واسرف و سئل المحدث سواہ الترمذی و ابن ماجہ واللفظ للترمذی۔ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو اسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا کہ تیرا مقام اس کی پچھلی آیت کے نزدیک ہے جسے تو پڑھے گا (ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور الفاظ جامع ترمذی کے ہیں) حاصل یہ کہ ہر آیت پر ایک ایک درجہ اس کا جنت میں بلند کرتے جاتیں گے جس کے پاس جس قدر آیتیں ہوں گی اسی قدر درجے اُسے ملیں گے۔ اور فرماتے ہیں :

مثل القرآن ومن تعلمہ الحدیث رواہ یعنی حافظ قرآن اگر شب کو تلاوت کرے تو اس کی مثال اس کو شہ دان کی ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہو اور اس کی خوشبو تمام مکافوں میں ملے اور جو شب کو سورہ ہے اور قرآن اس کے سینے میں ہو تو اس کی کہاوت مانند اس کو شہ دان کے ہے جس میں مشک ہے اور اس کا منہ باندھ دیا جائے الحدیث (ابن ماجہ اور نسائی نے اسے روایت کیا۔ ت) اور فرماتے ہیں :

خیرکم من تعلم القرآن یعنی تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور

۱۱۵/۲	امین کمپنی دہلی	ابواب فضائل القرآن	جامع الترمذی
۱۱۵/۲	" " "	" " "	" "
۱۱۱/۲	" " "	" " "	" "
۱۹ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فضل من تعلم القرآن	سنن ابن ماجہ

علمہ، ساوۃ البخاری والترمذی و
ابن ماجہ۔
سکھائے (بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے
روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں،

لما سمعت المنہکۃ القرآن الحدیث
سواء الدارمی
خوشی ہو ان سینوں کے لئے جو اسے اٹھائیں گے اور یاد کریں گے، اور خوشی ہو ان زبانوں کے لئے
جو اسے پڑھیں گے اور تلاوت کریں گے (اس کو دارمی نے روایت کیا۔ ت)
جائزاً اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کی ترغیب و تحریص
فرمائی۔ رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے،

ولقد یسرنا القرآن فہل من مدکر
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اور بیشک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو یاد
کرنے کے لئے سو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

تعاهدوا القرآن فوالذی نفسی بیدہ
لہو اشد تفصیلاً من الابل فہ عقلتہا
یعنی نگاہ رکھو قرآن کو اور اسے یاد کرتے رہو
سو قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے البتہ قرآن زیادہ چھوٹے پرکاردہ ہے ان
اونٹوں کے جو اپنی رستیوں سے بندھے ہوں (اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ ت)
یعنی جس طرح بندھے ہوئے اونٹ چھوٹا چلتے ہیں اور اگر ان کی محافظت و احتیاط نہ کی جائے

۵۲/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب فضائل القرآن	صحیح البخاری
۱۱۳/۲	امین کمپنی دہلی	باب ۱۳	جامع الترمذی
۱۹ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فضل من تعلم القرآن	سنن ابن ماجہ
۳۲۶/۲	نشر السنۃ مئتان	کتاب فضائل القرآن حدیث ۳۴۱۷	سنن الدارمی
		۱۷/۵	کتاب القرآن الکریم
۵۳/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب فضائل القرآن	صحیح البخاری
۲۶۸/۱	" " "	" " "	صحیح مسلم

تو رہا ہو جائیں اس سے زیادہ قرآن کی کیفیت ہے اگر اُسے یاد نہ کرتے رہیں گے تو وہ تمہارے سینوں سے نکل جائے گا پس تمہیں چاہئے کہ ہر وقت اس کا خیال رکھو اور یاد کرتے رہو اس دولت بے نہایت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔
اور فرماتے ہیں :

ان الذی یس فی جوفہ شعث من القرآن کالبیت الخرب - رواہ الترمذی
حاصل یہ کہ جسے کچھ قرآن یاد نہیں وہ دیرانے گھر کے مانند ہے یعنی جیسے گھروں کی زینت ان کے رہنے والوں اور عمدہ آرائشوں سے ہوتی ہے اسی طرح خاندان کی زینت قرآن مجید سے ہے جسے قرآن یاد ہے اس کا دل آباد ہے ورنہ دیرانہ و برباد۔
اور فرماتے ہیں :

یا اهل القرآن لا تسدوا القرآن وتلقوا حق تلاوته من اناء الليل والنهار و افشوه المحدث من ادابہ فقل
یعنی اسے قرآن والو! قرآن کو تکلیف نہ بناؤ کہ پڑھ کے یاد کر کے رکھ چھوڑا پھر نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ اسے پڑھتے رہو دن رات کی گھڑیوں میں جیسے اس کے پڑھنے کا حق ہے اور اسے

افشا کرو کہ خود پڑھو لوگوں کو پڑھاؤ یاد کرو اس کے پڑھنے یاد کرنے کی ترغیب دو نہ یہ کہ جو پڑھے اور خدا اسے حفظ کی توفیق دے اس کو روکو اور منع کرو۔ (بہیقی اور طبرانی سے اس کو روایت کیا ہے) اس سے زیادہ نادر ان کوں ہے جسے خدا ایسی ہمت بخشے اور وہ اسے اپنے ہاتھ سے کھولے اگر قدر اس کی جانتا اور جو ثواب اور درجات اس پر موعود ہیں ان سے واقف ہوتا تو اسے جہان و دل سے زیادہ عزیز رکھتا نہ یاد ان کو اپنے سوا حافظہ یا کسی اور سبب سے حفظ قرآن میں وقت ہو یا بقیہ زیادہ واقع ہوں تو اسے قرآن کا قصور سمجھتا ہے اور اس کے حفظ کو معاذ اللہ بیکار و بے ثمر ٹھہراتا ہے یہ دوسرے شیطان کا ہے کہ اس کے دل میں ڈر لاتا تاکہ اُسے ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم رکھے اور راہ راست سے پھیر کر گمراہوں کے گروہ میں داخل کرے تو یہ نہیں جانتا کہ جسے قرآن مجید میں زیادہ وقت و مشقت پڑتی ہے اس کا اجر اللہ کے نزدیک دوگنا ہے۔ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

الناہر بالقراء مع السفرة الكرام البوسیة یعنی جو شخص قرآن مجید میں مهارت رکھتا ہے وہ نیکو
سواۃ البخاری و مسلمہ اور بزرگوں اور وحی و کتابت یا لوح محفوظ کے

لکھنے والوں یعنی انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے، اور قرآن کو بزرگ پر چھتا ہے اور وہ
اس پر شاق ہے اس کے لئے دو اجر ہیں (بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا۔ ت)

انجام اس وسوسہ ابلیس و فساد باطنی کا یہ ہے کہ وہ قرآن مجید بھول جائے اور ان وعیدوں کا
مستی ہو جو اس باب میں وارد ہوئیں، اللہ جل جلالہ فرماتا ہے،

وَمَنْ أَغْرَضَ عَنْهُ ذِكْرِي الْآيَةِ جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منہ پھیرے گا سو اس
کے لئے تنگ عیش ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا ٹھائیں گے کچھ گا اسے میرے رب! تو
نے مجھے اندھا کیوں ٹھایا اور میں تو تھا انکھیا را، اللہ تعالیٰ فرمایا یارب میں آئی تھیں تیرے پاس
ہماری آیتیں سو تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تو بھلا دیا مجھے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

ما من امر و یقرء القرآن ثم یفلہا الحدیث، سواہ ابو داؤد و
یعنی جو شخص قرآن پڑھ کر بھول جائے گا قیامت کو
خدا کے پاس کوڑھی ہو کر رہے گا۔ (ابو داؤد و
دارمی نے اس کو روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں،

عرضت علی ذنوب امتی الحدیث، رواہ
الترمذی کہے
حاصل یہ کہ میری امت کے گناہ میرے حضور عیش
کئے گئے تو میں نے گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا
کہ کسی شخص کو قرآن کی ایک سورۃ یا ایک آیت یاد ہو پھر وہ اسے بھلا دے۔ (اس کو ترمذی نے
روایت کیا۔ ت)

صحیح البخاری کتاب الترجید باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناہر بالقراء ۲/۲۹-۱۱۲۵

صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب فضیلتہ ما حفظ قرآن قیدی کتب خانہ کراچی ۱/۲۹۹

صحیح القرآن الکریم ۲/۱۲۲

کنز سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب التشدید فی حفظ القرآن آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۰۶

سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن حدیث ۳۲۴۳ نشر السنۃ خٹان ۲/۳۱۵

کنز جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن باب من حفظ القرآن امین مبینی دہلی ۱/۱۱۵

زید پر لازم کہ اس قسم کی غرافات اور گستاخیاں سے باز آئے اور خلافتِ علم اللہ اور اللہ کے رسول کے لوگوں کو حفظِ کلام اللہ سے نردو کے بلکہ ترغیب دے اور جہاں تک ہو سکے اُنس کے پڑھانے اور حفظ کروا دے اور خود یاد رکھنے میں کوشش کرے تاکہ وہ ثواب جو اس پر موجود ہیں حاصل ہوں اور روزِ قیامت اندھا کو ڈھکی ہو کر اُنھنے سے نجات پائے،

واللہ الہادی الی سبیل الرشاد ومن یضلل
اللہ فمالہ من ہاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم
وعلمہ اتم وحکمہ احکم۔

اللہ تعالیٰ سیدھا راستہ دکھانے والا ہے اور جس کو
وہ گمراہ کر دے اُسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔
اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اس
عالمِ بڑا کامل اور اس کا فیصلہ بڑا محکم ہوتا ہے (ت)

مسئلہ ۲۸ موضع انگہ چاند پور پر گنہ فراب گنج مرسلہ سیدہ حافظہ وحید الدین صاحب ۴ شعبان ۱۳۴۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں، ایک موضع میں دو قسم کے فریقی ہیں، ایک کی اولاد
دین کے مدرسے میں علم دین مثل حفظِ قرآن شریف و ناظرہ و ضروریاتِ دین و دنیوی جو کہ ضروری ہیں بہت
زمانہ سے سیکھتے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں اور اُن کے والدین کوشش اُن کے میں مصروف ہیں، اور دوسرے
فریقی نے عرضی دے کر مدرسہ سرکاری کر دیا ہے وہ اس کی تابندہ اور کارروائی میں مصروف ہیں، ہر دو
مدرسین کا کیا حکم ہے اور ہر دو فریقین اور طالب علموں کے لئے کیا حکم شرع ہے اور کون سے علوم ہیں کرائی
کی فرضیت کا حکم ہے یا اس میں مسلمانوں کو اپنا طبیعت کا اختیار ہے جو علم چاہیں پڑھیں پڑھائیں، ثواب و
عقاب سے اس کے لئے آگاہ فرمائیے گا۔ (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

علم دین سیکھنا اس قدر مکہ بہب حق سے آگاہ ہو و خود فیصل، نماز، روزے وغیرہ ضروریات کے
احکام سے مطلع ہو۔ تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارے، فرض ہر شخص جس حالت میں ہے اس کے
متعلق احکام شرعیات سے واقف ہو فرض عین ہے جب تک یہ حاصل کرے جغرافیہ تاریخ وغیرہ میں
وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے،

طلب العلم فریضة علی کل مسلم
و مسلمة۔
ہر مسلمان مرد و عورت پر علم کی تلاش فرض
ہے۔ (ت)

جو فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہو حدیثوں میں اس کی سخت برائی آئی اور اس کا وہ نیک کام مردود قرار پایا کما بیئناہ فی الزکوۃ من فتاوتنا (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے فتاویٰ کی بحث زکوۃ میں تفصیلاً بیان کر دیا ہے۔ ت) نہ کہ فرض چھوڑ کر ضروریات میں وقت گزانا، غرض یہ علوم ضروریہ تو ضرور مقدم ہیں اور ان سے غافل ہو کر ریاضی، ہندسہ، طبیعیات، فلسفہ یا دیگر فراغات و فلسفہ پڑھنے پڑھانے میں مشغولی بلاشبہ متعلم و مدرس دونوں کے لئے حرام ہے اور ان ضروریات سے فراغت کے بعد پورا علم دین فقہ حدیث تفسیر عربی زبان اُس کی صرف نحو معانی، بیان، لغت، ادب و غیرہ آلات علوم دینیہ بطور آلات سیکھنا سکھانا فرض کفایہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدین لہ
پھر ایسا نہ ہوا کہ ان کے گردہ میں سے ایک جماعت نکلتی تاکہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرتے (ت)

یہی علوم عام دین ہیں اور انہیں کے پڑھنے پڑھانے میں ثواب اور ان کے سوا کوئی فن یا زبان کچھ کارِ ثواب نہیں، ہاں جو شخص ضروریات دین مذکورہ سے فراغت پا کر اقلیدس، حساب، مساحت، جغرافیہ وغیرہ وہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالف شرعی نہیں تو ایک مزاج کام ہو گا جب کہ اس کے سبب کسی واجب شرعی میں خلل نہ پڑے ورنہ نہ

بہاد اول آن فرومایہ شہاد
از بہر دنیا دہد دیں بسباد
(اللہ کرے اسی کیلئے کا دل کبھی خوش نہ ہو جس نے دنیا کے لئے دین برباد کیا۔ ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۳۱۵ از محمد بن خلیع بریلی مرسلہ عبدالقادر خاں رامپوری ۶۲ صفر مظفر ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کسی عالم یا مولوی یا حافظ کو بلا وجہ اور بلا قصور بہ نام کرے اور آپ لوگوں کے روبرو ناخواندہ آدمی اچھا بنے اور اپنی عقل کے روبرو عالم کو جاہل اور ذلیل سمجھنا اور عالم کی حقارت کرنا لوگوں کی جماعت میں جیٹھ کر اور اپنے آپ کو بہت ذی مرتبہ خیال کرنا اور عالم وغیرہ سب کو ہمارے گناہ کے ہر شخص کو بڑا گناہ اور ہر شخص پر اعتراض کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یتقوا تو جروا۔

الجواب

سخت حرام سخت گناہ شد کبیرہ۔ عالم دینی سنی صحیح العقیدہ کو لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب ہے اس کی تحقیر معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی موجب لعنت الہی و عذاب الیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَحِفُّ بِحَقِّهِمُ الْإِمْنَانُ فِي بَيْتِ
النِّسَاءِ ذُو النِّسْبَةِ فِي الْإِسْلَامِ وَذُو الْعِلْمِ
وَالْإِمَامُ الْمَقْسُطُ۔ سَرَوَاهُ أَبُو النَّبِيتِ فِي
كِتَابِ التَّوْبِيخِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَ
الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ عَنْ أَبِي إِمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُمْ۔
نہیں شخصوں کے حق کو ہٹکانہ جانے کا مگر منافق
کھلا منافق، ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا
دوسرا علم والا، تیسرا بادشاہ اسلام عادل (اسکو
ابو النبیخ نے کتاب التوبیخ میں جابر بن عبد اللہ سے
اور طبرانی نے کبیر میں ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
سے روایت کیا۔ ت)

اور بلا و بر شرعی کسی سنی المذہب کو بڑا کتیا، اُس کی تحقیر کرنا جائز نہیں کہ اس میں مسلمان کی ناتی ایذا
ہے اور مسلمان کی ناتی ایذا خدا و رسول کی ایذا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
مَنْ أَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ أَذَى مَنْ أَذَى
فَقَدْ أَذَى اللَّهَ۔ سَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي
الْأَوْسَطِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
بِسَنَدٍ حَسَنٍ۔
جس نے کسی مسلمان کو ناتی ایذا دی اس نے مجھے
ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ
عز و جل کو ایذا دی (امام طبرانی نے اس کو الاوسط
میں حضرت انس کے حوالہ سے بسند حسن روایت
کیا ہے۔ ت)

ہر ایک کو بڑا وہی کہے گا جو خود نہایت بڑا اور بدتر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَانِ وَلَا اللَّعَانِ وَ
لَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبِذِيِّ، رَوَاهُ
مُسْلِمَانِ نَحْنُ هِيَ هَرَّابِكُمْ پَرْمَنَہ آسَنے والا اور
نہ بکثرت لوگوں پر لعنت کرنے والا اور نہ بخیالی

۳۲/۱۶	موسسة الرسالة بيروت	حدیث ۴۳۸۱۱	لے کنز العمال بحوالہ ابی النبیخ فی التوبیخ
۲۳۸/۸	المکتبة الفیصلیة بیروت	حدیث ۷۸۱۹	المعجم الکبیر
۳۶۳/۴	مکتبة المعارف ریاض	حدیث ۳۶۳۲	لے المعجم الاوسط

الأئمة أحمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن حبان والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الترمذی حسن۔
 کے کام کرنے والا اور نہ نقش بکنے والا۔ (اتر کرام شوق امام احمد، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے اسس کو حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا (اللہ تعالیٰ ان سب راضی ہو) امام ترمذی نے فرمایا حدیث حسن ہے۔)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، لا یبقی علی الناس الا ولد بغی والامن قیہ عوق منه۔ رواہ الطبرانی عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔
 لوگوں پر ظلم و تعدی نہ کرے گا مگر حرامی یا وہ جس میں کوئی دگ ولادت نہ لائی ہے (امام طبرانی نے اس کو المعجم الکبیر میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا ہے۔ ت)

رہا اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ تکبر ہے اس کے ایس فی جہنم مشوی المتکبرین کیے گئے یہی آیت کافی ہے کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے، کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا یعنی ضرور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ ۲۰ از درہ تحصیل کچھا ضلع نیننی تالی مرسلہ عبد العزیز خاں ۲۲ رجب ۱۳۱۵ھ جس عبارت میں کہ صرف لفظ مکروہ ہو تو اس سے کیا ارادہ لیا جائے گا تحریم یا تنزیہ ۹ یتنوا تو جروا۔

الجواب

ہمارے علمائے کرام کے کلام میں غالباً کراہت مطلقہ سے مراد کراہت تحریم ہوتی ہے مگر

۱۲/۱ المستدرک کتاب الایمان دار الفکر بیروت
 جامع الترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی اللعنة امین کمپنی دہلی ۱۹/۲
 مجمع الزوائد باب فی عمال السورہ ۲۲۳/۵ و باب فی اولاد الزنا ۲۵۸/۶
 کنز العمال بحوالہ طب عن ابی موسیٰ حدیث ۱۳۰۹۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۳۳/۵
 سنن القرآن الکریم ۶۰/۲۹

مسئلہ مسئلہ مولوی خلیل احمد خاں پیشاوری ۱۹ اشوال الکریم ۱۳۱۵ھ

چرمی فرمایند علامتے دین ایں مسئلہ کہ معلم
کو دکان را زدن علی الاطلاق مباح است یا
اجرت وغیرا جرت شرط است۔ یعنی اقوجروا۔
علامتے دین ایں مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ استاد
اپنے شاگرد بچوں کو بغیر کسی قید و شرط کے بدنی
سزا دے سکتا ہے یا نہیں؟ کیا بچوں کو اجرت
لے کر پڑھانے یا بلا اجرت پڑھانے والے کے لئے
اگ ایک ضابطہ ہے۔ بیان فرمائیے اجرت پائیے

الجواب

زود معلوم کو دکان را وقت حاجت بقدر حاجت
مضرب عن تنبیہ و اصلاح و نصیحت
بے تعصقہ اجرت و عدم اجرت رواست
الباہد کہ بدست زندہ نہ بچوب دور کرتے بر سر بار
نیفرایند فی سہو المحتار لا یجوز ضرب
ولد الحر یا صریحاً اما المعلم
فله ضربه لمصلحة التعليم
وقیة الطرسوسی بانیکون
بغیر آلة جارية و بیان
لا یزید علی ثلث ضربات ، و رد
الناظم بانه لا وجہ له
و یحتاج الی نقل و
اقره الشارح قال الشرنبلالی
و النقل فی کتاب الصلوة
یضرب الصغیر بالید
لا بالخشبة ولا یزید علی
ثلث ضربات ۱۷ بتلخیص

فجودت پیش آنے پر بقدر حاجت تنبیہ اصلاح
اور نصیحت کے لئے بلا تفریق اجرت و عدم اجرت
استاد کا بدنی سزا دینا اور سرزنش سے کام لینا جائز
ہے مگر برسر الطرسوسی و نہ سے وغیرہ سے نہیں بلکہ
ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تیس
برتب سے زائد پٹائی نہ ہونے پائے، چنانچہ
فتاویٰ شامی میں ہے کہ کسی آزاد بچے کو اس کے
والد کے حکم سے مارنا جائز نہیں لیکن استاد تعلیمی
مصلحت کے تحت پٹائی کر سکتا ہے۔ امام طرسوسی
نے یہ قید لگائی ہے کہ مار پیٹ زخمی کر دینے والی
نہ ہو اور تین ضربوں سے زائد بھی نہ ہو، لیکن
ناظم نے اس قید کو دور کر دیا کہ اس کی کوئی وجہ
نہیں لہذا فعل کی ضرورت ہے اور شارح نے
اسی کو برقرار رکھا۔ علامہ شرنبلالی نے فرمایا
فعل کتاب الصلوة میں ہے کہ چھوٹے بچے کو
ہاتھ سے سزا دی جائے نہ کہ لاشعری سے اور تین
ضربوں سے تجاوز بھی نہ ہونے پائے اور بتلخیص

لہ رد المحتار کتاب الخطر والایاتہ فصل فی البیوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۶۹

جامع صفار استروشنی میں ہے: میرے والد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بحث صلوٰۃ الملتقط میں ذکر فرمایا کہ جب بچے کی عمر دس سال ہو جائے تو نماز پڑھانے کے لئے اسے ہاتھ سے سزا دی جائے لا محضی سے نہیں اور تین مرتبہ سے تجاوز بھی نہ کیا جائے، یونہی استاد کے لئے روا نہیں کہ تین مرتبہ سے تجاوز کرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدرسہ کے استاد مراسی سے فرمایا: تین مرتبہ زائد ضربیں لگانے سے پرہیز کرو کیونکہ اگر تم نے تین مرتبہ سے زیادہ سزا دی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم سے بدلہ لے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)

در جامع الصفار استروشنی است ذکر والدی رحمہ اللہ تعالیٰ من صلوٰۃ الملتقط اذا بلغ الصبی عشر سنین یضرب لاجل الصلوٰۃ بالید لا بالخشب لا یجاوز الثلث وکذا المعلوم لیس لہ امت یجاوز الثلث قال صلوا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لرد احب المعلوم ایاک انت تضرب فوق الثلث فانک اذا ضربت فوق الثلث اقتص اللہ عنک۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۹ از مارہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں مدرسہ حضرت شیعہ مہدی مہیاب صاحب ۱۳ ربيع الاول ۱۳۱۹ عالی جناب مولانا صاحب زید مجدکم! اپنا شرعی خیال عورات کے لکھنے کی نسبت لایا ہر فرمائیے یہاں عرصہ سے یہ امر معروض بحث میں ہے۔

الجواب

حضور عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع و منکرت فصاری و فتح باب ہزاران فقہ اور متان شرک کے ہاتھ میں غوار دینا ہے جس کے مفاسد شدیدہ پر تجاربہ حدیدہ شاہد عدل ہیں، متعدد حدیثیں اسے ثابت میں وارد ہیں جن کی بعض کی سند عند التحقيق خود قوی ہے اور اصل متن حدیث کے معروف و محفوظ ہونے کا امام بیہقی نے اعادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت ہے اور عمل امت و قبول علماء تیسری قوت اور عمل احتیاط و سبہ فقہ، چوتھی قوت تو حدیث لا اقل حسن ہے اور مانعت میں اس کا قصص صریح ہونا خود روشن ہے بخلاف حدیث شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ تحفہ نے فرمایا کیا تحفہ کو غلط کامنتہ نہ سکھا ہے گی جیسے اسے لکھنا سکھایا، اجازت میں اصل کوئی حدیث مدعیہ نہیں۔

مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا تعلموا نساءکم الکتابۃ ولا تسکنوهن
العلالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی عورتوں کو مکث نہ سکھاؤ اور بالاعترافوں پر نہ بساؤ۔

عیات نے ہم سے بیان کیا اس نے لیث اس نے
مجاہد اس نے عبد اللہ ابن عباس سے اور انھوں
نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
فرمائی ہے۔ (ت) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

یہ حدیث تخریج ابن عدی امام حافظ سیوطی نے الإجر الجری فی الغزلی میں ذکر کی،

وقال ابن الجوزی لا یصح جعفر بن
نصر حدث عن الثقات بالبواطین
وقال الحافظ ابن حجر
فی الاطراف بعد ذکر الحدیث
الاول وقد روی عن طریق حفص القاری
عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
اقول انما هذان متابعان
لحفص بن غیاث فان حفصا القاری
امام القادۃ حفص بن سلیمان ابی داؤد و
هذا مخرج بہ عند منخرجیہ
حفص بن غیاث وهو امام فی الحدیث ثقتہ
فقہ من رجال الستۃ و لیث
صدوق من رجال مسلم و
الاربعة والبخاری فی

حافظ ابن جوزی نے کہا حدیث مذکور صحیح نہیں
اس لئے کہ جعفر بن نصر ثقتہ راویوں سے باطل روایات
نقل کرتا ہے۔ حافظ ابن حجر نے "الاطراف"
میں پہلی حدیث ذکر کرنے کے بعد مستدریاً حفص
قاری، لیث، مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کے واسطے سے حدیث روایت کی گئی ہے۔
اقول (میں کہتا ہوں) ظاہر ہے کہ حفص بن غیاث
کی متابعت ہے کیونکہ حفص قاری، حفص بن
سلیمان ابو داؤد قرأت کے امام ہیں، تخریج
کو خیالوں کے نزدیک اس کی تصریح پائی گئی۔
حفص بن غیاث حدیث کے امام، ثقتہ، فقیہ
اور حدیث کی چھ کتابوں کے رواۃ میں سے ہیں۔
لیث صدوق (سچا) ہے مسلم اور چار دیگر کتابوں
(ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) کے

۵۷۵/۲	دار الفکر بیروت	ترجمہ جعفر بن نصر	لہ اکمال لابن عدی
۱۶۸/۲	دار المعرفۃ بیروت	کتاب النکاح	القائی المصنوعۃ بحوالہ ابن حبان
"	"	"	"
"	"	"	"
"	"	"	"
"	"	"	بحوالہ ابن حجر

عن عبد اللہ بن احمد عن ابیہ
و روی ابو علی بن الصواف عن
عبد اللہ عن ابیہ صالح، و لیس
فیہ لامام معتد جرح مفسر
قادح یسقط حدیثہ، و ابن خراش
لیس ہناک، قال ابو نرعة کانت
مرافضیا خراج مثالب الشیخین
اقول قال عبد امت و حمل
ابن خراش الی بندار
حدثنا عبد امت وضع جزائین
منفہما فی مثالب الشیخین
فاجازہ بالفی و مرہم
قال الذہبی هذا والله الشیخ
المعثر الذی ضل سعیه
فما انتقم بعلمہ فلا حتب علی
حمیرہ افضیة قال ابو بکر بن
حمدان المسروزی سمعت
ابن خراش یقول شریف بولی فی
هذا الثامن خمس مرآت
وکانت جرثیما علی تکذیب
الثقات و هذا احمد بن الفرات الامام الحافظ
الثقة الفقیہ الحجة الذی الطب قواعلی توثیقہ و
لم یأت فیہ عن احد من الائمة تلین ولا بعض تلین

نے بواسطہ عبد اللہ بن احمد اپنے والد کے حوالہ سے
اسی طرح روایت کی۔ ابو علی بن صواف نے عبد اللہ
عنی ابیہ کے حوالہ سے روایت کی کہ وہ صالح
سہ اس کے حق میں کسی مستند امام کی قادح جرح
نہیں جو اس کی حدیث کو ساقط کر دے۔ رہا
ابن خراش کا معاملہ تو وہ اس طرح کا نہیں چنانچہ
ابو نرعة نے فرمایا کہ وہ رافضی تھا، اس نے مطاعن
و جوبہ شیخین (حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی تخریج کی۔ اقول (میں
کہتا ہوں) عبد امت نے کہا ابن خراش بندار کے
پاس ہمارے نزدیک دو ایسے اجراء اٹھا کے
جو کہ مطاعن شیخ میں اس نے تصنیف کئے اور
دو ہزار درہم انعام پایا۔ علامہ ذہبی نے فرمایا
خدا کی قسم یہ بڑا حاکم ذی بیکار ہے جس کی سعی فضول
و کام حاصل کاموں میں ضائع ہوئی اس نے اپنے
علم سے فائدہ نہ اٹھایا لہذا رافضی گروہوں پر کوئی
عتاب نہیں۔ ابو بکر بن حمدان مروزی نے کہا میں نے
ابن خراش کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے پانچ مرتبہ
اس شان میں اپنا پیشاب پیا اور وہ مستند
و محترم راویوں کو جھٹلنے پر دلیر تھا۔ یہ احمد بن فراء
امام، حافظ، ثقہ، فقیہ اور مجتہد تھا کہ جس کی
توثیق پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔ ائمہ میں سے کسی
امام سے اس کی تکلیف یا بعض زمی (ذہبی اپن)

ذکرہ ابن خراش فقال يكذب عمدا
 قال الذهبي على ما في
 تهذيب التهذيب اذى ابن خراش
 نفسه، وقال في البيزانت بطل
 قول ابن خراش، ولا غنى و قد
 اتهم مالك بن اوس الصحابي رضى الله
 تعالى عنه بالكذب بروايته
 حديث ما تركناه صدقة بلا جرم
 انت ذكره الذهبي في طبقات الحفاظ
 ثم اخذ يوجهه الى ان خاطبه بقوله
 انت نذيت معاند للحق
 فلا رضى الله عنك، ثم قال
 مات ابن خراش الى غير
 رحمة الله تعالى سلمة، اما
 الحديث الاول ففيه شبيب ومن
 فوقه اثمة اجلاء لا يسأل عنهم
 وانما النظر في محمد
 بن ابراهيم اقول ادخله
 ابو نعيم في حلية الاولياء
 وقد وصفه المزني والذهبي والعقلاء
 بالزاهد وهم يصفون به

مروی نہیں لیکن ابن خراش نے اس کا ذکر کیا کہ وہ
 دانستہ جھوٹ بولتا تھا چنانچہ امام ذہبی نے
 تهذيب التهذيب میں فرمایا ابن خراش ان کو
 کوڈ کہہ نہایا اور المیزان میں فرمایا کہ ابن خراش
 کا قول باطل ہے۔ اور کوئی تعجب کی بات نہیں
 اس لئے کہ اس نے ما ترکناه صدقة کی حدیث
 روایت کرنے پر مالک بن اوس صحابی رسول پر
 کذاب ہونے کی تہمت لگائی ہے۔ بلاشبہ
 علامہ ذہبی نے اسے طبقات الحفاظ میں ذکر
 کیا ہے پھر رد کرتے ہوئے اس قول سے
 مخاطب فرمایا کہ تو نہ دیتی ہے یعنی بے دین ہے،
 حتیٰ سے عنادر کہنے والا ہے، اللہ تعالیٰ تجھ سے
 کبھی راضی نہ ہو۔ ابن خراش اللہ تعالیٰ کی رحمت
 سے محروم ۲۸۴ھ میں رحلت کر گیا۔ جہاں تک پہلی
 حدیث کا تعلق ہے تو اس میں شبيب اور اس کے
 اوپر جلیل القدر ائمہ ہیں جن کے متعلق کوئی شبہ نہ
 اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ محمد بن ابراہیم کے
 بارے میں کچھ توقع پایا جاتا ہے۔ اقول (میں
 کہتا ہوں کہ محدث ابو نعیم نے اسے حلیۃ الاولیاء میں
 شمار کیا ہے۔ عزنی، ذہبی اور عسقلانی نے لقب
 ”زاهد“ سے اس کی توصیف کی ہے جبکہ اس

۱۔ تهذيب التهذيب ترجمہ ۱۱، احمد بن الفرات، دائرة المعارف النظامية حیدرآباد دکن ۶۶/۱
 ۲۔ ميزان الاعتدال ترجمہ احمد بن فزات ۵۱۴ دار المعرفۃ بیروت ۱۲۸/۱
 ۳۔ تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ابن خراش عبد الرحمن بن يوسف دائرة المعارف النظامية حیدرآباد دکن ۲۳۰/۲

الاولیاء کما عرف من محاوراتهم
حتى اقتصروا عليه المذهب في
وصف سيد الاقطاب الغوث الاعظم
رضي الله تعالى عنه فهذا توثيق
له واع توثيق ومالولي والكذب
حاشاهم وليس فيه بعد
ذلك جبر مفسر حتى قول
المدار قطف كذاب وتحاصل
القوم على الصوفية الكرام و
الحنفية العظام معصرون و
قال الامام النووي في التقریب
لا يقبل الجبر الا مبيحت
السبب لم قال الامام السيوطي
في التدریب لا تلامس
مختلفون في اسباب الجبر
ينطلق احد هم الجبر بناء على
ما اعتقدوا جرحا وليس بجبر
في نفس الامر قال ابن الصلاح وهذا اقل
مقر في الفقه واصوله وذكر الخطيب انه مذهب
الائمة من حفاظ الحديث كالشيخين وغيرهما
ثم ذكر امثله الى ان قال قال
الصيرفي وكذا اذا قالوا فلان
كذاب لا بد من بيانه لا تلامس

لفظ خود اولیا۔ اللہ کی قرینیت و توصیف ہی کیلئے
استعمال کرتے ہیں جیسا کہ ان کے محاوروں سے معلوم
ہوتا ہے حتیٰ کہ علامہ ذہبی نے سید الاقطاب حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی یہی الفاظ
استعمال کرنے پر اکتفا کیا ہے لہذا اس کی توثیق ہوتی
پس اس سے بڑھ کر اور کون سی توثیق ہو سکتی ہے ،
ولی اور جبرٹ کا باہم کیا جوڑ اور رابطہ ہے اور اللہ تعالیٰ
نے تو انہیں اس سے محفوظ رکھا اور اس کے بعد
اس بارے میں کوئی مفصل جرح نہیں حتیٰ کہ امام
دارقطنی کا کذاب کہنا بھی اور ضریانی کے کلام اور حنفیہ
عظام پر لوگوں کا حملہ آور ہوتا تو مشہور و معروف ہے
امام نووی نے التقریب میں فرمایا واضح سبب کے
بغیر جرح مقبول نہیں۔ امام سیوطی نے التہذیب
میں فرمایا لوگ اسباب جرح میں مختلف ہیں چنانچہ
ایک شخص اپنے اعتقاد کے مطابق کسی شے پر جرح
کا اطلاق کرتا ہے حالانکہ فی الواقع وہ جرح نہیں
ہوتی۔ ابن الصلاح نے کہا کہ یہ فقہ اور اصول فقہ میں
ظاہر و مقرر ہے۔ اور خطیب نے ذکر کیا ہے کہ
یہی مذہب ائمہ حفاظ حدیث جیسے بخاری
مسلم اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ کا ہے، پھر اسکے بعد
مثالیں ذکر فرماتیں یہاں تک کہ فرمایا امام میرزا
نے کہا۔ اس طرح جب محدثین کہیں کہ فلاں
کذاب فلاں ٹھہرتا ہے، تو اس کا سبب یہ کہ

ضروری ہے کیونکہ کذب (جھوٹ) غلطی کا بھی احتمال رکھتا ہے (یعنی شاید اس کی مراد کذاب اور کذب ہے غلطی پر یعنی وہ بہت غلط گو ہے) جیسا کہ قائل کا کہنا کہ ابو محمد نے جھوٹ کہا اور میں نے اس پر کھاسے یونہی ابن مسعود اور حضرت یحییٰ بن اسیٰ نے اعلیٰ عنہما کا دورانِ آسمان کے متعلق کعب کے بارے میں فرمانا کذب کعب یعنی کعب نے غلط کہا اور یہ مطلب نہیں کہ اس نے جھوٹ کہا، چنانچہ ہشام بن عروہ، مالک اور دوسرے عظیم القدر لوگوں نے محمد بن اسحق کے کذاب ہونے پر شبہا اظہار فرمایا لیکن انھوں نے اس پر زیادتی کی۔ پھر انھوں نے ایسے امور ذکر کئے جن سے اس کا کذب ثابت نہیں ہوتا اور نہ اس سے کلمۃ مقصدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور ابن اسحق کے لئے بلا شبہ توثیق وارد ہوئی ہے اگرچہ حافظ نے تقریب میں اس کی موافقت نہیں کی۔ اور محمد بن ابراہیم کے بارے میں توقع اس کے اس قول سے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور اسی طرح امام بیہقی نے اس سند سے اس کی حدیث میں صرف اشکار کا اضافہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں محمد بن ابراہیم مشائخ میں سے ہے جیسا کہ الحیزان وغیرہ میں ہے وہ اس قدر جامع ہے کہ جو علوم دوسروں کے پاس نہیں وہ ان مختلف

الکذب یحتمل الغلط کقولہ کذب ابو محمد ^{آلہ} وکتبت علیہ وکذلك قول ابن مسعود وحذیفة بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی دورات السماء کذب کعب وقد شبه ہشام بن عروة و مالک و احبلة علی محمد بن اسحق انه کذاب و حافوا علیہ ثم لم یذکروا الاما لا یثبت بہ کذب ولا السرا بہ اصلا و یورد لابن اسحق الوشاقة لا حبرہ انت لم یخرج علیہ الحافظ فی التقریب والضرف محمد بن ابراہیم علی قولہ منکر الحدیث وکذلك لم یزد البیہقی فی حدیثہ علی استنکارہ بهذا السند، اقول والرجل اعنی محمد بن ابراہیم من المشائخین کہا فی المیزان وغیرہ، الجمیع السائم من شتات العلوم مالیس

علوم میں سیاحت کرنے والا ہے اور ان کی عادت
 یہ ہے کہ جس چیز کو وہ نہ جانیں یا نہ پہچانیں تو اس
 کا انکار کر دیتے ہیں۔ پھر وہ اپنے ہاں ذکر کرتے
 ہیں کہ حدیث کا مدار ”فلاں“ پر ہے پھر جیسے ہی
 یہ سنیں کہ راوی کسی دوسرے سے روایت کر رہا
 ہے تو اس کا انکار کر دیتے ہیں اور پھر جب اس
 سے یہ مکر ہو تو کہتے ہیں مثل الحدیث (یعنی
 یہ اس حدیث کی مثل ہے) اور بعض اوقات
 جھوٹ اور قضا نفعی علی الاثبات کی طرف تجاوز
 کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غیب جانتا ہے کہ
 اس بارے میں ثواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام علوم کسی ایک
 شخصیت میں جمع نہیں ہو سکتے یہی وہ بات ہے
 جس کو امام بخاری وغیرہ حفاظ حدیث نہیں سمجھ
 پائے، ان کے نزدیک یہ حدیث کہ ”مومن ایک
 آنکھ میں کھاتا ہے“ کو ابو کریب کے بغیر
 ابواسامہ سے کسی اور نے روایت نہیں کیا حالانکہ
 امام ترمذی نے اسے پورا شخص سے روایت
 کیا ہے چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں ہم سے
 ابو کریب، ابو ہشام، ابوالسائب اور حسین
 ابن اسود سے ابواسامہ کے حوالے سے بیان
 کیا۔ ترمذی کہتے ہیں پھر میں نے اس کے متعلق
 محمود ابن عیسیٰ سے پوچھا تو اس نے کہا یہ
 ابو کریب کی حدیث ہے پھر میں نے امام بخاری
 سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ہم اس کو حدیث

عند الآخرین، و من عادتہم استنکار
 ما لا یعرفون فیذا کروا عندہم
 انہ مداس حدیث علی فلاں
 ثم سہوا من یرویه عن
 غیرہ انکروہ فاذا تکرر ذلک
 منہ قالوا مثل الحدیث و
 ربما تعدوا الی الحکم بالکذب
 وما هو الا القضاء بالنف علی
 الاثبات والاصواب علیہ و اللہ
 تعالیٰ اعلم لم یجتمع کل
 العلم فی احد بعد نبیہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 و ہذا جہل لحفظ البخاری و
 وغیرہ من الحفاظ کان عندہم
 ان حدیث المؤمن یا صکل فی معا
 واحد لم یروہ عن ابی اسامہ
 غیر ابی کریب، و رواہ الترمذی
 من اربعۃ فقال حدثنایہ
 ابی کریب و ابو ہشام و ابوالسائب
 و حسین بن الاسود عن
 ابی اسامہ قال ثم سألتہ
 محمود ابن عیسیٰ عنہ
 فقال ہذا حدیث ابی کریب
 فسألت البخاری فقال
 لم تعرفہ الا من حدیث

ابی کریب فقلت حدیث ابی کریب
ومن قبل هذا اتي الامام افقه الواقدي
فانه مروي حديث ام المؤمنين
ام سلمة رضي الله تعالى عنها
افعميا وانت انتما عن معمر عن
الزهرى وما كان الحديث عندهم
الا عن يونس عن الزهرى
فقامت عليه القيامة من كل
جانب حتى قال ذلك الجبل الشامخ
امام السنة احمد بن حنبل
رضي الله تعالى عنه، لم يزل
يدافع الله الواقدي حتى روى عن
معمر عن الزهرى عن نيهات عن
ام سلمة رضي الله تعالى عنها
افعميا وانت انتما فخباء بشئ
لا حيلة فيه الحديث حديث يونس
لم يروه غير ذلك فجعله هو الفسد
لاما لواقدي وجعله داء لادواله
ولما اراد علي بن المديني ان يسمع
من الواقدي كتب اليه احمد
كيف تستحل ان تكتب عن رجل روى
عن معمر حديث نيهات و
هذا حديث يونس

ابو کریب کے سوا نہیں پہچانتے۔ میں نے کہا حدیث
ابو کریب؛ اور یونس امام فقہ واقدی پر
یہی کہ ہوا کیونکہ واقدی نے ام المؤمنین سیدہ
ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے
جس کے بعض الفاظ یہ ہیں، کیا تم دونوں اندھی ہو گئی ہو
انہوں نے حدیث معمر سے بواسطہ زہری روای کی ہے جبکہ
ان کے نزدیک یہ حدیث یونس سے بواسطہ زہری
مروی ہے، پھر اس نے اس (یعنی واقدی) پر
ہزوات سے قیامت قائم کی گئی یہاں تک کہ علم دلیل
کے کوہ گراں امام السنۃ احمد بن حنبل جیسی شخصیت
نے فرمایا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ واقدی کا دفاع کرتا رہا
یہاں تک کہ اس نے معمر بواسطہ زہری نہبان
کے حوالے سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
یہ حدیث روایت کی کہ کیا تم دونوں اندھی ہو گئی ہو
گویا وہ ایسی شے لایا جس کے حل کی کوئی تدبیر نہیں
کیونکہ معرفت یونس کی حدیث اس کے سوا کسی
اور نے روایت نہیں کی اور پھر یہی چیز واقدی کے
بگڑ کا ذریعہ بن گئی۔ اور یہ بیماری ہے جس
کے لئے کوئی دوا نہیں۔ جب علی بن مدینی نے واقدی
سے کچھ سننے کا ارادہ کیا تو امام احمد نے انہیں کہا
کہ یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ آپ ایسے شخص سے
حدیث لکھیں جو معمر سے حدیث نہبان روایت
کرتا ہے حالانکہ یہ حدیث یونس سے ہے جس میں

تفرد به آہم ان الحدیث وواہ عن
ابن شہاب ثلثة یوسف کما عسرفوا
و معہ کما روع الواقدی و ثانیہم
عقیل قال احمد بن منصور الرازی
(وہو ثقة حافظ حجة) لما قدمت
مصر حدثننا ابن ابی مریم (ثقة ثبت
فقیہ) انا نافع بن یزید (ثقة
عابد) عن عقیل عن ابن شہاب
فذكر حدیث بنہان قال
فلما فرغ منه ضحكت فقال
لم تضحك فاخبرته بقصة علی
واحمد، قال و قال
ابن ابی مریم انت شیوخنا
المصريین لهم عنایة
بحدیث الزہری و قال
الرمادی و هذا الحدیث
فیما ظہر فیہ الواقدی بل
فكر محمد بن ابراہیم بن حبان الذی
قال فیہ الذہبی ف ترجعہ عثمان
الطرائفی اما بنت حبان فانہ
یقعقہ کعادتہ و الحکام
فب الرجال لا یجوز الابدتام

وہ متفرد ہے اسے حالانکہ اس حدیث کو ابن شہاب
زہری سے تین افراد نے روایت کیا ہے (۱) یوسف
جیسا کہ معروف ہے (۲) معمر جیسا کہ واقدی نے
روایت کی (۳) عقیل۔ چنانچہ احمد بن منصور رمازی
نے کہا وہ یعنی عقیل ثقہ حافظ اور حجت ہے جب
میں مصر میں آیا تو ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا
(یہ ثقہ، ثبت اور فقیہ ہے) ہمیں نافع بن یزید
نے بتایا (یہ بھی ثقہ اور عابد ہے) اس نے عقیل
اس نے ابن شہاب زہری کے حوالے سے روایت
کی پھر اس نے حدیث بنہان بیان کی۔ راوی یعنی
احمد بن منصور رمازی نے کہا جب وہ اس کے ذکر
کرنے سے غارغ ہوا تو میں ہنس پڑا تو اس نے
کہا ہنستے کیوں ہو؟ تو میں نے اسے علی بن مدینی
اور امام احمد کا واقعہ بتایا تو ابن ابی مریم نے کہا
ہمارے مصری شیوخ کے لئے حدیث زہری عنایت
ہے رمازی نے کہا اس حدیث میں واقدی پر
تسلیم کیا گیا ہوں ابن حبان نے محمد بن ابراہیم کا ذکر کیا
ابن حبان وہی ہے جس کے بارے میں عثمان
طرائفی کے ترجمہ میں علامہ ذہبی نے فرمایا میں
ابن حبان تو وہ دیسے ہی کھٹ کھٹ کرتا ہے
جیسا کہ اس کی عادت ہے اور اسما و رجال میں
کلام کرنا جانتا نہیں سوائے اس شخص کے جو مکمل

الاعلیٰ جهة القدح فیہ فاؤلہ وات
 کانت اھون مسا قال فی محمد
 فاخرہ وهو الحكم اشد و قال
 وقال العباسی بروی احادیث
 موضوعۃ ذاهب الحدیث
 وقال الدار قطف متروک و
 قال البخاری فی حدیثہ
 نظروہ ولا یقول ہذا الا قسمن
 یتہمہ غالباً حکما قال الانر دعی
 فی عبد اللہ بن داؤد التسمار و
 قال الانر دعی حدیثہ یدل علی کذبہ
 وکل ذلک لم یؤثر فیہ، فاقصر الحافظ
 فی التقریب علی قولہ صدوق
 یخطی وذلک لانت ایمن معین
 وثقہ لکیف تؤثرف مرحیل معدود
 من اولیاء اللہ تعالیٰ، فالحدیث
 حسن انت شاء اللہ تعالیٰ
 ہذا وجبہ و النعم بہ من وجہ
والثانی انت الحدیث جاء عن
 ثلثة من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم بطرق متنوعۃ فنیجہر ضعت
 بعضها ببعض اذلیس فیہا وضاع
 ولا کذاب اعنی من تحقیق فیہ
 ذلک وقد بینا فی کتابنا منیر العین فی حکم
 تقبیل الایہامین من الفاشدة ۱۲

روایت کرتا ہے لہذا بغیر جرح و قدح کے اس کا تذکرہ
 کرنا جائز نہیں۔ اس کا اول اگرچہ اس کے آخر
 سے آسان ہے جو کچھ اس نے محمدؐ کے بارے
 میں کہا تاہم آخر جو کہ حکم ہے زیادہ سخت ہے۔
 اس نے کہا حاکم نے کہا کہ وہ موضوع حدیثیں روایت
 کرتا ہے (ذاهب الحدیث) ہے امام دارقطنی
 نے کہا متروک ہے۔ امام بخاری نے کہا اس کی
 حدیث میں نظر ہے اور وہ یہ بات اسی کے متعلق
 کہتا ہے جو غالباً متہم ہو، جیسا کہ اردی نے عبد اللہ
 بن داؤد تسمار کے بارے میں کہا ہے اردی نے کہا
 اس کی حدیث اس کے خبر کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے
 اور ان تمام باتوں نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔
 لہذا حافظ نے التقریب میں اپنے اس قول صدوق
 یخطی (سچا ہے، غلطی کرتا ہے) پر
 اکتفا کیا ہے کیونکہ ابی معین نے اس کی توثیق کی ہے
 پھر یہ باتیں کیجیے اثر انداز ہو سکتی ہیں اس شخص پر جو
 اولیاء اللہ میں شمار ہوتا ہو لہذا حدیث افشاء اللہ
 حسن ہے اور یہ ایک وجہ ہے اور کتنی اچھی وجہ ہے
 دوسری بات حدیث تین صحابہ سے مختلف
 طریقوں سے مروی ہے (اللہ تعالیٰ ان سب
 سے راضی ہو) بعض کا ضعف بعض سے
 دور ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں وضاع کوئی نہیں
 اور نہ ہی کذاب ہے اور ہم نے اس کو اپنی کتاب
 منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین (انگریزی
 چرمن سے آنکھوں کا روشن ہونا) کے فائدہ ۱۱

الی فاشدة ۱۴ وقال الامام الجلیل
السیوطی فی التعقیبات علی الموضوعات
المترولة والمنکرا اذا تعددت طرقه
ارتقى المبدأ درجة الضعیف الغریب
بل ربما یرتقى المبدأ الحسن ۱۵
وقال المحقق علی الاطلاق
فی فتح القدر القدر الضعیف
یصیر حجة بذاتہ لامت
تعددہ قرینة علی
ثبوتہ فی نفس الامر ۱۶۔

۱۴ اس کا بیان کیا ہے چنانچہ جلیل القدر امام
علامہ سیوطی نے التعقیبات علی الموضوعات
میں فرمایا حدیث مترولہ اور منکرہ اس صورت پر
ضعیف اور غریب کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے
جبکہ اس کے طرق یعنی سندیں متعدد ہوں
بلکہ بعض اوقات درجہ حسن تک اس کا ارتقاء
ہو جاتا ہے یا ارتقاء ہو جاتا ہے اور محقق علی الاطلاق
کمال ابن ہمام نے فتح القدر میں فرمایا حدیث
ضعیف تعدد طرق کی وجہ سے حجت ہو جاتی ہے
کیونکہ اس کے طرق کا تعدد اس کے نفس الامر
ثبوت پر قرینہ ہے ۱۷۔

والتالث درجت الامة المرحومة
علی العمل به صحت لدن السلفین
وہم جراد فی هذا من تقویة
الحديث ما فیہ کہا بیتنا
فی الافادة فی "الہدایة الکافی فی حکم
الضعاف" وقال الامام خاتم الحفاظ
فی التعقیبات قد صرح غیر
واحد بامانة من دلیل
صحة الحديث قول اهل العلم
به واما لم یکن له سند
یعمد علی مثله ۱۸۔

تیسری پامت امت مرحورہ اس حدیث پر عمل
کرنے میں شامل ہے اور یہ زمانہ سلف سے
قرن فقرتا ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ اس میں
حدیث کے اندر جو کچھ ہے اس کی تقویت ہے
جیسا کہ ہم نے الہدایہ الکافی فی حکم الضعاف
کے افادہ میں بیان کیا ہے چنانچہ امام خاتم الحفاظ
نے التعقیبات میں فرمایا۔ بہت سے ائمہ نے
تصریح فرمائی ہے کہ کسی حدیث کے صحیح ہونے کی
یہ دلیل ہے کہ اہل علم اس کو نقل کریں اگرچہ
اس کی کوئی ایسی سند نہ ہو جس کی مثل پر اعتماد
کیا جائے ۱۹۔

۵۷	ص	المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل	باب المناقب	۱۵	۱۶
۳۸۹	۱	مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر	باب التواقل	۱۷	۱۸
۱۲	ص	المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل	باب الصلوۃ	۱۹	۲۰

وستأثيك احوال العلماء، ووجه اللکھنؤ
 انت يستخرج نساء کا تبامت
 فلم یأت فی هذه الالف وثلثمائة
 سنین، الا تم نسوة منهن السيدة
 اسماء بنت الفقیہ کمال الدین موسى
 بهدینة نبید، توفیت سن۹۲۷
 قال فی النور السافر فی اخبار القرون
 العاشرة کا من بقولها وقع فی
 القلوب وربما کتبت الشفاعات
 الی السلاطین والفقہ و
 الامیر فتقبل شفاعتها ولم یس
 فیہ ما یغنی بمقصوده فمثل
 الکتاب لا یلزم انت تکون ببید
 نفسها وقد ورد فی الاحادیث
 کتب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم الی الملوک وغیرہم، و
 قد شاع وذاع ان السلاطین کتب
 لفان کذا هم انه لا یعرف ان یضم
 سواد فی بایض وحنہم من لم یعرف الا
 وضع اسمہ فی الامضاء ولم یدکر فی تزہة
 الجناء فی ترجمة المستکفی باللہ وصریح بنت
 ابی یعقوب انما قال ذکر الکتابۃ فی ترجمتها
 قلعلہ ذکر کا ذکر فی اسماء النبیین

عنقریب اقوال علماء تیرے ہاں پیش ہوں گے،
 لکھنوی نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ لکھنے والی
 عورتوں کا استخراج کیا قریب سو سال کی
 مدت میں نو عورتیں بھی منظر عام پر نہ آئیں، ان
 میں سیدہ اسماء دختر کمال الدین موسیٰ مدینہ زبید
 میں ہوئیں ان کی وفات ۹۰۴ء میں ہوئی۔

النور السافر فی اخبار القرون العاشرة میں
 کہا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں اس کے قول کی وقعت
 تھی بعض دفعہ وہ بادشاہ، امیر یا قاضی کے
 دربار میں کئی سفارشیں بصورت درخواست پیش
 کرتی تو اس کی سفارشیں قبول کی جاتی تھیں اور
 اس میں مقصود کسی رسائی والی کوئی شے نہیں
 کیونکہ ضروری نہیں کہ کتابت انہی کے ہاتھ سے
 ہو اس لئے کہ بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بادشاہوں
 وغیرہ کو خط لکھے، اور مشہور ہے کہ بادشاہ نے
 فلاں کے لئے اس قدر انعام مکہ دیا جبکہ بادشاہ کچھ
 ہیں جو کتبنا بالکل نہیں جانتے وہ جو خط اپنا دیکھ کر کہتے ہیں یعنی
 صرف اپنا نام مکہ سکتے ہیں اور نہ بہت الجلسا
 کی تصریح مستکفی باقرہ کے ترجمہ میں ذکر
 ذکرہ اور مریم بنت "قرب" اس نے کہا اس کے
 ترجمہ میں کتابت ذکر کی گئی ہے، شاید اسی طرح
 مذکور ہو جیسا کہ اسماء زبید کے ترجمہ میں مذکور ہے

قلہ تسلولہ الامت ولو شاء ان یُحص
الکاتبین من الرجال فی قسرت یل
یوم واحد ما استطاع فهذا دلیل
اعل دلیل علی تحسرن الامۃ من
تعلیمهن الکتابۃ مع ما فیہا من
جلیل الانفعاع۔

والرابع ان الحدیث الضعیف یعمل
بہ فی مقام الاحتیاط ولشہد لہ
الحدیث الصحیح کیف وقد قیل
وغیر ذلک مما بسطنا فی رسالتنا
”الہاد الکاف فی حکم الضعاف“ وقال
الامام الجلیل الجلال السیوطی
فی ”التدریب“ یعمل بالضعیف فی
فی الاحکام اذا كانت فیہ احتیاط
فی اذا كان الامام الشوہک و
فتیم المغیث ونسیم الریاض الاحکام
لا یعمل فیہا الا بالحدیث الصحیح و
الحسن الا ان یشک فی احتیاط فی شئ
من ذلک اھ باختصار، وقال العلامة
ابراہیم الحلبی فی الغنیۃ الوصل بعین
الاذان والاقامۃ یکوہ فی حکل الصلوات
لعادوی الترمذی عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پھر اس کے لئے صرف چھ عورتیں ہی تھیں۔ اور اگر
وہ لکھنے والے مردوں کا ایک صدی جگہ ایک دن
کا شمار کرنا چاہے تو نہ کر سکے۔ اور یہ دلیل ہے اور
مزید کو کسی دلیل ہو اس پر کہ امت مسلمہ میں
عورتوں کی تعلیم کتابت سے احتراز اور پرہیز
کیا جاتا تھا باوجودیکہ تحریر میں بڑا فائدہ ہے۔
چوتھی بات حدیث ضعیف پر مقام احتیاط میں
عمل کیا جاسکتا ہے جبکہ کوئی حدیث صحیح اس کی شہادت
دے ”یکسے“ حالانکہ یہ بھی کہنا اور اس کے علاوہ
بھی متعدد باتیں کئی گتیں جن کو ہم اپنے رسالہ
”الہاد الکاف فی حکم الضعاف“ میں کھول کر
شرح و بسط سے بیان کیا ہے امام جلیل القدر
جلال الدین سیوطی نے التدریب میں فرمایا حدیث
ضعیف پر احکام میں بھی عمل کیا جاسکتا ہے جبکہ
اس میں احتیاط ہو اھ امام نووی کی الاذکار اور
فتح الغیث اور نسیم الریاض میں ہے کہ احکام میں
حدیث صحیح اور حسن کے بغیر عمل نہیں کیا جاسکتا
الآیہ کہ اس کے عمل کے سلسلہ میں مقام احتیاط
ملاحظہ ہو اھ باختصار، چنانچہ علامہ ابراہیم الحلبی نے
الغنیۃ میں فرمایا ہر نماز میں اذان اور اقامت کے
درمیان وصل مکروہ ہے، اس کی وجہ جامع ترمذی
کی وہ حدیث ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

وهو دانت كات ضعيفا كنت يحبون
 العمل به ف مثل هذا الحكم له
 مختصرا ، وقد اخرج ابوالفجبر في
 الموضوعات حديثا من ولد له ثلثة
 اولاد فلم يسم احد هم محمد افقد
 جهل بطريق الليث عن مجاهد عن
 ابن عباس قال قال رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم و الله بان
 ليث تركه احمد وغيره فتعقبه
 خاتم الحفاظ في اللآلئ بان
 الحارث رواه عن المنصور
 بن شقيق مرسل والنضر قال
 ابن القطان مجهول قال
 وهذا المرسل يعضد حديث
 ابن عباس ويذهب عنه في قسم
 المقبول بناء وله نظائر جمة
 اور دنا جملة منها في المسند
 الكافي احسن حديث الثغناء
 بنت عبد الله بن محمد بن عبد الله تعالى عنها
 قالت دخل علي النبي صلى الله
 تعالى عليه وسلم وانا عند حفصة

مردی ہے اگرچہ وہ حدیث ضعیف ہے تاہم اس
 قسم کے حکم میں اس پر عمل کرنا جائز ہے اور
 مختصراً ، ابوالفجر نے الموضوعات میں یہ حدیث
 تخریج کی جس کسی کے ہاں تین بچے پیدا ہوئے
 پھر اس نے ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھا تو
 اس نے جہالت کی۔ یہ حدیث بواسطہ لیث ،
 مجاہد اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے بخلاف
 نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا ، اس نے حدیث مذکور میں تسلیل
 ذکر کی (یعنی اسے عقل قرار دیا) کہ لیث کو امام
 احمد وغیرہ نے چھوڑ دیا ہے اور خاتم الحفاظ نے
 اللآلئ میں اس کا ثناء کیا ہے کہ عمارت نے
 اس کو تخریج شقی سے مرسل (یعنی بلا قید سند)
 روایت کیا ہے اور ابن قحطان نے کہا کہ تفسر
 بجهول ہے۔ امام سیوطی نے فرمایا یہ مرسل حدیث
 ابن عباس کو تقریر پہنچاتی ہے اور اسے قیام مقبول
 میں داخل کرتی ہے اور اس کے لئے بہت سے
 نظائر ہیں ان سب کو ہم الہامات الکافی میں لائے
 ہیں۔ دسویں حدیث شفاء و خیر عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما محسن نے کہا میرے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ

فقال لي الاتعلمين هذه مرقية النملة
كما علمتها الكتابة سواء ابو داود فقال
(حدثنا ابراهيم بن مهدي المصيصي)
وثقه ابو حاتم وقال العقيلي حدث
بمناكير واسند عن يحيى بن
معين قال ابراهيم بن مهدي
جاء بمناكير قال في التقريب مقبول
وهو درجة قاصدة عن يقال
فيه صدوق ميث الحفظ او هم
او يخطي او تغير بالآخر (نا على
بن مسهر) ثقة له غرائب
بعد ما اخبر (عن عبد العزيز بن
هم بن عبد العزيز) صدوق
يخطئ ضعفه ابو مسهر وحده
(عن صالح بن كيسان)
ثقة ثبت فقيه (عن ابى بكر
بن سليمان بن ابى حنيفة
ثقة (عن الشافعي) رضى الله
تعالى عنها فالحدیث
لا ينزل عن الصالح وهو
قضية سكوت فهذا
متدين قال انه يفهم
من ظاهره الجواهر لكننا آينا

تعالیٰ عنہا کے پاس بھی ہوئی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا
کیا تو اسے لکھنا سکھانے کی طرح پھنسی کا دم نہیں
سکھاتی۔ امام ابو داؤد نے اس کو روایت کیا ہے
چنانچہ انہوں نے فرمایا ہم سے ابراہیم بن مہدی
نے بیان کیا ابو حاتم نے اس کی قرینگی کی۔ عقیل نے
کہا یہ منکر روایات بیان کرتا ہے اور یحییٰ بن معین
سند دیا اس نے کہا ابراہیم بن مہدی منکر حدیثیں
لایا۔ تقریب میں کہا گیا وہ مقبول ہے اور یکم درجہ
ہے اس سے کہ جس کے بارے میں کہا جائے
صدوق مین الحفظ یعنی وہ سچا ہے البتہ
اس کا حافظہ خراب ہے یا وہ دم کرتا ہے یا
غلطیاں کرتا ہے یا آخر عمر میں اس میں تبدیلی آگئی
تھی۔ ہم سے علی بن مسهر نے بیان کیا کہ وہ ثقہ ہے
البتہ اس کے لئے کچھ غرائب ہیں اس کے بعد کہ
وہ ناجائز ہو گیا تھا اس نے عبد العزیز بن عمر بن
عبد العزیز سے روایت کی وہ سچا ہے البتہ غلط
کر جاتا ہے صرف ابو مسهر نے اسے ضعیف قرار
دیا ہے اس نے صالح بن کيسان سے روایت کی
وہ ثقہ ثبت اور فقیہ ہے اس نے ابو بکر بن میمان
بن ابی حمزہ سے روایت کی۔ وہ ثقہ ہے اس نے
سیدہ شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔
پس حدیث صالح سے نیچے نہیں اترتی اور وہ
قضیہ سکوت ہے کبھی کہا جاتا ہے کہ اس سے بظاہر

العلماء لا يشترطون عليه قمتهم من
يقول انما هو تعريض من النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم
بمقصدة قسرة الذكي المغربي
واستحسنه الحافظ ابو موسى جدا
وقال التاويل ما ذهب اليه الامام
التورنشتي الحنفى في شرح المصابيح
ونقله عنه العلامة الطيبي الشافعى
في شرح المشكوة مقرا عليه وعنه
الفتنى في مجمع البحار ونقل
مثله الامام السيوطى في مرقاة المصدود
عن النهاية مقتضرا عليه قال
الطيبي ويحتمل الحديث وجهين
آخرين . احدهما التخصيص على
تعليم القية وانكار الكتابة اعم
هلا علمتها ما ينفعها من الاجتناب
عن عصيات الزوج كما علمتها
ما يضرها من الكتابة وثانيهما
امت يتوجه الانكار الى المحدثين
جميعا والسمراء بالنحلة المتعارفين
بينهم لانها مناقية لحال
المتوكلين اذ وتاسرة يقولون لعل
هذا قبل النهي ذكره الشيخ المحقق

حدیث
۱

جواز بکھا جاتا ہے لیکن ہم نے علماء کرام کو دیکھا کہ وہ اس
روش پر نہیں چلتے لہذا ان میں سے بعض کہتے ہیں
کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سیدہ حضرت
پر تعریف ہے، چنانچہ ذکی مغربی نے اس کو برقرار
رکھا ہے اور حافظ ابو موسیٰ نے یقیناً اس کو نشیون
بکھا اور کہا کہ اس کی تاویل وہ ہے جس کی طرف
امام تورنشتی حنفی شرح مصابیح میں گئے ہیں اور
اسی کو اس سے علامہ طیبی شافعی نے تشریح
مشکوٰۃ میں نقل کر کے ثابت رکھا ہے اور ان سے
فتنی نے مجمع البحار میں نقل کیا ہے اور امام سیوطی
نے اُسی کی مثل مرقاة المصدود میں نہایت سے
نقل کر کے اسی پر اکتفا کیا ہے۔ علامہ طیبی نے
فرمایا حدیث مذکور دو اور وجوہات کا احتمال رکھتی
ہے ان میں سے ایک رقیہ (دم کرنا) پر ابھارنا
اور اگنانا ہے جبکہ تعلیم کتابت کا انکار کرنا ہے یعنی
کیوں نہ تو نے اسے وہ چیز سکھائی جو اسے فائدہ
دیگی کہ وہ شوھر کی نافرمانی سے بچنے کا ذریعہ ہے،
اور کتابت کیوں سکھائی جو موجب دکھ اور ضرر ہے۔
(دوسری وجہ) یہ ہے کہ انکار دونوں جہوں کی طرف
متوجہ ہے اور اس سے مراد وہ ہے جو ان کے
درمیان متعارف ہے کیونکہ رقیہ وغیرہ توکل کر نیوالوں
کے حال کے منافی ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ شاید
(یہ اجازت) نہی سے پہلے ہو۔ چنانچہ شیخ محقق

فی الاشعة واخرى خصت به حقصة
رضی اللہ تعالیٰ عنہا لان نسائه
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
خصمن باشیاء قال اللہ تعالیٰ یتساء النبی
لست کا حد من النساء وخبر
لا یصل من الکتابۃ یمثل علی
عامۃ النساء خوف الافتتات
علیہن نقلہ القاری فی
المراقبة عن بعضهم وکذا
الشیخ المحقق واقر علیہ و
قال القاری یحتمل انیکون
جائزا للسلف دون الخلف لفساد
النوامت فی هذا الزمان
فدللت کلماتہم هذا علی
انہم یکرہون الکتابۃ لہن
والاعتراض بان کل ذلک
خلات الظاہرفان تحقیق
الامور فانه ادخل فی المقصود
فما کانوا یغفلوا عن ذلک
فہل تراہم عدلوا لہ
اللداع ما لہ عظیم وراستی
کتبت علی ہا مشر الاشعة
عند ذکر انہا خصوصۃ

نے اشعۃ النعمات میں اس کا ذکر فرمایا اور کبھی کہتے
ہیں کہ (یہ اجازت) سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کی خصوصیت ہے اور یہ ان کے ساتھ مختص ہے
کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات
بعض اشیاء سے مخصوص ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا
ارشاد ہے: "اے نبی مکرم کی بیویوں باتم عام عورتوں
کی طرح نہیں ہو" اور حدیث کہ "عورتوں کو ٹکنا
نہ سکھاؤ" عام عورتوں پر محمول ہوگی ان کے حق
میں فتنہ کے اندیشہ ہے۔ اس کو غلام علی قاری نے
مراقبة میں بعض سے نقل کیا ہے اور اسی طرح
شیخ محقق نے اس کو برقرار رکھا ہے۔ غلام علی
قاری نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ سلف کچھ
جائز ہو لیکن پچھلے لوگوں کے لئے جائز نہ ہو اس
لئے کہ اس زمانے میں عورتوں میں فساد پایا جاتا
ہے اور پھر ان کے یہ کلمات اس بات پر دلالت
کرتے ہیں کہ وہ عورتوں کے لئے کتابت (یعنی
لکھائی کا عمل) عکس سمجھتے ہیں اور یہ اعتراض کہ
یہ سب باتیں خلاف ظاہر ہیں، اگر یہ امر ثابت
ہو جائے تو اس کا مقصود میں زیادہ دخل ہے
کیونکہ وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ ان باتوں سے بیخبر
ہوں، کیا تم انہیں دیکھتے ہو کہ وہ کیوں اس طرف
مڑ گئے مگر اس لئے کہ اس پر کوئی نہ کوئی بڑا
داعی اور باعث ہے جسے یاد ہے کہ

سہ القرآن الکریم ۲۲/۳۳

سہ مرقاة المفاتیح کتاب الطب والرقی الفصل الثانی المکتبۃ الجبیبہ کوئٹہ ۳۲۶/۸

میں نے اشعۃ اللمعات کے حاشیہ پر جو کچھ اس کی تصریح تھی لکھ دی اس ذکر کے ساتھ کہ کتابت سیدہ حفصہ کی خصوصیت ہے پس جواب دیکھنے سے پہلے ہی میں نے اس کا اظہار کر دیا تھا اقول (میں کہتا ہوں) اس کے باوجود کوئی کہنے والا یہ کہہ دے کہ محض تشبیہ، جواز میں کوئی صریح نص نہیں بخلاف لا تعلموہن یعنی عورتوں کو کتابت نہ سکھاؤ۔ یہ ممانعت میں واضح نص ہے۔ علاوہ اس کے یہ ایک معین واقعہ ہے جس میں کوئی غم نہیں بخلاف حدیث نبی کے۔ علاوہ انہی حدیث شفاء اگر مقدم ہو تو منسوخ ہے اور اگر مؤخر ہو تو پھر ہم اسے تسلیم ہی نہیں کرتے مگر یہ کہ سیدہ حفصہ کی خصوصیت قرار دی جائے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیشم پینے کی رخصت اور اجازت دی تھی۔ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نوہ اور روئے کی اجازت دی۔ اس کے بعد ان کاموں سے منع فرما دیا تھا، تو پھر یہ رخصت دینے کی صورت میں بعض کی تفصیل ہوتی لہذا علی الاطلاق تسبیح حکم نہیں علاوہ انہی یہ مقام مقام احتیاط ہے لہذا مانع کو مقدم کیا جائے گا، اس کے علاوہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ غرض بالکل وارد نہیں ہوتی تو پھر بھی حال زمانہ منع کے لئے حکم (یعنی حالات زمانہ ہی ممانعت کے لئے کافی ہیں)

لحفصة ما نصح هذا الجواب قد ابدته من قبل انت اشارة اقول ومن ذلك نقائل انت يقول انت نفس التشبيه ليس بنصب صريح في الجواز بخلاف لا تعلموہن، فانه نص في المنع، علم انها واقعة حيث لا عموم لها بخلاف النہی، علم انت حديث الشفاء انت تقدمه فممنسوخ او تاخر فلا نسلم الا تخصيص حفصة كما رخص النبي صلى الله تعالى عليه و... لزبیر وعبد الرحمن بن عوف رضي الله تعالى عنهما في ليس الحریر ولنادية سعد رضي الله تعالى عنهما في النياحة بعد ما نهى عن ذلك فلم يكن الا تخصيص بعض بالتخصيص لانسخ الحكم على الاطلاق، علم انت المقام مقام الاحتياط فيقدم الحاضر على انه لو فرض عدم ورود نهى اصلا لمكان حال الزمانات كما كما باليمن وكس من حكم

يختلف باختلاف الزمانات الاتوى
 انت النبي صلى الله تعالى عليه
 وسلم اذ انت طفاء انت يخرجون
 الى المساجد وقد كنت يخرجون
 على عهد الرسالة بل امر
 في العيدين باخراج العواتق
 وذوات الخدور كما في الصحيحين
 بل قال لا تمنعوا اماء الله مساجد
 الله اخرجهم احمد وسلمو عمت
 ابن عمر رضى الله تعالى عنهما
 ومن ذلك اذا فسد الزمان نعم
 الاثمة بالمنعم و قالست
 ام المؤمنين رضى الله تعالى
 عنهما سور اى النبي صلى الله
 تعالى عليه وسلم من
 النساء ما رايته بالمنعم
 المساجد كما منعت فساء
 رضى اسرائيل يه

بارہ اختلاف زمانہ سے حکم بدل جاتا ہے کیا تم نہیں
 دیکھتے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں
 کو مساجد میں جانے کی اجازت دی تھی اور وہ زمانہ
 رسالت میں مساجد میں جایا کرتی تھیں بلکہ عیدین
 (چھوٹی، بڑی عید) میں پردہ نشین خواتین کو بھی
 آپ نے عید گاہ میں جانے کا حکم صادر فرما رکھا تھا
 جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایات میں موجود ہے بلکہ
 آپ نے یہاں تک فرمایا کہ بانیوں کو اللہ تعالیٰ
 کے گھروں (مساجد) میں جانے سے مت روکو۔
 امام احمد اور امام مسلم نے حضرت عبد اللہ ابن عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تخریج فرمائی۔ پس
 اسی کے باوجود جنہی حالات زمانہ فراب و فاسد
 ہو گئے تو ائمہ کرام نے مراحتاً عورتوں کو مسجدوں میں
 جانے سے روک دیا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا اگر آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کے آج کے حالات
 دیکھتے جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں تو انہیں مسجدوں میں
 جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی
 عورتیں روک دی گئیں۔ (ت)

- ۱۳۴/۱ صحیح البخاری کتاب العیدین باب اذ لم یکن لہما جلاب فی العید قہری کتب خاد کراچی
 صحیح مسلم فصل فی افرج العواتق وذوات الخدود ۲۹۰/۱
 صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب خروج النساء الى المساجد ۱۸۳/۱
 مسند احمد بن حنبل حمی ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۱۶/۲ و ۱۵۱
 صحیح البخاری کتاب الاذان باب خروج النساء الى المساجد قہری کتب خانہ کراچی ۱۲۰/۱
 صحیح مسلم کتاب الصلوۃ ۱۸۳/۱

یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ اگلے زمانے کی دو چار بیبیوں کے حال فعل سے استناد کا یہاں کوئی محل نہیں پہنچے تو عموماً عذرات کو حکم تھا کہ چنگنا نہ مسجدوں میں حاضر ہوں پردہ نشینیں اگرچہ حالت حیض میں ہوں کہ نماز پڑھ بھی نہیں سکتیں محض شرکت برکت دعا کے لئے عید گاہوں کو ضرور جائیں۔ اب یہ احکام کیوں نہ رہے حضرت ام المؤمنین حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آج حضرت فقیر فاطمہ سمرقندیہ بنت امام علاؤ الدین رحمہما اللہ تعالیٰ کے مثل کون سی بی بی ہے بلکہ بعد تلاش بغیر شخص صرف معدود نسا کی کتابت کا پتا چل ہی بتا دیتا ہے کہ سلفاً خلفاً علماء و عامر و مشین کا مثل اس کے ترک ہی پر رہا ہے۔ مرد ہر زمانے میں لاکھوں کا تہہ ہوتے اور عورتیں تیرہ سو برس میں معدود۔ پُر ظاہر کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے اگر کتابت نسا میں عرج نہ ہوتا جمہور امت سلف سے آج تک اس کے ترک پر کیوں اتفاق کرتی، بالحد سبیل سلامت اسی میں ہے، لہذا ان اجلۃ علماء کرام امام حافظ الحدیث ابو موسیٰ و امام علامہ قرطبی و امام ابن الاثیر جزیری و علامہ طبری و امام بیہقی و الدین سیوطی و علامہ طاہر قطنی و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے اسی طرف میل فرمایا ہر طرح ہم سے اعلم تھے اب برا جازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا امت مرحومہ کی خیر خواہی سے غافل۔

ومن لم يعرف اهل زمانه فهو جاهل ثم فسأل الله العفو والعافية ثم ما أتبع بعد ذلك كلام الشيخ ابن حجر في الفتاوى الحديثية ذكر فيه حديث ام المؤمنين وحديث اجبت مسعود ايضا رضي الله تعالى عنهما و زاد فقال واخر ارجاء المذبح الحكيم عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال مرد لقمان علم حيا وميتا

(جو اپنے زمانے والوں کے حالات سے آگاہ نہ ہو وہ جاہل اور نادان ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں پھر اس کے بعد میں نے شیخ ابن حجر کا فادوی صیغہ میں کلام دیکھا جس میں انھوں نے ام المؤمنین کی روایت اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ذکر فرمائی اور کچھ اضافہ کرتے ہوئے مندرمایا۔ یعنی نیز امام ترمذی الحکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ لقمان نے ایک

فی الکتاب فقال لمن یقتل هذا السیف اے
حتی ینذبح به و حیث ینذبح فیکون فیہ
اشارة الى علة النهی عن الکتابۃ وھی انت
المرأة اذا تعلقتھا توصلت بہا الى اغراض
فاسدة واکفی توصل الفسقة الیہا علی
وجه اسرع وابلغ واخلع من توصلہم
الیہا بدون ذلك لان الانسان یسلط
بکتابتہ فی اغراضہ الی غیر ما لہ ینصفہ
برسولہ ولان الکتابۃ اخفی من الرسول
فکانت ابلغ فی الحیلۃ واصرع فی الخداع
والمکر فلاجل ذلك صارت المرأة بعد
الکتابۃ کالسیف الصیقل الذی لا یرى
شئ الا قلعہ بسرعة فکذلک ہی بعد
الکتابۃ تصیر لا یطلب منہ شئ الا کامت
فیہا قابلیۃ الی اجابتہ الیہ علی ابلغ
وجه اسرع اے۔

لو کہی کہ دیکھا کہ کتب میں سکھائی جا رہی ہے فرمایا
یہ تلوار کس کسے کے حقیقت کی جاتی ہے۔ امام ابن حجر
فرماتے ہیں اس حدیث میں علت نہی کتابت کی
طرف اشارہ ہے کہ عورت کھنا سیکھ کر خود بھی فاسد
غرضوں کی طرف راہ پائے گی اور خاستوں کو بھی
اس تک رسائی کا بڑا موقع مل جائے گا جو کھنا
نہ جاننے کی حالت میں نہ ملتا کہ آدمی وہ بات کھ سکتا
ہے جو کسی کی زبانی نہ کہلا سیکھے گا نیز خطاطی سے زیادہ
پوشیدہ ہے تو اس میں جلد و نکر کہ دست جلد راہ ملے گی
لہذا عورت کھنا سیکھ کر حقیقت کی جوئی تلوار ہو جاتی ہے
(وہ کسی چیز پر نہیں گزرتی مگر جلد ہی سے اسے کاٹ کر
رکھ دیتی ہے پس عورت کھائی سیکھنے کے بعد اسی
طرح ہو جاتی ہے لہذا اس سے کسی چیز کا مطالعہ نہیں
کیا جاتا کہ وہ بڑی جلدی میں براہِ جلیغ اس دعوے
و مطالعے کے قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے اے۔

(ت)

ہندی شکل نے بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے بوری کوئی دیت ہے تو انکی بھینار
جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ کلام نہایت پختہ اور واضح
ہے جس کا ادب پر وال احقر ہرے بھرے خوبصورت
پتوں والا ہے (اعلاہ مورق) اور نچلا حصہ
جائے میرا ہے (اسفلہ صغوق) اور ہمارے
آقا لقمان حکیم کا ارشاد ہے جو حدیث پاک میں وارد
ہو کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

و هذا کما تری کلام متین مبین ، اعلاہ
صورق و اسفلہ صغوق و قول
سیدنا لقمان الذی جاء
فی الحدیث انت الذی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
رواہ سیف بالیقین والقطع

لیس بعدۃ لعلق الشبهة الا الجزوالقطع
 اما ما ذكر الشيخ بعدۃ ۱ جوابا عن
 حديث الشفاء بقوله نقلت ليس فيه
 دلالة على طلب تعليمهم الكتابية
 وانما فيه دليل على حبوانه
 الكتابية ونحن نقول به وانما غايته
 ان النهي عنه تغزيبها لما تقدر في
 المفاسد السرية عليه ۱۱ فاقول مبني
 على مذهبه فامت الامام اثنافى
 راضع الله تعالى عنه لا يقول بسد
 الذرائع فلا يكون حجة علينا
 لاسيما مع ما ترى من فساد الزمان
 وما تقسم بسماحه الا فان ولا حول
 ولا قوة الا بالله العلى العظيم . نسأل
 الله العفو والعافية ، والله تعالى
 اعلم .

روایت فرمایا وہ عورت یقینی اور حقیقی طور پر توار ہے کہ
 جس کے بعد گردن کٹنے اور آنگھ ہونے کے علاوہ کوئی
 گنجائش نہیں، یہی بات کہ شیخ نے حدیث شفاء کا
 جواب اپنے اس قول سے ذکر فرمایا۔ میں کہتا ہوں
 کہ عورتوں کی تعلیم کتابت کے مطالبے پر حدیث پاک
 میں کوئی دلالت نہیں بلکہ اس میں دلیل جواز ہے
 اور ہم اسی کے قائل ہیں منکر نہیں، البتہ انتہائی بات
 یہ ہے کہ اس میں نہی تنزیہ ہے اس لئے کہ اس
 پر بہت سے مفاسد کا ترتیب ثابت ہو چکا ہے ۱۱
 میں کہتا ہوں (صاحب فتاویٰ) کہ یہ انکے مذہب
 پر مبنی ہے اس لئے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ ذرائع کی روک تھام کے قائل نہیں لہذا یہ ہمارے
 خلاف حجت (دلیل) نہیں خصوصاً جبکہ ہم فساد زمانہ
 بھی دیکھ رہے ہیں اور وہ خطرناک حالات کہ جن کی
 سماعت سے کان بہرے ہوں پس گناہوں سے
 محفوظ رہنے اور نیکی کرنے کی (کسی میں) ہمت و

قوت نہیں سوائے خدا سے عظیم و بکیر کے فضل و کرم کے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم مغفرت و عافیت چاہتے
 ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

منہ السلام ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قرآن شریف کا ترجمہ اس طرح پر کرنا کہ نیچے ترجمہ میں
 محذوفات اور مطالب وغیرہ غلط طہال بنا کر لکھ دے جائیں جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

الحمد للہ قرآن عظیم بحفظ اللہ عزوجل ابد الابد تک محفوظ ہے تحریف و تحریف و انتحال ختمین کو اس کے
 سرپرست عزت کے گرد بارگاہ نہیں لایا تہ الباطل من بین یدیه ولا من خلفہ (باطل اس کے آگے اور پیچھے

سے القرآن الکریم ۴۱/۴۲)

سے نہیں آسکتا۔ ت) محمد اس کے درجہ کو جس نے قرآن اتارا اور اس کا حفظ اپنے ذمہ قدرت پر رکھا
 اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ (ہم ہی نے قرآن پاک کو اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ ت)
 توریت و انجیل کچھ تو طعون و جباروں نے اپنے اغراض و غور سے روپے لے کر اپنے مذہب و ناپاک کے تعصب
 سے قصداً بدلیں اور کچھ ایسے ہی ترجمہ کرنے والوں نے اس خط و خط کی بنیادیں ڈالیں مرد و زمانہ کے بعد وہ
 اصل و زیادت مل ملا کر سب ایک ہو گئیں کلام الہی و کلام بشر مخلوط ہو کر تمیز نہ رہی۔ الحمد للہ نفس قرآن میں اگرچہ
 یہ امر محال ہے تمام جہان اگر اکٹھا ہو کر اس کا ایک نقطہ ہمیشہ کرنا چاہے ہرگز قدرت نہ پاسے مگر ترجمہ سے
 مقصود اُن عوام کو معافی قرآن سمجھانا ہے جو فہم عربی سے عاجز ہیں خطوط ہلالی نقول و در نقول خصوصاً مطابیع
 مطابیع میں ضرور مخلوط و نامضبوط ہو کر نتیجہ یہ ہو گا کہ دیکھئے اے عوام اصل ارشاد قرآن کو اس مترجم کی زیادت
 سمجھیں گے اور مترجم کی زیادت کو رب العزۃ کا ارشاد یہ باعث ضلال ہو گا اور جو امر مخبرہ ضلال ہو اس کی
 اجازت نہیں ہو سکتی اسی لئے علماء مترجمین نے ترجمہ کا یہی دستور رکھا کہ میں السطور میں صرف ترجمہ اور جو
 فائدہ زائدہ ایضاً مطلب کے لئے ہوا وہ حاشیہ پر لکھا انہیں کی چال چلنی چاہئے۔ و باللہ التوفیق ،
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۔ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک شخص وضو کرتا ہے اور ان مفتوح سے مرصعاً
 اولاً مقولہ اس کا الصلوۃ علیک یا رسول اللہ کہنا نہ چاہئے حاضر کے واسطے ہے۔
 دوسرے بیان کیا روزہ دار کو چاہئے وقت استنجے کے اوپر کو سانس نہ لے اور آپ کو خوب منع ہے
 پانی اور نہ جائے روزہ اس کا تہاء ہو گا روزہ دار اور غیر روزہ دار کے استنجے میں بہت فرق ہے۔
 تیسرے آئین کہنے آواز بلند سے شیطان کے پرچھے لگتا ہے اگر بہت بلند آواز سے آدی کہیں
 تو بہت برپا ہوتی ہیں، اور اس آدی نے تقریر ایمان اور تنبیہ الغافلین اور کچھ آیات و حکایات و
 حدیث شریفہ کا ترجمہ بغیر استاد کے مطبوعہ دیکھ کر یاد کر لیا ہے بیان کرتا ہے اور علم ناسخ اور تفسیر
 آیات اور اقسام حدیث شریفہ اور معرفت و خوبی نہ جانے بیکوئی و عی و دواحد و تنبیہ میں فرق نہیں کر سکتا
 ہے ایسے آدی کا وضو سننے کو اجازت شریفہ محمدیہ اہل شرع کے ہے یا نہیں؟ بیتوا تو حرداً (بیان فرماؤ
 اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

شخص مذکور زاجاہل اہل و گمراہ و بد مذہب ہے اُسے وعظ کہنا حرام اور اس کا وعظ سننا حرام،
 الصلوٰۃ علیک یا سول اللہ کہنا باجائز مسلمین جائز و مستحب ہے جس کی ایک دلیل ظاہر و باہر
 القیامات میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے اور اس کے سوا صحاح کی حدیث
 میں یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ھذہ (اسے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنی
 اس حاجت (ضرورت) میں آپ کو اپنے پروردگار کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور آپ کو وسیلہ بناتا
 ہوں۔ ت) موجود جس میں یہ روایات اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور پکارتا اور
 حضور سے مدد لینا ثابت ہے مگر ایسے جاہل اہل کو احادیث سے کیا خبر، جب اسے القیامات ہی یاد نہیں
 ہر مسلمانوں کا ہر یک جانتا ہے۔ تقریر الایمان سخت بدینی و ضلالت کی کتاب ہے اس کا اور اسکے
 مصنف کا عالی فتاویٰ و رسائل علماء عرب و عجم سے ظاہر۔ سردست فقیر کا رسالہ مستحی بہ الکوکبۃ
 الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابینہ جدید الطبع حاضر من شاء غلیظ العہاد عا فر ہے جو پاس ہے
 اس کا مطالعہ کرے۔ ت)

آجیہ آواز سے کہنے میں شیطان کے برحقا لٹا اور جس قدر زیادہ بلند آواز سے ہو اسی قدر زیادہ زخم
 پہنچتا یہ بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

روزہ دار کو یہ بہتر تو ہے کہ استنجہ کرنے میں اور سانس بقوت نہ لے مگر اس قدر سے روزہ
 دھاسے گا نہ مطلقاً پانی چڑھنے سے جب تک پانی موضع حقہ تک نہ پہنچے، ادا ایسا ہوگا تو درد شدید پید
 ہوگا۔ درختار میں ہے،

لو بالقر فی الاستنجاء حتی بلغ موضع الحقۃ استنجہ کرنے میں اگر اس تک پہنچ گیا کہ پانی حقہ (محل
 قسدا الصوم وھذا قلما یكون ولو کان فیومث ۱۹) تک پہنچ گیا تو روزہ فاسد ہو جائیگا اور ایسا

سہ جامع الترمذی ابواب الدورات ایمن کمپنی دہلی ۱۹۷۶
 سہ مسند احمد بن حنبل حدیث عثمان بن حنیف المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۸/۲
 سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ ماجا صلوٰۃ الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰
 المستدرک للحاکم کتاب الصلوٰۃ الطلوع ۲۳۱/۱ و کتاب الدعاء ۵۱۹/۱ ۵۲۶ دار الفکر بیروت
 عہ رسالہ ہذا (الکوکبۃ الشہابیۃ) فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد نمبر ۱۵ میں مرقوم ہے۔

دائے عظیمہ۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔
 بہت کم ہوتا ہے، اگر ہو تو بڑی بیماری پیدا ہو جائیگی
 واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم (ت)

۳۱۲ھ از پیل بحیث بازار ڈرمند گنج دکان خلیل الرحمن عطر فروش مرسلہ محمد مظہر الاسلام صاحب
 ۲۴ ربیع ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں،
 اگر کوئی عالم یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میں یہاں کے اہل اسلام کا حاکم ہوں اور منہیات شرعی پر زجر و تنبیہ
 دے کرتا ہو بلکہ ایسے اشخاص سے کہ جو منہیات شرعی میں مبتلا ہوں ان کے یہاں دھوکے کھاتا ہو نذرانہ لیتا ہو
 یعنی شراب خوار علی الاعلان ہوئے فروش ہو مسکرات کا ٹھیکیدار ہو رشوت علی الاعلان لیتا ہو ڈاڑھی
 منڈاتا ہو علی الاعلان زنا کرتا ہو وغیرہ وغیرہ، پس ایسے شخصوں سے ملنے کو فرما جانا ہو ایسے عالم کے
 واسطے شریعت عالی کا کیا حکم ہے؟ یتنوا تو جہدا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

عالم دین سنی المذہب جو اپنے اہل و مشر میں اعظم ہو ضرور ان کا حاکم شرعی ہے کما فی الحدیث
 النبیۃ عن الفتاویٰ العتابیۃ (جیسا کہ حریفہ مدیر میں فتاویٰ عتابیہ سے نقل کیا گیا ہے۔ ت) نویں لکھ
 اپنی شرائط کے ساتھ ضرور فرض ہے مگر وہ زجر و تنبیہ میں منحصر نہیں ایسے مرتکبان کبار کے ساتھ اختلاط
 میں نظر علماء مختلف رہی ہے اور قول فیصل یہ کہ اس کا فیصلہ عالم باہر کی نظر پر ہے جو اصل سمجھے اس پر
 عمل کرے کما بقینہ الامام حجتہ الاسلام فی الانبیاء (جیسا کہ حجتہ الاسلام (امام غزالی) نے
 اس کو اجازت العلم میں بیان فرمایا ہے۔ ت) دعوت کھانا فی نفسہ حلال ہے جب تک معلوم و متحقق نہ ہو
 کہ یہ کھانا جو چارے سامنے آیا بعینہ حرام مال ہے کما فی الہندیۃ عن الذخیرۃ عن الامام
 محمد (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ ذخیرہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے۔ ت)
 بہر حال حرام کو علمائے دین مستیان متدین کی شاکی میں شکی ظن و حسن عقیدت لازم ہے۔ واللہ سبحنہ
 و تعالیٰ اعلم۔

۱۴۹/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب فیصد الصوم	۱۴۹/۱
۳۵۱/۱	مکتبہ نوریہ فیصل آباد	النوع الثالث	۳۵۱/۱
۳۴۲/۵	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الثانی عشر	۳۴۲/۵

مسئلہ ۱۳۳ مستور مولوی حامد علی صاحب طالب علم مدرسہ اہلسنت ہاشمہ آباد ۱۳۳۲ھ
کیا فرشتے میں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو
ان کے پاس اپنے لڑکے کو پڑھنے کے لئے بھیجے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب

ہوام حرام حرام، اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و جملہ کائنات۔ قال اللہ تعالیٰ،
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ
نَامِائِهِ وَاللَّهُ سَبَّحَهُ وَتَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں
کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ
اعظم (دست)

مسئلہ ۱۳۴ مسئلہ ڈاکٹر محمد حافظ الحق سداقہ لدی ڈاکٹر خسر پور ضلع پٹنہ بمسالت مولوی ضیاء الدین صاحب
۵ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ

غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا حاکمیت ہے۔

مسئلہ ۱۳۵ از ادبیین علاقہ خوالیار مسئلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۶۲ھ
براہِ سخن پروری عبارت کتب میں اپنی طرف سے چند الفاظ داخل کر کے علماء کرام اور حتیٰ کہ
استاد عظام خود کو دھوکا دینا کیا حکم رکھتا ہے جو حکم محقق اسی مسئلہ میں جو بیان فرماتیں و بحث مسئلہ
جبارت کتب ہو۔

الجواب

سخن پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار و مکارہ ایک کبیرہ۔ کلمات علماء میں کچھ الفاظ اپنی
طرف سے الحاق کر کے ان پر افتراء و دھوکا دینا ایک کبیرہ۔ علماء کرام اور خود اپنے ساتھ کو دھوکا دینا خصوصاً
امروہ میں تیسرا کبیرہ۔ یہ سب غصلیتیں یہود لعنہم اللہ تعالیٰ کی ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَلْسُوا الْبِرَّ بِالْبَاطِلِ ۚ
تَلْکُمْ سَوَالِحُ ۚ وَانْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، (وگو) حق کے ساتھ باطل
نہ ملاؤ اور نہ حق کو چھپانے والے بنو جبکہ تم (حق
کو خوب) جانتے ہو۔ (دست)

وقال تعالیٰ فویل لهم مما کتبت ایدیمهم
وویل لهم مما یکسیبونہ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، خرابی اور بربادی ہے
ان لوگوں کے لئے جو جان کے ہاتھوں کی لکھائی
کے، اور خرابی ہے ان کے لئے جو جان کی کمائی کے
جو وہ کار ہے ہیں۔ (ت)

وقال تعالیٰ یعرفونہ من بعد ما عقلوہ
وہم یعلمونہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ لوگ اللہ کے کلام کو
سمجھنے اور جاننے کے باوجود بدل ڈالتے ہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ از قاضی ثلثہ شہر کتبہ اذی القعدہ ۱۳۲۷ھ

کیا فراتے ہیں علمائے دینی اس باب میں کہ اگر کوئی شخص جس نے سوائے کتب فارسی اور اردو کے
جو کہ معمولی دیکس میں پڑھی ہوں اور اس نے کسی مدرسہ اسلامیہ یا علماء مجتہدین سے کوئی سند تحصیل علم نہ حاصل
کی ہو اگر وہ شخص مفتی بنے یا جتنے کا دعویٰ کرے اور آیات فتنائی اور احادیث کو پڑھ کر اس کا ترجمہ
بیان کرے اور لوگوں کو باور کرائے کہ وہ مولوی ہے تو ایسے شخص کا حکم یا فتویٰ اور اقوال قابل عمل ہیں یا نہیں
اور ایسے شخص کا کوئی دوسرا شخص حکم نہ مانے تو اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب

سند کوئی چیز نہیں، بہتیرے سند یافتہ محض بے برہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی ان کی
شاگردی کی یاقوت بھی ان سند یافتہ میں نہیں ہوتی، علم ہونا چاہیے، اور علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا
جب تک نہ تھا کسی طبیب حاذق کا مطلب نہ کیا ہو مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کوئی ہر کسی درستی میں
میں پورے نہ تھے مگر خدمت علماء کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا فقیر نے
دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صہ بخارغ التفصیل بلکہ درسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا
زائد تھے، پس اگر شخص نہ کوئی سوال تو وہ جانتے خود خواہ بعض صحبت علماء کا ملین علم کافی رکھتا ہے
جو بیان کرتا ہے غالباً صحیح ہوتا ہے اس کی خطا سے اس کا صواب زیادہ ہے تو حرج نہیں اور اگر دونوں
وجہ علم سے عاری ہے صرف بطور خود اردو فارسی کی کتابیں دیکھ کر مسائل بتا سنے اور قرآن و حدیث کا مطلب

بیان کرنے پر ہجرت کرتا ہے قرین سخت اسد کبیرہ ہے اور اس کے فتویٰ پر عمل جائز نہیں اور نہ اسکا بیان حدیث و مسترآن سننے کی اجازت۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
اجراکم علی الفتیاء جسراکم علی
الفساد
جو شخص فتویٰ دینے میں زیادہ ہجرت رکھتا ہے وہ
آتش دوزخ پر زیادہ دلیر ہے۔

اور ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے :
من قال فی القرآن براہ فاصاب فقد
اخطا
جس نے قرآن کے معنی اپنی رائے سے بیان کئے
اس نے اگر ٹھیک کے تو غلط کئے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوء مقعدا
من النار
جو بغیر علم کے قرآن کے معنی کہے = اپنا ٹھکانا
دوزخ میں بنالے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۰۱ مسئلہ محمد اسحاق سکریٹری انجمن محمدیہ کو چلی ملک طیار
(۱) آج کل مسلمان جو تکمیل یونیورسٹی کی کوشش کرتے ہیں اور چند فراہم کرتے ہیں وہ ثواب ہے
یا نہیں؟

- (۲) آیا تکمیل یونیورسٹی دینی ضروریات سے ہے یا نہیں؟
(۳) اس میں جو روپیہ دیا جائے وہ صدقہ جاریہ میں محسوب ہوگا یا نہیں؟
(۴) اس یونیورسٹی میں اہلسنت شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

اگر یہ بات قرار پائے اور اس کے افسر عمدہ داران اس کا پورا ذمہ قابل اطمینان کریں کہ اس کا
حصہ دینیات صرف اہلسنت و جماعت کے متعلق رہے گا جس کے عقائد مطابق علما سے زمینیں عین ہیں

۱۸۴/۱۰	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۲۸۹۶۱	محکم الدارمی	لکھنؤ العمال
۱۶/۲	" " "	۲۹۵۷	" " " " " " " "	کے " " " " " " " "
۱۶/۲	" " "	۲۲۵۸	بجوالہ دوت عن ابن عباس	کے " " " " " " " "

انھیں کی کتب انصاف میں ہوں گی انھیں کے علماء و مدرسین ہونگے، انھیں کی تربیت میں طلباء رہیں گے،
غیروں کی صحبت سے ان کو بچایا جائے گا، روپیہ جو اہلسنت سے لیا جائے گا صرف اسی کام میں خرچ
کیا جائے گا، اس وقت اہلسنت کو اس میں داخل ہونا جائز اور باعث ثواب ہوگا، اور جو کچھ اس
میں دیا جائے گا صدقہ جاریہ ہوگا۔ رہا اس کی تکمیل میں کوشش اور چند فراہم کرنا، وہ صرف اتنی بات
پر بھی ثواب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں ہر مذہب کی تعلیم باقی ہے وہ روپیہ اس لئے جمع نہیں
کرتے کہ دین حق کی تعلیم ہو بلکہ حق و ناحق دونوں کی تعلیم کو سنیوں کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ قرآن مجید بعینہ
معنوا ہے اس میں کسی قسم دخل بشری سے ایک نقطہ کی کمی بیشی ہوتی نہ ہو سکتی ہے کوئی غیر نبی کسی نبی
کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، تقدیر کی بھلائی برائی سب اللہ عز و جل کی طرف سے ہے اور اس پر کچھ
واجب نہیں وہ جو چاہے کرے، ہمارا اور ہمارے افعال نیک و بد کا وہی ایک اکیلا خالق ہے اس
کا دیدار و بقیامت حق ہے، خلفائے اربعہ کی امامت برحق ہے ان میں اللہ عز و جل کے یہاں
سب سے زیادہ عزت و قربت والے صدیق اکبر ہیں پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم، انھیں بلکہ صحابہ میں سے کسی کو بڑا کہنے والا جنہی مرد و وطن ہے، اور شیعہ کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ
یہ قرآن باطنی عثمانی ہے اس میں سے کچھ آیتیں سورتیں صحابہ نے لکھا دیں بعض الفاظ کچھ کے کم کر دیے جیسے
انما ہی انما من امة کی جگہ امة ہی امی من امة بتا دیا، مولاعلی واکر اطہار اگلے انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں، تقدیر کی برائی خدا کی طرف سے نہیں، بندہ کے لئے اصلاح کرنا
لطف سے پیش آنا خدا پر واجب ہے خدا اس کے خلاف نہیں کر سکتا اپنے اعمال کے ہم خود خالق
ہیں، خدا کا رہا رحق نہیں، خلفائے اربعہ میں تین مصاد اللہ ظالم خاص ہیں ان کو سخت سے سخت
برائی ہے یاد کرنا گالیاں دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ پھر وہ خود اعلان کرتے ہیں کہ سب سے زائد
اہتمام سائنس کی تعلیم کا ہوگا۔ سائنس میں وہ باتیں ہیں جو عقائد اسلام کے قطعاً خلاف ہیں بچوں کی
تربیت دینے تہذیب و انسانیت سکھانے کے لئے دنیا بھر میں کوئی مسلمان ذرا عرب مصر روم
شام حتیٰ کہ عربی شریعت کے علاوہ مشائخ میں کوئی اس قابل نہیں ہاں کمال مذہب و شیخ تربیت
و پیرافادت بننے کے لائق یورپ کے عیسائی ہیں ان کو اس قدر پیش قرار تھوڑا ہی ان روپوں سے
دی جائیں گی کہ وہ یہاں رہنے پر مجبور ہوں ان کی صحبت و تربیت میں مسلمانوں کے بچے رکھے جائیں گے
ان کے اخلاق و عادات سکھائے جائیں گے ایسی صورت میں حال ظاہر ہے ابتداء میں کہ مسلمانوں سے
چندہ وصول کرنے کو بہت سنجیدگی سے بنانا کہ مقاصد دکھائے گئے ہیں ان میں قریب حالت ہے

آئندہ جو کارروائی ہوگی روئیش بھی مالش پر کسی (اس کا چہرہ دیکھ لیکن اس کا حال نہ پوچھو۔ ت) سالہا سال سے جو علی گڑھ کالج انھیں مقاصد کے لئے قائم ہے اس کے ثمرات ظاہر ہیں کہ مسلمانوں کو نیم عیسائی کر چھوڑا اس کے اکثر تعلیم یافتہ اسلام و عقائد اسلام پر غلطی سے آڑے ہیں ائمہ و علما کو مسخر دیتے ہیں خود غرضی و خود پسندی دنیا طلبی دین فراموشی یہاں تک کہ دارحی و غیرہ اسلامی وضع سے متفران کا شعار ہے جب ادھر سے کے یہ آثار ہیں تکمیل کے بعد جو ثمرات ہونگے آشکار ہیں صغ

قیاس کی زنگستان اور بہار کش را

(اس کے باغ سے اس کی بہار کا اندازہ کر لیجئے۔ ت)

وبالله العصمة (اور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔ ت)، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک روئے یہ چاہتی ہے کہ مجھ کو کلام مجید کوئی سیکھت صانع پڑھا دیا کرے، اور اس کو بہت شوق ہے اور منت عاجزی کرتی ہے کہ کلام اللہ صریح طور پر پڑھ جائے، اس صورت میں اس کو پڑھا دیا وہ کچھ نذر کرے اس کو لینا جائز ہوگا یا نہیں؟

بیّنہ اتوجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

یہ شیطان کو دور بھتا ہے شیطان اس سے بہت قریب ہے، وہ مستحب چاہتی ہے اور حرام نہیں چھوڑتی یہ بھی شیطان کا مکر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳ از سنبل محلہ کوٹ ضلع مراد آباد مرسلہ حافظ اکرام صاحب، ۲ صفر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عالم بے عمل جاہل باعمل سے فضیلت میں زیادہ ہے یا نہیں؟

بیّنہ اتوجروا

الجواب

جاہل عالم کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا جبکہ وہ عالم عالم دین ہو۔

قال اللہ تعالیٰ قل هل یستوی اذہذین یعلمون والذین لا یعلمون ۱۰

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تم فرماؤ کیا برابر ہیں جو جانتے ہیں علم والے اور بے علم۔

جاہل بوجہ جہل اپنی عبادت میں سوگندہ کر لیتا ہے اور مصیبت یہ کہ انھیں گناہ بھی نہیں جانتا اور عالم دین اپنے گناہ میں وہ حصہ خوف و ذممت کا رکھتا ہے کہ اُسے جلد نجات بخشتا ہے، ولہذا حدیث میں ارشاد ہوا کہ عالم کا ہاتھ رب العزت کے دست قدرت میں ہے اگر وہ لغزش بھی کرے تو اللہ تعالیٰ جیب پا ہے اُسے اٹھا لے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۳ مسئلہ بحث خاں ملا بیگم مدرسہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمان بچوں کو ضروری دینی تعلیم قرآن مجید کا ترجمہ، مسئلہ مسائل کی کتابیں اور بقدر حاجت حساب و اصول و خطاب صحت جس سے ان کو اپنے بچوں کی داشت و نگہداشت میں مدد ملے پر وہ کی سخت نگرانی کے ساتھ مسلمان دیندار یا بنہ صوم و صلوٰۃ معطل کے ذریعہ سے پڑھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جہودا

الجواب

فقہاء اہلسنت و مسائل اہلسنت کی کتابیں پڑھانی جائیں، عقائد و مسائل ضروریہ کی تعلیم فرض ہے، حساب وغیرہ بعض مفید باتیں بھی سکھانے میں حرج نہیں، اصول و خطاب صحت جہاں تک مسائل اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں ان کی تعلیم میں مضائقہ نہیں اور جو مخالف ہیں صحیحہ بیاری از کھٹنے کے و سو سے ان کی تعلیم جائز نہیں، تہذیب و منزل بروجہ مطابق شرعی و حقوق شہرہ و اولاد و ذمت کذب و غیبت و ضرورت پر وہ و حجاب کدگی تعلیم ہو، مگر عورتوں کو لکھنا سکھانا منع ہے اس سے فتنہ کا چر دروازہ کھلتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲۴ مستفسرہ محمد میاں غالب علم بہاری بریلی علیہ السلام اگر ان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ علم دین حاصل کرنا واجب ہے، فرض ہے یا سنت؟ فقط۔

الجواب

فرض عین کا علم حاصل کرنا فرض عین، فرض کفایہ کا فرض کفایہ، واجب کا واجب، مستحب کا مستحب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۵ مسئلہ فیض الحق ابراہیم مدرسہ اسلامیہ ضلع ایٹہ ڈاک خانہ گنج دوندہ دارۃ ۳۲۶ موضع حردک۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین ان مسئلوں میں،

(۱) ایک شخص نے قاعدہ بغدادی نہ قرآن مجید فرقان مجید کسی سے پڑھا اور نہ استفادہ و ملکہ استخراج

جلد

۱

صحت الفاظ قرآن اور پھر وہ مسلمانوں کے بچوں کو قرآن شریف پڑھاتا ہے اور طرفہ تماشہ یہ کہ خود دیگر دوست یاروں کو چار پائی وکری پر بٹھاتا ہے اور قرآن شریف نیچے رکھا ہوتا ہے، ایسے معلم اور پڑھانے والے کا اور متعلمین و پڑھنے والوں کا کیا حکم شرع شریف سے ہے؟ بیتوا بالکتاب وتوجروا الی یوم الحساب (کتاب کے حوالہ سے بیان کرو اور روز حساب! جہود ثواب پاؤ۔ ت)

(۲) غیر متعلمین نے آج کل اکثر قصیوں اور دیہاتوں میں مترجم فی السطور خطبے تقسیم کئے ہیں جو کہ اکثر جاہل خنقی پیش امام بھی عید میں ان کو پڑھا کرتے ہیں مع ترجمے کے۔ آیا یہ مذہب خنقی میں جائز ہے یا نہیں؟ جیزا توجروا۔

الجواب

(۱) قرآن مجید بے پڑھے کوئی شخص صحیح نہیں پڑھ سکتا، جس نے قرآن مجید پڑھا اور استادوں سے صحیح نہ کیا اسے جائز نہیں کہ اوروں کو پڑھائے، نہ لوگوں کو جائز ہے کہ اس سے پڑھیں یا اپنی اولاد کو اس سے پڑھوائیں وہ سب گنہگار ہوتے ہیں۔ جو معلم ایسا ہو کہ آپ اور اس کے یار دوست چار پائیوں اور کرسیوں پر بیٹھیں اور قرآن مجید نیچے زمین پر رکھا ہو اگر اس سے مراد حقیقتاً زمین پر رکھا ہے اور وہ لوگ ایسا کرتے ہیں قرآن کے اسلام میں کلام ہے مسلمان ہرگز ایسا نہ کرے گا یہ وہی کہ سکتا ہے جس کے دل میں قرآن مجید کی عزت اصلاً نہ ہو اور جس کے دل میں قرآن مجید کی اصفا حوت نہ ہو وہ مسلمان نہیں، اور اگر یہ مراد ہے کہ پڑھنے والے لوگ زمین پر بیٹھتے ہیں قرآن مجید دل پر یا ان کے ہاتھوں یا گد میں ہے اور یہ معلم وغیرہ ان سے اونچے بیٹھتے ہیں تو جب بھی سخت بدکارانہ بیچار، فحاش، مستحق عذاب نادر و غضب جبار ہیں۔ اور اگر قصداً بوجہ توہین استخفاف شان قرآن مجید ایسا کرتے ہیں تو آپ ہی کفار ہیں۔ بہر حال ایسے معلم سے پڑھنا پڑھوانا حرام ہے اور اس کے پاس بیٹھا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

(۲) جمعہ و عید کے خطبوں میں ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ پڑھنا خلاف سنت ہے اس سے احتراز چاہئے

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ عزیز تاجہ حرم مقام قصبہ ٹیکاری محلہ شاہ گنج ضلع گیا بروز دو شنبہ

تاریخ ۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۲۳ھ

ایک شخص جو عالم ہے اس نے جمعہ کے روز وعظ کے اندر یہ بیان کیا کہ جن لوگوں نے جمعہ کے روز روزہ افطار کیا اور نماز عید پڑھی وہ ناجائز ہے ہم نے فتویٰ غیر عالم سے منگوا یا ہے جن کو ضرورت ہو ہمارے مکان پر اگر دیکھ لیں اہ عام جمعہ میں فتویٰ نہیں دیکھو یا اور جب مکان پر لوگوں نے طلب کیا

تو فتویٰ دکھانے سے انکار کیا ایسا فتویٰ کہ جس سے ہر ایک مسلمان کو تعلق دینی ہے اُس کا چھپا رکھنا عالم کے حق میں کیسا ہے ؟

الجواب

اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو فتویٰ چھپانا بہت بجا تھا اگرچہ اعلان کے ساتھ دھڑکیں حکم شرعی بیان کر دینے کے بعد کتمانِ علم و اختفائے حق کی حد میں نہیں آسکتا کہ عالم پر زبانی بیان حکم فرض ہے خود لکھ کر دینا ضروری نہیں کہ فی غمض العیون وغیرہ (جیسا کہ غمض العیون وغیرہ میں ہے۔ ت) نہ کہ اور کا لکھا پیش کرنا مگر جبکہ اُس کے پیش کرنے میں عوام کی ہدایت کا ظن غالب ہو اور اسے بلا وجہ شرعی جیسا ہے تو اب البتہ جرم کی حد میں آجائے گا کہ اس نے مسلمانوں کا خلافت ہدایت پر رہنا پسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ
مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ
(محرر) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک
مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے
وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنی ذات کیلئے پسند
کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۲۸ از کراچی ہندو شاپ کیمپ صدر بازار بردکان سیمٹ حاجی نور محمد عبدالقادر

مستور عبداللہ حاجی روز چار شنبہ بتاریخ ۸ محرم ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی میں مضائقہ شرع متین کی یہاں ایک مدرسہ مسلمان لڑکیوں کے لئے کھولا گیا ہے جس میں اس مدرسہ کی معلمہ مرد و چھوٹے بچے جو فی زمانہ اسکولوں میں لڑکوں کو دی جاتی ہے بعینہ وہ ہی تعلیم لڑکیوں کو دی جاتی ہے یعنی لکھنا و پڑھنا اور حساب و نظمیں یاد کراتی اور سکھاتی ہے، یہ فعل فی زمانہ لڑکیوں کے لئے روا اور جائز ہے یا منوع اور ناجائز ہے ؟ علاوہ اس کے لڑکیاں بارہ چودہ سال کی بنے پردہ آیا کرتی ہیں اور اس مدرسہ کے خادمہ نوجوان لڑکے ہیں ان کے سامنے اور وقت امتحان کے غیر مردوں کے آگے الحان سے نظمیں پڑھتی ہیں کیا یہ فعل شرعاً حرام ہے یا نہیں ؟ اور لڑکی مشہدۃ ہونے کے لئے شرعاً کتنی عمر ہونی چاہئے اور ایسے مدرسہ کی تائید کرنے والوں اور ان کے والدین کے لئے جو اپنی لڑکیاں ایسے مدرسہ میں بھیجا کرتے ہیں اور تعلیم مرد و چودہ لڑکتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے ؟ فقط

الجواب

لڑکیوں کا غیر مردوں کے سامنے خوش الحانی سے نظم پڑھنا حرام ہے اور اجنبی لڑکوں کے سامنے بے پردہ رہنا بھی حرام، اور لڑکیوں کو کھانا سکھانا مکروہ، یہ تو ہیں عاشقانہ نقلیں پڑھنا منع، اور ایسے مدرسہ کو مدینی شیطان کو اس کے مقاصد میں مدد دینی ہے اور جو اپنی لڑکیوں کو ایسی جگہ بھیجتے ہیں بے حیا بے غیرت ہیں اُن پر اطلاقِ دیوث ہو سکتا ہے، نو برس کی عمر کی لڑکی مشہاد ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹۹۱۴ از برس گائناڈ مرار اپترس حال دیچ ایسٹ بنگ مسولہ عبد الغفور روز شنبہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

(۱) اگر ایک شخص نے کہا کہ درمختار کو حدیث کے سامنے نہیں مانتا تو اس کا جواب کیا ہو؟

(۲) جاہل کو عالم مان لینا کیسا ہے؟

(۳) ایک شخص نے اپنے مولانا قرار دیا اور وہ شخص زید کو جانتا ہے کہ وہ وہابی ہے اور زید کہتا ہے کہ میں سنت جماعت ہوں اور دراصل میں زید کے اعتقاد میں کچھ فتور پایا جاتا ہے اور زید مناظرہ کے لئے مستحق مولانا کو طلب کرتا ہے تو مولانا کو زید سے مناظرہ کرنا لازم آتا ہے یا کہ نہیں اور سنتی مولانا کا زید سے کہ دراصل وہ وہابی ہو مناظرہ نہ کرنا باعثِ ننگ مذہب سنت جماعت کے ہے یا کہ نہیں؟

الجواب

(۱) اس کا جواب وہی مناسب ہے جو قرآنِ عظیم نے تعلیم کیا ہے کہ،

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ لَا یُعْتَقِ الْیَہْلَیْتُ
تم پر (الوداعی) سلام ہو، ہم جاہلوں کو نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم چاہتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۲) جمل ہے اور اس کا انجام خلالت۔ حدیث میں ہے،

حتیٰ اذا لم یبق عالم اتخذ الناس
مروءا ساہبا لا فہموا فافتنوا بغير علم
فصلوا واضلوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی
یہ ہے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا
تو لوگ (بامرجوری) رئیس جاہلوں کو (دینی مقتدی)

سۃ القرآن الکریم ۵۵/۲۸

سۃ صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم قدیمی مکتب خانہ کراچی ۲۰/۱

بنائیں گے، پھر ان سے دینی مسائل پوچھیں گے تو وہ بغیر علم فقہ سے دیں گے تو خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۳) وجوب مناظرہ کے لیے شرائط ہیں اگر وہ سب پائے جاتے ہیں تو مناظرہ لازم ہے اور اس کا ترک مضر مذہب۔ اور اگر ان میں سے ایک بھی متنی ہے شفاظون مقابل باہل ہے یا متعصب معاند ہے جس سے قبول حق کی امید نہیں یا مناظرہ میں فتنہ ہو تو کچھ ضرور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۳ مستولہ معین الدین احمد ڈاکٹر ذکیہ بنکلا ضلع ممبئی سنہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص بغیر علم حدیث و تفسیر و اصول و فقہ کے فتوے دے یا لکھے تو کیسا ہے یعنی شرعاً وہ شخص مجرم و ماخوذ ہو گا یا نہیں؟ بیتوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

ضرور مجرم ہے، حدیث میں ہے: افتوا بذیر علم فضلواد اضلو ابے علم کے فتویٰ دیا تو آپ بھی گمراہ ہوا اور ان کو بھی گمراہ کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۴ مستولہ سیٹھ حاجی اتم صاحب از پور ہند کا ٹیادار شنبہ ۶ رمضان شریف ۱۳۳۲ھ کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ گجراتی زبان لڑکیوں کو غیر مذہب والی عورتوں سے سیکھانا یعنی پڑھانا اور نیز لکھنے کی تعلیم دلوانا جیسے ہندوئی و آریہ مذہب والی عورتوں سے قبل واقفیت ضروری علم دینی کے جائز ہے یا نہیں یعنی اپنے دین حق کے مسائل اور دیگر مسائل روزمرہ مثل نماز و روزہ وغیرہ کے پہلے اور نیز اردو کی دینی کتابیں پڑھانے کے واسطے کیا حکم ہے یعنی ہم لوگوں نے مدرسہ قائم کیا ہے اس مدرسہ میں عربی اردو گجراتی علم پڑھایا جاتا ہے، اب ہم علمائے دینی سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ گجراتی علم درست ہو تو ہندو عورتوں سے پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور لڑکیوں کو لکھنا اور پڑھانا سکھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہی علوم مسلمان عورتوں سے سیکھنا درست ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب

عورتوں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا منع ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا تعلموهن الکتابۃ (عورتوں کو لکھنا نہ سکھانا)

لے صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یعین العلم تعدی کتب خانہ کراچی ۲/۱

لے الکافی لابن عقی ترجمہ جعفر بن نصر دار الفکر بیروت ۵۵۵/۲

اس میں فتنہ کا دروازہ کھولتا ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

حضرت لغمان علی الاخیار الکرام وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لڑکی کتب میں ایسی تعلیم ہوتے ہوئے دیکھی فرمایا،

لَمَنْ يَصْقِلْ هَذَا السِّدَّ مَاتَ یہ بھلا کس کے لئے صیقل کی جا رہی ہے۔

یہ انہوں نے اپنے زمانہ کی نسبت فرمایا اب تو جیسے فتنہ کا زمانہ ہے ظاہر اس لئے درمختار وغیرہ میں فرمایا،
مَنْ لَوْ يَصِفُ أَهْلَ مَنْ هَانَهُ قَهْوُ جَوَاقِیْ أَيْنَ زَمَانُهُ كَافُورُ كَافُورُ كَافُورُ كَافُورُ
جاہل کیے

غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے ذی علم عاقل بالغ مردوں کے مذہب اس میں بگڑ گئے
ہیں، قرآن ہی حقائق رفاشی کا قصہ مشہور ہے یہ تا بلعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا خارجی مذہب
کی عورت کی صحبت میں معاذ اللہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ اُسے سُستی کرنا چاہتا ہے، جب
صحبت کی یہ حالت تو راستہ بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استناد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے
اور پھر کس لڑکیاں کچی کڑی جہ کو پیر کی پھر جائیں گی، تو غیر مذہب عورت کی سپردگی یا شاگردی میں
اپنے بچوں کو دہی دے گا جو آپ دین سے واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بددین ہو جانے کی پردہ
نہیں رکھتا، شریعت کا تو یہ حکم ہے کہ کافر عورت سے مسلمان عورت کو ایسا پردہ واجب ہے جیسا
انھیں مرد سے، یعنی سر کے بالوں کا کوئی حصہ یا بازو یا کلائی یا گلے سے پاؤں کے گٹھن کے نیچے تک
جسم کا کوئی حصہ مسلمان عورت کا کافر عورت کے ساتھ کھلا ہونا جائز نہیں۔ درمختار و تنویر الابصار
میں ہے۔

وَالَّذِي كَالِهَجْلِ الْاجْنَبِيِّ فِي الْأَصْحَابِ ذَمِيرٌ زَادَهُ صِحْجٌ قَوْلٌ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ مُرَدٍّ كَيْفَ
فَلَا تَنْظُرْ إِلَى بَدَنِ الْمُسْلِمَةِ لَمَّا
لہذا وہ کسی مسلمان عورت کے جسم کو نہ دیکھے (مت)

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۱۹۱/۲
سُورَةُ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ
مَطْبَعُ يَكْرَهٍ قَطِيمِ الْفَسَارِ الْمَطْبَعَةُ الْجَمَالِيَّةُ مِصْرُ
سُورَةُ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۱۹۱/۲
مَطْبَعُ حَقِيقَاتِ دَهْلِي
سُورَةُ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۱۹۱/۲
مَطْبَعُ حَقِيقَاتِ دَهْلِي
سُورَةُ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۱۹۱/۲
مَطْبَعُ حَقِيقَاتِ دَهْلِي

یہ حکم اس کا فہرہ کی نسبت فرمایا جو سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتی ہے پھر اس کا کیا ذکر جو مطیع الاسلام بھی نہیں، اہلسنت و جماعت کے عقیدے اور طہارت و نماز و روزہ کے مسئلے سے یکساں سب پر فرض ہے اور ان کی معتبر کتابیں جیسے عقائد میں مختصر رسالہ طرغاف ایمان وغیرہ (زودہ کتابیں کہ میر تقی یابدند بولنے لگتے ہیں جیسے ہشتی زیور وغیرہ) کو ایسی کتابیں پڑھنا پڑھانا حرام ہے، غرض سستی عالم کی لڑو تصنیف صحیحہ العقیدہ نیک خصلت سے پڑھنا ضروری ہے ان ضروریات اور قرآن عظیم پڑھنے کے بعد پھر اگر اردو یا گجراتی کی دنیوی کتاب جس میں کوئی بات نہ دین کے خلاف ہو نہ بے شرعی کی نہ احساق و عادات پر بڑا اثر ڈالنے کی، اور پڑھانے والی عورت سنی مسلمان پارسی یا جاہل ہو تو کوئی حرج نہیں ہوا اللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۳۶۴ء از ملک گجرات علاقہ احمد آباد مقام برہم گام جامع مسجد غلام محی الدین ۳۳ سوال المعظم ۳۳۴۴
علاقے شرعیات میں خدمت میں چند سوالات عرض کئے جاتے ہیں،

(۱) ایک شخص نے مدرسہ فخر و حسنہ قائم کیا ہے کہ سابق اس کے سے ایک مدرسہ جاری تھا جو عبید اللہ عموماً استفادہ عباد اللہ کے لئے قائم کیا گیا تھا تو اس کے شکست و نیست و نابود کرنے کی غرض سے یہ ثانی مدرسہ بنایا کہ اس مدرسہ قدیم میں کوئی نہ پڑھے اور بند ہو جائے حالانکہ مدرسہ ثانیہ کی ضرورت نہ تھی، آیا اس طور سے اور اپنی اعتراض فحشانی اور عظام دنیوی سے مدرسہ قائم کرنا جائز ہے؟

(۲) ایک شخص منکر قیامت اور تارک الجہالت اور منکر جمعہ ہے باوجود ان اعتقادات کے تعلیم و تعلم گجراتی اور انگریزی میں ترقی اور دینی علوم میں تنزل پسند کرنے والا شخص ہے تو اگر ایسا شخص مدرسہ قائم کرے تو اس میں دینی تعلیم و تعلم جائز ہے یا نہیں اور اخلاق بگڑنے کے خوف سے اعتزاز لازم ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص شریر اور فتنہ انگیز اور فحشائے کرام کی کتابوں کا منکر اور فعل و اعلات کا قائل بلکہ ذاتی بھی ہے تو ایسے مدرسے کے پاس اپنی اولاد کو پڑھانا درست ہے یا نہ؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے؟
اجیبو ایما ہو صواب۔

الجواب

(۱) اگر واقعہ یہی ہے کہ پہلا مدرسہ تعلیم دین مطابق مذہب اہلسنت و جماعت کے لئے کافی و دانی تھا اور اس پر اعتقاد و عمل کوئی اعتراض شرعی نہ تھا تو اس کے قریب میں دوسرا مدرسہ محض بلا حاجت

قائم کرنا بحث بلکہ تقریبی قوت ہے لیکن اگر حالت یہ ہے جو سوال میں ملکی قریہ مدرسہ اس مدرسہ کے توڑنے اور ضرر پہنچانے کے لئے قائم کیا گیا اور پہلا مدرسہ واقعی خالص مدرسہ اہلسنت و جماعت مطابق شریعت ہے، تو اس نیت نامہ کو کے ساتھ یہ جدید مدرسہ مسجد خزار کے حکم میں ہو گا اور اس کے اہل پر اس کا بند کر دینا واجب۔

قال صل الله تعالى عليه وسلم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام : و الله اسلام میں ضرر اور ضرار دونوں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۲) جو شخص قیامت کا شکر اور دین کا معاذ اللہ تنزیل چاہنے والا ہے وہ کسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا اور مرتد کی صحبت آگ ہے نہ کہ اس کے زیر تربیت ہو،

قال الله تعالى واما يضيئناك الشيطان فلا تقعد بعد الذكوى مع القوم الظالمين : (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے جو تمہیں کبھی شیطان بھلا دے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ہرگز ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (ت)

اور برب وہ دین کا تنزیل چاہنے والا ہے تو تعلیم دین کی ترقی اس سے کیونکر متوقع ہے، اس مدرسہ کے پاس نہ جانا چاہیے اور چھوڑ دیا جائے کہ اُسی کے خیال والے اس میں پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کتب فقہائے کرام کا شکر گراہ بدین ہے اور عمل و احکام کا قابل کافر، ایسے شخص کے پاس بیٹھنا حرام ہے نہ کہ اس سے پڑھنا۔

قال الله تعالى ولا تكنوا الى النفاق ظلموا فاستسكروا النار : و الله تعالیٰ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں (دوزخ کی) آگ پہنچے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۳ حکیم وجیہ الدین احمد صاحب از چیمبرہ ضلع سسارن محلہ بارہ دری ۲ صفحہ ۳۳۵
 زبدۃ الحقائق قبلہ نامے آیات اولیں عمدۃ الفاضل، تسلیم پائے تعلیم پذیر فتنہ خدمت فیض دہشت
 ہو۔ مزاج شریف۔ کچھ عرض ہے، نظر فیض اثر اگر اس طرف متوجہ فرمائی جائے تو حکم العلماء و رشتہ الی انبیاء
 مجھ عقیدت اور کوفادہ و امداد کامل پہنچے۔ اس علاقہ ملک شرقیہ کے شہر چیمبرہ میں بہت لوگ مولوی وارث حسن
 بنارس کے مریدان ہیں اور خود وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید و خلیفہ ہیں جو اپنا سلسلہ مولانا امداد اللہ
 مہاجر کی کے ساتھ درست کرتے و صادق بتاتے اور مولوی اشرف علی دیوبندی جو فہم نہم (انہیں میں
 سے ہے۔ ت) ان کی تصانیف سند و شیوخ میں لاتے، ہم لوگ صوفیان مستند و صادقان اکابران
 بے جرم و داغ و سلوک و عرفان کے مقتدی و ہدایت یافتہ اور وہ لوگ قصوف غیر مقلد از آسمینہ سے
 علم افزا شدہ، رموز قرآنیہ کا فہم ان کو آسان ہے مطالب حدیث خواص ان کے کم علم کے برعکس زبان
 سے عرض طلب عثمان غنی و ایقان ہے یہ بات معلوم ہوئی کہ کوئی کتاب حسامہ الحسرمین ہے
 جس میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی اربعہ بیعت از جانب مولانا امداد اللہ مہاجر کی پھر و سند درج ہے
 آپ جناب اقدس نے اسے چھپوایا ہے پس یہ التماس خدمت شریف ہے کہ ایک جلد اس کی اس
 بندہ ناچیز کو بھی ارسال فرما کر ہونے منت فرمائیں اور اس کے علاوہ اور بھی کوئی رسالہ وغیرہ ان لوگوں کے
 عقائد یا انصاف و نادرستی و غیرہ کے بارہ میں جو وہ بھی مرقت ہو۔ دوسری بات یہ کہ اسی پیمبر ان کو
 شوق حصول علم جگر ہوا نقوش و ادعیات مرتبہ قاعدہ جفر زیادہ تر اثرات برود و کواکب کے ساتھ مبنی و
 محتوی ہیں لہذا متوراً حصہ علم نجوم کا بھی معلوم کرنا لازمی ہوا اوقات و ساعات سببہ سیارہ و منازل و برج
 سے واقفیت حاصل کرنا ضروری نظر آئے پس سلسلہ ہند ان گنگوہی نے یک دم سرے سے علم نجوم ہی کو کل کفر
 ٹھہرایا اور بوجہ اسی کہ احوال مغیبات نجوم و جفر سے دریافت ہوتے لہذا علیم جفر کو اس کا چھوٹا بھائی بتایا
 اور ایک حدیث مشکوٰۃ کی ثبوت کفر میں پیش کی کہ کاہن و ساحر و منجم یک حکم رکھتے اور علم نجوم سیکھنا اور سکھانا
 دونوں ہی کفر یہ کہا گیا کہ علم نجوم کل کفر ہو نہیں سکتا کیونکہ علماء و فضلاء و حکماء و مفسرین و محدثین کو تھوڑی
 واقفیت حقیقت اشیا و جزئیات امور علم نجوم کی بھی ضرور ہے تا استدلال و تردید باہیب باطلہ
 کی دہ بخوبی کر سکیں اور اس کی حقیقت و مایست و افعال و خواص سمجھیں اور بتائیں چنانچہ تمثیل و تطبیق
 میں مولانا دوم علیہ الرحمۃ و فراد اول ثنوی معنوی میں فرماتے ہیں ۱۔

(۱) ہر کربا اخترے پوشتگی ست مرد ابا اخترے خود پوشتگی ست

(۲) طالعش گزیرہ باشد با طرب میل کلا در آن عشق و طلب

(۲) درلود مرغی و خوزیر خو جنگ بہتان و خصوصیت جو زیاد

(ترجمہ: (۱) جس شخص کو ستاروں سے وابستگی ہے مرد کو ستاروں سے خود ہی بہت لڑائی چاہئے۔

(۲) عیش و عشرت رکھتے ہوئے، جس کا طالع زہرہ ستارہ ہے وہ مکمل ڈھچکا عشق کی جستجو کی طرف رکھتا ہے۔

(۳) اگر اس کا طالع ستارہ مرغی ہے تو وہ خوزیری کی عادت اور لڑائی محبگرا اور بہتان تراشی ڈھونڈتا رہتا ہے۔

اگر بے وجود ہوتا اور ضلالت کی بات تھی تو مولانا نے اس پر کیوں واقفیت حاصل کی اور مزید برآں دوسرے مسلمانان کے واقفیت عامہ کے لئے کیوں رقم فرمایا۔ علم نجوم اور احکام نجوم جو منجھیں سبھی گوتیاں کہہ کر کاتے پھرتے یہ دونوں دو چیز ہے یہ البتہ ضرور ہے اور بیشک ہم اس پر عمل ہیں کہ احکام نجوم پر ہم ایمان نہیں رکھتے کہ بالیقین یہی جو کے رہے گا ستاروں کو فاعل حقیقی ہم ہرگز نہیں سمجھتے، مصدغیر کٹر ستاروں کو ہم کبھی نہیں جانتے مگر ہاں تاثرات ان کے بیشک جانتے، افعال اذخوب یا خراب جو اللہ پاک نے ان میں دے کر متعین بکار عالم کیا ہے وہ بیشک برضی اللہ پاک یونادلیلہ جاری ہوا کرتا، وسخرکم التیل والنہار والشمس والقمر اللہ تعالیٰ نے رات، دن، سورج اور چاند والنجوم مسخرات بامروء امنہ فی تمہارے تابع کر دئے یعنی تمہاری خدمت میں ذلک لایات لقوم یعقلون ۵ لگا دئے، اور تارے اس کے حکم کے پابند ہیں، یقیناً ان باتوں میں عقل مند افراد کے لئے قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ (ت)

تفسیر مولانا عبدالحق حقانی میں پر تفسیر سورہ فاتحہ آیۃ اھدنا الصراط المستقیم در بیان و تشریح الصراط و تقریط فی العبادات و افراط و تقریط فی العلوم کے آخر عبارت میں صاف درج و مستنبط ہے کہ علم نجوم و طلسم و نیرنجات و کیمیا و غیرہ علوم و دیگر فنون کا افراط منع و یکدم تقریط بھی ناجائز حالت درمیانی بہتر اور اسی کو حکمت کہتے اور حکمت و ہر کمال انسان اور مصداق مراد مستقیم ہے

سے شنی منوی و فزاد باب حکایت بادشاہ جہود الخ فوری کتب خانہ پشاور ۲۳/۱

سے القرآن الکریم ۱۲/۱۶

سے تفسیر حقانی تحت آیۃ اھدنا الصراط المستقیم دارالاشاعت تفسیر حقانی حقانی منزل دہلی حصہ دوم ص ۲

جلد اول فتاویٰ میں مولانا مغیرہ دہلوی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے درج ہے سوالات عشرہ جو شاہ بخارا نے ان کو لکھا تھا اس کے جواب سوال ہفتم میں علم منطق و علم انگریزی و علم فارسی و علم فقہ و علم نجوم و رمل و علم قیافہ و سحر کے بارہ میں یہ تحریر کہ جو حکم صاحب آلاء کا وہی حکم آلاء کا اور تحصیل علم کی وجہ سے گنہگار نہیں ہو سکتا الخ۔ اور اسی دفتر اول فتاویٰ میں یکصد آخر رقم کہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک شخص کو حفظ حرمت و عزت کے لئے انگلشری لکھائی پر اس میں عزیز بقاعدہ تفسیر علم جعفر کزہ کرانے کو بوقت شرف قمر فرمایا اور تحقیق ساعت شرف اہل نجوم سے کہنے کو فرمایا۔ پس علم جعفر اگر حکم کفریہ تھا تو اس علم کے قاعدہ میں اسم الہی کا کیوں نقش بنایا اور علم نجوم حکم کفریہ تھا تو اس کی ساعت اور اہل نجوم سے تحقیق کر لینے کو کیوں اجازت دیا اور بقول منکران سعد و محسن ستارگان کوئی چیز نہیں تو تخصیص شرف قمر کیا چیز ٹھہری اور مولانا محدث ہو کہ خود ان دونوں علم کفریہ کو سیکھا و جانا اور دوسرے اہل اسلام کو کیوں بتایا۔ اب آپ کی خدمت عالی میں جینا تو جبر و اکی عرض و تصدیق ہے کہ در بارہ امر مستذکرہ جو کچھ بحکم آیات و حدیث ثابت و مستنبط ہوتا ہو وہ مستحکم و مہر اپنے زبیر قلم فرمایاں تا معرضان عاملی بالحدیثان کو دکھلایا جائے اور لبسا اکابر ابن دین و ماطلان شرع میں جو ان دونوں علم مذکورہ کو جانتے تھے انہوں پر الزام یہ یہ جو عائد ہو رہا ہے بطریق اسس دفع کر دیا جائے و توہین و تصدیق کے لئے زبیر قلم فرمودہ انجذاب چوں جز جہاں بجا نکلت رکھا جائے۔

الجواب

حضرات علمائے کرام حرمین شریفین ذرا ہمارا اللہ شرفاً و تکریماً نے بالاتفاق رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و احمد ابراہیم کی نسبت نام بنام فتوے کفر و ارتداد دیا ہے اور صاف ارشاد فرمایا ہے: من شک فی عذابہ و کفرہ جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا وہ فقد کفر یعنی شک و شبہ کافر ہو گیا۔ (د)

یہاں سے ان کی بیعت کی حالت بھی ظاہر کہ مرتد ہو کر بیعت کیونکر قائم رہ سکتی ہے اس کے لئے حسام الحرمین کا کلام حلقہ کافی ہے۔ جعفر مشک نہایت نفیس جائز فن ہے حضرات اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اعلیٰ کا علم ہے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے خواص پر اس کا اظہار فرمایا اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے معرض کتابت میں لائے، کتاب

مستطاب جعفر جامع تصنیف فرمائی۔ علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح موافقت میں فرماتے ہیں، امام جعفر صادق نے جامع میں ماکان و مایکون تحریر فرمادیا۔

سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدر المنکون والجوهر المصنوع میں اس علم شریف کا سلسلہ سیدنا آدم و سیدنا شیث و غیرہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے قائم کیا اور اس کے طرق و ادضاع اور ان میں بہت غریب کی خبریں دیں۔

عارف باللہ سیدی امام عبد الغنی نابلسی قدس سرہ اللہ سی نے ایک رسالہ اس کے جواب میں لکھا اس کا انکار نہ کرے گا مگر ناواقف یا گمراہ متعسف۔ نجوم کے دو ٹکڑے ہیں علم و فن تاثیر۔ اول کی طرف تو قرآن عظیم میں ارشاد ہے:

الشمس والقمر بحسبان ۝ والشمس

تجری لمستقر لها ۝ ذلک تقدیر العلیم ۝

والقمر قدر منه ۝ منار ۝

حق عاد کالمرجرت ۝ القدیم ۝

لا الشمس یبغی لہا امن ۝

تدرک القمر ۝ ولا الیل

سابق النہار ۝ کل فی ۝ ذلک

یسبحون ۝ ۝ وجعلنا الیل

والنہار ۝ آیتین ۝ فمحونا ۝ آیۃ

اللیل ۝ وجعلنا ۝ آیۃ

النہار ۝ مبصرة ۝ لتبصروا ۝ فضلا

من ربکم ۝ ولتعلموا ۝ عدد

السنین ۝ والحساب ۝ وکل

سورج اور چاند ایک حساب سے چل رہے ہیں

یہ سورج ہے جو اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا

ہے، یہ اس (اللہ تعالیٰ) کا اندازہ مقرر کیا ہوا

ہے جو زبردست اور سب کچھ اچھی طرح جانتے

والا ہے، ہم نے چاند کے لئے مختلف منازل

کا ایک اندازہ کر لیا ہے یہاں تک کہ وہ آخر کار

کجھور کی پرانی (اور بوسیدہ) ٹہنی کی طرح ہر جاتے

اور نہ سورج کی یہ طاقت ہے کہ وہ پیچھے سے چاند

کو آکھڑے، اور نہ رات میں یہ قوت ہے کہ وہ

دن سے آگے نکل جائے، یہ سب کے سب اپنے

مرکز (دار) میں تیر رہے ہیں۔ ہم نے رات اور

دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا لیکن

ہم نے رات کی سنائی مشادی (یعنی اسے ہم

مفسورات الشریف الرضی قم ایران ۲۲/۶

ۛ القرآن الکریم ۳۶/۳۸ تا ۴۰

لے شرح المواقف المقصد الثانی

ۛ الدر المنکون والجوهر المصنوع

ۛ القرآن الکریم ۵/۵

شئ فضلہ تفصیلاً ۵ والسماء ذات
البروج ۶ تبارک الذی جعل
فی السماء بروجا ۷ فلا أقسم بالجنس
الجوار النکس ۸ ویفکرون فی
خلق السموات والارض من بنا ما خلقت
هذا باطلا سبخلک ففتنا عذاب
الناس ۹ اقم تراجم من بک کیف
صد الظل ولو شاء لجعله ساکناً
ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلاً ثم قبضناه
الیسنا قبضاً یسیراً ۱۰ الہ غیر ذلک
من آیات کثیرة۔

کر دیا) اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تاکہ تم اپنے
پروردگار کا فضل تلاش کرو (یعنی دن کو رزق
حلال کی تلاش کرو) تاکہ تم لوگ سالوں کی گنتی اور
حساب کو جان سکو، اور ہم نے ہر چیز کو خوب
اچھی طرح تفصیل سے بیان کر دیا۔ برجوں والے
آسمان کی قسم۔ بڑا بابرکت ہے (اللہ تعالیٰ) جس
نے آسمان میں برج رکھے۔ پھر میں قسم کھاتا ہوں
وہ سچے ہٹ جانے والے تاروں کی۔ اور (قسم
کھاتا ہوں) سیدھی رفتار والے رُکے رہنے والے
تاروں کی۔ اور وہ (خدا کے مقبول بندے)
آسمان وزمین کی پیدائش (بناوٹ) میں گہرا
غور و فکر کرتے ہیں۔ (پھر عرض کرتے ہیں) اسے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بیکار اور بیفائدہ
نہیں بنایا۔ لہذا تمام عیوب و نقائص سے تیری ذات پاک ہے لہذا ہمیں آتش و دوزخ کے
عذاب سے بچا اور محفوظ فرما دے۔ کیا آپ نے اپنے پروردگار کے (بے شمار نشانات قدرت میں
سے اس نشانی کو) نہیں دیکھا کہ کس طرح سایہ کو پھیلا دیتا ہے، اور اگر وہ چاہتا تو ٹھہرا ہوا
بنا دیتا۔ پھر ہم نے اس کے وجود پر سورج کو دلیل ٹھہرا دیا، پھر ہم آہستہ آہستہ اُسے (سایہ کو)
اپنی طرف سمیٹتے رہتے ہیں۔ پس آیات مذکورہ کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات قرآنیہ ہیں (جو
علم نجوم کی طرف راہنمائی کرتی ہیں)۔ (ت)

اور اس کا فن تاثیر باطل ہے تدبیر عالم سے کو اکب کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا نہ اُن کے لئے
کوئی تاثیر بنایت و ہر حرکات غلکۃ مثل حرکات نبض علامات ہیں کا قال اللہ تعالیٰ
وعلمت وبالجمہ ہم میہتدون شیخ اور کچھ نشانیاں ہیں اور وہ لوگ ستاروں کی راہ پاتے ہیں۔

۱۲/۱۷	لہ القرآن الکریم	۱/۸۵	لہ القرآن الکریم
۳	۶۱/۲۵	۱۹۱/۱۵	۳
۵	۱۹۱/۳	۲۶۱/۲۵	۵
۷	۱۶/۱۶		

نبض کا اختلاف اعتدال سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہوتا ہے مگر وہ انحراف اس کے اثر نہیں بلکہ یہ اختلاف اس کے سبب سے ہے اس علامت ہی کی وجہ سے کبھی اس کی طرف اکابر نے نظر فرمائی ہے فَنظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَتَالِ انِّى سَقِيمٌ (پھر ایک نگاہ ستاروں پر ڈالی تو ارشاد فرمایا میں تو بلاشبہ بیمار ہوں۔ ت) زمانہ قحط میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ باران کے لئے دُعا کرو اور منزلِ قمر کا لحاظ کرو۔ امیر المؤمنین مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے :

لَا تَسَافِرُوا وَالْقَمَرُ فِي الْعَقْرِب - سفر نہ کرو جبکہ چاند برج عقرب میں ہو۔ (ت)
 اگرچہ علمائے اس کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ عقرب ایک منزل تھی اور قمر ایک راہزن کا نام تھا کہ اس منزل میں تھا۔ علم کسیر علم جفر سے جدا و سراقن ہے اگرچہ جفر میں کسیر کا کام پڑتا ہے یہ بھی اکابر سے منقول ہے امام عجمی الاسلام غزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محمد بن ابی حنیفہ و شیخ ابوالعباس یونی و شافعی و محدث گوئیاری و خیریم رحمہم اللہ تعالیٰ اس فن کے مصنف و مجتہد گزرے ہیں اس میں شرفِ قمر وغیرہ مساعیات کا لحاظ اگر اسی علامت کے طور پر ہو جس کی طرف ارشاد فاروقی نے اشارہ فرمایا تو لباسِ برہے اور پابندیِ اہام منجین کے طور پر ہو تو ناجائز ،
 من دونہ الا اسماء سیئتموها انتہ و وہ تو نہیں مگر کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے
 آیا و کرم ما انزل اللہ بها من سلطانات اللہ باپ دادا نے رکھ لئے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے
 الحکم الا للہ امرات لا تعبدوا الا اہل کی کوئی سند (دلیل) نہیں آتا رہی۔ حکم
 ایاہ ذلک الدین النقیم ولكن اکثر الناس اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، پس اس نے
 لا یعلمون علیہ یہ حکم فرمایا کہ اس کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرو

یہی ٹھیک دین ہے ، لیکن زیادہ تر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں مانتے۔ (ت)
 طلسم و نیرنگات سراسر ناجائز ہیں نیرنج تو شعبہ ہے اور شعبہ حرام کما فی الدال المختار
 وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ در مختار وغیرہ بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ ت) اور طلسم
 تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام، (حدیث میں ہے :)

اشد الناس عذاباً يوم القيمة من قتل
نبيا او قتله نجب والمصورون لعن الله
تعالى اجلهم۔
روز قیامت سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب
اس کو ہوگا کہ جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا اسے کسی
نبی نے مار ڈالا اور تصویریں بنانے والوں کو۔ واللہ
قہار اعلم (ت)

مسئلہ ۳۴ مولوی محمد بہاؤ الدین صاحب موضع سکندر پور ڈاکٹر نہ کرندہ ضلع غازی پور

۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

یہاں پر ایک دو بانی رہتا ہے وہ شخص پیر و سہ علمائے دیوبند کا خاصکر مولوی اشرف عسلی و
مولوی رشید احمد کا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ پیر و استاد دینی سے مرتبہ زیادہ ہے ماں باپ کا کیونکہ ماں باپ کا
مرتبہ قرآن مجید سے زیادہ ثابت ہوتا ہے فقیر نے حدیث پیش کی کہ فضیلت پیر و استاد کی ماں باپ سے
زیادہ ہے، اس شخص نے کہا کہ ہم قرآن مجید کے مقابلہ میں حدیث کو نہ مانیں گے۔ تو سوال یہ کہ حدیث شریف
کا انکار کرنے والا کیا ہوا اور ماں باپ سے مرتبہ زیادہ پیر و استاد کا ہے یا نہیں؟ یا دلیل و دو بات
قلم سے تحریر کر دیجئے وہی تحریر پسند بھوں گا۔ والسلام

الجواب

پیر و استاد علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے وہ مرتبہ بدن ہیں یہ مرتبہ روح، جو نسبت
روح سے بدن سے ہے وہی نسبت استاد و پیر سے ماں باپ کو ہے۔

كما قص عليه العلامة المشربلطف في
غنية ذوي الاحكام وقال فيه غايو الروح
لا ابو النطف لعن
اس کے مادہ تولید (نطفہ) سے جنے ہوئے جسم کا باپ نہیں۔ لہذا جو فرق جسم اور روح میں ہے
وہی فرق استاد اور والدین میں ہے۔ (ت)

قرآن عظیم میں ماں باپ کا ذکر فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ ان کے برابر کسی کا حق نہیں بلکہ وہ آیہ کریم میں
میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو فرمایا، مرتبہ ماں باپ سے بہت زائد

ہونے کی طرف اشارہ فرماتی ہے ظاہر ہے کہ تربیت دین نعمت عظمیٰ ہے اور اس کا شکر قطعاً فرض، مگر ان کا شکر بعینہ شکر الہی عزوجل ہے اسی واسطے انھیں بی میں داخل فرمایا ان کے بعد والدین کا ذکر ارشاد ہوا ورنہ والدین کا حق نبی سے بھی بڑھ جائے گا کہ یہاں جس طرح استاد و پیر کا ذکر نہیں ویسے ہی نبی کا بھی ذکر نہیں۔ دیوبندیوں سے انکار حدیث کی شکایت کیا معنی رکھتی ہے۔ علمائے عربین شریعین کا فتویٰ سام الحرمین دیکھئے کہ یہ لوگ خود حضور رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفت میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۹ مسئلہ شیخ محمد اکرام الدین طالب علم درج حفظ (د) چونکہ لکھنؤ مدرسہ فرقانیہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین میں و مقتضای شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا باپ علوم وغیرہ پڑھنے سے زید کو روکتا ہے کیا زید بلا رضا مندی اپنے باپ کے طلب علم دین کے واسطے اپنا وطن چھوڑ کر دوسرے شہر میں جا کر علم دین پڑھے درحالیکہ اس کے وطن میں کوئی مولوی حافظ موجود نہیں ہے، جواب بحوالہ کتب مسطور فرمایا جاتے۔ بیتواتوجہ (۱) بیان فرمائیے اجر پائیے۔ (ت)

الجواب

طلب علم دین اپنی حاجت کے قدر فرض میں اور اس سے زائد فرض کفایہ ہے اس کے باپ اس سے روکنا ظلم حکم خدا ہے اور خلافت حکم خدا میں کسی کی اطاعت نہیں۔

قال صل الله تعالیٰ علیہ وسلم لا طاعة الا لله تعالیٰ لا احد فی معصیة الله تعالیٰ۔
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت (اور فرمانبرداری) نہیں۔ (ت)

فتاویٰ امام قاضیخان میں ہے :

لو خرج فی طلب العلم بغیر اذن والدیہ فلا بأس بہ ولعلیکن هذا حقوقاً۔
اگر حصول علم کے لئے بغیر اجازت والدین باہر جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ ان کی نافرمانی نہیں۔ (ت)

ہاں اگر باپ محتاج ہے اور اگر یہ باہر جائے تو وہ ضائع رہ جائے کوئی ذریعہ قوت اس کے پاس ہو
 نہیں بھیج سکے تو اس کا روکنا بجا ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

قال محمد رحمه الله تعالى في السير
 الكبير اذا اراد الرجل ان يسافر الى
 غير الجهاد لتجارة او حجة او عمرة
 وكره ذلك ابواه فان كانت يخاف
 الضيعة عليهما بان كانا معسرين و
 نفقتهما عليه وماله لا يفي بالسداد و
 الراحلة ونفقتهما فانه لا يخرج بخير
 اذ نهما سواء كان سفر ايتخاف على
 الولد الهلاك فيه كركوب السفينة في
 البحر او دخول البادية ماشيا في البرد
 الشديد او لا وان كان لا يخاف الضيعة
 عليهما بان كانا موسرين ولم تكن
 نفقتهما عليه ان كانت سفرا
 لا يخاف على الولد الهلاك فيه كانت
 له ان يخرج بخير اذ نهما وان كان
 يخاف على الولد لا يخرج الا باذنهما
 مذاق الذخيرة وكذا الجواب
 فيما اذا خرج لتفقة الخبيثة
 اخبر ان كانت لا يخاف
 عليه الهلاك بسبب هذا الخروج
 كانت بمنزلة السفر للتجارة
 وان كانت يخاف عليه
 الهلاك كانت بمنزلة الجهاد

امام محمد رحمہ اللہ علیہ نے سیر کبیر میں فرمایا جب
 کوئی شخص جہاد کے بغیر کسی اور کام کے لئے سفر کرنے
 کا ارادہ کرے مثلاً کاروبار کرنے یا حج یا عمرہ کرنے کا
 ارادہ کرے، لیکن والدین اس کے سفر کرنے کو ناپسند
 کریں، اگر اسے (اپنے باہر جانے کی وجہ سے)
 والدین کی ہلاکت (اور تلف ہونے) کا خطرہ ہو
 مثلاً اس طرح کہ وہ دونوں تنگدست اور نادار
 ہوں اور دونوں کے اخراجات کا یہ ذمہ دار ہو اور
 حالت یہ ہو کہ اس کا سرمایہ زاد راہ، سواری یا دار
 اُن دونوں کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو تو
 پھر اس صورت میں یہ شخص والدین کی اجازت
 کے بغیر نہ جائے، خواہ ایسا سفر ہو جس میں بیٹے
 کی ہلاکت کا خطرہ ہو جیسے سمندر میں کسی کشتی پر سوار
 ہونا یا کسی جنگل یا بان کو شدید سردی کے دنوں
 میں پیدل طے کرنا، یا ایسا نہ ہو، اگر اسے الہی
 کی ہلاکت کا خطرہ نہ ہو مثلاً وہ دونوں (والدین)
 مالدار ہوں اور اُن کے اخراجات اس کے ذمے
 نہ ہوں۔ اگر سفر میں انھیں بیٹے کی ہلاکت کا کوئی خطرہ
 نہ ہو پس اس صورت میں یہ والدین کی اجازت کے
 بغیر باہر جاسکتا ہے۔ اور اگر انھیں اس کی جان کا
 اندیشہ ہو تو پھر بغیر اجازت لئے سفر نہ کرے، ذخیرہ
 میں بھی مذکور ہے۔ اندر ہی جواب ہے، جب یہ
 حصول فقر کے لئے کسی دوسرے شہر میں جائے، اگر

جلد

۵

کذا فی المحيط آحاد باختصار، وسأیتمنہ
کتبت علی قولہ لا یخرج بغیر اذنیہما
مانصہ اقول ای حقیقۃ فانہ لا ینکون
الا اذا کانت عندہما کفایۃ ولو من قبل
غیرہما اما اذا استأذن وهو یعلم انہ
لا کفایت لہما دونہ فہذا لا غصبا سر علی
برکۃ اللہ تعالیٰ فہذا الیس من الاذن
فی شئ وان فرضہ فلا معتبر بہ
لان اضاعتہما حرام والمحرام لا یحصل
باذن احد۔

جبکہ یہ جانتا ہے کہ اس کے بغیر اُن کے بعد ضرورت (کفایت) مال نہیں اور وہ غصبتا کہ بچہ میں کہیں
اللہ تعالیٰ کی برکت کے پیش نظر روانہ ہو جا کر کسی حالت میں "اذن" نہیں اگرچہ فرض کر لیا جائے لہذا
اس کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے انہیں ضائع کر دینا حرام ہے، اور حرام کسی کی اجازت سے مل
نہیں ہو سکتا۔ (ت)

اسی 'رع' اگر لڑکا مرد خوبصورت محل فتنہ ہے اور تنہا جاتا ہے تو کہنا گیا کہ اسی صورت میں بھی باپ
روک سکتا ہے، خاتمہ میں بعد عبارت سابقہ ہے،

قلیل هذا اذا کان ملتجیا فان کان امرد
صبیح الوجه فلا یمسہ ان یمسہ منہ
الخروج آحاد
یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ باریش ہو لیکن اگر
وہ لڑکا بے ریش، خوبصورت ہو تو پھر دریں صورت
والد اس کے باہر جانے سے یعنی سفر کرنے سے
روک سکتا ہے (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) تحقیق مقام یہ ہے کہ اگر وہاں جانے میں اندیشہ فتنہ یقینی ہے
یعنی ایسا ظن غالب کہ قطعیات میں طبعی یہ یقین ہے تو بلاشبہ باپ روک سکتا ہے بلکہ روکنا لازم ہے

قات دسہ البقاصد اہم من جلب المصالح (کیونکہ مفاسد کا دفاع مصالح کے حصول سے زیادہ ضرور کرے۔ ت) اور اگر محض وہم ہے تو معتبر نہیں ہے اور اگر متوسط حالت ہے تو علم ضروری سے نہیں روک سکتا اور زائد میں نظر مختلف ہے اور معیار موازنہ مفسرہ و مصلحت ہے کیا ہو قانون الشیخ والعقل فلیکن التوفیق و بالله التوفیق (جیسا کہ شرعی اور عقلی قانون کا تقاضا ہے پس توفیق حاصل ہونی چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی حصول توفیق ہے۔ ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲ از بریلی محلہ سوداگری مسئلہ محمد حسین طالب علم مدرسہ منظر اسلام
شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ

صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے عمرو کو علم طب سکھایا اور عمرو نے زید کو علم حساب سکھایا
مرتبہ استاد اور شاگرد ہونے میں دونوں برابر ہیں یا کسی کو ایک دوسرے پر افضلیت ہے؟

الجواب

جمع تفریق ضرب تقسیم جس قدر پر علم فرائض کا توقف ہے طب سے افضل ہے باقی حساب میں
توغل سے طب افضل ہے جس نے افضل سکھایا وہ افضل استاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۳ از بریلی مدرسہ اہلسنت مولوی شفیق احمد صاحب طالب علم مدرسہ ساکن بیسپور
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے ماں باپ اگر تحصیل علم فرض سے منع
کریں تو اس میں ان کی تعمیل حکم ہرگز نہیں چاہئے اور اگر ان کی قربت میں تحصیل نہ ہو سکے تو سفر کرنا ضرور
ہے اگرچہ ماں باپ کو اس کی خدمت کی طرف احتیاج ہو تو یہ قول زید صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا بالانفصیل
ولو کان القلیل توجروا من سب الجلیل (کسی قدر تفصیل سے بیان فرماد اگرچہ تھوڑی ہو اور
جلیل القدر پر دروگاہ سے اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

قول زید صحیح ہے مطلقاً جبکہ اس علم کی تحصیل چاہتا ہو جو فرض عین ہے یونہی صحیح ہے اگر بعد
فرض عین جانتا ہو اور فرض کفایہ کی تحصیل چاہے اور وہاں میر نہ ہو اور اس کے سفر کرنے میں والدین
کا ضائع چھوڑنا نہ ہو اور اگر انکی اخلاصت لازم آئے تو فرض عین کے بعد کفایہ کے لئے اس کی اجازت
نہیں ہو سکتی کہ ان کا ضائع نہ چھوڑنا اس پر فرض عین ہے ضائع چھوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ نہ مال
رکھتے ہیں نہ کسب پر قادر ہیں یہی کہتا ہے اور انھیں کھاتا ہے اور اگر تحصیل کفایہ میں مشغول ہوگا

قرآن کے فقہ سے عاجز ہو گا اور وہ نان شبینہ کو محتاج رہ جائے گی یا وہ سخت مریض یا پاہنج یا مغلوب ہیں کہ حرکت سے عاجز ہیں اور ان کی خدمت اسی سے متعلق ہے اور وہ اجیر نہیں رکھ سکے تو تحصیل کفایہ کو سفر ممنوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۳۵ از سوالی مادہ خود رقبہ ساگود ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ الف خال مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

تعلیم انگریزی و ہندی کی مسلمان کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دین کو روکے مطلقاً حرام ہے، فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی، نیز ان باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہیں جیسے وجود آسمان کا انکار یا وجود جن و شیطان کا انکار یا زمین کی گردش سے میل و نہاریا آسمانوں کا خرق و الیام محال ہونا یا اعادہ معدوم نالکین ہونا وغیرہ ذلک عقائد باطلہ کہ فلسفہ قدیم جدیدہ میں ہیں ان کا پڑھنا پڑنا عرام ہے کسی زبان میں ہو نیز ایسی تعلیم جس میں نیمبروں و ہرچوں کی صحبت رہے ان کا اثر پڑے دین کی گزشتہ ہو یا کھل جائے، اور اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علوم آلیہ مثل ریاضی و ہندسہ و حساب و جبر و مقابہ و جغرافیہ و اشغال ذلک ضروریات دینیہ دیکھنے کے بعد دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کسی زبان میں ہو اور نفس زبان کا سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲۳۶ مولوی افضل صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

چہ میفرماید علمائے دین کہ یک شخص نزد کسی سنی خواندہ بعد معلوم کہ استاد اور دین خود مستقیم نیست و می گویند کہ امام صاحب نہ اشتر و اجماع را غلط میدانند و می گویند کہ قادیانی مجدد وجود و غیرہ بے ادبی و از ادبیہ و ادرا ترک کرد و اورا بسیار ناراضی کرد کہ آیا این مشاگرد نزد شرعی ملامت است یا نہ اینچنین استاد حق بر سر شاگرد دارد یا نہ؟ بینوا توجسروا۔

چھوڑ دیا اور اس کو سخت ناراض کیا، تو کیا یہ مشاگرد اسلامی شریعت میں قابل ملامت ہے یا نہیں؟ اور اس قسم کا استاد شاگرد پر اپنا حق رکھتا ہے یا نہیں؟ بیان فرمائیے اجر پاسیے۔ (ت)

الجواب

اس چنیے استاد را بر شاگرد خود چنان حق است کہ بر ملئکہ انیس بعین را کہ اور لعنت سے کنند و روز قیامت کشان کشان بدوزخ افکنند و اللہ تعالیٰ اعلم۔

اس قسم کے استاد کا اپنے شاگرد پر وہی حق ہے جو شیطان لعین کا فرشتوں پر ہے کہ فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور قیامت کے دو گھنٹہ گھنٹہ روزخ میں پھینک دیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۳۲ مولوی افضل صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

سوالی دیگر برادر من مرا تعلیم کردہ و بر من ظلم و ستم پیچہ کردہ در مال دنیاوی و من با او گفتگو بسیار کردہ ام دریں باب ایں حق دار است یا نہ و نزد شرع ملامت مست یا نہ؟

دوسرا سوال میرے بھائی نے مجھے تعلیم دی لیکن اس نے دنیاوی مال کے معاملہ میں مجھ پر سبب ظلم و ستم کیا، پھر میں نے اس سے بہت سی باتیں کیں اس باب میں یہ حق دار ہے یا نہیں؟

الجواب

برادر کلان را در حدیث بشایہ پدر شمرده اند خاصہ کہ استاذ باشد استاذ علم دین خود انظم از پدرست برائے مالی با او نا حفاظتی نمی شاید کرد یا نیمہ اگر در گفتگو تجاوز از حد نہ کردہ مست بزدہ کار نیست و بوجہ عدم رعایت حق استاذ و برادر کلان خالی از ملامتی ہم نیست۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

بڑے بھائی کو حدیث پاک میں والد کے مشابہ شمار کیا ہے جبکہ وہ استاذ بھی ہو۔ علم دین کا استاذ (مرتبہ میں) والد سے بہت بڑا ہے۔ لہذا دنیاوی مال کی وجہ سے اس کی بے عزتی نہیں کرنی چاہئے تھی اور ان سبب باتوں کے باوجود اگر کلام کرنے میں حد سے تجاوز نہیں کیا تو گنہگار نہیں۔ پس استاذ اور بڑے بھائی کے حق کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے ملامت سے خالی بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۳۳ از ریاست جموں کشمیر خاص محلہ دنگریزاں بھانہ غشی چراغ ابراہیم براستہ جہلم

مرسدہ محمد یوسف صاحب ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

اگر کوئی صاحب اہل علم ہو کر اپنے استاد مربی کا انکار کرے کہ ہمارا کوئی استاد نہیں باوجودیکہ گواہ موجود ہوں تو اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ جتنا تو جہودا

الجواب

استاد کا انکار کفرانِ نعمت ہے، اور کفرانِ نعمت موجب سزا و عقوبت،

وہل تجزی الا الکفوف (ہم جہل یعنی سزا نہیں دیتے سوائے ان کے ناشکر گزار ہیں - ت)
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴ از فیض آباد مسجد مظہرہ مدرسہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبد العلی ۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
پیر مولوی جو مرید کرتے ہیں ناتب رسول بھی کہتے ہیں ان کو پیروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی اور ان کے اصحاب اور اہل ایمان شریعت کی واجب ہے ؟

الجواب

ضرور واجب ہے مگر کسی خاص شخص پر بدگمانی کہ یہ پیروی نہیں کرتا بے کسی ایسی دلیل کے جو
آفتاب کی طرح روشن ہو جائز نہیں اور علماء پر عوام کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو مشہور بے غفلت ہو
اس کا معاملہ زیادہ نازک ہے ہر عامی مسلمان کے لئے حکم ہے کہ اس کے ہر قول و فعل کے لئے
ستر محل حسن تلاش کر دے کہ علماء و مشائخ جن پر اعتراض کا عوام کو کوئی حق نہیں یہاں تک کہ کتب
دینیہ میں تصریح ہے اگر حراۃ نماز کا وقت جا رہا ہے اور عالم نہیں اٹھتا تو جاہل کا یہ کہنا گستاخی ہے
کہ نماز کو چلے وہ اس کے لئے ہادی بنایا گیا ہے نہ کہ یہ اس کے لئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵ از جونا گڑھ محلہ کبیانہ مدرسہ اسلامیہ مدرسہ حافظ محمد حسین ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
نذیر احمد بنی لے، ایل ایم، کا ترجمہ صحیح ہے یا غلط ؟ اور لڑکوں کو مدرسہ میں اس کا ترجمہ
پڑھانا جائز ہے یا ناجائز ؟

الجواب

نذیر احمد کا نہ ترجمہ صحیح ہے نہ ایمان، وہ شخص منکر خدا تھا، جیسے اس نے اور کتابیں نصرت
و نیریت آمیز نکلیں جن سے مال کمانا مقصود تھا ویسے ہی یہ ترجمہ بھی کر دیا گیا اس سے بھی دعوں
ہی کی غرض تھی، نہ جو شخص اللہ ہی کو نہ مانتا ہو وہ قرآن کے ترجمہ کو کیا جانے گا۔ اس کا ترجمہ ہرگز
نہ پڑھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶ از شہر محلہ قرآن مدرسہ مولوی حاجی منیر الدین سنگالی معلم مدرسہ اہلسنت و جماعت
۱۲ جمادی الآخری ۱۳۳۶ھ

زید معلم ہے اور اپنے دوست اجابوں کو لے کر تحت پر بیٹھ کر حقہ پیتے ہیں اور اسکے شاگردوں

ایک ڈیڑھ گز کے فاصلہ زمین پر بیٹھ کر قرآن عظیم پڑھتے ہیں اسے ہر طرح کہا گیا مگر وہ اس فعل سے باز نہیں آتا معاذ اللہ اب زید پر کیا حکم ہے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ میل جول کرنا کیسا ہے ؟

الجواب

وہ معلم اور اس کے ساتھ بیٹھنے والے سب بے ادب گستاخ ہیں اسی کو تنبیہ کی جائے اگر نہ مانے تو صاحب مکان پر لازم ہے کہ وہاں سے تخت اٹھالے اور اس پر بھی اسے متنبہ ہوتا نہ دیکھے قرآن سے موقوف کر دے کہ بے ادب نہ کر شاگرد کو کہ لانا قدس سرہ فرماتے ہیں،

از حسد اجریم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از لطف رب
بے ادب نہمانہ خود را داشت بیکہ آتش در ہر آفاق زد لے
(ہم اللہ تعالیٰ سے حصول ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب رب تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ بے ادب نہ صرف اپنے آپ کو بڑے حالات میں رکھتا ہے بلکہ اس کی بے ادبی کی آگ تمام دنیا کو اپنی پیٹ میں لے لیتی ہے) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۹ از تفسیر کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مدرس دارالعلوم
قرآن شریف میں عربی عبارت کے نیچے اردو میں ترجمہ اور انگریزی یا ہنگلہ زبان میں مطالبہ
مشائی نزول و قصص کا مکتبہ درست ہے یا نہیں ؟

الجواب

جائز ہے جبکہ فائدے مطابق شرع ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۳۰ از اردو ہنگلہ ڈاکٹرانہ انجیرا ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب ۲۵ شوال ۱۳۳۶
اس خیال سے انگریزی پڑھنا اور پڑھوانا بچوں کو کہ اس میں عز و جہاد دنیوی ہے یا حصول
دنیا کا ہڈ اور لیس ہے جائز ہے یا ناجائز ؟

الجواب

سائنس وغیرہ وہ فنون و کتب پڑھنی جن میں انکار وجود آسمان و گردش آفتاب وغیرہ کفریات
کی تعلیم ہو حرام ہے، اور وہ نوکری جو خود حرام یا حرام میں اعانت ہے اس کی نیت سے پڑھنا

بھی حرام ہے اور اگر جائز فتویٰ جائز ہو کر ی کے لئے پڑھے تو جائز ہے جبکہ اس میں وہ انہماک نہ ہو کہ اپنے ضروریات دین و علوم فرض کی تعلیم سے باز رہے اور نہ جو فرض سے باز رہے حرام ہے اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دین و اخلاق و وضع پر اثر نہ پڑے اسلامی عقائد و خیالات پر ثابست و مستقیم اور اسلامی وضع پر قائم رہے ان سب شرائط کے اجتماع کے بعد جائز و رزق حاصل کرنے کے لئے حرج نہیں رہی اس سے عزت و جاہ و نیروی کی طلب طلب جاہ خود نا جائز ہے اگرچہ عربی زبان و اسلامی علوم سے ہو نہ کہ وہ جاہ کہ استقامت علی الدین کے ساتھ کم جمع ہو۔

قال الله تعالى ليتقون عندهم العزة
فان العزة لله جميعا والله تعالى اعلم
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا وہ ان کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ سب عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (دست)

مسئلہ ۳۵۱ از پندہ دل بزرگ ڈاکٹر ذرا سے پور ضلع مظفر پور مسوئلہ نعمت شاہ خاکی پورہ
دیوبندی کا وعظ سننا، اُن سے فتویٰ لینا اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا، کھانا، شادی کرنا
کیا ہے؟

الجواب

دیوبندی و دیوبندوں کی انجیٹ شاخ ہے، اس کا وعظ سننا حرام، اس سے فتویٰ لینا حرام، اس سے میل جول سنت حرام، بلکہ اسے مسلمان جان کر ہو تو کفر، علمائے عربین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے من شک فی کفره و عذابہ فقد کفر بجان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۲ از شہر مسوئلہ عبد الحفیظ صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۲۳ محرم ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کسی عالم یا عمل کی خدمت میں اس شخص سے حاضر ہوا کہ چند مسئلہ شرعیہ دریافت کر کے اس پر عمل کرے مگر عالم نے اس کے ساتھ اخلاق محمدی نہیں برتاؤ نہ سخت غفلت کا ہر کی کہ اس کی دہشت سے زید نے ناراض ہو کر اپنے اس ارادہ کو ترک کیا جس مسئلہ پر عمل کرنے والا تھا۔ چونکہ علمائے باعمل و ارث انبیاء ہیں اخلاق محمدی نہ برتنے سے اور زید کو مسئلہ کی واقفیت نہ ہونے سے وہ عالم موجب عذاب خداوندی کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟
بیٹو اتوجروا۔

الجواب

سائل کا کلام متناقض ہے عالم باعمل بھی کہتا ہے اور اتنا شدید الزام بھی اس پر دھرتا ہے اگر واقعی عالم باعمل ہے تو اس کی خفگی اگر اس کی کسی معصیت یا بے ادبی شریعت کے سبب ہوگی اسے لازم تھا کہ توبہ کرے اور معافی چاہے نہ یہ کہ اس کے سبب عالم سے کنارہ کش ہو اور مسئلہ پر چھنے کا فرض چھوڑ کر اپنی معصیت میں یہ دو گناہ اور اضافہ کرے اور عیسایہ کہ عالم پر الزام رکھنا چاہئے غلام نہیں پاتا وہ جاہل جو خدا و ان شریعت کا ادب نہ کرے اور بالفرض اس کی خفگی اس پر کسی معصیت و بے ادبی شریعت کے سبب نہ ہو بعض وقت انسان کی طبیعت غصص ہوتی ہے اس کا سبب کچھ اور ہوتا ہے اور دوسرے کلمات کرنا بھی اس وقت ناگوار ہوتا ہے اس وقت وہ اسے جواب ترشی سے دیتا ہے جو اس پر ناراضی کے باعث نہیں ہوتا ایسے وقت کی ترشی اہل سعادت کے لئے قابل لحاظ نہیں، اکابر صدیقین نے فرمایا ہے :
 ان لنا شیطانا لیقر بنا فاذا امرنا یتنوا فلیعتزلوا۔ بے شک ہمارے لئے بھی شیطان ہے جو ہمارے قریب ہوتا ہے جب تم اسے دیکھو تو انگلیاں

بٹھاؤ (ات)

یعنی ہم بھی بشر ہیں بشر کا سا غصہ بھی بھی آتا ہے جب اسے دیکھو تو اس وقت ہمیں چھڑو نہیں بلکہ الگ ہٹ جاؤ۔ اور بالفرض یہ بھی نہ سہی بلکہ بلاوجہ غصص اس سے کہ خلق کی قوض در اس کا الزام اس عالم پر ہے مگر اسے اس کی خطا گیری اور اس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنما سے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادہ مسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں ذہر ہے اس کا کیا نقصان، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، عالم اگر اپنے علم پر عمل کرے جب اس کی مثال شمع کی ہے کہ آپ جلتے اور تمھیں روشنی دے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ عالم حقیقت عالم دینی شستی صحیح العقیدہ ہادی راہ یقین ہو ورنہ اگر شستی نہیں تو کتنا ہی خلیق کتنا ہی متواضع کتنا ہی خوش مزاج بنے نائب ابلیس ہے اس سے کنارہ کشی فرض ہے اور اس سے فتویٰ پوچھنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷۸ از شہر کھنہ محلہ لودھی ٹولہ مسئلہ حبیب اللہ خاں ۲۹ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو صاحب جھوٹا مسئلہ بیان کریں ان کے واسطے شرع شریعت کا کیا حکم ہے ؟

الجواب

جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدید کبیرہ ہے اگر قصداً ہے تو شریعت پر افراس ہے اور شریعت پر

افترار اللہ عزوجل پر اقرار ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے،

ان الذین یفترون علی اللہ الکذاب لا یقلحون لہ وہ جو اللہ پر جھوٹ افتر کرتے ہیں منسلح نہ پائیں گے۔

اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتویٰ دے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من افتر بغير علم لعنته ملئکة السماء والارض لہ جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

ہاں اگر عالم سے اتفاقاً سہو واقع ہوا اور اس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی بذکی اور غلط جواب صادر ہوا تو مواخذہ نہیں مگر فرض ہے کہ مطلع ہوتے ہی فوراً اپنی غلطی ظاہر کرے اس پر اصرار کرے تو پہلی شق یعنی افتر میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲۵ از شہر محلہ ٹوکپور مسئول میر اللہ صاحب ۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

حضور والا! السلام علیکم! انجمن خدام المسلمین کو مولوی قطب الدین صاحب نے بغرض استقبال مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے بلوایا تھا لیبر ان انجمن نے ان کا استقبال بریلی جکشن پر کیا اور وہاں سے ان کی سواری کو اپنے ہاتھوں سے کیچ کر حضور کے در دولت تک لا پہنچایا، پھر حضور کے در دولت سے مولوی قطب الدین کے مکان تک اسی شان و شوکت سے پہنچایا مسلمانوں کو ایک عالم دین کے استقبال و خدمت کرنے سے کیا شرع ملہر وکتی ہے، اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ حضور کو سخت صدمہ پہنچا اور حضور کی شان گشتی، مفصل طور پر جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب

وعلیکم السلام، استغفر اللہ، یہ جو سننے میں آیا محض کذب و افتر ہے اور وہ تعظیم کہ مسلمانوں نے سستی عالم کی کی باعث اجر عظیم و رضائے خدا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا،

من تواضع لله ساقعه الله سجده واللہ تعالیٰ اعلم جس نے اللہ کی خوشنودی کیلئے عاجزی اختیار کی اللہ اسکو بلند کر دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

سہ القرآن الکریم ۶۹/۱۰

سہ کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۰۱۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۳/۱۰

سہ مستند امام احمد بن حنبل حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۷۶/۳

مسئلہ ۳۵۵ از شہر محلہ چڑھائی نیب مسئلہ عبد الرحیم صاحب ۷ ربیع الآخر ۱۳۳۹ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خدا کے یہاں مفتی فتویٰ دینے کا ذمہ دار ہے یا وہ
بھی جو فتویٰ پر عمل کرے؟ جتنو تو جبرودا۔

الجواب

اگر وہ مفتی قابل فتویٰ نہیں یا عامہ مسلمین شہر و دیارہ فتویٰ اس پر اعتماد نہیں کرتے یا فتویٰ
ایسا غلط ہے جس کی صریح غلطی مستفتی پر ظاہر ہے یا عالم معتمد مستند نے اس کے اغلاط ظاہر
کر دیئے یا فتویٰ واقعات پر نہیں ہے اور اس میں مفتی نے اصل واقعہ چھپایا اور غلط رخ دکھایا تو
مفتی اس پر عمل کرنے والا دونوں مانوہ و گرفتار ہیں ورنہ جب تک حق واضح نہ ہو جاہل پر وبال نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۶ از احمد آباد کجرات محلہ چھپیان پانچ پٹیلی مکان چھینہ سلطان جی علی جی کوٹے والے
مسئلہ غلام نبی صاحب پیرزادہ ۴ رمضان ۱۳۳۹ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟

(۱) جو لوگ کتب و بیانات وغیرہ طالب علم کو تعلیم دینے سے مدرسہ اول کو منع کرتے ہیں ان کا
کیا حکم ہے؟

(۲) اور کسی نااہل کو اس کی قابلیت سے باہر علم سکھانا بغرض مباحثات و مجاہدات کے کیا
ہے؟ جتنو ایسا نا شافیا تو جبرودا جواد افیا (شافی بیان فرماؤ اور پورا اجر و ثواب
پاؤ۔ ت)

الجواب

(۱) تعلیم دین اگر بر وجہ دین ہے تو اس سے ممانعت منع خیر ہے مناع للخیرو معتد
الشیعہ (بھگتی سے روکنے والا حد سے گزرنے والا اور گنہگار ہے۔ ت) میں داخل ہوتا ہے ایسے
لوگوں کی بات ہرگز نہ سنی جائے نہ انھیں مدرسہ میں داخل دیا جائے ہاں اگر مدرسہ اول بد مذہب
ہو اور بنام اپنے مذہب فاسد کی اشاعت چاہتا ہو تو اسے روکنا فرض ہے اور یہ تعلیم دین کی ممانعت
نہ ہوتی بلکہ تخریب دین کا انسداد ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قابلیت سے باہر علم سکھانا فقہ میں ڈالنا ہے اور ناقابل کو مباحث و مجادل بنانا دین کو
 معاذ اللہ ذلت کے لئے پیش کرنا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 اذا وصد الامرائی غیر اھلہ فانتظروا
 الساعة۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (انتظار کرو) (ت)
 مسئلہ ۳۵۸ از موضع گھاگرہ ڈاک خانہ پائیکوڑہ ضلع میمن سنگھ مسئولہ مولوی سعید الرحمن
 ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موضع گھاگرہ میں لوگوں نے ایک نیا جلسہ قائم کیا ہے
 بشکل میں اس کا نام شمسیت ہے واسطے فیصلہ کر کے مقدمہ وغیرہ کے۔ لیکن اس میں چار پانچ شخص ناقابل
 علم شریعت سے ناواقف سردار ہو کر اپنی رائے کے مطابق احکام جاری کرتے ہیں شریعت کے خلاف
 اور اکثر ان کے خلاف شرع حکم کو نہ ماننے تو اسکو امامت سے برخاست اور جمعہ و جماعت سے خارج کئے ہیں لوگوں کو اسکی
 دعوت و نماز جنازہ غرض تمام دنیوی و اخروی کاموں سے منع کرتے ہیں علماء کی امانت، ظالموں کی تعظیم
 و تکریم کرتے ہیں اور عالموں سے حسد بغض کینہ دل و بھائی سے کرتے ہیں حتیٰ کہ اہل علم کو حقیر سمجھتے اور کبھی
 گالیاں بھی دیتے ہیں حسد کی وجہ سے عالموں کو پیٹتے اور ان پر نہ کو آگے نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں
 یعنی جاہل کو امامت کا حکم دیتے ہیں، موافق شریعت ان پر کیا حکم ہے اور جو ان کی مدد کرے ان پر
 کس قدر گناہ ہے؟ جینواتو جروا

الجواب

جاہلوں کو حاکم شرع بنانا حرام ہے، اور وہ جو خلاف شرع حکم دیتے ہیں اس کا ماننا
 حرام ہے، ایسے لوگوں کے لئے قرآن عظیم میں تین الفاظ ارشاد فرمائے، ظالم، فاسق، کافر اور
 اپنے باطل احکام نہ ماننے والوں کو امامت و جمعہ و جماعت سے خارج کرنا ان کا سخت ظلم ہے اور
 ان کی نماز جنازہ سے روکنا اور اس شد ظلم۔ ظالموں کی تعظیم حرام ہے اور عالمان دین کی امانت
 کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے،

من قال للعالم عویلم قاصدا بید
 الاستخفاف کفر یلہ
 جس شخص نے کسی عالم کو بعینہ تصغیر عویلم
 ہلکا جان کر کہا تو وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

لے صحیح البخاری کتاب العلم باب من سئل ان
 لے مجمع الانہر فی شرح ملتقى الا بحر باب المرتد ثم ان الفاظ الکفر الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۰

اور عالم دین سے بلاوجہ بغض رکھنے میں بھی خوف کفر ہے اگرچہ اہانت نہ کرے۔ فتاویٰ خلاصہ دینار
میں ہے،

من ابغض عالما بغیر وجه ظاہر خیف علیہ الکفریہ جس نے کسی عالم سے بغیر کسی وجہ ظاہر کے دشمنی رکھی تو اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔ (د ت)

عالموں کے بچے غار پڑھنے سے منع کرنا اور جاہلوں کو امام بنانا حکم شریعت کا بدلنا ہے۔ غرض ایسے لوگ شیطان کے مسخرے ہیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان سے دور رہیں اور جو ان کی مدد کرتے ہیں وہ انھیں کے مثل ہیں۔ حدیث میں ہے:

من مشى مع ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد خلع من عتقه ربقته الاسلام۔ جو دانستہ ظالم کی مدد دیتے چلے اس نے اسلام کی رتھی اپنی گردن سے نکال دی۔

واللہ اعلم
مسئلہ ۳۵۹ از گورکھ پور محلہ دھمال مسئلہ سعید الدین ۹ شوال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ:

(۱) عالم کا یہ کہ دینا کہ میں نے مسئلہ صحیح بیان کیا تھا یا غلط مجھ کو یاد نہیں ہے دوسرے سے پوچھ لو، درست ہے یا نہیں؟

(۲) کسی عالم سے پوچھا کہ آپ مسئلہ صحیح و غلط بھی بیان کرتے ہیں اور اس پر اس کا جواب دینا کہ ہاں، درست ہے یا نہیں؟ بیوقوف ہو جاؤ۔

الجواب

(۱) حرف درست نہیں بلکہ واجب ہے اگر اس کو اپنے بیان میں شک ہو گیا ہو اور خود اس کی تصحیح نہ کر سکا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ مجھ سے کسی خطا بھی ہو جاتی ہے تو درست ہے اور اگر مراد کہ کبھی قصداً مسئلہ غلط بیان کر دیتا ہے تو سخت فسق کا اقرار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۱ از اجیر مقدس محلہ لاکھی کوٹھری اوپری گلی نزد پیر زادگان مسئلہ کمال الدین

۸ شوال ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے کو عوام پر مولوی بنا کر کے جس نے نہ تو کسی مدرسہ میں تعلیم باقاعدہ حاصل کی ہو اور نہ جس نے کوئی سند خشعی عالم فاضل کی حاصل کی ہو اور خود ساختہ استفتاء پر خود ہی جواب تحریر کر دے اور طلباء و مدرسین سے دستخط کرائے اور جس سے اپنی ذات کا امتیاع ہونا مقصود ہو اور جو جید عالم و مولوی صاحبان و قاضی صاحب پر شہرت حاصل کرنے اور زور حاصل کرنے کی غرض سے بجا و بیجا حملہ کرے اور جو مدت تک قاضی صاحب کے جیسے نماز ادا کرتا رہا ہو اور چند روز سے قاضی صاحب کے جیسے نماز ادا نہیں کرتا ہے اور صد ہا علماء قاضی صاحب کے جیسے نماز ادا کرتے رہے ہیں۔ بنیاداً توجہ دے

الجواب

سند حاصل کرنا تو کچھ ضرور نہیں، ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر، اور جس نے بے قاعدہ تعلیم پائی وہ جاہل شخص سے بدتر، نیم ملّا خطرۃ ایمان ہو گا ایسے شخص کو فتویٰ نویسی پر جرات حرام ہے۔ حدیث میں ہے: **سَبَّ نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِيْقَتَانِ** متفقین بغیر علم لعنتہ ملئکتہ السماء جو بے علم فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے والارض یلع۔ فرشتوں کی لعنت ہے۔

اور اگر فتویٰ سے اگرچہ صحیح ہو وچہ اللہ مقصود نہیں بلکہ اپنا کوئی دنیاوی نفع منظر رہے تو یہ دوسرا سبب لعنت ہے کہ آیات اللہ کے عرض شکن قلیل حاصل کرنے پر فرمایا گیا،

اُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يَكْلَهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُرَكِّبُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی نظر نظر رحمت کرے اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اور علمائے دین کی توہین کرنے والا منافق ہے۔ حدیث میں ہے: **سَبَّ نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِيْقَتَانِ** فرماتے ہیں،

ثَلَاثَةٌ لَا يَتَخَفُ بِحَقِّهِمُ الْأَمَانُ فِي الْمَنَاقِبِ
ذُو الْعِلْمِ وَذُو الشَّيْبَةِ فِي الْأَسْلَامِ وَ
أَمَامِهِ مَقْصُوطٌ
تین شخصوں کا حق ہلکا نہ جانے کا مگر جو منافق کھلا
منافق ہو عالم اور وہ جسے اسلام میں بڑھاپا دیا
اور سلطان اسلام عادل۔

تحصیل زر کے لئے علماء و مسلمین پر بیجا حملہ کرنے والا ظالم ہے اور ظلم قیامت کے دن ظلمات، تاریکی
مذکور جیسے امام کے پیچھے بلاوجہ شرعی نماز ترک کرنا تقریبی جماعت یا ترک جماعت ہے، اور دونوں حرام و
ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۲ از یومادور علاقہ پرائی ملک مالوہ مسئلہ قاسم علی ۱۸ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اسلام و ایمان و شرع شریف کے
احکام کو جانتا ہے اور لوگوں کو گناہ سے بچنے کی ہدایت اس آیت کے وسیلے فذکر ان نفعتم الذکر
کے کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو حفظ کئے کی اجازت نہیں وہ جتنا سنوارے گا
اس سے زیادہ بگاڑے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۳ از بھائی پورہ کھراسٹھ مسئلہ مرتضیٰ خاں پی سارجنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس آفس
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ خالد نے غلط شرع کوئی مسئلہ بیان کیا اور بکرنے جس کے ذہن
میں وہ غلط ہے بغرض اصلاح سوال کیا تو بکرا یہ سوال غلط ہے اور خالد نے یہ مسئلہ شرعی استنبوایہ
کو نہیں سمجھایا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بیذا تو جردا

الجواب

بجو کے ذہن میں جبکہ خالد کا مسئلہ صحیح نہ تھا تو بکرا اسے پوچھنا کچھ بیجا نہ ہوا اور خالد کا نہ بتانا
سخت بیجا ہوا خصوصاً جبکہ خالد نے مسئلہ غلط بیان کیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۴ از ملک آسام ضلع گوہتی مرسلہ محمد طیب اللہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سیدہ و عالم ایسا ہے کہ تمام شہر کا استاد
 ہے اور فتوے و فرائض و امامت عید گاہ اور جنازہ وغیرہ کا کام اُسی سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی ضیافت
 میں اکرا یا امتیازاً ایک ہی دسترخوان پر ان کو برتن میں اور مہمان کو پتے میں کھلائیں تو شرعیہ درست
 ہے یا نام درست؟ بیٹو! تو جہودا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

بلاشبہہ جائز ہے۔ علماء رسادات کو رب العزۃ عزوجل نے اعزاز و امتیاز بخشا تو ان کا عام
 مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا احتمال اور صاحب حق کو اس کے حق کا ایفا ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ قل هل یستوی الذین (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تو فرمایا کیا برابر ہو جائیں گے
 یعلمون والذین لا یعلمون! عالم اور جاہل۔

جب اللہ جل و علا ہی نے علماء و جہل کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی اُن کا امتیاز لازم، اسی
 باب سے ہے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام و مسند اکرام پر جگہ دینا کہ سلفاً و خلفاً شائع و ذائع
 اور شرعاً و عرفاً مندوب و مطلوب۔ ام المؤمنین صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہا و آلہا و سلم کی
 خدمت اقدس میں ایک سائل کا گزر ہوا اسے ایک کلمہ اعطا فرمایا ایک شخص خوش لباس شاندار
 گزرا اسے بٹا کر کھانا کھو یا اس بارہ میں ام المؤمنین سے استفسار ہوا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔ دیکھو یہ تفرقہ برتن اور پتے
 کے فرق سے کہیں زیادہ ہے اور عالم و جاہل و سیدہ و غیر سیدہ کا امتیاز سائل و خوش لباس کے امتیاز
 سے کہیں بڑھ کر۔

ابوداؤد فی سننہ عن میمون بن	امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت میمون بن
ابی شیبہ انت عائشۃ رضی اللہ	ابی شیبہ سے روایت کی ہے کہ سیدہ عائشہ
تعالف عنہا مرتبھا من جل علیہ	صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے ایک
شیاب وھیاء فاقعدتہ	شخص عمدہ لباس پہنے ہوئے گزرا تو آپ نے اسے

قاکل فقیل لہا فی ذلک فعالت قال
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
انزلوا الناس منازلہم

بشا کر کھانا کھلایا پھر آپ سے اس کی وجہ
دریافت کی گئی تو فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کے
حسب مراتب سلوک کیا کرو (ت)

امام مسلم اپنے مقدمہ صحیح میں فرماتے ہیں :
لا یقتصر بالرجل العالی القدر عن درجۃ
ولا یرفع متضع القدر ف
العلم فوق منزلۃ و
یعطى كل ذي حق فيه حقه و یُنزل
منزلۃ وقد ذکر عن عائشۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا انہا قالت امرنا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان
ننزل الناس منازلہم

بلکہ مرتبہ شخص کی حسب مرتبہ عزت و قدر ہونی چاہئے
اس کی توفیق کرنے میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے
اور پست درجہ والے کو اس کی حیثیت سے بڑھانا
بھی مناسب نہیں اس سلسلے میں ام المومنین
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے
سے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ
ہم لوگوں سے ان کے مراتب کے مطابق سلوک
کیا کریں۔ (ت)

ہاں علماء و سادات کو یہ ناجائز و ممنوع ہے کہ آپ اپنے لئے سب سے اختیار چاہیں اور اپنے نفس
کو اور مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر ملک جبارت عظمیٰ کے سوا کسی کو لائق نہیں بندہ
کے حق میں گناہ اکبر ہے، ایس فی جہنم مشوی للمتکبرین کیا جہنم میں نہیں ہے نہ کانا تکبر انوں
کا۔ جب سب علماء کے آقا سب سادات کے باپ حضور پرور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
انہما درہم کی تواضع فرماتے اور مقام و مجلس و خورش و روش کسی امر میں اپنے بندگان بارگاہ پر اختیار
نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے جو مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زائد علماء و سادات
کا اعزاز و اختیار کریں یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لئے طالب قیام ہونا مکروہ اور

جل

لوگوں کا معظّم دینی کلمے قیام مندوب۔ پھر جب اہل اسلام اُن کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اُنس کا قبول انھیں ممنوع نہیں، امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی کہیں تشریف فرما ہوئے صاحب خانہ نے حضرت کے لئے مسند حاضر کی امیر المؤمنین اُس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔

سعید بن منصور عن سفین
بن عیینہ عن عمرو بن دینار عن محمد
بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال النبی
لعلی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و سادۃ
فقد علیہا وقال لایابی الکرامة الاحمار
ورواه الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فذلک کرمہ واللہ بیحسبہ
وتعالیٰ اعلم۔

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں سفیان بن عیینہ
سے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے
محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے لئے وسادۃ (یعنی بچھونا) بچھایا گیا
اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:
عزت و توقیر کا انکار گدھا ہی کر سکتا ہے۔
اور محدث دہلوی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے روایت کی ہے
کہ انھوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پھر اس نے وہی حدیث
بیان فرمائی۔ واللہ بسبحہ و تعالیٰ اعلم (ت)

مجالس و محافل

میلا و شریف، گیارہویں شریف، مرثیے، ذکر شہادت وغیرہ

مسئلہ ۲۵۶ از اردو بہ مسئلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلا خواں ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجالس میلہ میں مردوں کو بازو بنا کر پڑھنا درست ہے
یا نہیں؟ اور وہ کون سی حالتیں ہیں جن کے سبب سے مولود کا پڑھنا سنانا جائز ہو جاتا ہے۔ بیتنوا
توجہ ودا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

امرد کہ اپنی خوبصورتی یا خوش آوازی سے محل اندیشہ فتنہ ہو خوش الحانی میں اسے بازو بنانے
سے محالعت کی جائے گی فان هذا الشرح المطهر جاء بسبب الذرائع والله لا يحب الفساد (کیرنگ)
یہ پاک شریعت (ناجائز) ذرائع کی روک تھام کرتی ہے اللہ تعالیٰ فتنہ و فساد کو پسند نہیں فرماتا۔ ت)
منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دُشیطان ہوتے ہیں اور ارد کے ساتھ شتر۔ علماء فرماتے ہیں
امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔

فی سادہ السحت امر من العندیۃ عن
الملتقط الغلام اذا بلغ مبلغ
الرجل فی سادہ السحت امر من العندیۃ عن
الملتقط الغلام اذا بلغ مبلغ
الرجل کیا ہے کہ لڑکا جب مردوں کی حد کو پہنچ جائے
مرد لختار میں بچہ الہ ہندیہ اس نے الملتقط سے

بیٹے کو عظیم پر تھا ہے اور پیرامری بھی کرتا ہے اور وقت ختم ہونے پر مولود شریف کے اعلان یا آواز بلند اُسی
 زید مولود خواں نے کہا کہ دیکھو ان اہل ہندو صاحبوں کی ادا اور شرکت سے میرے یہاں کیسی رونق روشنی
 وغیرہ کی تم مسلمانوں سے دس حصہ اور بیس حصہ زائد ہوئی۔ لہذا اب اس معاملہ میں استغفار شرعی جو کچھ
 ہو وہ مشرع ہر فرقہ کا جواب تحریر فرماتیں۔ جلد اہل اسلام کو دینی مال چھوٹا بازار

الجواب

ساتھ کے بیان سابق سے واضح ہو اگرچہ ہندوؤں نے خود کیا بلکہ زید میلہ دخواں نے مجلس کی
 اور مسلمانوں سے برخلاف ہو کر ہندوؤں سے چند لیا اور ان کی ادا سے یہ کام کیا یہ سراپا خلافت شرع ہوا
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لَا تَسْتَعِينُ بِمَشْرُكٍ - اخْرِجْهُ أَحْمَدُ وَ
 ابُو دَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَمِّ الْمُؤْمِنِينَ
 السَّيِّدَةِ عَائِشَةَ صَدِيقَةِ رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهَا سَعَى رَوَاهُ
 (کتابہ، ت)

علمائے کرام تو اہل دین میں کافر کتابی سے اتنی مدد لینا بھی مکروہ رکھتے ہیں کہ اپنی قربانی ذبح کرنے کو
 اس سے کہے حالانکہ وہ ایک کام خدمت لینا ہے نہ کہ معاذ اللہ دینی بات کہنے مشرکوں سے مانگنا دینی کام
 کا دار مدار سب انہیں کی اجازت پر ہونا اسے کوئی سچا مسلمان کامل الایمان گوارا نہیں کر سکتا۔ تنزیر الابصار
 ورد المحتار وغیرہ میں ہے :

كُلُّ ذَبْحِ الْكُتَابِيِّ بِالْأَمْرِ لَا يَنْفَعُ قُرْبَةً
 وَلَا يَنْفَعُ أَنْ يَسْتَعِينُ بِالْكَافِرِ
 أَوْ صَاحِبِ الْدِينِ الْخ -
 کسی مسلمان کے حکم دینے سے کتابی کا قربانی کے
 جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے اس نے کہ وہ قربت
 ہے یعنی تقرب الہی کا ذریعہ ہے اور یہ مناسب نہیں
 کہ دینی کاموں میں کسی کافر سے مدد لی جائے (ت)

لے مسند احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶۸/۶۱
 سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی المشرک میثم لہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۹/۲
 سنن ابی ماجہ ابواب الجہاد باب الاستعانة بالمشرکین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۸
 مکرر رد المحتار کتاب الاضحية دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۸/۵

دوسرا امر تاجاز اس مجلس میں یہ تھا کہ عام شریک پر خصوصاً بازار میں جہاں آمد و رفت کی زیادہ کثرت رہتی ہے فرش کر کے کتاب پڑھنا کہ یہ حقوق عامہ میں دست اندازی ہوتی شریعت میں تو اسی لحاظ سے راستہ میں نماز پڑھنی بھی مکروہ ہوتی نہ کہ بازار کی شریک پر مجلس۔ در مختار و رد المحتار میں ہے،

تكره الصلوة في طريق لان فيه شغله باليس له لانها حق العامة للمسلمين ومختصراً۔ راستے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ راستہ اس کام کے لئے نہیں لہذا اس کام کا کرنا لوگوں کے گزرنے کے حق کو متاثر کرتا ہے اور مختصراً (ت)

تیسری سخت بیہودہ بات کتاب وقاری کا نیچے اور کافروں کا چھوٹا پر ہونا کہ سخت بے تعظی کتاب و ذکر شریعت تھی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توجیب حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا ذکر شریعت سنتے تو مسجد اقدس میں ان کے لئے منبر بچاتے وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و مدحت اور حضور کے دشمنوں بدگوئیوں کی مذمت بیان کرتے تھے، واہ الامام البخاری فی صحیح حدیث جیسا کہ امام بخاری نے اپنی تصحیح میں اس کو روایت کیا ہے۔ (ت) نہ کہ معاذ اللہ کتاب نیچے اور کافراں نیچے ہوں۔

زید نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اجرت مقرّر کر رکھی ہے تاجاز و حرام ہے اس کا لینا اُسے ہرگز جائز نہیں اُس کا کھانا صراحتاً حرام کھانا ہے اس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یا دکر کے سب کو واپس دے دے نہ رسہ ہو تو ان کے وارثوں کو پھر سے، پتا نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدق کرے، اور آئندہ اس حرام خوری سے تو بکر سے تو گناہ سے پاک ہو۔ اول تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک خود عمدہ طاعات و اہل عبادات سے ہے اور طاعت و عبادت پر فیس لینا حرام جسٹ پھر غلامہ پھر مالگیری میں ہے،

لا يجوز الاستیجار علی الطاعات کالتذکیر ولا یجب الاجر اھ ملخصاً۔ نیک کاموں میں اجرت لینا جائز نہیں جیسے وعظ کرنا۔ اور اجرت واجب نہیں ہوگی اور ملخصاً (ت)

غلامہ پھر تارخانہ پھر ہندیہ میں ہے،

المواعظ اذا سأل الناس شديداً في جب وعظ کرنے والا مجلس میں اپنے لئے کچھ

مانگئے تو اس کے لئے ایسا کرنا حلال نہیں کیونکہ اس میں علم کے ساتھ دنیا کا حصول ہے۔ (ت)

در مختار کی عبارت زیادہ تام اور مفصل ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں (شرکت تقبل) جس کو شرکت صنایع و اعمال و ابدان کہا جاتا ہے (صنایع صنعت کی جمع ہے اس کے معنی ہیں پیشہ اور پیشہ ور کی کارکردگی۔ اعمال اور ابدان، عمل اور بدن کی جمع ہیں۔ چونکہ اس میں غالباً دونوں افراد کا جسمانی کام ہوتا ہے اس لئے اس کو یہ نام دیا گیا) اگر دو پیشہ ور اس بات پر باہمی اتفاق کر لیں کہ وہ ایسا کام لیں جس میں استحقاق اجرت ممکن ہے اور اسی شعبہ سے کتابت سکھائیں، قرآن مجید اور علم فقہ پڑھائیں اس قول کے مطابق کہ جس پر فرتی دیا گیا ہے بخلاف وہ دونوں کی شرکت کے اور دو گویوں کی شرکت کے۔ فیصلہ کے دو گراہوں، مجلس میں قرآن مجید پڑھنے والوں، تعزیت کرنے والوں، حفظ کرنے والوں اور اہرام کے ساتھ مانگنے والوں کی شرکت کے (ت)

ثانیاً بیان سائل سے ظاہر کہ وہ اپنی شعر خوانی و زمرہ سنجی کی فیس لیتا ہے یہ بھی محض حرام۔

فتاویٰ مالگیریہ میں ہے :

حکام اور اشعار پڑھنا (ایسے اعمال ہیں) ان میں سے کسی پر مزدوری اور اجرت لینا جائز نہیں اور ان میں اجرت ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ تینوں کا یہ قول اور فرمایا ہے، چنانچہ غایۃ البیان میں یونہی نہ کرے (مختصر) (ت)

لا تجوز الاجارة علی شغل من النساء و قراءة الشعر ولا اجرت فی ذلك و هذا کلام قول ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کذا فی غایۃ البیان آہ مختصراً۔

نورانی کتب خانہ پشاور ۳۱۹/۵
مطبع مجتہبی دہلی ۳۷۳/۱
نورانی کتب خانہ پشاور ۳۳۹/۴

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع
۲۔ در مختار کتاب الشرکۃ
۳۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاجارۃ

اور پیش سے ظاہر ہوا کہ امامت میں اس کا سبقت کرنا بھی گناہ ہے جبکہ حاضرین میں اس کے سوا کوئی اور شخص قرآن مجید صحیح پڑھنے والا سختی صحیح العقیدہ متقی موجود ہو کہ جب یہ علاقہ حرام کھاتا ہے تو کھلا فاسق ہے اور فاسق کو اور لوگ اگر آگے کریں تو گنہگار ہوں نہ کہ خود ہی آگے بڑھ جائے غیزہ میں ہے، لہذا سو فاسقا یا ثموت علیہ اگر کسی فاسق کو لوگ امامت کے لئے آگے کریں تو گنہگار ہوں گے (ت)

یہ نہیں اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب کھنا بھی گناہ و مخالف حکم قرآن عظیم ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ ہوا علم بکم اذا انشا کومسن
 (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ تمہیں خوب
 جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے اٹھانے
 دی اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں چھپے تھے
 تو اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ کہو خدا خوب جانتا ہے
 جو پرہیزگار ہے۔

اور فرماتا ہے:

الم تر انی الذین یرکعون انفسہم بیل اللہ
 یرکعی من یشاء بیکہ
 کیا تو نے نہ دیکھا کہ لوگوں کو جو آپ اپنی جان کو
 تسخر کرتے ہیں بلکہ خدا تسخر کرتا ہے
 جیسے چاہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قال انا عالم فهو جاہل۔
 مرداد الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔
 جو اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے (امام
 طبرانی نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ
 حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 اس کی روایت کیا ہے۔ ت)

۵۱۲	سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی الامارۃ	۵۱۲
		۲۲/۵۲	۵۱۲
		۲۹/۴	۵۱۲
۲۲۲/۷	مکتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۶۸۴۲	۵۱۲

ہاں اگر کوئی شخص حقیقت میں عالم دین ہو اور لوگ اس کے فضل سے ناواقف اور یہ اس کی نیت سے کہ وہ آگاہ ہو کر فیض لیں ہدایت پائیں اپنا عالم ہونا کا ہرگز سے تو مضائقہ نہیں جیسے سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا، اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلَیْکُمْ (جیشک میں حفاظت کرنے والا اور جاننے والا ہوں۔ ت) پھر یہ بھی پتے عالموں کے لئے ہے۔

ترید جاہل کا اپنے آپ کو مولوی صاحب کہنا وہ ناگناہ ہے کہ اس کے ساتھ جھوٹ اور جھوٹی تعریف کا پسند کرنا بھی شامل ہوا۔

قال اللہ عزوجل لا تحبین الذین یفرضون
بما اتوا ویحبون ان یمحمدوا بسالم یفعلوا
فلا تحببتھم بمفاننا من العذاب ولھم
عذاب الیم ۛ

(اللہ عزوجل نے فرمایا) ہرگز نہ جانو تو انھیں جو
اتراتے ہیں اپنے کام پر اور دوست رکھتے ہیں اسے
کہ تعریف کے جائیں اس بات سے جو انھوں نے
نہ کی تو ہرگز نہ جانو انھیں عذاب سے پناہ کی جگہ میں
اور ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

معالم شریف میں حکمران ابی شاگرد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر
میں منقول،

یفرضون باضلالھم الناس وبنسبۃ الناس
ایاھم الی العلم ولیسوا باھل العلم

فرضی ہوتے ہیں لوگوں کو بھلانے اور اس پر کھانگ
انھیں مولوی کہیں حالانکہ مولوی نہیں۔

جاہل کی وعظ گوئی بھی گناہ ہے۔ وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث
یا شریعت کا مسئلہ اور جاہل کو ان میں کسی چیز کا بیان جائز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں،

من قال فی القرآن بغیر علم فلیستوا
مصدقہ من الناس۔

جو بے علم قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانا
دوزخ میں بنا لے (اسی کو امام ترمذی نے

سۃ القرآن الکریم ۵۵/۱۲

سۃ - ۱۸۸/۳

۲۶۵/۱ مصطفیٰ ابراہیمی علی مصر

۱۱۹/۲ امین کمپنی دہلی

سۃ معالم التنزیل تحت آیت ۱۸۸/۳

سۃ جامع الترمذی ابواب تفسیر القرآن

وصححه عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما
عنهما۔
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کیا اور اسے قرار دیا۔ (ت)

احادیث میں اسے صحیح و غلط و ثابت و موضوع کی تمیز نہ ہوگی، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں،

من يقل علت ما لم اقل فليتبوأ مقعده
من النار۔ رواه البخاری فی صحیحہ
عہ مسلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
جو کچھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ فرمائی وہ اپنا
ٹھکانا دوزخ میں بنالے (امام بخاری نے اپنی
صحیح میں مسلم بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
حوالے سے اس کو روایت کیا۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ رواه الاثرۃ
احمد والشیخان والترمذی وابن ماجہ
عن عبد اللہ بن عمر ورضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
بے علم مسئلہ بیان کیا سو آپ بھی گمراہ ہونے لڑ
لوگوں کو بھی گمراہ کیا (ترمذی کو امام احمد بخاری
مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت
عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

دوسری حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
من افتی بغیر علم لعنتہ ملئ سکتہ
السماء والارض۔ رواه ابن عساکر عن
امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ۔
جو بے علم فتویٰ دے اُسے آسمان وزمین کے فرشتے
لعنت کریں (ابن عساکر نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ
وجہہ سے اسے روایت کیا۔ (ت)

یہی جاہل کا پیر ہونا لوگوں کو گمراہ کرنا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا چھوٹا منہ بڑی بات ہے پیر
بادی ہوتا ہے اور جاہل کی نسبت ابھی حدیثوں سے گزرا کہ ہدایت نہیں کر سکتا نہ قرآن سے نہ حدیث سے
نہ فقہ سے نہ

صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۱
صحیح مسلم مقدمۃ الکتاب ۱/۱
جامع الترمذی ابواب العلم باب ما جاز فی صحاب العلم کتب خانہ رشیدیہ ۲/۹
سنن النبی والمفتیہ ماجاز من الوعیۃ الخ ۱-۲۳ دار ابن جوزیہ جہد ویاضی ۲/۳۲۶

کہ بے علم نتوان خدا را شناخت
(کیونکہ جاہل اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا۔ ت)

زید کا مشرکین کی مدح و ستائش علی الاعلان خصوصاً منبر پر ذکر شریعت بیان کرنا خصوصاً انھیں مسلمانوں پر ترجیح دینا سخت ناپسندیدہ العزت جل و علا ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا مدح الفاسق غضب الرب و اہتر
لذلك العرش - رواه ابن ابی الدنیا
فی ذم الغیبة و ابو یعلی و البیہقی فی الشعب
عن انس بن مالک و ابن عدی عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب جبل و ملا
غضب فرماتا ہے اور عرش الہی جل جاتا ہے۔
(ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبة (غیبت کی برائی میں)
ابو یعلیٰ اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک اور ابن عمر
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسکو
روایت کیا ہے۔ ت)

انس بیان سے تمام مراتب مسند سائنس کا جواب ہو گیا (زید پر لازم کہ توبہ کرے۔ اللہ عزوجل
توفیق دینے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مختصر سئلہ از درو تحصیل کچھ ضلع نئی مالی مرسلہ عبد العزیز خاں ۲۲ رجب ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ قیام بوقت میلاد شریف سنت ہے یا مباح ؟ اور
تارک کی اس قیام پر حجت زنی درست ہے یا نہ؟ بقینہ التوجروا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

الجواب

مستحب ہے،

كما نص عليه ائمة ذورواية ودروية
كما في عقد الجوهر والدرر السنية
وغيرهما من الكتب البهية ولنا فيه
جیسا کہ ائمہ روایت و دروایت نے اس کی تصریح
فرمائی جیسا کہ عقد الجوہر اور درر سنیہ وغیرہ قیمتی
کتب میں مذکور ہے، اور اس موضوع پر ہمارا

رسالة كافية شافية باذنت الله تعالى
 صميهاً أقامة القيامة على طاعن
 القيام لنسبى تهامة "صلوات الله
 تعالى عليه وسلم۔

ایک رسالہ بنام "اقامة القيامة على طاعن
 القيام لنسبى تهامة" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 (اس شخص پر قیامت برپا کر دینا جو نبی تہامہ کہنے
 قیام تسلیم پر زبان طعن دراز کرے) لکھا ہے یہ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے موضوع پر کافی اور بیاہر ذہنوں کو شفا بخشنے والا ہے۔ (ت)
 یوں ترک کو چند لوگ بیٹھے ہیں ذکر ولادت اقدس آیا تعظیم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انکار
 نہیں مگر اس وقت بیٹھے رہے کہ آخر قیام واجب نہیں ایسے ترک پر طعن نہیں، اور اگر یوں ترک ہو کر مجلس میں
 اہل اسلام نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کیا یہ بلا ضرر ہمارا تو قطعاً محل طعن و
 دلیل مرض قلب ہے، نظیر اس کی شاہدین یہ ہے کہ کسی جمع میں بندگان سلطانی تعظیم سلطانی کیلئے سرود قد
 کھڑے ہیں اور ایک نامتوبہ عذاب قعداً بیٹھا رہے ہر شخص اسے گستاخ کے گا اور بادشاہ کے عتاب کا
 مستحق ہوگا یوں ہی اگر ترک قیام پر بنا سے اصول باطلہ و باسیت ہو تو شفیق تر ہے۔ واللہ بخیر و تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۳۶۸ از کانپور محلہ جرنیل گنج مسجد حاجی فرحت مسند محمد رسول اعظم الحرام ۱۳۱۶ھ
 ما قولکم ایہا العلماء الکرام (اے علماء کرام) ہاتھ مارا کیا ارشاد ہے) اس مسئلہ میں کہ ذکر میلاد
 کے وقت جیسا کہ آجکل قیام کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ جینا تو جروا۔

الجواب

قیام وقت ذکر ولادت حضور سید الانام علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام مستحب و مقبول
 ائمہ کرام و علماء اعلام و رائج و معمول عربین طہیین و جملہ بلاد دار الاسلام ہے شرع مطہر سے اس کے منع پر اصل
 دلیل نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان اس مسئلہ کی تفصیل جلیل کتاب مستطاب اذاعة الأئمة لکھنا
 عمل الولد والقیام (ان لوگوں کے گناہ جو میلاد اور قیام سے روکنے والے ہیں۔ ت) تصنیف لطیف
 حضرت خاتم الحقیقین امام المدقّقین سیدنا ابوالوالد قدس سرہ الماجد و رسالۃ اقامة القيامة على طاعن القيام
 نسبى تهامة تالیف فقیر نحیف و دیگر کتب و رسائل علماء و فاضل میں ہے، علامہ سید جعفر رزوی مدنی قدس
 سرہ السنۃ الجود میں فرماتے ہیں،

قد استحسن القیام عند ذکر ولادته
 الشریفۃ ائمة ذومواسیة و
 ماریة فطوبی لمن کان تعظیمة
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر ولادت شریف
 کے وقت کھڑا ہونے کو ائمہ روایت و درایت
 نے مستحسن قرار دیا ہے لہذا اس خوش نصیب کیلئے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ سراہہ
ومرماہ خاتمة المحدثین یلہ
عشری سید احمد زین وعلان کلی قدس سرہ الملکی الدرر السنیہ میں فرماتے ہیں،

من تعظیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المقروح
بلیلة ولادته وقر ادة المولد والقیام
عند ذکرو لادته صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم واطعام الطعام وغیر ذلک
مما یعتا والناس فعلہ من انواع البر
فان ذلک کلہ من تعظیہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد اخرجت
مسألة المولد وما یتعلق بها بالتالیف
واعتفی بذلک کثیر من العلماء فانقوا
فی ذلک مصنفات مشحونة بالادلة والبراهین
فلا حاجة لنا فی الاطالة بذلک انتہی
واللہ تعالیٰ اعلم۔

لہذا ہمیں اس موضوع کو طویل کرنے کی چٹاں ضرورت نہیں، انتہی۔ واللہ تعالیٰ اعظم (ت)

۱۶۹۹ھ از کانپور پرائی سبزی منڈی کی مسجد مدرسہ مولوی احمد علی صاحب ۱۶ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم و کرم فرمائے آپ کا کیا ارشاد ہے)
اس مسئلہ میں کہ دیا بنگالہ میں آج کل بعض بعض مولوی اور میاں جی دوہین چھو کروں کو جو کھن و لکشن و
دلاویز رکھتا ہو اردو فارسی غزل کا وزن کشکری کا ساتھ تعلیم دیتے ہیں جب کہیں مولود شریفیت کی
دعوت ہوتی ہے تو ان چھو کروں کو ہمراہ لے کر جاتے ہیں اور محفل میلاد شریف ہو گا کر کے عوام و خاص
کو اطلاع دے لایا کرتے ہیں جب سامعین مجتمع ہو جاتے ہیں تو فارسی و اردو غزل اور قصائد و اشعار

گوناگوں کو ان چھ کروں کے سور سے اپنی سورت کا اس طور پر مٹھتے کہ مجال کیا ہے کسی کو جو اس میں اور زندگیوں کے گانے میں کچھ بھی فرق کچھ مگر سب معین ہیں سے اکثر تو ایسے ہیں کہ خارجی وارد تو بالکل نہیں سمجھتے مجرد و زک اور آواز ہی پر فریفتہ و مفتون ہو کر سماعت کرتے ہیں اور گاہ بگاہ تجارت متحرک سے اپنی زبان میں سمجھا دیتے ہیں وہ بھی اکثر بے اصل ہے اس طور پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ میقتوا توجروا۔

الجواب

ایسا پڑھنا ممنوع ہے، یہ پڑھنا نہیں گانا ہے، اور امر کے گانے میں فتنہ ہے، اور فتنے کا بند کرنا واجب۔

فی رد المحتار عن التامر خانیة عن
العیون سماع غناء حرام ومن اباحه
فلمن تغلى عن الفهو وتغلى بالقوی
واحتماج الف ذلک احتیاج المریض
الی الدواء وله شرائط ستة ان لا یكون
فیهم امره الخ ملخصا وف الخیریه
عن التامر خانیة عن نصاب الاحتماب
التغنی واستماع الغناء حرام ومن
اباحه فلمن تغلى عن الفهو
وله شرائط انت لا یكون فیهم امره
ولا امرأة الخ ملقطا۔

اور جس نے اسے بباح کہا تو یہ اس کے لئے ہے جو نفسانی خواہش سے خالی ہو اور اس کے جواز کی چھ شرائط ہیں، ایک یہ کہ ان میں کوئی بے ریش لڑکا اور کوئی عورت شریک نہ ہو اور ملقطا (ت) یوں ہے اصل و باطل روایات کا پڑھنا سننا حرام و گناہ ہے، نص علیہ علما و القیم و الحدیث فی کتب الفقہ و اصول الحدیث (چنانچہ قدیم علماء کرام نے فقہ اور اصول حدیث کی کتبوں میں

اس کی صراحت فرمائی ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸ اذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس زمانہ میں بہت لوگ اس قسم کے بی کی تفسیر و حدیث بے خزانہ و بے اجازت اساتذہ برسر بازار و مسجد وغیرہ بطور حفظ و فصاحت کے بیان کرتے ہیں حالانکہ معنی و مطلب میں کچھ سمجھ نہیں فقط اردو و کتابیں دیکھ کے کہتے ہیں یہ کہنا اور بیان کرنا ان لوگوں کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بیتوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

حرام ہے اور ایسا وعظ سننا بھی حرام۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من قال فی القراءۃ بغیر علم فلیتسوا
مقعدہ من الناس، والعیاذ باللہ العزیز
الغفار، والحديث مرادہ المترشحی
وصحیحه عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس شخص نے قرآن مجید میں بغیر علم کچھ کہا اسے اپنا
ٹھکانا روزخ کچھ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ جو
سب پر غالب اور سب کچھ بخش دینے والا ہے۔
اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور
اسے صحیح قرار دے کر حضرت عبداللہ ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد سے ذکر فرمایا۔ واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

۱۸ محرم ۱۳۲۱ھ

مسئلہ ۲۱ از بائول

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان مقام اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد حضور خیر العباد علیہ الوت
نتیجۃ الیوم التادیب جو شخص کہ مخالفت شرع مطہر ہو مثلاً تارک صلوٰۃ شارب خمر ہو دارسی کتروا یا منہ داتا
ہو سو نجس بڑھانا ہو ہے وضو ہے ادنیٰ گستاخی سے بروایات موضوہ تنہا یا دو چار آدمیوں کے ساتھ
بیٹھ کر مولود پڑھتا پڑھاتا ہو اور اگر کوئی مسئلہ بتائے تنبیہ کرے تو استہزاء و مزاح کرے بلکہ اپنے
معتقدین کو حکم کرے کہ دارسی منہ اسنے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں کیونکہ جیسے ان کے رخسار صاف
ہوتے ہیں ایسے ہی ان کے دل مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہے ایسے شخص سے مولود شریف پڑھوانا یا
اُس کو پڑھانا منبر و مسند پر تعلیم بیٹھنا بیٹھانا باقی مجلس و حاضرین و سامعین کا ایسے اشخاص کو بدعہ

غوش آوازی کے چوکی پر مولود پڑھنے بٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے آدمی سے رب العزت جل جلالہ اور روح حضور فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غوش ہوتی ہے یا نا غوش؟ اور پروردگار عالم ایسی مجالس سے غوش ہو کر رحمت نازل فرماتا ہے یا غضب؟ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان محافل میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟ یا بنیاد اور حاضرین محافل کے مستحق رحمت ہیں یا غضب؟ یقیناً احسن الکتاب تو جہودا عند رب الاسر باب (کتاب کے حوالہ سے بیان فرماؤ تاکہ رب الارباب کے اس سے اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

افعال مذکورہ محنت کیا تر ہیں اور ان کا مرکب اشہ فاسق وقاہر مستحق عذاب یزداں وغضب حق اور دنیا میں مستوجب ہزاراں ذلت و ہوان غوش آوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث اسے منبر و مسند پر کہ حقیقہً منبر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یقیناً بٹھانا اس سے مجلس مبارک پڑھنا حرام ہے تبیین المتعانی و فتح المسعین و مطالعی علی مرآتی الفلاح و غیرہ میں ہے۔
فی تقدیم الفاسق تعظیہ وقد وجب علیہم فاسق کو آگے کرنے میں ساس کی تعظیم ہے حالانکہ اہانتہ شرعاً ہے۔
بوجہ فسق لوگوں پر شہر فاسق کی توہین کرنا واجب اور ضروری ہے (ت)

روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام مستنا بھی حرام، ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمال ناراض ہیں ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پا کر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الہی ہیں یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال ہے اور خود اس کا اپنا گناہ اس پر علاوہ اور ان حاضرین و قاری سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پہ اور اپنا گناہ اس پر طرہ شرف و شرف خاص حاضرین مذکور ہوں تو ان پر ہزار گناہ اور اس کذاب بلی پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو ہزار دو گناہ ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک ساس قاری کے اور ایک خود اپنا، پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہو گا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ جس قدر کلمات نامشروع و مدہ قاری جاہل جری پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب وبال و عذاب تازہ ہونا مشافہ فرض کیجئے کہ ایسے سو کلمات مدودہ اس مجلس میں اس نے پڑھے تو ان حاضرین میں ہر ایک پر سو سو گناہ اور اس قاری علم و دین سے جاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور باقی پر دو لاکھ دو سو، و قس علی ہذا، رسول اللہ

۲۰۸/۱ سے فتح المسعین کتاب الصلوۃ باب الاماتۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
تبیین المتعانی باب الاماتۃ، المطبعة الخیریہ دہلی مصر ۱۳۴۱ و غنیۃ المستمل فی فضائل الاماتۃ سیل ایکٹمی لاہور ص ۵۱۳

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئاً ومن دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل اثام من تبعه لا ينقص ذلك من اثامهم شيئاً۔ رواه الاثمة احمد ومسلم والاسبعة عن ابی ہریرۃ۔

برابر دعوت دینے والوں کو گناہ ہوگا لیکن گمراہی میں اتباع کرنے والوں کے گناہوں میں بھی ذرہ برابر کمی نہیں ہوگی۔ ائمہ کرام امام احمد، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و منزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جہگہ تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس و شیاطین کا ہجوم ہوگا، والعیاذ باللہ رب العالمین (اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) ذکر تشریف حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم با وضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز اگر نیت معاذ اللہ استغفار کی نہ ہو، حدیث صحیح میں ہے :

كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يذکر الله تعالى کثیراً یسأل الله تعالیٰ علیہ وسلم بہ وقت اللہ علی کل اشیاء۔ رواه الاثمة احمد و

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۹۷/۲
جامع الترمذی ابواب العلم ۹۲/۲ و سنن ابن ماجہ باب من سنن حنظل ص ۱۹
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۷۹/۲
صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنن حنظل قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۱/۲
صحیح مسلم کتاب الحیض باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابة الا ص ۱۶۲
صحیح البخاری ۳۴/۱ و سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الرجل یذکر اللہ ص ۲
سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ ذکر اللہ تعالیٰ علی الظل ص ۲۶
مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۱۵۳ و ۷۰/۱

و مسلم و الادبۃ الا للنسائی عن امام المؤمنین
الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ۵۱
البخاری تعلیقاً۔
مسلم، بخاری، ترمذی، ابوداؤد و ابن ماجہ
(سوائے نسائی کے) سب نے ام المؤمنین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سند سے اسکو

روایت کیا البستہ امام بخاری نے بطور تعلیق اسکو روایت کیا ہے۔ (ت)
اور اگر عیاذ باللہ استخفاف و تحقیر کی نیت ہو تو صریح کفر ہے، یوہی مسائل شرعیہ کے ساتھ استہزاء
صراحت کفر ہے،

قال اللہ تعالیٰ قل اباللہ وایتہ ورسولہ
کنتم تستہزنون لا تعتدوا قد کفرتم
بعد ایمانکم
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے میرے محبوب
رسول! ان لوگوں سے فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ
اس کی آیات اور اس کے رسول سے استہزاء

اور مذاق کرتے ہو، یہاں نہ بناؤ کیونکہ تم ایمان کا انکار کرنے والے ہو۔ (ت)
یوہی وہ کلمہ ملعونہ کہ دائرہ منڈانے والے دکھانے والوں سے بہتر ہیں انہ صاف سب متواترہ کی
توہین اور کفر ہے، و العیاذ باللہ سب العالمین۔ واللہ صیغہ و تعالیٰ اہلہ و علمہ جل مجدہ
اقسم و احکم (خدا کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک، برتر، سب سے
زیادہ علم والا ہے اور اس عزت و توقیر کے مالک کا علم کامل اور نہایت درجہ پختہ ہے۔ ت) فقط۔
مسئلہ ۳۷۱ از اردو ملی ضلع اعظم گٹھ محلہ منڈلان مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ
بے نازی مسلمان کے گھر میں دشریت کی محفل میں شریک ہونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مجلس میلاد شریف نیک کام ہے اور نیک کام میں شرکت بُری نہیں، ہاں اگر اس کی تنبیہ کے لئے
اُس سے میل جول یک نعت چھوڑ دیا ہو تو نہ شریک ہوں یہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۷۲ از گلی ناگر ضلع پٹی پٹیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حرام کرنے والا مولود
پڑھتا ہے اور حرام سے توبہ کرتا ہے اور بعد مولود پڑھنے کے پھر حرام کرنے پر کمر باندھتا ہے تو اس کے حق میں
مولود کا پڑھنا کیسا ہے اور وہ شخص مجلس میں مولود پڑھنے کے اور بلانے کے قابل ہے یا نہیں؟ بیٹو تو جبر و

الجواب

جس شخص کی نسبت معروف و مشہور ہے کہ معاذ اللہ وہ حرام کار ہے اس سے میلاد شریف پڑھوانا اور اسے چوک پر بٹھانا منع ہے،

کافی تبیین الحقائق وفتح اللہ المعین وغیرہما فی تقدیمہ تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً

جیسا کہ تبیین الحقائق، فتح اللہ المعین اور دیگر کتب میں مذکور ہے کہ فاسق کو (امامت کیلئے) آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شریعت میں لوگوں پر اس کی ترویج واجب ہے (ت)

مگر شہرت صحیح ہو نہ جھوٹی ہے معنی تمت جیسے آج کل بہت نااہل جاہل خدا ناما ترس اپنے جھوٹے اوہام کے باعث مسلمانوں پر اتہام لگا دیتے ہیں اس سے وہ خود سخت حرام و کیو کے مرتکب اور شدید سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ رہا خانی بلاناوہ مصیبت دینی رہے اگر جانے کہ بڑی سمجھانے میں زیادہ اثر کی امید ہے تو یہی کرے اور اگر جانے کہ دیر کرنے اور سختی پتنے میں زیادہ فتنہ ہو گا تو یہی کرے اور حال یکساں تو شریعت کی غیرت اور لوگوں کی خبر کیلئے علانیہ و دہریہ اسے عیبوں پر نظر اور مسلمانوں کے ساتھ رفق و رحمت کے لئے خفیہ نرمی اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷ از محمد صابر دہلوی عنہ عظیم گرام ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہندو میلاد شریف کے چندے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں یا خود اہل ہندو افراد میلاد شریف کرائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ جینوا تو جبردا۔

الجواب

ہندو سے مسلمان امر دین میں مدد نہ لے۔ حدیث شریف میں ہے،

انا لانتعیت بمشربک۔ ہر کسی مشرب سے مدد نہیں لیتے (ت)

اور اگر وہ خود شرکت چاہیں تو بطور چندہ شریک نہ کیا جائے کہ اس کے مال سے قربت قائم نہیں ہو سکتی ہاں اگر وہ کسی مسلمان کو تمہیک کر دے یہ مسلمان چندے میں دے دے مضافتہ نہیں جبکہ اس طور پر لینے میں ہندو کے لئے وجہ استعلا نہ ہو وہ یہ نہ سمجھے کہ مسلمانوں نے مجھ سے استمداد کی میری مدد کے محتاج ہوئے بلکہ احسان ماننے کہ میرا مال قبول کر لیا، ہندو اپنے مال سے کوئی کار خیر کرے مقبول نہیں،

لے فتح المعین کتاب الصلوٰۃ باب الامانۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۰۸/۱

تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب الامانۃ المطبعة الکبریٰ الامیریہ مصر ۱۳۲/۱

مکملہ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجہاد حدیث ۱۵۰۰۹ اداریۃ القرآن کراچی ۲۹۵/۱۲

سنن ابی داؤد کتاب الجہاد ۱۹/۲ سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ۷۷۷ مسند احمد بن حنبل عن عائشہ ۶۸/۴

وقن متالی ما عملوا من عمل فجعلنا هباء منثوراً ۝ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اور کافروں نے جو کام کئے تھے ہم نے ان کی طرف
بڑھ کر انھیں جھکے ہوئے ذرات کی طرح
کھو دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

جلد

7
17

مسئلہ ۳۴۵: بیڑی ضلع بریلی مرسلہ طالب حسین خان ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ
گیارہویں شریف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور قیام مولود جائز ہے یا نہیں؟ یقیناً توجہ و

الجواب

گیارہویں شریف اور مجلس مبارک میلہ و قیام جس طرح کہ معتقلہ و مدینہ معتقلہ کے علماء کرام اور بلاد
دار الاسلام کے خاص دعاء میں شائع ہے ضرور جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۴۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے کہا کہ بعد نماز جمعہ ذکر شہداء کر بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم
ہو گا، چنانچہ عمرو نے مسجد میں بعد نماز جمعہ اس کا اعلان اور اشتہار کر دیا زید نے درمیان اذکار تعریف و
فضائل و ذکر شہادت شہداء کر بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ وزاری اہلبیت اطہار اور اہلبیت مطہرات کا ادھون
پر پہلے پردہ جانا اور قید خانہ میں مقید ہونا اور زید پلیس کا سپرد بار بٹانا اور تختہ کو ہونا جہاں تک کہ زید کو کہتا ہے
مقبورہ اہلسنت و جماعت سے یاد تھا بیان کر دیا اور اہل سماج کو دقت طاری ہونا اور اس وقت ہونے کی
وجہ سے کچھ پڑھنے والے اور سننے والے کو اجر ملنا اور نیز اسی قسم کا جلسہ اپنے مکانوں میں بغیر ثواب منعقد کرنا
بمختلف طریقہ روافض کے یعنی تعزیر و علم وغیرہ سے اس مکان کو معزاکہ مذہب اہلسنت و الجماعت میں
درست ہے یا نہیں اور بعد ختم مجلس شیرینی و شربت و چائے پر فاتحہ و پنج آیت پڑھ کر ثواب شہداء کر بلا رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کو پہنچا کیسا ہے؟ یقیناً توجہ و

الجواب

حضرات کرام کے فضائل و مناقب و مراتب و مناصب و آیات صحیحہ مقبرہ سے بیان کرنا سنانا عین
ثواب و سعادت ہے اور ذکر شہادت شریف بھی جبکہ مقصود ان کی اس فضیلت اور ان کے صبر و استقامت
کا بیان ہو مگر غم پروری کا شرح شریف میں حکم نہیں، نہ غم و ماتم کی مجلس بنانے کی اجازت، نہ ایسی باتیں
کہی جائیں جس میں ان کی بے قدری یا توہین نکلتی ہو، ماورع الاول شریف میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا مہینہ ہے اور وہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا
مہینہ، پھر انہی دین و علمائے کا مہینہ اسے ولادت اقدس کی عید بنایا وفات شریفہ کا ماتم نہ بنایا واللہ تعالیٰ اعلم

ملفوظ

مسئلہ ۷۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں :

(۱) بطریقِ رواض بغیر ذکر حضراتِ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اہلسنت کے واسطے واقعات کر بلا بیان کرنا اور بوجہ ہمنامی خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان فرزند ابی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کاندھ کرم مجتہد شہداء سے وشت کر بلا ترک کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۲) جن مقامات پر آریہ سماج حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور رواض صابر عظام سے بدظنی پھیلاتے ہیں شبانہ روز در سے قدمے نئے غرضیکہ ہر طرح سے بے حد کوشاں رہتے ہیں وہاں ہر امکانی طریقہ سے عوام کو حفظِ افعالہ ان حضرات کے مناقب اور محامد سے واقف کرنا نہ ہونا واجب ہو گیا یا نہیں ؟

(۳) جو شخص باس غافلین امور مذکورہ سے یہ کہہ کر باز رکھے کہ اگر تم تعریف کرو گے تو وہ دل میں برا کہیں گے تو ایسے شخص کی اقتدار کر کے مقاصد غافلین کی تکمیل ہونے دیں یا اس سے قطع تعلق کر لیں۔ جواب مدلل اور مفصل ارشاد فرما کر باجوہ ہوں۔

الجواب

(۱) افضل اذکار ذکر الہی عزوجل ہے اور ذکر الہی میں سب سے افضل نماز، اگر نماز بھی بطورِ رواض پڑھی جائے گی نہایت مزہ و منوع ہے ذکر اور اذکار مجالس محرم شریف میں ذکر شہادت شریف جس طرح عوام میں رائج ہے جس سے تجدیدِ فخر و دلورہ باطلہ مقصود اور اکاذیب و موضوعات سے تلویت موجود خود عوام ہے، صواعقِ محرقہ پھر ثابت بالسنتہ میں ہے :

ایاہ ثم ایاه ان یشغلہ ببدع الرافضة
من الندب والنیاحۃ والحزن اذلیس ذلک
من اخلاق المؤمنین الخ۔
رافضیوں کی بدعات مثلاً رونا پشیمنا، گریہ و زاری
کرنا اور سوگ منانا وغیرہ میں مشغول ہونے سے
بچو اس لئے یہ کام مومنوں کی عادات و اخلاق

میں سے نہیں (ت)

ہاں ذکر فضائل شریف حضرت سیدنا امام حسین ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوجہ ہاتھ روایات صحیحہ معتبرہ سے ضرور فوراً مین و مین نور ہے مگر صحت اسی پر اقتدار اور ذکر خلفاء کرام رضی اللہ

تعالیٰ تعظم سے دامن کشی خصوصاً کھنڈ جیسے محل حاجت میں کہ کوڈ ہند ہے ضرور قابلِ اعتراض و احتراز ہے قسم
اول نسبت امام جعفر الاسلام محمد بن محمد بن ابی القاسم مروی ہے فرماتے ہیں،

یہ مسموم علیٰ الواعظ وغیرہ مروایہ مقتل
الحسین علیہ السلام
واعظ وغیرہ پر یہ حرام ہے کہ وہ شہادت حسین علیہ السلام
کی روایات (بے سند اور بے تحقیق) بیان
کرے۔ (دست)

امام ابن جریر کی صراحۃً مرقوم میں فرماتے ہیں،

ما ذکر من حرمة مروایة قتل الحسين
لاینافی ما ذکرته فی هذا الكتاب لان هذا
الكتاب لان هذا البیان الحق السدی
یحب اعتقاده من جلالة الصحابة رضی اللہ
تعالیٰ عنہم وبراءتهم من حکل نقص
بخلات ما یفعله الوعاظ الجملة فانهم
یاقرون بالانجاس الکاذبة الموضوعة ونحوها
ولا یبینون المعامل والحق الذي یحب
اعتقاده فیوقعون العامة فی بغض
الصحابة وتنقیصهم۔
کہ جس پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے (پھر اس پر وہ پوشی سے) حرام کو بغض صحابہ اور ان کی تنقیص و توہین میں
ڈال دیتے ہیں۔ (دست)

اور قسم دوم کی نسبت کتاب العمون پھر شرح نقایہ علامہ قمستانی اور کتاب الکراہیہ میں ہے،
لو اسناد ذکر مقتل الحسين ینبغي ان یتذکر
اولا مقتل سائر الصحابة لئلا یشابه
المروافض۔
الکر کوئی واعظ شہادت حسین علیہ السلام کو بیان کرنا
چاہے تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ پہلے
باقی صحابہ کرام کی شہادت کے واقعات لوگوں کو

۱۔ اصوامی المحرق بحوالہ الضرائی الخا ترقی بیان اعتقاد اہل السنة والجماعة مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۲۲۳
۲۔ جامع الروایہ شرح النفاۃ للقمستانی کتاب الکراہیہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاووس ایران ۲/۲۲۲

سنائے تاکہ روافض سے مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ صرف شہادتِ حسین علیہ السلام پر اکتفا کرتے جبکہ اہل سنت صحابہ اور اہل بیت و نوں کا تذکرہ کرتے ہیں (ت)

اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

اذا ذكر الصالحون فحيه بسلامة  جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کا تذکرہ کرو (ت)

اور ذکرِ شہادت میں حضرات ابو بکر و عمر و عثمان اولادِ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ذکر اس سے ترک کرنا کہ ان کے اسماء حضراتِ عالیہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام پاک ہیں بحریکِ رافضیہ و اہلِ امام زمانہ روافض خذلہم اللہ کا اتباع ہے کہ کسی کے باعث اسم سے عداوت یا توبہ نہ ملتی ہے اگرچہ وہ نام کسی محبوب کا ہو قاتلہم اللہ انی یؤفکون (اللہ تعالیٰ انہیں مارے کہ وہ کہاں اونہ سے جاتے ہیں - ت) اسی لئے پر بے پیرے وہ شہید کو پیر کہنے سے احتراز کرتے ہیں مسجد کے تین دروازے بنائیں گے کہ خلفائے ثلاثہ کا عدد ہے ایسے ہی اوہام پر تو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ،
الشيعة نساء هذه الامة - رافضی اس امت کی مادہ ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ضرور واجب بلکہ اہم فرائض سے ہے ، حدیث میں ہے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،
اذا سب أصحابي وظهرت الفتن اذ قال جب میرے صحابہ کو بُرا کہا جائے اور فتنے یا البدع ولم يظهر العالم علمه فعليه فرمایا بدعتیں ظاہر ہوں اس وقت عالم اپنا علم لعنة الله والمذمكة والناس اجمعين (نار اللہ اور مذکورہ لوگوں پر اور تمام لوگوں پر) لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔
آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

لے مسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۸/۶
لے القرآن ۳۶/۹

لے کنز العمال حدیث ۳۲۵۴۵ ۳۲/۱۱ و فیض التذکر بحوالہ الدیلمی تحت حدیث ۷۵۱ دار المعرفۃ بیروت ۲۷/۱
الفردوس بما ثور الخبایہ حدیث ۱۲۴۱ دار المکتب العلمیہ بیروت ۳۲۱/۱
فت : حدیث کے یہ الفاظ دو حدیثوں کا مجموعہ معلوم ہوتے ہیں کیونکہ کتب احادیث میں ان الفاظ کا مجموعہ کسی جگہ نہیں مل سکا۔ نذیر احمد سعیدی

(۳) وہ شخص جو اس عذریاد و باطل سے اس فرض کو منہ کرتا ہے یا سخت سفید جاہل ہے یا در پردہ اُن کفار و اشقیاء کا مدد و معاون۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ شکی ثانی ہو تو اس سے مطلقاً قطع تعلق کریں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم لیہ ائیکم سے دور بھاگو اُن کو اپنے سے دور کرو کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔ اور شکی اول ہو تو اسے بھائیں کہ پرانی جہالت کے سبب ہم اپنا فرض کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا علیکم الفسک لایضوکم من اذا اھتدیتم۔ اسے ایمان والو! اپنی جانوں کی فکر کرو، جو بھٹک گیا وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ (ت)

تو صراحت فرماتے ہیں کہ:

لا تترك سنة لا تترافئھا مع بدعة من غیرہ۔ کسی ایسی سنت کو نہ چھوڑا جائے جو کسی دوسرے کی بدعت کے ساتھ مخلوط ہو۔ (ت)

نہ کہ ایسے عمل خیال پر اس وجہ سے فرض کو چھوڑنا اور پھر نتیجہ یہ کہ اُن کی جہالتیں فاش و آشکار ہوں اور ادھر سے جواب نہ ہو اور عوام ان کے شکار ہوں آج وہ دل میں بُرا کہتے ہیں کل سسکلاؤں کو ملائیہ بُرا کہنے والا بنالیں ایسی اوندھی مت کا کیا ٹھکانا ہے، یوں تو اذان بھی حرام ہو جائے گی کہ دوسرے شے کی بھی اعداد دین کے کلیجے شق ہوتے ہیں اور خفیہ جو منہ پر آتا ہے بکتے ہیں اگر یہ جاہل سمجھ جائے فہماؤں معلوم ہوگا کہ جاہل نہیں معاذ ہے اس سے بھی قطع تعلق لازم ہوگا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

واما ینسیئک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع النجوم الظلمین۔ اگر شیطان تمہیں کسی بھلاوے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت)

۱۔ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱
۲۔ القرآن الکریم ۱۰۵/۵
۳۔ ۶۸/۶

فَسَالِ اللَّهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ - وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ -
ہم اللہ تعالیٰ سے حق اور نغیت چاہتے ہیں۔ گناہوں
سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر یہ کہ

اللہ تعالیٰ بلند و بالا اور بڑی شان رکھنے والا (کسی کو) قویٰ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مینہ ۳۸۶
از مرنیا تھانہ جہان آباد ضلع پیلی بیت مرسلہ شیخ نماز حسین صاحب ۹ ربیع الآخر ۱۳۱۴
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں :

(۱) اکثر دیکھا ہے کہ میلاد شریف میں مردوں کو دو جھٹے لڑکوں کو ایک حصہ دیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا
نہیں ؟

(۲) چھوٹے بٹا سے مٹھی بھر دے جاتے ہیں کسی کو کم کسی کو زیادہ پہنچتے ہیں اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں ؟

(۳) اگر بٹا سے ختم ہو گئے اور کچھ آدمی رہ گئے تو کچھ حرج ہوا یا نہیں ؟

(۴) اگر میلاد شریف بغیر شیرینی کے پڑھا جائے ؟

(۵) میلاد شریف ختم ہونے پر مرد کسی کام کے سبب چلا گیا تو کچھ گناہ ہوا ؟

(۶) میلاد شریف جس گھر میں ہوا اس سے کچھ رنج ہو یہ سننے جائے اور شیرینی نہ ملے تو کیا گناہ ہے ؟

(۷) اگر شیرینی تقسیم کے بعد بچا لے ؟

الجواب

(۱) حسب رواج مردوں کو دو جھٹے لڑکوں کو ایک دینے میں حرج نہیں کہ جو حسب رواج کسی کو ناگوار
نہیں ہوتا ؟

(۲) مٹھی سے کم بیش پہنچنے میں بھی حرج نہیں مگر اتنی کمی نہ ہو کہ اسے ناگوار گزارے اس کی ذلت
بھی جائے۔

(۳) کچھ آدمی رہ گئے تو اگر ہو سکے تو اور منگوا کر ان کو بھی دے انکار کر دینا مناسب نہیں اور نہ ہو سکے
تو ان سے معذرت کر لے۔

(۴) میلاد شریف بغیر شیرینی بھی ہو سکتا ہے اصل مراد تو ذکر شریف ہے۔

(۵) ختم کے بعد چلا گیا اس پر کچھ الزام نہیں۔

(۶) میلاد شریف سننے کو حاضر ہوا اور شیرینی نہ ملے تو حرج نہیں جبکہ اس میں صاحب خانہ کی دل آزاری
نہ ہو ورنہ بلا وجہ شرعی مسلمان کی دل آزاری کی اجازت نہیں۔

(۷) تقسیم کے بعد شیرینی بچ رہے تو وہ اس کا مال ہے جو چاہے کرے اور بہتر یہ ہے کہ اسے بھی عزیزوں

قریبوں ہمسایوں و دوستوں مسکینوں پر بانٹ دے کہ جتنی چیز اللہ عزوجل کے لئے نکالی اس میں سے کچھ بچانا مناسب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۷ از قبیلہ ضلع بنگلہ مرسلہ عبد العظیم صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شب بارات میں علوہ وغیرہ بناتے ہیں اور خوشی کرتے ہیں اور آتش بازی وغیرہ چھوڑتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور روزِ مقررہ کے کرنا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ بدعت کہتے ہیں اور وہ کس وقت سے ہے؟ آیا یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور تسبیح و تہلیل و قرآن مجید پڑھ کر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مردہ کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ اور مولود شریفین میں اشعار وغیرہ راگ سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اکثر لوگ کہتے ہیں حکمِ بنگالہ میں کہ جہاں لوگ اردو نہیں سمجھتے ہیں فقط خوش الحانی کو سنتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ مولود شریفین اور قسیم کے منکر ہیں آیا مولود شریفین حدیث و قرآن سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور قد برسی کہنے آدمیوں کی کرنا جائز ہے اور جلسہ میں کوئی خوشی وغیرہ کی بات اگر لوگ سنتے تو ہاتھ کی تالی دیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب

علوہ وغیرہ پکانا فقرا پر تقسیم کرنا احباب کو بھیجا جائز ہے اللہ کے فضل و نعمت پر خوشی کرنے کا قرآنی مجید میں حکم ہے جائز خوشی ناجائز نہیں۔ آتش بازی اسراف و گناہ ہے۔ دین کی تعمین میں جرم نہیں جبکہ کسی غیر واجب شرعی کو واجب شرعی نہ جانے۔ بدعت کہنے والے خود بدعت میں ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ جو کچھ قرآن و حدیث نے منع نہ فرمایا اس سے منع کرنے والا بدعتی ہے۔ تسبیح و تہلیل و تلاوت قرآن مجید پر اجرت لینا حرام ہے۔ مردہ کو اس کا کچھ ثواب نہیں مل سکتا۔ خوش الحانی جائز ہے جبکہ مزامیر و فتنہ ساتھ نہ ہو۔ میلاد مبارک و قیام کے آجکل منکر و باہر ہیں اور وہاں گمراہ بے دین۔ میلاد شریفین قرآن عظیم کی متعدد آیات کیر اور حدیث صحیح سے ثابت ہے جس کی تفصیل از اذقۃ الاشیام میں قد برسی مکانی نی شل پر و عالم دین و سادات و سلطان عادل و والدین کی جائز ہے تالی بچانا نصاریٰ کی سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۸ از قبیلہ بشارت فتح ضلع بریلی بڑی مسجد مرسلہ نجر خاں فریدار یعنی باقی والہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجلس و عفا یا میلاد شریفین میں دھواں کو دھواں آجاتے ہیں اس میں پانچل کی طرح ہاتھ اور پاؤں ہلاتے ہیں یہ کیسے جائز ہے یا کیا بات ہے بعض آدمی سر ہلاتے نہ بیہوش ہوتے ہیں یہ کیا بات ہے یہ کیا علامات عشق ہے یا کیا ہے؟ تحریر فرما کر سر فراز فرمائیں۔ زیادہ سلام

الجواب

اس کی تین صورتیں ہیں، وجہ کہ حقیقۃً دل بے اختیار ہو جائے اس پر تو مطالبہ کے کوئی معنی نہیں، دوسرے تو اجد یعنی باختیار خود وجہ کی کسی حالت بنانا یا اگر لوگوں کے دکھاوے کو ہو تو حرام ہے اور ریا اور شرک خفی ہے، اور اگر لوگوں کی طرف نظر اصلاح نہ ہو بلکہ اہل اللہ سے تشبیہ اور یہ مختلف اُن کی حالت بستہ تاکہ امام حجۃ الاسلام وغیرہ اکابر نے فرمایا ہے کہ اچھی نیت سے حالت بناتے بناتے حقیقت مل جاتی ہے اور تکلیف و فح ہو کر تو اجد سے وجہ ہو جاتا ہے تو یہ ضرور خود ہے مگر اس کے لئے غلط مناسب ہے جمع میں ہونا اور ریا سے بچنا بہت دشوار ہے، پھر بھی دیکھنے والوں کو بدگمانی حرام ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَشْمُ مِنَ الْبَغْيِ

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچ کر کچھ گمان گناہ ہیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ

گمان سے بچ کر گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

جسے وجہ میں دیکھو یہی سمجھو کہ اس کی حالت حقیقی ہے اور اگر تم پر ظاہر ہو جائے کہ وہ ہوش میں ہے اور باختیار خود ایسی حرکات کر رہا ہے تو اسے صورت دوم پر غور کرو جو خود ہے یعنی بعض اللہ کے لئے ٹیکوں سے تشبیہ کرتا ہے نہ کہ لوگوں کے دکھاوے کو اُن دونوں صورتوں میں نیت ہی کا تو فرق ہے اور نیت امر یا مہل جس پر اطلاع اللہ و رسول کو ہے جل و علا و جلتے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تو اپنی طرف سے بُری نیت قرار دینا بُرے ہی دل کا کام ہے۔ اللہ دین فرماتے ہیں:

الظَّنُّ الْخَبِيثُ انَّمَا يَنْشَأُ مِنَ الْقَلْبِ الْخَبِيثِ

خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔

وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ تَعَالَى - وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَمُ

۳۸۹ھ مستقرہ حافظ عبد الحلیف صاحب مدرس مدرسہ خفیہ سسوان از سہ ماہ ۲۸ صفر ۱۳۴۲ھ

مجلس ذکر شہادت جائز یا ناروا، ایک صاحب نے کہا کہ تجدید سرور مختلف فیہ اور تجدید منعم باتفاق ناجائز۔

سۃ القرآن الکریم ۱۲/۴۹

سۃ صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینبی عن العاصم والدار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۹۶/۲

سۃ فیض القدر تحت حدیث ۲۹۰۱ یا کرم و الظن الخ دار المعرفۃ بیروت ۱۲۲/۳

الجواب

مجلس ذکر شہادت اگر روایات باطلہ سے ہو تو مطلقاً ناروا اور روایات صحیحہ سے ہو تو اگر تجدید غم و حلیہ بکار مقصود ہے بیشک ناجائز ہے اور اگر ذکر فضائل محبوبان خدا مراد ہے تو مورد رحمت جو ادب ہے۔
و غما الاعمال بالنیات و انما نکل امری کما نکل کارادوں پر ہے اور ہر آدمی وہی پائے گا ما نولی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
جس کا اس نے ارادہ کیا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۳۹ از شہرہ ہر روز یا زار دکان بخواند اس در سند محمد شہین معاری علیہ السلام ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ کیا فرماتے ہیں علماء دین شریعت متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ گیارہویں میں رباعی شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ رباعی یہ ہے:۔

سید سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب بادشاہ و شیخ و درویش و دل و مولانا
اور اگر رباعی پڑھنا جائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارہویں شریف کا براہ مہربانی تحریر فرمادیجئے۔

الجواب

یہ رباعی نہ پڑھی جائے اس میں بعض الفاظ خلاف شان اقدس ہیں، فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و رواد شریف سے ہوسکے پڑھ کر ثواب نہ کرے۔ اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود غوثیہ پھر ایک ایک بار الحمد شریف و آیۃ الکرسی پھر سات بار سورۃ احسان پھر تین بار درود غوثیہ۔ درود غوثیہ ہے: اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود و النکرم و علی آلہ و بارک وسلم۔ اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے: و علی آلہ الکرام و ابنتہ العکبرہ و امتہ الکریمہ و بارک وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۳۹ بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شریعت متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ مجلس میلاد شریف میں ذکر حضرات امام حسین علیہ السلام کا بغیر ذکر فضائل حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جائز نہیں ہے۔ وہ سراقول زید کا یہ ہے کہ مجلس میلاد مبارک میں ذکر حضرت امام حسین علیہ السلام کا مجلس جائز نہیں ہے۔ یہ دونوں اقوال زید کے کہاں تک صحیح ہیں؟ بیٹھو اتوجبردا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

مجلس میلاد مبارک مجلس فرحت و سرور ہے اس میں علماء کرام نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف کا تذکرہ بھی پسند نہ فرمایا اور ذکر شہادت جس طرح رائج ہے وہ ضرور طریقہ غم پروری ہے۔ رہا حضرات امین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب صیحہ معتبرہ کا ذکر ذہن نور ایمان و راحت جان ہے۔ اس سے کسی وقت منافعت نہیں ہو سکتی جبکہ وجہ صیغ پر بقصد صیغ ہو۔ یہ شرط صرف اس میں بلکہ ہر عمل صالح میں ہے۔ اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ ذکر حضرات حسنین بعد ذکر حضرات صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہو۔ اس سے مطلب یہ نہیں کہ ان کا ذکر کریم بے ذکر صحابہ ناجائز ہے۔ وہ ہر ایک مستقل عبادت ہے کہ ترک ذکر صحابہ عظام بالقصد جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۹ مرسلہ جناب سید احمد صاحب بن حاجی سید امام حکیم صاحب از اکوٹ ضلع اکوٹ
یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ

جناب حضرت حامی سنت حاجی بدعت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فضلكم السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی سے عرض ہے کہ یہاں برآر میں دو برس سے مجلس کا نفرنس کی ہونا شروع
ہوئی ہے اور میرے کو بھی نام آیا میں افسوس کرتا ہوں کہ ہر مذہب کا شخص ملیر ہو سکتا ہے کہ کے تحریر
ہے اب اس مجلس میں جانا ثواب ہے یا کہ حرام ہے۔ چند کلمہ مشعر حالات سے سرور فرمائیے، زیادہ چ
مزید قہر۔

الجواب

بلا واسطہ حضرت سید صاحب مكرم ذی المجد والکرم دام کرمہم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
یہ مجلس نیکوئیوں کی ہے اس میں شرکت جائز نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ واما ینفیکنک الشیطان
فلا تقعد بعد الذکویٰ مع القوم
الظالمین وقال اللہ تعالیٰ ولا تکنوا
الم الذین ظلموا فتمسکوا بالنار
وفي الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں شیطان بھلاؤ
میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ
مست میٹھو۔ اور نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،
”لوگو! ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں آگ
چھوئے گی۔“ اور حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

وسلم من کثر سواد قوم فهو منهم ، رواه
ابو یعلیٰ فی مسنده و علی بن حصید
فی کتاب الطاعة والمعصية عن عبد الله
بن مسعود عن رسول الله تعالیٰ عنه و ابن
البارک فی الزهد عن ابی ذر رضی اللہ
تعالیٰ عنه و الخطیب فی التاریخ عن انس
بن مالک عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیه وسلم یلفظ من سواد مع قوم فهو
منهم ۛ

سے روایت ہے کہ جو کسی قوم کی جماعت بڑھائے تو
وہ انہی میں شامل ہے۔ ابو یعلیٰ نے اسے اپنی مسند
میں روایت کیا۔ اور علی بن حصید کتاب الطاعة و
المعصية میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے
ہیں، اور عبد اللہ ابن مبارک "الزهد" میں ابو ذر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے الفاظ میں بیان
کرتے ہیں۔ اور خطیب بغدادی تاریخ میں انس بن
مالک کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں، جو کوئی

لوگوں کے ساتھ ہو کر جماعت میں اضافہ کرے تو وہ انہی میں سے ہے۔ (ت)

پندرہ سال ہوئے کہ اس بارہ میں فتویٰ علما نے کلامِ حرمین شریفین مستی بہ فتاویٰ الحسینیین
برجف ندوة العین (حرمین شریفین کے فیضِ ندوہ کے جھوٹ بولنے پر) زلزلہ برپا کرنے کے بارے
میں (ت) طبع ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۹۲ھ اذمانڈے برما سورتی مسجد ۶ رجب ۱۳۴۲ھ

خط کے بعد شیرینی تقسیم کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے عدم المانع بلکہ اس کا اہل زیادہ باعث اجتماع و حضور ذکر و استماع ہو گا و میلہ خیر طر
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۹۲ھ مسئلہ حافظ عبد الجبار صاحب از قصبہ تحصیل سوار خاص حلقہ ریاست رامپور

بروز شنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علما سے دین اس مسئلہ میں و مقتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مفصل مولود شریف

۲۴۲/۲ دارالکتب اعلیٰ بیروت لہ کشف الخفاء بحوالہ ابی یعلیٰ

۳۴۶/۲ نصب الرایۃ للاحادیث الہدیۃ کتاب الجنایات میں کثر سواد الا ملکۃ الاسلامیہ

۱۰/۹ کنز العمال بحوالہ خط عن انس حدیث ۲۴۶۸۱ حوسۃ الرسالہ بیروت

۴۰/۱۰ تاریخ بغداد ترجمہ عبد اللہ بن عتاب ۵۱۶۷ دارالکتب العربیہ بیروت

میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور وقت پیدائش کے قیام کرنا مستحب ہے یا بدعت؟ بحوالہ کتاب فقہ یا حدیث بیان فرمائیے۔

الجواب

محالس غیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اکابر اولیاء نے مشاہدہ فرمائی اور بیان کیا،

کما فی مہجۃ الاسرار للامام الواحد
ابی الحسن نور الدین القمی الشطنوفی
وتنویر الحوائک للامام جلال المسلة و
الدین السیوطی وغیرہما لغیرہما رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہم۔
جیسا کہ ہجۃ الاسرار (مصحف) امام یکتا نے زمانہ
ابو الحسن نور الدین علی قحی شطنوفی نے اور تنویر الحوائک
میں امام جلال الدین سیوطی نے اور ان دو کے علاوہ
دوسرے حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا
ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو (مت)

مگر یہ کوئی کلیہ نہیں سرکار اکرم ہے جس پر ہر سبب ہوتا ہے

- (۱) اگر بادشاہ بدور پیر نہی
- (۲) ہمیں کہ دو روئے و عاریہ سحر
- (۳) چرخ خوش گفت یک رخ زیر کبود
- (۱) اگر بادشاہ بڑھیا عورت کے دروازے پر قدم نہ بچھو فرمائے تو اسے خواہر (سرور)!
- تو منچھوں کو تاؤ نہ دے۔

۲۔ سحر کے وقت ایک چوٹی لے لی دُعا مانگی شاید اس کے ۱۱ حضرت سلیمان
صہبان بن کر تشریف لائیں۔

۳۔ ایک دن پاندے نے اس سے کیا خوب کہا، حضرت سلیمان تو ضرور جلوہ افروز ہوں
مگر کون سی جگہ ہو، ذرا یہ تو کہہ دے۔ (مت)

جلس میلہ مبارک میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام جس طرح حرمین شریفین و جمیع بلاد دارالاسلام
میں دائر و معول ہے مستحب و مستحسن ہے۔

قال اللہ عزوجل و تعزودہ و توقروا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اگلی نبی حضور اکرم کی عورت و توقیر کرو۔ (مت)

وقال الله تعالى ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو کوئی اللہ تعالیٰ کی
نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو پھر یہ دلوں کا تقویٰ
(پرہیزگاری) ہے۔ (ت)

علامہ سید جعفر بوزجی مدنی عقد الجوهری فرماتے ہیں:

وقد استحسن القيام عند ذكر مولانا الشريف
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمة ذورواية
وروية قطوب لمن كانت تعظيمة صلى الله
تعالى عليه وسلم غاية مراعاة ومراعاة
والله تعالى اعلم۔
بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت
باسعادت کے ذکر کرنے کے موقع پر ائمہ صاحب
روایۃ اور صاحب مشاہدہ نے قیام کو مستحسن قرار
دیا ہے۔ لہذا اُس خوش نصیب کے لئے خوشخبری
ہو کہ جس کی نگاہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی تعظیم ببالائنا اس کا غایۃ مقصد اور قرار نگاہ کا عمل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
۳۹۴ھ مستولہ بنے خاں سوداگر پارچہ بریلی محلہ نالہ متصل کٹرہ ماندرائے ۱۲ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متبیین مسائل ذیل میں،

(۱) طواف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اُس کے یہاں مجلس میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اُسی حرام
آمدنی کی منگوائی ہوتی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مجلس میلاد شریف میں بعد بیان مولود شریف کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
واقعات کہلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) رافضیوں کے محرم میں ذکر شہادت و مصائب شہداء بیان کرنا سوز خوانی و مرثیہ مصنفہ انیس و دہر
پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) اُس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اُس نے مال بدل کر مجلس کی ہواور یہ دیکھ
جب کوئی کاغذ کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں، اگر وہ
کے کو میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول

لہ القرآن الکریم ۲۲/۲۲

لہ عقد الجوهری مولد النبی الاذہر ترجمہ وحاشیہ فربخش تولکی
جامعہ اسلامیہ لاہور ص ۲۵، ۲۶

ہوگا کما نفع علیہ فی المہندیۃ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور اس کے علاوہ دوسرے فتاویٰ میں اس مسئلہ کی تصریح کی گئی۔ ت) بلکہ شیرینی اگر اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد نقد جمع نہ ہوئے یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا ہو تو مذہب مفتی بر پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی جو شیرینی اسے خاص اجرت نہ پایا یا غنائیں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر قاتحہ حرام ہے، یہ حکم تو شیرینی و قاتحہ کا ہوا مگر ان کے یہاں جانا اگرچہ میلاد شریف پڑھنے کے لئے ہو مصیبت یا منقذہ مصیبت یا تممت یا منقذہ تممت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے ۱

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقتل
جوانہ عز وجل اور قیامت کے دن پر ایمان لائے
مواقع التہم ۱۰ وہ ہرگز تممت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔

تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت پر ہے پھر جواہل قنوی نہیں اسے
ان کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جواہل قنوی ہے اس کے لئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ
کپڑے جلے نہیں تو کالے خرد ہو گئے پھر اپنے نفس پر اعتقاد کرنا اور شیطان کو دور بھٹانا حق کا کام ہے
ومن من حول الحسی او شئت ان یقع فیہ جرم منی کے گرد چراسے لاکھبی اس میں پڑ ہی جائے گا۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے
ذکر عزت اس میں مناسب نہیں کما فی مجسم البعاد (جیسا کہ مجمع الباری میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) حرام ہے طر

کنہ ہم جنس باہم جنس پر دواز

(ہم جنس اپنے جیسے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ ت)

حدیث میں ارشاد ہوا، لا تجالسوہم ان کے پاس نہ بیٹھو۔ دوسری حدیث میں فرمایا، من کثر
سوادہم قوم فہو منہم جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

لے مراقی الفلاح علی بابش الطحاوی باب اور اک الفرغیہ نور محمد کا رخانہ تجارت کراچی ص ۲۶۹

لے کنز العمال حدیث ۳۲۴۶۸ موسستہ الرسالہ بیروت ۵۲۹/۵

لے تاریخ بغداد ترجمہ عبد اللہ بن عتاب ۵۱۶۷ دار الکتاب العربی بیروت ۲/۶

کنز العمال حدیث ۳۴۷۳۵ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۲/۹

مسئلہ ۳۹۸ مولوی محمد واحد صاحب ۲۷ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذکر میلہ و مبارک پر تعین ایام و تخصیص ربیع الاول شریف یا برقرار یا زہد و دیگر تواریخ امور اس مسئلہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے گھروں میں مسجدوں میں فرد و شریف یا قرآن مجید کا پڑھنا یا دعا یا روزہ شریف تک ہر روز مجلس ذکر میلہ کرنا اور حاضرین سامعین ذکر اقدس کو مستثنائی دینا یا کھانا کھلانا یعنی فروع و سرور و ولادت اقدس یا ایام وصال ادباً بہ کمال میں زیادتی عبادت و صدقہ و برکت اور نیک میں نعت حضرت سیدہ النعمانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تجوش الحافی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
بیقنوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

ذکر حضور سیدہ الجبرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان و سرور بجان ہے ان کا ذکر بعینہ ذکر رحمت ہے۔ قال تعالیٰ، و من فعلنا لک ذکرک (اے محبوب! ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔ ت) حدیث میں ہے، اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد سیدتنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے،
استدري كيف سمعت لك ذكرك. کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے نے تمہارا ذکر۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی، اللہ اعلم (اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ت) ارشاد ہوا،

جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك
فقد ذكرني
اے محبوب! میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک
یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بیشک اس نے میرا
ذکر کیا۔

اور ماہ ربیع الاول شریف اس کے لئے زیادہ مناسب جیسے دوہر قرآن و عزم قرآن پکڑنے ماہ رمضان
کو اسی جیفہ میں اترا،

شہر رمضان الذي انزل
ماہ رمضان شریف وہ بابرکت عینہ ہے کہ جس میں

قرآن مجید آثار اگیات

فیہ القرآن

یہاں اس عالم میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رونق افروز ہونا ماہ ربیع الاول میں ہوا اور لہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روزِ جان افروز و شنبہ کو روزہ شکر کے لئے خاص فرماتے اور اسکی وجہ یوں ارشاد فرماتے کہ فیہ ولدت و فیہ انزل علی آسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر کتاب اتری۔ یہ تخصیصات بوجہ مناسبات ہیں تو ان پر طعن جمل سے بلا مناسبت تخصیص کو تو فرمایا گیا صوم یوم السبت لا لک ولا علیک یعنی روزہ کے لئے روزِ شنبہ کی تخصیص نہ تجھے نافع نہ مضر، تو مناسبات جلیلہ کے باعث تخصیص پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے ہاں تخصیص معنی توقف کہ اوروں پر ہی نہ سکے یا بمعنی وجوب شرمی کہ اس دن ہونا شرعاً لازم اور دوسرے دن ناجائز ہو ضرور باطل ہے مگر وہ ہرگز کسی کے ذہن میں نہیں کوئی جاہل سا جاہل بھی ایسا خیال نہیں کرتا و لکن الوہابیہ قوم لا یعلمون (و ابی ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں جانتے۔ ت) یہی حال یازدہم و دوازدہم و تواریخ و مال مجربان ذوالجلال کا ہے اور اوقات فاضلہ میں کثیر اعمال صالحہ بلا شبہ مطلوب و مندوب ہے جس پر قرآن عظیم و احادیث کثیرہ ناظرین ان من افضل ايامکم الجمعة فاکثروا فیہا من الصلوٰۃ علی (بلاشبہ تمہارے ہفتہ کے تمام دنوں میں سے سب سے افضل دن روزِ جمعہ ہے لہذا اس دن سب دنوں سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھو۔ ت) درود و غرائی و تلاوت قرآن مجید و اطعام طعام و صدقات و مبرات کی خوبیاں ضروریاتِ دین سے ہیں محتاج بیان نہیں اور شیرینی کی تخصیص میں قرآن مجید ہی، ایک تریکہ کہ قلب المؤمن حلویہ حب الخلو مسلمان کا دل میٹھا ہے محتاس کو دوست رکھنا ہے۔

دوم وہ روزانہ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں آتی وکل جدید لذیذ ومن وافق من اخیه شہیدہ غفرلہ (ہر نئی چیز ذائقہ دار ہوتی ہے اور جو کوئی اپنے بھائی سے اس کی چاہت میں موافقت کرے تو اس کے گناہ بخش دئے گئے۔ ت) سوم حسب عرفہ اغنیاء کو بھی اس کے لینے میں باک نہیں ہوتا بخلات اس کے کہ روٹی ہاتھی جائے۔

سہ القرآن الکریم ۱۸۵/۲

۱۸۵/۲ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی قتادۃ الانصاری المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۹ و ۲۹۶/۵

۱۸۵/۲ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی قتادۃ الانصاری المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۹ و ۲۹۶/۵

۱۸۵/۲ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی قتادۃ الانصاری المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۹ و ۲۹۶/۵

چهارم جو چیز محبوبانِ خدا سے منسوب ہو جائے سرورِ تعظیم ہو جاتی ہے، شیرینی اس کے لئے زیادہ مناسب کہ اس میں چیز پھینکنے کی نہیں ہوتی۔ نعت شریف ذکرِ اقدس ہے اور اس کا خوش الحانی سے ہونا موردِ زیادتِ شوق و محبت۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے براہِ سبب اللہ نیز شریف میں تصریح فرمائی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح شریف الحانِ خوش کے ساتھ سننا محبتِ حضور کو ترقی دیتا ہے، اور ولادتِ اقدس پر اظہارِ فرحت و سرور خود نص قرآن سے مامور۔ قال اللہ تعالیٰ: قل بفضل اللہ وبرحمته فبذلک یخفف حوائجکم۔ تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت چاہئے کہ اسی پر فرحت و سرور کریں۔

انسان العیون میں ہے، بعض صالحین خواب میں زیارتِ جمالِ اقدس سے مشرف ہونے عرض کی یا رسول اللہ! یہ جو لوگ ولادتِ حضور کی خوشی کرتے ہیں، فرمایا، مَنْ فَرَّحَ بِمَنَّا فَرَّحْنَا بِکُمْ جبرہاری خوشی کرتا ہے ہم اُس سے خوش ہوتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۹ از رائے بریلی محلہ جہان متصل مکان سیدہ ذی اعلیٰ خٹل انیسٹر مرسلہ حافظ قرآن صاحب ۲۳ شعبان ۱۳۲۵ء وارد حال بریلی شہادت گنج

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سُنی مسلمان از سر تا پا معصیت میں مبتلا ہے اُس نے محض اپنی نہات کا ذریعہ خیالی کر کے مجلسِ میلاد شریف منعقد کی ہو اور نہایت دُورِ شوق سے ذکرِ رحمتِ للعالمین سرکارِ دو عالم اپنے آقائے نامہ اور کائنات سننا اختیار کیا ہو اور نماز بھی پڑھتا ہو اور پچ بھی بولتا ہو اور حلالِ کفائی مجلس میں صرف کرتا ہو، مسکینِ الطبع رقیقِ القلب شریف ابنِ شریف ہو اور اچھے لوگ اسے اچھا سمجھتے ہوں اور بد باطنی لوگ اسے بُرا سمجھتے ہوں اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور جا کر سننا جائز ہے یا نہیں اور اس کو محفلِ میلاد مقرر کرنا اور ذکرِ سرورِ عالم سننا چاہئے یا نہیں؟ اور جو شخص میلاد خواں اپنی بد باطنی سے اس کے یہاں مجلس پڑھنے نہ جائے اور دوسروں کو روکے اور اس کی پرانی ناکردہ کی تہمت لگائے وہ گنہگار ہے یا نہیں؟

سبب المرآۃ البانیۃ المقصد السابع حجتہ ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۲-۳۱۱

سبب القرآن الکریم ۵۸/۱-

سبب انسان العیون

الجواب

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ اچھے لوگ اسے اچھا سمجھتے ہیں تو بہ باطنوں کے بُرا سمجھنے سے برا نہیں ہو سکتا۔
 دو لوگوں کی بدگمانی سے کوئی اثر سوا اس کے کہ بدگمانی کرنے والے خود ہی گنہگار ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ:
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَشْمُ إِلَیْهِ
 اسے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہیں (ت)

جھوٹی قسمت رکھنے والا سخت گنہگار و مستحق عذاب ہے اور اس بنا پر اس کے یہاں مجلس مبارک پڑھنے سے لوگوں کو روکنا منافی الخیر ہونا ہے، ظاہر سوال کا جواب تو یہ ہے اور واقعہ کا علم اللہ عزوجل کو۔
 واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از باریں اسلام نگر مرسلہ عزیز حسن کانسٹبل ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین مشرع متین ان مسئلوں میں،

- (۱) حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں کوئی پیشینگوئی قرآن و حدیث میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو حوالہ کتاب و سطر و صفحہ سے ہو۔
- (۲) اگر مجلس کو جس میں ذکر شہادت حضرت امام زمان علیہ السلام ہو اور واقعات صحیح ذکر کئے جائیں اور وہ ماہ محرم میں ہو علاوہ ازیں اپنے دوستوں اور سامعین کو کچھ از قسم شیرینی ختم مجلس پر تقسیم کی جائے تو جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

- (۱) قرآن مجید میں تمام ماکان و مایکون کا بیان ہے،
 قال اللہ تعالیٰ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ
 تبیاناً لِّکُلِّ شَیْءٍ
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ہم نے آپ پر ایک عظیم کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا واضح بیان ہے (ت)

- اور حدیثوں میں شہادت شریفہ کا صاف ذکر ہے، امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صواعق محرقہ وغیرہ میں ان کی تفصیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) جبکہ روایات صحیحہ و مجیدہ بیان کی جائیں اور غم پروردی وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف

باحت نزول رحمت الہی ہے اور تقسیم شیرینی ایک سلوک حسن۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۰۲ از شہر علمہ وغیرہ مسئلہ فتنی شرکت علی صاحب عمر و چوگی ۸ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
 (۱) کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا اُن
 کی نیاز کی چسینہ کالینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ اُن کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں ؟
 (۲) محرم میں بعض مسلمان ہرے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کا کیا حکم ہے ؟

الجواب

(۱) جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے، اُن کی نیاز نیاز نہیں، اور وہ غالباً نہایت
 سے خالی نہیں ہوتی، کم از کم اُن کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے، اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور
 اس میں شرکت موجب لعنت۔

(۲) محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کا شعار رافضیاں
 لیاں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۳ از کشمیری دروازہ قمار کے سونے میں ٹھیکیدار مسئلہ امیر حسن بید قلعہ ۹ شعبان ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو وہ زمانے میں جو میلاد شریف مروج ہے اور اس میں
 شیرینی وغیرہ تقسیم ہوتی ہے اور حضرات سیدہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جو نذر و نیاز
 وغیرہ محرم میں یا غیر محرم شریف میں ہوتی ہے اس میں جا کر شرکت کرنا اور کھانا اور پینا کیسا ہے چاہے کسی
 قوم میں ہو خواہ شیادہ میں ہو اس کا کھانا پینا یا شرکت دینا کیسا ہے ؟ اور جو لوگ اس میں شرکت نہیں
 یا شریک ہونے پر منع کرتے ہیں اُن کے واسطے مولوی لوگ کیا حکم فرماتے ہیں ؟

الجواب

مجلس مبارک اور نیاز شریف کو متکرات شریعہ سے خالی ہیں سب خوب متحقق ہیں اور اُن میں شرکت
 باعث ثواب اور اُن کا کھانا بھی جائز، اور جو اُن کو بلا وجہ شرعی منع کرے باطل پر ہے یہ دبا یہ کام ہے لیکن
 رافضی کے یہاں کی مجالس میں شرکت جائز نہیں نہ اس کے یہاں کھانا کھایا جائے، اس کے میل جول ہی
 جائز نہیں، اور اگر اس کے یہاں کے کھانے میں گوشت ہے جب تو وہ قطعی حرام و مردار ہے مگر یہ کہ
 ذبح ہوتا اور پکنا اور اس کے سامنے مناسب مسلمانوں کے زیر نظر ہوا ہو کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب ہوا ہو
 روافض کے یہاں شرکت جو لوگ منع کرتے ہیں حق پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۵ از نظام آباد ضلع اعظم گڑھ مستور سید اصغر علی صاحب ۹ شعبان چار شنبہ ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ؟

(۱) جو شخص شیعہ ہو اور اپنے مذہب میں سخت ہو اس سے مسلمان خفیوں کو محفل میلاد شریف پڑھانا چاہیے یا نہیں بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ ایسی روایات پڑھتا ہے جس سے صحابہ اور سنی مذہب کی توہین ہوتی ہے۔

(۲) جو مسلمان سنی مذہب خفی کا پابند ہو وہ شیعوں کی مجلسوں میں شرکت کرے اور ان کے جلوس کا انتقام (مثل تاشہ، ڈھول، روشنی، جلوس گھوڑی کا جس کو دلدل تاہوت کہتے ہیں) کرے اور اس شرکت کو مذہب خفی کی رو سے جائز سمجھے بالخصوص ایسی مجالس میں شرکت کرے تاکہ جس میں روایات خلاف مذہب خفی پڑھی جاتی ہیں وہ کیسا ہے؟ بینوا تو جردا

الجواب

(۱) رافضی سے مجلس شریف پڑھانا حرام ہے،

لان فی تقدیمہ تعظیہ وقد وجب
علیہم اہانتہ شرعاً تبیین
الحقائق وغیرہا۔
اس لئے کہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے
حالانکہ شریعت میں لوگوں پر اس کی توہین و تذلیل
ضروری ہے، جیسا کہ تبیین الحقائق و تفسیر میں
مذکور ہے۔ (ت)

یہ اُسی حالت میں ہے کہ وہ کوئی بات کسی صحابی یا مذہب اہلسنت کی توہین کی ذکر کرے اور اگر ایسا کرتا ہے تو جو دانستہ اُس سے پڑھوائے فقط ترکیبِ حرام نہیں بلکہ اُسی کی طرح گمراہ رافضی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) مجالس روافض اور ان خرافات میں شرکت حرام ہے اور اس کے جائز سمجھنے پر سخت حکم ہے
اگر اُن مجالس میں مذہب اہلسنت پر حملہ ہوتا ہو تو ان میں شرکت پر راضی نہ ہو گا مگر گمراہ۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۶ از سورت سکر امپورہ محلہ مولوی جمیل مرحوم مستور غلام رسول بن عبد الرحیم ۱۲ رمضان ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ چند اشخاص نے گیا رحوی شب ہر مہینہ میں جمعیت ہو کر غرض ایصال ثواب

صبح پر طوع حضرت محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درود شریف کی تسبیح و کلمہ تہلیل و سورۃ اخلاص شریف کے بعد یا غوث یا غوث یا غوث کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ در صورت جائز ہونے کے بجائے اس کے درود شریف یا کلمہ تہلیل وغیرہ اذکار پڑھیں تو کیسا؟ بینوا قہرودا (بیان فرمائیے اجر پائیے ت)

الجواب

جائز ہے کوئی حرج نہیں، اور درود شریف یا تسبیح و تہلیل کا اس سے افضل ہونا و جرم منع نہیں ورنہ سوا افضل الاذکار لا الہ الا اللہ ہر دعا و ذکر و درود شریف سب ممنوع ہو جائیں بلکہ تمام اذکار کہ شراکین خوانی ان سب سے افضل ہے بلکہ غیر اوقات کراہت نفل میں قرآن خوانی بھی کہ نماز نفل اس سے افضل ہے۔ یہاں ایک نکتہ اور قابل لحاظ ہے سائل نے وقت حاجت و مصیبت نہ اسے غیر اللہ کا جواز اپنا معتقد بنایا انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نداء اسے غیر اللہ نہیں بلکہ اللہ ہی کی نداء ہے کہ وہی نسبت ملحوظ و منافیہ اسے جس طرح کہ مطلقہ و درمختارہ عالمگیر میں ہے، التواضع لغیر اللہ حسراہ علیہ غیر اللہ کے لئے تواضع حرام ہے۔

حالانکہ انبیاء و اولیاء اور ماں باپ اور اساتذہ وغیرہم کے لئے تواضع کے حکم سے قرآن و حدیث اور خود یہ کتابیں مالا مال ہیں تو وجہ وہی کہ ان کے لئے تواضع غیر اللہ کی تواضع نہیں اللہ ہی کے لئے ہے کہ اُسی کی نسبت ملحوظ ہے اسی نکتہ سے غفلت کے سبب وہاں یہ خذلہم اللہ تعالیٰ شرک جہل میں گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کو مشرک کہنے لگے انھیں انبیاء و اولیاء و جود الہی کے مقابل مستقل وجود نظر آئے اور اُن کی ندا غیر خدا کی ندا جانی، یٰٰہو ہیں ان سے استمداد اُن کی تعظیم ہر بات میں وہی غیریت و استقلال کا لحاظ رکھا اور یریدون ان ینصر قوا ین اللہ دس سلسلہ (وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولوں کے درمیان تفریق کریں۔ ت) کے مصداق ہوئے، اس کا زیادہ بیان ہمارے رسالہ الاستمداد و کشف ضلال دیوبند میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از دو ٹکڑے دایرہ کا نہ گجرات گاڑی کے دروازہ متصل مکان چاند رسول مستولہ عبید الرحیم
احمد آبادی ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سید الاولین و الآخریں کی مجلس مبارک سے اہل محلہ کو منع کرنا کیسا ہے؟

بیٹنوا تو جبروا (بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

اگر وہ مجلس شریف منکرات شرعیہ سے خالی ہو اور اس وقت منع کرنے کے لئے کوئی ضرورت خاصہ شرعیہ داعی نہ ہو بلکہ صرف اس بنا پر منع کرتا ہے کہ وہ باہی ہے اور مجلس مبارک کو بُرا جانتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ وہ بایہ گمراہ بددین بلکہ کفار مرتدین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ میلاد سے متعلق

انحضرت کا ایک اہم اور مدلل فتویٰ

جو پہلے اس جلد میں شامل نہ تھا فتویٰ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے اسے اس مقام پر شامل کر دیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شیعہ متین اس مسئلہ میں کہ فضل میلاد شریف و قیام بوقت ذکر و ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہے بعض لوگ اس قیام سے انکار کرتے ہیں یہی وجہ کہ قرونِ ثلثہ میں نہ تھا اور ناجائز بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ثقات علماء سے خاص اس بار سے میں منع وارد ہے اپنا پنجہ سیرت شامی میں ہے، و هذا القیام بدعة لا اصل لها (یہ قیام بدعت ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ ت) ان کے اقوال کا کیا حال ہے؟ بیٹنوا تو جبروا (بیان فرماؤ اور پاؤ۔ ت)

الجواب

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا بیان و اظہار اور اپنے فضل و رحمت کے ساتھ مطلقاً خوشی منانے کا حکم دیا ہے، قال اللہ تعالیٰ:

وَمَا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحْسَدٌ مِّثْلَہٗ اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ (ت)

وقال الله تعالى :

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك
فليفرحوا۔

(اے محبوب! آپ) فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل
اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہئے کہ (لوگ)
خوشی کریں (ت)

ولادت حضور صاحبِ نواک تمام نعمتوں کی اصل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم
رسولا به
اور فرماتا ہے :

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين
(اے محبوب!) اور ہم نے تجھے رحمتِ عالم
رحمت دونوں جہان کے لئے۔ (ت)

تو آپ کی خوبیوں کے بیان و اظہار کا نقص قطعی سے نہیں ممکن ہوا اور کا بغیر میں جس قدر مسلمان کثرت سے
شامل ہوں اسی قدر زائد غریب اور رحمت کا باعث ہے، اسی مجمع میں ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے ذکر کرنے کا نام مجلس و مجلس میلاد ہے۔ امام ابو الخیر سخاوی تحریر فرماتے ہیں :

شولائنا اهل الاسلام في سائر الاقطار
والمدن يشتغلون في شهر مولده صلى
الله عليه وسلم بعمل الولا ثم البديعة
المشقة على الامور البهجة الرقيقة
ويتصدقون في لياليه با انواع الصدقات و
يتكلمون في السرور ويزيدون في المبرات
ويهتمون بقراءة مولد الانبياء ويظهر
عليهم من بركاته كل فضل عظيم انتهى۔

یعنی پھر اہل اسلام تمام اطراف و اقطار اور شہروں
میں بجاہ ولادت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم عہدہ کاموں اور بہترین شغلوں میں رہتے
ہیں اور اس مبارک کی راتوں میں قسم قسم
کے صدقات اور اظہارِ سرور و کثرتِ حسنات
و اہتمامِ قرآن مولد شریف عمل میں لاتے ہیں
اور اس کی برکت سے ان پر فضلِ عظیم ظاہر ہوتا ہے۔
انتہی۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۵۸/۱۔ ۲۔ القرآن الکریم ۱۶۴/۲۔ ۳۔ القرآن الکریم ۱۰۴/۲۔

۴۔ انسان العیون بحوالہ سخاوی باب تسمیۃ صلی اللہ علیہ وسلم محمد واحد المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۸۳/۱
اعانة الطالبین فصل فی اصداق مطلب فی فضل عمل المولد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیروت ۳/۶۶-۶۵

اور قول بعض کا کہ میل و بایں جنت کذا فی قرون ثلثہ میں نہ تھا نا جائز ہے باطل اور پرانہ ہے ،
اس لئے کہ قرون و زمانہ کو حاکم شرعی بنانا درست نہیں یعنی یہ کہنا کہ غلام زمانہ میں جو تو کچھ مضائقہ نہیں
اور غلام زمانہ میں ہو تو باطل اور ضلالت ہے حالانکہ شرعاً و عقلاً زمانہ کو حکم شرعی یا کسی فعل کی تحسین و تقبیح
میں دخل نہیں ، نیک عمل کسی وقت میں ہو نیک ہے اور بد کسی وقت میں ہو بُرا ہے ۔

ففي الحديث الشريف من سن سنة حسنہ فله اجرها و اجر من عمل بها
و من هذا النوع قول سيدنا عمر رضي الله
تعالى عنه في التراويح نعت البديعة
فخر فاروق رضي الله عنه کا بھی دربارہ تراویح ہے کہ یہ اچھی بدعت ہے ۔ (دست)

تو ثابت ہوا کہ ہر امر مستحدث در دین خواہ قرون ثلثہ میں ہو یا بعد بمقتضائے قوم من کہ حدیث
میں ”من سن سنة“ میں مذکور ہے اگر موافق اصول شرعی کے ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے اور محمود و مقبول
ہوگا اور اگر مخالف اصول شرعی ہو تو مذموم اور مردود ہوگا ۔ قلل عیاض المالکی (قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ
نے فرمایا)

ماحدث بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فهو بدعة و البدعة فعل
ما لا سبق اليه فساد وفاق اصلا من السنة
و يقاس عليها فهو محمود و ما خالف
اصول السنة فهو ضلالة و منه
قوله عليه الصلوة والسلام
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جو نیا کام
نکا لایا وہ بدعت ہے اور بدعت وہ فعل ہے
جس کا پہلے وجود نہ ہو ، جس کی اصل سنت کے
موافق اور اس پر قیاس کی گئی ہو وہ محمود ہے
اور جو اصول سنن کے خلاف ہو وہ ضلالہ ،
اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول مبارک

صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنة حسنة
مسند احمد بن حنبل عن جریر بن عبد الله
سنن ابن ماجہ باب من سن سنة
صحیح البخاری کتاب الصیام باب فضل من قام رمضان
انساق العیون فی سیر الامین المامون باب تسبیح صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۱/۲۶۹

كل بدعة ضلالة الخ.

اور سیرت شامی میں ہے ،

تعرض البدعة على القواعد الشرعية
فاذا دخلت في الايجاب فهي واجبة
او في قواعد التحريم فهي محرومة
او المندوب فهي مندوبة او المكروه
فهي مكروهة او المباح فهي
مباحة .

علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں ،

ان كانت مما يندرج تحت مستحسن في
المشروع فهي بدعة حسنة وان
كانت مما يندرج تحت مستقيم في الشرع
فهي بدعة مستقيمة انتهى .

تبریدت گراہی ہے اے اسی قبیل سے ہے۔ (ت)

بدعت کو قواعد شرعیہ پر پیش کیا جائے گا تو وہ جب
وجوب کے قاعدہ میں داخل ہو تو واجب یا اگر
حرام کے تحت ہو تو حرام ، یا مستحب کے تحت ہو
تو مستحب ، یا مکروہ کے تحت ہو تو مکروہ ، یا
وہ مباح کے قاعدہ کے تحت ہو تو
مباح ہوگی۔ (ت)

اگر وہ بدعت شریعت کے پسندیدہ امور میں
داخل ہے تو وہ بدعت حسنہ ہوگی ، اور اگر وہ
شریعت کے ناپسندیدہ امور میں داخل ہے تو وہ
بدعت قبیح ہوگی انتہی۔ (ت)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ وہاں یہ کہ بدعت کو صرف بدعت سیدہ میں مخصوص کرنا اور اس کی کیفیت
کی طرف نظر نہ کرنا محض ادعا اور باطل ہے بلکہ بعض بدعت بدعت حسنہ ہے اور بعض بدعت واجبہ ہے
جس کلیہ کے تحت داخل ہو ویسا ہی حکم ہوگا ، اور یہ شروع میں تحریر ہو چکا ہے کہ ذکر ولادت شریف
و اما بنصہ ربك فحدث (اور اپنے رب کی نعمت کا ثوب چرچا کرو۔ ت) کے تحت میں ہے
توقطعا مندوب ومشروع ہوا۔ علامہ ابن حجر نے فتح المبین میں لکھا ہے ،

والحاصل ان البدعة الحسنة متفق
على مندوبها وعلى المولد واجتماع
یعنی بدعت حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق
ہے اور مولد شریعت اور اس کے لئے لوگوں کا

لہ

۱۹۲/۱ دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۲۶/۱۱ بیروت

۱۱/۹۳

النام كذا لك يه

جمع ہونا اسی قبیل سے ہے۔

لیجئے اس میں مجمع کی تصریح بھی موجود ہے، اور مسلم الثبوت میں ہے،
شاع وزاج احتجاجهم سلفاً وخلفاً بالجموع
من غیر تکلیف۔
یہ انکار مشہور و معروف ہے۔ (ت)

اور یہ بھی اسی میں ہے،

والعمل بالماضی یقتضی الاطلاق۔
مطلق پر عمل میں اطلاق کا لحاظ ہوتا ہے (ت)

تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے،

العمل به ان یجسی فی کل ما صدق
علیه المطلق۔
اس پر عمل یوں کر جس پر مطلق صادق آتا ہے
اس میں حکم جاری ہوگا۔ (ت)

قال الله تعالى (الله تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

واذکروا الله کثیراً لعلکم تفلحون۔
اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بے حد کا ذکر ہے، حق بھی نزد تعالیٰ اپنے پیارے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے،

ورفعنا لك ذکرك۔
بلند کیا ہم نے تمہارے ذکر کو تمہارے واسطے۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریعت میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عطا
قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں،

جعلتك ذکراً من ذکری فمن ذکرك ذکرتی۔
یعنی اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا پس جو تمہاری یاد کرے اس نے میری یاد کی۔

- ۱۔ انسان الیوم بحوالہ ابن حجر باب تسمیۃ صلی اللہ علیہ وسلم محمد وادرا المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۱/۸۴
۲۔ مسلم الثبوت الفصل الخامس مسئلہ معزم صیغ مطبع الانصاری دہلی ص ۷۳
۳۔ مسلم الثبوت فصل المطلق ما دل علی فرد منتشر مطبع الانصاری دہلی ص ۱۱۹
۴۔ التقریر والتقریر مسئلہ اکثر ان غنی التخصیص مجمع زیر علی نصف الازار الفکر بیروت ۱/۲۶۵-۲۶۶
۵۔ القرآن الکریم ۸/۴۵
۶۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ الفصل الاول المکتبۃ الشریکۃ الصحافیۃ ۱/۱۵

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد و تفریع عینہ خدا کی یاد ہے، پس حکم اطلاق جس میں طریقہ سے آپ کی یاد کی جائے گی حسن و محمود رہے گی ایسا ہی قیام بوقت و بحر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولاً اس کے جواز ثابت کرنے میں ہیں ضرورت نہیں کیونکہ کل اشیاء میں علت ہے، جو کوئی عدم جواز کا دعویٰ کرے اس پر دلیل و مینہ ہے، ہمارے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ حدیث شریف میں ہے،

الحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مما عفا عنه
 اللہ تعالیٰ نے جو اپنی کتاب میں حلال کر دیا ہے وہ حلال ہے اور جو حرام فرما دیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت اختیار کیا وہ معاف ہے (ت)

ہاں ہم قیام کے مستحق ہونے کا ثبوت بھی دیتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمانوں کا عین ایمان ہے اور اس کی غرض و تفریع قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه... اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا تاکہ اسے لوگوں! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)

وقال اللہ تعالیٰ:

ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب
 اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (ت)

وقال اللہ تعالیٰ:

ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه
 اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے (ت)

پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقہ سے کی جائے گی حسن و محمود رہے گی اور خاص طریقوں کے لئے جہاں ثبوت کی ضرورت نہ ہوگی ہاں اگر کسی طریقہ کی

ممانعت شرعاً ثابت ہوگی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا۔ امام ابن حجر کی جو ہر منظم میں فرماتے ہیں،
 تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع
 انواع التعظیم التي ليس فيها مشاركة الله
 تعالى في الألوهية أمر مستحسن عند من
 نور الله أبصارهم انتهى۔ سواء ورد الشرع
 بخصوصه أو لم يرد ذلك لانت مطلق
 التعظیم وما حدث عليه والیہ فلیعم کل
 ما یستلزم باسمة۔
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم تمام اقسام تعظیم
 کے ساتھ جس سے الوہیت الہیہ میں شرکت لازم
 نہ آئے ہر طرح امر مستحسن ہے ان سب کے نزدیک
 جن کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے روشنی کی ہیں انتہی۔ خواہ
 شریعت کا درود خاص اس امر میں ہو یا نہ ہو یا اس نے
 کہ مطلق تعظیم جس کی طرف اور جس پر توجہ کی گئی تو
 اہم کے ہر سبھی کو شامل ہو سکے (ت)

جن کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے نور بصارت بخشا ہے ان کے نزدیک یہ قیام بوقت ذکر ولادت شریف
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض بنظر تعظیم و اکرام حضور اقدس بجالانے ہیں بیشک حسن و محمود
 تا وقتیکہ منکرین خاص اس صورت کی ممانعت قرآن و حدیث سے ثابت نہ کریں اور ان شاء اللہ تاقیات
 اس کی ممانعت ثابت نہ کر سکیں گے۔

رہا یہ کہ قیام ذکر ولادت شریف ہی کے وقت کیوں ہے اس کی وجہ نہایت روشن اور واضح ہے۔
 اولاً صد ہا سال سے ملائے کوام اور بلاد اسلام میں یونہی معمول ہے۔

ثانیاً ائمہ دین کی تصریح ہے کہ ذکر پاک صاحب بولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس
 کے ہے اور صورت تعظیم میں سے ایک صورت وقت قدوم معکم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے
 ساتھ مناسب ہوئی۔

ثالثاً وقت ولادت شریف حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ملائکہ تعظیم کے
 واسطے کھڑے ہوئے تھے شرف الانام تصنیف علامہ شیخ قاسم بخاری میں یہ روایت موجود ہے اس لئے
 ہم بھی جب ذکر ولادت شریف کرتے ہیں تو ان ملائکہ کا تشکیل پیدا کرتے ہیں کیونکہ محدثین کے نزدیک واقعہ
 مرویہ کی صورت اور تشکیل پیدا کرنا مستحب ہے چنانچہ بخاری شریف کے صفحہ تین میں روایت ہے کہ وقت
 نزول وحی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دل میں پڑھتے اور لبوں

ہوتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس وقت یہ حدیث روایت کرتے تو اپنے لبوں کو ہلاتے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہلاتے تھے اور حضرت ابن عباس بھی ہلاتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہلاتے دیکھا۔ پس جبکہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے واقعہ مروید کا تشکل اور تشکل ثابت ہے تو ہم بھی واقعہ میلاد میں قیام ملائکہ کا تشکل اور تشکل پیدا کرتے ہیں، باقی صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قیام ملائکہ کا تشکل نہ بنانا اور محفل میلاد شریف کو ہیئت کذا فی کے ساتھ آراستہ نہ کرنا مستلزم منع شرعی نہیں۔ امام احمد بن محمد بن قسطلانی بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل
لا یدل علی المنع الخ۔
کسی کام کا کیا جانا جواز کی دلیل ہے اور نہ کیا جانا
منع کرنے کی دلیل نہیں الخ۔ (ت)

علامہ برزنجی عقد الجواہر میں فرماتے ہیں،
قد استحسن القیام عند ذکر مولد
الشریف اشہ ذورویۃ ودرایۃ فطوبی
لمن کان لعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم مراۃ ومراۃ الخ۔
بیچک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے
ذکر کے وقت کھڑا ہونے کو ان اماموں نے جو صحابہ و تابعین
روایت میں اچھا جانتے تھے تو اس شخص کیلئے سعادت ہے جس کی
مراد مقصود کی غرض نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو۔

حل النقص حرمین شریفین مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ مبارکہ و مرجع دین و ایمان کے اکابر علماء و مفتیان
فضلا نے مذاہب اربعہ حق سے میلاد مع قیام کرتے آئے اور اس کے جواز کا فتویٰ دیتے آئے،
پھر ان پر ضلالت اور گمراہی کا اطلاق کیونکہ ہو سکتا ہے

چہ کفر از کعبہ پر خیزد کجا ماند مسلمان

ربا عبارت سیرت شامی سے استدلال مسودہ سب باطل، کیونکہ علامہ برہان الدین حسینی
السان العیون فی سیرت الامین الامامون عبارت مذکورہ کو نقل کر کے شرح فرماتے ہیں،
ای لکن ہی مبدعۃ حسنۃ لانه یعنی لیکن یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ

صحیح البخاری باب کیف بدّ الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدی کتب خانہ کراچی ۳/۱
مواہب لدنیہ

